صد سالہ عرسِ رضوی کے موقع پر خصوصی اشاعت

دلیل الکاملین فی سیرۃ امام المجاہدین

حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

کی مجاہدانہ زندگی

اور

موجودہ خانقاہی نظام



1

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

مکتبہ طلع البدر علینا
جامع مسجد غوثیہ ندیم ٹاؤن ملتان چونگی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MARCH 2020

اہلسنت و جماعت کا قرآن و سنت کا عظیم اِدارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 163 | شعبہ ناظرہ: 395

شعبہ درس نظامی: 120 | شعبہ تجوید: 12

اور انہی شعبہ جات میں 500 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 120 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ 14 اساتذہ | شعبہ درس نظامی و تجوید 12 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول و کمپیوٹر 14 اساتذہ | باورچی 3 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلباء کم و بیش 700 اور مکمل اسٹاف 49 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 00500025657003 - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

دلیل الکاملین فی سیرة امام المجاهدین

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی

اور

موجودہ خانقاہی نظام

جلد اول

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی
مہتمم جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبری للبنات
کوٹ مظفر میلسی وہاڑی

مکتبہ طلع البدر علینا
جامع مسجد غوثیہ ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی
اور موجودہ خانقاہی نظام

جلد اوّل صفحات:۵۵۹

مولف : مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

03044161912

تقاریظ: مشائخ کرام ودانشوران

ناشر: مکتبہ طلع البدر علینا

تعداد : ۱۰۰۰

کمپوزنگ: قادری کمپوزنگ سینٹر

ناشر: مکتبہ طلع البدر علینا

سن اشاعت: صفر المظفر ۱۴۴۰ بمطابق ستمبر ۲۰۱۸ء)

ھدیہ

پروف ریڈنگ: الاستاذ محمد ذیشان رضوی

ملنے کے پتے

مکتبہ طلع البدر علینا جامع مسجد غوثیہ ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور ☆ دارالنور مرکز الاولیس دربار مارکیٹ لاہور ☆ قادری کتب خانہ قائداعظم روڈ میلسی ☆ مکتبہ فیضان مدینہ رائے ونڈ ☆ مدرسہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات کوٹ مظفر ☆ مولانا فیض احمد قادری رضوی (۰۳۰۷۸۷۷۴۴۳۷) ☆ محمد وسیم عالم قادری ۰۳۲۱۴۰۶۶۲۷۴، مسعود رضا قادری۔

الانتساب

☆حضورغوث اعظم کے والد ماجد السید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام

☆حضورغوث اعظم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدۃ امۃ الجبار فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کے تمام اساتذہ کرام ومشائخ عظام رضی اللہ عنہم کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد پاک رضی اللہ عنہم کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کے تمام تلامذہ وخلفاء کرام رضی اللہ عنہم کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کے لئے اپنے گھروں کی زمینیں وقف کرنے والوں کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کے سلسلے سے تعلق رکھنے والے مجاہدین وغازیان کے نام

☆زنگی وایوبی کوفوجیں روانہ کرنے والے شہزادہ غوث الوری سیدی عبدالعزیز الجیلانی کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کے تمام محبین وعشاقان کے نام

☆مصری حکومت کا تختہ الٹنے والے آپ کے شاگرد الشیخ زین الدین ابن النجاء کے نام

☆القدس کی فتح کی کوشش کرنے والے مجاہد اسلام سلطان نورالدین زنگی شہید کے نام

☆القدس پر اسلام کا جھنڈا لہرانے والے محافظ ناموس رسالت سلطان ایوبی کے نام

☆القدس کی فتح پر سب سے پہلا خطبہ دینے والے آپ کے شاگرد الشیخ الزکی کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی تعمیر میں حصہ لینے والے شیخ الاسلام گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام

☆آپ رضی اللہ عنہ کے نائب امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام

☆سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم مجاہد محافظ ناموس رسالت غازی ملک ممتاز حسین قادری شہید کے نام

☆حضورغوث اعظم کے شیدائی مجاہد ختم نبوت غازی محمد تنویر حسین قادری عطاری کے نام

الاهداء

مظہرِ جلالِ حضور غوث اعظم جانشین زنگی وللکار ایوبی

حضور شیخ الاسلام امیر المجاہدین فضیلۃ الشیخ الامام الحافظ خادم

حسین رضوی

حفظہ اللہ تعالی

حسب الارشاد

سراپا خلوص ہمدرد اہل سنت عاشق رسول

جناب الحاج محمد عارف قادری رضوی

صاحب حفظہ اللہ تعالی

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ضیاء احمد قادری رضوی عفا اللہ عنہ

فہرست جلد اول

تقاریظ

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی کتب پر تبصرے

خانقاہ و درگاہ کا معنی اور اس پر کلام

خانقاہی نظام کے خدوخال

خانقاہ کی اہمیت ضرورت اوراس کی ذمہ داریاں

خانقاہ مدرسہ اور نشر علم کا ذریعہ

جاہل پیر اور ان کے مرید

شرائطِ مرشد

سازشی جعلی پیراوران کے اثرات

بدعات ومنکرات کے سدباب کیلئے مجدد اسلام

امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا جہاد

ولی کون؟

کرامت یا استقامت؟

جعلی عاملوں کی عملی دہشت گردی

نذرانہ عقیدت یا جرمانہ عقیدت؟

رہبر شریعت کون؟

حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا بچپن

دوران طالب علمی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مجاہدات

حضرت الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

کے مشائخ واساتذہ

الشیخ الامام القاضی ابوسعید المبارک بن علی المخرمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ أبو القاسم علی بن أحمد بن بیان الرزاز رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام ابولوفاء علی بن عقیل الحنبلی البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام حماد بن مسلم بن ددوۃ ابوعبداللہ الدباس الرحبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

مصنف کتب کثیرہ ابومحمد جعفر بن احمد البغدادی السراج رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام المحدث ابو سعد محمد بن عبد الکریم بن محمد بن خشیش الحنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

حضرت امام الغزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

حضرت الشیخ الامام یحیی بن اسحاق بن مندہ ابو زکریا بن ابی عمرو الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام محمد بن الحسین بن محمد بن خلف بن احمد القاضی ابویعلی البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف البغدادی الیوسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام ابو یعقوب بن یوسف بن ایوب الحسین الھمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام الخطیب ابو ذکریا یحییٰ بن علی التبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام ابو البرکات طلحہ بن احمد العاقولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما

الشیخ الامام المحدث ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت الشیخ الامام المحدث ابومنصور عبدالرحمٰن بن ابی غالب القزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام المحدث ابوعثمان اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مدرسہ قادریہ

الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا طریقہ تدریس

حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد

الامام المحدث الفقیہ الواعظ الشیخ ابن نجا الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام الزاہد الفقیہ أحمد بن أبی بکر بن المبارک بن الشبل ابوالسعود الحریمی

الشیخ الامام علی بن احمد بن وہب بن منارہ الصافیونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ ابوالخلیل احمد بن اسعد بن علی ابن احمد ابن الصفیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ

امام النحو واللغۃ علی بن بردواق بن زید بن الحسین بن سعید بن عصمۃ بن حمیر الکندی البغدادی

الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نظریات

الشیخ الامام الفقیہ المحدث ابوعمر ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام الفقیہ القاضی المحدث المفتی حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام المحدث عبداللہ بن احمد بن غنیمہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام المحدث صدقہ بن عبدالعزیز بن ہبۃ اللہ بن حدید الازجی الدقاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام المحدث الفقیہ ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن احمد بن ہبۃ اللہ بن عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام الرشید بن مسلمہ ابوالعباس احمد بن المفرج بن علی الدمشقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام عبداللہ بن احمد بن احمد بن عبداللہ بن نصر ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وہ خواتین جو حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی تلمیذہ ہیں

الشیخہ المعمرۃ القرشیہ رحمۃ اللہ تعالی علیہا

حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شادیاں

حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد مبارک

اولاد پاک کا مختصر ذکر

الشیخ عبدالوھاب بن عبدالقادر الجیلانی

حضرت سیدنا الشیخ الامام القدۃ عبدالرزاق بن عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما

عبدالجبار بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

سیدی ابوصالح نصر بن عبدالرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے نامور خلفاء

حضرت امام الشیخ یوسف بن المظفر بن شجاع ابو محمد العاقولی البغدادی الزاہد رحمۃ اللہ تعالی علیہ

حضرت سیدنا الشیخ الامام محمد الفقیہ الیونینی رحمہ اللہ تعالی علیہ

الشیخ ابوزکریا یحیی بن یوسف الصرصری شہید رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا الشیخ الامام علی بن الحسن الواسطی التوفی سنہ (۷۳۴ھ)

عرض فقیر

ربیع الثانی (۱۴۳۷ھ) کو بغداد معلّٰی کی حاضری نصیب ہوئی تو وہیں ارادہ کیا کہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی کے حوالے سے کچھ لکھا جائے تو حضرت مولانا ریاض احمد بیضاوی صاحب نے بھی مشورہ دیا اور یادگار اسلاف حضرت العلام مولانا مفتی علیم الدین نقشبندی دامت برکاتھم العالیہ نے بھی حکم فرمایا اور اپنی خاص دعاؤں سے نوازا، اللہ تعالی کا نام لیکر اس عظیم کام کو شروع کردیا، اب جو سب سے بڑا کام تھا وہ کتب کی فراہمی تھی ان سے کتب خانے خالی تھے، بازاروں کے کئی چکر لگائے مگر کہیں بھی کوئی کتاب میسر نہ آئی سوائے ایک کتاب کے جو حضرت محقق العصر مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ تعالی نے عطا فرمائی، پھر اللہ تعالی نے کرم فرمایا ۱۱ جمادی الاول کو حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی وہ اس طرح کہ میں نے خود کو حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں پایا تو وہاں پر موجود خدام کو عرض کی کہ میں لاہور سے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں، تو انہوں نے جاکر عرض کیا کہ لاہور سے فلاں نام کا ایک شخص جناب کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ رات کو دو بجے ملنے آئے تب میں اکیلا ہوں گا، جب دو بجے تو میں حاضر خدمت ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک انتہائی سفید ہے اور نور برسا رہی ہے، میں نے عرض کی حضور! میں آپ رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں مگر کتب نہیں مل رہیں اس لئے آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ آپ نے مدارس کیسے بنائے اور مجاہد کیسے تیار کئے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے میرا سوال سنتے ہی بیان کرنا شروع فرمادیا، میں جب صبح کو بیدار ہوا تو میں نے کہا اب اللہ تعالی ضرور مدد فرمائے گا۔

بس پھر اللہ تعالی کی مدد اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے توسل سے بہت سی کتب میسر آئیں اور ایک کتاب ''الطولۃ والفداء عند الصوفیۃ'' نے بہت کام دیا، اللہ تعالی شیخ اسعد الخطیب کو دنیا آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے، ارادہ کیا کہ حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام سے پہلے کچھ صفحات صوفیاء کرام کے جہادی کارناموں کے متعلق بھی لکھے جائیں، جب وہ لکھنے لگا تو بس لکھتے لکھتے اتنا کام ہوا کہ سوچا اس کو علیحدہ طبع کروادیا جائے تو یہ دو جلدیں تیار ہوئیں اور ان کو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے چھاپ دیا گیا۔

اب ''حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' جب لکھنا شروع کی تو اس کی نو جلدیں تیار ہوئیں، اب اس سے اگلا کام جو ''حضور غوث اعظم اور عالمی انقلاب'' ہے وہ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرم فرمائیاں

(۱۱ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ) کو حضور سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے عرس مقدس میں شرکت کے قافلے روانہ ہونے لگے تو علماء کرام سے مسلسل رابطہ تھا اور حاضری کا پورا ارادہ بھی تھا، مگر اللہ تعالی کو کچھ اور ہی منظور تھا، حاضری نہ ہوسکی، جس رات قافلے روانہ ہوئے اسی رات کو بڑی پریشانی کے عالم میں یہی سوچتا رہا کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی غلطی ہوئی ہو جس کی وجہ سے اس بار حاضری نہ ہوسکی، جب اسی پریشانی میں سوگیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ایک کرسی پر جلوہ فرما ہیں اور نہایت ہی خوش ہیں، اور اس فقیر کو دیکھ کر تبسم فرمارہے ہیں، اچانک آپ کرسی سے کھڑے ہوئے اور جو آپ کے عقب میں المادی تھی اس

میں سے کوئی چیز نکالنے لگے تو میں نے کھڑے ہو کر آپ کی کمر مبارک کو چوم لیا۔

الحمدلله علی ذالک

یہاں پر اپنے بزرگوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری جانتا ہوں جن میں حضرت العلام مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی دامت برکاتھم العالیہ جہلم، حضرت علامہ مولانا پیر سید خورشید احمد شاہ صاحب بخاری امیر جماعت اہل سنت ضلع لودھراں، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد سعیدی صاحب لاہور، محقق اہل سنت حضرت علامہ مولانا استاذی المکرّم مفتی محمد حفیظ اللہ مہروی صاحب لودھراں، حضرت علامہ مولانا مفتی محمود حسین شائق صاحب مدظلہ، حضرت پروفیسر ضیاء الدین لاہوری حفظہ اللہ، ہمدرد اہل سنت عاشق رسول جناب محمد عارف قادری رضوی صاحب جنہوں نے دعائیں کیں اور ہمارے دوست جناب محمد عابد قادری صاحب نے بھی اس میں بہت ہاتھ بٹایا اللہ تعالی کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ مولا تعالی اپنا خصوصی کرم فرمائے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری صاحب حفظہ اللہ نے اس کام کے کرنے میں بہت مرتبہ حوصلہ بڑھایا، اور اسی طرح حضرت پیر سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری حفظہ اللہ تعالی اور حضرت جسٹس میاں نذیر اختر صاحب اور مجاہد ناموس رسالت جناب محمد متین خالد صاحب اللہ تعالی سب کو اپنی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔

یکے از غلامانِ شہہ جیلاں رضی اللہ عنہ
فقیر ضیاء احمد قادری رضوی

تقدیم

ازفضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری قادری

خلیفہ مجاز بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بہ بسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی — کہ برقدس درست آید قبائے اعظم الشانی

اسلام دین فطرت اور ضابطہ حیات ہے ، اس کا آغاز حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے اور اختتام ہمارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہوا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنی آخری کتاب قرآن کریم نازل فرما کر اپنی نعمت تمام فرمادی اور نبوت کا باب ہمیشہ کے لئے بند فرمادیا سرکار دوعالم نور مجسم فخر موجودات خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تبلیغ اسلام کا فریضہ احسن انداز میں سرانجام دیا۔ ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے تبلیغ اسلام کے فریضہ کو ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان کے بعد یہ فریضہ صلحائے امت اور اولیائے امت کے حوالے ہوا جو الحمدللہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

صلحائے امت میں یوں تو تمام اولیائے کرام آسمانِ معرفت کے روشن ستارے ہیں اور ہم کو پیارے ہیں لیکن غوث صمدانی محبوب سبحانی محی الدین سید ابومحمد عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ آسمان روحانیت پر آفتاب بن کر چمکے ،آپ رضی اللہ عنہ کی نورانی کرنیں چہاردانگ عالم میں پھیلیں۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے — افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

آفتاب رشدوہدایت قطب الاقطاب حضرت سیدنا محی الدین ابومحمد عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ سنہ (۴۷۰ھ) میں طبرستان کے قصبے جیلان میں پیدا ہوئے ، آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سیدنا صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور والدہ ماجدہ حضرت امۃ الجبار فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ہیں ، بچپن سے ہی سایہ پدری سر سے اٹھ گیا، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی ، ابتداء ہی سے آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی سے رشدوہدایت کے آثار نمایاں تھے، قرآن کریم حفظ کیا۔ سنہ (۴۸۸ھ) میں اٹھارہ سال کی عمر مبارک میں بغداد معلّٰی کا سفر (چارسو میل کی مسافت اور انتہائی خطرناک راستہ تھا) کیا، والدہ ماجدہ نے چالیس دینار کی تھیلی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھمائی اور یہ بات سمجھائی کہ ہمیشہ ''سچائی'' کا راستہ اپنانا۔

آپ رضی اللہ عنہ سفر میں ہی تھے کہ ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کردیا اور سارے قافلے والوں کو لوٹ لیا، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو صاف صاف چالیس دینار کے بارے میں بتادیا، آپ رضی اللہ عنہ کے راست گوئی دیکھ کر ڈاکو تائب ہوگئے ،آپ کی یہ سچائی ضرب المثل بن گئی ، بغداد معلّٰی میں نامور اساتذہ کرام سے علوم دینی کی تکمیل فرمائی ، ان اساتذہ کرام میں ابوالوفاء علی بن عقیل الحنبلی ، ابوزکریا یحییٰ بن علی التبریزی ، ابوالخطاب محفوظ الکلوذانی الحنبلی ، ابوالحسن محمد بن قاضی ابویعلی محمد بن حسین بن محمد حنبلی ، قاضی ابوسعید المبارک المخرمی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

کے اسماء گرامی نمایاں ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے یہاں قاضی ابوسعید المبارک بن علی المخرمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خلافت حاصل کی، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ طریقت کے مدرسہ کو اپنا مرکز بنایا، درس وتدریس کی مسند پر متمکن ہوئے، چالیس سال منبر پر حقائق ومعارف کا درس دیتے رہے، آپ رضی اللہ عنہ کے وعظ اتنے پرتاثیر تھے کہ دور دراز سے لوگ آنے لگے، اور آپ کے اسیر بنتے گئے، اور یوں کاروان بنتا گیا، آپ رضی اللہ عنہ کی آواز میں اتنی کشش اور روحانیت تھی کہ عوام کے علاوہ علماء کرام اور صلحاء وفقراء بھی آپ کے گرویدہ ہوگئے، آپ کے حلقہ میں داخل ہوگئے، کشف وکرامات میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا، آپ نے چار شادیاں کیں، اللہ تعالی نے کثرت کے ساتھ آپ کو اولاد عطا فرمائی، آپ کی ساری اولاد عالم باعمل اور آپ کے نقش قدم پر کاربند رہی، تقریر کے علاوہ آپ نے تحریری سرمایہ بھی گراں قدر چھوڑا ہے، جس میں الفتح الربانی، جلاء الخواطر، فتوح الغیب، تفسیر الجیلانی، بشائر الخیرات، قصیدہ غوثیہ اور غنیۃ الطالبین (منسوب) کے نام معروف ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بغداد معلیٰ میں سنہ (۴۸۸ھ) تا سنہ (۵۶۱ھ) احیائے دین کی ایسی تحریک چلائی جس کے دور رس اثرات مرتب ہوئے، آپ کے سلسلہ عالیہ کو قادریہ کے نام سے شہرت عام اور مقبولیت انام حاصل ہے، آپ کے اخلاف میدان عمل میں نکلے، مختلف ممالک میں گئے، قادری خانقاہیں قائم ہوئیں، یوں آپ کی معنوی، روحانی اولاد کے ساتھ ساتھ آپ کی صلبی اولاد بھی عالم اسلام میں پھیلی، آپ رضی اللہ عنہ کے تبلیغی اثرات پوری دنیا پر پڑے، دیگر سلاسل ہائے طریقت سہروردیہ، نقشبندیہ اور چشتیہ کے مشائخ کرام نے بھی آپ کی تحریک کے اثرات قبول کیے اور انہیں آگے پہنچایا، ہر ایک کو آپ کی عظمت وشان کے بارے میں رطب اللسان پایا، اکابر مشائخ عظام نے آپ کی فضیلت وجلالت کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کیا، دنیا میں شاید ہی کوئی ایسی خانقاہ ہو جہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کا فیضان نہ پہنچا ہو، یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کا کوئی بھی خطہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام لیواؤں کے وجود سے خالی نہیں ہے۔

سرتاج الاولیاء رئیس الاصفیا سیدنا محی الدین ابومحمد عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ عالم اسلام کی ایسی پرکشش شخصیت ہیں کہ مختلف زبانوں میں آپ کے احوال وآثار پر بکثرت کتابیں لکھی جاچکی ہیں، بالخصوص عربی، فارسی اور اردو میں آپ کے فضائل ومناقب اور کرامات کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا گیا ہے، آپ کے حوالے سے لکھی گئی کتابوں میں آپ کے تقوی وطہارت، راست گوئی، شب بیداری، مجاہدات، ریاضات، کشف وکرامات کو نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے، یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ محض ایک عظیم روحانی پیشوا، عظیم المرتبت عالم دین ہی نہیں بلکہ آپ عظیم مبلغ اسلام، عدیم المثال، مصلح دین اور عظیم مجاہد اسلام بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنوں کے لئے شیر وشکر اور اسلام کے مخالفین اور منافقین کے لئے تیغ مسلول تھے، جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ دبدبہ غوثیت کے سامنے کسی کی نہیں چلتی تھی، اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد، خلفاء کرام اور قادری صوفیاء کرام نے بھی ہر دور میں مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے۔

اشد ضرورت تھی کہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تابناک حیات کے مجاہدانہ پہلو پر ایک جامع کتاب مرتب کی جاتی، جس میں آپ کی تصنیفات وملفوظات اور مکتوبات کے تناظر میں آپ کا تصور جہاد بھی سامنے لایا جاتا تاکہ اسلام اور صوفیاء کرام کے مجاہدانہ کردار پر انگلی اٹھانے والوں کو بھی مسکت جواب دیا جاتا۔

الحمد للہ علی ذالک نوجوان عالم باعمل مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ نے اس کمی کو نہایت ہی شدت سے محسوس کیا، اور اپنے

راہوار قلم کو اس جانب چلایا، آپ نے سب سے پہلے "صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام" کے نام سے لکھنا شروع کیا، بس پھر لکھتے چلے گئے، آپ کا یہ عظیم کام دو ضخیم جلدوں میں سامنے آیا، جو سولہ سو صفحات پر مشتمل ہے، آپ نے اہل تصوف کے تصور جہاد کو نہایت ہی خوبصورت انداز میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا، موجودہ خانقاہی نظام کو صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی کے تناظر میں آئینہ بھی دکھایا ہے۔

اذان حجاز میں منافقین کی خوب خبر لی گئی ہے، نیز مستشرقین کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے گئے ہیں، آپ نے دلائل کی روشنی میں ثابت فرمایا کہ ناموس رسالت مآب ﷺ کا تحفظ جانور بھی کرتے ہیں، کاش وہ انسان ان جانوروں سے درس عبرت حاصل کرتے جو ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے ابھی متزلزل ہیں، گستاخوں کے بارے میں اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وہ خطبات جن میں امراء وسلاطین سے خطاب کیا گیا ہے، ان کی بداعمالیوں، بدکاریوں اور ظلم وزیادتی پر کلمہ حق فرمایا، آپ کے خطبات الفتح الربانی والفیض الرحمانی کے نام سے موسوم ہیں، مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی نے اس کا نہایت انہاک کے ساتھ مطالعہ کیا اور اس میں موجود احادیث شریفہ کو ترجمہ وتحقیق اور تخریج کر کے "مشکوۃ الجیلانی" کے نام سے سامنے لے آئے ہیں، نیز اسی کتاب کے آخر میں آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سید عبدالرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کتاب "الاربعون الکیلانیہ" بھی تخریج وتحقیق کے ساتھ پیش فرمادی ہے۔اس سے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حسن عقیدت ظاہر وباہر ہے۔

آمدم برسر مطلب

مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی نے "حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام" کے عنوان سے لکھنا شروع کیا اور اسے لکھتے ہی چلے گئے اور آپ کی وسعت مطالعہ اور حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حسن عقیدت کا یہ عالم ہے کہ مواد اتنا جمع ہوگیا کہ اس کو سمیٹنا مشکل ہوگیا، بہت سی جلدوں میں یہ اہم کام ترتیب دیا جاسکا، کتاب کا حسن ترتیب، انتخاب، عنوانات فاضل مصنف کی علمی ،ادبی اور تحقیقی کاوشوں کا مظہر ہے، انتساب حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کے والدین کریمین کے نام ہے، جن کے حسن تربیت سے ہمیں غوث الثقلین الشیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ جیسی نابغہ روزگار ہستی ملی الحمد للہ۔

عرض فقیر میں فاضل مصنف نے کتاب لکھنے کی غرض وغایت رقم فرمائی ہے، اور موجودہ خانقاہی نظام کی حالت زار کی نقاب کشائی فرمائی ہے، بعض جاہل اور شیطان صفت پیروں کی خوب خبر لی ہے، آپ نے ہولناک انکشافات بھی فرمائے ہیں، بعض خانقاہوں پر کتب خانوں کی ویرانیوں کا نقشہ کچھ اس انداز سے کھینچا کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، جہاں ہمارے بزرگوں نے بیٹھ کر فکر واعتقاد کی اصلاح کے لئے کتابیں لکھیں اب وہاں کتے باندھے جارہے ہیں۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو　　　پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

فاضل مصنف نے مختلف ابواب اور عنوانات قائم کر کے قاری کے لئے آسان فہم اور دلچسپ بنادیا ہے۔

جاہلانہ رسومات، بدعات، منکرات، خانقاہی نظام، خانقاہ کا معنی ومفہوم، مدرسہ، ولی کون، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا مزارات پر ہونے والی خرافات کے خلاف جہاد، رسول اللہ ﷺ سے حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کا والہانہ عشق، حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ بحیثیت نعت گو، حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ بحیثیت مقدمہ نگار، بحیثیت مجاہد، آپ کے مکتوبات، ازدواجی زندگی، سوانح حیات، مدرسہ، تدریس اور طلبہ، گیارہویں

شریف، عقائد غوثیہ، قصائد غوثیہ، اوراد الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ، جامعہ قادریہ اوراس کی شاخیں، اعتراضات اوران کے جوابات تحریک اصلاح وتجدید جیسے اہم عنوانات کو احاطہ تحریر لائے ہیں اوران پر سیر حاصل بحث کی۔ اللھم زد فزد۔

آپ نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے موضوع کا حق ادا فرمایا ہے، انداز فکر اور اسلوب نگارش بھی خوب تر ہے، پوری کتاب محققانہ ،عالمانہ اور صوفیانہ رنگ لئے ہوئے ہے، ماخذ ومراجع کی طویل فہرست ہے، یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ فاضل مصنف نے نہایت عرق ریزی سے کام لیا ہے اور بنیادی ماخذ پر انحصار کیا ہے، اس سے کتاب کی ثقاہت واضح ہوجاتی ہے، بے شک آپ نے یہ کتاب دلائل وبراہین کی روشنی میں اور حقائق کے اجالے میں لکھی ہے، الحمد للہ ہمارا ماضی نہایت ہی تابناک تھا، ہمارے علماء کرام اور مشائخ عظام اور بالخصوص حضور سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی دعوت وعزیمت سے عبارت ہے، برصغیر میں بھی ہمارے اکابرین نے مجاہدانہ طرز پر اپنی زندگیاں گزاری ہیں، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی ہمارے اکابرین نے نہ صرف فتاوی جہاد جاری کئے بلکہ میدان جہاد میں صف اول میں بھی شامل تھے۔

یہاں کی مختلف ملی ،مذہبی تحریکوں میں قائدانہ انداز میں اہم کردار ادا کیا ہے ،خانقاہوں سے عالم دین ،مفتی ،محقق ،مصنف ،مفسر اور مجاہدین بن کر نکلے ،شدھی تحریک کے خلاف ہمارے اکابرین ہی مرد میدان بنے اور لاکھوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا تحریک قیام پاکستان میں ہمارے اکابر کھل کر سامنے آئے اور گاندھی کی آندھی بھی ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی اور مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آ گئی، تحریک ناموس رسالت کا جھنڈا بھی ہمیشہ ہمارے اکابرین نے بلند رکھا، مرزا قادیانی کی قادیانی تحریک کا مقابلہ بھی ہمارے اکابرین نے ڈٹ کر کیا، پاکستان میں (۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء) کی تحریک ختم نبوت میں ہمارے علماء وصوفیاء کا کردار نہایت ہی روشن اور نمایاں رہا تحریک یارسول اللہ (ﷺ) میں ہمارے علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سامنے آئے اور لاہور کی بادشاہی مسجد میں یارسول اللہ (ﷺ) کانفرس کا انعقاد عمل میں لائے۔ غازی ناموس رسالت جناب ملک ممتاز حسین قادری شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو جب سزائے موت دی گئی تو ہمارے علامہ خادم حسین رضوی نے ''لبیک یارسول اللہ (ﷺ) کا نعرہ بلند فرمایا اور میدان عمل میں اترے اور بزرگوں کی خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے گدی نشینوں کو بھی دعوت دی:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

الامان والحفیظ: آج ہم نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں، ہماری مساجد تعلیم یافتہ علماء کرام سے خالی ہوتی جارہی ہیں، ہمارے کئی مدارس کی رونقیں ماند پڑ رہی ہیں، ہماری کئی خانقاہیں ویران ہونے لگی ہیں، بعض خانقاہوں پر کتب خانے بند پڑے ہیں، جہاں نادر ونایاب کتابیں ضائع ہورہی ہیں۔ (ن والقلم ومایسطرون) پر عمل پیرا ہونے والے اٹھتے جارہے ہیں، ذوق مطالعہ اور کتاب شناسی مفقود ہوتی جارہی ہے، ہماری اکثر محافل پیشہ ور مولویوں اور بے عمل نعت خوانوں کے زیر اثر جاچکی ہیں، جہاں لاکھوں روپے لٹائے جاتے ہیں، آجکل کے بعض پیر جب اپنے بزرگوں کے اعراس کرواتے ہیں تو قد آور اشتہارات میں اپنی اور اپنی اولاد کی تصاویر بھی شائع کروا کر خوب تشہیر کرواتے ہیں، کیا ہمارے بزرگوں نے یہی کچھ ہمیں سکھایا تھا، کیا اسے تصوف کا نام دیا جاسکتا ہے، آہ!

ہمارے اکابرین تو وہ تھے جنہوں نے اپنی زندگیاں مجاہدانہ انداز میں گزاری تھیں، عالم اسلام میں ایک انقلاب برپا کیا تھا۔

انہوں نے سر بکف پیغام ربانی سنایا تھا انہوں نے کفر کا مغرور سر حق پر جھکایا تھا
انہوں نے گمرہوں کو رہبر ملت بنایا تھا انہوں نے دامن کوہسار پھولوں سے سجایا تھا
انہیں کے دم قدم سے رحمتوں کی بدلیاں چھائیں چمن میں ہر طرف رنگینیاں رعنائیاں آئیں

ایک ''تم'' ہو کہ اپنے اسلاف کی ''راہ ورسم منزل ہا'' سے دور ہوتے جا رہے ہو اور انہیں بدنام کر رہے ہو۔

مگر تم ملت اسلام کو بدنام کرتے ہو فروغ کفر کا باعث ہے جو وہ کام کرتے ہو
خدا کے دین کی تخریب صبح وشام کرتے ہو سراسر احترام دشمن اسلام کرتے ہو
عمل کا جوش باقی ہے نہ تم میں شان ایمان ہے زبان سے صرف کہنے کے لئے قوم مسلمان ہے

آج بھی برصغیر میں خانقاہوں کی اکثریت فیض قادریت کا دم بھرتی ہے، اور اکثر علماء ومشائخ کرام حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نام لیوا ہیں، خدارا آگے بڑھیں، آپ رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی کے آئینے میں موجودہ خانقاہی نظام کی بحالی کی کوشش کریں، مسجدیں آباد کریں اور محراب ومنبر کو رونق بخشیں اور مدارس کی رونق بحال کریں اور خانقاہوں پر موجود کتب خانوں کی حفاظت فرمائیں، نادر ونایاب کتابوں کی حفاظت کریں، اور انہیں از سر نو شائع کر کے عام کریں، قلم وقرطاس سے محبت کریں، مدارس سے بدعات ومنکرات کو دور کریں اور اپنی محافل کو شریعت کے دائرے میں لائیں، ناموس رسالت مآب ﷺ کے تحفظ کے لئے ہر آن تیار رہیں، جب فکر واعتقاد میں انقلاب آجائے تو اوہام پرستی، تنگ نظری اور کم ظرفی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زیدہ مجدہ نے نہایت موثر انداز میں قلم اٹھایا، اور موضوع کا حق ادا فرما دیا، کتاب کی سطر سطر سے جہاں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے گہری اور بے پایاں عقیدت نظر آتی ہے وہاں تبلیغ اسلام اور اصلاح معاشرہ کا جذبہ بھی نمایاں طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب محدثین کے علاوہ علماء کرام اور مشائخ عظام کے لئے بھی ایک تحفہ بے بہا ہے، وہ ہر سال گیارہویں شریف کا اہتمام فرماتے رہتے ہیں وہ اس بار حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے طبع ہونے والی یہ کتاب خود لیں اور اپنے حلقہ احباب میں پہنچائیں، اور بلکہ تمام خانقاہوں اور دیگر لائبریریوں میں بھی یہ اہم کتاب ضرور پہنچائیں، تاکہ قوم میرے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کردار سے واقف ہو سکے، امید واثق ہے کہ اس کتاب کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوگی ان شاء اللہ عزوجل۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے شیدائی مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے آمین۔ مصنف، اس کے معاونین اور قارئین کے علم وعمل میں بھی برکتیں عطا فرمائے اور انہیں دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین

گدائے کوئے مدینہ شریف

سید صابر حسین بخاری قادری غفرلہ

خلیفہ مجاز بریلی شریف

برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

(۱۱ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۲۰ اکتوبر ۲۰۱۸ء) بروز ہفتہ بوقت عشاء)

تقاریظ

علماء کرام ومشائخ عظام

ودانشوران امت

عالم ربانی فضیلۃ الشیخ

حضرت العلامہ مولانا بدرالاسلام صاحب صدیقی مجددی حفظہ اللہ تعالی

مولانا ضیاء احمد قادری رضوی کی کتاب ''حضورغوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' دیکھ کرخوشی اور پڑھ کردل باغ باغ ہوا، اس کام کی بہت اشد ضرورت تھی، اور اسے بہت پہلے ہونا چاہیے تھا تاکہ الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارک سے واقف ہوکرآپ کی گیارہویں شریف کومحض اکل وشرب کا نام نہ دیا جاتا، اس کتاب کو پڑھنے سے فکری، اعتقادی اور عملی اصلاح ہوتی۔

اللہ تعالی اس کتاب کے مولف کوجزائے خیرعطا فرمائے۔

بدرالاسلام صدیقی مجددی
خانقاہ عالیہ سلطانیہ جہلم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مختار احمد درانی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ عربیہ سراج العلوم رحیم یارخان

آج ۲۷ جمادی الثانی سنہ (۱۴۳۹ھ) بروز جمعرات مدینہ منورہ میں عزیزم فاضل جلیل عالم نبیل حضرت مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی سے ملاقات ہوئی، فاضل محترم نے اظہار کیا کہ میں نے حضور سیدنا الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ کے علمی وعملی کاموں پر ایک کتاب ''حضورغوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' کے نام سے ترتیب دی ہے۔

فقیر نے اس کتاب مذکور کو متعدد مقامات سے دیکھنے کا شرف پایا، ماشاء اللہ فاضل محترم نے نہایت محنت شاقہ فرما کرحضور سیدنا الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی نہایت تفصیل سے بیان فرمائی ہے۔ اصل مجاہدہ فی اللہ ہے جس کی طرف اشارہ فرمایا: (والذین جاھدو فینالنھدینھم سبلنا)، سلاسل اربعہ سبل موصل الی اللہ ہیں۔ مجاہدہ نفس سے باطن روشن ہوتا ہے اور یہی جہاد اکبر ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (رجعنامن الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر.) جہاد کفار جہاد اصغر ہے اور جہاد نفس جہاد اکبر ہے، جہاد اکبر میں کامیاب باطن روشن ہوتا ہے، پھر مکاشفہ، مشاہدہ حسن الہی کی نعمت نصیب ہوتی ہے، پھر عبد اور رب تعالی کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا، چونکہ امام شعرانی عارف ربانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ (المشاھدۃ ھی ارتفاع الحجب بین العبد وبین الرب) یعنی مشاہدہ میں حجابات جسمانی حجابات آسمانی سب دور کردیے جاتے ہیں، پھر بندہ اپنے رب تعالی کو بے حجاب دیکھتا ہے، رب اپنے بندہ کو بے حجاب دیکھتا ہے، پھر عجیب لطف روحانی حاصل ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ ظاہری وباطنی مجاہدات فرما کرتمام مراتب طے کرچکے تھے، تب ہی فرمایا

اناغائض فی بحار علمہ ومشاھدتہ،

خانقاہی نظام وہی بہتر ہے جس میں روحانی تربیت ہو اور حضور سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے خانقاہی نظام نے ہزاروں لوگوں کے باطن کو روشن کیا، اور لاکھوں لوگوں کی روحانی تربیت فرمائی۔

اللہ تعالی فاضل محترم کی اس محنت سے عوام وخواص کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محتاج دعا

مفتی محمد مختار احمد درانی مہتمم مدرسہ عربیہ سراج العلوم رحیم یار خان۔

(۲۷ جمادی الثانی سنہ (۱۴۳۹ھ)

نزیل مدینہ منورہ

حضرت العلام فضیلۃ الشیخ

علامہ وقت مولانا محمد اطہر علی ہاشمی صاحب حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ الطاھرین المطھرین واصحابہ المقربین الراشدین

اما بعد:

حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی محمد ضیاء احمد قادری رضوی مدظلہ العالی جو کہ بہترین مدرس اور قابل مناظر و مبلغ اور ماشاء اللہ صوفی طبع منکسر المزاج ومتعدل الذہن عالم دین اسلام ہیں، ساتھ ہی اللہ تعالی نے ان سے اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل تحقیق وتصنیف کا کام لینا شروع فرمادیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ضخیم انتہائی تحقیقی کتب آپ کے قلم سے مرصع ہو چکی ہیں، جن میں سے کچھ سیرت اور تاریخ اسلام کے متعلق ہیں جو کہ شائع ہو چکی ہیں، ہر کتاب کی تحقیق میں تعلیمات اسلامیہ، مسلک حق اہل سنت وجماعت کی روشنی میں اور صوفیاء کرام کی رعایت کے ساتھ پیش کی گئیں ہیں، دیگر براں یہ کہ جدید دور کے احوال اور فتنے اور ان کا سدباب بھی حضرت قبلہ مفتی صاحب نے کیا ہے۔ آپ کی ہر کتاب واقعی ایک تحقیقی مقالہ ہے اسے کسی یونیورسٹی لیول پر پیش کیا جاتا تو باقاعدہ اس کی ڈگری ملتی فقیر پر تقصیر انتہائی حیران ہوتا ہوں کہ جناب قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی نہایت سادہ صفت اور ظاہری طور پر زیادہ کتب اور جدید اشیاء بھی نہیں رکھتے مگر تصنیف وتحقیق میں حوالہ جات کا ڈھیر اور مستند روایات کا چناؤ اور مختلف فیہ مسائل میں بہترین اعتدالی اور تحقیقی انداز کرامت سے کم نہیں ہے، بہت سے علماء کرام اور صوفیاء کرام کی صحبت اور دعاؤں کا اثر ماشاء اللہ صاف نظر آتا ہے اور خصوصاً آپ مدظلہ العالی نے پہلی بار بغداد شریف دربار غوثیت میں حاضری کے بعد جو کام شروع فرمایا وہ یقیناً حضور شیخ المشائخ حضرت سیدنا ومولانا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کی خاص عنایت ہے، اور بہت بڑے کام کے لئے آپ کو مامور کیا گیا ہے میری مراد حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی کی نئی تصنیف لطیف کتاب مستطاب ''حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' جو کہ پی ایچ ڈی مقالہ کے برابر تحقیق ہے، لفظ لفظ تحقیق شدہ اور حرف حرف محبت بھرا اور سطر سطر ادب واحترام اور دربار غوثیہ کے فیوض وبرکات سے بھرپور ہے، اور ایسے ہی ''مشکوۃ الجیلانی'' کتاب جس میں صدیوں بعد ایک نیا کام پیش کیا گیا ہے کہ حضور سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی

رضی اللہ عنہ کی مرویات احادیث شریفہ کو جمع فرمایا ہے، یقیناً آپ امت کے لئے سرمایہ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے قلم وعلم، ذوق وشوق میں دن بدن اضافہ فرمائے اور دین متین کی خوب خدمت لے اور ذریعہ برکات بنائے۔

آمین

فقیر محمد اطہر علی ہاشمی چشتی عفی عنہ
نزیل عین قدمین شریفین مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
(۲۶ جمادی الثانی سنہ ۱۴۳۹ھ)

شیخ الحدیث حضور پیر سید سفیان علی شاہ صاحب

سجادہ نشین درگاہ واحدیہ کراچی

محترم جناب مفتی ضیاء احمد صاحب دامت فیوضہم کی تالیف بعنوان ''حضور غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' کی مفصل فہرست نظر سے گذری، ایک خوشگوار حیرت ہوئی۔ موجودہ زمانہ میں ہم نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کو فقط بابِ کرامات تک محدود کر دیا ہے اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اصل تجدیدی، روحانی، علمی، عملی اور احیائے دین کیلئے پیش کی گئیں خدمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔

خاص کر سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ کاوشیں اور قادری بزرگان کی تبلیغ اسلام کی علمی، عملی اور جہادی کوششیں عام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں جسکے باعث اغیار کو ہم پر طعن کا موقع ملتا ہے لیکن الحمد للہ مفتی ضیاء احمد صاحب زید مجدہم نے نہ صرف ان اہم موضوعات پر قلم اٹھایا بلکہ تحقیق انیق کے ساتھ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ کا ایک انسایکلو پیڈیا تیار کر لیا جو صرف علم وتحقیق کا شاہکار ہی نہیں بلکہ اغیار کے طعون کا مسکت جواب بھی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی صاحب کی سعی جلیل کو مقبول اور نافع بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مفتی سید سفیان علی شاہ
سابق نائب شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ (کراچی)
سجادہ نشین درگاہ عالیہ بارگاہ واحدیہ کراچی۔
(۱۰/۱۶/۲۱۰۸)

حضور قبلہ مفتی محمود حسین شائق صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

امیر جماعت اہل سنت انٹرنیشنل

حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نجیب الطرفین حسنی وحسینی سید ہیں، شیر خوارگی کے زمانے میں ماہ رمضان المبارک کا احترام کیا، مدرسہ میں ملائکہ کے ذریعے آپ کا احترام کروایا گیا، بغداد کے لئے تعلیمی سفر کے دوران خطرناک حالات میں سچ

بول کر سید ہونے کا عملی ثبوت دے کر ڈاکوؤں کو راہ راست پر لگا دیا، بغداد میں قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے تکالیف شاقہ اٹھائیں، پھر بغداد ہی کو مرکز رشد وہدایت بنالیا، آپ کے والد گرامی نے دریا میں بہتا ہوا سیب شدید بھوک کی حالت میں کھالیا، پھر مالک سے معافی حاصل کرنے کا احساس بیدار ہوا، اس ذریعے سے ایسی خاتون سے شادی ہوئی جو مجسمہ تقوی تھی، حضرت غوث پاک نے راہ سلوک پر چلنے والوں کی رہنمائی فرمائی کہ دنیا میں قیام کے دوران فکر آخرت اختیار کرو، امت مصطفی ﷺ کی فکر کرو، علم پر بھروسہ نہ کرو، اللہ تعالی کے فضل پر بھروسہ کرو۔

مجاہد اسلام مفتی ضیاء احمد قادری رضوی بہت محنتی آدمی ہیں، حضور سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی کے ایک ایک پہلو کو آپ نے ضخیم کتاب کی کئی مجلدات میں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی، اس کتاب کو غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سوانح حیات الدائرۃ المعارف اور انسائکلو پیڈیا کہنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالی مولانا کو مزید توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

مفتی محمود حسین شائق
(۱۶/۱۰/۲۱۰۸)

حضور قبلہ پیر سید ظفر علی شاہ صاحب مہروی حفظہ اللہ تعالی
شیخ الحدیث جامعہ عربیہ غوثیہ مہریہ لودھراں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری کی کتاب "حضور غوث کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام" کا چیدہ چیدہ مطالعہ کیا ہے، موضوع پر طویل بحث اور حوالے ہیں، جو ان کی کتابوں سے وابستگی کا پتہ دیتی ہیں، میں نے کچھ تجاویز مفتی صاحب کو بتادی ہیں، مجموعی طور پر ان کی بہترین کاوش ہے، اللہ تعالی اس کے ذریعے مسلمانوں کو نفع عطا فرمائے، اور ہم معاشرے میں پھیلی بے اعتدالیوں کا تدارک کرسکیں۔

سید ظفر علی شاہ مہروی
خادم جامعہ غوثیہ مہریہ لودھراں

عرض:

قبلہ پیر صاحب مدظلہ نے جو حکم فرمایا تھا اس پر فقیر نے پورا پورا عمل کر دیا ہے۔ (فقیر ضیاء احمد قادری رضوی)

محترم قبلہ مجاہد ختم نبوت میاں نذیر اختر صاحب (ریٹائر جسٹس)

حضورغوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شخصیت، تعلیمات، خدمات اور کارناموں پر صدیوں سے لکھا جارہا ہے۔ اس اہم دینی اور روحانی لٹریچر میں مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی کتاب ''حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' ایک اہم اور نادر اضافہ ہے۔ یہ خاصی طویل کتاب ہے، یقیناً اس کا مطالعہ تصوف میں دلچسپی رکھنے والوں اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے محبت رکھنے والوں کو نصیب ہوگا۔ اس سے قبل مفتی صاحب کی ایک کتاب ''صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' منظرِ عام پر آچکی ہے۔ خوش قسمتی سے مجھے سنہ (۱۹۵۷ء) میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم صوفی بزرگ حضرت سید رجب علی شاہ صاحب قادری قلندری سروری کے دست اقدس پر بیعت نصیب ہوئی، کتاب کی نسبت مزید اظہار رائے سے قبل میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حیات مبارکہ، روحانی مقام اور تعلیمات کے حوالے سے اپنی مختصر معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس ضمن میں قارئین کو تھوڑے سے وقت میں چند باتیں پڑھنے کا موقع مل جائے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سنہ (۴۷۰ھ) میں اس عالم رنگ و بو میں تشریف لائے اور سنہ (۵۶۱ھ) کو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ عالم بقا کو سدھارے۔

ولادت کی شب آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے والد ماجد حضرت سیدنا موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مشاہدہ کیا کہ سرکار دو عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ان کے گھر میں رونق افروز ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوصالح! اللہ تعالی نے تمھیں ایک بیٹا عطا فرمایا ہے جو کہ میرا دوست، محبوب اور اللہ تعالی کا بھی محبوب ہے، اور عنقریب اس کی شان اولیاء اللہ میں ایسی ہوگی جیسی میری شان انبیاء کرام علیہم السلام میں ہے۔

اس فرمان رسالت (ﷺ) کے مطابق حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو بلندترین روحانی مقامات اور تصرفات عطا کئے گئے۔ آپ کے فیوض و برکات کا ولادت کی شب ہی ظہور ہوا۔ اس شب جیلان میں پیدا ہونے والے سب بچے لڑکے تھے، اور سب کو اللہ کریم نے درجات ولایت عطا فرمائے، بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ۹۱ سالہ حیات مبارکہ میں آپ سے کثیر تعداد میں کرامات کا ظہور ہوا جو کتاب ھذا میں بہ تفصیل بیان کی گئی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی جلالت علمی، رفعتِ شان اور روحانی تصرفات اور کرامات کی وجہ سے ہر دور کے بزرگوں، صالحین اور اولیاء کرام نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو بطیب خاطر پیران پیر اور غوث اعظم تسلیم کیا۔ غوثیت اور قطبیت انسانی روحانی مقامات ہیں مختلف ادوار میں ان مقامات یا درجات کے حامل اولیاء کرام کا ظہور ہوتا رہا ہے، صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے بعد سب سے بلند و بالا شخصیت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ہے، جن کو غوث اعظم کہا جاتا ہے۔ اگر محض لغت کے معنوں میں طے کرنا مقصود ہو کہ سب سے بڑا مدد کرنے والا یا فریادرس کون ہے تو بے شک وہ اللہ تعالی ہے، لیکن اگر روحانی نظام میں انسانی مقام غوثیت کی بڑائی کا تعین مقصود ہو تو وہ مقام شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو حاصل ہے، انہیں اس اعتبار سے غوث اعظم کہنے

میں شرک کا کوئی احتمال نہیں ہے انبیاء کرام علیہم السلام سے خرق عادت یعنی معجزات کا ظہور ہوتا ہے اور اولیاء کرام سے کرامات کا۔ معجزات یا کرامات سب امرِ الٰہی کے تابع ہیں، ان کا مقصد مخالفین یا معترضین کو عاجز کر دینا اور انبیاء کرام علیہم السلام یا اولیاء کرام کی عزت و تکریم کو بلند کرنا ہے۔ معجزات نبوت کا لازمہ ہیں، لیکن کرامات ولایت کا لازمہ نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام تو مخلوق کی طرف بھیجے جاتے ہیں تاکہ لوگ ان کی پہچان کر کے ان پر ایمان لائیں، لیکن اولیاء کرام کا معاملہ ذرا مختلف ہے، ان کی پہچان اور اقرارِ ولایت مخلوق پر واجب نہیں ہے، بعض اولیاء کرام کو خود اپنی ولایت اور مقام کی خبر نہیں ہوتی اور ان سے کرامات کا ظہور بھی نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی وہ صاحب مقام ولی اللہ ہوتے ہیں اور مخلوق ان سے فیوض و برکات حاصل کرتی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے محلہ حلبہ بغداد معلّٰی میں منعقد ہونے والی مجلس میں ارشاد فرمایا: (قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللہ.) میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت مجلس شریف میں تقریباً ۵۰ مشائخ کرام حاضر تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا یہ فرمان بہ امرِ الٰہی رجال الغیب نے ہر طرف پھیلا دیا جسے سن کر سب نے بخوشی اپنی گردنیں جھکا لیں۔ حضرت سید خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تو یہ سن کر عالمِ وجد میں فرمایا: حضور! آپ کا قدم میری گردن پر، میرے سر پر اور میری آنکھوں پر۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مجلس میں موجود مشائخ کرام میں سب سے پہلے شیخ علی بن الہیتی اٹھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس آ کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا، پھر دیگر مشائخ کرام نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حیات مبارکہ کے چار ادوار ہیں:

(۱) ولادت باسعادت سنہ (۴۷۰ھ) سے لیکر سنہ (۴۸۸ھ) تک اپنے آبائی علاقے جیلان میں رہے۔

(۲) سنہ (۴۸۸ھ) سے لیکر سنہ (۴۹۵ھ) تک بغداد شریف میں تعلیم مکمل کی۔

(۳) سنہ (۴۹۵ھ) سے لیکر سنہ (۵۲۱ھ) تک مجاہدات و ریاضات میں مصروف رہے۔

(۴) سنہ (۵۲۱ھ) سے لیکر ۵۶۱ھ) تک وعظ، درس و تدریس اور افتاء کی خدمات انجام دیں۔

امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وكانت فتواه تعرض على العلماء بالعراق فتعجبهم أشد الإعجاب فيقولون سبحان من أنعم عليه.

ترجمہ

کہ جب علماء عراق کے سامنے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لکھے ہوئے فتاویٰ پیش کیے جاتے تو ان کو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی علمی قابلیت پر سخت تعجب ہوتا اور وہ پکار اٹھتے کہ وہ ذات پاک ہے جس نے ان کو ایسی علمی نعمت سے نوازا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ: عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحنفی الشّعرانی، أبو محمد (۱:۱۰۸) مکتبۃ محمد المليجي الكتبي وأخيه، مصر)

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حصول علم کے لئے سعی بلیغ اور پیہم کاوش کے حوالے سے ارشاد فرمایا: علم، عالموں اور عاملوں (یعنی باعمل علماء کرام) کی تلاش میں اتنا چلو کہ چلنے کی ہمت باقی نہ رہے، یہاں تک چلو کہ کوئی چیز تمہارے چلنے کا ساتھ نہ دے سکے۔
جلاء الخواطر مجلس: ۴۵)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہر سال ۱۱ ربیع الاول کو آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں محفل ذکر کا اہتمام کیا کرتے تھے جس میں سیرت مصطفیٰ

ﷺ کا بیان ہوتا اور تمام حاضرین محفل کو طعام پیش کیا جاتا اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر ماہ کی ۱۱ تاریخ کو اس مجلس شریف کا اہتمام کرنا شروع فرما دیا، یہ محافل بنیادی طور پر یاد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کی محبت کے اظہار کے لئے ہوتی تھیں، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین اور چاہنے والوں نے کبھی گیارہ ربیع الاول اور ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو ایسی ہی محافل کو جاری رکھا، اور از راہ محبت اور ادب اس کو گیارہویں شریف کا نام دیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درس وتدریس اور تبلیغ دین کے لئے مدرسہ قائم فرمایا۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درس دیا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس وعظ میں ہزاروں انسان، جنات اور غیر مسلم بھی شریک ہوتے تھے، وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وعظ سے متاثر ہوکر بہ رضا ورغبت اسلام قبول کر لیتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علمی وتبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ اپنے مرکز جامعہ قادریہ میں ایک شعبہ ''حرکتہ الجہاد'' قائم فرمایا جہاں جہاد بالسیف کی عملی تربیت دی جاتی تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۶ ذوالقعدہ سنہ (۵۴۵ھ) کو اپنی خانقاہ میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا: تحقیق اللہ رب العزت نے دو جہادوں کی خبر دی، ایک جہاد ظاہر اور دوسرا جہاد باطن۔ جہاد باطن نفس وخواہش، شیطان اور طبیعت کا جہاد ہے، اور گناہوں اور لغزشوں سے توبہ کرنا اور اس پر ثابت قدم رہنا، شہوتوں اور حرام چیزوں کا ترک کر دینا ہے۔ جہاد ظاہر: کافروں اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنا ہے، ان کی تلواروں اور تیروں اور نیزوں کا مقابلہ کرنا ہے اور قتل کرنا اور قتل کیا جانا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا ہے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد نجم الدین ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور تربیت یافتہ مجاہد تھے، جب انہوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی تو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر دس سال تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اپنی نگاہ فیض رساں ڈالی اور فرمایا: ان شاء اللہ یہ بچہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان شریف حرف بحرف پورا ہوا۔

سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی جامعہ قادریہ کے تربیت یافتہ مجاہد تھے وہ سنہ (۵۴۹ھ) میں دمشق کے حاکم بنے اور انہوں نے شعبہ جہاد میں شاندار کارنامے سرانجام دیئے، ان کی وفات کے بعد حکومت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملی، ان کی فوج میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد بہت زیادہ تعداد میں تھے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی فوج کا اکثر حصہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین اور شاگردوں پر مشتمل تھا، اور اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادے سید عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مختلف علاقوں سے اپنے پر اثر مواعظ کے ذریعے افواج روانہ کرتے رہتے تھے جس سے نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کمر مضبوط ہوتی رہتی تھی۔ اور وہ سب فیضان قادریہ سے پر انوار اور روح جہاد سے سرشار تھے، انہوں نے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیادت میں ہر میدان جنگ میں یورپی صلیبی طاقتوں کو شکست دی۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کی اساس تین باتوں پر ہے **اول**: توحید اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔ **دوم**: رسالت محمدیہ (ﷺ) پر ایمان اور اتباع رسول ﷺ۔ **سوم**: خدمت خلق حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعلیمات اور مواعظ حسنہ میں توحید پر بہت زور اور شرک سے بچنے کی تلقین ہے، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی بہت تاکید ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت بہت زیادہ کرو، اس کی اطاعت اس کو یاد رکھنا ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر پر راضی رہو، صبر اختیار کرو، شریعت کی مکمل پابندی کرو، بندہ جب اسلام، ایمان اور عرفان کی منزلوں سے گزرتا ہوا حقیقت کو پا جاتا ہے تو وہ اطاعت الٰہی میں کامیاب اور کامران ہو کر رضائے الٰہی پالیتا ہے۔

اتباع رسول: رسالت محمدیہ (ﷺ) پر ایمان لا کر آپ ﷺ کی اطاعت کر کے ہی بندہ مومن سرخرو ہوتا ہے، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بندہ جب تک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اطاعت نہ کرے اسے کسی قسم کی فلاح نصیب نہیں ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ بندہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے ذریعے سید المرسلین ﷺ کا قرب حاصل کرے تاکہ آپ ﷺ اس کو حق تعالیٰ کا مقرب بنا دیں، رسول اللہ ﷺ ہی بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ ہیں۔ اصل صوفی وہ ہے جس کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع سے صاف ہو جائے، ایسے پاکباز صوفیاء کرام کو ہی رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

خدمت خلق: مخلوقِ خدا کو گمراہی سے نکالنا اور اس کی اصلاح کرنا خدمت خلق ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھا کہ اگر تمھارا بچہ کسی غیر کے قبضہ میں ہو تو تم کیا کرو گے؟ تو انہوں نے کہا: ہم اسے چھڑانے کی کوشش کریں گے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بس میں بھی یہی کر رہا ہوں، میں جب کسی بندے کو دشمن یعنی شیطان کے پنجے میں دیکھتا ہوں تو اسے چھڑانے کی کوشش کرتا ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مواعظ حسنہ سے لوگوں کے دلوں کی دنیا بدل جاتی تھی، وہ شر اور شیطان کے راستے کو چھوڑ کر راہ مستقیم پر آجاتے تھے، غیر مسلم کفر کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیتے، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دلوں میں دین کو زندہ کیا اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب محی الدین ہے۔ خدمت خلق کا ایک پہلو مخلوق کے کام آنا ہے، ہر بندے کی قسم قسم کی حاجات ہوتی ہیں، آپ سخاوت کا مظاہرہ کر کے ان کی حاجات (بشمول کھانا پینا لباس وغیرہ) پوری کرنے کی بھرپور سعی فرماتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مجالس میں ہزاروں شرکاء کو کھانا کھلایا جاتا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان عالی شان ہے کہ ساری دنیا کی دولت میری ہتھیلی پر رکھ دی جائے تو میں بھوکوں کو کھانا کھلا دوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: سوالی تمھاری طرف اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اسے رد نہ کرو، آپ کی تعلیم یہ ہے کہ سوال کرنے والا مستحق ہو یا نہ ہو اسے کچھ دے دو، اس عمل کی حکمت یہ ہے کہ جب تم بارگاہ الٰہی میں سوالی بنو گے تو مستحق نہ ہونے کے باوجود کچھ پالو گے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بھی فرمان شریف ہے کہ تم اپنے ظاہر کو سنوارتے ہو جسے مخلوق نے دیکھنا ہے لیکن قلب کو بھول جاتے ہو جسے خدا تعالیٰ نے دیکھنا ہے۔

زیر نظر کتاب شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے مولف کتاب مفتی ضیاء احمد قادری رضوی نے وسیع مطالعہ کے بعد اور کمال محنت سے کتاب میں انتہائی قیمتی مضامین جمع کیے ہیں۔ جس سے حیاتِ غوث اعظم کا ہر گوشہ نکھر کر قارئین کے سامنے آجاتا ہے بالخصوص مولف نے حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی بشمول شعبہ جہاد اور عسکری زندگی میں آپ کا حصہ اور کاوشیں واضح طور پر بیان کی ہیں۔ مولف نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب، ازدواجی زندگی، تعلیم، وظائف، تبلیغ دین، اصلاح معاشرہ، معرفت الٰہی، توحید باری تعالیٰ، عظمت مصطفیٰ ﷺ خلافت راشدہ، اور غوث اعظم کا نظریہ، اہل سنت و جماعت کی پیروی اور بد مذہبوں سے دوری، امت کے نوجوانوں کے نام اہم پیغام، غوث اعظم کی وصیتیں، وحدت امت کے لئے

آپ کی کوششیں ، مملکت زنگیہ اور ایوبیہ میں خواتین کا کردار اور گیارہویں شریف ۔ الغرض ہر پہلو پر انتہائی اہم مواد جمع کر دیا ہے، اس کتاب کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں مولف نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے اساتذہ و مشائخ کرام اور آپ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست اور ان کے مختصر حالات جمع کر دیئے ہیں ۔ یہ کتاب قارئین کو دیگر بہت سی کتب اور رسالوں سے مستغنی کرنے والی ہے، اسے غوث پاک کی مشہور تصنیف ''غنیۃ الطالبین'' کی طرح غنیۃ القارئین کہنا مناسب ہے، مولف کتاب کی کاوش لائق صد ستائش ہے، مجھے امید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ تصوف میں دلچسپی رکھنے والے طلبہ وصالحین، علماء کرام، مشائخ عظام اور عامۃ الناس کیلئے انتہائی مفید ہوگا، موجودہ دور کے فتنوں اور گمراہیوں کی تاریکی میں یہ کتاب ایک مینارہ نور ثابت ہوگی ۔ میری دعا ہے کہ یہ کتاب محض لائبیریریوں اور الماریوں کی زینت نہ بنے بلکہ قارئین کے ذہن وخرد اور قلوب میں جاگزیں ہو اور وہ اس کے مطالعہ سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ سکیں ۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ازجسٹس (ر) میاں نذیر اختر سابق جج لاہور ہائیکوٹ لاہور
سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان
سابق امین پنجاب بیت المال لاہور
وکیل صفائی منجانب ملک ممتاز حسین قادری شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ

استاذ العلماء فاضل اجل جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا حافظ بشیر احمد فردوسی گولڑوی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی زندگی علم وعمل کی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے، آپ کے کردار کی خوشبو نے چہار دانگ عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، آپ کی مجاہدانہ زندگی نے گم شدگان منزل کو کنارہ حق عطا کیا، جہاں راہزنوں کو بادہ جام حق سے راہ رو منزل بنایا، وہاں تشنگان علم کو نور علم سے سیراب کر دیا، اس مکتب علم کے بادہ خواروں میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسی عظیم شخصیات نظر آتی ہیں، آپ کے صاحبزادگان شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ، شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ فقہ وحدیث شریف کی تدریس فرماتے رہے، اور گوہر نایاب مخلوق خدا میں لٹاتے رہے، آپ کے مکتب علم وفیض میں بیک وقت چارسو قلم ودوات ہوتے تھے، پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ تعداد جو آپ کے وعظ شریف سے اکتساب فیض کرتی نظر آتی ہے ستر ہزار تک پہنچ جاتی ہے ، آپ شاہان وقت کی مدح سرائی نہیں بلکہ پوری قوت کے ساتھ ان کی اصلاح فرماتے تھے، اور ان کے غیر شرعی افعال پر گرفت فرماتے تھے ، اہل منصب کی وجہ سے آپ کے پایہ استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی ، سلاطین آپ کے روحانی اور علمی کمالات کی وجہ سے دل وجان سے آپ سے عقیدت رکھتے تھے، نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو محدث وعالم اور فقیہ تھے، اسی طرح سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیات پر آپ کے نور معرفت کا اثر تھا، بغداد معلّٰی سے لیکر دنیا کے مختلف کونوں تک مدارس کا ایک طویل سلسلہ دکھائی دیتا، ان میں ضرور آپ کے وجود مبارک کی مساعی نظر آتی ہے، آپ کے شاگردان نے مدارس قائم کیے، اور وہاں سے قادریہ فیض کا لنگر ایک طویل عرصہ تک بانٹا گیا، اور ان مراکز علمی سے خلق خدا فقہ وحدیث، کردار، عمل، سچائی، عاجزی، خودداری، رضائے الٰہی، تقویٰ وطہارت، زہد اور انسانیت کی خدمت کے دریچوں سے اپنی جھولیاں بھرتی رہی، زیر نظر کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی جس سے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارک کے بعض ایسے پہلو بھی نظر سے گزرے جو پہلے آشکار نہ تھے، مصنف نے نہایت عرق ریزی سے حوالہ جات جمع کر کے اسے علماء وعوام الناس کے لئے یکساں مفید بنا دیا ہے، مصنف نے ادبی لطافتوں پر دلائل کو فوقیت دی ہے، جس سے کتاب کی قدر ومنزلت اور بڑھ گئی ہے، بلاشبہ یہ ایک علمی ضیافت ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی محنت کو ان کے لئے دنیا وآخرت میں بھلائی اور کامیابی کا سامان بنائے۔ علامہ صاحب نے جس عرق ریزی سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمات اور تعلیمات اور مدارس کے کردار کے حوالہ سے قوم کو روشناس کروایا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ناچیز حافظ بشیر احمد فردوسی گولڑوی

جامعۃ الفردوس حاصل پور بہاولپور

حضرت علامہ مولانا پروفیسر

مفتی محمد انوار حنفی حفظہ اللہ تعالیٰ

شیخ الحدیث دار العلوم جامعہ حنفیہ رضویہ کوٹ رادھا کشن ضلع قصور

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تا قیامت قائم رکھنا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے ایسے ایسے رجال پیدا فرمانے ہیں جنہوں نے گلشن اسلام کی آبیاری کر کے اس گلشن کو تروتازہ وسلامت رکھنا ہے ایسے رجال میں محقق اہل سنت، محدث العصر، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی ذات ستودہ صفات جنہوں نے اپنی تحریر وتقریر کے ساتھ امت میں اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی کی ہے، اس سلسلے میں آپ کی خصوصی توجہ خانقاہی نظام ہے، اس سلسلہ میں آپ نے مختلف تصانیف فرمائی ہیں، یہ تصنیف ''حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' بھی لاجواب تصنیف ہے۔

میں نے اس تصنیف کو مختلف مقامات سے پڑھا ہے، اور اس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مختلف اوصاف حمیدہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی علمی وروحانی وجاہت کا ذکر نہایت ہی محققانہ انداز سے کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو زیر بحث لاکر آپ نے تحقیق کا حق ادا فرما دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی اس تصنیف کو قبول عام فرمائے اور اس کو ذخیرہ آخرت بنائے آمین ثم آمین۔

پروفیسر مفتی محمد انوار حنفی

شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ حنفیہ رضویہ کوٹ رادھا کشن ضلع قصور

(۱۹ محرم الحرام سنہ ۱۴۴۰ھ/ ۳۰ ستمبر ۲۰۱۸ء)

حضرت علامہ مولانا مفتی رضائے مصطفیٰ نقشبندی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات پر کافی کتب لکھی گئیں ہیں، زیر نظر کتاب مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی علمی کاوش ہے، مولانا نے سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی پر اور تصوف کی دنیا میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمات پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے، ایک حدیث قدسی کا مفہوم ہے میں نہ سماؤں تو آسمانوں، زمینوں میں نہ سماؤں، سماجاؤں تو مومن کے دل میں سماجاؤں، ایسے ہی ایک اور حدیث شریف کا مفہوم ہے بندہ عبادت کرتے کرتے میرے اتنا قریب آجاتا ہے کہ میں اس کہ سماعت، بصارت ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں، سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ ان دونوں حدیثوں کے بجا طور پر مصداق ہیں، سادات کے لے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بہت بڑی مثال ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے چالیس سال تک ہر رات میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کی۔

حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی انتہائی تحقیقی اور تفصیلی کتاب کے چند مقامات فقیر نے دیکھے ہیں بڑا لطف آیا ہے، اس سے پہلے بھی صوفیاء کرام کی جہادی خدمات پر ''صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' پر بڑا کام کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

رضائے مصطفیٰ نقشبندی

خادم جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

حضرت علامہ مولانا مفتی مقصود احمد قادری رضوی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

خطیب جامع مسجد مکی مدنی ڈیوزبری انگلینڈ

الحمدللہ الذی ابدع الافلاک والارضین والصلوۃ والسلام علی من کان نبیا وآدم بین الماء والطین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

امابعد:

در حبیب ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے چند نوجوانوں کو دیکھا تو دل نے کہا کہ لگتا ہے یہ بھی راہ محبت کے راہی ہیں، ذرا ان کے پاس بیٹھا جائے، جب میں ان کے پاس بیٹھا تو حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ایک غلام سے ملاقات ہوئی، جب آپ نے فقیر سے تعارف چاہا تو عرض کی کہ میں ویسے تو کسی کو نہیں بتاتا کہ میں کون ہوں؟ کیونکہ میں اپنے آپ کو کسی تعارف کے قابل نہیں پاتا، مگر

تحدیث نعمت کے طور پر بتا دیتا ہوں کہ فقیر کا پنجاب کے بے تاج بادشاہ حضرت علامہ مولانا مناظر اسلام، شیخ القرآن، استاذ العلماء والمشائخ جناب سید محمد زبیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاپوش برداروں میں شمار ہوتا ہے، تب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایک محبّ نے فقیر کو حکم دیا کہ انہوں نے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی اور ان کے علمی وعملی کارناموں پر ایک کتاب لکھی ہے، اگر اسے دیکھنا چاہیں تو اس کا مسودہ ہمارے پاس موجود ہے، فقیر نے عرض کی کہ کل صبح میں زیارت کے لئے حاضر ہوں گا، یوں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے محبّ کی رہائش گاہ تک جانا نصیب ہوا، اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی پر مرقوم مسودہ دیکھنے کا شرف حاصل ہوا جو ''حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' کے نام سے موسوم تھا اور مصنف کتاب کا نام نامی اسم گرامی جناب حضرت علامہ مولانا فاضل جلیل عالم نبیل مفتی ضیاء احمد قادری رضوی اولاً ونقشبندی مجددی مشرباً ہے، آپ نے بڑی محنت شاقہ سے یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔

جعله الله قبولاً فى المسلمين ونفعاً للطالبين وشرفاً للمولف وضياء فى الدنيا ومغفرة فى الآخرة.

فقیر نے اس کتاب کو چیدہ چیدہ جگہوں سے دیکھا تو اس کتاب کو اہل اسلام کے لئے نفع بخش پایا، مفتی صاحب نے بڑے احسن طریقہ سے تدوین فرمائی ہے، اللہ تعالی آپ کو دونوں جہان کی برکتیں نصیب فرمائے اور کتاب کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین۔

مقصود احمد قادری رضوی خطیب جامع مسجد مکی مدنی ڈیوز بری انگلینڈ

(۲۸ جمادی الثانی سنہ (۱۴۴۰ھ) مدینہ منورہ

حضرت مولانا پیر ذوالفقار مصطفیٰ ہاشمی قادری صاحب حفظہ اللہ

حامداً ومصلیاً

سیدی وسندی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ہمہ جہت جامع ومتنوع صفات وکمالات سے مرقع اور مسجع زیر نظر تالیف بعنوان ''حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' بالیقین اپنے موضوع پر ایک بالکل جداگانہ منفرد اور اچھوتی کاوش ہے، مولف دام علمہ وفضلہ واقبالہ نے جس مجاہدے، عزم، کوشش اور عرق ریزی سے عنوانات وابواب کا خوبصورت باغ سجا کر اس میں سیدی غوث پاک رضی اللہ عنہ کی باکمال اور باجمال ذات عالی کے خصائص وخصائل وشمائل کے جو پھول کھلائے ہیں، ان کی بھینی سہانی خوشبو نے مشام جان کو معطر ومعنبر کیا تو ان کی زیبائی اور رعنائی نے روح کو بالیدگی اور فکر کو پاکیزگی کا سامان دیا۔

صالحین کے تذکرے ان کی مجالس کی مثل تاثیر کے تیر بن کر قلب وفکر کی طہارت کا سامان کرتے ہیں، قبلہ مفتی صاحب کی وسعت علمی اور عمیق نظری نے جو موتی چنے ہیں اور انہیں ایک ضخیم کتاب میں سمویا اور پرویا ہے یہ ان کی علمی وفکری ذوق کا عکاس ہے۔

دور حاضر کے خانقاہی نظام کی اصلاح کے لئے یہ کتاب ایک بہترین اور جامع انقلابی اصلاحی نصاب کی حیثیت رکھتی ہے، سیدی غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اچھوتے پیرائے اور جامع انداز کا ذکر خیر آئینہ دل کو صیقل کر کے اسے معرفت الٰہیہ کی جلوہ گاہ بنا دیتا ہے، اور اس تذکرہ نور سے ملنے والی بالیدگی، لذت وحلاوت اور کیف وسرور تا دم زیست کسی بھی بھٹکے ہوئے آہو کا رخ سوئے حرم کرنے کے لئے کافی ہے۔

قبلہ مفتی صاحب کے لئے میں تو بس اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ

مت سہل جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

کٹھن پیرائے میں ذکر نور کی یہ کہکشاں بارگاہ غوثیت میں درجہ قبولیت کو پہنچے اور ہماری صبح قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے مینارہ نور بنے آمین۔

دعا گو و دعا جو، درگاہ غوث و رضا

ذوالفقار مصطفیٰ ہاشمی قادری

خطیب جامع مسجد کنزالایمان جوہر ٹاؤن لاہور

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر قبلہ کنور سلطان احمد حفظہ اللہ تعالیٰ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر دور میں حضور محبوب سبحانی شہباز لامکانی غوث صمدانی السید الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو بارگاہ عظمت و رحمت میں تحریر و تقریر کے ذریعے نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنا اہل علم و معرفت اور اہل دانش و بصیرت کے لئے سرمایہ دارین کی حیثیت رکھتا ہے، ہر ذی شعور شخص اور سلیم الفکر اور صائب الرائے انسان آپ رضی اللہ عنہ کے حضور جبین نیاز جھکانے کو اپنا فرض محبت و عقیدت سمجھتا ہے اسی شعار کو اپناتے ہوئے ہمارے ممدوح عالم باعمل صوفی باصفاء عاشق رسول کریم ﷺ اور فدائے غوث الوریٰ جناب مفتی ضیاء احمد قادری رضوی مدظلہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال و اقوال مبارکہ، تعلیمات مطہرہ پر شاندار کتاب مرتب فرمائی ہے، کتاب کے مندرجات کا بالاستیعاب تو مطالعہ نہ کر سکا، لیکن کہیں کہیں سے جب بھی موقع ملا مستفیض ہوا ہوں، قبلہ مفتی صاحب ماشاءاللہ صاحب قلم و قرطاس ہیں سریع التحریر و کثیر التحریر ہیں، آپ پہلے بھی متعدد کتب و رسائل کثیرہ تحریر فرما چکے ہیں، جن میں دو مجلدات پر مشتمل کتاب ''صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' اور حدیث چہل محدثین کی نظر میں، غزوہ تبوک کا مبارک سفر، دی میسج فلم اور ایمان کا زوال اور تحفظ ناموس رسالت اور جانور راقم کی نظر سے گزریں، ہر کتاب اپنی جگہ مستند دستاویز کا درجہ رکھتی اور اعلیٰ تحقیقی معیار کے مطابق ہے، حوالہ جات کے اندارج، تخریج کا اہتمام کڑی محنت اور جانفشانی سے کیا گیا ہے، کوئی بات بغیر حوالہ کے تحریر نہیں فرماتے، اور حوالہ بھی عام سا حوالہ نہیں ہوتا بلکہ مستند اور معتمد حوالہ پیش کرنا آپ کا طرہ امتیاز ہے، بالکل اسی طرح کتاب مستطاب ''حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' بھی اعلیٰ تحقیقی معیار کی حامل ہے، اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت اور راقم کی ذاتی رائے میں سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ یہ کتاب تحریر ہو کر آنے سے پہلے ہی بارگاہ غوثیت مآب میں شان قبولیت حاصل کر چکی تھی، اور فاضل مولف کے ہر ہر قدم پر ہر ہر آن اور ہر لحہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر کرم رہی، بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا خود حضور سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مرضی سے یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی ہے۔

زیر نظر کتاب عظمت مآب میں فاضل مولف نے روایتی موضوعات سے کافی حد تک اجتناب فرمایا ہے، اور حضور سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات مقدسہ کے وہ اوراق اور وہ گوشے بے نقاب کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے، جو عام طور پر لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہی رہتے ہیں، چند موضوعات پر طائرانہ نظر فرمالیجئے، راقم کی رائے سے ضرور اتفاق فرمائیں گے، نادر موضوعات یہ ہیں۔

حضور غوث اعظم بحیثیت محدث اعظم، بحیثیت مفتی اعظم، بحیثیت مفسر اعظم، مجدد اعظم، نعت گو، مجاہد فی سبیل اللہ، محدثین کی نظر میں آپ رضی اللہ عنہ کا مقام، باطنی فکر اور فلسفے کا رد، مدرسہ قادریہ کا تعارف، اور طریقہ تدریس، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات اور عصر حاضر میں ان کی اہمیت ۔ یہ چند منتخب اور چیدہ چیدہ موضوعات ہیں جو عام روایت سے بالکل جدا ہیں، اور آپ کی شخصیت مبارکہ کی نئی اور متنوع جہتوں کو پیش کررہی ہیں، پوری کتاب اسی متنوع جدت اور سعی کامل کی مظہر اور آئینہ دار ہے، اور ہمارے ممدوح علامہ مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی عظیم علمی وتحقیقی اور روحانی جہتوں کی عکاسی کررہی ہے، درج بالا عنوانات میں سے جو آخری عنوان ہے قبلہ مفتی صاحب نے جولانئ فکر دکھاتے ہوئے اس عنوان پر تحریر پیش کر کے کتاب ھذا کو جدید دور کے تقاضوں اور ضرورتوں سے ہم آہنگ کردیا ہے، یقیناً یہ بالکل ایک نئی جہت ہے اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے فیضان ابدی کی روشن دلیل ہے، کسی بھی کتاب کی استنادی حیثیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ فاضل مصنف نے کس درجے کی کتب کی مدد سے کتاب ترتیب دی ہے، سب سے مستند ومعیاری کتاب وہ سمجھی جاتی ہے جس میں زیادہ سے زیادہ ابتدائی کتب پر انحصار کیا گیا ہو، ثانوی مصادر کم استعمال کئے گئے ہوں، قبلہ مفتی صاحب نے جدید معیار تحقیق اور اعلیٰ ذوق تحقیق کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اکثر بنیادی ماخذوں سے ہی استفادہ فرمایا ہے۔ چند کتب ملاحظہ فرمائیے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کتب مبارکہ:

السفینۃ القادریۃ، تفسیر الجیلانی، سرالاسرار، آداب السلوک، الطریق الی اللہ، جلاء الخواطر اوران کے علاوہ قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار، شمس المفاخر، خلاصۃ المفاخر، اورس کے علاوہ جدید کتب سے بھی استفادہ فرمایا ہے، ھکذا تکلم الشیخ عبدالقادر، سلطان الاولیاء عبدالقادر الجیلانی، تاریخ جامع الشیخ الکیلانی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے قبلہ مفتی صاحب کو دارین کی کامیابی عطا فرمائے ہر لمحہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہ کرم آپ پر سایہ کناں رہے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

خادم درگاہ جیلانی
ڈاکٹر کنور سلطان احمد
ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج ملتان شریف

مجاہد ختم نبوت محترم جناب محمد متین خالد صاحب

علم وعرفان کا سمندر

معروف عالم دین جناب مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب دینی حلقوں میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں، موصوف درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں، علمی حلقوں میں نہایت عزت ووقار کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں، تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے موضوع پر ان کی کئی کتب نہایت معتبر ومدلل ہیں جن کے مطالعہ سے اہل محبت روحانی غذا حاصل کرتے ہیں۔

جناب مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی تازہ تصنیف ''حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' ایک ایسی شاہکار کتاب ہے جو ان کے کئی سالوں کی انتھک محنتوں کا ثمرہ ہے۔ میں نے اس کتاب کے موضوعات کو جستہ جستہ دیکھا ہے میرے خیال میں مفتی صاحب نے علم وعرفان کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ایک صاحب کرامت بزرگ اور اپنے وقت کے مشہور مشائخ کرام میں سے تھے، آپ رضی اللہ عنہ تمام مشائخ کرام کے سلطان ہیں، حدیث وفقہ اور علوم حقائق میں ید طولی رکھتے تھے، آپ یاد الٰہی میں ہمیشہ مستغرق رہنے والے اور مستجاب الدعوات تھے، آپ کو پیران پیر کہا جاتا ہے، اسی لئے جید اہل ولایت وسالکان طریقت اپنی نسبت آپ رضی اللہ عنہ کی طرف کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی شان ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے مورث اعلی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے قدم پر ہوں۔ آپ کے ہم عصروں نے آپ کی اخلاقی تصویر یوں بیان کی ہے: علم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تہذیب نفس کی تھی، قرب ربانی نے آپ کو رضی اللہ عنہ کو ادب سکھایا تھا، خطاب غیبی آپ کا مشیر تھا، آپ کی نگاہ آپ کے دل کی ترجمان تھی، انس آپ کا ندیم تھا، کشادہ دلی آپ کی نسیم تھی، صداقت آپ کا جھنڈا تھا، فتح آپ کی پونجی تھی، بردباری آپ کا ہنر تھا، یادِ الٰہی آپ کی زرہ تھی، بردباری آپ کا ہنر تھا، فکر آپ کا سخن تھا، اور مشاہدہ حق آپ کا غذائے قلب تھا۔

حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ہمہ جہت شخصیت ان کے فیوض وبرکات اور ان کی مجاہدانہ زندگی کو تحریر کرنے کے لئے عمریں درکار ہیں، خوش قسمت ہیں جناب مفتی صاحب جنہوں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی پر قلم اٹھایا اور حق ادا کر دیا، اس کتاب کے درجنوں موضوعات ہیں جو موتیوں کی طرح پروئے گئے ہیں، ہر موضوع بذات خود ایک مبسوط کتاب کا درجہ رکھتا ہے، ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے عربی مواد کو جمع کرنا اور بالاستیعاب پڑھنا، عرق نگاہی سے ترجمہ کرنا اور علمی نکات اخذ کرنا جان جوکھوں کا کام ہے جسے مفتی صاحب نے نہایت احسن طریقے سے انجام دیا ہے۔

درجنوں کتابوں کے مصنف ہونے کے باوجود سادگی وعاجزی اور انکساری میں رتی بھر برابر بھی تبدیلی نہیں آئی ورنہ تو لوگ چند صفحات لکھ کر اپنے نام کے ساتھ ایسے متکبرانہ ہیوی ویٹ القابات وخطابات لگا لیتے ہیں جس میں ان کا اصل نام گم ہو جاتا ہے۔

چار جلدوں پر مشتمل اپنے موضوع پر یہ نادر کتاب ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت اختیار کر گئی ہے، اس پر مفتی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

نیاز آگیں

محمد متین خالد لاہور

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یعقوب صاحب نقشبندی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیر نظر کتاب ''حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' جو حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی تصنیف ہے، وہ بیک وقت مدرس، مناظر، محقق اور خطیب لاثانی بھی ہیں۔ اس سے پہلے بھی آپ کی کئی تصانیف منظر عام پر آ کر داد تحسین حاصل کر چکی ہیں، اور یہ کتاب'' حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' جواب منظر عام پر آ رہی ہے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے، اس میں مفتی صاحب نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارک کے ہر ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے۔
اول دن سے آخر دن تک وہ آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن کا زمانہ ہو یا زمانہ بچپن کی تعلیم ہو یا بچپن کی کرامات ہوں، وہ بغداد معلیٰ میں علم حاصل کرنے کا زمانہ ہو یا آپ رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو رشد و ہدایت کے قریب کرنے کا دور ہو، آپ کی فتوی نویسی کا دور ہو یا آپ کی عبادت و ریاضت و مجاہدہ کے دن ہوں غرضیکہ ہر ہر پہلو پر تفصیلاً مدلل گفتگو فرمائی ہے، پھر آپ کی اولاد امجاد پر قلم اٹھایا، نیز آپ کے اساتذہ کے متعلق کھل کر بیان کیا ہے اور آپ کے شاگردوں کی تفصیلی فہرست دی ہے۔
کس کس بات کا ذکر کروں آخر میں یہی کہوں گا کہ آپ کی زندگی کے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا، اس کتاب کے ہوتے ہوئے مزید کتب کی ضرورت نہیں رہے گی، اس کتاب کو تحریر کرنے میں حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی نے انتہائی محنت شاقہ اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دعا ہے اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

حافظ محمد یعقوب
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور

شیخ الحدیث مفتی محمد امیر نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصر حاضر میں تقریر کی نسبت تحریر کی اشد ضرورت ہے، مگر باصلاحیت افراد تہاون، تکاسل، تن آسانی اور آرام طلبی کے خوگر بن چکے ہیں، حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب قابل صد تبریک ہیں کہ گوناگوں مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کیلئے اچھا خاصا وقت نکال لیتے ہیں، جس کی دلیل ان کی حالیہ تصنیف ''حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' کے عنوان سے منصۂ شہود پر آ رہی ہے جو کہ نو جلدوں پر مشتمل ہیں، جس میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کے مختلف گوشے، دور طالب علمی کے مجاہدات، اخلاق عالیہ، ازدواجی زندگی، فقہی مسائل میں آپ کا نقطہ نظر، مشاجرات صحابہ کے متعلق نظریہ، عسکری طاقت کی تیاری، آپ سے منقول ادعیہ اور اوراد، آپ کا طریقہ تدریس، خانقاہی نظام، آپ کے مدرسہ قادریہ کی ذیلی شاخیں، آپ

کے مشائخ کرام اور تلامذہ کا تذکرہ، گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت، مفسر و محدث و متکلم، مجدد اور مفتی اعظم کی حیثیت سے آپ کا تعارف، فکری انتشار کے اسباب، اور آپ کے مواعظ حسنہ، اسلامی اتحاد اور بیت المقدس کی فتح، آپ کے ارشد تلامذہ کی خدمات وغیرہ کو زیب قرطاس کیا گیا ہے، یہ ضخیم کتاب بڑی محنت اور عرق ریزی سے منظر عام پر آرہی ہے، یقین جانیئے جو کہ دماغوں اور سینوں اور سینکڑوں کتب ورسائل میں مخفی تھا، فاضل مصنف نے بکھرے ہوئے اوراق کو سمیٹ دیا، گویا کہ پنکھڑیوں سے گل ہی نہیں ایک گلشن بنا دیا، یہ کتاب خوشگوار ہوا کا جھونکا بلکہ رحمت خداوندی کے خوشنما پھولوں کا حسین گلدستہ علمی و تحقیقی دنیا میں تاریخ و ادب کا عظیم سرمایہ اور موصوف کا علمی وجاہت کا عظیم شاہکار ہے۔

صمیم قلب سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین ﷺ۔

مفتی محمد امیر نقشبندی خادم الحدیث
جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
(۲صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۱۲ اکتوبر ۲۰۱۸)

حضور مفکر اسلام مولانا پروفیسر عون محمد سعیدی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے ولایت و روحانیت کے جس بلند ترین مرتبہ پر فائز فرمایا اس کا اظہار آپ کے زمانے سے لیکر آج تک ہر دور میں ہوتا رہا، اور قیامت تک ہوتا رہے گا، آپ کی ذات اقدس میں جو قدرت الہیہ کی طرف سے کشش رکھی گئی ہے دیگر جتنے بھی اولیاء کرام ہیں ان میں اس کی مثال ممکن نہیں ہے، ایک طرف تو آپ خاندانی نجابت و شرافت کی وجہ سے بے شمار خوبیوں سے مالا مال تھے، اور دوسری طرف آپ نے محنت و ریاضت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اس طرح آپ وہبی و کسبی دونوں طرح کے بے بہا خزانوں سے معمور ہو گئے، یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی زمانہ آپ کے گن گانے والوں سے خالی نہیں رہا، اہل سنت اور اہل ولایت کا اس پر اتفاق ہے آپ آج بھی پوری قوت کے ساتھ دنیا بھر میں متصرف ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پاک بارگاہوں سے عطا کئے ہوئے اختیارات کو استعمال فرماتے ہیں، شرق و غرب آپ کے زیر نگین ہیں، آپ کا حکم جمیع امور تکوینیہ میں رواں دواں ہے، جملہ اولیاء کرام آپ کے محتاج اور آپ کی ہدایات کے پابند ہیں۔

حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی مدظلہ العالی ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنہیں براہ راست سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے موسوعاتی طرز پر ان کی مفصل سوانح اور جامع کمالات تحریر کرنے کے لئے منتخب کیا گیا ہے، اسی لئے عالم غیب سے آپ کے لئے ہر طرح کے اسباب کا انتظام خود بخود ہوتا چلا گیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور بیش از بیش ظاہری و باطنی کامیابیوں سے نوازے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

پروفیسر عون محمد سعیدی بہاولپور

مبلغ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن قادری رضوی حفظہ اللہ تعالی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد:

بندہ ناچیز نے حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی کتاب ''حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' کی زیارت کی اور مختلف مقامات سے مطالعہ کیا، دل کو بڑا اطمنان اور سکون ملا کہ الحمدللہ آج بھی اس پرفتن دور میں اہل علم اور دین کا درد رکھنے والے اور باطل مذاہب سے وابستہ افراد کے اعتراضات کے جوابات دینے والے موجود ہیں۔اس کتاب میں ان لوگوں کے لئے بھی درس ہے جنہوں نے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کو صرف گیارہویں شریف کی حد تک محدود کردیا تھا، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کا ایک ایک پہلو ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس خانقاہی نظام کو دین کی سربلندی کے لئے کیسے استعمال فرمایا، جبکہ ہمارا موجودہ خانقاہی نظام اس سے کہیں ہٹ کر ہے۔

اگر آج بھی ہم حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کو مشعل راہ بنالیں تو ہمارے معاشرے سے جہالت ، بدعقیدگی ، بے عملی اور گناہوں کی آلودگی ختم ہوسکتی ہے ،اور اس سلسلے میں مفتی صاحب قبلہ کی کتاب مشعل راہ بن سکتی ہے جنہوں نے حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر ایسا قلم اٹھایا کہ میری نظر میں آج تک حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کی حیات مبارک پر ایسی جامع اور پر اثر کتاب نہیں گزری۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی مفتی صاحب کی اس کاوش کو اپنی پاک اور بلند بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور اسے ذریعہ نجات بنائے اور عوام الناس کو بلکہ علماء کرام اور خصوصاً مشائخ عظام کے لئے کتاب کو مشعل راہ بنائے۔

ابوالمدنی حافظ حفیظ الرحمٰن قادری رضوی
خطیب جامع مسجد بیگم شاہی لاہور

قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ قادری صاحب
سابق صدر شعبہ سیاسیات جامعہ کراچی

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی کتاب ''حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' کا خاکہ زیر نظر کتاب اپنے وقت کی ایک بہترین کاوش ہے، اس کتاب کا مطالعہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لئے کی جانے والی کوششوں میں انتہائی مددگار ثابت ہوگا، اس کتاب میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بعض ایسے پہلو زیر بحث لائے گئے ہیں جو دیگر کتب کے مطالعے سے سامنے نہیں آتے ، اردو زبان میں کاوش حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر لکھی جانے والی کتابوں میں ایک بہترین اضافہ ہے، عصر حاضر میں تصنیف وتالیف انتہائی مشکل ترین مرحلہ ہے، کیونکہ ہر ایک شخص فکر معاش میں الجھا ہوا ہے، پھر متعلقہ موضوع پر مواد کی دستیابی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، مفتی ضیاء احمد قادری رضوی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے تمام مسائل سے بے نیاز ہوکر اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، یہ کتاب

حضورغوث اعظم الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے افکار کی روشنی میں ایک بہترین معاشرہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے، اس کتاب کے مطالعے سے یقیناً قاری کے ذہن میں بہت سارے سوالات پیدا ہوں گے، جس کا جواب اسی کتاب میں تسلی بخش مل جائے گا، اس کتاب میں عقیدہ اور عقیدت دونوں موجود ہیں، اس کتاب کے مطالعے سے حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا جو تصور ذہن میں آتا ہے اس کا سہرا کتاب کے مصنف کے سر ہے، یہ کتاب محققین اور مبلغین دونوں کے لئے یقیناً ایک بہترین سرمایہ ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ قادری

سابق صدر شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی

(۱۷ اکتوبر ۲۰۱۸ء)

شیرِ رضا حضرت پیر سید محمد خرم ریاض شاہ صاحب حفظہ اللہ تعالی

اعدائے دین کو للکارنا، دشمنانِ اسلام کو پچھاڑنا، رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کو خاک میں ملانا، فتنہ گروں کو مار بھگانا، طاغوتی عفریت کا سر کچلنا، شر کو خیر اور نار کو نور کرنا اہل اللہ کا طریقہ ہے، اولیائے کاملین کا مشن اور علماء ربانیین کا مشرب ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جمال افروز شخصیت ہو یا سرکار غوث اعظم الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی جلال آفرین سیرت، داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حق نمائی ہو یا حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی زیبائی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا حسن تبلیغ ہو یا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے قلم کی کاٹ سب نے دین متین کی نصرت اور اہل اسلام کی اعانت وحمایت فرمائی۔ ہر دور ابتلاء میں اللہ والوں نے کربلاء والوں کو پرچم تھاما، روح جہاد کو عام کیا اور شہادت کی زندگی کا پیغام دیا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　　ہر زماں از غیب جانے دیگر

اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کا راہِ عزیمت پر چلنا دین حق کی تائید کے لئے سینہ سپر رہنا عزت وناموس مصطفی ﷺ کی خاطر تن من دھن وارنا موید من اللہ ہوتا ہے۔

الروح　فداک　فزد حرقاً　　　یک شعلہ دگر برزن عشقا

موراتن من دھن سب پھونک دیا　　　یہ جان بھی پیارے جلا جانا

صوفیاء کرام یہ جرات وبسالت حقیقت سلوک اور معرفت کا پتہ دیتی ہے اور فرمان رسول اللہ ﷺ سے بھی اس عزم وجذب کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اسی عزم وغا اور جوشِ وفا کو سراہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان روح القدس لایزال یویدک مانافحت عن اللہ تعالی ورسولہ ﷺ.

ترجمہ

اے حسان! حضرت روح القدس علیہ السلام ہمیشہ تیری مدد میں لگے رہتے ہیں کیونکہ تو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرتا رہتا ہے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدانہ کردار ہی دین متین کا حقیقی شعار ہے، جہاد ہی اسلام اور اہل اسلام کے لئے مضبوط حصار ہے، تیغ و سناں سے ہی بندہ مومن کا عز و وقار ہے۔ اسی لئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نائب مکرم اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقاہت واجتہاد کے امین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دشمنان دین کو للکارتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

صوفیاء کرام کے سرتاج، اولیائے عظام کے بادشاہ، سرکار غوث پاک، شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ میں شان عزیمت، روح جہاد اور حق پر قربان ہونے کا جذبہ علی وجہ الکمال موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے مناقب شریفہ کا بیان تیر و سناں اور تیغ و سپر کی زبان میں ہی کیا ہے۔

کیا خوب ارشاد فرمایا ہے:

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے جو تیغا تیرا

عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

کوہ سر مکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بھول کے اوچھا تیرا

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی کے حوالے سے فاضل مصنف حضرت مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید علمہ کا متعدد جلدوں پر محیط تحقیقی اور علمی کام نہایت تحسین کا مستحق ہے، آپ نے بڑی جانفشانی اور گہرے مطالعہ کے ساتھ اس عظیم موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور علماء کرام اور مصنفین کے لئے قابل اعتماد علمی مواد فراہم کیا، آپ نے موضوع بیان کرتے ہوئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی منور و تاباں زندگی سے خوب خوب ضیاء حاصل کی، غرض کہ یہ آپ کی مفصل و مضبوط کتابیں علماء کے کتب خانوں زینت اور طلبہ کی میز کا وقار بڑھانے کا بھرپور سامان رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل آپ کی ان علمی مساعی قبول عام عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

فقط محمد خرم شاہ رضوی اختر القادری لاہور

فاضل نوجوان مولانا محمد شہریار رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ الطاہرین وعلی ابنہ غوث العالمین

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوہ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

حضور سیدنا غوث رضی اللہ عنہ قطب الاقطاب، فرد الافراد سر الاسرار قدوۃ الاولیاء عالم ربانی فیوض یزدانی شہباز لامکانی، غوث الکونین امام الفریقین محبوب سید الکونین ﷺ شہزادہ علی المرتضی رضی اللہ عنہ سرچشمہ فیضان شریعت و طریقت غوث الاغواث حضرت میراں

محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات قدرت خداوندی کے شاہکاروں میں ایک عظیم شان کے مالک ہیں، قادر مطلق نے اپنے عبدالقادر کو ایسا قدرت نما بنایا کہ ہمارے امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں گویا ہوئے

بندہ قادر کا قادر بھی ہے عبدالقادر　　　سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی خوارق عادات فتوحات عطا فرمائی ہیں کہ اولیاء کرام میں ایسی فتوحات کسی اور میں نظر نہیں آتیں، اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ آپ سے اتنی زیادہ کرامات کا ظہور رہا کہ جس طرح تسبیح کا دانہ ٹوٹ جائے تو جس رفتار کے ساتھ دانے زمین پر آتے ہیں کچھ تیز رفتاری کے ساتھ آپ سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔

حضور نبی رحمت تاجدار ختم نبوت امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کے آپ انتہائی دلعزیز فرزند جلیل ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے بھی قبل آپ ﷺ نے آپ کے والدین کو بشارت سے سرفراز فرمایا، پھر موقع بموقع عنایات کی وہ بارش فرمائی کہ جس طرح خود حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں انوکھا مقام رکھتے ہیں کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے تاجدار کہلاتے ہیں اپنے اس عظیم گوہر کو ایسا گوہر نایاب بنا دیا کہ سب نے اتفاق کے ساتھ اس بات کو تسلیم کیا کہ

غوث اعظم درمیان اولیا　　　چوں محمد درمیان انبیاء

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مبارک ذات کی جامع کمالات شخصیت ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ سے بے حد محبت ہوتے ہوئے بھی ہمیں آپ کی حیات کے پہلوؤں سے آشنائی نہیں ہے، ہمیں آپ کے صحیح تعارف سے محروم کر دیا گیا، اسی وجہ سے آج بدمذہب اور بے دین طبقہ نے آپ کو اپنی طرف کھینچ اپنا رہنما بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا ہے، تو دوسری طرف روافض بھی اس بات کے مدعی ہیں کہ آپ ہمارے ہیں، اسی طرح دیگر بدمذہب بھی اسی طرح کی صبح و شام کوشش کرتے رہتے ہیں کہ کسی طرح یہ ثابت کیا جائے کہ آپ کا تعلق ہمارے نظریات سے ہے، بہر حال ان بے دینوں پر کیا رونا افسوس تو اس بات کا ہے کہ بعض جاہل آپ رضی اللہ عنہ کو ان کے کھاتے میں ڈالنے پر مصر ہیں، حالانکہ ان بے علم اور نام نہاد عالموں کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عقائد و نظریات سے ذرہ بھر بھی آگاہی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے مجاہدات، حصول علم میں پیش آنے والی مشقتیں، تعلیم و تعلم میں شوق آپ رضی اللہ عنہ کی اسفار کی اغراض، آپ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ اور مشائخ کا تعارف، اور کچھ خلفاء اور مریدین و متوسلین کا تذکرہ اور دیگر کئی اہم مضامین اس کتاب میں آپ حضرات کو میسر آئیں گے، ان مضامین کا اندازہ فہرست سے بھی لگایا جا سکتا ہے، الغرض بہت ہی مستند اور اپنی طرز کی اردو میں تحقیقی کاوش ہے، کہ جس سے حضور غوث رضی اللہ عنہ کے محبین مستفیض و مستفید ہوں گے، کتاب کا نام ہی اس کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، ''حضور غوث رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام''

فقیر پر تقصیر کا ایک مخلصانہ گزارش نامہ ہے جو بھی اس کتاب کو دیکھے یا پڑھے تو دیگر اپنے احباب کو اس کتاب کی ضرورت اہمیت سے آگاہ کرے، اور اس کو کتاب پڑھنے ترغیب دے، بلکہ میرا تو خیال ہے کہ تمام اہل سنت و جماعت کے عوام و خواص کو اس کتاب

کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے، اوران امور پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت ہے۔
اللہ تعالی فاضل مصنف کو دین و دنیا اور آخرت میں بے حد وحساب اپنے فضل وکرم سے نوازے۔ آقائے دو عالم ﷺ کی خصوصی نگاہ کرام نصیب ہو اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے در دولت کا خاص فیضان عطا فرمائے۔

فقیر محمد شہریار رضوی اختر القادری

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا خورشید احمد چشتی صاحب حفظہ اللہ تعالی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله وكفىٰ والصلوة والسلام على حبيبه المجتبى وعلى آله وصحبه نجوم الاهتداء وعلى التابعين وتبعهم والمجتهدين ومقلديهم والمجددين ومحبيهم الى يوم الجزاء والامام الاعظم والغوث الاعظم والمجددالاعظم الامام احمدرضاجزاهم الله تعالى عناوعن جميع اهل السنة والجماعة خيرالجزاء .

امابعد

اللہ تعالی کے فضل وکرم اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہ رحمت سے عظیم کتاب ''حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' جو کہ فاضل نوجوان عالم نبیل مناظر اسلام ممتاز عالم دین اہل سنت وجماعت کا چمکتا دمکتا ستارہ علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی حفظہ اللہ الحفیظ نے سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حالات کا احاطہ کیا ہے، جس میں ہر باب کا منفرد انداز ہے، اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اس کتاب کو قبول عام فرمائے، اور علامہ صاحب کو جزاء جزیل عطا فرمائے، اور اللہ تعالی زور قلم نصیب فرمائے اور آپ کو سعادت دارین سے سرفراز فرمائے۔

دعاگو
احقر خورشید احمد چشتی لودھراں

حضور قبلہ پیر سید ظفر علی شاہ صاحب مہروی حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث جامعہ عربیہ غوثیہ مہریہ لودھراں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله الذى خلق القلم والصلوة والسلام على سيدنامحمدالذى زكى بنى آدم وعلم وعلى آله ذوى المجدوالكرم واصحابه الذين هم لهدى النجم .

امابعد :

فقد طالعت الكتاب البسيط ''حضور غوث اعظم كى مجاهدانه زندگى اورموجوده خانقاهى نظام'' نجماً نجماً للعلامة المفتى ضياء احمدالقادرى الرضوى وجدته نافعاللعلماء والزهاد وسائر الناس .

فجزاه الله جزاء خيراً .

سيد ظفرعلى مهروى غفرله
الجامعةلغوثية لودهران

الشيخ الدكتور محمد بشير بن محمد شريف النقشبندی المجددی

حفظہ اللہ تعالی الترکی

الحمدلله الذى وفق عباده المخلصين لتوحيده وحسن عبادته والصلوة والسلام على امام اهل الحق سيد الانبياء والمرسلين وقدوة الهداة المصلحين. وعلى آله الاطهار واصحابه الاخيارالذين ترسموا خطاه واهتدوا بهداه ،ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين وبعد:

فان الصراع بين الحق والباطل قديم ، ومظاهره كثيرة ،وملاحمه متواصله دائمة ، لقدبداء منذ عصى ابليس ربه فابى السجود لآدم ابى البشر وخرج بمكيدته ووسوسته من الجنة ،ثم هبط بفعلته الى الارض .

وكان الشيخ عبدالقادرالجيلانى رضى الله عنه يحارب الفرق الضالة فى دروسه.وكان يقول فى دروسه ياأعداء الله ورسوله ! كم تنافقون الملوك والسلاطين حتى تاخذوا منهم حطام الدنياوشهواتهاولذاتها، انتم واكثرالملوك فى هذاالزمن ظلمة وخونة فى مال الله عزوجل فى عباده ، اللهم اكسرشوكة المنافقين واخذلهم او تب عليهم ، واقمع الظلمة وطهرالارض منهم او اصلحهم آمين.

لقد امضى الشيخ الامام عبدالقادرالجيلانى رضى الله عنه حياته كلهافى مجاهدة نفسه اولاً ، ثم فى مجاهدة العصاة والضالين والفاسقين والكفار بالنصح والارشاد والامربالمعروف والنهى عن المنكر.

والكتاب الذى بين ايدينا"دليل الكاملين فى سيرة امام الجاهدين "من تصنيف الاخ الفاضل فضلية الشيخ ضياء احمدالقادرى الرضوى .طالعت هذالكتاب واقول : فان له ولامثاله فى انتصارهم للحق ودفاعهم عنه اجرالمجاهدين المدافعين عن الحرمات المحيين لماالدثر من فضائل وقيم ، والناشرين فى الامة ماضيعت من سنن بارك الله به وبجهوده وجعل فيه النفع العميم انه افضل مسئول واكرم مامول .

وآخردعواناان الحمدلله رب العالمين .

الفقيرمحمدبشير بن محمدشريف
من بلدة عرفة التركية
محرم الحرام ١٤٤٠/٢٠١٨)

نوٹ: اس کتاب کا عربی نام "دلیل الکاملین فی سیرۃ امام المجاہدین" ہے

یادگار اسلاف بقیۃ السلف مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی صاحب

جیسا کہ اس فقیر نے پہلے بھی یہ لکھا ہے کہ اس کتاب کے محرک اول حضرت قبلہ مفتی علیم الدین صاحب نقشبندی حفظہ اللہ ہیں، انہیں کے حکم پر فقیر نے یہ کتاب لکھنا شروع کی، حضرت مفتی صاحب نے بہت زیادہ دعائیں کیں، آپ اس فقیر پر بہت زیادہ شفقت فرماتے ہیں، اسی کتاب ''حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' کا مسودہ فقیر نے بدست مولانا ریاض احمد بیضاوی حفظہ اللہ روانہ کیا تو مفتی صاحب قبلہ نے بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اس کتاب کا اتنے مختصر عرصے میں پایہ تکمیل کو پہنچنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے، اور صاحب کتاب پر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خاص نگاہ کرم ہے۔ مفتی صاحب قبلہ نے اپنے پاس سے کتاب کے لئے کچھ پیسے بھی بھجوائے اور فرمایا کہ فقیر کے پاس اگر اس کے علاوہ بھی پیسے ہوتے تو میں وہ بھی دے دیتا۔ اور ساتھ ہی مفتی صاحب نے تقریظ لکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا، مگر کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت مفتی صاحب کی علالت کے سبب یہ کام نہ ہوسکا۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض ہے کہ مولا تعالی آپ کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

حضرت علامہ مولانا سائیں غلام حسین شاہ صاحب آستانہ عالیہ قنبر شریف سندھ

مولانا فضل اللہ صاحب جو کہ حضرت سائیں غلام حسین شاہ صاحب کے مرید خاص ہیں، مسجد نبوی شریف میں انہوں نے فقیر کو بتایا کہ حضرت پیر صاحب مدینہ منورہ میں ہی حاضر ہیں، تو میں نے عرض کی کہ پھر تو آپ سے ملاقات ہونی چاہیے، اس طرح ان کی رہائش گاہ پر پہنچے تو تھوڑی دیر حضرت شاہ صاحب حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی، جب مولانا فضل اللہ صاحب نے کتاب پیر صاحب کو دکھائی تو پیر صاحب بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا: یہ تو بہت بڑا کام ہے، اور مفتی ضیاء احمد قادری پر اللہ تعالی کا خاص کرم ہے اور بزرگوں کی نگاہ عنایت ہے۔ یہ فرمانے کے بعد فقیر کے ماتھے کو شاہ قبلہ نے چوما، اتنے میں مولانا فضل اللہ نے عرض کی حضور! مفتی صاحب کے لئے دعا بھی کر دیں، تو شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ان کے لئے دعا رسول اللہ ﷺ کے مواجہ شریف پر حاضر ہو کر کرتے ہیں، بس فوراً گاڑی نکالنے کا حکم ہوا، بہت سے مریدین بھی ساتھ ہو لیے، فقیر کو اور اس کے چند ساتھیوں کو بھی گاڑیوں پر سوار کرلیا، پھر ہم سب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے اور پھر وہاں شاہ صاحب قبلہ نے دعا کی۔

قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے آستانہ پر

حضرت علامہ مولانا ابو القاسم قادری رضوی حفظہ اللہ تعالی کی رہنمائی میں حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شہزادے مولانا فضل الرحمٰن انصاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے گھر پر حاضری ہوئی، جہاں پر محفل ذکر شریف ہوئی، جس میں بہت سے عرب اہل محبت نے شرکت کی، یہ محفل شریف جمعۃ المبارک کو بعد نماز عصر منعقد ہوتی ہے۔ جس کی صدارت حضور ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پوتے مولانا ڈاکٹر محمد رضوان صاحب حفظہ اللہ تعالی فرماتے ہیں، اختتام محفل پر

مولانا ابوالقاسم حفظہ اللہ نے ڈاکٹر صاحب سے فقیر کا تعارف کروایا اور کتب کے متعلق بھی بتایا، جب فقیر نے کتاب پیش کی تو انہوں نے کتاب کو متعدد مقامات سے دیکھا اور بہت خوش ہوئے اور بہت سی دعاؤں سے نوازا۔

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی حفظہ اللہ کی کتب پر ماہانہ رضائے مصطفیٰ کا تبصرہ

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی کتب ایک نظر میں

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی دورِ حاضر کے کثیر التصانیف مصنف ومولف ہیں، موضوعات کا تنوع، باحوالہ دلائل اور اشعار کے برمحل استعمال نے ان کی کتب میں جاذبیت اور دلکشی پیدا کردی ہے۔

ان کی ضخیم کتب اور رسائل کا سرسری جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام

یہ دو ضخیم جلدوں میں ایک قیمتی علمی وتحقیقی کتاب ہے، جلد اول ۷۹۸ اور جلد دوم ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، جلد اول میں نو ابواب ہیں اور ان ابواب کی آگے کئی فصلیں ہیں، یہ جلد تصوف کے انتہائی معلوماتی مضامین پر مشتمل ہے، صوفیاء کرام کے عقائد ومعمولات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، مزارات اولیاء کرام کو چومنا، صاحب مزار سے سوال کرنا، مزار کے پاس دعا کرنا، تعویذات کے متعلق کلام اور میت کو تلقین کرنا اور تسبیح پڑھنا جیسے مسائل کا تنقیدی اور تحقیقی جائزہ مختلف ابواب میں پیش کیا گیا ہے۔

☆ دوسری جلد: یہ جلد چھے ابواب پر مشتمل ہے، جن کی آگے کئی کئی فصلیں ہیں، مختلف جید صوفیاء کرام اور علماء کے مجاہدانہ کارنامے بیان کئے گئے ہیں، دونوں جلدیں قیمتی معلومات اور دل کو گرما دینے والے واقعات سے پر ہیں، مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی محنت قابل قدر ہے۔

میت کو تلقین کرنا اور تسبیح پڑھنا کیسا؟

یہ اڑتالیس صفحات کا رسالہ مذکورہ ضخیم کتاب سے ماخوذ ہے، صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام کی جلد اول کا باب نہم میت کو تلقین کرنا کیسا ہے؟ اور جلد اول کا باب ہشتم تسبیح پڑھنا کیسا ہے؟ ان دنوں موضوعات کی اہمیت کے پیش نظر ان دونوں ابواب کو علیحدہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کرکے دعا کرنا کیسا؟

یہ اسی صفحات کا رسالہ بھی مذکورہ ضخیم کتاب صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام کی جلد اول کے باب ششم سے ماخوذ ہے، جو کہ انتہائی معلوماتی ہے اور مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کو علیحدہ شائع کیا گیا ہے۔

دی میسج فلم اور ایمان کا زوال

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب نے اس معلوماتی کتاب میں دی میسج فلم کا تعارف کروایا ہے اور اس کی شرعی خرابیوں کو علماء کرام کے فتاوی جات کی روشنی میں بیان کیا ہے، اور تصویر کے موضوع پر علمی بحث کی گئی ہے، اور توہین رسالت کے مرتکب افراد کے متعلق شرعی حکم کو دلائل کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

گستاخوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ فیصلے

یہ چونسٹھ صفحات کا رسالہ ہے ''دی میسج فلم اور ایمان کا زوال'' سے ماخوذ ہے، توہین رسالت کی سزا کے گیارہ واقعات احادیث شریفہ کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔

اعلی حضرت کے پسندیدہ واقعات

یہ کتاب اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حالات زندگی اور ان واقعات اور روایات کا حسین وجمیل گلدستہ ہے جو مولف کے کثیر مطالعہ کا حاصل ہے، فتاوی رضویہ، حیات اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ، رسائل اعلی حضرت اور ان کے متعلق لکھی گئی درجنوں کتب سے اخذ کئے گئے واقعات کو ایک حسین وجمیل لڑی میں پرو دیا گیا ہے، مرتب کی محنت قابل داد ہے۔

مشکوۃ الجیلانی ومعہ الاربعون الکیلانی

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب نے اس ضخیم کتاب میں حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کے ۶۲ مواعظ وخطبات کو ''الفتح الربانی والفیض الرحمانی'' کے نام سے جمع کر کے شائع کیا گیا تو اہل علم حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی علمیت وباریک بینی کے قدردان ہوئے، ان مواعظ وخطبات کی احادیث کی ترجمہ وتحقیق اور تخریج کو مفتی صاحب نے مشکوۃ الجیلانی کے نام سے جمع کیا ہے اور آخر میں حضرت سیدنا عبدالرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ کی جمع کردہ ''الاربعون الکیلانی'' کو بھی ترجمہ وتحقیق وتخریج کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ اس کے مکمل صفحات ۴۲۴ ہیں۔

اذان حجاز

یہ کتاب خدمت حدیث میں منفرد ہے، مختلف ۳۰ موضوعات پر احادیث مبارکہ کے بکھرے ہوئے جواہر پارے ایک حسین وجمیل لڑی میں پرودیئے گئے ہیں، خطباء وواعظین اور درس حدیث دینے والے حضرات کے لئے ایک انمول خزانہ ہے، منفرد موضوعات پر بہترین مواد سے اپنے خطبات کو یادگار بنا سکتے ہیں۔

مسجد ضرار اور اس کے نمازی

یہ رسالہ مفتی صاحب کی انتہائی تحقیقی کاوش ''اذان حجاز'' سے ماخوذ ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر علیحدہ رسالہ کی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے، یہ رسالہ منافقین کے عقائد ونظریات کی نقاب کشائی کرتا ہے۔

تحفظ ناموس رسالت اور جانور

یہ مفید رسالہ بھی ''اذان حجاز'' سے ماخوذ ہے اور اس میں مزید اضافے کئے گئے ہیں، ناموس رسالت ﷺ کے لئے حیوانات کی قربانیوں کے واقعات کو بڑی عرق ریزی سے یکجا کیا گیا ہے۔

حدیث چین محدثین کی نظر میں

مفتی صاحب نے اس رسالے میں غیر مسلموں کی زبان میں علم حاصل کرنے کی بحث کی ہے، کہ اپنے دین میں رسوخ اور اپنی تہذیب وثقافت سے اچھی طرح روشناس ہوکر ہی دوسری تہذیب اور ثقافت اور زبان کے حامل ملک میں علم حاصل کریں۔ حدیث چین کا علماء ومفسرین اور محدثین کے اقوال کی روشنی میں یہ مفہوم واضح کیا ہے کہ اس سے علم دین حاصل کرنے کے لئے کسی دور دراز ملک جانا مراد ہے، اور یہ واضح کیا ہے کہ حدیث چین کی تمام اسناد ضعیف ہیں اور انگریزی زبان کی قباحتیں اور مسلمانوں پر اس کے اثرات بد کا حقیقت پسندانہ جائزہ پیش کیا ہے۔

طلع البدر علینا

میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک اچھی تالیف ہے اور سیرت النبی ﷺ کے مختلف عنوانات قائم کر کے خوبصورت انداز میں نبی کریم ﷺ کے خصائص اور کمالات کو بیان کیا ہے، محبت رسول اکرم ﷺ ایمان کی جان ہے اور مولف نے بڑے دلنشین انداز میں یہ سبق دیا ہے۔

میلاد سید المرسلین ﷺ

یہ میلاد شریف کے موضوع پر عربی مضامین کا سلیس ترجمہ ہے، جید علماء کرام اور صوفیاء عظام کے عشق و مستی سے بھرپور انداز بیان بڑا متاثر کن ہے، ان مضامین کا مطالعہ ایک گہرا اثر چھوڑتا ہے۔

کیا میلاد اور کرسمس ایک ہیں؟

اس رسالہ میں مسئلہ تشبہ کو احادیث شریفہ اور اقوال فقہاء کی روشنی میں واضح کیا ہے، میلاد اور کرسمس کے فرق کو دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے۔

غزوہ تبوک کا مبارک سفر

یہ جہاد کے موضوع پر ایک معلوماتی کتاب ہے، غزوہ تبوک کی روشنی میں مسلمانوں اور منافقین کے جہاد میں فرق کو واضح کیا ہے۔
(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ رمضان المبارک/شوال المکرم سنہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء)

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی کتب پر سوائے حجاز کا تبصرہ

گستاخوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے گیارہ فیصلے

ممتاز محقق و عالم دین مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی تازہ کتاب گستاخوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے گیارہ فیصلے شائع ہوگئی ہے، جس کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے، گیارہ واقعات جو رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں رونما ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے خود فیصلے صادر فرمائے، گستاخ رسول ﷺ کی سزا موت پر یہ مبارک فیصلے بین دلیل اور محکم براہان ہیں، ان کا مطالعہ جہاں روح پرور اور ایمان افروز ہے وہاں ان کا مطالعہ تشکیک کا شکار افراد کے لئے قلبی تشفی کا باعث بنے گا اور انہیں اس نہایت نازک وحساس عنوان پر روح اسلام سے آشنائی عطا کرے گا۔

(سوئے حجاز اپریل ۲۰۱۸ء)

بارگاہ نبوی ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا کرنا کیسا؟

فاضل مصنف مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی ایک اور کتاب ''بارہ گاہ نبوی ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا کرنا کیسا'' ؟ شائع ہوگئی ہے، یہ کتاب اس موقف پر دلائل و براہین کا مجموعہ، جملہ مندرجات، حوالہ جات سے مزین ہے، کتاب کا مطالعہ اس موضوع پر دیگر کتب کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے، طرز تحریر سلیس اور قلم رواں دواں ہے ہر سطح کے قارئین استفادہ کر سکتے ہیں۔
(سوئے حجاز اپریل ۲۰۱۸ء)

صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام

نوجوان عالم دین مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی کتاب ''صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' دو ضخیم جلدوں میں اعلیٰ طباعتی معیار کے ساتھ شائع ہوگئی ہے، دونوں جلدیں آٹھ سو صفحات پر محیط ہیں، پہلی جلد میں تاریخ تصوف پوری شرح وبسط کے ساتھ بیان کی گئی ہے، اور نہایت اہم مباحث واقوال، بشارتیں اور مقام اولیاء کرام پر نہایت علمی مواد جمع کیا گیا ہے، پہلی جلد میں سات ابواب ہیں، ہر باب میں کئی کئی فصلیں قائم کی گئیں ہیں، کتاب جہاد کے ایسے تشنہ موضوع پر لکھی گئی ہے کہ جس کی ہر دور میں اشد ضرورت رہی ہے، اور جو اسلام کا اہم رکن ہے، اس کتاب کو ایک حوالہ سے فتنہ قادیانیت یا فتنہ انکار جہاد کا مدلل ومسکت جواب بھی قرار دیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ کتاب جناب رسالت مآب ﷺ اور اہل خلافت راشدہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے عہد سے شروع کر کے عہد

رواں تک کے چیدہ وچنیدہ واقعات سے مزین ہے، دوسری جلد کے چھے ابواب ہیں، کتاب میں اکابر اولیاء کرام اور صلحاء عظام کی جہادی خدمات کا نہایت روح پرور بیان ہے، فاضل مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالی کو مجاہدانہ زندگی پسند ہے، اور وہ بزدل مسلمانوں کو پسند نہیں فرماتا، مولانا ضیاء احمد قادری رضوی کا انداز تحریر محققانہ ہے، وہ حوالہ جاتی اور سلیقہ مندی سے آسان انداز میں بات کرتے ہیں اور ثقاہت کو برقرار رکھنے کے لئے عربی متن کو حوالہ جات کے ساتھ پیش کردیتے ہیں، تاریخ تصوف پر یہ منفرد کتاب سینکڑوں حوالہ جات پر مشتمل ہے، اسے ہر لائبریری کی ضرورت قرار دیا جائے تو بالکل بجا ہوگا، نیز عوام وخواص اس سے بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔

مشکوۃ الجیلانی ومعہ الاربعون الکیلانیۃ

فاضل محترم مفتی ضیاء احمد قادری رضوی مہتمم جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبری للبنات کی چار سو چوبیس صفحات پر مشتمل روح پرور علم افروز تازہ تالیف ''مشکوۃ الجیلانی ومعہ الاربعون الکیلانیۃ'' اصل متن اور مستند حوالہ جات کے ساتھ شائع کردی ہے، ۱۲۰ احادیث مبارکہ مشکوۃ الجیلانی کے پہلے حصے میں شامل ہیں، انداز اس قدر دلچسپ اور جامع ومدلل ہے کہ پڑھنے والا اس سے بھرپور اس سے استفادہ کرلیتا ہے۔

مثال کے طور پر حدیث نمبر ۱۵ پڑھیئے اور انداز دیکھیے

(۱۵) حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ، قَالَ :أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَ :حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ النَّوْفَلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوداؤد سلیمان بن الاشعث نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں یحیی بن معین نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ہشام بن یوسف نے عبداللہ بن سلیمان النوفلی سے انہوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے انہوں نے اپنے والد ماجد سے انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی سے محبت کرو کیونکہ وہ تم کو اپنی نعمتوں کے ساتھ غذا دیتا ہے، مجھ سے اللہ تعالی کی خاطر محبت کرو اور میری اہل بیت سے میرے سبب سے محبت کرو۔

۱۲۰ احادیث مبارکہ اسی انداز میں بیان کی گئی ہیں، اس کے بعد حوالہ جات ایک خاص ربط کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، اس کے بعد کتاب کا دوسرا حصہ ''اربعین کیلانیہ'' بھی اسی انداز میں مرتب کی گئی ہے آیئے اس کی حدیث نمبر ۳۸ پڑھتے ہیں انداز یہ ہے:

(عاشوراء اور رمضان المبارک کے روزوں کا بیان)

أَخْبَرَنَا أَبُو شُجَاعٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْعِزِّ الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ الْمَارْدَانِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَوَارِسِ طِرَادُ بْنِ عَلِيٍّ الزَّيْنَبِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ السُّكَّرِيُّ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ :مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ يَلْتَمِسُ فَضْلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَشَهْرَ رَمَضَانَ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوشجاع محمد بن ابی العز الحسین بن احمد بن عمر المار دانی نے بیان کیا جبکہ ان کے سامنے یہ حدیث شریف پڑھی جارہی تھی، ہمیں خبر دی ابوالفوارس طراد بن علی الزینبی نے، ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحیی بن عبدالجبار السکری نے، ہمیں بیان کیا اسماعیل بن محمد الصفار نے، ہمیں بیان کیا احمد بن منصور الرمادی نے، ہمیں بیان کیا عبدالرزاق بن ہمام نے، ہمیں بیان کیا ابن جریج نے عبیداللہ بن ابی یزید سے انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ متن حدیث

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی دن کے روزے کی فضیلت کے سلسلے میں اتنا فکر مند نہیں دیکھا سوائے ان دونوں کے یعنی عاشوراء کے روزے اور رمضان المبارک کے روزے۔

(سوئے حجاز جون ۲۰۱۸ء)

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی کتب پر ہفت روزہ ندائے ملت کا تبصرہ

موجودہ دور میں یہود و ہنود کے سکالرز جہاد اسلامی پر حملے کر رہے ہیں، جہاد کے تصور کو غلط پیش کیا جارہا ہے، اور شدت پسندی سے تشبیہ دی جارہی ہے، جہاد اسلام کی ایک جامع اصطلاح ہے، جو جہاد بالمال، جہاد بالنفس اور جہاد بالسیف یعنی قتال کا احاطہ کرتی ہے، اسلام کا مزاج ہی مجاہدانہ ہے، اور یہ اپنے ماننے والوں سے جہد مسلسل کا تقاضہ کرتا ہے، جہاد کے متعلق اسلام کے تصور کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ روئے زمین میں جب ظلم و جبر اور فتنہ وفساد سر اٹھاتے ہیں تو اس کا سر کچلنے کے لئے جہاد سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے، نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں تو غزوات اور سرایا کی ایک طویل فہرست سامنے آتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کی سنت کو جاری رکھا، اور اس کے بعد صوفیاء کرام نے اس عظیم سنت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، مفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب نے اپنی تصنیف ''صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' میں بہت خوبصورتی اور محنت سے ان باتوں کا جواب دیا ہے کہ صوفیاء کرام کا کام بیٹھ کر وظائف کرنا اور خانقاہی رسومات ادا کرنے تک ہی محدود نہیں ہے، صوفیاء

کرام کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے اپنی زندگی میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا، مصنف نے آج کے خانقاہوں میں بیٹھے لوگوں کو جھنجوڑنے کی کوشش کی ہے، کہ آپ کے آباؤ اجداد نے ساری زندگی جہاد میں گزاری، ظلم کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بنے رہے، ایسے بزرگوں میں امام حسن بصری رضی اللہ عنہ، امام مالک بن دینار، امام ابراہیم بن ادھم ،حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت سیدنا عبدالواحد بن زید اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی، حضرت محی الدین ابن عربی جیسے نامور صوفیاء کرام علیھم الرحمہ شامل ہیں، اس کتاب میں مصنف نے بیان کیا ہے کہ کس طرح صوفیاء کرام نے شہروں سے دور بنیادی سہولیات سے محروم پسماندہ علاقوں میں خانقاہوں کے ذریعے غریب عوام کی خیروفلاح کے لئے دروازے کھولے، غریبوں کے لئے تعلیمی ادارے قائم کئے، ان کے لئے لنگر کھولے، دردمندوں کی جسمانی اور روحانی اور نفسیاتی امراض کے لئے علاج گاہیں بنائیں، ان کے درد بانٹے، خانقاہوں کا یہی دلکش منظر امیر وغریب کا فرق نہ ہونا، ایک چٹائی پر بیٹھنا، یوں اشاعت اسلام کا سب سے موثر ذریعہ ثابت ہوا، اورلوگ اسلام کی طرف کھچے چلے آئے ، جہاں اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ کا حکم بتایا جاتا تھا وہیں جہاد کی محبت پیدا کر کے ان کے جسموں کو گرمایا جاتا، صوفیاء کرام اپنی خانقاہیں دشمن ملک کی سرحد پر بناتے تھے، اور وہیں سے جب طالب علم پڑھ کر نکلتا تھا تو اسلام کا مجاہد بن کر نکلتا تھا۔

کتاب کی ایک جلد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جہادی زندگی کا تذکرہ بہت تفصیل سے موجود ہے، اور دونوں جلدوں میں برصغیر پاک وہند اور دنیا بھر کے صوفیاء کرام کی جہادی خدمات اور قربانیوں کو انتہائی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، کتاب کے تمام مضامین کو یہاں سمیٹنا ممکن نہیں ہے، یہ دو جلدیں ان تمام لوگوں کی پیاس بجھانے کیلئے کافی ہیں جو جاننا چاہتے ہیں کہ کس طرح بزرگان دین نے محنت کر کے اور قربانیاں دے کر اور اسلام کے لئے اپنا خون بطور نذرانہ دے کر اسلام کو زندہ رکھا، کس طرح جنگلوں اور ویرانوں میں جا جا کر لوگوں کو اسلام کا پیغام سنایا، اور جب جان دینے کی باری آئی اور ظلم کے سامنے بند باندھنے کی باری آئی تو تلوار کو نعرہ تکبیر کے ساتھ اٹھایا اور عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ جہاد میں بھی عظیم کارنامے سرانجام دئے ہیں، اس کتاب میں ان صوفیاء کرام کا تذکرہ پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام جہاں محبت اور امن کی تعلیم دیتا ہے وہاں غیرت وحمیت اور شجاعت وحریت کی تلقین بھی کرتا ہے، اور اسلام کی عزت وعظمت کی خاطر اپنا تمام من دھن کو قربان کرنے کا جذبہ بھی پیدا کرتا ہے، صوفیاء کرام کی بہادری اور غیرت کی داستان پڑھنے کے بعد کسی قسم کی غلط فہمی نہیں رہتی کہ تصوف ترک دنیا کی تعلیم دیتا ہے، صوفیاء کرام اسلام کے عظیم مبلغ تھے، اور اسلام کے سچے مجاہد تھے، بزرگوں نے ہمیشہ پیار ومحبت کی بات ہے، جیسا کہ کتاب میں ایک واقعہ موجود ہے کہ حضرت سیدنا بابا فریدالدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں ان کا ایک مرید قینچی کا تحفہ لے کر آیا، بزرگ نے سوال کیا کہ یہ کیوں لائے ہو؟ جواب دیا کہ یہ کاٹنے کے کام آئے گی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جواب دیا کہ ہمارا کام جوڑنا ہے کاٹنا نہیں ہے، اگر تحفہ لانا ہی تھا تو سوئی دھاگہ لاتے، جو جوڑنے کے کام آتا ہے، یہ صوفیاء کرام کا طرز عمل تھا، لیکن جب بات اسلام کی عظمت کی ہو تو اپنے بیگانے سب اسلام کے خلاف جمع ہو جائے تو پھر صوفیاء کرام خاموش نہیں رہتے ،میدان میں آکر ان فتنوں کی سرکوبی کرتے ہیں، سلطان محمود غزنوی کی عسکری اور جنگی مہمات میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی دعا اور دوسرے صوفیاء کرام کی شرکت اور حضرت بابا فریدالدین مسعود رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بیٹوں کا جہاد میں شہید ہونا تاریخ

کا حصہ ہے، مغلیہ دور میں مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبد النبی رحمۃ اللہ تعالی علیہما اور دوسرے صوفیاء کرام کا کردار قابل ذکر ہے، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نابینا ہونے کے باوجود انگریز کے خلاف سب سے پہلے جہاد کا فتوی جاری فرمایا، اور آپ کے شاگردوں میں سے ہی حضرت علامہ مولانا فضل حق رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ان کے ہمنوا علماء کرام نے جہاد کے خلاف علم جہاد بلند کیا، اس طرح کے بے شمار بزرگوں کی خدمات کو مصنف نے بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

(ہفت روزہ ندائے ملت ۴ تا ۱۰ جنوری ۲۰۱۸ء)

تحفظ ناموس رسالت اور جانور

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ زمینوں اور آسمانوں میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ جانتی ہو، کہ میں اللہ تعالی کا رسول (ﷺ) ہوں، سوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے۔ مسند امام احمد بن حنبل۔

حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد صاحب ایک بار کراچی تشریف لے گئے، وہاں ایک کتب خانہ کے مالک نے ان سے سوال کیا کہ تم کہتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ہر چیز کو جانتے ہیں، اس نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کو بھی جانتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا: کہ تم یہ بتاؤ کہ یہ تنکا رسول اللہ ﷺ کو جانتا ہے؟ تو وہ خاموش ہو گیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ زمینوں اور آسمانوں میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ جانتی ہو کہ میں اللہ تعالی کا رسول (ﷺ) ہوں سوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے۔ کیا یہ تنکا زمین و آسمان میں ہے کہ نہیں؟ اب وہ خاموش ہو گیا، تو آپ نے فرمایا: جب یہ تنکا رسول اللہ ﷺ کو جانتا ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ کا علم شریف اتنا کم ہے کہ اس کو نہیں جانتے۔ زیر تبصرہ اس کتابچے ''تحفظ ناموس رسالت اور جانور'' میں حیوانات کی ناموس رسالت کے لئے عقیدت و محبت اور قربانیاں مختلف کتب سے اخذ کر کے اس میں ایک ہی جگہ جمع کر دی گئی ہیں، اور مولف کی کتاب ''اذان حجاز'' میں سے ایک باب اضافہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے، بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

(ہفت روزہ ندائے ملت ۱۱ تا ۱۷ مئی ۲۰۱۷ء)

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کا تعارف

اور خدمات دینیہ

تحریر: ظفر محمود قریشی (واہ کینٹ)

مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی ایک کہنہ مشق نوجوان عالم دین ہیں۔ آپ (۱۹ ستمبر ۱۹۸۷ء) کو ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی سے نو کلو میٹر دور موضع کوٹ مظفر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم گرامی فیاض احمد ولد میاں قطب الدین ہے۔

جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو آپ کے والدین جو کہ نہایت نیک اور پارسا خصائل کے مالک ہیں نے ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کے لیے اپنے ہی علاقہ کے ایک عالم دین جناب مولانا حافظ عبد الحمید صاحب مہروی علیہ الرحمہ کے پاس بھیجنا شروع کر دیا، ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے حفظ قرآن کریم کی سعادت بھی یہیں سے حاصل کی اور پارہ عم سے سورۃ یٰسین تک پڑھا، پھر اس کے بعد مدرسہ انوار رسالت کوٹ مظفر میں باقی قرآن کریم کے حفظ کی سعادت حافظ و قاری خورشید احمد صاحب قادری سے حاصل کی۔

قرآن کریم کی باقاعدہ تجوید قرات کا علم سنہ (۲۰۰۱ء) میں مدرسہ عربیہ مہرویہ تجوید القرآن قادر پور ڈھکو تحصیل کہروڑ پکا ضلع لودھراں میں مولانا الحاج قاری ضیاء محمد مہروی سے حاصل کیا، اور ایک سال کا کورس چھ ماہ میں مکمل کر لیا اور ستر سے زائد طلباء میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

اس کے بعد علوم اسلامیہ کے حصول کی طرف گامزن ہوئے اور (۲۰۰۱ء) میں ہی حاصل پور میں جامعہ انوار سلطانیہ میں داخلہ لیا جس کے مہتمم مولانا مفتی عطا محمد صاحب قادری علیہ الرحمہ تھے۔ یہاں پر آپ نے فارسی کی ابتدائی کتب مولانا مفتی محمد حفیظ اللہ مہروی سے پڑھیں۔ دوران تکمیل کتب فارسی آپ کے استاد صاحب نے فرمایا تھا کہ ضیاء احمد ضرور مدرس بنے گا۔ (۲۰۰۲ء) میں مدارس اسلامیہ و مساجد کے قدیم تاریخی شہر لاہور میں وارد ہوئے اور جامعہ فیضان مدینہ کاہنہ میں داخلہ لیا، پھر تقریباً چھ ماہ بعد سبزہ زار لاہور میں اس جامعہ کی ایک شاخ کا افتتاح ہوا تو یہ پورا درجہ جامع مسجد گلزار حبیب بھیج دیا گیا اور پھر یہیں پر آپ نے عامہ کے امتحان دیئے۔ اور اس کے بعد جامعۃ المدینہ عکس گنبد خضری میں ثالثہ کے امتحان دیئے۔

جامعہ غوثیہ رضویہ علامہ اقبال ٹاؤن کریم بلاک میں درجہ رابعہ سے لے کر تکمیل درس نظامی تک پڑھائی کی۔ یہاں پر آپ کے اساتذہ میں مفتی فیاض احمد سعیدی، مولانا قاضی تجوید الدین قادری تھے جب کہ مولانا مقصود احمد قادری علیہ الرحمہ سابق خطیب جامع مسجد داتا دربار سے بخاری شریف کا درس لیا اور بخاری شریف کی آخری حدیث مفتی مختار احمد درانی سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

آپ کو مفتی مختار احمد درانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے صحاح ستہ اور حضور تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور فقیہ العصر مفتی محمد

امین نقشبندی علیہ الرحمہ نے اجازت حدیث عطا فرمائی۔(۲۰۱۱ء سے لیکر ۲۰۱۴ء) تک جامعہ غوثیہ رضویہ میں تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔

"(۲۰۱۵ء) میں حصول علم دین کا شوق آپ کو جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ جو ہر ٹاؤن لے گیا جہاں پر آپ نے فاضل نوجوان مفتی ہاشم خان عطاری المدنی سے تخصص فی الفقہ کیا۔

آپ کے مشائخ طریقت میں جناب خواجہ عبدالواحد نقشبندی مجددی المعروف حاجی پیر صاحب، خواجہ بدرالاسلام مجددی سلطانی، امیر اہل سنت مولانا الیاس عطار قادری، تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خان بریلوی اور فضیلۃ الشیخ مولانا محمد اطہر علی ہاشمی کے اسمائے گرامی قدر شامل ہیں۔

(۲۰۱۵ء) میں آپ کی قسمت جاگ اُٹھی اور آپ کو حرمین شریفین کی زیارت کی بابرکت سعادت نصیب ہوئی، اور پھر کرم بالائے کرم ہوتا گیا اور آپ دوسری، تیسری مرتبہ، ۲۰۱۷ء، اور ۲۰۱۸ء میں حرم مکہ اور حرم مدینہ میں دربار رسالت پر سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ (۲۰۱۷ء) میں بغداد شریف اور کربلا و نجف اشرف کی حاضری کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہو چکے ہیں۔

علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنی دینی صلاحیتوں کو خوب نکھارا اور اس سلسلہ میں بعد نماز عشاء علوم درس نظامی کی تدریس کرتے ہیں اور بعد نماز فجر درس قرآن کی نشست ہوتی ہے جس کی ابتدا (۲۰۱۵ء) میں ہوئی تھی اور غالباً سولہ پارے مکمل ہو چکے ہیں۔ اللہ کرے کہ کوئی صاحب بصیرت آپ کے ان دروس قرآن کو صفحہ قرطاس پر محفوظ کرلے۔ آپ نے اپنے آبائی علاقہ کوٹ مظفر میں بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے ایک مدرسہ جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات کے نام سے قائم کیا ہے جس کے آپ مہتمم بھی ہیں۔

علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد آپ کا سب سے بڑا کارنامہ تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھنا تھا، (۲۰۱۶ء) سے آپ نے اس مشکل میدان میں قدم رکھا اور قلم و قرطاس سے اپنا ناطہ قائم کرتے ہوئے پہلی کتاب تحریر فرمائی، اور پھر آپ کے قلب و ذہن پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ اب تک ۵۰ کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں جو کہ آپ کے ہی زیر نگرانی چلنے والے کتب خانہ مکتبہ طلع البدر علینا سے شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کی جو کتب اس وقت راقم کے پاس موجود ہیں ان میں:

صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام

یہ کتاب اب تک آپ کے قلم سے نکلی ہوئی سب سے ضخیم اور عظیم کتاب ہے۔ اس کے عنوان سے قارئین اس کے مندرجات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ کتاب دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جو اپنے موضوع پر منفرد اور موجودہ دور کے خانقاہ نشینوں اور ان کے کم فہم عقل سے عاری مریدین کے لیے عبرت کا سامان لیے ہوئے ہے۔ دور حاضر میں صوفی ازم اور تصوف کے نام پر جس طرح کے غیر شرعی اور غیر اخلاقی کام کیے جا رہے ہیں وہ عوام و خواص کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ پیری مریدی کے نام پر جہلاء کے ٹولے نے جس طرح کے گھناؤنے کاروبار شروع کر رکھے ہیں ان سے اللہ کی پناہ۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ فی زمانہ نوے فیصد گدی نشین، پیر، اور صاحب طریقت کہلانے والے علم دین و دنیا سے بلکل بے بہرہ ہیں، اور بظاہر بڑے بڑے جبہ پوش اور عمامہ فروش پیر صاحبان بھی معمولی علم شریعت و طریقت سے

بھی واقف نہیں اور انھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اولیاء کرام وصوفیاء عظام کی حقیقی زندگی کیا تھی اور انھوں نے تبلیغ اسلام کے لیے کیا کیا قربانیاں دیں۔قبلہ مفتی صاحب نے عرض فقیر کے عنوان سے کتاب لکھنے کا جو سبب بیان فرمایا ہے وہ نہایت ہی قابل غور ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں ا

اس کتاب میں اس موضوع کو زیر بحث لایا گیا ہے اور ان شبہات اور اعتراضات کا مدلل ردّ کیا گیا ہے کہ اولیاء وصوفیاء کا دائرہ کار چند عبادات و وظائف اور خانقاہی رسومات ادا کرنے پر محدود ہے جبکہ عملی زندگی میں صوفیاء کرام کا کردار نہ ہونے کے برابر ہے،صوفیاء پر یہ الزام لگانا کہ وہ مسیحی راہبوں کی طرح دنیوی معاملات سے الگ تھلگ رہتے تھے۔مذکورہ الزامات کے اس کتاب میں مختلف علمی مباحث وتاریخی واقعات اور حقائق کی روشنی میں جوابات دیئے گئے ہیں۔اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آج تک جتنی بھی کامیاب فوجی اور عسکری کاروائیاں وقوع پذیر ہوئیں ان میں اصل محرک قوت صوفیاء کرام اور اہل اللہ کی کارفرما تھی۔ان صوفیاء کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے اپنی زندگی میں دین اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کو اوڑھنا بچھونا بنایا۔ان میں امام حسن بصری، مالک بن دینار، ابراہیم بن ادھم، عبداللہ بن مبارک، حضرت عبدالواحد بن زید، بایزید بسطامی، جنید بغدادی اور حضرت محی الدین ابن عربی جیسے نامور صوفیاء کرام شامل ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب کی پہلی جلد ۸۰۰ اور دوسری جلد بھی ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔کتاب کے مندرجات اور اپنے عنوان کے تحت مواد کو بڑی محنت اور عرق ریزی سے جمع کیا گیا ہے۔کئی نایاب کتب سے استفادہ کے ساتھ ساتھ کئی ضخیم اور قدیم عربی کتب کے سینکڑوں صفحات کے مطالعہ اور اس عظیم کتاب کی تیاری میں کئی ماہ کا عرصہ ماخذ کی تلاش و بسیار میں صرف کیا گیا ہے۔اس جلد میں صحابہ کرام، ائمہ اربعہ، و دیگر اولیاء کرام کی خدمات دینی و دنیوی اور اس کے علاوہ ان پاکان اُمت کے جہاد فی سبیل اللہ کو بڑے مفصل طور پر پیش کیا گیا ہے۔جبکہ دوسری جلد میں قرون اولیٰ اور اس کے بعد کے اولیاء کرام کے حالات زندگی اور جہادی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علم دین سے عشق کو بھی آشکارا کیا گیا ہے۔صاحبان علم وفن کی تقاریظ نے کتاب کی اہمیت میں مزید اضافہ کردیا ہے۔بہر حال کتاب اپنے موضوع پر ہر صاحب نظر، اور دردمند دل کو مطالعہ کی دعوت دے رہی ہے۔بالخصوص موجودہ پیروں، فقیروں، گندی نشینوں اور ان کے مریدین کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

مشکوٰۃ الجیلانی مع الاربعون الکیلانیہ

حضرت سید الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے خطبات الفتح الربانی والفیض الرحمانی میں موجود احادیث مبارکہ کا ترجمہ، تحقیق، اور تخریج کر کے اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے اس کے ساتھ آپ کے صاحبزادے جناب سید عبدالرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ کی جمع کردہ کتاب الاربعون الکیلانی ہے کا بھی ترجمہ تحقیق وتخریج کے ساتھ اس میں شامل کیا گیا ہے اور اس سارے مجموعہ کا نام "مشکوٰۃ الجیلانی" تجویز فرمایا ہے۔کتاب کے صفحات ہیں۔اس کے علاوہ درج زیل چند مختصر رسائل بھی تحریر کیے ہیں جو اپنے اپنے عنوانین کے تحت مختصر ہونے کے باوجود بڑے ہی جامع ہیں۔

(بارگاہ نبوی ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا کرنا کیسا)

(تحفظ ناموس رسالت اور جانور)

(گستاخوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے گیارہ فیصلے)
(مسجد ضرار اور اس کے نمازی) (میت کو تلقین کرنا کیسا اور تسبیح پڑھنا کیسا؟)
(حدیث چین) (علم حاصل کرنے کے لیے چین جانا اس روایت سے متعلق تفصیلات بیان کی گئیں ہیں)
(کیا میلاد اور کرسمس ایک ہیں؟)

اس کے علاوہ چھوٹے بڑے مزید کتب ورسائل مطبوعہ ہیں لیکن راقم کے پاس چونکہ صرف درج ذیل ہی موجود ہیں اس لیے ان کا مختصر تعارف یہاں بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ کریم فاضل مفتی جناب ضیاء احمد قادری رضوی الحنفی دامت فیوضہم کو سلامت باکرامت رکھے اور ان کو طویل زندگی اور صحت کاملہ سے نوازے تاکہ آپ اسی طرح تحریری، تقریری، تدریسی طور پر اپنی خدمات دینی سرانجام دیتے رہیں۔ اس وقت بہت شدت کے ساتھ ضرورت ہے کہ مدارس میں تصنیف و تالیف و تحقیق کے شعبے پر بھرپور توجہ دی جائے اور نئے فارغ التحصیل ہونے والے علماء اور دینی اسکالرز کو جدید عصری یونیورسٹیوں کی سطح پر اپنے طلباء کو تیار کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ تاکہ دور حاضر میں بدلتے ہوئے معاشرتی حالات کے مطابق یہ فاضلین اُمت مسلمہ کی صحیح سمت رہنمائی اور تربیت کا فریضہ سرانجام دیں سکیں۔

(سہ ماہی مجلہ برھان الحق واہ کینٹ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۸)

موجودہ خانقاہی نظام

خانقاہ و درگاہ کا معنی اور اس پر کلام

درگاہ کا معنی

درگاہ کے معنی آستانہ، چوکھٹ خانقاہ، روضہ، مزار، دربار شاہی، خدا کا دربار

اس کے معنی عبادت کی جگہ کے نہیں ہیں عوام الناس درگاہ مزار کے لیے بولتے ہیں۔

اصل میں یہ لفظ درگاہ سے مرکب ہے، در کے معنی دروازہ پھاٹک، چوکھٹ اور گاہ کے معنی جگہ مقام۔

درگاہ کا مرکب بڑی جگہ کی چوکھٹ اور آستانہ کے لیے بولنے لگے، چاہے شاہی دربار ہو یا دربار خداوندی ہو۔

خانقاہ کے معنیٰ اور خانقاہ کے قیام کا مقصد

خانقاہ فارسی زبان کا لفظ ہے اسکے معنیٰ غیاث اللغات میں لکھے ہیں جائے بودن درویشاں بس جہاں چند اللہ والے درویش بیٹھ جائیں بس وہی خانقاہ ہے

خانقاہ کے مقصد کے حوالے سے ایک شیخ فرمایا کرتے تھے کہ خانقاہ یُزکّیھم کا مظہر ہے۔ خانقاہ وہ جگہ ہے جہاں جاہ کا جیم اور باہ کی باء نکالی جائے اور خالص آہ رہ جائے کیونکہ آہ اور اللہ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے، ہماری آہ کو اللہ نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ جہاں آہ کو جاہ اور باہ سے پاک کیا جائے یعنی جہاں جاہ و تکبر مٹایا جائے اور باہ و شہوت، بدنظری اور عشق غیر اللہ سے دل کو پاک کیا جائے اس کا نام خانقاہ ہے۔ خانقاہ حلوہ کھانے کا نام نہیں ہے جیسا کہ عام لوگ سمجھتے ہیں۔ خانقاہ کی تعریف پر میرا شعر ہے،

خانقاہ، مکتب و مدرسۂ عرفان   خانقاہ یا خانۂ گاہ یعنی خانۂ حال و حضور

گاہ، وہ لحظۂ واقعی ہے کہ انسان کو ظاہراً خواہ باطناً دائم مراقبہ و حضور اور اُس کی حفاظت میں رہنا چاہیے، تاکہ ہر "آن" اِس حیاتِ حقیقی کے باعث، جہانِ مادّی کی بے مصرف آوارگیوں میں مصروف نہ رہے اور آخرِ کار علم، عشق اور مستی کے آسمان کے دروازے راہ کے حقیقی سالک پر کھل جائیں۔۔

راہ چلنے والا سالک ہمیشہ اپنی جمعیّت میں، نہ کہ لوگوں کے تفرقوں میں، سیر کرتا ہے، تاکہ ایک لحظے کے لیے بھی ہستی سے جدا نہ رہے۔

کسی بھی علم کے حصول کے لیے معلّم اور اُس درس کے مدرسے کا رُخ کرنا چاہیے۔ مکتب و مدرسۂ عرفان کا نام خانقاہ ہے۔

پرانے وقتوں میں جب کوئی اپنی حقیقت کا متلاشی ہوتا تھا، خانقاہ کا رُخ کرتا تھا۔ اُسے پتا چلتا تھا کہ روزمرّہ زندگی اُس کی اصل چاہت، یعنی انسان کی حقیقت کی جُستجو اور کشف کی ذمّے دار نہیں۔ وہ معاشرے میں متعارف نام و نسب کو ایک طرف رکھ کر، کمالِ فروتنی و طلب سے خانقاہ کا رُخ کرتا تھا تاکہ حاضر اجتماع کے ساتھ، خاص طور پر ذکر کے ہنگام میں، حضور در حال اور بیزمانی کا تجربہ کرسکے۔

خانقاہی نظام کی تاریخ اور اہمیت

برصغیر پاک و ہند میں اولیاء اللہ نے دین اسلام کی بے پناہ خدمت کی ان ہی اللہ کے نیک بندوں کی وجہ سے ہندوستان کے لاکھوں لوگوں نے دین اسلام قبول کیا اور یہی لوگ اس خطے میں دین اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بنے سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیر شریف میں سوئے ہوئے ہیں، ہندوستان میں ۹۰ لاکھ سے زائد لوگوں نے آپ کی وجہ سے دین اسلام قبول کیا۔ ہندوستان کے مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر دوران اقتدار ایک بار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے دربار شریف پر حاضری دینے گئے صدر دروازے پر پہنچے تو دیکھا ایک نابینا شخص خواجہ سے بینائی مانگ رہا ہے۔ عالمگیر اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں اندر روزے پر حاضری دیکر واپس آتا ہوں اس دوران اگر تمہیں نظر نہ ملی تو میں تمہارا سر قلم کر دونگا۔ تھوڑی دیر بعد جب عالمگیر واپس آیا تو وہ نابینا شخص خوش وخرم بیٹھا ہوا جسے بینائی مل چکی تھی عالمگیر نے اسے دیکھ کر اور یقین کے بعد اس شخص کو انعام واکرام سے نوازا۔ اس کائنات کے اندر اقتدار کے دو نظام چل رہے ہیں ایک ظاہری دنیا کا نظام، حکومت ہے کہیں پارلیمانی جمہوری، کہیں صدارت، کہیں بادشاہت وغیرہ۔ دوسرا باطنی روحانی دنیا کا نظام ہے جو تصوف کے راستے سے ملتا ہے اس روحانی حکومتی نظام میں طریقت کے چار سلسلے ہیں قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردی نظام ہیں۔ چاروں کے سلسلے ہیں عشق و مستی کے اس روحانی نظام میں اس قدر لذت ہے کہ عام آدمی بھی محنت کر کے اس روحانی اقتدار کے اعلیٰ درجے پر پہنچ سکتا ہے۔ اولیاء کرام بھی سچے تھے اور ان کے مریدین بھی پکے عقیدے کے باعمل لوگ تھے، پھر ایک دور آیا کہ جعلی اولیاء کرام جعلی پیر و فقیر دھوکا باز آئے جنہوں نے دین اسلام کو نقصان پہنچایا بدنام کیا، معصوم لوگوں کو لوٹتے رہے ایسے جعلی صوفیا کرام کا سلسلہ آج بھی موجود ہے اور ان کے خلاف ہر دور میں اللہ کے ولی آتے رہے، ہر دور میں اللہ کے ایسے برگزیدہ لوگوں کی مخالفت بھی کی جاتی رہی انہیں تنگ کیا جاتا رہا مگر انہوں نے اپنے مقدس مشن کو جاری رکھا۔

خواجہ نظام الدین کا کچا جھونپڑا دریائے جمنا کے کنارے تھا جہاں بادشاہ کے دربار سے زیادہ رونق رہتی تھی یہ دو حکومتی نظاموں کی مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی ایک خلجی بادشاہ کا دنیاوی حکومتی نظام اور دوسرا خواجہ نظام الدین کا باطنی حکومتی نظام تھا۔ جس میں لوگوں کے دلوں پر حکمرانی ہے اور یہی اصل حکمرانی ہے۔ ہر دور میں اور ہر علاقے میں باطنی روحانی نظام حکومت کا سلسلہ چلتا رہا اور آج بھی موجود ہے اس نظام کو وہی لوگ بہتر انداز میں سمجھتے ہیں جو اس راہ کے مسافر ہیں۔ جیسے دنیاوی نظام میں نظام حکمرانی کے عہدے ہیں یعنی وزیراعظم، صدر، سینئر وزیر، سپیکر، وزیر بادشاہ وغیرہ ایسے ہی باطنی روحانی نظام حکومت میں بھی ہے، میں نے عرض کی قطب غوث ابدال وغیرہ عہدے ہیں اور یہ عہدیدار ہر دور میں اور ہر علاقے میں موجود رہتے ہیں۔ جب ایک علاقے سے ایک عہدیدار اٹھ جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرے کی ذمہ داری لگ جاتی ہے۔ روحانی دنیا کے ان خلفاء کا ایک کے بعد دوسرے کے آنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور یہ اپنے اپنے تصوف کے سلسلے کو قائم رکھتے ہیں جیسے حضرت معین الدین چشتی چشتیہ سلسلہ کے بانی ہیں آپ کو روحانی دنیا میں خلافت ملی ان کے جانے کے بعد نظام الدین اولیاء کو خلافت ملی اس طرح یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور ان شاء اللہ روز قیامت تک جاری رہے گا۔ ہر طریقت کا اپنا سلسلہ ہے جیسے قادریہ کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہے اسی طرح نقشبندی اور سہروردی بھی سلسلے ہیں جس کی لمبی تفصیل ہے جسے ایک کالم میں سمیٹنا مشکل ہے۔ اس کالم میں میرا جو بنیادی مقصد ہے وہ یہ کہ خانقاہی نظام بہت ہی اچھا ہے اس کی تاریخ میں بڑی

اہمیت اور حیثیت ہے برصغیر میں جب تک یہ نظام مؤثر انداز میں چلتا رہا چاروں طرف امن وسکون تھا۔ یہ نظام اگرچہ آج بھی موجود ہے لیکن ہم نے اس سے وابستگی کمزور کردی۔ علماء کرام نے خود خانقاہی نظام کو کمزور کیا۔ غیر ضروری طور پر خانقاہی نظام پر نکتہ چینی جاری رکھی جس سے عام مسلمان اس نظام سے دور ہوتے گئے۔ آج کا ایک طبقہ اس نظام کے احیاء کی سوچ وفکر رکھتا ہے۔ اللہ کرے کہ علمائے کرام خانقاہی نظام کو شرعی طریقے سے دوبارہ بحال کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔ ہم نے انتہا پسند جماعتیں اور گروہ بنا کر تفرقہ بازی شروع کردی بھائی بھائی کا گلہ کاٹنے لگا جس کے نتیجے میں آج امت مسلمہ تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے جہاں کئی مسلمان آباد ہیں اس انتہا پسندی اور گروہ بندی کی وجہ سے خود ہی ایک دوسرے کے دشمن بنے بیٹھے ہیں اور قتل عام جاری ہے۔ اسلام تو امن سکون اور محبت واخلاص کا دین ہے ہم نے اس کا کیا حال بنادیا۔ میں اولیاء اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی باطنی حکمرانی کے روحانی سلسلہ میں امت کی بہتری کیلئے منظر عام پر آئیں۔ دین اسلام اور امت کی بھلائی کے لئے اپنا وہ کردار ادا کریں جو برصغیر میں اولیاء اللہ کرتے رہے ہیں تمام صوفیاء کرام کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ خانقاہی نظام کو بحال کرنے میں پھر سے اپنا کردار ادا کریں تاکہ مسلم معاشرہ ایک بار پھر امن سکون، محبت و بھائی چارے کی طرف لوٹ سکے۔ بدعات اور مشرکانہ عقائد کی ہم نفی کرتے ہیں لیکن ان کمزوریوں کی آڑ میں مکمل طور پر خانقاہی نظام کو ہی خیر آباد کہہ دینا امت مسلمہ کے لئے کسی بھی طور پر درست نہیں۔ ایک بدبخت مذہبی انتہا پسند گروہ جس نے خانقاہوں کو بھی نہیں بخشا۔ خانقاہوں میں بھی دھماکے کیے گئے۔ خانقاہوں میں دھماکے کرنے کے بجائے کمزوریوں اور خامیوں کو دور کرنے میں دعوت و تبلیغ کا راستہ اختیار کریں۔ محبت سکون اور امن کے ان مراکز کے ساتھ اور اولیاء کے ساتھ جڑ جائیں اس میں ہماری ہمارے وطن کی اور عالم اسلام اور دین اسلام کی بہتری اور سربلندی ہے۔ مسلمانوں اور اسلام کی خدمت دعوت وتبلیغ سے ہی ممکن ہے نہ کہ مذہبی انتہا پسندی سے۔

خانقاہی نظام

احسن علی قادری لکھتے ہیں

آج کے اس تیز رفتار سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں انسان اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ کائنات کے سربستہ رازوں سے پردے اٹھا رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اپنی ذات سے اس قدر غافل ہوتا جا رہا ہے کہ اپنی اصلاح، نفس کے تزکیہ، مقصدِ حیات اور اس کی تکمیل کی جانب دھیان کم ہی جاتا ہے۔ ہمیں دوسروں کی خامیاں اور کجیاں تو با آسانی نظر آ جاتی ہیں لیکن اپنی غلطیاں وکوتاہیاں نظر نہیں آتیں۔ ہم اپنے بچوں کو دنیاوی علوم سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں، دنیا کی مشکلات سے نبٹنے کے طریقے بھی بتاتے ہیں، لوگوں کو چکر دینا، مکر و فریب اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والے کو ہی کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ جھوٹ کی صفائی اور دھوکہ دہی انسان کی خاص خوبی بن چکی ہے کہ اگر اپنے مفاد کے لیے کسی سے جھوٹ بھی بولنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں، اپنی ترقی اور خوشیوں کے لیے کسی کی خوشیوں کو غارت کرنا پڑے تو بھی حرج نہیں۔ کیا یہی ترقی ہے؟ خود سے اور اخلاقیات سے غافل اور اپنے خالق سے بے خبر۔۔۔ دنیاوی اور ظاہری ترقی کے لیے ہمہ وقت کوشاں لیکن روحانی و باطنی ترقی سے غافل۔ ہم اپنے لیے بہتر سے بہترین کی تلاش میں رہتے ہیں لیکن اس بہترین کا معیار ہر کسی کے لیے مختلف ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہترین طلب اللہ کی طلب کو قرار دیا ہے جبکہ ہمارے لیے بہترین مال و دولت کی

زیادتی ہے۔ کیا اس ہنگامہ اور نفس پرستی کے دور میں اس امر کی ضرورت نہیں کہ ہم نوجوانوں کی تربیت ان خطوط پر کریں جن خطوط پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کی تربیت کی۔ ان کو یہ نظریہ اور شعور دیں کہ قلبی سکون نعمتوں کی فراوانی میں نہیں بلکہ اللہ کی یاد میں ہے۔ ان کو احساس دلائیں کہ دوسروں کے عیبوں اور خامیوں کی تشہیر سے قبل ہم اپنی اصلاح اور محاسبہ نفس کی طرف توجہ دیں کیونکہ ہم اپنی زندگی اور اس کے اعمال کے جوابدہ ہیں نہ کہ دوسروں کی زندگی کے۔ اس کے لیے ضرورت ہے ایک ایسے ماحول کی جو انسان کو یہ سب چیزیں مہیا کر سکے کہ انسان واقعی ہی میں انسان بن جائے۔ جہاں محاسبہ نفس کے شعور کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس کی دولت بھی نصیب ہو۔ ظاہر کی اصلاح کے ساتھ ساتھ باطن کی بھی درستگی ہو کیونکہ اگر روح وقلب پاکیزہ ہوں گے تو ہی ظاہر بھی اس کی متابعت میں نیک اور پاک اعمال و افعال سرانجام دے گا۔

ایسا پاکیزہ اور روحانی ماحول کسی ولی کامل کی بارگاہ میں ہی میسر آ سکتا ہے۔ ایک مرشد کامل اکمل ہی وہ ہستی ہے جو اپنی نگاہِ کامل سے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور طالبِ مولیٰ کی تربیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کرتا ہے۔ جس کے لیے وہ ایسی تربیت گاہ کی بنیاد رکھتا ہے جو کہ خانقاہ کے نام سے جانی جاتی ہے جہاں ظاہر کی پاکیزگی اور اصلاح سے پہلے نفس و باطن کی پاکیزگی اور اصلاح پر زور دیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں بھی ایک ایسی ہی درسگاہ صفہ کے چبوترے پر قائم تھی جہاں قیام کرنے والے اصحابِ صفہ کے نام سے معروف ہیں۔ جو اپنی دنیاوی فکروں اور الجھنوں کو بھلا کر اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ حیات کے بعد بھی صوفیا کرام نے خانقاہوں کے قیام کی روایت کو برقرار رکھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی نگاہ میں خانقاہوں کا تصور بدلتا گیا۔ اس کی بنیادی وجہ وہ عوامل تھے جن کے وقوع پذیر ہونے سے خانقاہوں کا معیار بدل گیا۔ خانقاہوں کے قیام کا مقصد لوگوں کو دعوت الی اللہ دینا تھا۔ دنیاوی علائقوں اور لذتوں سے ان کا منہ موڑ کر ان کا دھیان اللہ کی جانب لگانا تھا لیکن جب خانقاہوں کی بنیاد رکھنے والے اولیا کرام اور فقرا کاملین اس دنیا سے پردہ کر گئے تو ان کی گدیوں پر مفاد پرستوں نے قبضہ کر لیا جن کی غیر شرعی اور بے لگام حرکات کے باعث خانقاہوں کا مقام و مرتبہ اور عظمت لوگوں کی نگاہ میں ختم ہوگئی۔ بقول اقبال:

اٹھا میں مدرسہ اور خانقاہ سے غمناک ... نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ

ذیل میں کچھ ایسے عوامل بیان کیے جا رہے ہیں جو خانقاہ میں قیام پذیر مریدین اور طالبانِ مولیٰ کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

خانقاہ کا نظامِ تربیت

طالبانِ مولیٰ طلبِ حق اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لیے مرشد کامل اکمل کی صحبت میں وقتاً فوقتاً حاضر ہوتے رہتے ہیں جہاں مرشد کی نورانی صحبت اور پُر تاثیر گفتگو طالبانِ مولیٰ کے باطن کو منور کر کے پاکیزگی اور نور بخشتی ہے لیکن طالب کی دینی و دنیاوی لحاظ سے اصل تربیت خانقاہ میں قیام سے ہی ممکن ہے۔ جہاں بہت سے مریدین اور محبین اپنی تربیت کے لیے قیام پذیر ہوتے ہیں۔

جس طرح دنیاوی علوم کی تحصیل کے لیے کسی سکول، کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ لینا ضروری ہے اسی طرح طالبِ مولیٰ کے لیے بھی

اپنی باطنی تربیت کے لیے خانقاہ میں قیام کرنا ضروری ہے اگرچہ یہ قیام مختصر وقت اور چند روز کے لیے ہی ہو۔

خانقاہ کا ماحول سب سے بنیادی اہمیت کا حامل ہے جہاں طالبِ مولیٰ دنیا کی رنگینیوں اور لذتوں سے دور ایک ایسی جگہ قیام پذیر ہوتا ہے جہاں اس کا دھیان غیر اللہ سے موڑ کر اللہ کی طرف مبذول کیا جاتا ہے۔

خانقاہ میں مختلف ماحول اور علاقوں کے پروردہ لوگ تربیت کے لیے قیام پذیر ہوتے ہیں جن کے مزاج اور رہن سہن میں فرق بھی دوسرے لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے جہاں مل جل کر رہتے ہوئے مزاج کی ترشی اور بول چال کی سختی کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے تو دوسری طرف بھائی چارے کی مثالیں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ایک دوسرے کی محبت ونفرت کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ جس سے طالبانِ مولیٰ کی اخلاقی تربیت بھی ہوتی ہے۔

مختلف تعلیمی معیار اور روحانی مراتب کے اعتبار سے طالبانِ مولیٰ راہِ فقر ومعرفت کے مختلف موضوعات زیرِ بحث لاتے ہیں جس سے طالبانِ مولیٰ کے ذہن کو ایک نئی طرزِ فکر عطا ہوتی ہے۔ انسانی ذہن جو دنیا میں رہ کر مال ودولت کے حصول کے لیے ہی سوچ بچار کرتا رہتا ہے خانقاہ میں قیام کے دوران سوچ کا رُخ ہی بدل جاتا ہے۔

خانقاہ میں قیام کے دوران طالبانِ مولیٰ کے ذمہ مختلف قسم کے فرائض کی انجام دہی بھی ہوتی ہے جیسا کہ خانقاہ کی صفائی ستھرائی، لنگر پاک کی تیاری اور دیگر ترقیاتی امور جیسا کہ کتب ورسائل کی اشاعت اور دعوت وتبلیغ کی ادائیگی وغیرہ۔ ان امور کی صدقِ دل اور خلوصِ نیت سے ادائیگی سے طالبِ مولیٰ کے نفس کا تزکیہ بھی ہو جاتا ہے اور نفس پر جمی میل اور دنیاوی خواہشات اور ہوا و ہوس کے پردے بھی دور ہو جاتے ہیں۔

خانقاہ میں طالبانِ مولیٰ کے لیے ناچ گانا، موسیقی اور تمباکو نوشی وغیرہ کی ممانعت ہے جو صرف اور صرف انسان کی سوچ اور خیالات کو پراگندہ کرتے ہیں۔ قیام کے دوران طالبانِ مولیٰ ذکر وتصورِ اسمِ اللہ ذات میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ خانقاہ میں ذکر وتصورِ اسمِ اللہ ذات کے مواقع فرصت سے میسر آتے ہیں اور روحانی ماحول کی برکت سے دیگر عبادات میں بھی سرور حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کا ذکر اور تصور طالبانِ مولیٰ کو نہ صرف روحانی امراض سے نجات عطا کرتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ صفاتِ الٰہیہ سے متصف کرتا ہے اور خُلقِ محمدی جیسا کہ صبر وتحمل، محاسبہ نفس، تواضع وحیا، غنایت وجمعیت، تقویٰ، خشیت الٰہی، محبتِ الٰہی، اطاعتِ الٰہی وغیرہ سے بھی نوازتا ہے۔

خانقاہ میں قیام کے دوران طالبانِ مولیٰ کو اپنے نفس کے محاسبہ کے لیے فرصت کے لمحات میسر آتے ہیں جس کے باعث وہ اپنی ظاہری وباطنی اصلاح اور درستگی کے لیے سوچ بچار کرتا ہے اور ایسے غیر اخلاقی امور کر ترک کر دیتا ہے جو اللہ پاک کے غصے اور ناراضگی کا باعث ہوتے ہیں۔

خانقاہ میں قیام کے دوران مرشد کامل اکمل سے ملاقات کے مواقع بھی میسر آتے ہیں اور مرشد کی نورانی صحبت سے طالبِ مولیٰ کے دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت عطا کی جاتی ہے۔ طالبِ مولیٰ اپنی طلب میں شدت اور عشق حاصل کرتے ہیں ان کے اندر اللہ اور اس کے رسول اور دینِ اسلام کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

خانقاہ میں دورانِ قیام بزرگوں اور اسلاف کی روایات سے آشنائی حاصل ہوتی ہے۔ دینِ حق کے لیے ان کی جدوجہد اور قرب

حق کے لیے کی گئی محنت سے واقفیت کی بنا پر طالبانِ مولیٰ کے اندر بھی وہی جذبہ اور عشق پیدا ہوتا ہے اور اللہ کے قرب ووصال کے لیے ان کی تڑپ میں اضافہ ہوتا ہے۔

خانقاہ میں قیام کے دوران نفسانی وروحانی بیماریوں مثلاً بغض وکینہ، حسد وتکبر، جھوٹ وچغلی وغیرہ جیسے امراض سے بھی نجات حاصل ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے متعلق پیدا ہونے والے بُرے خیالات، توہمات اور وساوس سے بھی جان چھوٹ جاتی ہے اور مثبت سوچ کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے۔

حاصل تحریر یہ کہ ان نام نہاد صوفیا کی بدنام حرکتوں کے باوجود ہر زمانہ میں مرشد کامل اکمل خانقاہ کے قیام کی بنیاد رکھتے رہے ہیں اور حق کے متلاشی ان خانقاہوں تک پہنچ ہی جاتے تھے۔

آدابِ خانقاہ

خانقاہ کے اپنے خاص آداب وشرائط ہیں۔ اجتماع کے معیارات وہاں معتبر نہیں اور خانقاہ کے محیط کی یک جائی میں بیرونی دُنیا کے سب رنگ نقش برآب ہیں۔

خانقاہ میں داخل ہوتے وقت فرد اپنے جوتے اُتار دیتا ہے اور تمام تعلّقات کے ساتھ مادّی دُنیا کا گرد وغبار خود سے الگ کر دیتا ہے۔ وہ خانقاہ میں حضورِ کامل سے اپنے کام پر توجہ دیتا ہے۔

نظم، پایۂ راہِ سالک ہے، اسی لیے وہ اپنی ظاہری نظم کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ فرد سادہ اور بے نقش لباس پہنتا ہے، یوں وہ نقوش کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے تاکہ بلند تر راز کو دریافت کر سکے۔ کوئی ناہم آہنگی اُسے خود میں مشغول نہیں کرتی۔ اُس کا لباس سفید ہے، کیوں کہ اُس کا ہدف تمام آلودگیوں سے پاک ہونا ہے۔ باہر اور اندر کی آشفتگی خاطر وپریشانی سے سکوت اُسے آرام وسکونِ واقعی سے نزدیک تر کر دیتی ہے۔

خانقاہ اور آدابِ خانقاہی

حافظ حماد الرحمٰن قادری ایم ایس سی لکھتے ہیں

جہاں جہاں مسلمان گئے اور مقامی لوگوں نے اسلام قبول کیا وہاں نماز کی ادائیگی کے لیے مساجد تعمیر کی گئیں اور مسلم معاشرہ میں مساجد کے ساتھ عبادت کا عنصر لازم کر دیا گیا۔ دنیا میں جہاں بھی کسی خطہ میں دینِ اسلام پہنچا تو اولیا کرام کی کاوش اور محبت ہی کی بدولت پہنچا۔ جب بھی کسی ولی کامل نے کسی دور دراز علاقہ میں جا کر تبلیغِ اسلام کی خاطر ڈیرہ لگایا تو اُس ولی کامل کے اردگرد بہت سے طالبانِ مولیٰ اکٹھے ہونے لگے۔ اِن طالبانِ مولیٰ کی باطنی تربیت کے لیے ایک خاص جگہ تشکیل دی جانے لگی تاکہ شمع کے گرد پروانے آسانی سے اکٹھے ہو سکیں اور دور دراز سے آنے والے طالبانِ مولیٰ کو صحبتِ مرشد میں رہنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع مل سکیں۔ اس خاص جگہ کا نام خانقاہ رکھا گیا۔ خانقاہ ہمیشہ مسجد سے الگ لیکن اس کے قریب بنائی جاتی ہے کیونکہ صوفیا کرام نے جس ریاضت کو لازم قرار دیا اس کے لیے مساجد ناموزوں تھیں۔ مساجد میں مسلمانوں کی ظاہری تربیت کا نظام موجود ہوتا ہے اور خانقاہ میں مسلمانوں کو باطنی تربیت کے ذریعے مومن بنایا جاتا ہے۔ یعنی فقرا کاملین اپنی کامل نگاہ سے طالبانِ مولیٰ کا تزکیۂ نفس فرما کر ان کے دلوں میں ایمان داخل کرتے ہیں۔ خانقاہ

میں بندۂ مسلمان کو اقرار باللسان سے تصدیق بالقلب تک کا سفر طے کرایا جاتا ہے تاکہ مسلمان کو مرتبہ احسان پر فائز کر کے بندۂ مومن بنایا جائے۔

خانقاہی نظام کی بنیاد بھی آقا و دو جہان سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اصحابِ صفہ کو صُفّہ کے چبوترہ پر اکٹھا کر کے فرمائی تھی۔

سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۲۸ میں اللہ تعالیٰ اصحابِ صفہ کے متعلق فرماتا ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ﴾

ترجمہ: اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان لوگوں کے ساتھ رہا کریں جو رات دن اپنے ربّ کی بارگاہ میں دیدارِ الٰہی کی التجا کرتے ہیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اردگرد ان اصحاب نے اکٹھا ہونا شروع کر دیا جن کی غذا ہی دیدارِ الٰہی تھی یعنی جو طالبِ مولیٰ تھے، ان طالبانِ مولیٰ کی طلب صرف اور صرف آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی پوری فرما سکتے تھے، تو قرآن میں یہ حکم ہو گیا کہ اے انسانِ کامل! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے طالبانِ مولیٰ کے ساتھ رہا کریں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھنے کے طالب ہیں۔ طالبانِ مولیٰ کی طلبِ شدید کو مدِنظر رکھتے ہوئے پہلی خانقاہ کی بنیاد پڑی جس کا نام صفہ تھا۔ ان طالبانِ مولیٰ کو دینِ اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے جنہوں نے اس تربیت گاہ یعنی خانقاہِ اوّل صُفّہ سے تربیت حاصل کی اور اصحابِ صُفّہ کے نام سے موسوم ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یہی وہ پہلی درس گاہ تھی جہاں ان کے قلوب میں ایمان داخل کیا گیا اور پھر اسلام پوری دنیا میں پھیلا۔ اصحابِ صفہ کی شان اتنی بلند ہے کہ قرآنِ پاک میں ان کا ذکر ملتا ہے اور پھر آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اہلِ صُفّہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا اے اصحابِ صُفّہ! تمہیں بشارت ہو کہ تم میں سے جو کوئی ان خوبیوں پر قائم رہے گا جس پر تم لوگ قائم ہو اور اس حالت پر خوش رہے گا تو وہ یقیناً قیامت کے دن میرا رفیق ہو گا۔ (عوارف المعارف)

یعنی اہلِ صُفّہ کو فقر اور اللہ تعالیٰ کی رضا آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب سے ملی جو انہوں نے دنیا سے دور ہو کر اور صفہ کے چبوترے پر رہائش اختیار کر کے حاصل کی۔ اسی قرب سے باطنی خوبیاں اور اعلیٰ ترین اوصاف حاصل کیے اور یہی وہ اوصاف ہیں جن کی بدولت آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفاقت نصیب ہوتی ہے۔ موجودہ دور کے طالبانِ مولیٰ کو بھی فقر، رضائے الٰہی اور اعلیٰ ظاہری و باطنی اوصاف اُسی وقت نصیب ہوتے ہیں جب وہ کسی ولی کامل کی خانقاہ میں حاضر ہوں اور اس ولی کامل کی صحبت میں کچھ دیر رہ کر اپنا تزکیۂ نفس کروائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ کی اس مبارک سنت کی پیروی میں ہر دور میں اولیا اللہ نے طالبانِ مولیٰ کی تربیت کے لیے خانقاہیں قائم کیں۔

زمانہ اس بات کا شاہد ہے کہ سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں ہزاروں کا مجمع لگا رہتا اور کئی ہزار طالبانِ مولیٰ قلم دوات اٹھائے آپ رضی اللہ عنہ کے پھولوں کی پتیوں سے نازک ہونٹوں سے نکلنے والے تمام کلموں کو قلم بند کرنے میں

مصروف رہتے۔ خانقاہ بنانے اور طالبانِ مولیٰ کی باطنی تربیت کرنے کی اس مبارک سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مزید مستحکم فرمایا۔

یہ بات تو قرآن اور آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اور مبارک سنت سے واضح ہوگئی کہ دینِ اسلام میں خانقاہ ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور ہر دور میں ولی کامل کی خانقاہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہوتی ہے جس میں مسلمانوں کی اس زمانہ کے مطابق باطنی تربیت کی جاتی ہے۔ کسی بھی خانقاہ کا دارومدار انسانِ کامل کی ذاتِ مبارکہ پر ہوتا ہے۔ جس طرح پروانے کے لیے شمع کا ہونا لازمی ہے بالکل اسی طرح طالبانِ مولیٰ کی تربیت کے لیے انسانِ کامل کی موجودگی لازمی ہے۔ خانقاہ میں ہر وقت ذکر اللہ جاری وساری رہتا ہے اور چوبیس گھنٹے میں کوئی ایسا لمحہ نہیں ہوتا کہ جب اللہ کا ذکر نہ جاری ہو۔ اس کے برعکس مساجد میں اوقاتِ کار مخصوص ہوتے ہیں اور رات کو تو مسجدوں میں تالے لگ جاتے ہیں۔ خانقاہ ہر وقت ہر آنے والے کے لیے کھلی رہتی ہے خواہ کوئی غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ خانقاہ میں ذکر و عبادت کے لیے کوئی مخصوص اوقات نہیں کہ خانقاہ میں دائمی ذکر جاری رہتا ہے۔ انسانِ کامل کی ہمہ وقت موجودگی کے باعث خانقاہ کی فضا میں فیض ہی فیض ہوتا ہے۔ اس بابرکت جگہ کے باہر سے گزرنے والا اگر ہاتھ اٹھا کر دعا بھی کر دے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ خانقاہ میں صبح شام یعنی ہر وقت اللہ کے ذکر کی بدولت اس جیسی جگہ اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

خانقاہ میں طالبانِ مولیٰ دیدارِ الٰہی میں غرق اللہ کی تسبیح (پاکی) بیان کرتے رہتے ہیں۔ خانقاہ میں کبھی کوئی دنیاوی گفتگو نہیں ہوتی بلکہ ہر لحہ اور ہر پل اللہ کا ذکر و تصور اور ذاتِ حق کے اسرار و رموز پر ہی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۷ میں ارشادِ مبارک ہے کہ :

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ﴾

یہ آیت مبارکہ طالبانِ مولیٰ کی ہمت اور استقامت کے متعلق ہے وہ مرد ہیں کہ جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروختِ اللہ کے ذکر اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے۔

اس آیتِ مبارکہ میں مردوں سے مراد طالبانِ مولیٰ ہیں۔

مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ میں ایسے مذکر مردوں کا ذکر ہے جو اپنی خانقاہوں میں اسمِ اللہ ذات کے ذکر دائمی نماز اور زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں (اصل زکوٰۃ صوفیا کے نزدیک اپنی زندگی کی ہر سانس ذکرِ اللہ کے نام کر دینا اور اپنی ذات کو مکمل اللہ کے حوالے کر دینا ہے) اور دنیا کی کوئی چیز کوئی سودا خواہ وہ کتنا ہی منافع بخش کیوں نہ ہو ایسے طالبانِ مولیٰ کو چنداں نہیں بھاتا اور وہ دائمی نماز اور ذکر اسمِ اللہ ذات میں اس قدر محو ہیں کہ وہ خانقاہ سے باہر کی دنیا کی ہر چیز سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف راغب ہیں۔

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ (المزمل: ۸)

ترجمہ: اور اپنے ربّ کے نام (اللہ) کا ذکر ہر طرف سے ٹوٹ کر کرو۔

یعنی طالبانِ مولیٰ خانقاہوں میں ہر طرف سے ٹوٹ کر اور تمام دنیاوی معاملات سے منہ موڑ کر اللہ کے ذکر میں محو ہیں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس طرح خانقاہِ اوّل صفہ کے خانقاہ نشین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے بالکل ان کے مشابہ ہر دور میں خانقاہ نشین ہوتے ہیں اور بالکل وہی اعمال دہراتے ہیں جو اعمال اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہم کے تھے۔ یعنی خانقاہ کے اصول و آداب وہی ہیں جو پہلی خانقاہ کے تھے۔ یوں اصحابِ صُفّہ اور موجودہ اور آئندہ خانقاہ نشینوں میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ ہر وقت اپنی خانقاہ میں رہتے ہیں اور اس کی خبر گیری کرتے ہیں گویا خانقاہ ان کا گھر ہے اور وہی ان کا خیمہ وخرگاہ ہے جس طرح ہر قوم کے افراد کے گھر ہوتے ہیں اسی طرح صوفیا کے گھر خانقاہیں ہیں۔ پس اس صورت میں وہ اہلِ صُفّہ سے مشابہہ ہیں۔ اس مشابہت کا مزید ثبوت اِس حدیثِ مبارکہ سے ملتا ہے جو حضرت ابوزرعہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ کی اسناد سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

جب کوئی شخص مدینۃ الرسول میں باہر سے آتا اور اس کا یہاں کوئی شناسا ہوتا تو اس کے ہاں قیام کرتا اور اگر کوئی جان پہچان نہ ہوتی تو وہ صفہ پر آ جاتا اور یہاں قیام کرتا۔ میں بھی اِن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اہلِ صفہ کے ساتھ قیام کیا تھا۔

(عوارف المعارف۔ باب:۱۴)

آپ رحمتہ اللہ علیہ مزید مشابہت کی وجہ اہلِ صفہ اور خانقاہ نشینوں کے کردار میں یکسانیت کو قرار دیتے ہیں:

☆......اہلِ صُفّہ نے دنیا کے جھمیلوں سے قطع تعلق کر لیا تھا، نہ وہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور نہ وہ جانور پالتے تھے۔ پس اِن کے دلوں سے کینہ مٹ گیا اور حسد رخصت ہو گیا۔ یہی حال اہلِ خانقاہ کا ہے کہ وہ ظاہر اور باطن میں یک رنگ ہیں۔ باہمی الفت اور محبت میں ان میں یکسانیت ہے اور اس پر سب جمع ہیں۔ ایک ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی باہمی گفتگو میں یک رنگی ہے اختلاف نہیں ہے یعنی اکٹھے گفتگو کرتے اکٹھے کھاتے پیتے ہیں اور اس اجتماعی زندگی کی برکت سے بخوبی واقف ہیں۔

(عوارف المعارف۔ باب:۱۴)

وہ تمام عادات واطوار جو صفہ کے چبوترہ پر رہنے کی بدولت اصحابِ صُفّہ میں تھیں وہی عادات واطوار آئندہ بھی خانقاہ نشینوں میں واضح نظر آتی ہیں۔ وہی آداب ہیں خانقاہ کے اور وہی اصول وضوابط ہیں خانقاہ نشینوں کے جو آج سے چودہ سو سال پہلے پہلی خانقاہ صُفّہ کے تھے۔

خانقاہ کے آداب میں خانقاہ نشینوں کے فرائض اور سفر و قیامِ خانقاہ کے قواعد سرِ فہرست ہیں۔

خانقاہ نشینوں کے فرائض

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

☆......خانقاہ نشینوں کے فرائض میں داخل ہے کہ مخلوق سے (باطنی طور پر) قطع تعلق کر لیں اور حق کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑیں ترکِ کسب کر کے مسبب الاسباب کی کفالت پر اکتفا کریں میل جول اور ارتباط سے اپنے نفس کو روکیں بُرے کاموں سے اجتناب کریں اور اپنی تمام پچھلی عادتوں کو ترک کر کے رات دن عبادت میں مشغول رہیں۔ اپنے اوقات کی نگہداری کریں اور ورد و وظائف میں مصروف رہیں نمازوں کا انتظار کریں (نماز ادا کرنے کے لیے تیار رہیں) اور غفلتوں سے خود کو محفوظ رکھیں۔ اگر ان باتوں پر خانقاہ نشین عمل پیرا ہو جائے گا

تو وہ ایک زبردست مجاہد (طالبِ مولیٰ) بن جائے گا۔ (عوارف المعارف)

خانقاہ میں ہر قسم کے غیر شرعی کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ سگریٹ نسوار اور ہر قسم کی نشہ آور اشیا سے پرہیز کرنا چاہیے۔ خانقاہ میں ہر قسم کے رقص وسرود، موسیقی (موجودہ دور کے مطابق ٹی وی، فلمیں وغیرہ دیکھنے) کی سختی سے ممانعت ہے کہ یہ دنیاوی قبیح اعمال ہیں اور طالبانِ مولیٰ کو ان کی زندگی کے اصل مقصد یعنی معرفتِ حق تعالیٰ سے روکتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے کہ خانقاہ وہ جگہ ہے جہاں ہر لمحے ذکرِ اللہ جاری رہنا چاہیے، اس قسم کے قبیح اعمال خانقاہ کے تقدس کو پامال کرتے ہیں۔ اگرچہ طالبِ مولیٰ کو ہر لحہ اور ہر جگہ خوفِ خدا کرتے ہوئے ایسے قبیح اعمال سے پرہیز کرنا لازم ہے، اسے ہر دم یہ خیال رہنا چاہیے کہ وہ اپنے مرشد کامل کی نگاہ میں ہے لہٰذا کوئی ایسا عمل سرانجام نہ دے جو اس کی اپنی پکڑ اور مرشدِ کامل کی دل آزاری کا باعث ہو لیکن اگر پھر بھی وہ اپنے نفس کی خواہشات پر قابو نہ پا سکے اور اس کا نفس اسے ایسے قبیح اعمال کرنے پر اکسائے تو اسے چاہیے کہ وہ ان خواہشات کی تکمیل نہ کرے تا کہ کم از کم خانقاہ کا تقدس اس کے ہاتھوں پامال نہ ہو۔ مرشدِ کامل کی طرف سے مقرر کردہ خانقاہ کے سربراہ پر لازم ہے کہ وہ اس بات کا سختی سے التزام کرے کہ خانقاہ میں کوئی بھی ایسا عمل نہ ہو جو خانقاہ کے تقدس کی پامالی کا سبب ہو۔

خانقاہ میں اکٹھے ہو کر ایک ہی جگہ لنگر کھانا چاہیے اور جو کچھ لنگر میں کھانے کے لیے ملے اسے (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم) پڑھ کر کھا لینا چاہیے کیونکہ لنگر چاہے جیسا بھی ہو شفا ہی شفا اور نور ہی نور ہوتا ہے۔ اکٹھے بیٹھ کر کھانا بابرکت ہے۔ اکٹھے مل کر کھانے سے یک رنگی اور مساوات کا درس ملتا ہے۔

خادمِ خانقاہ کے لیے یہ امر مستحب ہے کہ آنے والے مہمان کے لیے کھانا پیش کرے۔ جناب لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کاشانۂ نبوت میں موجود نہ تھے۔ ہم وہاں ٹھہر گئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ہمارے لیے حریرہ تیار کیا جائے۔ ہمارے واسطے حریرہ تیار ہوا اور ایک قناع میں بھر کر ہم کو بھیجا گیا ہم سب نے حریرہ کھایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ہم لوگوں سے دریافت کیا تم کو کچھ (کھانے کو) ملا؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

اسی طرح آنے والے کے لیے بھی یہ مستحب ہے کہ وہ اپنی آمد پر بطور حقِ قدم خانقاہ نشینوں کے لیے کچھ پیش کرے منقول ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے (مہمانی) کے لیے ایک اونٹ ذبح کرایا تھا۔

کبھی کبھار ایسا اتفاق بھی ہو جاتا ہے کہ خانقاہ میں نئے آنے والے آدابِ داخلہ سے کم آگاہ ہوتے ہیں اس وقت وہ گھبرا جاتے ہیں (ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں)۔ اس لیے مسنون طریقہ یہ ہے کہ اہلِ خانقاہ ان کے پاس آ کر بیٹھیں اور ان سے بے تکلفی اور محبت کے ساتھ ملیں تا کہ احساسِ بیگانگی اور آداب سے عدم واقفیت سے جو تحیر ان میں پیدا ہو گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ اس میں بڑی فضیلت ہے۔ اہلِ خانقاہ پر ہی لازم ہے کہ نئے آنے والوں کو خود آدابِ خانقاہ سے آگاہ کریں۔

حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ ایک مسافر شخص حاضر ہوا ہے وہ اپنے دین کے بارے میں

معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اس کو نہیں معلوم کہ دین کیا ہے! وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ چھوڑ کر میرے پاس تشریف لائے لوہے کے پاؤں والی ایک کرسی لائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دینی امور کی تعلیم دی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر خطبہ شروع فرما دیا اور اس کو تکمیل پر پہنچایا۔

پس یہ بات فقرا اور صوفیا کے اعلیٰ اخلاق میں داخل ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں اور اگر کچھ ناپسندیدہ باتیں سننا یا دیکھنا پڑیں تو ان کو برداشت کریں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خانقاہ میں آنے والے فقیر سے مراسمِ صوفیانہ کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے تو اس کو جھڑکنا اور باہر نکال دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس لیے کہ بہت سے صالح بندے اور اولیا اللہ ایسے بھی ہیں جو آدابِ خانقاہی سے پوری پوری واقفیت نہیں رکھتے ہیں لیکن وہ خانقاہ میں سچے ارادے اور پوری عقیدت کے ساتھ داخل ہوتے ہیں۔ جب ان سے بُرا سلوک کیا جاتا ہے تو ان کے دل پراگندہ اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس کراہت اور نامناسب رویہ سے دین و دنیا کی تباہی کا امکان ہے پس اس سے پرہیز کرنا چاہیے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کس درجہ رفق و مدارا فرمایا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ ایک بدوی مسجد (نبوی) میں آیا اور اس نے وہاں پیشاب کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق بڑے ڈول میں پانی بھر کر اس کو بہا دیا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اعرابی کو جھڑکا نہیں بلکہ نہایت نرمی اور خوش اخلاقی کے ساتھ اسے اس کے فرض سے آگاہ کر دیا گیا۔

پس یاد رکھنا چاہیے کہ سختی درشتی اور بدکلامی خبثِ باطنی کی علامت ہے جو صوفیا کے حالات کے بالکل منافی ہے۔ اگر خانقاہ میں کوئی ایسا شخص آئے جو اس قابل نہ ہو کہ اس کو وہاں رکھا جائے تو اس کو کھانا پیش کرنے کے بعد وہاں سے رخصت کر دیا جائے لیکن ملائمت اور نرمی کے ساتھ کہ اربابِ خانقاہ کا یہی طریقہ ہے۔ (عوارف المعارف)

خانقاہ نشینوں کے لیے خانقاہ میں مہیا کردہ سہولتیں اللہ کی طرف سے ان کے پاس امانت ہیں۔ ان سہولتوں کا ضرورت کے مطابق استعمال تو جائز و درست ہے لیکن اپنی ذاتی تسکین اور آرام کے لیے ان کا بے جا استعمال حرام و ناجائز ہے۔ عموماً خانقاہ نشینوں اور یہاں کا انتظام کرنے والوں کے پاس وسائل کی کمی ہی ہوتی ہے کہ اللہ کی ذات اور مال و دولتِ دنیا کا آپس میں کوئی میل نہیں لہٰذا خانقاہ میں فراہم کردہ سہولتوں مثلاً بجلی پانی وغیرہ کو احتیاط سے استعمال کرنا چاہیے۔ بہتر ہے کہ انہیں صرف اللہ سے قرب کی غرض سے استعمال کیا جائے اور ذاتی اغراض و ضروریات کی تکمیل اپنے ذاتی خرچ سے کی جائے یا قناعت اور صبر کیا جائے۔ یہ بہر حال اسراف، فضول خرچی اور سہولتوں کے ناجائز استعمال سے بہتر ہے اور قرب و رضائے الٰہی کا باعث ہے۔

ایک دوسرے کے مال پر نظر نہیں ہونی چاہیے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ مال اولاد، لباس اور عادات کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ اللہ دلوں کو دیکھتا ہے اور اللہ کے زیادہ نزدیک وہی ہے جو دل کا زیادہ صاف ہے۔ خانقاہ نشینوں کو ظاہری صفائی و ستھرائی کا بھی خصوصی خیال رکھنا چاہیے کیونکہ صفائی نصف ایمان ہے۔ خانقاہ کو صاف کرنے سے مراد اپنا دل صاف کرنا بھی ہے۔ دل جتنا شفاف ہوگا اتنی ہی تصویرِ یار درست اور واضح نظر آئے گی۔

جو شخص خانقاہ میں تازہ وارد ہو اور اس نے علمِ معرفت کا ذائقہ نہ چکھا ہو اور روحانیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز نہ ہوا ہو تو ایسے شخص کو حکم

دیا جاتا ہے کہ وہ خانقاہ والوں کی خدمت کرے، یہ خدمت اس کی عبادت شمار کی جائے گی۔ وہ اپنی حسنِ خدمت سے اہلِ اللہ کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرے گا اور ان کی برکات اس کے شاملِ حال ہو جائیں گی اور اس طرح وہ اپنے عبادت گزار بھائیوں کا اپنی خدمت کے ذریعے سے معین و مددگار ثابت ہوگا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ہر مومن دوسرے سے بعض ضروریات کا طالب ہے پس ان میں جو لوگ اپنے دوسرے بھائی کی ضرورت پوری کریں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی ضرورتیں پوری کرے گا۔

علاوہ ازیں خادم خدمت کے باعث سستی اور کاہلی سے محفوظ رہتا ہے اور یہی سستی و بیکاری دل کی موت ہے۔ مختصر یہ کہ اہلِ اللہ کی خدمت بھی صوفیا کے نزدیک نیک کاموں میں شامل ہے اور ان طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جن کے ذریعے اوصافِ جمیلہ حاصل کیے جاتے ہیں اور انسان میں اوصافِ حسنہ پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر خادم اپنی جنس سے نہ ہو یعنی اربابِ تصوف میں سے نہ ہو اور مخدوم سے ہدایت کا طالب نہ ہو ایسے شخص سے خدمت لینا مناسب نہیں ہے۔

مشائخ اور صوفیاء غیروں یا نااہلوں سے صرف خدمت لینا ہی ناپسند نہیں کرتے بلکہ ان سے ارتباط و اختلاط بھی ان کو پسند نہیں تھا کیونکہ جو شخص ان کے طریقے کو پسند نہیں کرتا تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ ان کے طور طریقے دیکھ کر بجائے فائدے کے نقصان اٹھاتا ہے۔ صوفیا سے بتقاضائے بشریت ایسے افعال سرزد ہو جاتے ہیں کہ علم کی کمی کے باعث غیر ان سے کراہت کرتے ہیں۔ اس لیے غیروں سے خدمت لینے سے ان حضرات کا گریز کسی کبر و نخوت پر مبنی نہیں ہے نہ یہ بات ہے کہ وہ کسی مسلمان پر اپنی برتری جتا رہے ہیں بلکہ ان کے گریز کی اصل وجہ خلقِ خدا پر شفقت ہے۔

جو خادم ان حضرات کی خدمت میں مصروف ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں مصروف ہیں تو وہ خادم بھی ان کے ثواب میں شریک ہو گیا۔ جہاں خادم یہ دیکھے کہ وہ کسی شیخ کی خدمت اس کے بلند احوال کے باعث شایانِ شان طور پر انجام نہیں دے سکتا تو اس کی خدمت میں مصروف نہ ہو بلکہ ایسے شخص کی خدمت کرے جو اس کی خدمت کا اہل ہے کہ اہلِ قرب کی خدمت اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے باسناد مروی ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مدینہ میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ سفر کیا اور فراخ راستوں اور وادیوں سے تمہارے ساتھ گزرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور! وہ تو مدینہ میں رہ گئے تھے (پھر ہمارا ان کا ساتھ کس طرح ہوا؟) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہاں! اُن کو عذر نے روک لیا تھا (مگر ثواب میں وہ تمہارے شریک ہیں)۔ پس وہ شخص جو صوفیا کی خدمت کرتا ہے لیکن اپنی کسی خامی کے باعث ان جیسے مراتب عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا لیکن پھر بھی وہ خدمت میں مصروف رہ کر خانقاہ کے گرد چکر لگاتا رہا اور ان کی خدمت میں اپنی بھرپور کوشش کے ساتھ سرگرم رہا اور یہ خیال کرتا رہا کہ اگر وہ اُن کی نگاہِ لطف سے محروم رہا تو کیا ہے شاید خدمت سے اس کی کچھ تلافی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی خدمت پر بھی اس کو ضرور بلند پایہ جزا دے گا۔ وہ اپنی اس خدمت سے اللہ کے بلند پایہ فضل کا سزاوار بن جاتا ہے۔

اسی طرح اہلِ صُفّہ بھی نیک کاموں اور تقویٰ میں تعاون کرتے تھے اور دینی مصالح پر اپنی جان و مال سے مدد کرنے کے لیے مل جل کر کام کرتے رہتے تھے پس وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلِ عظیم کے سزاوار بن گئے۔

خانقاہ میں جس قدر لوگ ہوتے ہیں وہ اپنے اتحاد اور متحدہ ارادوں کے باعث ایک جسم کی طرح ہوتے ہیں۔ دوسری جماعتوں میں یہ بات نہیں ہے ان میں ایسا اتحاد نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی تعریف اس طرح فرمائی ہے:

﴿كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾

ترجمہ: وہ (مومنین) ایسے متحد و متفق ہیں اور اس قدر مضبوط ہیں جیسے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔

اس کے برعکس مسلمانوں کے دشمنوں کا ذکر اس طرح فرمایا ہے:

﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى﴾

ترجمہ: تم ان کو متحد و متفق خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل پراگندہ ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

بے شک مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں اگر کوئی عضو مبتلائے درد ہوتا ہے تو تمام جسم میں تکلیف ہونے لگتی ہے اسی طرح اگر کسی مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تمام مومنین اس کی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

تمام صوفیا کے لیے یہ لازمی اور ضروری وظیفہ ہے کہ وہ آپسی محبت کی بھرپور حفاظت کریں۔ دلوں میں پراگندگی پیدا نہ ہونے دیں، دلی اور روحانی اتحاد سے اس پراگندگی کا ازالہ کردیں، اس لیے کہ وہ سب ایک روحانی رشتہ میں منسلک ہیں اور تالیفِ الٰہی کے رابطہ سے باہم جڑے ہوئے ہیں اور مشاہدۂ قلوب کے ساتھ وابستہ ہیں بلکہ خانقاہوں میں ان کی موجودگی ہی اس لیے ہے کہ تزکیۂ قلب اور آراستگی نفس حاصل ہو اور اسی بنا پر ان کے مابین ربط و ضبط کا سلسلہ قائم ہے (کسی دنیاوی غرض سے ایسا نہیں ہے) اس صورت میں ان کے لیے باہمی خیر سگالی اور محبت و رافت اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ الفت و محبت سے پیش آتے ہیں اور اس شخص میں کچھ بھی بھلائی نہیں ہے جو نہ خود دوسروں سے محبت کرتا ہے اور نہ دوسرے اس سے محبت کرتے ہیں۔

شیخ ابو زرعہ طاہر بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ اپنے مشائخ کی اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ارواح ایک لشکر کی طرح ہیں جو ایک جگہ جمع ہوگئی ہیں۔ جان پہچان والی ارواح آپس میں مانوس ہوجاتی ہیں اور جو ایک دوسرے سے متعارف نہیں وہ الگ تھلگ رہتی ہیں۔

بس یہی حال اہلِ خانقاہ کا ہے کہ جب یہ لوگ ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں تو ان کے دل اور ان کے باطن بھی ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں اور (جمع ہونے سے جمعیتِ خاطر پیدا ہوجاتی ہے)۔ ان کے نفوس ایک دوسرے کے ساتھی بن جاتے ہیں اور پھر وہ ایک دوسرے کے مال کے نگران ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ پس جب کسی میں وہ تفرقہ

(پریشانی خاطر اور پراگندگی قلب) کا ظہور پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کسی صوفی کے دل میں دوسرے کے خلاف خیالات پیدا ہو رہے ہیں تو اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں اس لیے کہ تفرقہ کا ظہور نفسانی خواہش کا نتیجہ ہوتا ہے اور غلبۂ نفس سے وقت کا زیاں ہوتا ہے۔ چنانچہ جب کبھی کسی درویش میں یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے اور وہ نفس کا شکار ہو جاتا ہے تو یہ لوگ اس کو پہچان لیتے ہیں اور جان لیتے ہیں کہ یہ شخص اب جمعیت کے دائرے سے خارج ہو گیا اور یہ لوگ فیصلہ صادر کر دیتے ہیں کہ اس نے حکمِ وصیت کو ضائع کیا ضبطِ نفس میں سستی برتی اور حسنِ رعایتِ اوقات کو ترک کر دیا اس وقت اس کے ساتھ ناراضگی کا برتاؤ کر کے اس کو پھر دائرہ جمعیت میں کھینچ کر لایا جاتا ہے۔

جس طرح ان کا ظاہر ربط و ضبط سے آراستہ ہے اسی طرح ان کے باطن میں یہ ربط و الفت قائم رہے یہ وہ خصوصیت ہے جو مومنوں کے سوا اور کسی گروہ میں نہیں پائی جاتی۔ (عوارف المعارف)

خانقاہ نشینوں کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ آپس میں مل جل کر اور محبت سے رہیں لیکن اگر کوئی صوفی اپنے نفس سے مغلوب ہو کر اپنے کسی بھائی سے جھگڑ بیٹھے تو دوسرے بھائی کو چاہیے کہ اپنے بھائی کا مقابلہ نفس سے نہ کرے بلکہ نفس کا مقابلہ قلب سے کرے کیونکہ جب نفس کا مقابلہ قلب سے کیا جاتا ہے تو برائی اور شر کا مادہ زائل ہو جاتا ہے۔ یعنی اپنے بھائی کی بات کو دل پر مت لے اور اُس کی اِس حرکت کو معاف کر دے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَه عَدَاوَةٌ کَاَنَّه وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا﴾
(فصلت۔:۳۴،۳۵)

ترجمہ: تم اچھے طریقے سے پیش آؤ کہ وہ شخص جس کے ساتھ تمہاری عداوت ہے تمہارا گہرا دوست ہو جائے اور یہ طریقہ صرف وہ استعمال کر سکتے ہیں جو صابر ہیں۔

مرشد کریم تک اس معاملہ کو نہیں پہنچانا چاہیے یعنی خود ہی معاف کر دو اور اگر تم سے کسی بھائی کی دل آزاری ہوئی ہے تو فوراً اُس سے معافی مانگ لو قطع نظر کہ وہ تم سے بڑا ہے یا چھوٹا امیر ہے یا غریب۔ بندہ کو اللہ سے بھی معافی و استغفار کرنا چاہیے اور اپنے اُس بھائی سے بھی معافی مانگنی چاہیے جس کی دل آزاری ہوئی ہو۔ اگر کسی نے اپنے بھائی سے اپنی غلطی پر معافی طلب کی اور دوسرے نے اس کی معافی اور معذرت کو قبول نہیں کیا تو اس نے غلطی کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے سامنے اس کے بھائی نے معذرت کی اور اُس نے یہ معذرت قبول نہ کی تو اس پر وہی عائد ہوگا جو اس شخص پر عائد ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اگر کسی شخص سے کسی نے معافی مانگی اور معذرت کی اور اس نے اس معذرت اور معافی کو قبول نہیں کیا تو وہ حوضِ کوثر پر نہیں آ سکے گا۔

صادق و مخلص فقیر جو خانقاہ میں مقیم ہے اور چاہتا ہے کہ خانقاہ کے مالِ وقف سے یا اس مال سے جو اہلِ خانقاہ کے لیے مہیا کیا جاتا ہے کھائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا کے ذکر میں اس طرح مشغول ہو جائے کہ اگر وہ روزی کماتا تو ایسا ذکر اس کے لیے ممکن نہ ہوتا اور اگر خانقاہ میں اس کو اوقاتِ فرصت میسر ہیں یا وہ اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف رہتا ہے اور وہ اہلِ باطن کی طرح ریاضت اور محنت

کے فرائض پورے نہیں کر رہا ہے (ریاضتِ باطنی وظاہری میں مصروف نہیں ہے) تو ایسے درویش کو خانقاہ کے مالِ وقف یا دوسرے ذرائع سے جو مال خانقاہ کے لیے آیا ہے، اس سے کھانا روا نہیں بلکہ اس کو خود اپنے لیے روزی کمانا چاہیے۔ اس لیے کہ خانقاہ کا کھانا تو صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو یادِ الٰہی میں اس طرح مصروف ومستغرق ہیں کہ دوسرے کاموں کی ان کو فرصت ہی نہیں اور وہ ہمہ وقت اور ہمہ تن اپنے مولیٰ کی یاد میں مصروف ہیں اس لیے دنیا والے ان کی خدمت کرتے ہیں۔

البتہ اگر کوئی ایسا شخص ہے جو پیرِ طریقت (مرشد کامل) سے استفادہ کر رہا ہے اور اس کی زیرِ تربیت ہے اور اس کی ہدایت سے راہِ راست پر گامزن ہے اس کے بارے میں اگر شیخ کی رائے ہے کہ اس کو خانقاہ سے کھانا دیا جائے تو شیخ کا فیصلہ ضرور کسی بصیرت پر مبنی ہوگا۔ شاید شیخ کا یہ خیال بھی ہو کہ اس کو فقیروں کی خدمت میں لگا دیا جائے گا، ایسی صورت میں خادم جو کھانا کھا رہا ہے وہ اس کی خدمت کا معاوضہ سمجھا جائے گا۔

شیخ ابو عمرو الزجاجی فرماتے ہیں کہ میں عرصہ دراز تک حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا اس پوری مدت میں حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے نہ مجھ پر نظر ڈالی نہ یہ دیکھا کہ میں کس قسم کی عبادت میں مشغول ہوں اور نہ کبھی انہوں نے مجھ سے کلام کیا یہاں تک کہ ایک روز خانقاہ بالکل خالی تھی۔ میں اس وقت اٹھا اپنے کپڑے اتارے اور خانقاہ کو خوب اچھی طرح صاف ستھرا کر دیا۔ ہر طرف پانی چھڑکا بیت الخلا کو بھی دھو ڈالا۔ شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ جب خانقاہ میں آئے اور یہ تمام صفائی دیکھی اور میرے اوپر گرد وغبار پڑا ہوا دیکھا تو میرے لیے دعا کی اور ﴿مرحبا! جزاک اللہ اور رضیت علیک بہا﴾ تین بار فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ مشائخِ عظام نوخیز جوانوں کو خدمت پر مامور کر دیتے ہیں تاکہ وہ بدکاری سے محفوظ رہیں اس طرح ان کو دو حصے مل جاتے ہیں۔ ایک حصہ معاملے کا دوسرا حصہ خدمت کا (روحانی مراتب بھی حاصل ہوں اور اجرِ خدمت بھی میسر آئے)۔ (عوارف المعارف)

مرشد یا شیخِ کامل کی لگائی ہوئی کوئی ذمہ داری خواہ وہ بیت الخلا کی صفائی وستھرائی ہی کیوں نہ ہو، تمام ذاتی افعال سے بہتر ہے بشرطیکہ اس میں طالب کا دِلی خلوص اور صاف نیت شامل ہو۔ طالب پر لازم ہے کہ اپنا تمام وقت صرف طلبِ مولیٰ، ذکرِ اسمِ اللہ ذات میں یا مرشد کی طرف سے دیئے گئے فرائض کی انجام دہی میں صَرف کرے نہ کہ اِدھر اُدھر کے فضول کاموں میں۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اپنے وقت کو ناجائز استعمال میں لائے گا کیونکہ وقت بھی اللہ کی امانت ہے جسے طلبِ مولیٰ میں خرچ کرنا تھا۔ آخرت میں اس وقت کی امانت کے متعلق بھی سوال جواب کیا جائے گا۔

خانقاہ نشینوں کے لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ اپنے ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اِن کی کسی حرکت سے ہمسایوں کا سکون تباہ وبرباد ہو جائے۔ خانقاہ میں فضول دنیاوی باتوں اور شور وغوغا سے پرہیز کرنا چاہیے کہ دنیا اور اس کی باتیں طالبِ مولیٰ پر حرام ہیں۔

خانقاہ کی اصلاح

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس نے مجموعی طور پر تمام انسانیت کی چارہ گری اور دست گیری کی ہے۔ اسلام، ایمان اور احسان کی ان منزلوں کو حدیث جبرائیل میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ ہمارے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جہاں

اسلام کے عنوان سے شریعت ایمان کے عنوان سے عقائد اور ایمانیات واحسان کے جلی عنوان کے تحت تزکیہ وتصوف کے مقامات کی جانب واضح رہنمائی کردی گئی ہے۔

تاریخ اسلام میں صوفیائے کرام نے خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی اور پروان چڑھایا۔ خانقاہ درحقیقت درس گاہ صفہ کی طرح وہ تربیت گاہ ہے جہاں شیخ اپنے مرید کی روحانی واخلاقی تربیت کرتا اور اس کا تعلق اللہ رب العزت کے ساتھ جوڑتا ہے، لہٰذا خانقاہی نظام کی اساس بھی تعلق باللہ سے ہے، بلکہ خانقاہی نظام کا مقصد اولین ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو فروغ دینا ہے۔

صوفیائے کرام کی خانقاہیں ہمیشہ سے اللہ کے بندوں کی دادرسی، تربیت، تعلیم اور ذکر وفکر کا وہ مرکز رہی ہیں جہاں سے کروڑوں تشنگان معرفت فیض یاب ہوئے اور لاکھوں گم گشتہ راہیوں کو محبت الٰہی کی منزل کا سراغ ملا۔

ہر لحہ اپنے خالق سے ڈرنا، دین کے کام کو بغیر کسی بھی دنیاوی لالچ کے سرانجام دینا، ہر انسان کو اپنے سے بہتر سمجھنا۔ اپنی ذات کی نفی کرنا، نہ روپے پیسے سے محبت اور نہ ہی اسے جمع کرنا، شہرت ونام وری سے بچنا، طبیعت میں نرمی اور مزاج میں عاجزی پیدا کرنا۔

حقیقت میں یہی وہ بنیادی اوصاف ہیں جن سے مل کر تصوف کا ابتدائی خاکہ تیار ہوتا ہے۔ اللہ کے ولیوں کی زندگی انہی تعلیمات کی مظہر تھی۔ ان کے کردار میں پاکیزگی، سیرت میں تقدس، پیغام میں اخلاص اور لہجوں میں انتہائی شفقت تھی کہ جس نے تاریخ کے بہتے دھاروں کو تبدیل کرکے رکھ دیا۔

مہر ومحبت کے یہ پیکر علم وآشتی کے یہ چلتے پھرتے مجسمے، صلح ونرمی کے یہ جیتے جاگتے نمونے، صبر وتحمل کے یہ کوہ وقار، زہد وتقویٰ کے یہ عظیم شاہکار اور عدل وانصاف کے یہ پیام بر اس دنیا میں رہے تو اس شجر سایہ دار کی مانند جو اپنوں کو بھی یہ سایہ فراہم کرتا ہے اور بیگانوں کو بھی، جس کی چھاؤں میں دوست بھی بیٹھتے ہیں اور دشمن بھی۔ باد نسیم کے خوشگوار جھونکے کی مانند ان خلیق اور شفیق ہستیوں نے مخلوق کے دلوں اور ذہنوں پر حکومت کی۔

یہ عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ومحور ٹھہرے، مگر افسوس کہ جب دیکھا گیا کہ لوگ تو دل وجان سے ان پر فدا ہو رہے ہیں تو کچھ لوگوں نے طلبِ دنیا کی خواہش میں روحانیت کا لبادہ اوڑھا اور پیری مریدی کے نام پر لوگوں کو لوٹنا شروع کردیا۔

انہوں نے اپنی دکانیں سجا کر اسے کاروبار بنالیا۔ غیر محرم خواتین سے میل جول اور نشست کے علاوہ بہت سے غیر شرعی افعال کو بھی طریقت وتصوف کا نام دے ڈالا۔ یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ صفہ وہ علم ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ اپنے خاص اصحابِ صفہ کو بتاتے تھے، وہ ایک علیحدہ علم یا سبق تھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں مدینہ پاک میں مسجدِ نبوی میں اصحابِ صفہ کے لئے علیحدہ وقت مقرر ہوتا تھا تاریخ بتاتی ہے، کہ انہوں نے جانوروں کی کھال کا لباس زیب تن کیا ہوتا تھا اور یہ اصحابِ صفہ سرکارِ مدینہ تاجدارِ دو جہاں رحمت العالمین ﷺ کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد مد[ینہ] سے مختلف علاقوں میں چلے گئے تھے اور یہ اولیائے کرام وہی علم دنیا میں پھیلاتے رہے جو آپ سرکار ﷺ [اص]حابِ صفہ کو بتایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی کلی اطاعت اور محسنِ انسانیت کے بتائے ہوئے طریق کار کے مطابق زندگی گزارنے کا نام تصوف ہے۔ بہرحال

حالات دوسری جانب بھی مخدوش ہونے لگے، کچھ مسند وسجادہ نشینوں کے وارثوں کو بھی ہوس اور زروزمین نے اپنے اہداف سے آشنا کردیا، پھر ہوا یوں کہ وہ آستانے جہاں سے لاکھوں زندگیوں میں انقلاب بپا ہوا کرتے تھے، جہاں پر تزکیے وتصفیے کی منازل طے کرائی جاتی تھیں، جہاں پر اتفاق واتحاد اور اخوت ویگانگت کا درس دیا جاتا تھا۔ افسوس کہ آج ایسی درگاہوں کے کچھ مسند وسجادہ نشین فروعی مسائل میں الجھ کررہ گئے ہیں۔

مریدوں کی تعداد بڑھانا ان کا مقصد بن گیا، جاہ وجلال میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا لالچ، خوشامد کا شوق حکمرانوں سے تعلقات، خلق خدا کی کردار سازی اور تعلیم وتربیت سے دوری کے باعث انہوں نے روحانیت کے چشمۂ صافی کو گدلا کردیا۔

خانقاہی نظام کے تشکیلی عناصر میں سادگی، علم وعمل، تربیت اور اخلاقیات کو فوقیت حاصل ہے لیکن عصرِ حاضر میں یہ سب عناصر خانقاہوں سے ختم ہوتے چلے جارہے ہیں۔

عصر حاضر میں ہماری بہت سی خانقاہوں میں تسبیح ومصلیٰ صرف ظاہری دکھلاوے کے طور پر باقی ہے اور تصوف کی حقیقی روح اور تربیت وماحول کچھ خانقاہوں پر موجود ہی نہیں، وہ اب سیاست کے کاروبار میں لگ چکے ہیں۔

درباروں، خانقاہوں اور میلوں ٹھیلوں، رقص وسرود اور فال نکالنے والوں کا راج ہے، ایسے میں تصوف اور خانقاہوں کے نظام میں اصلاحات ناگزیر ہو چکی ہیں۔ تصوف تو دین کے مکمل فہم اور سمجھ بوجھ کا نام ہے کہ دین پر قابل اعتماد روایت کے مطابق عمل کیا جائے۔

اسلام میں ایسے کسی تصوف کی گنجائش نہیں جو شریعت کے احکام سے بے تعلق ہو، کسی پیر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ کی شرعی پابندی سے خود کو آزاد قرار دے یا دوسروں کو آزادی کے پروانے بانٹتا پھرے۔

کوئی صوفی یا پیران قوانین کے خلاف عمل کرنے کا حق نہیں رکھتا جو معاشرت اور معیشت، اخلاق اور معاملات، حقوق وفرائض اور حلال وحرام کی حدود کے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائے ہیں اور جن کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

تصوف تو دراصل اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی سچی محبت، بلکہ عشق کا نام ہے۔ عشق کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی سے بال برابر بھی انحراف نہ کیا جائے۔

اسلامی تصوف شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ شریعت کے احکام کو انتہائی خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ بجالانے اور اطاعت میں اللہ سے محبت اور اس کے آخری نبی محسنِ انسانیت ﷺ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق زندگی گزارنے کا نام تصوف ہے اولیائے اللہ کی سات پشتوں میں فیض جاری رہتا ہے، اولیائے اللہ کے مزارات سے فیض جاری ہے اور عوام فیض یاب ہورہے ہیں۔

خانقاہی نظام کے خدوخال

اصلی خانقاہ

اللہ تعالیٰ نے تلاوت آیات، تزکیہ نفس اور تعلیم کتاب وحکمت کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی مقاصد اور فرائض منصبی قرار

دیا ہے۔ چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے فرائض کو باکمال واتمام ادا فرمایا ہے۔ آپ کے منجملہ فرائض میں سے تزکیہ نفس بھی ہے۔ یعنی امت کے قلوب میں سے غیر اللہ کی محبت اور غیر اللہ کا خوف ختم ہو کر اللہ وحدہ لاشریک کی محبت اور اللہ ذوالجلال کا خوف پیدا ہو ان کے قلب وروح سے بری خصلتیں ختم ہو کر نیک اوصاف اور عمدہ اخلاق پیدا ہوں۔ کیونکہ جب تک دل غیر اللہ اور گندے اوصاف کی آلائشوں سے پاک نہیں ہوتا اس وقت تک اس میں محبت الٰہیہ، معرفت خداوندی، رضائے باری عزوجل، اطاعت رسول، عقیدت نبوت اور عمدہ اوصاف واعلیٰ اخلاق کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتے یہ سارا عمل جہاں ہوتا ہے شریعت کی زبان میں اسے خانقاہ کہتے ہیں۔

مفسرین قرآن کریم کی سورۃ نور آیت نمبر ۳۶ فی بیوت اذن اللہ۔۔۔ کے تحت فرماتے ہیں

﴿فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ﴾

ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام

: یہ آیت ذکر اللہ کے لیے بنائی گئی خانقاہوں کی فضیلت اور ذکر ومراقبہ کے جس مقصد کے لیے یہ خانقاہیں بنائی گئی ہیں ان کے پورا کرنے کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

روشنی مسجدوں اور خانقاہوں سے ملتی ہے جہاں صبح وشام اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس میں تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن پاک اور دیگر اذکار سب داخل ہیں ان گھروں سے مراد مسجدیں اور خانقاہیں مراد ہیں۔

تحویل قبلہ کے بعد جب مسجد نبوی کا رخ بیت اللہ کی طرف ہو گیا تو قبلہ اول کی طرف دیوار اور اس کے متصل جو جگہ تھی وہ ان فقراء غرباء کے ٹھہرنے کے لیے بدستور چھوڑ دی گئی جن کے لیے کوئی ٹھکانہ اور گھر بار نہ تھا۔ یہ جگہ صفہ کے نام سے مشہور تھی صفہ اصل میں سائبان اور سایہ دار جگہ کو کہتے ہیں وہ ضعفاء مسلمین فقراء شاکرین جو اپنے فقر پر فقط صابر ہی نہ تھے بلکہ امراء واغنیاء سے زیادہ شاکر ومسرور تھے جب احادیث قدسیہ اور کلمات نبویہ سننے کی غرض سے بارگاہ نبوت ورسالت میں حاضر ہوتے تو یہاں پڑے رہتے تھے۔ لوگ ان حضرات کو اصحاب صفہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ گویا یہ اس بشیر ونذیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانقاہ تھی جس نے باہزار رضاء ورغبت فقر کو دنیا کی سلطنت پر ترجیح دی۔

شیخ عبدالمعبود تاریخ المدینۃ المنورۃ میں صفہ کے بارے فرماتے ہیں: شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جن کا طرہ امتیاز الفقر فخری تھا ان کی یہ خانقاہ تھی۔ اور اصحاب صفہ ارباب توکل اور ارباب تبتل کی ایک فاقہ مست جماعت تھی جو تزکیہ نفس، علم ودانش کے حصول کی خاطر فیضان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہونے کی غرض سے ہر گھڑی خدمت عالیہ نبویہ میں حاضر رہتی تھی۔

سنن دارمی میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے دیکھا تو وہاں دو الگ الگ حلقے لگے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ لوگ الگ الگ دو حلقوں میں کیوں بیٹھے ہیں۔ ایک ہی حلقے میں کیوں نہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ علم کا حلقہ ہے اور دوسرا ذکر کا حلقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فی کل خیر۔ یہ دونوں ہی خیر کے حلقے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں: امام حسن بصری رحمہ اللہ کا ایک خاص حلقہ اپنے گھر میں لگا کرتا تھا اس میں

خاص خاص مثلاً عبدالواحد بن زید اور حضرت حبیب عجمی رحمہم اللہ وغیرہ جیسے لوگ شریک ہوتے تھے۔ اس حلقے کی امتیازی خوبی یہ تھی کہ (یتکلمون فیه فی آفات النفوس و طرق علاجها.) اس میں نفسانی بیماریوں مثلاً تکبر، حسد، بغض، حرص، لالچ، ریاکاری وغیرہ کی تشخیص اور ان کے دور کرنے کے اسباب و طریقے تجویز کیے جاتے تھے۔

شیخ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے: عبدالواحد بن زید اور ان کے احباب نے بصرہ میں سب سے پہلے صوفیاء کرام کیلیے ایک مکان) خانقاہ (تعمیر کیا۔

خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ طبقات صوفیاء میں لکھتے ہیں: دوسری صدی ہجری زمانہ تابعین میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ہم عصر شیخ ابو ہاشم رحمہ اللہ کیلیے ذکر و شغل اور تعلیم و تزکیہ و سلوک کیلیے با قاعدہ خانقاہ کے نام سے مکان کی بنیاد رکھی گئی۔ جیسے انتظامی ضرورت کے تحت تعلیم کتاب و حکمت اور تلاوت آیات کے لیے مدرسہ وجود میں آیا۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جامعہ، دارالعلوم اور مدرسہ وغیرہ کی کوئی خاص اصطلاح مقرر نہیں تھی۔ ایسے ہی تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور اخلاقیات کی عملی تربیت کے لیے خانقاہ وجود میں آئی۔ زمانہ رسالت میں یہ امور مسجد میں ہوتے تھے کبھی کسی انتظامی ضرورت کے تحت یہی کام مسجد سے علیحدہ مکان میں بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں یہی عمل غار حرا اور مدینہ طیبہ میں چبوترہ صفہ پر ہوتا تھا۔ یہ حقیقت میں خانقاہ ہی کے خدوخال تھے جس سے تربیت پا کر صحابہ کرام خدائی امتحان میں سرخرو اور کامیاب ہوئے۔ علم اور ذکر کے حلقے آج کے دور کی پیداوار نہیں جیسا کہ بعض لوگ کہتے پھرتے ہیں بلکہ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اللہ کے نبی کے تصدیق شدہ ہیں۔

امت اسلامیہ کے جلیل القدر اولیاء اللہ مثلاً سیدنا صدیق اکبر، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما، حضرت حسن بصری، شیخ ابراہیم بن ادہم، حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت شیخ معین الدین چشتی، شیخ بختیار کاکی، شیخ فرید الدین گنج شکر، شیخ مجدد الف ثانی، جیسے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد ایسے ہیں جن کے واسطے سے یہ قلبی و روحانی تربیتی نظام آج ہم تک پہنچا ہے اسی نظام میں انسانیت کے لیے باہمی محبت، رواداری، ایثار، مواسات، ہمدردی، خیرخواہی، اخوت، مروت اور یگانگت ہے۔ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے پھوٹنے والے چشمہ صافی میں ہمارے معاشرتی زہر کا سامان تریاقی موجود ہے۔ اگر ہم اسی نظام سے مربوط رہیں تو ہماری اخلاقی قدریں بلند ہو سکیں گی۔

خانقاہی نظام اور تزکیہ نفوس

اس پرفتن دور میں جہاں دیگر بہت ساری خرابیاں ہیں وہاں علم تصوف کے فہم میں ایک اہم اور بڑی خرابی ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ کسی نے قول و فعل کی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا ہے اور کسی نے چند ظاہری رسوم اور کثرتِ اوراد و وظائف کو تصوف سمجھ لیا ہے۔ لھذا تصوف کے سمجھنے میں لاتعداد غلطیاں کیں جن سے ایک طرف تو ان کے عقائد درست نہ رہے بلکہ بعض تو گمراہی تک میں مبتلا ہو گئے اور دوسری طرف بعض حضرات نے یہاں تک تجاوز کیا کہ اصل تصوف کا انکار کر بیٹھے اور حضراتِ اولیائے کرام کے فیوض و برکات سے محروم ہی رہے۔ اور بزرگانِ دین کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے خوگر ہو گئے اور چودہ صدیوں کے مسلمہ مسائلِ تصوف کو کتاب و سنت سے خارج اور شریعت کے خلاف سمجھ کر کوسوں دور بھاگنے لگے اور بعض علمِ تصوف کو شریعت کے علاوہ ایک علیحدہ علم سمجھتے ہیں اور مسائلِ تصوف کو

غیر ثابت بالسنہ جانتے ہیں۔ان حالات میں اس امر کی ضرورت ہے کہ خانقاہی نظام کا کردار اور اس کی افادیت قرآن و حدیث اور فقہا ، اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تحقیقات اور اعمال کی روشنی میں اسلامی تصوف و سلوک سے متعلق ہر قسم کی غلط فہمیاں دور کی جائیں اور جو یہ نظریہ جو اہلِ ظواہر کی طرف سے پھیلایا جا رہا ہے اس کا قرآن و سنت کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے ،طریقت، حقیقت، معرفت، بیعت، اخلاق، مجاہدات، اذکار، اشغال، مراقبات، احوال توجیہات، تعلیمات، تزکیہ نفس، تہذیب اخلاق، اور اصلاح اعمال، کا طریقہ جو صوفیاء کی اصطلاح میں تصوف کہلاتا ہے دراصل تو شریعت ہی ہے اور طریقت شریعت کے تابع ہے نہ کہ الگ راستہ۔اب ہم اس سقم کو دور کرنے کی کوشش کریں گے کہ شریعت و طریقت جدا نہیں بلکہ شریعت ہی اصل راستہ ہے اور طریقت اس راستے پر دیکھ کر چلنا ہے۔

شریعت: اللہ رب العالمین نے حضور اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا،

﴿ثم جعلنک علیٰ شریعة من الامر فاتبعها و لاتتبع اهوآء الذین لا یعلمون ہ انهم لن یغنوا عنک من الله شیئاً ط و ان الظّٰلمی ی بعضهم اولیاء بعضٍ ج والله ولی المتقین ہ هذا بصآئر للناس وهدی و رحمة لقوم یوقنون﴾

(سورۃ الجاثیۃ﴾ ترجمہ،اب اس کے بعد اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو ایک صاف شاہراہِ شریعت پر قائم کیا ہے لھذا آپ اسی پر چلیں اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کریں جو علم نہیں رکھتے۔اللہ کے مقابلے میں وہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔ظالم لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقیوں کا ساتھی اللہ تعالیٰ ہے۔یہ بصیرت کی روشنیاں ہیں سب لوگوں کے لیئے اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیئے جو یقین لائیں۔ان آیات میں یقین کرنے والوں کے لیے تین صفات کے حاصل ہونے کا تذکرہ ہے،بصیرت جو باطنی روشنی ہے، ہدایت جو راستے کی نشاندھی کرتی ہے، رحمت جو مقصود ہے۔

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین﴾

جو شخص شریعتِ اسلامی کو چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا اس کے طریق کار کو اللہ ہرگز قبول نہیں کرے گا اور وہ خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔رسول کریم ﷺ کی تربیت کے نتیجے میں ایک ایک فرد تقویٰ و تزکیہ کا ادارہ تھا جو دین کے مجاہد اور راتوں کے زاہد تھے۔رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد اس مزکی و مربی جماعت بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اس کا اہتمام رکھا تاکہ لوگ اللہ کی بندگی اسی طرح برقرار رکھیں جس کی تعلیم رسول کریم ﷺ نے دی۔صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت بالخصوص اولون السابقون زہد و تقویٰ کا معیار تھے۔خلافتِ راشدہ کے بعد جب اسلامی خلافت جو بندگی رب کی مکمل و اکمل شکل تھی اس میں تغیرات نمودار ہونا شروع ہوئے تو اہل تقویٰ و اہلِ علم حضرات نے تعلیم و تربیت کے نظام کو منظم کیا اگر چہ خلافت راشدہ کے دور میں کسی خانقاہ کی ضرورت نہ تھی قصر خلافت ہی رشد و ہدایت کا مرکز تھا لیکن بعد کے حالات بھانپ کر علمی اور تربیتی نظام کو قرآن و سنت کی روشنی میں اہلِ حل و عقد نے ترتیب دیا گیا جہاں دنیوی معاملات اور مسائل میں راہنمائی کا انتظام تھا وہاں تزکیۂ نفوس کے لیئے روحانی تربیت کا اہتمام بھی تھا۔اگر چہ ہمارا موضوع خانقاہی نظام اور تزکیۂ نفوس ہے تاہم خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد بکھرے ہوئے احادیث کے ذخائر کو اہل الآثار اور تفقہ فی الدین کے لیئے فقہاء اور روحانی تربیت کے لئے صوفیائے کرام کا بڑا کردار ہے۔اپنے اپنے کام کے باوجود یہ سب طبقات قرآن و

سنت کے تابع اور متقی و پرہیز گار تھے۔ طبقۂ اولیٰ میں خانقاہیں ہی مدارس تھے جس میں علوم وفنون کے ساتھ روحانی تربیت ہوا کرتی تھی اس کی مثال اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی خانقاہ تھی۔ جس میں تعلیم قرآن وسنت کے علاوہ روحانی تربیت بھی ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین ان میں سے اکثر نے قابلِ اعتماد روایات لیں اور محققین کے علاوہ صوفیائے کرام نے بھی ان سے روحانی تربیت کا ذریعہ مانا ہے۔ جس طرح سے دوسرے علوم وفنون اور دیگر شعبہ ہائے علم کے علماء و ماہرین ان علوم وفنون کے مسائل اور نکات کو بیان اور واضح کرنے کے لئے ہرفن کے لیئے خاص زبان اور اصطلاحات اختیار کی ہیں جب تک آدمی کو اس علم وفن کی زبان و اصطلاحات پر عبور نہ ہو وہ پوری طرح نہ اس کو سمجھ سکتا ہے اور نہ استفادہ کرسکتا ہے۔ اسی طرح صوفیائے کرام نے طریقت وحقیقت کے مسائل و نکات کے لیئے مخصوص اصطلاحات مقرر کی ہیں جن کو سمجھے بغیر آدمی صوفیاء رحمۃ اللہ تعالی علیہم کی باتوں کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ استفادہ کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اہل لغت، ماضی، حال، مستقبل، واحد، جمع، حاضر، غائب، متکلم، صحیح، معتل، اجوف، لفیف، اور ناقص وغیرہ کی اصطلاحات کی مدد سے اپنی بات سمجھاتے ہیں۔ اہلِ نحو نے رفع، نصب جر، جزم، منصرف، اور غیر منصرف، وغیرہ کی اصطلاحات اختیار کی ہیں۔ اسی طرح حساب دانوں نے بھی فرد، اور زوج، جمع اور تفریق، ضرب اور قسمت، اور تنصیف، جذر اور کعب، کی خود ساختہ اصطلاحات اختیار کی ہیں۔ جیومیٹری والوں نے نقطہ اور فاصلہ، خط اور وتر، دوائر اور بحور وغیرہ۔ فقہاء نے علت، اور معلول، رفع اور الزام، قیاس، اجتہاد اور اجماع وغیرہ۔ اور محدثین نے مرفوع، مرسل، احاد، متواتر، صحیح اور حسن، اور ضعیف، جرح وتعدیل، اور متکلمین نے عرض و جواہر، جز اور کل، خبر اور ہیوالیٰ، وغیرہ کی اصطلاحات ایجاد کیں جس سے وہ اپنی بات سمجھا سکیں۔ لیکن دوسرے اہل فنون کے برعکس صوفیائے کرام نے طریقت کے مسائل و نکات کے بیان کے لئے جو زبان اور اصطلاحات وضع و اختیار کی ہیں اس میں ان کے سامنے صرف یہی ایک مقصد نہ تھا کہ ان مسائل و نکات کو اچھی طرح سے سمجھایا جاسکے بلکہ ان کے سامنے یہ مقصد بھی تھا کہ ان باتوں کو جن لوگوں سے مخفی ضروری ہو ان سے ان کو اور اپنے مطلوب دائرے میں محدود رکھا جاسکے اس کی ضرورت اس لئے پیش آتی تھی کہ اہلِ تصوف وطریقت کا تو اصل مشن ہی یہ تھا کہ لوگوں کے اندر حقیقی دینداری اور خدا پرستی کی اصل روح کو بیدار اور جاری وساری کیا جائے جو انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا اصل مقصود تھا۔ لیکن یہ بات جابر وظالم بادشاہوں اور ظالم حکمرانوں کو گوارہ نہ تھی۔ اس لئے صوفیاء اپنی بات ایسی زبان اور اصطلاحات میں بیان کرتے تھے کہ ان کے اپنے طائفہ کے لوگ تو اس کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ لیکن اگر یہ بات ان کے حلقہ سے باہر ہو دوسرے اس سلسلہ کے بھید کو نہ پاسکیں۔ گو یا اہلِ تصوف کے مختلف گروہوں کی اصطلاحات اس علم وفن کی محض علمی وفنی اصطلاحات ہی نہیں بلکہ یہ ان گروہوں کی مخصوص زبان (code) بھی ہے۔ جس کے ذریعے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے اور اپنے مشن کو ایک دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔ یہ تو طے ہے کہ منبع رشد و ہدایت تو شریعت ہی ہے اور اس کی تعلیم کے لئے مدارس وخانقاہیں قائم کی گئیں۔ مدارس میں قرآن وحدیث اور فقہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون کی تعلیم کے ساتھ یقیناً تقویٰ و پرہیز گاری کا بھی درس دیا جاتا ہے تاہم طلباء و معلمین زیادہ وقت تعلیم وتعلم پر توجہ مرکوز رکھنے کی وجہ سے مطلوبہ تزکیہ عوام الناس تک منتقل نہیں کرپاتے۔ قانونی مسائل کا حل استفتاء وقضاء فقہی مسائل وعبادات کا ظاہری پہلو اور ترغیبات عقیدۂ توحید ورسالت ایمانیات اور نجات کا تعارف اور نتائج سے آگاہی بدرجۂ کمال سکھایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رہتی دنیا تک شریعتِ مطاہرہ اسی اصلی حالت میں قائم ہے اور رہے گی انشاءاللہ۔ عبادات کی جتنی اقسام ہیں ان پر عمل کرنا فقہی اصطلاحات میں تو ادائیگی مکمل ہے اس

میں قانوناً کوئی خامی نہیں۔لیکن اہلِ (طریقت) یعنی صوفیائے کرام ان شرعی اعمال کی ادائیگی اسکی اصل روح کے مطابق بنانے کی تربیت کرتے ہیں۔مثلاً نماز کو لے لیں اسکی شرائط یہ ہیں کہ لباس، جگہ، پاک ہو طہارت مکمل ہو، صحیح وقت پر ادا کی جائے، طے شدہ طریق کار کے مطابق ہو اور طے شدہ اصول کے مطابق ہو یہ فقہی نماز مکمل قرار پائے گی اور شریعت کی روشنی میں نمازی ایک مسلمان شخص ہی متعارف ہوگا الا ماشاء اللہ۔لیکن تصوف کی روشنی میں صوفیاء اس کی اہمیت اس طرح بیان کرتے اور تربیت کرتے ہیں کہ نمازی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کی تیاری میں کن کیفیات سے گزرتا ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ سے ڈرتا ہوا مصلے پر کھڑا ہو رہا ہے اسکے دل کی کیفیت کیا ہے کیا اس کی نماز برائیوں سے روک پائے گی کیا اللہ کے حقیقی بندہ ہونے اور جنت کا مستحق ہونے اور جہنم کے عذاب سے چھٹکارا ملنے کا احساس پیدا ہوا ہے۔یہ وہ احساس ہے جو صوفیاء کے مختلف طبقے اپنے شاگرد حضرات اور ارادت مند مریدین میں تربیتی نظام کے ذریعے پیدا کرتے ہیں۔یہاں ایک وضاحت ضروری ہے۔قرآن میں جس چیز کا نام تزکیہ اور حکمت ہے اور حدیث شریف میں اسی کو احسان کا نام دیا گیا ہے یہی چیز اصطلاحِ صوفیاء میں تصوف کے نام سے مشہور ہوئی۔ہمارا موضوع فقہ نہیں بلکہ خانقاہی نظام ہے اس لئے اس کی افادیت کے چند پہلو بیان کریں گے تاکہ اہلِ ظواہر کی طرف سے اس پورے نظام کو بدعت قرار دینے اور اس تعلیم و تربیت کے شعبے کو دھند لا کر عوام الناس کو شبہ میں ڈال رہے ہیں اور (ہم چوما، دیگرے نیست) کے مصداق بن رہے ہیں ادھر خانقاہی نظام کی موجودہ شکل و صورت پر بھی بات ہوگی تاکہ لوگ اندھی عقیدت کے بجائے اولیائے کرام رحمھم اللہ کے مجاہدات و ریاضت ان کے کردار اور روحانی تربیت کی روشنی میں اپنا کردار بناسکیں۔مدارس اور خانقاہوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ مدارس میں مخصوص لوگ ہی استفادہ کرتے ہیں جبکہ خانقاہ میں عوام و خواص پڑھے لکھے اور ان پڑھ دیہاتی و شہری کسان و مزدور مسلم و غیر مسلم ہر طبقۂ فکر کے لوگ اپنی استعداد کے مطابق فیض پاتے ہیں۔شیخ خانقاہ جتنا کامل ہوگا اتنا ہی اپنے مریدین پر اثر انداز ہوگا اور لوگ عقیدت کی بنیاد پر اپنے پیر سے والہانہ عزت و احترام سے اسکے احکامات پر عمل کرنے میں اللہ کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اور چونکہ مدارس کے مقابلے میں خانقاہوں میں روحانی تربیت کا اہتمام زیادہ مضبوط و مربوط رہتا ہے اور اسکے علاوہ خود اولیائے کرام کا کردار و اخلاق اس قدر قابلِ کشش ہوتا ہے جس کی وجہ سے لاکھوں غیر مسلم ہوتے ہیں اور ہوئے ہیں تاریخ کے اوراق اس پر گواہ ہیں۔دوسری طرف لوگ اپنے ہم مشرب ساتھیوں کے ساتھ والہانہ محبت ہمدردی رکھتے ہیں جو اسلامی معاشرے کا مقصد ہے۔اہلِ طریقت اولیائے عظام آپس میں ہم راز بھی ہوتے ہیں اور تصوف کے رموز و معارف کے واقف بھی۔کچھ اہلِ طریقت کے تصوف کے بارے میں اقوال استفادۂ عام کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنھم فرماتے ہیں

(التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف)

یعنی تصوف نیک خوئی کا نام ہے، جتنا کوئی شخص نیک خوئی میں بڑھا ہوا ہوگا، اتنا ہی تصوف میں بڑھ کر ہوگا۔

حضرت مرتعش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

(التصوف حسن الخلق)

تصوف نیک خلق کو کہتے ہیں۔

خانقاہ کی اہمیت ضرورت اور اس کی ذمہ داریاں

الامام اسماعیل حقی المتوفی (۱۱۲۷ھ) فرماتے ہیں

وَلا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (سورة النحل :رقم الآية : ۹۴)وَلا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ وَلا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ) ا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ.

الحقة ما يجرى بين المريدين الصادقين والشيوخ الكاملين من البيعة وهى لازمة حتى يلقوا الله تعالى وفى الآية اشارة الى المريد الذى تعلق بذيل ارادة صاحب ولاية من المشايخ وعاهده على صدق الطلب والثبات عليه عند مقاساة شدائد المجاهدات والتصبر على مخالفات النفس والهوى وملازمات الصحبة والانقياد للخدمة والتحمل على الاخوان وحفظ الأدب معهم ففى أثناء تحمل هذه المشاق تسأم نفسه وتضعف عن حمل هذه الأثقال فينقض عهده ويفسخ عزمه ويرجع قهقرى ثم يتخذ ما كان اسباب طلب الله من الارادة والمجاهدة ولبس الخرقة وملازمة الصحبة والخدمة والفتوحات التى فتح الله له فى أثناء الطلب والسير آلات طلب الدنيا وأدوات تحصيل شهوات نفسه بالتصنع والمرأة والسمعة ابتلاء من الله إظهارا للعزة إذا عظمت النفس وشهواتها فى نظر النفس وأعرضت عن الله فى طلبها فمثل هذا حسبه جهنم البعد والقطيعة قال حضرة الشيخ الشهير بافتاده قدس سره هنا رجل ابن ابن المولى جلال يقال له ديوانه چلبى يأكل ويشرب ويشتغل بالشهوات ويزعم ان له نظرا الى الحقيقة من المظاهر حفظنا الله تعالى من الإلحاد ففى حالة الاحتضار استغفر وقال يا حسرتا لم أعرف الطريق ويرجى ان يعفى لسبق ندامته وكان له كشوف سفلية وقطع بخطوة واحدة سبعين خطوة واكثر ولكن الكشوف السفلية مثلها مما كان فى مرتبة الطبيعة غير مقبولة بل هى من الشيطان وعوام الناس يعدون اصحاب أمثال هذه الكشوف الشيطانية الاقطاب بل الغوث الأعظم لكونهم على الجهل الجمادى لا يميزون بين الخير والشر ولصعوبة هذا الأمر قال المولى الجامى قدس سره فى بعض رباعياته.

در مسجد وخانقه بسى كرديدم — بس شيخ ومريد را كه پابوسيدم

نه يكساعت از هستى خود رستم — نه آنكه ز خويش رسته باشد ديدم

اللهم اعصمنا من الدعوى واجعلنا من اهل التقوى

ترجمہ

آیت میں اشارہ ہے کہ جب مرید اپنے شیخ کامل کے دامنگیر ہوتا ہے وہ اس کے ساتھ معاہدہ کرتا ہے کہ اثنائے سلوک میں ہر طرح کی تکالیف اور دکھ درد اور پریشانیاں سر پر رکھوں گا اور ہر ممکن نفس اور خواہشات نفسانی کی مخالفت اور شیخ کامل کی صحبت اور ان کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کروں گا اور ہر خدمت کے لئے کمربستہ اور پیر بھائیوں کی ہر میٹھی کڑوی بات بردباری اور حوصلہ اور ان کے ساتھ حسن اخلاق اور ادب سے پیش آؤں گا، پھر جب سالک کو اثنائے سلوک تکالیف اور پریشانیاں ستائیں تو نفس کو سخت ملال ہوتا ہے اور اتنا بوجھ اٹھانے سے کتراتا ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ شیخ کے معاہدہ کو توڑ دے اور جو وعدہ شیخ کے ساتھ کیا ہے اس کو ختم کر کے اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف ہو جاؤں۔ چنانچہ نفس کے اکسانے پر بیعت توڑ کر نفسانی خواہشات پر چلنے لگتا ہے، لیکن پھر وہ بدستور سابق مجاہدات وریاضات میں مصروف ہو جاتا ہے، اور شیخ کی صحبت و خدمت میں حاضر باش ہونے لگتا ہے، اسے اگر سلوک کی وجہ سے کچھ فتوحات الٰہی نصیب ہوں تو وہ ریا و شہرت کو مطمع نظر سمجھتا ہے اور شہوات نفسانی کے تابع ہوتا ہے، تو سمجھے اسے اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈال دیا ہے، ایسے لوگوں کو ہجر و فراق کی جہنم میں ڈالا جائے گا۔

حضرت سیدنا الشیخ الشہیر بافتادہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایک شخص حضرت مولانا جلال کا پوتا ہے جس کو لوگ دیوانہ چلپی کے نام سے پکارتے ہیں، وہ خوب کھاتا پیتا ہے، اور نفس کی خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے، اور اسکے باوجود حقیقت کا مدعی ہے، اور وہ کہتا ہے کہ مظاہر حق سمجھ کر اس طرح کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں الحاد سے محفوظ رکھے، جب اس پر نزع طاری ہوئی تو اس وقت تائب ہوا اور کہا: افسوس کہ میں نے حقیقی راہ سلوک کو نہ پہچانا اور اسی حسرت میں مر گیا، ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسے اس ندامت کی وجہ سے بخش دے، اس کی ایک کرامت بہت مشہور تھی وہ یہ کہ ستر قدموں کی مسافت کو صرف ایک قدم میں لپیٹ لیتا تھا، گویا اسے طیّ الارض حاصل تھا، صوفیاء کرام کے نزدیک انہیں کشوف سفلیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کشوف سفلیہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نامقبول ہے، اس لئے کہ یہ مرتبہ طبعیہ بلکہ شیطانیہ ہے، افسوس ہے کہ عوام ایسے کشف و کرامت طبعیہ کے ظاہر کرنے والے کو قطب اور غوث سمجھتے ہیں۔

یہ سب کچھ جہل خالص کی وجہ سے ہے، ان احمقوں کو خیر و شر کی تمیز نہیں، اسی مشکل معاملہ کو دیکھ کر مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بہت سی خانقاہوں اور مسجدوں میں گھوما ہوں اور بہت سے مشائخ اور مریدو ۔ ۔ ۔ قدم چومے، لیکن ایک لمحہ بھر بھی اپنی ہستی کو نا مٹا سکا، بلکہ ان کو بھی نفسانیت سے بھرپور پایا، اللہ تعالیٰ ہمیں غلط دعوں سے بچائے اور اہل تقوی بنائے۔

(روح البیان: إسماعیل حقی بن مصطفیٰ الإستانبولی الحنفی الخلوتی المولی أبوالفداء (۶:۵ ۷) دار الفکر بیروت

شیخ کی شرائط از امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

از موضع پچھمی پور ڈاکخانہ سگرام پور تحصیل بسولی ضلع بدایوں مسئولہ احمد حسین محرر روز دوشنبہ ذوالحجہ)

جناب فیض مآب، فیض بخش، فیاض زماں، مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام افضالہ، بعد سلام علیک دست بستہ عرض خدمت میں یہ ہے کہ

(۱) جیسا اور خاندانوں میں سلسلہ پیری مریدی جاری ہے اسی طرح سے جناب حضرت شاہ مدار صاحب کا ہے یا نہیں؟

(۲) خدام زیارت مکنپوری اپنے تین خاندان خلفاء وجدی شاہ مدار صاحب سے بتلاتے ہیں۔ لہٰذا ان سے بیعت ہونا جائز ہے یانہیں؟ کیونکہ فی زمانہ چارہی خاندان کی بیعت سنی اور خاندان کی نہیں سنی، اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ مرید حضرت شاہ مدار صاحب مرید حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم سے زیادہ ہیں، یہ امر تصدیق طلب ہے، لہٰذا تصدیعہ وہ کہ براہ غرباء پروری اور بندہ نوازی حکم سے اطلاع بخشی جائے۔

الجواب

حضور سیدنا غوث الاعظم علیہ الرضوان سید الاولیاء ہیں، حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ السریر کو ان سے افضل کہنا جہل وطغیان وافتراء وبہتان ہے۔ بیعت کے لئے لازم ہے کہ پیر چار شرطوں کا جامع ہو۔

(۱) سنی صحیح العقیدہ

(۲) صاحب سلسلہ

(۳) غیر فاسق معلن

(۴) اتنا علم دین رکھنے والا کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال سکے۔

جہاں ان شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہے بیعت جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاوی رضویہ للامام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲۶:۱۳۳)

پیر کا بیٹا پیر ہو ضروری نہیں ہے

الرياء والنفاق والمعاصي سبب الفقر والذل والطرد من باب الحق عزّ وجلّ ، المرائی المنافق يأخذ الدنيا بدينه وتزييه بزى الصالحين من غير أهلية فيه، يتكلم بكلامهم ويتلبس بثيابهم ولا يعمل مثل عملهم ، يدعى النسب إليهم وليس هو من نسبهم.

ترجمہ

ریاکاری اور نفاق، اور گناہ فقر وذلت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دوری کا سبب ہیں، ریاکار منافق شخص اپنے دین کے بدلے میں لوگوں سے مال کھاتا ہے، اور نیکوں والی صرف شکل بناتا ہے حالانکہ اس میں کوئی بھی اہلیت نہیں ہوتی، اور بڑے لوگوں والا کلام کرتا ہے اور ان جیسے کپڑے پہنتا ہے، اور ان جیسے اعمال نہیں کرتا، اپنے آپ کو ان کے نسب سے ہونے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

ھکذا تکلم الشیخ عبدالقادر الکیلانی: ۱۶۵)

خانقاہ مدرسہ اور نشر علم کا ذریعہ

اس سلسلہ میں جو خانقاہ کا انداز ہونا چاہئے ابھی ہم اس پر کلام کررہے ہیں، جب تحریک پاکستان چل رہی تھی، تو ہمارے اسلاف میں سے حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس وقت ایک نصاب دیا تھا، اس میں انہوں نے سرفہرست یہ کہا تھا کہ مجلس علم

مجالس عرس کو نشر علم کا ذریعہ بنایا جائے، اور ہر خانقاہ کو مدرسہ بنا دیا جائے، یعنی

☆......عرس کی محفل ہو تو اس میں درس قرآن کریم ہونا چاہیے۔

☆......عرس کی محفل میں درس حدیث شریف ہونا چاہیے۔

☆......عرس کی محفل میں فقہ کا درس ہونا چاہیے۔

☆......عرس کی محفل میں تصوف کا درس ہونا چاہیے۔

☆......عرس کی محفل میں لوگوں کے مجموعی حالات کا جائزہ ہونا چاہیے۔

☆......عرس کی محفل میں مسلمانوں کی بہتری کے اسباب تلاش کرنے چاہئیں۔

☆......عرس کی محفل میں بیداری ہونی چاہیے نہ کہ لوری دے کر لوگوں کو سلا دیا جائے۔

☆......عرس کی محفل ایک تربیت گاہ ہونی چاہیے۔

☆......اور پھر جو خانقاہ ہے وہ نشر علم کا ادارہ ہونا چاہیے۔

☆......خانقاہ میں مدرسہ ہونا چاہیے۔

☆......خانقاہ میں مفتی ہونا چاہیے۔

☆......خانقاہ میں مدرس ہونا چاہیے۔

☆......خانقاہ میں محقق ہونا چاہیے۔

خانقاہ کا نصاب کیا ہونا چاہیے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک خانقاہ کا نصاب

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

درمجلس شریف از کتب تصوف مذکور می شود، واز کتب فقه نیز مذکور می شود.

ترجمہ

خانقاہ میں جو مجلس شریف ہو اس میں تصوف کی کتب کا درس ہونا چاہیے اور فقہ کی کتابوں کا درس ہونا چاہیے۔

اگر آج کسی نے دیکھنا ہو کہ خانقاہ کا نصاب کیا ہے تو اسے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی الفتح الربانی پڑھنی چاہیے، جس نے دیکھنا کہ خانقاہ کا نصاب کیا ہے تو اسے الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی فتوح الغیب پڑھنی چاہیے، اس میں آپ رضی اللہ عنہ کی ہر ہر مجلس کی تفصیلات موجود ہیں۔ جس نے یہ دیکھنا ہو کہ خانقاہ کا کیا کردار ہے تو وہ حضرت سیدنا الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے ایک لاکھ شاگردوں کو دیکھ لے۔ اور وہ پیروں کے پیر اور گیارہویں والے پیر کی دن رات کی مصروفیت کیا تھی، وہ جہاں صوفی وسالک تھے بلکہ غوث تھے اور غوث اعظم تھے، ان کی مصروفیت کیا تھی؟ وہ اس زمانے کے مدرس اعظم تھے۔ وہ کون

ہے جو دن بھر میں اٹھارہ سبق پڑھائے وہ غوث پاک رضی اللہ عنہ تھے جو پڑھایا کرتے تھے۔ یہ عالم جو جس کو آج کا لے لفظ کہہ کر چھوڑ دیتا ہے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے روزانہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے یہی کالے لفظ پڑھائے ہیں، وہ قرآن وسنت اور فقہ و بیان، بدیع، صرف ونحو، طریقت وشریعت کے سبق دن بھر پڑھاتے رہے۔ اور یہ انداز دیا اور پھر انہوں نے تینتیس سال تک پڑھایا، ہر سال ان سے تین ہزار علماء کرام کی جماعت تحصیل سے فارغ ہوتی تھی، ایک لاکھ جس کے شاگرد ہوں وہ غوث اعظم ہوتا ہے، یہ شناخت ہے کہ خانقاہ کیا ہے؟ لوگ سمجھتے ہیں کہ معمولی سا جبہ پہن لینے اور پگڑی باندھ لینے سے نظام خانقاہی چل جاتا ہے۔ اس انداز کی سوچیں ابھرتی ہیں، حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے جس انداز میں خانقاہ کو تقدس دیا ہے اور کردار دیا ہے اب جس کو غوث پاک رضی اللہ عنہ سے عقیدت ہے اس کی گیارہویں کے نام پر اپنا ایک بیٹا دین کو دے دو، جس گیارہویں والے پیر نے ایک لاکھ کو خود پڑھایا تھا، جو ان کے پاس پڑھے تھے وہ چھوٹے چھوٹے لوگ نہیں تھے، یہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کا طالب علم تھا جس نے نور الدین زنگی کی فوج میں اہم کردار ادا کیا، اور صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اس مدرسہ کے فیض پانے والے تھے، جب پہلا خطبہ جمعہ مسجد اقصیٰ میں اس کی فتح کے بعد دیا گیا وہ حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور آپ کے فیض یافتہ جناب امام زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیا تھا۔

اس لئے یہ خانقاہ جہاد بھی اور مجاہدہ بھی، یہ ریاضت بھی اور طریقت بھی، یہ شریعت بھی اور یہ حقیقت بھی۔

حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے خانقاہ کو اس انداز سے چلایا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے

که درمجلس شریف از کتب تصوف واز کتب فقه.

خانقاہ میں تصوف کی کتب بھی پڑھاؤ اور فقہ کی کتابیں بھی پڑھاؤ۔

حضرت داتا صاحب کے نزدیک خانقاہ کا نصاب

میں کہتا ہوں کہ خانقاہ کا نصاب جاننے کے لئے حضرت سیدنا داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کشف المحجوب شریف پڑھو، اس سے تم کو خانقاہ کے نصاب کا پتہ چلے گا۔

تسلیم ورضا کے سبق، صبر کے سبق، اور حسد مٹانے کے سبق، بغض مٹانے کے سبق، تواضع کے سبق، عاجزی کے سبق، انکساری کے سبق، اعلیٰ اخلاق کے سبق، اچھے عقیدے کے سبق، یعنی کشف المحجوب میں عقیدہ اور عمل دونوں کو بیان کیا گیا ہے، مزے کی بات یہ ہے کہ ایک باب اثبات فقر کا ہے اور ایک باب اثبات علم کا ہے، حضرت سیدنا داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقر پر علم کو مقدم کیا ہے، پہلے باب لکھا اثبات علم، پھر باب لکھا اثبات فقر اور یہ لوگوں کو بتایا کہ ہمارے نام پر کوئی بھی دکانداری نہ بنائے، ہم علم کے حامل پہلے ہیں اور فقر کے حامل بعد میں ہے،

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ حضرت سیدنا داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بہت بڑے عالم دین اور بہت پایہ کے مدرس تھے اور آپ نے لاہور میں خود اپنا مدرسہ بنایا ہوا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شاگردوں کی جماعتیں تیار کر کے پورے پنجاب میں

روانہ کیں اور آج افسوس کی بات یہ ہے کہ انہیں کی خانقاہ میں بیٹھ کر کئی جاہل پیر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ شریعت وطریقت دو الگ الگ راستے ہیں نعوذ باللہ۔

جس نے خانقاہ کا نصاب دیکھنا ہو تو وہ حضرت ابو طالب مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی قوت القلوب کا مطالعہ کرے، یہ کتاب ہمیں ساری چیزیں بیان کر رہی ہے کہ جس نے فقر کا نصاب پڑھنا ہو وہ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مکتوبات شریف پڑھ لے، اور اسی طرح ہمارے ہر ہر بزرگ کے مکتوبات فقر سے بھرے ہوئے ہیں خواہ وہ چشتی ہوں یا نقشبندی، خواہ وہ قادری ہوں یا سہروردی۔ ان کی تحریروں میں ایسے ایسے گلشن کھلے ہیں، انہوں نے اتنی وضاحتیں کی ہیں لھذا ان لوگوں کو گنجائش نہ دو جو خانقاہ کا تقدس پائمال کرنا چاہتے ہیں، اور خانقاہ کو ہدف تنقید بنا کر لوگوں کے دلوں سے ان کی محبت نکالنا چاہتے ہیں، ان ظالموں سے اپنی خانقاہوں کو بچانے کے لئے ایسے بھنگیوں اور چرسیوں کو خانقاہوں سے مار کر باہر نکالنا چاہیے تاکہ لوگوں کو بتا سکو کہ یہ ہماری خانقاہ ہے جس سے قرآن وسنت کی آواز بلند ہو رہی ہے۔

کتب فقہ وتصوف میں کس کے بغیر گزارہ نہیں

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ

بلکه از کتب تصوف اگر مذکور نه شود باک نیست آں باحوال تعلق دارد.

ترجمہ

خانقاہ کی مجلس میں تصوف کا درس بھی ہو اور فقہ کا درس بھی ہو، پھر فرمانے لگے کہ اگر تصوف نہ بھی پڑھاؤ تو کوئی بات نہیں اس لئے کہ اس کا تعلق احوال کے ساتھ ہے، اور وہ ثانوی ہے بلکہ اعمال مقدم ہیں۔

(مکتوبات شریفہ حصہ اول جلد اول: ۷۸)

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نزدیک صوفی اور پیر اور رہبر طریقت وہ ہے کہ جس کی خانقاہ میں تصوف کا درس ہو نہ ہو فقہ کے درس کا اہتمام ضرور ہونا چاہیے تاکہ کل جس عمل کے متعلق سوال ہونا ہے اس عمل کو درست طریقہ سے ادا کرنا چاہیے، اگر معاذ اللہ خانقاہ ہی ایسی ہو جہاں درس یہ دیا جائے کہ عمل تو کوئی شئی نہیں ہے یہ دوسرے لوگوں کے کام ہیں، ہم دل کی نمازیں ادا کرتے ہیں، اور دل کے روزے رکھتے ہیں، پھر جنت بھی کوئی دل کی ہی ہوگی جس میں چلے جائیں گے، رب تعالی کی جنت میں وہ جائے گا جو رب تعالی کے قانون کے مطابق بندگی کرنے والا ہوگا۔

شیخ کے لئے نصاب کیا ہے؟

حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کی شرائط اور اہلیت میں سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ وہ قرآن کریم اور حدیث شریف کا علم رکھتا ہو، اس سے ہماری مراد یہ نہیں کہ وہ ان علوم میں چوٹی کی مہارت رکھتا ہو، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ قرآن کریم اور حدیث شریف کے ضروری علوم سے باخبر ہو، مثلاً تفسیر مدارک یا جلالین یا اس قسم کی کوئی تفسیر کی کتاب کسی جید عالم دین سے سمجھ چکا ہو، قرآن کریم کے مطالب ومعانی، اس کی لغات مشکلہ، شان نزول اور قصص وغیرہ اور اعراب سے باخبر ہو، اسی

طرح احادیث شریفہ میں کم از کم وہ مشکوۃ المصابیح کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھ چکا ہو، نیز اسے اسکے معانی اور اسکے محاورات، مشکل اور نادر تراکیب سے واقفیت ہو، نیز وہ اعراب مشکل اور تاویل معضل کے سلسلے میں فقہاء کرام کی آراء کی مطابقت سے باخبر ہو (مشکل سے مراد وہ دشوار لفظ ہے جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی پیچیدہ ہو اور معضل وہ ہے جس کے معانی مشتبہ ہوں، کسی ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکتی ہو، اس کے لئے قرآن کریم کا حافظ ہونا یا راویوں کے حالات سے باخبر ہونا ضروری نہیں ہے، آپ جانتے ہیں کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث مرسل اور حدیث منقطع کو بھی قبول کرلیا کرتے تھے، مقصد یہ ہے کہ حدیث شریف کے بارے میں اس بات کا پختہ یقین ہو جائے کہ اس کی اسناد رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح ہے۔

(القول الجمیل فی بیان سواء السبیل لشاہ ولی اللہ محدث دہلوی: ۳۹، ۴۰) مطبوعہ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ پاکستان

الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے نزدیک شیخ کے لئے علمی نصاب

کن فی تصرفاتک مع شمس التوحید والشرع والتقوی ،فان ھذہ الشمس تمنعک عن الوقوع فی شبکة الھوی والنفس والشیطان .

ترجمہ

یعنی اپنے تمام اعمال میں توحید اور شریعت اور تقوی کی روشنی ساتھ لے کر چل، یہ روشنی تجھے خواہش نفس اور نفس امارہ اور شیطان کے جال میں واقع ہونے سے بچائے گی۔

(الفتح الربانی لشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی: ۱۷) مطبوعہ مصر

اب جس شیخ کے پاس توحید و شریعت اور تقوی کا علم نہ ہو وہ کیسے شیطان و نفس امارہ سے بچ سکتا ہے؟

دوسری جگہ فرماتے ہیں

تفقہ بالفقہ الظاھر ثم اعتزل الی الفقہ الباطن اعمل بھذا الظاھر حتی یقربک العمل الی علم لم تکن تعلم .

ترجمہ

یعنی شریعت کے ظاہری احکام کا علم سیکھنے کے بعد باطنی اعمال کا علم حاصل کرنے کے لئے یکسوئی اختیار کر، پہلے شریعت کے ظاہری احکام پر عمل کرتا کہ اپنے علم پر عمل کا کمال تجھے اس علم تک پہنچائے گا جس کو اس سے پہلے تو نہیں جانتا تھا۔

(الفتح الربانی لشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی: ۴۷)

جو پیر خود جاہل ہو وہ رہبر شریعت کیسے ہو سکتا ہے؟

حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

من لم یکن الشرع رفیقہ فی جمیع احوالہ فھو ھالک من الھالکین .

ترجمہ

یعنی جس نے (پیر) شریعت کو ہر حال میں اپنا رہنما نہیں بنایا تو وہ خود ہلاک ہونے والا ہے دوسروں کی فلاح کا کیا سبب بن

سکتا ہے۔

(الفتح الربانی لشیخ الامام عبد القادر الجیلانی: ۱۲۸)

اب جس پیر کو استنجا کا طریقہ بھی نہیں آتا اسے بھی رہبر شریعت کہا جاتا ہے، یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور جو خود بہت بڑا جاہل ہے وہ لوگوں کی تربیت کیا کرے گا؟

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی کا فرمان عالی شان

پیر برائے آن غرضے میگرند کہ دلالت بشریعت نمایند.

ترجمہ

یعنی پیر اس لئے پکڑتے ہیں کہ شریعت کی رہنمائی کرے۔

(مکتوبات شریفہ نمبر ۴۱) دفتر سوم حصہ ہشتم)

شریعت کے برخلاف طریقت کے نام پر جن گمراہیوں کا بازار پیری مریدی کے نام سے گرم کیا جارہا ہے، خلق خدا کو شرعی احکامات سے بیگانہ کیا جارہا ہے اور حقیقی بزرگان دین کے ساتھ تصوف وطریقت کی بدنامی کا جو سامان تیار کیا جارہا ہے وہ یہود ونصاری کے احبار ورہبان کی دجل کاریوں سے ذرہ برابر مختلف نہیں ہے، ایسے میں اہل حق، اہل بصیرت اور حق شناس وحق بین علماء دین کی مسئولیت قرار پاتی ہے کہ اس گمراہی کے خلاف تبلیغ کو محراب ومنبر کی ترجیح بنائے، ورنہ ان کا انجام گونگے شیطان سے مختلف نہیں ہوگا۔

حق نہ بولنے والا شیطان ہے

مَنْ سَکَتَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ أَخْرَسُ.

ترجمہ

جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضے پورے نہ کرے وہ گونگا شیطان ہے۔

(المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (۲۰:۲) دار إحياء التراث العربي - بيروت

اب علماء کرام پر ضروری ہے کہ وہ ان جاہل اور زندیق پیروں سے قوم کی جان بخشی کروائیں تاکہ قوم کو راہ راست پر لایا جاسکے۔

جاہل پیر کی بیعت حرام ہے

واگر در پیر از ین ہر سہ شرائط یکے مفقود بود بیعت با وجائز نہ باشد واگر کسے از سبب نادانی با او بیعت کردہ باشد کہ از آن بیعت بگردد.

ترجمہ

پیر ومرشد ہونے کے لئے مذکورہ شرائط میں سے کسی پیر میں کوئی شرط نہ ہو تو پھر اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص نادانی کی وجہ سے اس کی بیعت کر چکا ہو تو اس سے جان چھڑالے۔

(سبع سنابل از میر عبد الواحد بلگرامی: ۴۵) مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور

جاہل پیر اور ان کے مرید

اس مضمون میں معاشرے کے اندر سرطان کی طرح پھیلے ہوئے نام نہاد جھوٹے کاروباری پیروں کی خبر لی گئی ہے اور مسلک حق اہلسنت کی بدنامی کے اہم ترین پہلو کی طرف، فکرمند دماغ اور دردمند دل رکھنے والوں کو متوجہ کیا گیا ہے۔ لہذا اس سارے مضمون کو کاروباری پیروں کے تناظر میں ہی پڑھا جائے ورنہ ہمارے نزدیک ولایت برحق ہے، کرامات اولیاء بھی برحق ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام پھیلانے کا سہرا صوفیائے کرام کے سر ہے۔ سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالی علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالی علیہ، بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ، سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالی علیہ سیدنا عثمان مروندی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ تعالی علیہ وغیرہم کے اسماء گرامی نمایاں ہیں۔ ان تمام کے دست حق پرست پر بلاشبہ لاکھوں لوگوں نے بیعت کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے حقدار ٹھہرے۔ آج اس خطے میں اسلام کی جو چہل پہل نظر آ رہی ہے، انہی خدامستوں کی محنت کا ثمرہ ہے، ان حضرات کے کردار و اخلاق نے دلوں کی زمین مسخر کی۔ صوفیاء کرام کے سلاسل اربعہ کے فاقہ کش زہاد نے اسلامی فصل کا ایسا بیج بویا جس کی کھیتی آج بھی ہری بھری ہے۔

سلاطین اسلام نے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے جگہ جگہ سرائیں اور منازل بنوائیں، حضرات صوفیاء کرام نے خانقاہیں آباد کیں۔ یہ خانقاہیں صحیح معنوں میں انسان تیار کرتی تھیں۔ دور دور سے لوگ آتے اور فیض یاب ہوتے۔ بعض لوگ کئی کئی دن قیام کرتے۔ ان آنے والوں میں فقراء اور درویشوں کے ساتھ ساتھ راجے، مہاراجے، وزراء اور نواب بھی ہوتے۔ حسب استطاعت ان کے نان نفقہ کا بندوبست کیا جاتا اور ہر قسم کی سہولت فراہم کی جاتی۔ شیخ و مرشد کے دنیا سے پردہ کر جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہتا۔ کہنے کو تو یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ لیکن قیام و طعام کے جو مقاصد نظر آتے تھے، آج ناپید ہیں۔ دور حاضر کی بڑی بڑی خانقاہیں بانجھ ہو چکی ہیں اور مزارات بے فیض نظر آتے ہیں۔ کوئی انفرادی طور پر ان سے کسب فیض کرتا ہو تو ممکن ہے، لیکن اجتماعی طور پر مزارات، اسلامی احکام و دروس سے کوسوں دور نظر آتے ہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج دنیا جہان کا نشہ، بے حیائی اور غیر شرعی امور انہی مزارات پر نظر آتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک مزار پر فاتحہ کی غرض سے جانا ہوا۔ دروازے پر پہنچے تو جوتے اتروا لیے گئے۔ ہم نے بہت زیادہ کہا کہ ہم اپنے جوتوں کی حفاظت خود کر لیں گے لیکن باہر بیٹھے مافیا نے زبردستی ہم تین دوستوں سے روپے اینٹھ لیے۔ اندر گئے تو کئی عورتیں بے پردہ پھر رہی تھیں۔ حالاں کہ سیدہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب تک روضہ اطہر میں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دفن رہے، میں بے پردہ اندر جاتی رہی لیکن جب سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے ہیں میں حیا کی وجہ سے چادر میں لپٹ کر جانے لگی۔ (مسند احمد)

ہر کوئی دنیا مانگنے وہاں پہنچا ہوا تھا۔ مزار کی ایک خالی دیوار پر جگہ جگہ حاجات لکھی ہوئی تھیں۔ صاحب مزار کے حضور پیش ہوئے تو وہاں بھی عجیب منظر تھا، جسے بیان کرنا بس سے باہر ہے۔ مخلوط محفلیں روحانیت بڑھانے کی بجائے اس کا گلا دبا رہی تھیں۔ ایک جگہ قوالی ہو رہی تھی

اور کوئی عورت کھلے بالوں سمیت رقص کر رہی تھی۔

اگر حکومت چاہے تو یہ سارا دھندا بند کر سکتی ہے۔لیکن شاید انہیں دوسرے کاموں سے فرصت نہیں یا پھر وہ ایسا کرنا ہی نہیں چاہتے۔سال کے شروع میں محکمہ اوقاف کی جانب سے ایک رپورٹ پیش کی گئی جس میں مزارات کی آمدن شائع کی گئی۔محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام پانچ ہزار کے قریب چھوٹے بڑے مزارات ہیں۔بارہ کے قریب بڑے بڑے مزارات ہیں جن کی آمدن بلا مبالغہ اربوں روپے ہے۔مثلاً سید علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المعروف داتا گنج بخش) کے مزار کی سالانہ آمدنی تیس کروڑ بیاسی لاکھ بیس ہزار روپے ہے۔ حضرت مادھولال حسین کے مزار کی آمدن بیالیس لاکھ روپے، دربار حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چوالیس لاکھ، حضرت سید میاں میر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمدن چوالیس لاکھ، سید فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سات کروڑ، امام علی الحق کی پانچ کروڑ، دربار شاہ دولہ کی آمدن ساڑھے چھ کروڑ روپے کے قریب ہے۔یہ تو چندے کی کمائی ہے، ذاتی جاگیروں کی کمائی اس کے علاوہ ہے۔مثلاً دکانیں، زمینیں، پلاٹ اور پراپرٹی وغیرہ۔

سوچنے کی بات ہے کہ اتنی کمائی کہاں جاتی ہے؟ سال میں کتنے غیر مسلموں کو اس کمائی کے ذریعے دعوت اسلام دی جاتی ہے؟ کتنے نادار لوگ اس سے مستفید ہوتے ہیں؟ کتنے لوگ ہیں جو اس کمائی کے بل بوتے پر اللہ اللہ سیکھ کر جاتے ہیں؟ کتنے حفاظ اور علماء ان مزارات کی زیر نگرانی تیار ہو رہے ہیں؟ کتنی مرتبہ مکالمہ بین المذاہب ہوتا ہے؟ کتنی بیواؤں اور یتیموں کی دادرسی ہوتی ہے؟ میرے خیال میں سب سے زیادہ ان نادار، بے کس اور مجبور لوگوں کی کمائی کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کیا جاتا ہے؟ اگر یہ ساری کمائی دین اسلام کی خدمت میں لگ رہی ہے (جیسا کہ اولیاء اللہ کا شیوہ تھا) تو وہ نظر کیوں نہیں آتی؟ ملک میں کرپشن اور بے ایمانی کیوں بڑھتی جا رہی ہے؟ گدی نشینوں کی جاگیروں میں دن بدن اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟ ان کے گیراجوں میں نئے نئے ماڈلز کی گاڑیاں کہاں سے آ رہی ہیں؟ ان کے بچے مغربی ممالک میں تعلیم حاصل کرتے نظر آتے ہیں جبکہ انہیں نذرانے دینے والے مریدوں کے بچے تعلیم سے یکسر محروم کیوں ہیں؟ درباروں پر قبضہ مافیہ کا احتساب کب ہوگا؟ نیب کب انہیں بھی پوچھ تاچھ کے لیے اپنے دفتر بلائے گا؟ ان کے خلاف سوموٹو ایکشن کس صدی میں لیا جائے گا؟ کاش ! یہ چندہ اللے تللوں کی بجائے فلاح و بہبود اور تبلیغ دین کے لیے خرچ ہوتا۔کاش ! غرباء و مساکین اس سے مستفید ہوتے اور لوگوں کے دلوں کی بنجر زمین زرخیز کرنے کے کام آتا تو آج ملک کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ابھی بھی وقت ہے کوئی سمجھے تو!

خانقاہوں کا حال

آپ دیکھ لیں کہ اگر آج ہر خانقاہ ایک بڑا ادارہ ہوتی اور بہت بڑی یونیورسٹی ہوتی تو کس قدر علم کا سیلاب آیا ہوا ہوتا، آج مساجد میں امام پورے نہیں ہو رہے اور خطیب نہیں مل رہے اور پھر باقاعدہ جس کو امام اور خطیب کہا جائے وہ کتنے لوگ ہیں جو ہماری مساجد میں ملتے ہیں۔

اگر مسجد کی اپنی ضرورت پوری نہیں ہوگی تو مسجد کسی کی ضرورت کیا پوری کرے گی، مسجد شریف میں جس بہترین ہدایت کا سماں ہوگا تو پھر جا کر کہیں محلّہ درست ہوگا، یہ کمی کیوں واقع ہوئی، جو مراکز تھے وہاں مدرسہ کا اہتمام نہ ہوا، صرف چند جگہوں میں اس کی ضرورت کو محسوس کیا گیا اور وہاں کام ہو رہا ہے، باقی بہت سی جگہیں ہیں جہاں خاموشی ہے اور بہت سی جگہیں خاکم بدہن ایسی ہیں جہاں طالب علم

نہیں بلکہ ان کی جگہ جانور رکھے ہوئے ہیں۔

کتب خانہ ختم کر کے کتا خانہ بنا دیا

ایک سنی عالم دین کا بیان ہے کہ میں پی ایچ ڈی کے دوران چھ ماہ سفر میں رہا۔ میں مختلف مراکز پر گیا اس لئے کہ مجھے کچھ مخطوطات کی ضرورت تھی، ایک بہت بڑی گدی اس پنجاب کی جو سیاسی گدیوں میں سے ہے، مجھے پتہ چلا کہ وہاں پر بڑے قلمی نسخے موجود ہیں اور وہاں پر میری ضرورت پوری ہوسکتی ہے، تو میں جب وہاں شام کے وقت پہنچا، تو دروازہ بند تھا کہا گیا کہ دروازہ صبح کھلے گا، میں دیکھتا رہا کہ جہاں پر لائبریری ہوا کرتی تھی وہاں کمرے بنے ہوئے ہیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیر تک مشاہدہ کیا، میرا خیال تھا کہ اندر لائبریری ہے، اور کتابیں ہیں۔ مگر جب دروازہ کھلا تو اس کمرے میں سے ایک کتا اور اس کا ایک خادم نکلا جو کتے کو چلاتا پھراتا ہے اور گردش کروار ہا ہے، پھر اندر لے جاتا ہے، مجھے انتظار تھا کہ دوسرے کمرے میں شاید لائبریری ہوگی، جب دوسرے کمرے کا دروازہ کھلا تو اندر سے ایک کتا اور اس کا خادم نکلا، وہ کتے کو لیکر چلاتا پھراتا ہے، پھر لا کر اس نے بھی اندر باندھ دیا۔

اسی طرح تقریباً تین کمروں کا میں نے مشاہدہ کیا، تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ وہ کتابیں کہاں گئیں جو یہاں ہوا کرتی تھیں ، انہوں نے کہا: ہم نے تو وہ کتابیں دیکھی ہی نہیں ہیں۔

مجھے اتنا افسوس ہوا کہ جہاں پر تصوف کے جام پلائے جاتے تھے اور جہاں پر لوگوں کی اصلاح کی جاتی تھی، اور جہاں بزرگوں نے ہاتھوں سے کتابیں لکھیں اور جگر پگھلا کر لوگوں کے لئے ہدایت کا ساماں کیا، ان کے پوتوں اور پڑپوتوں نے اور بعد کی نسلوں نے کیا کیا؟ انہوں نے اپنے بزرگوں کی ارواح کو کتنا ناراض کیا؟ جہاں انہوں نے خود بیٹھ کر پڑھایا اور خود بیٹھ کر کتب تحریر کیں اب وہاں ان کی اولادوں نے کتے باندھ رکھے ہیں، تو کون کہے گا کہ یہ ان کی سجادہ نشینی کا حق ادا کر رہے ہیں۔

یہ ہے وہ ناقص کردار جس کی وجہ سے ہمیں زوال کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے، اس واسطے بنیادی اصلاح کا نکتہ یہ ہے کہ جہاں سے آگے اصلاح ہونی ہے اگر وہاں کی صورت حال ایسی بن جائے تو پھر دوسروں کا کیا بنے گا؟

پیر کا کتا بھی اے سی میں

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک بار ایک درگاہ پر حاضری دینے کے سلسلے میں گیا ہوا تھا ابھی میں وہاں موجود تھا کہ لائٹ چلی گئی، جب بجلی گئی تو کتوں کے بھونکنے کی آواز آنے لگی، میں نے کہا: یہ کیا ہو گیا پہلے تو کتوں کی آوازیں نہیں آرہی تھیں؟ اب کتوں کی آوازیں کیوں آنا شروع ہوگئیں تو بتایا گیا کہ کتوں کا اے سی بند ہو گیا ہے اس لئے کتوں کی آوازیں آرہی ہیں کتوں کو گرمی محسوس ہورہی ہے۔

فرمانے لگے کہ انسان تو گرمی میں پھر رہے ہیں لیکن یہاں کسی جاہل پیر کے کتے بھی اے سی میں رہتے ہیں، اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا؟ اور اس سے بڑا ستم کیا ہوگا؟

اس لئے اب ان نام نہاد، جاہل اور شیطان صفت پیروں کے ساتھ جہاد کی ضرورت ہے، اور ان کا قلع قمع کرنا ضروری ہے، وگرنہ

یہی حال ہوتا رہے گا کہ خانقاہوں پر کتے باندھے جاتے رہیں گے اور انسانوں کو دھکے پڑتے رہیں گے۔

ان جاہل پیروں کو بگاڑنے میں بھی مولویوں کا ہاتھ ہے:

ہم ایک بار مزارات کی زیارت کے سلسلے میں سفر پر تھے کہ ایک مولوی صاحب جو کہ ہمارے مدرسہ کے سینئر استاد تھے نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرے شیخ کامل کی زیارت کرتے چلیں، تو ہم نے کہا: کہ ٹھیک ہے زیارت کر لیتے ہیں، جب ہم وہاں گئے تو قبلہ پیر صاحب کے کمرے میں دو عدد ٹی وی رکھے ہوئے ہیں اور پیر صاحب فلمیں دیکھنے کے از حد شوقین ہیں، جب پیر صاحب سے پوچھا گیا کہ جناب کہاں سے پڑھے ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا: میں ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہوں، اس کے علاوہ دین نہیں پڑھا۔

اب بتائیں جب ان جیسے جاہلوں کے پاس جا کر مولوی بھی مرید بن جائیں گے تو ان کے دماغ میں خلل تو واقع ہونا ہے۔

ایک اور مولوی صاحب کا حال

ہمارے ساتھ ایک مولوی صاحب پڑھا کرتے تھے، جب وہ دورہ شریف میں پہنچے تو اچانک چھوڑ کر چلے گئے، پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ ایک پیر صاحب کے آستانہ کے جھاڑو کش ہو گئے ہیں، ان پیر صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں، وہ حاضر سروس انسپکٹر تھے اور روزانہ صبح ہی صبح ڈیوٹی پر جاتے تو میں انہیں دیکھا کرتا کہ ان کے ہاتھ میں سگریٹ ہوتا اور پیر صاحب زور زور سے کش لگاتے جا رہے ہوتے تھے اب جب اس طرح کے پڑھے لکھے لوگ جاہل لوگوں کے مدح خواں بن جائیں تو وہ جاہل پیر خود کو علم و معرفت کا امین سمجھنے لگ جائیں گے اور کسی کو بھی خاطر میں نہیں لائیں گے۔

پنجاب کی ہی ایک نامی گرامی خانقاہ پر جانے کا اتفاق ہوا، تو وہاں جو مجاور موجود تھا وہ لوگوں کو بقاعدہ تعلیم دے رہا تھا کہ جلدی جلدی سجدہ کر لو، دوسروں کو بھی موقع دو۔

میں جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے اپنے احباب سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ لوگ اتنے کمینے ہیں کہ فلاں سنی عالم دین وہاں گئے اور انہوں نے ان کو منع کیا تو انہوں نے ان کو پکڑ کر بہت مارا اور کہا کہ یہ کسی اور مذہب کا بندہ ہے جو یہاں آ گیا ہے۔

پیر کا کتا بھی صوفے پر

ہمارے لاہور کے ہی نامی گرامی خطیب اور مفتی ایک جگہ خطاب کے لئے تشریف لے گئے، وہاں ایک پیر کی صدارت میں جلسہ ہونا تھا، جب پہنچے تو عجب منظر تھا کہ پیر صاحب بھی پراڈو پر اور پیر کے کتے بھی پراڈو پر آئے جب مکان پر پہنچے تو اس خطیب صاحب کو گیلری میں چارپائی پر بٹھایا گیا جبکہ پیر اور پیر کے کتوں کو گھر کے اندر صوفے پر بٹھایا گیا۔

فقیر کی نظر میں یہ سارا قصور علماء کرام کا ہی ہے کیونکہ انہوں نے ہر پیر کو سر پر بٹھایا لیکن جب وہی پیر طاقت میں آتے ہیں تو پھر کیا کرتے ہیں وہ سب کے سامنے ہے۔

ابھی علم کی کمی ہے

ایک جگہ میں امامت کرواتا تھا کہ ایک مقتدی مجھے کہنے لگا کہ ہمارے مرشد تشریف لا رہے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ کی ملاقات کروادوں، میں نے کہا ضرور جی۔ صبح کی نماز میں ہی وہ پیر جی آ گئے، نماز کے بعد مجھے کہنے لگے کہ میں آپ کو کوئی خاص علم کی تلقین

کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا ضرور۔ وہ گویا ہوئے کہ اصل خدا تعالی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ تعالی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ۔کے ماتحت ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔ میں پیر صاحب کو سمجھانے لگا تو وہ کہنے لگے کہ اصل میں آپ میں علم کی کمی ہے، اس لئے آپ میری معرفت سے بھرپور گفتگو کو سمجھ نہیں سکے، میں نے وہیں اس پیر صاحب کو کھینچ دیا اور بازو سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔

پیر شریعت کے احکام معاف کرنے والے

فقیر کے چھوٹے بھائی ایک پیر صاحب کے مرید بن گئے، ان سے ملنے کے لئے مجھے بھی ساتھ لے گئے، جب ہم وہاں پہنچے تو ان کے خدام خاص جو تھے وہ نماز نہیں پڑھتے تھے، ہم نے جب ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! آپ نماز نہیں پڑھتے؟ تو وہ کہنے لگے: آپ تو دن میں پانچ پڑھتے ہیں ہم ہمہ وقت یار کی نماز میں مصروف رہتے ہیں، اتنے میں پیر صاحب قبلہ بھی نمودار ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے شہزادے جو زیر تعمیر پیر طریقت اور رہبر شریعت تھے، ہم نے جب ان کو دیکھا تو وہ داڑھی منڈے تھے، پیر صاحب سے جب سوال کیا کہ یہ کیا پڑھ رہے ہیں تو فرمانے لگے کہ یہ ایم بی اے کر رہے ہیں، جب داڑھی کے متعلق سوال کیا تو فرمانے لگے کہ ہم نے خود ہی اجازت دے رکھی ہے کہ آپ جب تک ایم بی اے نہیں کر لیتے تب تک داڑھی نہ رکھو۔ الامان الحفیظ۔

کتے کی تدفین

سنہ (۲۰۱۸ء) ہی کی بات ہے کہ پنجاب میں ایک پیر کا کتا مر گیا، انہوں نے اس کتے کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور اس کی قبرستان میں تدفین کی گئی، اور اس کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

اب غور کریں آپ لوگ جن جاہلوں کو نذرانہ دیتے ہیں وہ کہاں خرچ ہوتا ہے؟

مولانا عون محمد سعیدی حفظہ اللہ تعالی لکھتے ہیں

ایک وہ وقت تھا کہ بایزید و جنید جیسی ہستیاں انجان جگہ پر دفن ہونا پسند کرتے لیکن آج کل پیر صاحبان اپنی زندگی میں دربار بنوا کر اولاد کے لیے کاروبار کا سلسلہ شروع کر کے جاتے ہیں اللہ کے بندو کوئی دین کا کام کرو مدارس بناو جامعات بناو مساجد بناو اگر تم نے ہی اس مبغوض دنیا کو اپنے سینے سے چمٹائے رکھنا ہے تو عام مسلمانوں کے دلوں سے دنیا کی محبت نکال کر اللہ کی محبت کون ڈالے گا؟ ناموس رسالت پر حملے ہو رہے دین کے شعار کو مٹایا جا رہا الحاد اور بے دینی کو پروموٹ کیا جا رہا ایسے وقت میں کیا ہماری ذمہ داری بس اتنی بنتی ہے کہ مہینے بعد گیارہویں کا ختم اور سالانہ اپنے والد صاحب کا عرس کروا دیں پیر صاحب کا دربار دیکھ لیں اور پیر صاحب کا کوٹھی بنگلہ دیکھ لیں اور دونوں کے درمیان الا ماشاءاللہ اگر لوگوں کو دکھانے کے لیے مدرسہ بنا ہی لیا ہے تو اس کی حالت جیل سے کم نہیں جہاں رہنے والے بچوں کو غلام بنا کر رکھا جاتا ان بچوں کے مستقبل کی ان لوگوں کو کوئی فکر نہیں وہ پائلٹ بنیں یا جہاز .. دوسری طرف ان کی اپنی اولادیں شہزادوں کی طرح رہتی ہیں

خدا کی قسم مولوی کو آپ لاکھ برا کہو اس کی لاکھ برائیاں بیان کرو اس کو لاکھ گالیاں دو لیکن آج بھی اس دین کی بقا اس مولوی کے دم قدم سے ہے جو مسجد کی انتظامیہ سے لے کر مسجد کے ایک ایک فرد کی مخالفت اپنے سر لے گا لیکن دین کا کام کرے گا لوگوں سے صدقات لے کر زکوۃ لے کر مدارس جامعات مساجد بنائے گا اور لوگوں کی باتیں سنے گا۔

کسی پیروسجادہ نشین کے لیے دوچار مدارس جامعات بنانا کوی مشکل نہیں وہ پیر جواشارہ کرے تو مرید لاکھوں کی محفل کروادے پیر اشارہ کرے مرید کروڑوں دربار پرلگوادے کیاایساممکن ہے کہ پیر صاحب مدارس وجامعات بنانا شروع کریں اور مرید پیسہ نہ دے ہماری جاہل عوام شیعہ بن رہی ہے اور پڑھی لکھی عوام وہابی دیوبندی بن رہی ہے اور جورہ گے ہیں ان کو پیر صاحب نے سواور ہزار والی پھونکوں پہ لگایاہواہے

مفتی احمدیارخان نعیمی بھی کہتے کہتے چلے گئے کہ

اہل سنت بہر قوالی و عرس — دیوبندی ز تصنیفات و درس

خرچِ سنی بر قبور و خانقاہ — خرچِ نجدی بر علوم و درسگاہ

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ...

مزارات پرکمائی کا دھندہ

مکرمی ! مہنگائی اور خودغرضی کے اس دور میں پریشان حال سفید پوش طبقہ اگر دلی سکون حاصل کرنا چاہتا ہے تو اولیاء کرام کے مزارات پر جاکر ذکر الٰہی میں مشغول ہوکر دلی سکون حاصل کرتا ہے۔ اب محسوس یہ ہوتا ہے کہ مزارات بھی غریب لوگوں کی پہنچ سے دور ہوتے جارہے ہیں کل اہل خانہ کے ہمراہ حضرت علی ہجویری (المعروف داتا صاحب) کے مزار پر حاضری کیلئے گیا۔ جوتی رکھنے کی جگہ پر گیا تو یہ دیکھ کر حیران اور پریشان ہوا کہ جوتی کا جوڑا رکھنے کی اُجرت ۱۰ روپے تھی، حیرانی یہ ہوئی کہ ابھی کچھ ماہ قبل اجرت ۵ روپے تھی۔ اب آپ (وزیر اوقاف) ہی بتائیں کہ ایک غریب جو کہ مزار کے نزدیک رہائش پذیر ہے۔ پانچ وقت نماز پڑھنے کی اُجرت ۵۰ روپے ادا کرے۔ اگر بزرگ آدمی کے ساتھ کوئی بچہ ہوتو قیمت ڈبل ہوگئی۔ ہمارے ارباب اختیار جو کہ لاکھوں کروڑوں روپے اکٹھے کرتے ہیں ان کو فوری اس طرف توجہ دینی چاہئے اور ایک عام نمازی اور حاضری دینے والوں کی یہ پریشانی دور کرنی چاہئے۔

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

مزارات پرجمع ہونے والا چندہ کہاں جاتا ہے؟

یہ ایک خبار کی رپوٹ ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیں

ملتان (سٹی رپورٹر) محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر کنٹرول درباروں پر رکھے کیش بکسوں میں لاکھوں روپے کی کرپشن کا انکشاف ہیڈ آفس میں تعینات افسران نے من پسند افراد کو درباروں پر تعینات کر دیا پنجاب کے تیس سے زائد بڑے درباروں پر ہر ہفتے کیش اوپننگ کی جاتی ہے معمول سے زائد نکلنے والے کیش کو چھپا کر بندر بانٹ کی جاتی ہے سکیل ۲ کی اسامی پر نگران تعینات ہونے کے لئے ماہانہ پچاس ہزار روپے سے ایک لاکھ روپے افسران کو نذرانوں کی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں اوقاف شیڈول کے مطابق ہر ہفتے کھلنے والے کیش بکسوں سے گذشتہ سال کی نسبت ۲۰ فیصد ایکسٹرا کیش نکلنا چاہیے لیکن کبھی بھی درباروں سے ۲۰ فیصد کیش نہیں نکلا بلکہ ۱۰ سے ۱۲ فیصد کیش ریکارڈ میں شامل کیا جاتا ہے محکمہ اوقاف کی جانب سے درباروں پر تین سے پانچ افراد تعینات کئے جاتے ہیں لیکن دربار کا نگران پانچ سے دس افراد کو خود بھرتی کرتا ہے جن کی ڈیوٹیاں درباروں پر آنے والے زائرین کے گلے میں چادر ڈال کر نذرانے کے

پیسے وصول کرنا، چراغ کے تیل کے نام پر پیسے لینا شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے دور دراز سے آنے والے زائرین کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے تفصیل کے مطابق محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر کنٹرول تیس سے زائد بڑے درباروں، دربار حضرت شاہ رکن عالم، دربار حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی، دربار حضرت شاہ شمس، دربار بی بی پاک دامن، دربار حضرت زین العابدین، دربار حضرت سخی سرور، دربار حضرت خواجہ غلام فرید، دربار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، دربار حضرت داتا گنج شکر، دربار حضرت بابا بلھے شاہ، دربار حضرت شاہ جمال، دربار حضرت مادھولعل، پیر جماعت علی شاہ، پیر سید گھسن نوری، دربار حضرت شاہ سلطان، دربار حضرت موسیٰ پاک، سمیت دیگر درگاہیں شامل ہیں بتایا جاتا ہے کہ کئی سماجی تنظیموں و معززین شہر کی جانب سے محکمہ اوقاف پنجاب کے اعلیٰ افسران کو درباروں پر ہونے والی کرپشن اور زائرین کو درپیش مسائل کی جانب سے آگاہ کیا گیا لیکن کبھی بھی کوئی بڑی کاروائی عمل میں نہیں آئی ہے وقتی طور پر نگرانوں کو ایک دربار سے دوسرے دربار پر تبادلہ تو کر دیا جاتا ہے لیکن کرپشن کے سلسلے اسی طرح جاری رہتے۔

(۲۶ اپریل ۲۰۱۸)

لگا ہے جھوٹ کا بازار آؤ سچ بولیں
نہ ہوں بلا سے خریدار آؤ سچ بولیں

حضرت غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

یہ صحیح ہے کہ اکثر مقامات پر بزرگوں کے عرس اسلاف کرام کے طریقوں پر ہوتے ہیں لیکن بے شمار مجالسِ عرس ایسی بھی ہیں جن میں فحاشی کے عبرتناک مناظر علی الاعلان دیکھے جاتے ہیں۔ میلوں کی صورت میں بے شمار لغویات پائی جاتی ہیں اور ان کی سرپرستی مزاروں کے سجادہ نشین کرتے ہیں۔ اشد ضرورت ہے کہ اولیاے کرام کے مقدس مزاروں اور پاکیزہ خانقاہوں کو اپنی تنظیمی طاقت کے ذریعے ہر قسم کی برائی سے پاک کیا جائے۔

(مقالات کاظمی جلد چہارم ص ۴۱۶)

مولانا کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو انتقال کیے ہوئے ۳۲ سال ہو چکے ہیں مگر افسوس کہ یہ مرض بدستور قائم ہے جس کی نشاندھی مولانا نے کی تھی۔

شرائطِ مرشد

مولانا عون محمد سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں

کسی جامع شرائط مرشد کی بیعت بھی ایک مستحب اور بابرکت کام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل کی چار شرائط ارشاد فرمائی ہیں ان کے بغیر اس کا بیعت لینا جائز نہیں۔

صحیح العقیدہ مسلمان ہو یعنی اہل سنت والجماعت سے وابستہ ہو، بدعقیدہ اور بدمذہب نہ ہو۔

عقائد کے دلائل اور تمام احکام شرعیہ کا عالم ہو حتی کہ ہر پیش آمدہ مسئلہ کا حل بیان کر سکتا ہو (یعنی مفتی ہو)۔

علم کے مطابق عمل کرتا ہو۔ فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات پر دائمی عمل پیرا ہو اور تمام محرمات و مکروہات سے بچتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اس کی نسبت متصل ہو، یعنی اس کے مشائخ کا سلسلہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو۔ ہمارے زمانے میں بعض بے علم لوگ وعظ وتبلیغ کرتے ہیں اور جب کچھ حلقہ بن جاتا ہے تو لوگوں سے بیعت لینا بھی شروع کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی بے علمی کا عیب چھپانے کے لئے علماء کی تنقیص کرتے ہیں، ان کو منافق اور بے عمل کہتے ہیں۔ ساتھ ہی خود کو اہل اللہ کا محب کہتے ہوئے اولیاء اللہ کی صف میں شمار کروانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ سادہ لوح عوام علماء کو چھوڑ کر ایسے بے علم واعظین اور بے عمل مرشدین کے حلقہ ارادت میں کثرت کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ ہم اس جہالت اور تعصب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(فتاویٰ افریقہ، ص: ۱۴۶۔۱۴۷، ملخصا، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

مذکورہ شرائط کو سامنے رکھتے ہوئے اگر موجودہ پاکستانی معاشرہ پر نظر ڈالیں تو ہمیں ہر طرف ایسے کاروباری پیروں کی فوج ظفر موج نظر آئے گی جن میں مذکورہ شرائط کا دور دور تک پتہ نہیں ہوگا۔ کسی کا عقیدہ خراب ہے تو کسی کا سلسلہ غیر متصل۔۔۔ کوئی پابند سنت نہیں ہے تو کوئی اعلانیہ فاسق و فاجر۔۔۔ علم کی شرط ملاحظہ کریں تو اس پر پورے ملک میں معدودے چند پیر صاحبان ہی بمشکل پورے اترتے نظر آئیں گے۔ جعلی پیروں کا بہت بڑا لشکر نہ صرف یہ کہ قرآن و حدیث اور فقہ وکلام سے بے خبر ہے بلکہ وہ علم اور علماء کا سخت دشمن بھی ہے۔ کیونکہ جس طرح سرمایہ دار، جاگیردار اور سیاستدان کی خیر اسی میں ہے کہ قوم جاہل مطلق رہے اسی طرح جھوٹے پیروں کی شان وشوکت کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے کہ قوم علم وعمل سے بے گانہ رہے۔ کیونکہ ان پڑھ لوگ ان کو جس طرح چومتے چاٹتے ہیں اس طرح پڑھے لکھے لوگ نہیں کرتے۔ کسی بھی پیر کے ملاقاتیوں کو ملاحظہ کر لیجئے آپ کو ان پڑھ اور پڑھے لکھے لوگوں کے اندر ملاقات میں نمایاں فرق نظر آئے گا۔

انتہائی افسوس ناک امر یہ ہے کہ اس طرح کے تمام جعلی، بناوٹی اور کاروباری پیر اپنے آپ کو مسلک حق اہل سنت و جماعت سے منسوب کر کے اس کی بدنامی اور رسوائی کا سبب بنتے ہیں۔ نیز وہ علماء سے یہ توقع بھی رکھتے ہیں کہ وہ ان کی نام نہاد بزرگی پر مہر تصدیق ثبت کریں۔ یہ ننگِ ملت، ننگ دین، ننگ وطن لوگ ایسے زہریلے ہیں کہ انہوں نے اپنی شہوت کاریوں سے مسلک حق کو ادھ موا کر کے رکھ دیا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ نامور بزرگوں کی گدیوں سے منسوب ہیں۔ عمل صالح اور شریعت کی پابندی تو کجا وہ کرپٹ لوگوں کی سرپرستی کرتے ہیں رسہ گیروں سے ان کی دوستیاں ہیں۔ الیکشن میں مسلک کے نام کو استعمال کرتے ہوئے یہ لوگ ممبر اسمبلی بنتے ہیں اور پھر سیکولر جماعتوں کے ساتھ مل کر انہی کے ایجنڈے کو فروغ دینے کا باعث بنتے ہیں۔ اس تمام خرابی کی بنیاد درحقیقت ان کاروباری مولویوں نے فراہم کی ہے جو انہیں (معمولی خدمت کے عوض) لوگوں کے سامنے غوث زماں، قطب عالم، شہنشاہ ولایت وغیرہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔

ان حضرات کی سیرت و کردار کو قریب سے دیکھیں تو ان کے فرعونی لہجے، شیطانی عادات واطوار، یزیدی رسوم ورواج۔۔۔ غنڈوں اور بدمعاشوں کی سرپرستی، چوروں اور ڈاکوؤں کی پشت پناہی۔۔۔ باطل اعمال اور عقیدے، اعراس کے نام پر اسلام کش میلے ٹھیلے۔۔۔ کتوں اور ریچھوں کے مقابلے، قبروں اور مزاروں کی تجارت۔۔۔ صالحین کی تعلیمات پر عمل کی بجائے تعمیرات سے ولایت کی پیمائش۔۔۔ علماء کے خلاف سینوں میں بھڑکتی آگ، جہالت ورعونت میں اپنی مثال آپ۔۔۔ دین وشریعت کی بات پر منہ سے نکلتے انگارے۔۔۔ نماز روزے کا وقت آنے پر مرض اسہال، زکوۃ و جہاد کا نام سنتے ہی پیٹ میں درد قولنج۔۔۔ غیر محرم عورتوں کو بے پردہ مرید

کرنا اوران سے ٹانگیں دبوانا۔۔۔یہ ہیں وہ کالے کرتوت جوان پیروں کے نامہ اعمال میں درج ہیں۔

اگر آپ ان کے کفریہ وشرکیہ اور مبالغہ آمیز اشعار پر مصنوعی طور پر بدمست ہو کر جھومنے اور ناچنے والے جاہل مریدوں کو دیکھیں تو گویا انہیں ذبح کیا جارہا ہے۔۔۔ان کے تعویذوں اور وظیفوں کو دیکھیں تو شیاطین سے استغاثہ پر مبنی جادوٹونے کے پلندے معلوم ہوں۔۔۔ان کی مقدس مسندوں کو دیکھیں تو ان پر کسی نیک سے نیک آدمی کا بیٹھ جانا یا صرف پاؤں لگ جانا بھی اعلیٰ درجے کی گستاخی شمار ہو۔

پھر پیران عظام کی ان گدیوں میں بھی مال و جائیداد کی طرح وراثت چل نکلی ہے (کیونکہ یہ بھی اب ایک منافع بخش کاروبار بن چکا ہے) باپ کی گدی پر اولاد ہی بیٹھے گی خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔کسی مرید کی کیا مجال کہ وہ پیر مغاں کی سجادگی کا حقدار ٹھہرے خواہ وہ کیسا ہی رازی وغزالی کیوں نہ ہو اور یہی نااہلی اور وراثت سب سے بڑا سبب ہیں خانقاہی نظام کی تباہی کا۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ تقریباً ایسے تمام پیر صاحبان کا ذاتی طور پر قرآن و حدیث اور فقہ وکلام کی تعلیم وتعلم اور درس وتدریس سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔پورے ملک میں شاید ہی کوئی جاگیردار اور کھاتا پیتا پیر آپ کو ایسا نظر آئے جس کی اولاد کسی دینی مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہی ہو،وہ تو آپ کو ملکی وغیر ملکی مہنگے ترین سکولوں،کالجوں میں طبقہ امراء کے ساتھ کھیلتی کودتی نظر آئے گی اور علم دین سے کوری ہونے کے باوجود مسند پر بھی وہی بیٹھے گی۔

تقریباً ہر پیر یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کے مریدوں کی تعداد روزافزوں ہو،دوسرے پیروں کے مرید بھی فیضیاب ہونے کے لئے کسی نہ کسی طرح اس کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہو جائیں اور اس خواہش نفس کو پورا کرنے کے لئے طرح طرح کے تشہیری وترغیبی ہتھکنڈے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔اگر کسی پیر کے مرید کم ہوں تو وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور زیادہ ہوں تو احساس برتری کا شکار رہتا ہے۔

کئی نام نہاد پیر دینی مدارس بنانے اور تبلیغ وبیان کے خلاف ہوتے ہیں اور اس کی مضحکہ خیز دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ نہیں ہے۔مجھے میرے ایک نہایت معتبر صاحب علم وعمل دوست جو خود اہلِ طریقت میں سے ہیں نے اپنا ذاتی واقعہ بتایا کہ

میں سرگودھا کے ایک پیر صاحب کی تیمارداری کرنے گیا تو ان کے ہاں بچوں کو سارا وقت کھیلتے کودتے اور شرارتیں کرتے دیکھ کر پیر صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ کے ہاں مسجد میں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دلوانے کا کوئی انتظام نہیں ہے؟فرمانے لگے: ایک مولوی کو بچے پڑھانے کے لئے رکھا تھا مگر وہ ہمیں ہی تلقین کرتا رہتا تھا کہ مسجد میں آ کے نماز پڑھیں اب بتائیں کیا ہم اپنی مصروفیات اور مریدین کی بھلائی اور امور کے کاموں کو چھوڑ کر مسجد میں نماز پڑھنے کس طرح جا سکتے تھے۔لہذا اس کے بار بار ہمیں ہی نماز کی تلقین کرنے کی وجہ سے اسے فارغ کر دیا گیا۔

کئی پیر اپنی شان میں قصیدے لکھواتے ہیں اور کتابیں شائع کرواتے ہیں۔کئی پیر اشتہاروں اور بینروں پر صرف اپنا نام لکھنے کا حکم جاری کرتے ہیں کسی دوسری شخصیت کا نام ان کے لئے سوہان روح ہوتا ہے۔کسی پیر کا مرید اگر زیادہ مشہور ہونے لگ جائے تو اسے فوراً

حلقہ ارادت سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔ تقریباً ہر پیر دوسرے پیر کی شان گھٹانے کے لئے صراحتاً نہ سہی اشارتاً و کنایۃً ضرور تنقیص کرتا ہے۔ اپنے آپ کو کامل سمجھتا ہے اور دوسرے کو ناقص۔ جاہل پیر، عالم پیر کے متعلق یوں کہتا ہے کہ وہ تو علماء میں سے ہے، طریقت کا بادشاہ تو میں ہوں۔

ان جاہل پیروں کی اہل علم سے بھی بظاہر خاصی دوستی ہوتی ہے۔ انہیں شوق ہوتا ہے کہ علماء ان کے مرید تو ضرور بنیں مگر ہر بات میں آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے چلتے رہیں، کسی مسئلہ میں اختلاف کی ان کے ہاں کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ ایسے پیروں کا اکثر یہ مقولہ ہوتا ہے کہ علم اپنے گھر میں رکھ کے آؤ تو پھر کچھ پاؤ گے اور اس بات کے لئے وہ واقعہ خضر و موسیٰ علیہما السلام کا سہارا لیتے ہیں۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

اپنی تعریفیں سن سن کر پیر صاحب کا نفس اتنا متکبر ہو چکا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کی اصلاح کے لئے ہلکا سا اشارہ بھی کر دے تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ اگر پیر صاحب کی کسی محفل میں کوئی بیرونی عالم بھی مدعو ہو اور وہ صرف اللہ و رسول کی تعریف کر کے چلا جائے تو پیر صاحب آئندہ کے لئے اس کو نہ بلانے کا عندیہ دے دیتے ہیں۔

بعض پیروں کے ہاں شریعت و طریقت کی باقاعدہ جنگ کروائی جاتی ہے اور بالآخر طریقت کا پہلوان شریعت کے پہلوان کو چاروں شانے چت گرا دیتا ہے اور اس کی فتح کا نعرہ لگا دیا جاتا ہے۔ کئی جاہل پیر اپنے مریدوں کو یوں درس دیتے ہیں کہ ہمارے پاس باطنی علم ہے اور علماء کے پاس ظاہری علم، رس ہم نے پی لیا ہے پھوک مولویوں (علماء) کے آگے ڈال دی ہے، گریاں ہم نے کھا لی ہیں چھلکے مولویوں (علماء) کے سامنے پھینک دیئے ہیں۔ حال ہی میں ایک مقام پر کچھ پیروں کے زیر سرپرستی لاکھوں روپے لگا کر محفل نعت و قوالی منعقد ہوئی جس کے پنڈال کے مین گیٹ پر یہ ہدایت لکھی ہوئی تھی مولویوں کا داخلہ ممنوع ہے اس محفل میں جو ایمان سوز اور دل دوز قسم کی ہڑبونگ مچائی گئی اس پر (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) ہی کہا جا سکتا ہے۔

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں: اگر ان جاہل پیروں کو علماء کے مرتبے کا پتہ چل جاتا تو یہ اپنے آپ کو ان کے سامنے گونگا اور اندھا سمجھتے

(تلبیس ابلیس: ۲۴)

بعض پیر بتیاں بند کروا کے عورتوں اور مردوں کے مخلوط مراقبے کرواتے ہیں۔ کئی پیر رمضان کے مقدس مہینہ میں مردوں اور عورتوں کو آمنے سامنے بٹھا کر افطاریاں کرواتے ہیں۔ پھر ان پیروں کی زیر نگرانی صالحین کے مزارات پر جو اودھم مچائے جاتے ہیں اور جو جرائم وہاں پنپتے ہیں کبھی جا کر ان کی بھی خبر لیجئے۔ بہت سے نفع بخش مزارات محکمۂ اوقاف کے قبضہ میں ہیں۔ وہاں کے گلوں میں عوام الناس جو لاکھوں روپے ڈال جاتے ہیں ان کا مصرف عام طور پر کیا ہوتا ہے یہ کسی باخبر سے پوچھ لیجئے۔ علماء کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو ان کی دولت کے حقیقی مصرف سے آگاہ کریں۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

یہ پیر، مسلک کی تنظیمی ترقی، تعلیمی و تدریسی خدمت اور اجتماعیت کے لئے بھی سنگ گراں ثابت ہوتے ہیں نہ خود کام کرتے ہیں نہ

کسی دوسرے کو کرنے دیتے ہیں۔ بہت سے پیر اپنے مریدوں کو کسی بھی فعال تنظیم سے وابستہ نہیں ہونے دیتے۔ ہاں اگر پیر نے اپنی کوئی تنظیم بنا رکھی ہے تو اس کو چلانا سب مریدوں کے لئے فرض عین ہوتا ہے۔

گر ہمیں خانقاہ وہمیں پیران　　　　کار مریدان تمام خواہد شد

ان سب حالات کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ ہر جگہ جاہل مریدوں کا ایک بہت بڑا گروہ ان جعلی پیروں کے پیچھے بڑے ادب کے ساتھ ہاتھ باندھے نظر آئے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وظیفہ خور علماء جب بھی تقریر کرتے ہیں تو (اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِم وَلاَ ھُم یَحْزَنُون) پڑھ پڑھ کر پیر کی طرف اشارے کرتے ہیں۔ کاروباری نعت خوان حمد ونعت پڑھ پڑھ کر پیر کی جانب اشارے کرتا ہے اور اس طرح جہلاء کو پیر کا بے دام غلام بن جانے کی جذباتی ترغیب ملتی ہے۔ ویسے آج کل کاروباری علماء کا کاروبار خاصا مندا جا رہا ہے کیونکہ اب اس کی سیٹ کاروباری نعت خواں نے سنبھال لی ہے۔ اس لئے پیروں کو اپنا کاروبار چمکانے کے لئے اب مولویوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔

تربیت کے عجیب کرشمے

ان پیروں کے ذریعے مریدوں کی جس طرح تربیت ہو رہی ہے وہ بھی انتہائی اذیت ناک ہے، چند ایک تربیتی مناظر ملاحظہ ہوں پیر صاحب جونہی اپنے دولت خانہ کی دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہیں تو دروازے پر نظریں گاڑے مریدین پر گویا نزع کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ہاؤ ہو کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، کوئی شوں شوں کی آواز نکالتا ہے کوئی تالیاں بجاتا ہے، کوئی درود وسلام پڑھتا ہے، کوئی نعرے لگاتا ہے کوئی جوتے اتارتا ہے۔ کوئی کچھ کرتا ہے اور کوئی کچھ کرتا ہے۔ اب ملاقات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، پیر صاحب مریدوں کے جراثیم سے بچنے کے لئے ہاتھوں پہ دستانے چڑھا لیتے ہیں، کوئی مرید قدموں میں گرا ہوا ہے، کسی نے گھٹنے تھام رکھے ہیں، کوئی کندھوں کو بوسے دے رہا ہے، کوئی پشت سے چمٹا ہوا ہے، کوئی ہاتھ چومنے کے چکر میں ہے۔ غرضیکہ ایک ہنگامہ برپا ہے اور دھکم پیل ہو رہی ہے۔ (حالانکہ ایک مسلمان کو نماز کے لئے بھی دھکم پیل اور بھاگ دوڑ کی اجازت نہیں ہے) جبکہ پیر صاحب نے بڑی شان بے نیازی سے ہاتھ آگے کیا ہوا ہے کسی کو ایک ہاتھ ملاتے ہیں تو کسی کے لئے سر ہلاتے ہیں، کسی کو ایک انگلی تھماتے ہیں تو کسی کو دو انگلیاں۔ پیر صاحب کی آمد ورفت پر بار بار کی اٹھک بیٹھک ہوتی ہے۔ ہاتھ جوڑ جوڑ کر بات کی جاتی ہے جان کی امان طلب کی جاتی ہے۔ کوئی حالت قیام میں ہے تو کوئی حالت رکوع میں، کوئی سجدہ کر رہا ہے تو کوئی التحیات میں بیٹھا ہوا ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ نے پیر صاحب کے ہاتھ چومنے میں ذرا سی کوتاہی کر لی تو بس! پیر صاحب کا غیظ وغضب دیکھنے والا ہوتا ہے، آنکھیں شعلہ بار ہو جاتی ہیں اور جسم تھر تھرانے لگتا ہے۔ آپ ایک نظر کی جنبش میں مریدین سے مرتدین کی صف میں شامل کر لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ نے کسی مجبوری کے تحت نذرانہ کی ادائیگی میں کچھ پس وپیش کی ہے تو آپ ہمیشہ کے لئے پیر صاحب کی نظروں میں کھٹک جاتے ہیں، توجہات وتصرفات سے محرومی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، زمین وآسمان کی تمام آفات وبلیات آپ کے گھر کا مقدر ٹھہرتی ہیں۔ ایسے مرید کے گھر میں قدم رکھنا گویا پیر صاحب کے لئے جہنم میں جانے کے برابر ہوتا ہے۔

پیر صاحب کی اولاد کے لئے شاہانہ القاب اور مریدوں کے لئے انسانیت سے بھی گرے ہوئے القاب استعمال کئے جاتے ہیں۔

کئی پیروں سے اتنا استغاثہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی اتنا نہیں کیا جاتا۔ کئی پیر بڑے تجسس پھیلانے والے (Suspense creative) ہوتے ہیں۔ ہمیشہ نظریں جھکا کے رکھتے ہیں۔ جاہل مرید اپنے پیر کی صرف ایک نظر کرم کے لئے تڑپتے پھڑکتے رہتے ہیں مگر پیر بھی ایسا پکا ہوتا ہے کہ لمحہ بھر کے لئے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ اگر کوئی مرید اپنے پیر کے بغیر کعبۃ اللہ کا طواف کر لے تو پیر صاحب اس بات کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر قیاس کر کے اس سے ہمیشہ کے لئے ناراض ہو جاتے ہیں۔

ہر پیر کے مریدوں کی علیحدہ شناخت ہوتی ہے۔ خاص رنگ کی ٹوپی اور خاص قسم کی سلائی، خاص رنگ کی پگڑی اور خاص قسم کی بندش۔ یہ بات شاید کوئی ایسی قابل اعتراض نہ ہوتی مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ علیحدہ علیحدہ شناختوں والے مرید جب ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو یوں گھور کے دیکھتے ہیں جیسے ابھی کچا چبا جائیں گے۔ کچھ عرصہ پہلے سلسلہ ہائے بیعت الفتوں اور چاہتوں کا سبب ہوتے تھے مگر اب نفرتوں اور عداوتوں کا باعث ہیں۔ قرآن کے غلاف کو وہ عظمت حاصل نہیں ہوتی جو پیر صاحب کی چادر کو حاصل ہوتی ہے۔ کتاب اللہ کی گرد تو جھاڑ دی جاتی ہے مگر پیر صاحب کی مٹی کو غازہ بنایا جاتا ہے۔ مسجد کی صفائی سے برکت حاصل کرنے کے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا مگر پیر صاحب کی گاڑی کو عماموں کے ساتھ صاف کیا جاتا ہے اور چادریں لگا لگا کر حجر اسود کی طرح بوسے دیئے جاتے ہیں۔ کئی پیروں کا لعاب دہن بطور تبرک استعمال کیا جاتا ہے اور کئی پیروں کے ہاتھوں کا ماء مستعمل نوش جان کیا جاتا ہے۔

مرید کی انواع واقسام

جیسا منہ ویسی چپیڑ کے مصداق آج کل کے مرید بھی انواع واقسام کے ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ مرید ہوتے وقت ایسے پیر کا انتخاب کرتے ہیں جس کے تعلقات وسیع تر ہوں اور وہ بازار سیاست میں بڑے اثر ورسوخ کا مالک ہو۔ بعض لوگ صرف ایک پیر پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ حسب ضرورت موقع بہ موقع پیر بدلتے رہتے ہیں۔ بعض مرید اپنی گدی کے اسی پیر سے زیادہ تعلقات بنا کے رکھتے ہیں جس سے وقتاً فوقتاً اپنے مفادات حاصل کئے جا سکیں۔ بعض مرید ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا مقصد حیات اپنے پیر کی نظر میں دوسرے پیر بھائیوں کی حیثیت کو گرانا اور اپنی حیثیت کو بڑھانا ہوتا ہے اور اس کے لئے شکایات کی ایک بہت بڑی پوٹلی ہر وقت ان کے ساتھ رہتی ہے۔

بعض مرید جب چہرے پہ داڑھی اور سر پہ پگڑی سجا لیتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو مفتی اعظم سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، اب ان کے نزدیک بڑے بڑے شیوخ الحدیث والتفسیر بھی کسی شمار میں نہیں ہوتے۔ آسمان کے نیچے بس ایک وہ ہوتے ہیں اور دوسرا ان کا پیر۔ چونکہ آج کل بعض پیروں نے خلافت کی منڈی بھی لگا رکھی ہے لہذا بہت سے بندگان نفس ایسے ہی پیروں کو ترجیح دیتے ہیں اور چند روز میں خلافت حاصل کر کے سارے غوثوں قطبوں کے سردار بن جاتے ہیں۔ پیران باصفا کی تربیت اور کاروباری مولویوں کے نصیحت کی بناء پر سب مریدوں کے نزدیک ان کے پیر کی بات حرف آخر اور پتھر پہ لکیر ہوتی ہے بلکہ پیر کا ایک اشارہ بھی وحی جتنی طاقت رکھتا ہے لہذا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی پیر صاحب کے اقوال زریں کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھنے کی جرات نہیں کر سکتا، ورنہ وہ بڑا بے ادب، جھوٹا اور گستاخ کہلائے گا۔

کچھ مرید اپنے پیر کا مرید ہونے کو حافظ وقاری ہونے سے بھی زیادہ باعث فضیلت سمجھتے ہیں اور اس طرح کلام اللہ کی توہین کے

مرتب ہوتے ہیں۔ کچھ مرید جو احکام شریعت کے قریب بھی نہیں پھٹکتے وہ پیر صاحب کی خدمت میں آئے روز کی حاضریاں لگوا کر جنت کی بکنگ کرواتے ہیں۔ تقریباً ہر پیر کا مرید دوسرے پیر کی خرابیاں اور اپنے پیر کی خوبیاں بیان کر کے اس کا مرید ہو جانے کا درس دیتا پھرتا ہے۔ اپنے پیر کی نسبت کو ہر کسی کے نام کے ساتھ لگاتے پھرنا گویا بہت بڑی نیکی اور خدمت دین سمجھا جاتا ہے۔ اگر ایک پیر کا مرید کسی دوسرے پیر کی تعریف کر دے تو اسے فوراً راندہ درگاہ قرار دے دیا جاتا ہے۔

پیروں کی جائیدادیں اور تعلقات

سینکڑوں ہزاروں مربع زمینیں، وسیع وعریض کاروبار، کروڑوں اربوں کے بینک بیلنس، مہنگی ترین گاڑیاں، مہنگے ترین علاقوں میں محلات اور کوٹھیاں، فائیوسٹارز ہوٹلوں کے کھانے اور رہائشیں شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ، سیاست کی آنیاں جانیاں، اعلیٰ سطح کے حکومتی وغیر حکومتی تعلقات، امیر ترین خانوادوں اور خاندانوں میں رشتے، ایسی سہولیات تعیشات کہ بڑے بڑے وزیر بھی دیکھ کر رشک سے مر جائیں۔ کسی بھی حکومت کو ان سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

ہر آنے والی نئی حکومت سراً وعلانیۃً ان کی آشیر باد حاصل کرتی ہے۔ انہیں مختلف عہدوں سے نوازا جاتا ہے، وزارتیں پیش کی جاتی ہیں، کانفرنسوں میں مہمان خصوصی بنایا جاتا ہے، غیر ملکی دورے کروائے جاتے ہیں، بیش بہا تحائف دیئے جاتے ہیں، بوقت ضرورت خزانوں کے منہ ان کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی زبان پر یہی وظیفہ ہوتا ہے، نرخ بالا کن ارزانی ہنوز، ان کا پیٹ یہی صدائیں دیتا ہے شکم فقیراں تغار خدا ہر چہ آید فنا در فنا۔ ان کا شکم سمندر سے بھی زیادہ گہرا دل پکار پکار کر یہی کہتا ہے

هل من مزيد، هل من مزيد.

صاحب بہار شریعت مولانا امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنا لیا ہے، سالانہ مریدوں میں دورے کرتے ہیں اور طرح طرح سے رقمیں بٹورتے ہیں جن کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ بہت سے پیر ایسے بھی ہیں جو اس کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں یہ (سب) ناجائز ہے۔

(بہار شریعت، (۲:۲۰۷)، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)۔

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ بعض پیر کمانے کی طاقت رکھتے ہیں مگر وہ سارا دن اپنے آستانوں پر لوگوں سے خیرات وصول کرتے رہتے ہیں۔ ان کا دھیان ہر وقت اس طرف لگا رہتا ہے کہ کوئی عقیدت مند آئے گا اور نذرانہ پیش کرے گا۔ حالانکہ شریعت کا واضح مسئلہ ہے کہ غنی اور قوی شخص کے لئے خیرات لینا جائز نہیں (کہ یہ بھیک ہے)

(تلبیس ابلیس: ۳۳۱)، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

بہر حال پیری مریدی ایک خالصتاً نفع بخش کاروبار اور بہترین ذریعہ روزگار ہے۔ اس میں خسارے کا سودا بالکل نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص پیر بن کے بیٹھ جائے اس کی جھگی کا خرچہ بغیر کسی محنت کے بیٹھے بٹھائے چلتا رہتا ہے بلکہ مزید آسامیاں پھنسانے کے لئے لنگر کے پیسے بھی وافر مقدار میں ملتے رہتے ہیں۔ اسی لئے اقبال نے کہا تھا:

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا

پیر بننے کے چند نسخے

یقیناً آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اتنا منافع بخش کاروبار یقیناً بڑی محنتوں اور مشقتوں کے بعد ہی چلتا ہوگا، نجانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہوں گے اور کہاں کہاں کی خاک چھاننی پڑتی ہوگی۔ حالانکہ پیر بننا اس دنیا کا آسان ترین کام ہے۔ اگر آپ کسی پیر خاندان یا سید خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر تو آپ بنے بنائے سکہ بند پیر ہیں۔ پیری مریدی آپ کا خاندانی اور موروثی حق ہے، جسے کوئی مائی کا لعل بھی آپ سے چھین نہیں سکتا، ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے۔

اگر ایسا نہیں اور آپ تھوڑا بہت لکھنا پڑھنا جانتے ہیں تو پھر بازار سے عامل بنانے والی تعویذات کی کوئی کتاب خرید لیں اور دم درود جھاڑ پھونک کا سلسلہ شروع کر دیں۔ آپ کا یہ کاروبار برق رفتاری سے ترقی کرے گا، راتوں رات آپ کا نام پیرانِ عظام کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا اور چند ہی دنوں بعد جہلاء کرام آپ کی دست بوسی کے لئے ایک دوسرے کو دھکے دے رہے ہوں گے۔

اگر یہ بھی نہیں تو کوئی ایسا شیخ طریقت ڈھونڈ لیجئے جو پانچ سات سبقوں کے بعد آپ کو خلافت دے ڈالے تب بھی آپ وہ القاب و مراتب حاصل کر لیں گے جن کا بڑے بڑے علماء کرام بھی تصور نہیں کر سکتے۔ پیر بن جانے کے بعد زندگی کے وارے نیارے تو پکے ہیں، مرنے کے بعد بھی قل خوانی، چہلم، عرس، مزار، خانقاہ اور اولاد کی سرپرستی وغیرہ کے متعلق فکر مند ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، سب کچھ خود بخود (Automatically) ہوتا چلا جائے گا۔ نماز وغیرہ پڑھنے کی ضرورت تو بالکل نہیں، کوئی پوچھے تو کہہ دیجئے کہ مدینے میں پڑھتے ہیں۔ یہ جواب بھی ابتدائی ایام کے لئے ہے جو بعد میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ نماز وغیرہ تو مبتدی لوگوں کے لئے ہوتی ہے، ہم جیسے منتہی لوگوں کو اس کی کیا ضرورت؟

پرہیز علاج سے بہتر ہے

ہم نے آپ کو نسخہ تو بتا دیا مگر پرہیز نہیں بتا سکے۔ یاد رکھیے علم دین سے پرہیز بے حد ضروری ہے۔ بارہ بارہ سال محنت کرنی پڑتی ہے، دن رات ایک کرنے پڑتے ہیں، اساتذہ کی جھڑکیاں سہنی پڑتی ہیں، مدرسہ کے قوانین اور نظم و ضبط کا خیال رکھنا پڑتا ہے، کھانا پینا حسب خواہش نہیں ملتا، جیب خرچ کی کمی ہوتی ہے اور امتحانات سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ پھر جب بندہ عالم بن جاتا ہے تو در در کی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں۔ مساجد میں مقتدیوں کی خوشامد، مدارس میں مہتممین کے نخرے، تقریروں میں عوامی جذبات کا خیال، خانقاہوں میں پیروں کی تعریفیں، بازاروں میں لوگوں کے طعنے، آمدنی بھی کم، عزت بھی تھوڑی وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر کبھی آپ کو حق گوئی و بے باکی کا شوق چڑھ گیا تو مسجد بھی گئی، مدرسہ بھی گیا، تقریریں بھی بند، پیروں کی بددعائیں بھی ساتھ، مریدوں کے ہتھے چڑھ گئے تو مالش بھی خوب، دوسرے مسلک والے تو ویسے ہی آپ کے مخالف ہیں اپنے مسلک والے بھی جوتے ماریں گے۔ کسی دانشور نے کہا تھا دوستوں سے تم مجھے بچا لو دشمنوں سے میں خود نمٹ لوں گا۔

اگر آپ درس و تدریس سے وابستہ ہیں تو جن شاگردوں کو آپ دس دس سال پڑھائیں گے اگر وہ کسی کے مرید ہو گئے تو آپ سے حاصل کی ہوئی ساری تعلیم کے متعلق برملا کہتے پھریں گے کہ یہ سب کچھ میرے پیر کے جوتوں کا صدقہ ہے۔ آپ کے پاس بھول کر بھی نہیں آئیں گے مگر پیر کے در پر آئے روز کی حاضریاں لگوائیں گے۔ آپ کی دعا میں کوئی اثر نہ پائیں گے مگر پیر کی دعا ایک دم اکسیر ہو

گی۔ نذرانے پیش کریں گے تو پیر کی خدمت میں، آپ سے الٹا کچھ کھا پی کے جائیں گے۔ دعوت کریں گے تو آپ کو مفت بلانا بھی پسند نہیں کریں گے مگر پیر کو سپیشل پروٹوکول کے ساتھ بلائیں گے۔ اگر آپ اور پیر صاحب بھی اکٹھے ہو گئے تو پہلے پیر کے قدموں کو چومیں گے پھر آپ سے ہاتھ ملائیں گے۔ جس پیر نے ساری عمر سوائے حاضریوں کے کچھ نہیں دیا اور ہزاروں روپے سمیٹتا رہا ہے اس کو بہترین نشست پہ بٹھائیں گے اور آپ جو کہ ساری عمر مغز ماری کرتے رہے ہیں اور تعلیم و تربیت کے مراحل سے گزار کر ایک مقام پہ لا کھڑا کیا ان کو پیر صاحب کے قدموں میں بٹھائیں گے۔ سٹیج پر پیر صاحب کے لئے خاص انتظام کیا جائے گا اور آپ کو صرف بیٹھنے کی جگہ مل جائے تو بھی غنیمت ہے۔ پیر کا کتا کہلانے میں بھی فخر محسوس کریں گے اور آپ کا شاگرد کہلانے میں بھی عار محسوس کریں گی۔ یہ سب تو وفادار شاگرد کی پھرتیاں تھیں اور اگر خدانخواستہ آپ کا شاگرد غدار نکلا تو پھر؟؟؟ لہذا عافیت اسی میں ہے کہ پیری مریدی کا پیشہ اختیار کریں اپنوں غیروں سب کی آنکھوں کا تارا بن جائیں گے۔ بڑے بڑے وزیر و مشیر اور دولت مند آپ کے قدموں میں بیٹھیں گے۔

لمحہ فکریہ

آج جو کچھ ان نام نہاد کاروباری پیروں اور نعت خوانوں کے پاس ہے سارا کا سارا سادہ لوح عوام اہل سنت کا ہے۔ یہ سب کچھ ان لوگوں کے ذاتی استعمال میں ہے، دین کو اس کا ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں ہے۔ جو کچھ انہیں دیا گیا تھا وہ عقائدِ صحیحہ کے فروغ، دین کی سربلندی اور علم و عمل کی ترقی کی نیت سے دیا گیا تھا مگر اب جبکہ یہ آشکارا ہو چکا ہے کہ یہ لوگ دین کی خدمت کی بجائے شکم پروری کا کام کر رہے ہیں تو پھر علماء حق کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان مقدس کاروباریوں کا مکمل احتساب کریں۔ یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں کی عزت، عظمت، مال و دولت سب کچھ علماء کرام کی وجہ سے ہے۔ آج بھی اگر علماء کرام ان کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں اور عوام کو حقائق سے آگاہ کرنا شروع کر دیں تو ان کاروباریوں کے تمام پلازے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی طرح دھڑام سے زمین پر آ گریں گے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ مسلکِ اہل سنت و جماعت علم اور عمل کا نام ہے ان کاروباریوں کا تقدس برقرار رکھنے کا نام نہیں ہے۔ یہ تو وہی لوگ ہیں جن کے کالے کرتوتوں کی وجہ سے بد باطن اور بد عقیدہ لوگوں کو مسلک حق پر کیچڑ اچھالنے کا موقع مل رہا ہے۔

بت ہم کو کہیں کافر اللہ کی مرضی ہے

ان لوگوں کی منظم سازش کے نتیجے میں اب لوگوں کا علماء حق سے بھی اعتماد اٹھ چکا ہے اور ان کی سرعام تذلیل کی جا رہی ہے۔ راقم الحروف کو خود ایک جاہل پیر نے کہا کہ جو مسئلہ ہم بتا دیں چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو پتھر پہ لکیر ہوتا ہے، اب کوئی بڑے سے بڑا مفتی بھی صحیح مسئلہ بتائے تو مرید کو اس پر یقین نہیں آئے گا۔ دیگر مسالک میں صرف اور صرف علماء کو اہمیت حاصل ہے۔ ان کے لئے سب کچھ ان کا عالم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مدرسین معاشی حوالے سے پریشان نہیں ہوتے مگر ہمارے مسلک میں سب کچھ کاروباری پیر اور نعت خوان بنے بیٹھے ہیں اور مدرسین بے چارے انتہائی مفلوک الحال ہیں۔

عقائدِ صحیحہ کا فروغ اور دینی اقدار کی بقاء کی جنگ انہی علماء کو لڑنی پڑتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ علماء کرام اپنے مقام کو پہچانیں اور اس کا تحفظ کریں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ جب وقت تھوڑا ہو تو سنتیں اور نفلیں چھوڑ دینی پڑتی ہیں اور فقط فرض ادا کیے جاتے ہیں۔ علم دین کا حصول فرض ہے اور باقی محفلیں وغیرہ زیادہ سے زیادہ مستحبات میں شامل ہیں۔ اس دورِ زوال میں اب مستحبات کا وقت نہیں رہا۔ جتنی

جلدی ہو سکے علم کا فرض ادا کیا جائے، جگہ جگہ مدارس کھولے جائیں اور سابقہ صحیح دینی کام کرنے والے مدارس کو مضبوط کیا جائے۔ ایک محفل کا فائدہ زیادہ سے زیادہ چند دنوں کا ہوتا ہے مگر ایک مدرسہ صدیوں تک اپنی روشنی پھیلاتا رہتا ہے۔ اگر جگہ جگہ دینی مدارس قائم کر دیئے جائیں تو روشنی کا ایسا سیلاب آئے گا کہ اندھیروں کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔

سازشی جعلی پیراوران کے اثرات

محمد اشفاق حسین آسوی سبجیکٹ سپیشلسٹ، ایم فل سکالر جامعہ پنجاب

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے وحی الٰہی کے ساتھ سلسلہ نبوت بھی جاری فرمایا تاکہ مخلوق خدا رحمانی آیات کے ساتھ ساتھ رحمانی شخصیات یعنی انبیاء سے بھی مستفید ہوں اور ان کے زیر تربیت رہ کر ایمان و ایقان اور تزکیہ نفس کی دولت سے سرفراز ہو سکیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر گلستان نبوت کے آخری پھول اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے رسول حضرت محمد ﷺ تک جتنے انبیاء و رسل آئے سب نے اپنے فرائض کو احسن طریقے سے نبھایا اور صراطِ مستقیم سے بھٹکی ہوئی مخلوق کو معرفت الٰہی سے نوازا۔ انبیاء کرام علیھم السلام کے بعد بے راہ لوگوں کو راہِ راست پر لگانے، بھٹکے ہوئے لوگوں کو اللہ سے ملانے، راہِ جہنم کے مسافروں کو سمجھا کر راہِ جنت پر چلوانے اور تاریک و سیاہ دلوں کو نورِ توحید اور عشق رسول ﷺ سے چمکانے اور جگمگانے کی ذمہ داری علماء حق یعنی اولیاء عظام کی ہے

اولیاء اللہ کے فیوض و برکات

الحمد للہ ! اس مقدس گروہ اولیاء نے خداداد علم و حکمت، خلوص وللّٰہیت اور پاکیزہ کردار سے لاکھوں، کروڑوں لوگوں کو دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کیا اور کفر و شرک، ظلمت، جہالت سے بچا کر نور ایمان عطا کیا سیدنا غوث اعظم، حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ بہاؤالدین نقشبند، سیدنا مجدد الف ثانی، خواجہ فقیر محمد چوراہی، سید جماعت علی شاہ لاثانی، محدث علی پوری حافظ سید جماعت علی شاہ، مجدد امام احمد رضا خاں، صوفی باصفا حاجی محمد یوسف علی نگینہ اور بڑے شیخ کامل، شمس العارفین، بدر الکاملین، حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی وہ مقدس افراد ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو دینِ اسلام کے لیے مکمل طور پر وقف کیا ہوا تھا، عشق رسول ﷺ کے سانچے میں ایسے ڈھل چکے تھے کہ قول و فعل، گفتار و کردار، خلوت و جلوت، سفر و حضر غرض ہر پہلو میں سنتِ رسول ﷺ کی متابعت نظر آتی ہے۔ بقول شاعر:

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ   ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

اولیاء عظام کی زندگیوں میں شریعت اسلامی کی پابندی اس حد تک تھی کہ فرائض و واجبات تو کجا سنن و مستحبات کو بھی چھوڑنا گناہ سمجھتے تھے، حرام تو حرام، مکروہ چیزوں کے قریب جانا باعث محرومی گردانتے تھے، نفس کشی میں اس حد تک کوشش فرماتے کہ پوری پوری رات ذکر الٰہی میں مصروف رہتے، اخلاق ایسا تھا کہ دشمن بھی عش عش کر اٹھتے، بہادر اور جری ایسے تھے کہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے سے ذرا گریز نہ کرتے۔ بعض اوقات قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑتیں حتیٰ کہ جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنا پڑتے لیکن کلمہ حق کہنے سے باز نہ آتے، اشاعتِ اسلام میں اس حد تک مخلص تھے کہ اس سلسلے میں نہ تو اپنے آرام کی پرواہ کرتے اور نہ ہی اپنی دولت میں کمی کا

تصور لاتے۔ شب وروز تبلیغِ اسلام کے لیے طویل اور مشکل سفر طے فرماتے اور اپنی دولت کو پانی کی طرح بہاتے تھے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جہاں بھی گئے وہاں عالیشان مساجد اور مدارس اسلامیہ کا جال بچھا دیا، اسلامی لائبریریاں بنوائیں، رفاہِ عامہ کے کثیر کام کروائے، شریعت اسلامیہ پر نہایت اہتمام سے عمل کیا، اخلاقِ حسنہ سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا کہ جو بھی ان کی بارگاہ میں آتا انہی کا ہو کر رہ جاتا اور (لا یشقی ھم جلیسھم) کا زندہ ثبوت بن جاتا۔ مشائخ عظام کے پاکیزہ کردار اور تربیت کی برکت سے مسلمان پہلے سے بھی مضبوط تر مسلمان بن گئے، پستی کردار سے بلندی کردار کی منزل تک پہنچ گئے، راہِ حق سے بھٹکنے والے لوگوں کے ایمان اور عزت و آبرو کے محافظ بن گئے۔ دوسری طرف دنیائے کفر میں کھلبلی مچ گئی، بت پرستی اور کفر وشرک کے میلے اجڑنے لگے، دشمنان اسلام اس صورتِ حال کو دیکھ کر انتہائی پریشان ہوئے اور سوچنے لگے کہ اسلام کے ان حقیقی نمائندوں اور مخلص مبلغینِ اسلام کے دشمنان اسلام کی سازش اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں تیزی سے بڑھتے ہوئے قدموں کو کیسے روکا جائے اور ان پر لوگوں کا بے پناہ اعتماد کیسے توڑا جائے، ان اللہ والوں کی درگاہوں اور خانقاہوں پر عقیدت مندوں کے ہجوم کو کیسے کم کیا جائے۔ چنانچہ اس کام کے لیے انہوں نے یہودیوں اور عیسائیوں میں سے ذہین وفطین لوگ لے کر ان کو اسلامی علوم سکھا کر مسلم علاقوں میں بھیجا اور مسلمانوں میں رہ کر تبلیغ اسلام کے نام پر اسلام دشمنی اور انتشار وافتراق پھیلانے کا طریق کار سمجھایا اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلمانوں میں چند دین فروش خریدے انہیں عہدے اور دولت کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ منافقین اور غداروں کا ٹولہ گاؤں گاؤں، گلی گلی اپنی چلت پھرت کرنے لگا۔ نماز، روزہ وغیرہ اور عمل کے نام پر لوگوں کو رسالت مآب رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کی محبت وتعظیم اور اولیاء عظام کی بارگاہ میں حاضری سے روکنے لگا، اسلام کے نام پر کتابیں تصنیف کیں اور ان کتابوں میں ایسی ایسی باتیں شامل کر دیں جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں بنتا الغرض اسلامی عقائد اور بزرگان دین کے معمولات کو انہوں نے شرک وبدعت کا نام دے دیا مثلاً یارسول اللہ ﷺ کہنا شرک ہے، اللہ کی عطا سے حضور پاک ﷺ کے لیے علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک ہے، میلاد شریف کی محفل سجانا شرک ہے، عرس منانا حرام ہے، ایصال ثواب کے لیے تقریب سجانا حرام ہے، رب کے ولی کی قبر پر حاضر ہونا اور وہاں جا کر صاحب مزار کو محبت سے پکارنا حرام ہے، یا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کہنے کو شرک ٹھہرایا گیا لیکن ان کی لاکھ کوششوں کے باوجود مسلمانوں نے اسلامی عقائد اور بزرگان دین کے معمولات کو حرز جان بنائے رکھا۔ بلند کردار اور باشرع مشائخ عظام کے عقیدت مندوں نے فوری جان لیا کہ اولیاء اللہ ہرگز ہرگز مشرک وبدعتی نہیں ہیں بلکہ اسلامی عقائد اور بزرگانِ دین کے معمولات پر شرک وبدعت کی راف زنی کرنے والے خود مشرک وبدعتی ہیں۔ اسلام دشمن قوتوں نے اپنی اس ناکامی کے بعد دوبارہ غور وفکر کیا کہ دین اسلام سے الگ تھلگ نئی قسم کے مسلمان بھی ظاہر کر لیے، مسلمانوں کے عقائد ومعمولات کو شرک وبدعت بھی قرار دے لیا، شرک وبدعت کی بے جا بانسری بجانے کے لیے جاہل اور کم فہم لوگوں کو جگہ جگہ وعظ وتبلیغ کے لیے بھی بھیج دیا مگر اس کے باوجود کامیابی حاصل نہیں ہو رہی ہے جس کا اصل سبب کامل الایمان، بلند کردار اولیاء اللہ کا وجود ہے کیوں نہ ایسا کریں کہ اپنی راہ سے اس رکاوٹ کو ہٹائیں اور مسلمانوں کا ان پر اعتماد ختم کر دیں، اس گروہ اولیاء کا تقدس ختم کرنے کے لیے انہوں نے جعلی پیر پیدا کیے، مسلمان علاقوں میں بھیجے، ان لوگوں کی شکلیں بے ڈھنگی تھیں اور ان کے اعمال ان کی شکلوں سے بھی زیادہ قبیح تھے۔ انہوں نے اسلامی عقائد میں ہیر پھیر کرنا شروع کر دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جن کا ایمان اللہ نے ہمارے لیے معیار بنایا ہے ان پر طعن وتشنیع کرنے لگے اور اسلامی احکامات کی جاہلانہ تشریحات کرنا شروع کر دیں

کہ عام لوگوں کی نماز ظاہری ہوتی ہے اور ہم اللہ والوں کی نماز دل کی ہوتی ہے (معاذ اللہ) اس کے علاوہ بے پردگی و بے حیائی کو ان لوگوں نے طریقت کا نام دے دیا، اور ڈھول ڈھمکے اور ناچ کی شکل میں مخلوط اچھل کود کو رقص کا نام دے دیا جس کی وجہ سے پیران عظام کو بدنام کیا جانے لگا لیکن ان جاہل پیروں کے برے کرتوتوں کے باوجود چند جاہل لوگ ان جاہل پیروں کو پیر ہی تصور کرتے رہے اور ان کی عزت و تکریم کرتے رہے جس کی وجہ سے پیشہ ور، مادیت پرست لوگوں کو اس میدان میں آنے کا موقع ملا اور انہوں نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی، دونوں ہاتھوں سے لوگوں کے مال سے اپنی تجوریاں بھریں، عقائد اسلامیہ اور شریعت اسلامیہ سے منہ موڑا بلکہ ان کا مذاق اڑایا کہ یہ مولویوں کی باتیں ہیں ان سے ہم فقیروں کا کیا تعلق؟ معاذ اللہ!

دشمنان اسلام کے پیدا کردہ سازشی پیروں اور پیسہ کو پوجنے والے ان جعلی اور جاہل پیروں کی وجہ سے چند دنیاوی تعلیم یافتہ لوگ دین اسلام کے اصل عقائد اور معمولات اہل سنت سے ہی منہ موڑنے لگے اور ان جعلی پیروں کو اصل پیر قرار دے کر تمام مشائخ اور ان کے عقائد معمولات کو جہالت اور پیٹ بھرو پروگرام قرار دینے لگے، دراصل دشمنان اسلام کی طرف سے سازشی اور جعلی پیر پیدا کرنے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کو ان کے عقائد سے متنفر کر کے اور معمولات اہل سنت کو شرک و بدعات قرار دے کر اپنے دامن تزویہ میں پھنسایا جائے لوگوں کو ان جاہل پیروں کی وجہ سے حقیقی اولیاء اللہ پر اعتماد ختم کیا جائے تاکہ عوام ان کے پاس نہ جائیں اور صحیح مشائخ ان کے ایمان و کردار کی حفاظت نہ کرسکیں،

دشمن اپنی اس سازش میں بڑی تیزی سے کامیاب ہو رہا تھا اس فتنے اور سازش کے برے اثرات پر ہر صاحب دل اور مخلص مومن پریشان تھا اور اپنے تئیں تقریر و تحریر یا ذاتی اثر و رسوخ سے اس کا رد کر رہا تھا۔ زیر مطالعہ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے ایک مخلص مومن، صاحب درد نوجوان خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، بدعقیدگی اور بدعات سیئہ کے خلاف ہر وقت سرگرم رہنے والی شخصیت نے تحریر کیا ہے۔ اس میں انہوں نے جاہل پیروں کی مختلف علامات اور ان کے معمولات پر روشنی ڈالی ہے تاکہ عام بندے ان کی شخصی معین علامات کو دیکھ کر فوری سمجھ جائیں کہ یہ جاہل اور بیمار پیر ہے اور اس سے اجتناب برت کر اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

اللہ تعالیٰ میرے اس دینی بھائی کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے دور رس اثرات عطا فرمائے۔ آمین

(شمارہ: جنوری ۲۰۱۳)

جعلی پیر

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمان درانی

گذشتہ درس میں ہم نے تعلیمی مقصد اور تعلیمی عمل کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کی تھی۔ مقصد اور عمل ابتداء میں طالب علم اور مرید کا الگ اور عالم، مرشد و مربی کا الگ ہوتا ہے لیکن آخری منزل دونوں کی ایک ہوتی ہے۔ حقیقت کی تلاش کے لیے منزل مراد پر پہنچنے کے لیے مرید کا ارادہ اور منزل تک پہنچانے کے لیے شیخ کا ارادہ جب باہمی تعامل و تعاون سے ہم آہنگ ہوتا ہے تو بفضل اللہ تعالیٰ گوہر مقصود دونوں کے ہاتھ آجاتا ہے اور دونوں اپنے اپنے ارادے، مقصد اور عمل میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

ہم نے ابتدائی طور پر تین قسم کے مومنین اور تین قسم کے مریدوں کا ذکر کیا ہے۔ معلّم اور پیر بھی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو خود ساختہ، جعلی اور وہ نام نہاد پیر ہوتے ہیں جو صوفیوں کا روپ دھار کر سر پر دستار سجا کر علماء کی طرح جبہ پہن کر خود کو عامل، کامل اور پیر جتانے کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ زیادہ تر گنڈہ تعویذ اور جھوٹے دم درود کا کاروبار کرتے ہیں اور اپنے ہاں آنے والوں سے بڑی بڑی رقمیں بٹورتے ہیں۔ دین سے ناواقف اس طرح کے عامل، صوفی، پیر اور باوے اپنے کسی گرو سے کچھ منتر جنتر سیکھ کر رٹے رٹائے کچھ ناقابل فہم الفاظ پڑھ پڑھ کر سائلین اور مریدوں پر پھونکتے رہتے ہیں اور سماجی حالات کے جبر میں مبتلا سائلین کو نفسیاتی سحر میں جکڑ کر بے وقوف بناتے ہیں۔ الٹی سیدھی لکیریں کاغذ پر ڈال کر تعویذ بناتے ہیں اور موٹے سوتی دھاگوں پر گرہیں ڈالتے اور ان پر پھونکتے رہتے ہیں۔ زیادہ تر وُہ ضعیف العقیدہ عورتیں اور جاہل ان پڑھ لوگ ان کے مرید ہوتے ہیں جو جن آسیب اتارنے اور تعویذ گنڈہ کرانے ان کے پاس آتے ہیں۔ ایسے جھوٹے پیر مجرمانہ ذہن کے وُہ لوگ ہوتے ہیں جو مجبور مرد اور عورتوں سے ان کی زندگی کے خفیہ راز حاصل کر کے ساری عمر ان کو بلیک میل کرتے رہتے ہیں۔ یہ طرح طرح کے جرائم اور بدکاری میں ملوث ہوتے ہیں۔ قبرستان سے مُردوں کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں نکال کر ان پر جھوٹے سفلی عملیات کرنے کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ عجیب عجیب ناموں سے اپنا دھندا کرتے ہیں۔ کوئی سنیاسی ہوتا ہے کوئی بنگالی باوا، کوئی عامل پیر فقیر، یہ لوگ سایہ آسیب اتارنے اور بھوت پریت نکالنے کی ڈرامہ بازی بھی کرتے ہیں اور جعلی دوائیاں بیچنے کا کاروبار بھی۔ ان جرائم پیشہ افراد میں بعض بہت بااثر ہوتے ہیں۔ مقامی پولیس کو بھتہ دیتے ہیں جو ان کے مکروہ دھندے میں مداخلت نہیں کرتی۔ پولیس کی پشت پناہی سے یہ لوگ اپنا ناجائز کاروبار جاری رکھے ہوتے ہیں۔ آج کل گنڈہ تعویذ اور جھاڑ پھونک کرنے والے کاروباری پیر فقیر اور عامل جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ ضعیف العقیدہ افراد مرد عورتیں حتیٰ کہ بڑے بڑے سرکاری افسر اور سیاستدان تک ان کے جال میں پھنس کر ساری عمر کے لیے ذہنی اور اعصابی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہندو، سکھ، عیسائی اور چنگڑ نسل کے بے ایمان، مشرک اور بدعقیدہ جادوگر اور کاہن سفلی عملیات کا یہ کاروبار کرتے جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ بڑے بڑے گھرانوں کی ماڈرن خواتین ان بہروپیوں کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ وُہ مسلمان کاہن جو اس قسم کے مشرکانہ افعال کرتے ہیں، مخلوق خدا کو دھوکا دیتے دیتے اپنے دین وایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ صحیح العقیدہ مسلمان خواتین اور مردوں کا اس قسم کے لوگوں سے دور رہنا بہت ضروری ہے۔ عملیات اور روحانیت کے نام پر یہ لوگ وُہ گندے اور مشرکانہ اعمال کرتے ہیں جن کا شمار گناہ کبیرہ میں ہوتا ہے۔ ایسے بناوٹی عاملوں اور پیر فقیروں کے ہاں جانے اور ان سے تعلق رکھنے والے بھی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور بعض تو صریحاً شرک کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ حقیقی دم کرنے اور تعویذ کا اصل ماخذ قرآن حکیم کی آیات کریمہ ہوتی ہیں۔ شرعی طریقہ سے دم اور تعویذ کرنے والا شخص نیک، متقی، پرہیزگار اور اللہ سے ڈرنے والا ہوتا ہے۔ وُہ مخلوق خدا کی بھلائی کے لیے شریعت کے مطابق دم تعویذ کرتا ہے اور کسی شخص کو نقصان پہنچانے والے ہر قسم کے غیر شرعی عمل کرنے سے اجتناب کرتا ہے۔

خود ساختہ نام نہاد پیروں کی دوسری قسم ان بعض موروثی گدی نشینوں، سجادہ نشینوں اور زیب سجادہ صاحبزادگان کی ہوتی ہے جو مناسب دینی اور خانقاہی تعلیم وتربیت سے بے بہرہ اپنے بڑوں کی وفات کے بعد کسی اہلیت اور استحقاق کے بغیر، کچھ مطلب پرست مریدوں یا خاندان کے کچھ لوگوں کی مدد سے بزرگوں کی گدیوں اور مسانِد طریقت پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ رشد وہدایت کے حقیقی مسانِد پر بیٹھنے کے لیے دینی تعلیم وتربیت کے علاوہ طریقت کی اعلیٰ تعلیم، تربیت اور سلوک وتصوّف کے میدان میں ریاضت، مشقت اور مجاہدہ کی اشد

ضرورت ہوتی ہے۔ جب اس قسم کے نااہل میراث خور سجادوں پر قبضہ جما لیتے ہیں اور پیری مریدی کا کاروبار شروع کرتے ہیں تو ان کے مرید شریعت و طریقت کے حقیقی ثمرات سے تو محروم رہتے ہی ہیں وہ دین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان پڑھ پیر، مریدوں کو تو دین سکھانے سے رہے۔ الٹا ان کے غیر شرعی حرکات دیکھ کر مرید بھی وہی کچھ کرنے لگ جاتے ہیں اور حقیقی دین سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ مرید وہی کچھ نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو ان کے پیر کرتے رہتے ہیں۔ ان جیسے پیروں کی سب سے بڑی نشانی صحیح وقت پر نمازِ باجماعت کا نہ پڑھنا، نماز میں سستی دکھانا، ہر وقت باوضو نہ رہنا اور سب سے بڑھ کر فضول اور لایعنی گفتگو میں وقت گزارنا ہوتی ہے۔

پیری مریدی کا کاروبار کرنے والوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی ایک گدّی کی وراثت کے لیے کئی بھائی اور رشتہ دار میدان میں اتر آتے ہیں اور سب اصلی سجادہ نشین ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ اس طرح وُہ سجادہ یا گدی کئی حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اور ہر دعویدار اپنے حصے کا الگ پیر بن جاتا ہے۔ پیروں کی طرح ان کے خلفاء اور مرید بھی مختلف ٹکڑیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ہر خلیفہ اور مرید اپنے ہی پیر کو حق پر سمجھتا اور دوسرے پیر کو جھوٹا، کاذب اور غاصب قرار دیتا ہے۔ گویا یہ کوئی دکان یا کاروبار کی منڈی ہوتی ہے۔ جو شراکت دار آپس میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ سجادوں اور گدیوں کے اکثر ورثاء درگاہوں اور مزارات پر جمع ہونے والے نذرانے اور عطیات کی رقوم کے بٹورنے کے لیے باری مقرر کرتے ہیں۔ درگاہوں اور مزارات پر اس طرح جمع ہونے والے نذرانوں کی رقوم اکثر موروثی سجادہ نشین پیروں کا سب سے بڑا ذریعہ آمدن ہوتی ہیں۔ یہ خود ساختہ اور نام نہاد پیر اکل حلال کمانے کے لیے کوئی کام کاج، تجارت اور ملازمت نہیں کرتے، ان کی رہن سہن بادشاہوں جیسی ہوتی ہے اور یہ لوگ عموماً شاہ صاحب، شاہ جی اور پیر سائیں کہلاتے ہیں۔ ان کی جاہ و تمکنت، بڑی بڑی کوٹھیوں اور محلات کی شان و شوکت سے بھی اکثر مرید ان کے ذہنی غلام بنتے ہیں۔ ذہنی اور جسمانی غلامی میں جکڑے جاہل مرید اللہ سے بے خوف ان خود ساختہ پیروں کے شکنجے میں بری طرح پھنسے ہوتے ہیں۔ بعض ان پڑھ اور جاہل مرید گمراہ پیروں کے سامنے سجدہ تعظیمی بھی کرتے ہیں لیکن اُن کو سختی سے اس فعل قبیح سے منع کرنے کی بجائے اکثر پیر اس ناجائز حرکت پر سکوت اختیار کرتے ہیں۔ بعض خود ساختہ پیران کے سامنے سجدہ تعظیمی کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مرید ادب و تعظیم اولیاء کے نام پر شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پیر خود کو لائق ادب و تعظیم مقدس اور پاکیزہ سمجھ کر شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو اس طرح پاکیزہ اور مقدس کہلوانے والے افراد کے بارے میں رب جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُمْ بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا﴾ (النساء: ۴۹)

کیا تو نے ان کو نہ دیکھا۔ جو (باوجود بے شمار خرابیوں اور شرک میں مبتلا ہونے کے) اپنے آپ کو پاکیزہ (اور مقدس) بتاتے ہیں۔ (دولت، ثروت، دنیاوی جاہ و مرتبت ہرگز تقدس کا ثبوت نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔ (پاکیزگی وُہ ہے جو اللہ دے۔ انسان کے اپنے زعمِ باطل میں اپنے کو پاکیزہ اور مقدس سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس سے تو وہ عذاب سے نہ بچ سکے گا)۔ اور ان پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا لیکن ان کو اس قدر سزا ضرور ملے گی جس کے وہ حقدار ہیں

ارتکابِ شرک، دین اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ کسی شخص، بت، مورتی، درخت، پہاڑ، قبر، یا مزار وغیرہ کے سامنے پیشانی کو زمین پر رکھنے کا عمل سجدہ ہے۔ اگر یہ عمل عبادت کی نیت سے کیا جائے تو اعلانیہ شرک ہے اور اگر تعظیم و تکریم کی نیت سے کیا جائے تو حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے۔ سابقہ شریعتوں میں تعظیمی سجدہ روا تھا۔ لیکن شریعت محمدی صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تعظیم کی اس شکل کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ دورِ نبوی میں بھی حرام تھا اور آج بھی اسی طرح ایک حرام فعل ہے بعض جاہل خود ساختہ پیر اوران پڑھ سجادہ نشین بڑے دھڑلے سے مریدوں کے اس حرام فعل کو اظہارِ عقیدت سے تعبیر کرتے ہیں اور تاویل کے لیے اکابر اولیاء تک کا نام لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ دین سے ناواقف یہ لوگ کہتے ہیں کہ اکابر اولیاء بھی تو اپنے پیروں کے سامنے سجدہ تعظیمی بجالاتے تھے۔ یہ پرلے درجے کا جھوٹ، کذب اور افتراء ہے۔ کسی صاحب علم بزرگ اور ولی اللہ نے اس فعلِ حرام کا کبھی ارتکاب کیا اور نہ ہی اپنے کسی متعلم یا مرید کو اپنے سامنے یا کسی دوسرے بزرگ کے سامنے ایسا کرنے کی اجازت دی۔ اولیاء اللہ علمائے راسخین تھے انہوں نے ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کا پرچار کیا اور امت کو حرام سے بچانے کی جدوجُہد کی۔ قدم بوسی کے لیے بھی اگر کوئی مرید اپنا سر کسی پیر کے قدموں پر سجدہ کی صورت میں رکھ دے تو تعظیم کی یہ شکل بھی حرام ہے۔ قدم بوسی کے نام پر کسی کا ایسی ہیئت اختیار کرنا مکروہ تحریمی اور گناہ عظیم ہے۔ اس طرح کے ادب و تعظیم سے ہر راسخ العقیدہ مسلمان، عالم اور پیر کا بچنا لازم ہے۔ اکثر ان پڑھ اور جاہل لوگ بزرگوں کے مزارات پر حاضری کے وقت سجدہ تعظیمی بجالاتے ہیں۔ یہ فعل بھی حرام ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ بعض نادان لوگ مزارات کے سامنے نماز پڑھنی شروع کر دیتے ہیں جو شریعت کی رُو سے سخت ناجائز ہے اور اس سے اجتناب ضروری ہے۔ اگر کسی شخص سے نادانستگی میں کسی پیر کے سامنے ایسی قبیح حرکت سرزد ہوگئی ہو۔ یا کسی پیر نے کسی شخص کو اپنے سامنے سجدہ تعظیمی کرنے دیا ہو، اُس کی سرزنش نہ کی ہو اور اس فعل پر سکوت اختیار کیا ہو تو اُس پیر، عامل اور مرید کو فوری طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر کے مغفرت طلب کرنی چاہیے اور آئندہ کے لیے ایسی حرکت سے تائب ہونا چاہیے۔ کسی فرد و بشر کو اپنی موت کی خبر نہیں ہوتی۔ موت کسی بھی وقت آسکتی ہے۔ موت کا وقت آنے سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے توبہ کر کے پوری طرح تائب ہونا چاہیے۔ بہت سارے خود ساختہ پیر اور خبط العظمت کی بیماری (acute paranoid disorder) میں مبتلا جاہل گدی نشین اپنے مریدوں کے سامنے عجیب وغریب تصوراتی، بے سروپا، من گھڑت اور ایسی لایعنی باتیں کرتے رہتے ہیں کہ جن کا قرآن و سنت سے دور دور کا واسطہ تک نہیں ہوتا ہے مثلاً بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے مریدان کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ دنیا میں ان کے اعمال چاہے جیسے بھی ہوں اور وُہ کیسے بھی گناہ کے مرتکب کیوں نہ ہوئے ہوں۔ ان کی شفاعت سے وُہ کسی مواخذہ کے بغیر جنت میں جائیں گے، کسی موروثی ان پڑھ پیر یا مرید کا ایسا عقیدہ حرام اور شرک فی النبوۃ کے زمرہ میں آتا ہے۔ شفاعت کا مرتبہ صرف اور صرف نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ ان پڑھ پیروں کا اس قسم کے خود ساختہ نظریات کا مریدوں کے سامنے بیان کرنا حرام ہے۔ ایسی من گھڑت باتوں کا سلوک وطریقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گذشتہ ادوار میں ایسے ہی نظریات اور عقائد کی وجہ سے اکثر اقوام وملل تباہی وبربادی سے دوچار ہوئیں۔ آخرت کے بارے میں اس قسم کے غلط نظریات زندگی میں عمل، اخلاص، احسان اور تصوّف کی اہمیت کو یکسر زائل کر دیتے ہیں اور مریدان لغو خرافات پر اکتفا کر کے اپنی ساری زندگی بے عملی میں گزار دیتے ہیں۔ انسان کے لیے دنیا میں اطاعت الٰہی کے جذبہ سے سرشار ہو کر صدق واخلاص سے عمل کرنا ہی نجات کا باعث ہوتا ہے۔ عمل کے بغیر پیروکاروں کی خالی خولی جذباتی عقیدت اور ان پڑھ پیروں کی گمراہ کن باتوں کو نجات کا ذریعہ سمجھنا خام خیالی اور غفلت وتساہل کی خطرناک ترین صورت ہوتی ہے۔ میدان حشر میں البتہ اولیائے کاملین اور علمائے راسخین اپنے نیک عمل، متقی، پرہیزگار مریدین اور متعلمین کی شفاعت کے لیے شفیع المذنبین نبی

رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں التجا اور سفارش کر سکیں گے اور بطور شاہدان کے اعمال حسنہ پر گواہی دیں گے۔ یہ اس نوع کی شہادت ہوگی۔ جس طرح امت مسلمہ دیگر ادیان کے پیروکاروں پر قیامت کے دن شاہد ہوگی۔ سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ میں ارشاد الٰہی ہے۔ اور اسی طرح ہم نے (اے مسلمانو!) تم کو ایک اعتدال پر رہنے والی امت بنایا تا کہ (افراط وتفریط سے پاک ہو کر امم عالم کے لیے مرکز ومحورِ ہدایت بنو اور) تم لوگوں پر گواہ رہو اور (ہمارا) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ رہے (تمہارا نگرانِ حال ہو۔ تمہارے عمل صالح پر گواہ ہو) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں امت مسلمہ کو گواہ قرار دیا ہے اور گواہی اس کی مقبول ہوتی ہے جو عادل اور نیک ہو۔ اس آیت کے اولین مخاطب اور مصداق حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ سو یہ آیت اس بات کو مستلزم ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل اور نیک ہیں اور جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد تین چار کے سوا باقی تمام صحابہ (العیاذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے۔ ان کا یہ کہنا باطل اور مطرود ہے۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ قیامت تک کے تمام مسلمان بھی امت مسلمہ میں ثانیاً وبالعرض داخل ہیں اور اس میں یہ دلیل ہے کہ امت مسلمہ کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی کیونکہ ان کا گمراہی پر مجتمع ہونا ان کی عدالت اور نیکی کے خلاف ہے اور جو عادل نہ ہو وُہ گواہ نہیں ہو سکتا اس لیے تمام امت مسلمہ کا گواہ ہونا امت مسلمہ کے اجماع اور حجت کو مستلزم ہے، اور یہ واضح رہے کہ کفر، شرک اور بدعت عدالت کے منافی ہے۔ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی اور شہادت کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام پچھلی امتوں اور اپنی امت وسط اور ان تمام اُمتوں کے احوال سے واقف ہیں جو حق کے ظہور کے بعد بھی گمراہ رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے نگہبان ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پر گواہی دیں گے۔ قرآن مجید کی سورہ النساء کی اکتالیسویں آیہ کریمہ میں ارشاد ربانی ہے۔ اُس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان (سب) پر گواہ بنا کر لائیں گے علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے فاسد عقائد اور بُرے اعمال کے خلاف گواہی دے گا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں کی گواہی کے صدق پر گواہی دیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہُوا کہ نبی مکرم ومحتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امتوں کے احوال پر مطلع ہیں، کیونکہ بغیر علم کے گواہی جائز نہیں ہے۔

ان پڑھ اور جاہل خود ساختہ، خوفِ خدا سے عاری پیر مختلف طریقوں سے اپنے جاہل مریدوں کے اذہان وقلوب کو قابو میں رکھنے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کے مرید مسجدوں سے دور رہیں۔ علمائے حق کی گفتگو سنیں اور نہ کسی صاحب علم پابندِ شریعت پیر طریقت کی مجلس میں جائیں۔ تا کہ ان کی گفتگو سن کر وُہ اپنے ان پڑھ اور بے عمل پیر سے برگشتہ نہ ہو جائیں۔ یہ جاہل پیر اپنے مریدوں کے ذہنوں کو من گھڑت کہانیوں، پُر فریب افسانوں اور جھوٹے ڈھکوسلوں سے توہمات کی ایسی آماجگاہ بنا دیتے ہیں کہ مرید ڈر اور خوف کے مارے صحیح بات سوچ سکتے ہیں اور نہ پیر کے سامنے کوئی شرعی یا علمی بات پوچھنے یا کہنے کی جرات کر سکتے ہیں۔ بہت سارے ان پڑھ پیر اپنے مریدوں کو دینی کتب کے مطالعہ سے منع کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آدمی کا علم جتنا کم ہو، اللہ کے ہاں اُس کا مواخذہ بھی اتنا ہی کم ہوگا۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ کتابوں کے اندر تو ظاہری علوم ہوتے ہیں۔ جب کہ پیروں کے پاس باطنی اور روحانی علم ہوتا ہے۔ ظاہری علوم پڑھنے سے مریدوں پر باطنی علوم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور ان پر روحانی اسرار کا کشف بند ہو جاتا ہے۔ مرید کے لیے ضروری ہے کہ وُہ صرف اپنے پیر کی باتیں سنے اور اپنے کانوں کو علماء کی گفتگو سننے اور آنکھوں کو کتابوں سے

مطالعے کے لیے بند رکھیں۔ خوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ سے اس قسم کے پیروں کے دل پتھر کی طرح سخت ہوتے ہیں۔ اس طرح کے خود ساختہ بے علم پیر پتھر کی طرح ہوتے ہیں۔ جو خود بھی گمراہی کے سمندر میں ڈوبے ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ مریدوں کو بھی جہالت کے سمندر کی گہرائیوں کی نذر کر دیتے ہیں۔ آج کے دورِ فتن میں دین سے بے خبر اور علوم شریعت و طریقت سے ناواقف بعض خود ساختہ پیر یہ دعوٰی بھی کرتے ہیں کہ وُہ اپنی محفلوں میں اپنے پیروکاروں کو اپنی توجہ سے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرا سکتے ہیں۔ وُہ مرید کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ پیر کی صورت پر توجہ مرکوز کر کے یہ خیال کرے کہ جیسے وُہ ہو بہو نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں۔ ان کا ارتکازِ خیال جیسے جیسے قوی ہوگا۔ اسی طرح پیر کی صورت العیاذ باللہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں تبدیل ہوگی۔ ایسا عقیدہ رکھنا یا مریدوں کو اس عقیدے کی تلقین کرنا اور ان کو اس طرح کے ارتکازِ خیال پر مجبور کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اکثر جاہل پیر اپنے مریدوں کے سامنے ایسی خرافات بھی بکتے ہیں کہ باتیں جو وُہ مریدوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ وُہ خود سے نہیں کرتے بلکہ اللہ سے براہ راست سن کر مریدوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ کسی جاہل پیر کا ایسا عقیدہ رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے یہ صرف جاہل مریدوں کو رام کرنے کا ایک ڈھونگ ہوتا ہے۔ اللہ کے بارے میں حلول جیسے گمراہ کن نظریہ رکھنے والے لوگ ایسی باتیں کرتے اور ہندو دھرم سے متاثر ہو کر ایسی خرافات بکتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسے نام نہاد شیخوں اور پیروں سے دور رہنا چاہیے۔

(ماہنامہ دخترانِ اسلام جون ۲۰۱۲)

اپنے ایمان کی فکر کریں

محمد عرفان ندیم لکھتے ہیں

یہ ان کا آخری وقت تھا، نزع کا عالم طاری تھا اور کسی بھی وقت سانسیں اکھڑ سکتی تھیں۔ اتنے میں ایک انسانی شکل کمرے میں داخل ہوئی اور مرنے والے کے سرہانے بیٹھ گئی، اس نے مرنے والے سے پوچھا "کیا اس کائنات میں اللہ کا وجود ہے" مرنے والے نے جواب دیا "بالکل ہے" اس نے اگلا سوال کیا "تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہے" مرنے والے بہت بڑے عالم، محدث، متکلم اور فقیہ تھے انہوں نے خدا کے وجود پر دلائل دینا شروع کر دیئے۔ وہ جتنے بھی دلائل دیتے گئے کمرے میں موجود شخصیت ان کے دلائل رد کرتی رہی، پہلی دلیل، دوسری دلیل، تیسری دلیل حتیٰ کہ انہوں نے ستر دلائل دیئے اور دوسری طرف سے پلک جھپکنے میں سب دلائل کو رد کر دیا گیا۔ اب انہیں تشویش لاحق ہوئی کہ یہ انسان کون ہے جو میری ہر دلیل کا جواب دیئے جا رہا ہے۔ اللہ نہ کرے اگر یہ اسی طرح میری ہر دلیل کا جواب دیتا رہا تو میں اللہ کے وجود کا منکر ہو کر مر جاوں گا۔ انہوں نے اور زور سے اور مستحکم دلائل دینا شروع کر دیئے جب بات ننانوے دلائل تک پہنچی اور صرف ایک دلیل باقی رہ گئی تو انہیں پسینے چھوٹنے لگے، وہ گھبرا گئے کہ اگر اس حالت میں موت آ گئی تو بغیر ایمان دنیا سے رخصت ہو جاوں گا۔ ادھر یہ اسی کشمکش میں تھے کہ اللہ نے ان کے شیخ کو اس سارے معاملے پر مطلع کر دیا، وہ اس وقت وضو کر رہے تھے، ان کے ہاتھ میں پانی کا برتن تھا انہوں نے اسے زمین پر پٹخا اور چلا کر کہا کہ اس مردود کو یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں بغیر دلائل کے اللہ کے وجود کا قائل ہوں۔ انہوں نے یہی الفاظ دہرائے تو شیطان کمرے سے بھاگ نکلا۔ جی ہاں یہ امام رازی اور شیطان کے درمیان مکالمہ تھا، امام رازی اپنے وقت کے بہت بڑے متکلم، محدث اور فقیہ تھے، ساری زندگی دین اسلام کی حقانیت کو بیان کیا لیکن جب آخری وقت آیا تو

خود شیطان کے حملے کا شکار ہو گئے۔ اللہ کا کرم ہوا اور یہ شیطان کے حملے سے بچ گئے وگرنہ شیطان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ وہ حالت نزع میں ہر صاحب ایمان سے اس کا ایمان چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لیے علماء کہتے ہیں کہ اللہ سے ایمان والی موت مانگنی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ ساری زندگی عبادات میں گزاری اور آخر میں ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایمان والی موت اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور ہمیں اس دعا کو اپنے معمولات میں شامل کرنا چاہیے۔

ہم اس وقت جس نازک دور سے گزر رہے ہیں اس میں جگہ جگہ ایمان لوٹنے کے اڈے کھلے ہوئے ہیں، جھوٹے پیر، بنگالی بابے اور جعلی عامل، ایسی صورت میں اگر کوئی شخص ان تمام فتنوں سے اپنا دامن بچا کر ایمان کی موت مرجائے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(۲۲ اپریل ۲۰۱۸)

بدعات ومنکرات کے سد باب کیلئے مجدد اسلام

امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا جہاد

ایک صالح، پاکیزہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کیلئے بدعات ومنکرات، خرافات وفضولیات اور لغویات کی نشاندہی اور اُن کے تدارک کیلئے موثر کوششوں کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ علما واساتذہ، مفکرین ومدبرین اور ارباب اقتدار کو اس کیلئے منظم فکری، قلمی، لسانی کوششیں کرنی چاہئیں۔ امام احمد رضا خان نے معاشرہ میں پھیلے ہوئے منکرات وبدعات کے خلاف بھرپور قلم کی تلوار اُٹھائی اور خرافات کی بیخ کنی فرمائی۔

سراج احمد القادری (۱۹۹۲ء) ریسرچ سکالر یونیورسٹی آف کانپور، بھارت لکھتے ہیں: اسلامی معاشرے کے متعلق آپ نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے اور کس طرح سے اسلامی معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنے کی سعی پیہم کی ہے جس کا اندازہ آنے والے (درج ذیل) حوالوں سے کیا جاسکتا ہے اس طرح اسلامی معاشرے کی اِصلاح کا تصور کسی دوسرے کے یہاں نہیں ملتا اگر امام احمد رضا بریلوی کو اس صدی کا سب سے بڑا سماج سدھارک کہا جائے تو غیر مناسب نہ ہوگا۔ امام احمد رضا خان بریلوی الاجازۃ الرضویہ، قلمی میں اپنی زندگی کی غرض بتاتے ہوئے خود لکھتے ہیں کہ مجھے تین کاموں سے دلچسپی ہے اور ان کی لگن بھی مجھے عطا کی گئی ہے:۔ تحفظ ناموسِ رسالت سید المرسلین علیہ وعلیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی حمایت کرنا۔ بدعتیوں کی بیخ کنی جو دین کے دعویدار ہیں حالانکہ مفسد ہیں۔ حسب استطاعت اور واضح مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ نویسی۔ یہاں غرض نمبر کے تحت آپ کا کردار ملاحظہ ہو۔

بزرگوں کے اعراس میں افعال شنعیہ

عرض حضور بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں اُن سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے؟ ارشاد: بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں۔

مزارات پر عورتوں کی حاضری

حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزار پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اُس عورت پر لعنت کس قدر ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضہ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب الواجبات ہے قرآن عظیم نے اُسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا ہے۔

طواف قبر اور بوسہ

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا خان فرماتے ہیں: بلا شبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام۔ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے۔

آداب زیارت روضہ انور صلی اللہ علیہ وسلّم

خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ جا، یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی۔ اُن کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ کے ساتھ ہے۔ زیارت روضہ انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے۔ نہ اُس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔ بوسہ میں اختلاف ہے اور چومنا چمٹنا اس کے مثل اور احوط منع اور علت خلاف ادب ہونا شرح لباب میں ہے۔

سجدہ مزار

رہا مزار کو سجدہ تو وہ قطعی حرام ہے تو زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ علماء باعمل کی پیروی کرے۔

فاتحہ کی چیز سامنے رکھنا

کسی نے فاتحہ کی چیز کو سامنے رکھ کر ہی فاتحہ کرنے کو ضروریات دین میں سے سمجھا کہ اُس کے بغیر فاتحہ درست نہیں یہ شریعت مطہرہ پر افترا ہے۔ ایسے شخص کیلئے توبہ لازم ہے اسلئے کہ سامنے ہو یا سامنے موجود نہ ہو، ہر حال میں فاتحہ درست اور جائز ہے۔

مزارات پر فاتحہ کی صحیح تعلیم

امام احمد رضا خان مزارات پر فاتحہ کی یوں تعلیم دیتے ہیں: مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز میں باادب سلام کرے! السلام علیکم یا سیدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر درود غوثیہ تین بار، تین بار الحمد شریف، تین بار آیۃ الکرسی، ایک بار سورہ اخلاص، سات بار پھر درودِ غوثیہ اور وقت فرصت دے تو سورہ یٰسین اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزّ وجل سے دُعا کرے کہ الٰہی اِس قراءت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے۔ نہ اتنا جو میرے عمل کے

قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کیلئے دُعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے پھر اسی طرح سلام کرکے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے۔ نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے۔ اور سجدہ حرام۔

بچوں کے سر پر اولیاء کے نام کی چوٹی رکھنا

اور اگر وہ مقصود جو بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ معیاد مقرر کرتی ہیں اس معیاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر معیاد گزار کر مزار پر لے جاتی ہیں وہاں بال اُتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے۔

پیر سے پردہ

عرض: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اِس مسئلہ میں کہ پیر سے پردہ ہے یا نہیں؟ بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں اچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر سنائی دیتی ہے ایسا بیعت ہونا کیسا ہے؟

الجواب : پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو، یہ صورت محض خلافِ شرع و خلافِ حیاء ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیے۔

اُستاد سے لڑکی کا پردہ

لڑکی کا پردہ اُستاد سے بعد بلوغ ہونا چاہیے یا قبل بلوغ بھی؟ اس سوال کے جواب میں امام صاحب اپنی یہ رائے پیش کرتے ہیں: (رہا) پردہ اُس میں اُستاد و غیر استاد، عالم و غیر عالم، پیر سب برابر ہیں نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب اور نو سے پندرہ سال تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہوں تو واجب اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت موکد کہ یہ زمانہ قرب بلوغ و کمال اشتہا کا ہے۔

ومن لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل نسال الله العفو والعافیة والله تعالیٰ اعلم.

(بحوالہ : فتاویٰ رضویہ جلد دہم)

خیرات کی چیزیں اوپر سے پھینکنا

امام احمد رضا خان چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹی بسکٹ وغیرہ پھینکنے اور آبخوروں میں سے شربت کی لوٹ مچانے کے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: یہ خیرات تو نہیں شر و سیّات ہے نہ ارادہ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ دکھاوے کی اور حرام ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہے۔ (ماخوذ: یادگار رضا)

مزارات اولیاءِ کرام پر جانا کیسا؟

مزاراتِ اولیاء پر جانا جائز اور مستحب کام ہے۔ جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔اب زیارت کیا کرو۔

(مسلم شریف، کتاب الجنائز، حدیث نمبر ۲۲۶۰، مطبوعہ دارالسلام، ریاض سعودی عرب)

سوال : کیا حضورﷺ بھی مزارات پر تشریف لے جایا کرتے تھے؟

جواب : جی ہاں! حضور علیہ السلام بھی مزارات پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی۔آپﷺ نے وہاں گریہ فرمایا اور جو صحابہ آپﷺ کے ساتھ تھے وہ بھی روئے۔

(مسلم شریف، کتاب الجنائز، حدیث ۲۲۵۸، مطبوعہ دارالسلام، ریاض سعودی عرب)

فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب ردالمحتار میں حضور خاتم المحققین ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ (وصال ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد امام ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام ہر سال شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے۔

(ردالمحتار، باب مطلب فی زیارۃ القبور، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ (سن وصال ۶۰۶ھ) اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں : حضور علیہ السلام ہر سال شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور آپﷺ کے وصال مبارک کے بعد چاروں خلفاء کرام علیہم الرضوان بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(تفسیر کبیر، زیر تحت آیت نمبر ۲۰، سورہ الرعد)

سوال : کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی کسی کے مزار پر جاتے تھے؟

جواب:

جی ہاں! صحابہ کرام علیہم الرضوان حضورﷺ کے مزار اقدس پر حاضری دیا کرتے تھے۔جیسا کہ حضرت مالک دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہوگئے۔ایک صحابی نبی کریمﷺ کی قبر اطہر پر آئے اور عرض کیا۔یارسولﷺ آپ اپنی امت کے لئے بارش مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہوگئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، حدیث نمبر ۳۲۰۰۲، مکتبہ الرشد، ریاض، سعودی عرب)

فائدہ : زیارت مزار کے ساتھ، صاحب مزار سے مدد طلب کرنا صحابہ کا طریقہ ہے۔

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مروان آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور نبی کریمﷺ کی مزار انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے تو اس (مروان) نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا وہ صحابی رسولﷺ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔اور انہوں نے جواب دیا۔ہاں میں جانتا ہوں۔میں رسول اللہﷺ کے پاس آیا ہوں لم ات الحجر میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۲۳۶۴۶، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

سوال : حدیث شریف میں ہے کہ تین مسجدوں (مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی شریف) کے سوا کسی جگہ کا سفر نہ کیا جائے۔پھر لوگ

مزارات اولیاء پر حاضری کی نیت سے سفر کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تینوں مسجدوں میں نماز کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ چنانچہ مسجد الحرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے۔ لہذا ان مساجد میں یہ نیت کر کے دور سے آنا چونکہ فائدہ مند ہے، جائز ہے۔ لیکن کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے۔ یہ ناجائز ہے کیونکہ ہر جگہ کی مسجد میں ثواب یکساں ہے اور حدیث میں اسی نیت سے سفر کو منع فرمایا ہے۔ آج لوگ تجارت کے لئے سفر کرتے ہیں۔ علم دین کے لئے سفر کرتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے سفر کرتے ہیں اور بے شمار دنیاوی کاموں کے لئے مختلف قسم کے سفر کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ سب سفر حرام ہوں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سارے سفر جائز ہیں اور ان کا انکار کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ تو پھر مزارات اولیاء کے لئے سفر کرنا ناجائز کیوں ہوگا بلکہ لاکھوں شافعیوں کے پیشوا امام شافعی علیہ الرحمہ (سن وصال ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں۔ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کے مزار پر آتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کے مزار کے پاس جاکر اللہ سے دعا کرتا ہوں تو حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔

(ردالمحتار، مقدمہ، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

فائدہ: امام شافعی علیہ الرحمہ اپنے وطن فلسطین سے عراق کا سفر کر کے امام صاحب کے مزار پر تشریف لاتے تھے اور مزار سے برکتیں بھی حاصل کرتے تھے۔ کیا ان کا یہ سفر کرنا بھی ناجائز تھا؟

محمد بن معمر سے روایت ہے کہ کہتے ہیں: امام المحدثین ابوبکر بن خذیمہ علیہ الرحمہ، شیخ المحدثین ابو علی ثقفی علیہ الرحمہ اور ان کے ساتھ کئی مشائخ امام علی رضا بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار پر حاضر ہوئے اور مزار کی خوب تعظیم فرمائی۔

(تہذیب التہذیب، حروف العین المہملہ، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

اگر مزاراتِ اولیاء پر جانا شرک ہوتا تو!

کیا حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ اور شہداء احد کے مزاروں پر تشریف لے جاتے؟

کیا صحابہ کرام حضور ﷺ کے مزار پرانوار پر حاضری دیتے؟ کیا تابعین، محدثین، مفسرین، مجتہدین مزارات اولیاء پر حاضری کے لئے سفر کرتے؟

پتہ چلا مزارات پر حاضری حضور علیہ السلام ﷺ، آپ کے اصحاب اور امت کے مجتہدین، محدثین اور مفسرین کی سنت ہے اور یہی اہلِ اسلام کا طریقہ رہا ہے اور اس مبارک عمل پر شرک کے فتویٰ دینے والے صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

مزاراتِ اولیاء پر ہونے والی خرافات

اکثر مخالفین مزاراتِ اولیاء مزارات پر ہونے والی خرافات کو امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مزارات اولیاء پر ہونے والی خرافات کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنی تصانیف میں ان کا رد بلیغ فرمایا ہے۔

☆......عورتوں کا مزارات پر جانا ناجائز ہے : سوائے روضہ رسول ﷺ کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔

(جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۴۱، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

☆......مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے، ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص خانہ کعبہ ہے۔ مزار شریف کو بوسہ نہیں دینا چاہئے

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴، ص ۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

☆......اگر مزار پر چادر موجود ہو اور وہ پرانی اور خراب نہ ہو تو چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو رقم اس میں استعمال کریں، وہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی روح کو ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔

(احکام شریعت حصہ اول ص ۶۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆...... نیاز کا کھانا لٹانا حرام ہے۔ کھانے کا ایسا لٹانا بے ادبی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۲۴، ص ۲۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

☆......مزارات پر سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے۔

(الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ ص ۵، بریلی، ہندوستان)

☆......مزامیر یعنی آلات لہو و لعب بروجہ لہو و لعب بلاشبہ حرام ہیں۔ جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق مقتداء کے کلمات عالیہ میں مصرح (یعنی صراحت کے ساتھ موجود ہیں) ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۴، ص ۷۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

ولی کون؟

آجکل ہمارے ملک میں لوگ ہر اس شخص کو ولی اللہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، جو ہفتہ بھر غسل نہ کرے اور بال لمبے لمبے رکھ لے تو بس ولی پکا ولی اللہ ہے، نہ وہ نماز پڑھے، نہ روزے رکھے اور نہ وہ شریعت پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتے ہیں، اور شریعت سے دوری کو ہی معیار ولایت قرار دیتے ہیں، اور دین دشمنی میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ شریعت و طریقت کی آپس میں بہت پرانی دشمنی ہے، تو اس ضمن میں ہم ضروری جانتے ہیں کہ کچھ کلمات اولیاء اللہ نقل کر دیے جائیں تا کہ معلوم ہو کہ ولی اللہ کون ہوتا ہے؟

اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾سورۃ یونس :رقم الایۃ ۶۲، ۶۳)

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

☆......حضور سیدنا صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے ربّ کی ثناہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قُربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار رہتا ہے۔ متکلّمین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابنِ زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾

یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض عُلَماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے مَحبت کریں، اولیاء کی یہ صفت احادیثِ کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قُربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جس سے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان تحت سورۃ یونس آیت نمبر ۶۲، ۶۳) مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ کراچی پاکستان)

امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ولا تری لغیر ربک، وجوداً مع لزوم الحدود، وحفظ الأوامر، والنواهی فإن انخرم فیک شیء من الحدود فاعلم أنک مفتون قد لعب بک الشیطان فارجع إلی حکم الشرع، والزمه ودع عنک الهوی لأن کل حقیقة لا تشهد لها الشریعة فهی باطلة.

ترجمہ

ریاکاری کی لعنت سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ تو کسی اور کو خاطر میں نہ لا، اس کے ساتھ شریعت کی جملہ حدود اور اوامر و نواہی کی پابندی بھی ضروری ہے، اور اگر کسی حد شرعی کی پامالی میں مبتلا ہوا یعنی کسی کبیرہ گناہ میں مبتلاء ہو گیا تو تو یقین کر لے کہ تو فتنہ میں مبتلا ہو کر شیطان کا کھلونا بن چکا ہے، تو جلدی سے حکمِ شرعی کی طرف رجوع کر کے اس کا التزام کر اور خواہش نفس کو چھوڑ دے، کیونکہ جو کردار شریعت

کے موافق نہ ہو وہ باطل ہی ہوتا ہے۔

(الطبقات الکبری: عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحنفی ،نسبہ إلی محمد ابن الحنفیۃ ، الشعرانی ، أبومحمد (۱:۱۱۲) مکتبۃ محمد المليجي الكتبي مصر

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

فان الولی من واظب علی الطاعات ولم یرتکب شیئاً من المحرمات .

ترجمہ

سچا ولی اللہ وہی ہوسکتا ہے جو احکام شرع پر عمل کرنے والا ہو اور اسی پر ہمیشگی اختیار کرنے والا ہو اور کبھی بھی حرام قول وفعل کا ارتکاب نہ کرے۔

(شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ: ۱۴۸) مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان)

امام نسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

الولی هو العارف بالله تعالی وصفاته حسب مایمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات .

ترجمہ

سچا ولی اللہ اور مسند ارشاد کے قابل وہی شخص ہے جو اللہ تعالی کی ذات وصفات سے متعلق حسب استطاعت علم رکھتا ہو، مامورات شرعیہ پر ہمیشہ عامل ہو، گناہوں سے محفوظ ہو، غیر ضروری لذات وخواہشات نفس سے اجتناب کرتا ہو۔

(شرح عقائد نسفی از علامہ نسفی: ۱۴۸) مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان)

امام شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

فَيُشْتَرَطُ فِيهِ كَوْنُهُ مَحْفُوظًا كَمَا يُشْتَرَطُ فِي النَّبِيِّ كَوْنُهُ مَعْصُومًا .

ترجمہ

سچے ولی اللہ ہونے کے لئے کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہونا شرط ہے جیسے نبی کے لئے معصوم ہونا شرط ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار : ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (۱:۵۸) دار الفکر۔ بیروت

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لان اولیاء الله محفوظون عنه .

ترجمہ

یعنی سچے اولیاء اللہ کا کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہونا شرط ولایت ہے۔

(المبدء والمعاد: ۲۳) مطبوعہ دہلی انڈیا)

وَلِیُّ اللہ کی علامات

☆......علماء نے ولی اللہ کی کثیر علامات بیان فرمائی ہیں، جیسے متکلمین یعنی علمِ کلام کے ماہر علماء کہتے ہیں ولی وہ ہے جو صحیح اور دلیل پر مبنی اعتقاد رکھتا ہو اور شریعت کے مطابق نیک اعمال بجالاتا ہو۔

☆......بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ مشغول رہنے کا نام ہے، جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

☆......حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آئے، یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔

☆......ابنِ زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس سے اگلی آیت میں مذکور ہے۔ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ یعنی ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

☆......بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں۔ اَولیاء کی یہ صفت بکثرت اَحادیث میں ذکر ہوئی ہے۔

☆......بعض بزرگانِ دین نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت یعنی فرمانبرداری سے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا دلیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفیل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔

(تفسیر صراط الجنان از مفتی محمد قاسم قادری (۴:۳۴۵))

اولیاءِ کرام کی اَقسام

مَا رُوِیَ عَن أبِی الدَّرْدَاء رَضِی الله عَنهُ قَالَ ان الْأَنبِيَاء عَلَيْهِم السَّلَام كَانُوا أوتاد الْأَرْض فَلَمَّا انْقَطعت النُّبُوَّة أبدل الله تَعَالَى مكانهم قوما من أمة أَحْمد يُقَال لَهُم الآبدال لم يفضلوا النَّاس بِكَثْرَة صَوْم وَلَا صَلَاة وَلَا تَسْبِيح وَلَكِن بِحسن الْخلق وبصدق الْوَرع وَحسن النِّيَّة وسلامة قُلُوبهم لجَمِيع الْمُسلمين والنصيحة لله تَعَالَى ابْتِغَاء مرضاته بصبر وحلم ولب وتواضع فِي غير مذلة فهم خلفاء من الْأَنْبِيَاء قوم اصطفاهم الله تَعَالَى لنَفسِهِ واستخلصهم بِعِلْمِهِ لنَفسِهِ وهم أَرْبَعُونَ صديقا مِنْهُم ثَلَاثُونَ رجلا على مثل يَقِين إِبْرَاهِيم خَلِيل الرَّحْمَن بهم تدفع الْمَكَاره عَن أهل الأَرْض والبلايا عَن النَّاس وبهم يمطرون وبهم يرْزقُونَ لَا يَمُوت الرجل مِنْهُم أبدا حَتَّى يكون الله تَعَالَى قد أنشأ من يخلفه وَلَا يلعنون شَيْئا وَلَا يُؤْذونَ من تَحْتهم وَلَا يتطاولون عَلَيْهِم وَلَا يحقرونهم وَلَا يحسدون من فَوْقهم وَلَا يحرصون على الدُّنْيَا لَيْسُوا بمتماوتين وَلَا متكبرين وَلَا متخشعين أطيب النَّاس خَبرا وأورعهم أنفسا طبيعتهم السخاء وصفتهم السَّلامَة من دَعْوَى النَّاس قبلهم لَا تتفرق صفتهمْ لَيْسُوا الْيَوْم فِي حَال خشيَة وَغدا فِي حَال غَفلَة وَلَكِن مداومين على حَالهم وهم فِيمَا بَينهم وَبَين رَبهم لَا تتداركهم الرّيح العاصف وَلَا الْخَيل المجراة قُلُوبهم تصعد فِي السَّمَاء ارتياحا إِلَى الله تَعَالَى واشتياقا إِلَيْهِ قدما فِي اشتياق الْخيرَات

﴿اُولٰئِکَ حِزْبُ اللہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

ترجمہ

اولیاءِ کرام کی کثیر اَقسام ہیں جیسا کہ حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، بے شک انبیاءِ کرام عَلَیْہِم الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زمین کے اَوتاد تھے، جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُمتِ احمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں سے ایک قوم کو اُن کا نائب بنایا جنہیں اَبدال کہتے ہیں، وہ حضرات (فقط) روزہ و نماز اور تسبیح و تقدیس میں کثرت کی وجہ سے لوگوں سے افضل نہیں ہوئے بلکہ اپنے حسنِ اَخلاق، وَرع و تقویٰ کی سچائی، نیت کی اچھائی، تمام مسلمانوں سے اپنے سینے کی سلامتی، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا کے لیے حلم، صبر اور دانشمندی، بغیر کمزوری کے عاجزی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے افضل ہوئے ہیں۔ پس وہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِم الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نائب ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ذات پاک کے لئے منتخب اور اپنے علم اور رضا کے لئے خاص کرلیا ہے۔ وہ ۴۰ صدیق ہیں، جن میں سے ۳۰ رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ کے خلیل حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے یقین کی مثل ہیں۔ ان کے ذریعے سے اہلِ زمین سے بلائیں اور لوگوں سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں، ان کے ذریعے سے ہی بارش ہوتی اور رزق دیا جاتا ہے، ان میں سے کوئی اُسی وقت فوت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی جانشینی کیلئے کسی کو پروانہ دے چکا ہوتا ہے۔ وہ کسی پر لعنت نہیں بھیجتے، اپنے ماتحتوں کو اَذیت نہیں دیتے، اُن پر دست درازی نہیں کرتے، اُنہیں حقیر نہیں جانتے، خود پر فوقیت رکھنے والوں سے حسد نہیں کرتے، دنیا کی حرص نہیں کرتے، دکھاوے کی خاموشی اختیار نہیں کرتے، تکبر نہیں کرتے اور دکھاوے کی عاجزی بھی نہیں کرتے۔ وہ بات کرنے میں تمام لوگوں سے اچھے اور نفس کے اعتبار سے زیادہ پرہیز گار ہیں، سخاوت ان کی فطرت میں شامل ہے، اَسلاف نے جن (نامناسب) چیزوں کو چھوڑا اُن سے محفوظ رہنا ان کی صفت ہے، اُن کی یہ صفت جدا نہیں ہوتی کہ آج خشیت کی حالت میں ہوں اور کل غفلت میں پڑے ہوں بلکہ وہ اپنے حال پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں، وہ اپنے اور اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کے درمیان ایک خاص تعلق رکھتے ہیں، جہاں تک دوسرے کسی کی رسائی نہیں۔ اُن کے دل اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا اور شوق میں آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں، (پھر یہ آیت تلاوت فرمائی)

﴿اُولٰئِکَ حِزْبُ اللہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ترجمہ کنزُ العرفان: یہ اللہ کی جماعت ہے، سن لو! اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

(نوادر الأصول فی أحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: محمد بن علی بن الحسن أبو عبد اللہ، الحکیم الترمذی (۱:۲۶۲) دار الجیل - بیروت)

اب وہ پیر جو کتے لڑانے والے، ریچھ اور بندروں کا تماشہ دیکھنے والے اور عورتوں کا ناچ دیکھنے والے شیطان کامل تو ہوسکتے ہیں شیخ کامل کبھی بھی نہیں ہوسکتے۔ قرآن کریم اور احادیث شریفہ اور جملہ فقہاء کرام اور جملہ سلاسل طریقت کے مسلمہ بزرگوں کے ان اقوال و تعلیمات کا تقاضہ یہ ہے کہ سچے اولیاء اللہ کی جھوٹے مدعیان ولایت سے تفریق کی جائے، سچی ولایت کے لئے شریعت کے مقرر کردہ اس غیر متنازعہ معیار کے مطابق پورا اترنے والے حضرات کو صحیح معنی میں اولیاء اللہ سمجھ کر ان کے دامن فیض کو تھاما جائے، جھوٹوں اور فراڈیوں اور دو نمبر جعلی پیروں کے دام تزویر سے خود کو اور عوام الناس کو بچایا جائے، تا کہ تبلیغ کا حق ادا ہو، اور سچے اولیاء اللہ کی تعلیمات و تبلیغات سے مستفیض ہونے کی راہ میں حائل ان جراثیمی رکاوٹوں کو منہدم کر کے خلق خدا کو اصل سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم کیا جائے۔ لیکن یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کرے کون؟

کرامت یا استقامت

آجکل کرامتوں کی بھرمار ہے، ہر پیر کی کوئی نہ کوئی کرامت ضرور بیان کی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ واقعی ولی اللہ ہیں، حالانکہ ہمارے مشائخ کرام رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ولی کے لئے کرامت کا ہونا ضروری نہیں ہے، اب کئی خطباء کو بھی دیکھا ہے کہ وہ جس سلسلے کے مجمع میں ہوں انہیں کے بزرگوں کے نام لیکر کرامات بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں اگرچہ وہ ان سے صادر نہ ہوئی ہوں، اسی طرح آجکل جعلی پیروں نے اپنے آستانوں میں لوگوں کو بٹھایا ہوا ہے تاکہ وہ آنے والوں کو پیر صاحب کی کرامات بیان کریں اور ان کو یہ باور کرائیں کہ حضرت تو بہت پہنچے ہوئے ہیں، آج تو یہ ظلم اتنا عام ہو گیا ہے کہ ہر پیر اپنی کرامتیں خود سوشل میڈیا پر بیان کررہا ہے، اور اس طرح اپنے گرد مریدین کا مجمع بڑھایا جا رہے ہیں، لاہور کے ہی ایک بہت بڑے بزرگ سے ہماری ملاقات ہوئی دوران ملاقات انہوں نے یہ انکشاف کیا کہ میرے پاس ایک علاقہ کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے والد ماجد اللہ تعالی کے ولی گزرے ہیں، آپ ان کے حالات پر کتاب تحریر کر دیں اور اس میں ایک باب کرامات کا بھی لکھنا ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے آپ کے والد ماجد کے متعلق کوئی کرامت نہیں سنی، تو لکھوں گا کیسے؟ تو انہوں نے کہا: ہم کچھ دن تک دربار شریف مارکیٹ جائیں گے اور وہاں سے کچھ کتابیں لائیں گے آپ ان میں کچھ تبدیلی کے ساتھ اس میں لکھ دینا اس طرح یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

لاہور میں ہی ایک نیا پیر بازیاب ہوا ہے اور اس کی کرامت انتہائی حیران کن ہے، وہ یوں کہ اس کے سر کے بال چپکے ہوئے ہیں، اور وہ خود بیان کرتا ہے کہ یہ رمضان المبارک کی ستائیں تاریخ کو بال چپکے ہیں، ہوا یہ کہ میں سویا ہوا تھا جب بیدار ہوا تو بال چپکے ہوئے تھے، اب یہ اس کی کرامت ہے اور لوگ کثیر تعداد میں اس کے بالوں کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ اور وہ خود کہتا ہے کہ اگر یہ کرامت نہ ہوتی تو ستائیس تاریخ کو کیوں چپکتے؟ الامان الحفیظ۔

شیخ الحدیث مولانا پیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع کے متعلق ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ شریعت کی زبان میں بزرگان دین کے مطابق اولیاء اللہ کے لئے جو حقیقی کرامت ہو سکتی ہے اسے نظر انداز کر کے کچھ ایسے امور خارقۃ العادت کو اولیاء کرام کی کرامت مشہور کیا جا چکا ہے، جو کسی غیر مسلم جوگی، ہندو اور یہودی اور مجوسی سے بھی صادر ہو سکتے ہیں، مثلاً آگ پر کھڑا ہونا اور ہوا میں اڑنا، اور دریا کی سطح پر چلنے جیسے خلاف عادت اور عام انسانوں کے لئے ناممکن کام اولیاء اللہ کی کرامت کے حوالے سے اس بے حقیقت عوامی ذہن کا تاثر اتنا عام ہو چکا ہے، اس ماحول کے اچھے خاصے اہل علم بھی قرآن وسنت کی نگاہ میں جو حقیقی کرامت ہے اسے بھول کر اس کے چکر میں پڑ جاتے ہیں، اس جہل زدہ ماحول سے اثر لینے والے کچھ حضرات میں نے ایسے بھی دیکھے ہیں جو اپنے صاحب کرامت بزرگوں کی حقیقی کرامت کو پس پشت ڈال کر ان مرحومین کو بے حقیقتی کے اس رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے میں ضروری جانتا ہوں کہ اولیاء اللہ کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں اور بزرگان دین کی تصریحات کے مطابق جو حقیقی کرامت

ہے اس کا اس عوامی کرامت کے ساتھ موازنہ پیش کر کے صورتحال واضح کروں، یہاں پر ہمارا مقصد صرف اور صرف کرامات اولیاء کے حوالے سے اسلامی اور غیر اسلامی ذہن کا موازنہ کرنا مقصود ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امور خارقۃ العادۃ کا صادر ہونا یعنی عام انسانوں کی طاقت سے ماوراء ناممکن کاموں کا اللہ تعالی کے کسی نیک بندے سے صادر ہونا اللہ تعالی کی طرف سے عزت افزائی اور کرامت کے طور پر بھی ہوسکتا ہے، تاریخ کے اوراق میں اس کی بھی کئی مثالیں ملتی ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب لینا کہ ایسے غیر ممکن کاموں کا صادر ہونا ہی ان حضرات کی کرامت ہے، یا یہ تصور کہ ایسے کاموں کا صدور اولیاء اللہ کا ہی خاصہ ہے، کہ یہ کام نبی کے معجزہ اور ولی کی کرامت کے بغیر کسی اور کے ہاتھ اور زبان سے ظاہر نہیں ہوسکتا، نہ صرف غلط بلکہ سوفی صد غلط ہے، بے بنیاد اور غیر اسلامی تصور ہے، حقیقی کرامت کے مقابلے میں محض عوامی ذہن ہے، کیونکہ اس قسم کے بظاہر ناممکن کاموں کا صدور وظہور اگر نبی کے معجزہ اور ولی کی کرامت کے ساتھ خاص ہوتا تو جوگیوں اور ہندوؤں اور یہودیوں جیسے دشمنان اسلام سے کبھی بھی ظاہر نہ ہوتا، جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے، کیونکہ کبھی مجاہدہ اور عملیات کے نتیجے میں کبھی استدراج کے طور پر اور کبھی اللہ تعالی کی طرف سے کسی خاص حکمت کے تحت ان گمراہوں سے اس قسم کے مشکل امور خارقۃ العادت کا ظہور اور صدور ہوتا رہتا ہے، جیسے دجال کے ہاتھ سے اس طرح کے عجائبات اور خوارق کے ظاہر ہونے کے متعلق احادیث شریفہ میں بہت کچھ موجود ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

مُوسَى بْن عيسى يَقُول :قَالَ لى أَبِى قَالَ أَبُو يَزِيد لو نظرتهم إِلَى رجل أعطى من الكرامات حَتَّى يرتقى فِي الهواء فلا تغتروا بِهِ حتى تنظروا كَيْفَ تجدونه عِنْدَ الأمر والنهى وحفظ الحدود وأداء الشريعة.

ترجمہ

موسیٰ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کو طرح طرح کے خارقۃ العادت امور دیئے گئے ہیں جنہیں لوگ کرامت سمجھتے ہیں پھر بھی تم اس پر دھوکہ مت کھاؤ، یہاں تک کہ پہلے اس کے کردار کو شریعت کے ترازو میں تولو، کہ اوامر ونواہی حدود اللہ اور آداب شریعت کو بجالانے میں وہ کیسا ہے؟۔

(الرسالۃ القشیریۃ : عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک القشیری (ا:۵۸) دارالمعارف، القاہرۃ)

حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حقیقی کرامت اور عوامی کرامت کی بہت لمبی تفصیل لکھنے کے بعد بطور نتیجہ فرمایا:

فالعلماء هم آمنون من التلبيس.

ترجمہ

یعنی کرامات کے بہانے اور شیطانی تلبیس سے باعمل علماء کرام کی ہی محفوظ ہوسکتے ہیں۔

تو ظاہر ہے کہ باعمل علماء وہی ہوتے ہیں جو مستقیم فی الدین ہوں، یعنی استقامت فی الدین ہی ایسی کرامت ہے جس میں کسی قسم

کا استدارج یا کرشمہ عملیات اور شیطانی تلبیس ممکن نہیں ہو سکتی۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

ومکاشفہ ومعاینۃ درمرایا، صور عالم برظہور می آید حکماء یونان وجوگیان ہندو براہمہ درین معنی شریک اند علامت صدق احوال موافقت علوم شریعہ است باجتناب از ارتکاب امور محرمہ ومشتبہ.

ترجمہ

یعنی خلائق کی صورتوں کے باطنی شیشوں میں غیبی چیزوں کا ظہور اور مکاشفہ ہو سکتا ہے، یونان کے حکماء اور ہندوستان کے برہمن اور جوگی بھی اس کشف میں شریک ہیں م، جب کہ اس قسم کے کشفی حالت کے سچے ہونے کی علامت صرف اور صرف احکام شریعت کے علم وعمل کے مطابق ہونا ہے۔ کہ درستی عقیدہ وعمل کے ساتھ حرام ومشتبہات سے بھی بچنے والوں میں اگر ایسے کشفی حالات پائے جائیں تو وہ ان کی سچی کرامت ہوتی ہے۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۶۶ حصہ چہارم دفتر اول)

ایسے میں اس قسم کی چیزوں کو اولیاء اللہ کی خاص صفت اور معیار قرار دینا نہ صرف ان کی حقیقی کرامت سے بے التفاتی ہے بلکہ التباس الحق بالباطل بھی ہے، کیونکہ قرآن وسنت کی روشنی میں سلف وصالحین اور بزرگان دین کی تشریح وتعبیر کے مطابق اولیاء اللہ کی حقیقی کرامت پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ ﷺ کا معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ اولیاء اللہ کا ایسا خاص وصف ہوتا ہے جو ان کے کامل متبعین کے ماسواء کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتا، غیر مسلم جوگی ہندو جیسے دشمنان اسلام تو دور کی بات ہے یہ ان حضرات کی یہ خاص صفت ایمان وتقوی کے کمال میں کمزور مسلمانوں کو بھی نصیب نہیں ہوتی، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم.

ترجمہ

عند اللہ سب سے بڑے کرامت والے وہی ہو سکتے ہیں جو سب سے زیادہ متقی ہیں۔ سورۃ الحجرات: ۱۳)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں سلف وصالحین نے استقامت فی الدین کو اولیاء اللہ کے لئے حقیقی کرامت قرار دیا ہے، جس میں جوگی ان کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہندو اور یہودی ان کے ہم وصف ہو سکتے ہیں، نہ کوئی اور نجس ریاضت کے ذریعے اسے حاصل کر سکتا ہے، نہ استدارج کے طور پر، جیسا کہ حضرت سیدنا الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وکرامۃ الولی استقامۃ فعل علی قانون قول النبی ﷺ.

ترجمہ

کسی سچے ولی اللہ کی کرامت جس میں کسی گمراہ کا شریک ہونا ممکن نہ ہو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس کا کردار اللہ تعالی کے رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اصول پر مستقیم ہو۔ یعنی استقامت فی الدین ہو۔

(بہجۃ الاسرار: از امام ابو الحسن الشطنوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ: ۳۹) مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ البابی مصر

(الارشاد والاسترشاد فی الاسلام از پیر محمد چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ: ۴۴۷) مطبوعہ گلف پبلشرز پشاور)

کرامت نہیں استقامۃ

وَقَالَ أَبُو عَلَى الجوزجانی کن صاحب الاستقامة لا طَالِب الكرامة فَإِن نفسک متحركة فِي طلب الكرامة وربک عَزَّ وَجَلَّ يطالبک بالاستقامة.

ترجمہ

امام ابوعلی الجوزجانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ تو صاحب الاستقامۃ بن نہ کہ طالب کرامت، کیونکہ تیرا نفس تو یہ چاہتا ہے کہ تجھ سے کرامات کا ظہور ہو مگر تیرا مولا تعالی تجھ سے استقامت فی الدین کا مطالبہ کرتا ہے۔

(الرسالۃ القشیریۃ : عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک القشیری (۲:۲۵۷) دارالمعارف، القاہرۃ)

اصل کمال استقامت فی الدین ہے

وقيل لأبي يَزِيد :فُلان يمشى فِي ليلة إِلَى مَكَّة .فَقَالَ :الشَّيْطَان يمشى فِي ساعة من المشرق إِلَى المغرب فِي لعنة اللَّه.

وقيل لَهُ :فُلان يمشى عَلَى الماء ويطير فِي الهواء فَقَالَ الطير :يطير فِي الهواء والسمک يمر عَلَى الماء .

ترجمہ

حضرت سیدنا امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی: حضور! فلاں شخص ایک ہی رات میں مکہ مکرمہ پہنچ جاتا ہے، تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: اس طرح تو شیطان بھی مشرق سے مغرب تک کا فاصلہ ایک ساعت میں کر لیتا ہے پھر بھی لعنتی ہے۔

اور اسی طرح ایک بار عرض کی گئی: فلاں شخص پانی پر چلتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: وہ تو پرندے بھی ہوا میں اڑتے ہیں اور مچھلی بھی پانی میں تیرتی ہے۔

(الرسالۃ القشیریۃ : عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک القشیری (۲:۵۳۳)

اس سے ثابت ہوا کہ اصل کرامت استقامت فی الدین ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نظریہ

وقيل :لَهُ إِن فلانا يمشى عَلَى الماء فَقَالَ :عندى أن من مكنه اللَّه تَعَالَى من مخالفة هواه فَهُوَ أعْظَم من المشى فِي الهواء .

ترجمہ

حضرت سیدنا امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: میرے نزدیک اس کے پانی پر چلنے سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی مخالفت کرنے پر ثابت قدم رہے۔

(الرسالۃ القشیریۃ : عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک القشیری (۲:۵۳۳)

استقامت کیا ہے؟

قال ابن رجب -رحمه الله تعالى :-أصل الاستقامة استقامة القلب على التّوحيد.

ترجمہ

حضرت امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ استقامت کی اصل دل کے توحید پر قائم رہنے کا نام ہے۔

(نضرۃ النعیم فی مکارم أخلاق الرسول الکریم (۲:۳۰۵) دار الوسیلۃ للنشر والتوزیع، جدۃ)

کرامت چھپانے کا حکم

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ایک اللہ تعالی کے ولی سے جب کرامت ظاہر ہوئی تو انہوں نے فرمایا

ويجب كتمانه وأن لا أتحدث به فإن من شرط الكرامة كتمانها .

ترجمہ

کرامت کو چھپانا واجب ہے، اسی لئے میں بیان نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ کرامت کی شرائط میں سے ہے کہ ان کو خفیہ رکھا جائے۔

(تلبیس إبلیس : جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمٰن الجوزی: ۳۳۷) دار الفکر للطباعۃ والنشر ، بیروت، لبنان)

امام قلمونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

والأصل فى الكرامة الإخف- والكتمان وكثيرا ما يكون ظهورها فتنة للناس.

ترجمہ

امام محمد رشید بن علی رضا القلمونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ کرامت میں اصل چھپانا اور خفیہ رکھنا ہے کیونکہ بہت سے لوگ اسی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

(الوحی المحمدی : محمد رشید بن علی رضا بن محمد شمس الدین بن محمد القلمونی الحسینی:۱۵۴) دار الکتب العلمیۃ -بیروت)

محققین صوفیاء کرام کی رائے

إن المحققين من الصوفية يوافقون علماء الكلام والأصول على منع توالى الكرامات وتكرارها، ومنع إظهارها.

ترجمہ

امام محمد رشید بن علی رضا القلمونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ محققین صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین علماء الکلام والاصول کی اس معاملے میں موافقت کرتے ہیں کہ کرامت کا بار بار اظہار اور اس کا تکرار منع ہے اور اسی طرح اس کو ظاہر کرنا بھی منع ہے۔

(الوحی المحمدی : محمد رشید بن علی رضا بن محمد شمس الدین بن محمد القلمونی الحسینی:۱۵۴) دار الکتب العلمیۃ -بیروت)

سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول

وقال الشيخ أحمد رفاعي :إنّ الأولياء يستترون من الكرامة كما تستتر المرأة من دم المحيض، وصرحوا بأنها ليست بشرط للولاية ولا دليل عليها.

ترجمہ

الشیخ سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یقیناً اولیاء کرام خود سے ظاہر ہونے والی کرامات کو اس طرح چھپاتے ہیں جیسے عورتیں اپنے مخصوص ایام کے مستعمل کپڑوں کو چھپاتی ہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ ولایت کے لئے کرامت کا ہونا شرط نہیں ہے اور نہ ہی اس پر دلیل ہے۔

(الوحی المحمدی : محمد رشید بن علی رضا بن محمد شمس الدین بن محمد القلمونی الحسینی:۱۵۴) دار الکتب العلمیۃ - بیروت)

امام عبدالقادر النعیمی الدمشقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

أن الولی یجب علیه اخفاء الکرامة کما صرح به أبو محمد فی أول کتاب فی اللطائف والحکم الثالث.

ترجمہ

بے شک ولی پر واجب ہے کہ وہ کرامت کو چھپائے ، جیسا کہ ابو محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب میں اس کی تصریح کی ہے،

(الدارس فی تاریخ المدارس : عبدالقادر بن محمد النعیمی الدمشقی (۱۶۸:۲) دار الکتب العلمیۃ)

والد ماجد کا بیٹے پر ناراض ہونا

ومن کراماته ما بلغنی أنه زار مع أبیه مساجد الفتح غربی المدینة الشریفة، فنبحهم کلب هناک، فالتفت إلیه إبراهیم المذکور، فتفل فی وجهه، فمات الکلب، فغضب علیه أبوه لإظهاره مثل هذه الکرامة العظیمة من غیر ضرورة .

ترجمہ

الشیخ الامام ابو العباس احمد بن موسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بچپن میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہمراہ جارہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کرامت کا اظہار ہوا تو آپ کے والد ماجد حضرت امام موسی الیمنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جلال میں آگئے۔

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان: أبو محمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۱۵۹:۴)

حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا مبارک عمل

حضرت حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے دوران سفر ایک کرامت ظاہر ہوئی ، جب اس کی اطلاع حضرت خواجہ عالم محمد صادق رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو ہوئی تو پسند نہ فرمایا، اور یہ ارشاد فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ تیز رفتار گھوڑے کی عمر تھوڑی ہوتی ہے۔

سیدی فرید العصر از مفتی علیم الدین نقشبندی مجددی: ۲۴۵) مطبوعہ خانقاہ سلطانیہ جہلم پاکستان

حضور سیدنا الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کا قول وعمل

قال الشیخ الامام عبدالقادر الاربلی رحمة الله تعالی علیه وکان فی کل یوم یظهر من وجوده الشریف کرامات متعددة یخفیها ولا یظهرها.

ویقول الشیخ الامام الجیلانی رضی الله عنه : من یظهر خوارق العادات والکرامات الالامر اولحکمة ولم یخفها فهو طالب الدنیا. ومن یکن مریدی ویاخذ الخلافة من اولادی او من خلفائی ویصل الی مرتبة

الکرامة ویظهر مقصده و ارادته یکون وجهه مسودافی الدارین .

ترجمہ

حضرت سیدنا امام عبدالقادر الاربلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے وجود شریف سے ہر دن کرامات کا ظہور ہوتا رہتا تھا، اور آپ رضی اللہ عنہ ان کرامات کو پوشیدہ رکھتے تھے اور کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے۔

اور اسی طرح الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص خوارق عادات امور اور کرامات کو کسی امر یا حکمت کے تحت ظاہر کرتا ہے اور ان کو پوشیدہ نہیں رکھتا وہ طالب دنیا ہے، اور جو شخص میری اولاد سے یا میرے خلفاء سے خلافت پائے اور مرتبہ کرامت تک پہنچ جائے اور اس سے اپنا مقصد یا ارادہ ظاہر کرے تو اس کا منہ دنیا و آخرت میں کالا ہو جائے گا۔

(تفریح الخاطر الشیخ الامام عبدالقادر الاربلی: ۴۵)

اس سارے کلام سے ظاہر ہوا کہ اصل چیز استقامت فی الدین ہے جس کو حاصل ہو جائے وہ شخص ولی اللہ ہے، آجکل جو شخص نماز ادا نہیں کرتا وہ بھی ولی اللہ بنا بیٹھا ہے، اب بتائیں جو شخص شریعت مبارکہ کے اس حکم پر عمل نہیں کرتا تو وہ ولی اللہ کیسے ہوگیا؟ کیونکہ ولایت تو استقامت فی الدین کا نام ہے۔

اپنا درد کس کو سنائیں؟

اصل موضوع اور مدعا کی طرف آنے سے قبل چند اہم باتیں؛ میرا مقصد تصوف، صوفیاء یا حقیقی پیر، مشائخ کرام کے خلاف لکھنا نہیں۔ میں خود تصوف وطریقت سمیت اولیاء کا قائل ہوں لیکن قائل ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ جو اپنی زبان سے میاں مٹھو بن بیٹھے ہم اس کو ولی یا پیر مان لیں۔ اسلاف امت میں سلاسل طریقت، تصوف، اولیاء کی بیعت وارادت کرنا سب ثابت ہے۔ لیکن افسوس طلب امر یہ ہے، خاص طور پر ہمارے ہاں برصغیر میں یہ المیہ ہے کہ پیری مریدی تصوف وطریقت، معرفت وسلوک کو چھوڑ کر فقط ایک رسم رہ گئی ہے اور پیسہ کمانے کا ایک دھندہ بن گیا ہے۔ ہر شہر میں گلی گلی کوئی بابا، پیر بیٹھا ہے جس کا شریعت سے کوئی لینا دینا نہیں۔ کوئی لمبے لمبے بال رکھ کر، کوئی ہاتھ کی پانچ انگلیوں میں دس انگوٹھیاں پہن کر دین کو بگاڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان پیروں اور بابا لوگوں کو نماز اور شریعت کی پرواہ تک نہیں۔ ستم بالائے ستم تو یہ کہ عوام الناس نے بھی دین کو اس قدر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حقیر سمجھ رکھا ہے کہ اگر سر درد ہو تو ڈاکٹر کی اجازت کے بغیر دوائی نہیں لیتے لیکن شریعت اور اسلام کا مسئلہ ہو، طریقت اور تصوف کی بات ہو تو کسی بھی جاہل کے سامنے جا بیٹھتے ہیں۔ پیران کرام اور شیخ کا کام کیا ہوتا ہے، پیر یا شیخ کی شرائط کیا ہوتی ہیں، کون پیر ہو سکتا ہے اور کون نہیں؟ ان باتوں کا گلی گلی بیٹھے جاہل پیروں کو علم ہے نہ ان پیروں کے پاس جانے والی عوام کو۔ ہمارے ہاں دوسرا بڑا المیہ یہ ہے کہ جس کے دادا، پردادا اللہ کے ولی، بزرگ تھے آج ان کی اولادیں پیر بنی بیٹھی ہیں اور عوام الناس اندھی محبت میں گم ہیں۔ اور سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی شہزادی ہو کر ساری ساری رات سجدوں میں گزارتیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک بھی نماز چھوڑ کر اللہ والا نہیں بنا۔ اسلاف امت میں ہمیں کہیں ایسا کوئی

ثبوت نہیں ملتا کہ کسی شیخ، بزرگ، پیر کی اولاد بھی پیر بنی ہو۔ کسی کا والد فوت ہوا تو شریعت وطریقت کے علم سے جاہل بیٹا جو باپ کا جنازہ تک نہ پڑھا سکتا ہو وہ باپ کا گدی نشین بن گیا ہو۔ آپ تاریخ کھنگال کر دیکھ لیں آپ کو کہیں کسی امام طریقت وشریعت کی اولاد (جو علم و عمل سے جاہل ہو) اپنے بڑوں کے جانے کے بعد گدی سنبھالتی نظر نہ آئے گی۔

باپ فوت ہوا تو اب اس کا بیٹا، بھتیجا، بھانجا سب پیر بن گئے یہ جاہلانہ رسم ہندوؤں اور فرعونوں کی ہے۔ ان کا پروہت مرجاتا تو اس کے خاندان میں سے اس کے بعد کے بڑے کو پروہت بنا دیا جاتا یا پھر یہ رسم فرعونوں کی تھی کہ باپ مرتا تو بیٹا باپ کے تخت پر بیٹھ جاتا اور پھر وہ فرعون کہلاتا۔ اسلام میں تو قطعاً یہ نہ تھا۔ اگر طریقت اور پیری مریدی اسی رسم کا نام ہوتا تو امام طریقت، تصوف کے موضوع پر قلم اٹھانے والے پہلے امام، امام قشیری کی اولاد در اولاد کی گدی آج بھی چل رہی ہوتی۔ اگر طریقت اسی چیز کا نام ہوتا تو حضرات مشائخ کرام کی اولاد آج تک گدی نشین چلی آ رہی ہوتی۔ علی ھذا القیاس۔ ہمارے ہاں ہر مرنے والے کی اولاد پیر بن جاتی ہے۔ عوام تو عوام بعض اوقات علماء، مفتیان کرام بھی کسی پیر صاحب کے جاہل صاحبزادے کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے نظر آتے ہیں۔ کیا طریقت اور تصوف اسی جہالت کا نام ہے؟؟ حالانکہ تصوف وطریقت بغیر شریعت کے علم کے ممکن ہی نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ اس کو اپنا دوست اور ولی بنائے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت پر عمل ہی نہ کرتا ہو، جو اللہ ورسول ﷺ کا حکم نہیں مانتا وہ عاشق اور ولی کاہے کا؟؟؟ آپ اسماء الرجال وتاریخ کی کتب کے سمندر میں غوطہ زنی کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلاف میں جو بھی آئمہ طریقت کہلوائے وہ سب شریعت کے عالم بھی تھے، اپنے دور کے محدث اور فقیہ تھے۔ کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے شریعت کی الف بے نہ دیکھی ہو، جس کو نماز کے واجبات تک کا علم نہ ہو یا بے نمازی ہو، جسے اتنا علم نہ ہو کہ سجدہ کرنے کی شرائط میں کتنی ہڈیوں کا زمین پر لگنا لازم ہے اور وہ شیخ اور پیر بن گیا ہو۔ آپ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، غوث اعظم رضی اللہ عنہ، امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہم کسی کی سوانح پڑھ لیں آپ کو ان کے اساتذہ میں بے شمار حضرات محدثین وفقہاء ملیں گے۔ وہ پیر، شیخ یا اللہ کا ولی کیسے ہوسکتا ہے جو اللہ کے محبوب ﷺ کے دین سے جاہل ہو، جس کا ہر عمل اللہ کے محبوب ﷺ کے حکم اور ان کی حدیث کے مخالف ہو، کیا ایسے جاہل کو اللہ اپنا ولی بنائے گا؟؟

میں تعویذ، سماع وغیرہ کا قائل ہوں لیکن پیران کرام، مشائخ کرام کا کام فقط تعویذ دینا، سماع کی شرائط کو پس پشت ڈال کر گمراہ کن اشعار پر مبنی سماع کروانا، دھمالیں ڈالنا تو نہیں تھا۔ اولیاء تو وہ تھے جو اپنے مریدین کو نمازوں کا پابند بناتے تھے ان کو شریعت کی تعلیم دیتے تھے۔ لیکن آج کل تو پیر، بابا لوگ خود نماز نہیں پڑھتے اور اگر کوئی پوچھ لے کہ پیر صاحب نے نماز کب ادا کرنی ہے تو ان کے پڑھے لکھے جاہل مرید فرماتے ہیں کہ پیر صاحب مراقبے میں ادا فرما لیتے ہیں، حیرت ہے ایسے پیر نماز تو مراقبے میں ادا کرتے ہیں لیکن مرغ و بریانی کے چٹ پٹے کھانے ہوش وحواس میں کھاتے ہیں۔

اولیاء، پیران کرام، مشائخ تو وہ تھے جو شریعت پر عمل پیرا ہوتے تھے، جن کے سامنے اگر کوئی غیر عورت آ جاتی تو وہ خود نظریں جھکا لیتے، اس کو پردے کا حکم دیتے لیکن آج کل بدبخت اپنے آپ کو پیر کہلوانے والے عورتوں سے گلے ملتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ ایسا کوئی بھی شخص چاہے اس کے سر پر عمامہ ہو، لمبا تڑنگا جبہ پہن کر بیٹھا ہو یا اپنے آپ کو درویش ثابت کرنے کے لئے ایک تہبند میں بیٹھا ہو، ہوا میں اڑتا ہو، گھنٹوں دھمالیں ڈالتا ہو، وہ زبان سے الفاظ نکالے تو بات پوری ہوتی ہو، جو کچھ بھی ہو لیکن اگر اس کا ایک عمل بھی شریعت کے حکم

قطعی یا صریح حکم کے منافی ہے تو وہ جادوگر، دجال تو ہوسکتا ہے، وہ شیطان کا چیلا تو ہوسکتا ہے اللہ کا ولی قطعاً نہیں ہوسکتا۔ لازمی نہیں کہ جس کی بات پوری ہو جائے وہ اللہ کا ولی بھی ہو، دجال کے بارے میں احادیث کا مفہوم ہے کہ وہ جو چاہے گا کرے گا۔ لہذا ایسا شخص جس کا کوئی عمل شریعت کے منافی ہے تو وہ اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔ جس کی چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ مرد کے لئے سونا پہننا یا چاندی کی ایک وقت میں ایک نگینے والی ایک انگوٹھی سے زیادہ پہننا حرام ہے۔ لہذا جو شخص سونا یا کئی انگوٹھیاں پہنے بیٹھا ہو، وہ خود حرام فعل کا مرتکب ہو کر گناہ کبیرہ کر رہا ہے تو وہ دوسروں کی تربیت کیا خاک کرے گا؟

علم میں اضافے کے لئے اسلاف امت کی تعلیمات کی روشنی میں پیر، شیخ کی شرائط پیش کرتا ہوں؛

۔ پیر یا شیخ کا سلسلہ طریقت حضور نبی اکرم ﷺ تک مستقل اور متصل ہو۔ لازمی نہیں کہ وہ سید زادہ اور آل رسول ﷺ ہو۔ لیکن اس کا طریقت کا سلسلہ کہ اسے خود کس سے اجازتِ طریقت ہے/مرید کرنے کی اجازت کس سے ہے۔ اسی طرح مکمل سلسلہ رچین حضور نبی اکرم ﷺ تک ہو۔

☆...... پیر صاحب کا عقیدہ درست ہو۔ اور عقیدہ درست اس وقت ہوگا جب پیر صاحب کو عقیدہ کا علم ہوگا۔ ستم تو یہ ہے کہ اگر موجودہ پیروں سے عقیدہ کی لفظی اور اصطلاحی تعریف پوچھ لی جائے تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے۔ اور ظلم کی انتہاء کہ کئی آستانوں، پیروں، بابا لوگوں کی باتیں سنو تو حد درجہ کفر بکتے ہیں۔ شطحیات کے نام پر طرح طرح کے الاپ شناپ بولتے ہیں۔ جس کو عقیدہ کا علم ہی نہ ہو، یہ ہی علم نہ ہو کہ کون کون سے نظریات کا تعلق عقیدہ سے ہے تو اس کا عقیدہ درست کیا خاک ہوگا؟؟

☆...... پیر عالم دین ہو۔ مقولہ ہے ﴿کہ بے علم نتواں خدا را شناخت بے علم﴾ جاہل کو اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب نہیں ہوتی۔ جو علم سے ہی جاہل ہے، عالم ہی نہیں ہے تو عارف کیسے ہوسکتا ہے؟؟ لہذا جو اپنے آپ کو پیر کہے تو پہلے دیکھ لیں کہ اس نے کم از کم شریعت کا علم کس سے پڑھا ہے؟؟ آیا شریعت اور دین پڑھا بھی ہے کہ نہیں؟؟ کیونکہ بغیر علم کے عبادت کرنے والا شیطان کے ہاتھ میں مسخرہ ہوتا ہے۔ حکایات و روایات اس پر دال ہیں کہ فقط عابد کو شیطان با آسانی برباد کر دیتا ہے۔ احادیث مطہرہ کا مفہوم بھی ہے کہ شیطان کے لئے ایک عالم ایک ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ لہذا جس نے علمِ شریعت و دین کو پڑھا ہی نہیں، جو قرآن کے احکامات، متشابہات، تفسیر، ناسخ و منسوخ وغیرہ، حدیث کے احکام، علل وغیرہ یا فقہ کے اصول و مسائل کو نہیں جانتا تو وہ دوسروں کی تربیت کیسے کر سکتا ہے اور دوسروں کا پیر اور شیخ کیسے بن سکتا ہے؟؟ ستم تو یہ کہ ہمارے ہاں ایسے جاہل شخص کو جسے طریقت کا معنی نہیں معلوم، جو شریعت کی شین سے واقف نہیں ہے اسے پیر طریقت اور رہبر شریعت کے القابات دے کر دین کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے۔

☆...... پیر فاسق معلن نہ ہو۔ یعنی کہ وہ احکام جو گناہ کبیرہ ہیں، جن سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ وہ کام کرنے والا نہ ہو۔ لہذا ایسا شخص جو نماز نہیں پڑھتا، عورتوں کو گلے لگاتا ہے، ہاتھ میں کئی کئی انگوٹھیاں پہنتا ہے، ننگا تڑنگا رہتا ہے، کوئی بھی عمل شریعت کے حکمِ قطعی کے خلاف کرتا ہے، وہ چاہے کرامت کے نام پر سمندر کا رخ موڑ دے، جادوگر تو ہوسکتا ہے لیکن اللہ کا ولی یا پیر نہیں ہوسکتا۔

عوام الناس سے عرض ہے کہ خدارا اپنے ایمان اور دین کو ایسے بدبختوں سے محفوظ رکھیں۔ ان پڑھ جاہل پیر، گلی گلی بیٹھے بابے، ہر الٹے سیدھے کام کے لئے تعویذ بیچتے لوگ قطعاً پیر نہیں ہوسکتے۔ اپنی ماؤں بہنوں بیٹیوں کو ان کے پاس جانے سے روکیں۔ یہ لوگ دیندار

اور کسی اللہ کے ولی یا بزرگ کے نہیں بلکہ دین کے دشمن اور ہندوؤں کے پروہتوں کے گدی نشین ہیں۔کوئی بزرگ فوت ہوں تو ان کی اولاد اگر شریعت و دین کے علم سے جاہل ہے، ان کے اعمال احکام شریعت سے منافی ہیں وہ قطعاً پیر نہیں ہوسکتے اور ایسے جاہل لوگوں کو بزرگوں کا گدی نشین بنانا، ان کی بیعت کرنا، ان کا ادب کرنا سب حرام اور گناہ ہے۔

احباب اقتدار سے بھی عرض ہے کہ اس طرح سے دین کا نام بگاڑنا، دین کو بیچنا، دین کے نام پر بے غیرتی کرنا، حرام کاموں کو اپنی کرامت کہنا، گھٹیا حرکتوں کو مجذوبیت کہنا، دین کے مخالف کام کر کے پہنچی ہوئی شخصیت بننا، لوگوں کو دین و شریعت سے دور کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کے دین کی گستاخی ہے۔ایسے لوگوں کے خلاف باقاعدہ آپریشن ہونا چاہئے اور ان کو قرار واقعی سزا دینی چاہئے۔

جعلی عاملوں کی عملی دہشت گردی

دہشت گردی کا لفظ اس لئے لکھا ہے معاشرے میں لوگوں کے دلوں میں دہشت پھیلانے میں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے، جوانہوں نے قوم میں سرد جنگ شروع کروائی ہوئی ہے اس کی طرف کسی کی کوئی توجہ نہیں ہے، کوئی بھی شخص ان کے پاس جاتا ہے تو اسے فوراً کہتے ہیں کہ آپ کے کسی خاص اور قریبی رشتہ دار نے آپ پر جادو کروایا ہوا ہے، اور آپ کا تو بیڑہ غرق ہو جائے گا اور جیسے ہی وہ شخص وہاں سے چلتا ہے، تو فوراً وہ ذہن بنا لیتا ہے میرا قریبی رشتہ دار تو فلاں ہے، اب یہ اس سے بدگمان ہونا شروع ہو جاتا ہے، یا پھر کسی بھی رشتہ دار سے بنتی نہ ہو تو فوراً اسی کی طرف ذہن جاتا ہے کہ اس نے کیا ہوگا، ہمارے اہل حل وعقد کو شاید اس بات کا ادراک نہیں ہو رہا کہ ان شیطانوں کی وجہ سے کتنے گھر روزانہ بدگمانی کا شکار ہو رہے ہیں اور کتنے رشتے ہیں جو روزانہ انہیں کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں۔

میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ ہم نے اپنے بھائی کی شادی کی اور وہ ہے اپنے رشتہ داروں سے، مگر اس نے آتے ہی جادو کیا میرے والد ماجد ٹھیک دو سال بعد فوت ہو گئے، اور اب میری ماں کے پیچھے لگی ہوئی، اس پر جادو کروار ہی ہے، اب ہمارا بھائی ہے، ہم اس کو بتاتے ہیں وہ مانتا ہی نہیں، ہمارے بھائی کو کوئی فکر، نہ ماں کی فکر ہے اور نہ ہی باپ کی کوئی فکر۔ میں نے جب اس سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ اس نے ایسا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اباجی کو بخار ہوتا تھا ہم ایک عامل کے پاس گئے تھے ،انہوں نے بتایا کہ آپ کے والد ماجد پر جادو کیا ہوا ہے اور کیا بھی اس نے ہے جو رہتا بھی آپ کے گھر میں ہے، اور دوسرا ہمیں بھی یقین اس بات سے ہوا کہ وہ روزانہ میرے والد ماجد کو مختلف پھلوں کا جوس بنا کر دیا کرتی تھی۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اب آپ ہی بتائیں اس گھر میں لڑائی کرانے والا کون ہے؟ اس گھر کا سکون خراب کرنے والا کون ہے۔

یہاں یہ بھی وضاحت کرنا ضروری جانتا ہوں کہ ہمارے مختلف مقامات پر جو اہل علم ہیں اور معتبر خانقاہیں ہیں انکی طرف متوجہ ہونا چاہئے، کم از کم وہ ان کو گمراہ تو نہیں کریں گے۔

صرف ایک تعویذ آپ کی کایا پلٹ سکتا ہے، صرف ایک رات کے عمل سے آپ کی پریشانی کا گارنٹی سے خاتمہ، میاں بیوی کی ناراضگی، سنگدل سے سنگدل محبوب آپ کے قدموں میں، ہمارا تعویذ دنیا کے ہر کونے اور سات سمندر پار تک اثر کرتا ہے، سفلی وعلم جعفر کے

بے تاج بادشاہ عامل پروفیسر عالمی شہرت یافتہ گولڈ میڈلسٹ روحانی ڈاکٹر الحاج شاہ جی، چٹ منگنی پٹ بیاہ، والدین کے گھر مرجھائی ہوئی کلیاں کیوں؟ پیر صاحب کے کامیاب چلہ کشی کا کرشمہ، الحاج پیر مٹھو شاہ یزدانی، کامل پیر پرویز، بنگال، انڈونیشیا، سری لنکا اور سعودی عرب کے کامیاب دورے کے بعد اب آپ کے شہر میں، کاروباری بندش، گھریلو ناچاقی، جادو ٹونہ، جن بھوت کا سایہ، بیرون ملک سفر امتحان میں کامیابی،، پسند کی شادی، صرف چند دنوں میں محبوب آپ کے قدموں میں، اولاد کی بندش، ناممکن کو ممکن بنائیں، جو چاہیں سو پائیں، آج ہی ملیے کامل بابا بنگال کا چیختا چنگھاڑتا ماسٹر آف دی بلیک میجک، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں، پاکستان کے تمام بڑے مستند کوالیفائیڈ عاملوں پروفیسروں کو کھلا چیلنج ! جو میرے تعویذ کی کاٹ کر سکے ایک لاکھ انعام پائے، مایوس اور ٹھکرائے ہوئے حضرات کے لیے خوشخبری، ناامیدی کفر ہے، اسم اعظم کا کرشمہ، ہر کام گارنٹی اور مکمل رازداری کے ساتھ، ساس بہو کا جھگڑا، شوہر قدموں میں، گھر بیٹھے بٹھائے روحانی علاج اور تعویذ کے لیے اپنے مکمل کوائف مع جوابی لفافہ کے ساتھ لکھیں۔

یہ ہیں چند مثالیں جن سے ہمارے صف اول کے اخبارات، رسائل، سنڈے ایڈیشن، شاہرات اور ٹی وی اشتہارات بھرے پڑے ہیں۔ ان اشتہارات میں یہ کرشمہ ساز مجبور اور لاچار لوگوں میں تمنائیں اور سہانے خواب فروخت کرتے ہیں اور دعوے ایسے کرتے ہیں جیسے سب کچھ کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مجبور اور حالات کے ستائے لوگ ایک بار اپنی قسمت ضرور آزماتے ہیں، کوئی اپنی بیٹی کے بالوں میں چاندی اترتی دیکھ کر مجبور ہے تو کوئی برسوں سے بیروزگار بیٹھا ہے، کوئی راتوں رات امیر بننا چاہتا ہے، پریشانیوں کا مارا یہ سمجھتا ہے کہ ان کے آستانوں اور پیرخانوں پر ہر پریشانی اور بیماری کا حل موجود ہے، صرف پیر صاحب اور شاہ جی کی ایک پھونک اور تعویذ سے میری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ اللہ کی قسم قابل رحم ہیں وہ لوگ جو علم و عمل کے راستے کو چھوڑ کر تعویذ گنڈوں کے لیے دھکے کھا رہے ہیں، ان کی بے بسی قابل توجہ ہے جو ایک اللہ کے در کو چھوڑ کر در در کی خاک چھانتے ہیں، ہم کیوں نہیں سمجھتے کہ اگر اللہ نہ چاہے تو کون ہے جو ہمارے مسائل حل کر دے، اگر سپیشلسٹ ڈاکٹر کسی کو شفا دینے والے ہوتے تو خود اسی بیماری سے کبھی نہ مرتے، اگر طوطے ہی انسان کی قسمت اور پریشانیوں مشکلات سے آزاد کروانے پر قادر ہوتے تو خود کو پہلے پنجرے سے آزاد کرواتے، قسمت بتانے والے یوں فٹ پاتھوں پہ نہ رُلتے، دوکان و مکان کی خیر و برکت کے تعویذ اور آیتیں دس دس روپے میں بیچنے والے پہلے اپنے کاروبار میں برکت لاتے، جو خود جھوٹ بول کر حرام رزق کما رہا ہے وہ دوسروں کے رزق کی بندش ختم کرنے کے دعوے کیسے کر رہا ہے؟

حکومت کی عدم توجہی کے باعث ان عاملوں کی تعداد مسلسل بڑھتی جا رہی ہے اور یہ عامل ان پڑھ اور بیوقوف لوگوں خصوصاً خواتین کو بھاری معاوضوں کے عوض دھڑا دھڑ لوٹ رہے ہیں۔ بے شمار خواتین اپنے شوہروں کو راہ راست پر لانے کے لیے آستانوں پر حاضری دیتی دکھائی دیتی ہیں، دکھ ان نوجوانوں اور خواتین کی کم عقلی پر ہوتا ہے جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے نہ صرف عاملوں کو منہ بولی قیمتیں دیتی ہیں بلکہ اپنی عزتیں تک ان عامل بھیڑیوں کی ہوس کی بھینٹ چڑھا دیتی ہیں، پاکستان کے اکثر شہروں اور دیہاتوں میں ان عامل حضرات کے ٹھکانے ہیں جنہیں آستانوں کا نام دیا جاتا ہے، ان دو نمبر عامل حضرات کی بہت آسان سی پہچان ہوتی ہے، آپ دور سے ہی دیکھ کر ان کو پہچان سکتے ہیں کہ یہ دین محمدی ﷺ کا دشمن ہے، گندے مندے کپڑے پہنے گا، بال مٹی سے اٹے ہوئے اور مہینوں نہیں نہاتے، ہاتھ میں کڑا، گلے میں منکے، کان میں مندری، دونوں ہاتھوں کی آٹھ انگلیوں میں مختلف قسم کے پتھر والی انگوٹھیاں

،منہ سے نسوار اور سگریٹ کی بدبو، صفائی جو ہمارے دین اسلام میں نصف ایمان ہے کی ایک بھی جھلک آپ کو اس میں نظر نہیں آئے گی ،مسجد میں کبھی نظر نہیں آئیں گے لیکن قبرستان کے اردگرد اکثر دیکھے جاتے ہیں، اس قسم کے فراڈیے کالے جادو اور سفلی عمل میں استعمال کرنے کے لیے گوگل، ماش کی دال، انڈے، سپاری، ناریل، زعفران، دھتورا، مور کے پر، شہد، آک کا پودا، کوے کے سیدھے بازو کا پر، گیدڑ کی آنکھ اور دم، الو کی بیٹ، انسانی ناخن، جانوروں اور انسانوں کے جسم کی مختلف ہڈیاں، سیندور، لونگ، سوئیاں، ہینگ، کسی خوبصورت عورت کے بال جو تازہ مری ہو اور انسانی کھوپڑی وغیرہ منگواتے ہیں تاکہ دوسرے آدمی پر ان کے رعب اور علم کا دبدبہ بڑھے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت پاکستان میں سینکڑوں قسم کے نام نہاد جادوئی عملیات مشہور ہیں، ملک بھر میں ہزاروں کی تعداد میں یہ عامل کھلم کھلا کاروبار کررہے ہیں، ان پرآشوب حالات میں جب ہر طرف بدعقیدگی اور گمراہی کا دور پھیل چکا ہے، ارباب اختیار چین کی نیند سورہے ہیں، علماء اور مبلغین حضرات بھی اس طوفان گمراہی کے آگے بند باندھنے میں بے بس نظر آرہے ہیں، کیا اس پیغام کو سب لوگوں تک پہنچانا اور اس کی تبلیغ ہماری ذمہ داری نہیں؟ کیا یہ پیغام ہر امتی تک پہنچانا ہمارا فرض نہیں کہ جو اللہ کے در کو چھوڑ دیتے ہیں ان کی قسمت میں دردر کی ٹھوکریں لکھ دی جاتی ہیں، ہماری کھوٹی قسمت اللہ کے سوا کوئی کھری نہیں کرسکتا، یقین کریں ہماری ہر تمنا پوری ہوسکتی ہے، ہماری بگڑی بن سکتی ہے، ناممکن ممکن ہوسکتا ہے اگر ہم صرف اس ذات (اللہ) سے لو لگا لیں جو ہر تمنا پوری کرنے والا ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے والا ہے۔اور جو اہل اللہ ہیں ان کے ہاں جاتے ہوئے ہمارے لوگوں کو موت نظر آتی ہے، کیونکہ اگر ان کے پاس جائیں تو انہوں نے صرف ان کے لئے دعا کرنی ہے کہ اللہ تعالی خیر فرمادے گا، اور وہ ان کو جھوٹے خواب نہیں دکھاتے اس لئے ان کے پاس جانے میں ان کو مسئلہ ہوتا ہے۔

قوم کی عزت کے دشمن عامل طبقہ

اب غور کریں کسی کی بہن بیٹی اللہ نہ کرے گھر سے کسی کے ساتھ چلی جائے تو ان اہل خانہ کے ساتھ کیا بنتی ہے، وہ غریب لوگ معاشرے میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے، اب وہ گھر والے اس لڑکے کے جانی دشمن بن جاتے ہیں، کہ اس ذلیل نے ہماری عزت خاک میں ملادی ہے اور کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے، بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس لڑکی اور لڑکے دونوں کو قتل کردیا جاتا ہے، اور بعض اوقات اس لڑکی کو موت کی گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ یہ تو ہوگئے ذلیل اور قتل کے لائق مجرم ٹھہرے، پھر آپ کے نزدیک وہ معزز لوگ ہیں جو سرعام دیواروں پر اور اخبارات میں یہ لکھتے ہیں کہ ”آپ کی محبوبہ آپ کے قدموں میں“۔

ہمارے نزدیک ان دونوں سے بڑ ذلیل یہی عامل ہے اور ان سے زیادہ بے شرم وہ لوگ ہیں جو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ لکھا ہوا ہے کہ آپ کی محبوبہ آپ کے قدموں میں، تو ہر بندہ یہی سوچ کر آگے بڑھ جاتا ہے کہ یہ کسی اور کی بہن اور بیٹی کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔

اور ہمارے نزدیک لوگوں کی ماؤں اور بہنوں اور بیٹیوں کی عزت کے دشمن یہی جاہل عامل ہیں۔

فساد کی جڑ یہی عامل ہیں

اسی طرح کا ایک اور جملہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ”خاوند فرمانبردار“ یعنی اپنے خاوند کو طابع دار بنانے کے لئے ایک بار ہمارے پاس

تشریف لا ئیے ۔

اب اس جملہ پر غور کریں یہ جملہ کہ خاوند فرمانبردار ہو جائے ،شریعت اسلامیہ میں بیوی پر خاوند کی فرمانبرداری لازم ہے یا خاوند پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہے۔اسی سبب سے بہت سے گھر برباد ہوئے۔

ہر بندے پر لازم ہے کہ ان کے خلاف جہاد کرے۔اور جہاں بھی یہ لوگ ملیں ان کو عزت نہ دی جائے۔حقیقت میں یہی لوگ ہمارے معاشرے میں فساد پھیلانے والے ہیں۔

عامل یا شیطان؟

حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی عامل حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مجلس شریف میں آجاتا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس شیطان کو یہاں سے نکال دو تا کہ ہم اس کی نحوست سے محفوظ رہ سکیں۔

(مرآۃ العارفین مرتب سید محمد سعید:۵۸)مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور)

اب غور کریں کہ ہمارے مشائخ کرام تو ان کو شیطان کہیں اور ہم ان کو پیر کہیں،اس سے ثابت ہوا کہ ہم اپنے مشائخ کرام کے راستے سے ہٹ چکے ہیں۔

کیونکہ ''الوسواس الخناس'' یہی لوگ ہیں،جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں اور لوگوں کو پریشان کر کے اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں۔

عملیات سے نسبت باطنیہ سلب ہو جاتی ہے

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ایک مرید تھے جن کو یہ وہم تھا کہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ عملیات کرتے ہیں جس کے سبب ان کے پاس لوگوں کا رش لگا رہتا ہے،ایک بار جب آپ کے پاس آئے تو مولانا اس کے دل کے خطرے پر مطلع ہو گئے اور فرمایا:''نعوذ باللہ استغفر اللہ'' تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم عامل ہیں،پھر فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ عملیات سے نسبت باطنہ سلب ہو جاتی ہے۔

(الافاضات الیومیہ لمولوی اشرف علی تھانوی (۱۸۶:۶)مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان پاکستان)

اور یہ بھی فرمایا:

قربان جائیں رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ ﷺ ہمیں فضولیات سے بچا کر ضروری چیزوں کی طرف لائے ،میں نے ان چیزوں کے عاملوں کو دیکھا ہے کہ ان میں کوئی باطنی کمال نہیں ہوتا بلکہ ظلمت بڑھتی ہے۔

(الافاضات الیومیہ لمولوی اشرف علی تھانوی (۱۸۵:۴)

اس سے اندازہ لگائیں کہ ہمارے بزرگ کیسے ان عملیات سے بچا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ ان سے نسبت باطنہ سلب ہو جاتی ہے،یعنی ولایت سلب ہو جاتی ہے،اور عاملوں کے دل کالے ہوتے ہیں۔

آپ بیتی

میں سنہ (۲۰۰۰ء) میں حاصل پور میں زیر تعلیم تھا کہ وہاں ایک مسجد شریف میں ایک پیر جس کو ''ڈبہ'' پیر کہا جاتا تھا، نے مجھے بلایا اور کہا: بیٹا! آپ پر جادو کے اثرات محسوس ہو رہے ہیں، اور ساتھ ہی جیب میں پہلے سے موجود ایک تعویذ نکال کر دیا اور فرمایا: یہ جیب میں رکھو، آپ کے پاس سے کبھی بھی پیسے ختم نہیں ہوں گے، اس وقت فجر کا وقت تھا، میں جب ظہر کی نماز ادا کرنے مسجد شریف گیا تو وہی ڈبہ پیر پریشان بیٹھا ہوا تھا، میں نے ادب سے عرض کی: حضور کیا پریشانی ہے؟ تو وہ فرمانے لگے کہ بیٹا! آج کوئی تعویذ لینے نہیں آیا، میں نے روٹی نہیں کھائی۔ میں نے وہی تعویذ جیب سے نکالا اور ان کو عرض کی: حضرت! یہ تعویذ ہے آپ اسے جیب میں رکھیں امید ہے کہ آپ کے پاس سے پیسے ختم نہیں ہوں گے اور آپ اس طرح بھوکے بھی نہیں رہیں گے۔

تعویذات کے متعلق عقیدہ

حضرت خواجہ محمد صادق صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ دوا کے اندر شفا اللہ تعالی ہی نے رکھی ہے۔ مگر اللہ تعالی ہی شفا نہ دے تو دوا بھی اثر نہیں کرتی، اسی طرح تعویذات اور دوسرے عملیات بھی تبھی فائدہ دیتے ہیں جب اللہ تعالی کو منظور ہو، حاجت مند کو ہر چیز استعمال کرتے ہوئے خیال رکھنا چاہئے کہ یہ صرف وسیلہ ہے اور فائدہ دینا اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔

(ارمغان طریقت مرتب مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی: ۲۸) خانقاہ فتحیہ جہلم پاکستان)

شیخ الحدیث علامہ سعیدی فرماتے ہیں

اللہ تعالی کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ پیروں کے آستانے ہیں، خانقاہیں ہیں، جن کے گلوں میں سادہ لوح لوگ اپنی جیبیں خالی کرآتے ہیں۔ زیب سجادہ فلاں وفلاں بزرگ ہیں، جس میں بعض تقدس مآب مشائخ کی توشکلیں بھی غیر شرعی ہیں۔ جن کے دن مریدوں سے تعویذ گنڈوں سے نذرانے وصول کرنے اور راتیں عیاشیوں میں گزرتی ہیں۔ جو تعویذ گنڈوں کے کاروبار سے غرباء کو لوٹتے ہیں جو علم سے قلاش اور عمل سے مفلس ہیں، جن کی زبانیں فرشتوں کی پاکیزگی اور قلب ابلیس کے روسیاہی ہیں، جن کی گفتار رشک جبریل اور کردار ننگ انسانیت ہے، کوئی گھوڑے شاہ ہے جس کے مزار پر گھوڑوں کے بت چڑھائے جاتے ہیں، تو کوئی کتوں والی سرکار ہے جہاں کتوں کو تقدس حاصل ہے، کوئی بلی والی سرکار ہے کوئی کیا ہے اور کوئی کیا ہے، وہ جن کے مرید فاقہ کش ہیں اور پیر لاکھوں کے کتے خرید کر ہزاروں کی شرط پر لڑاتے ہیں، کسی کو کتے خریدنے کا شوق ہے، تو کوئی باز خریدنے کا رسیا ہے، کوئی سور کے شکار کا شوقین ہے تو کوئی کاروں کی خریداری میں بازی لے جانا چاہتا ہے، اور یہ تمام شوق مریدین کی جیبیں خالی کرنے سے ہی پورے ہوتے ہیں، کیا یہ لوگ توحید کے تقاضے پورے کر رہے ہیں، کیا ان نمائشی اور نام نہاد پیروں کو دیکھ کر لوگ اصلی صلحاء اور اولیاء اللہ سے بدگمانی کے خطرے میں مبتلاء نہیں ہوں گے۔

(معاشرے کے ناسور از علامہ غلام رسول سعیدی: ۱۲،۱۳) مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

پہلے ہمارے اولیاء اللہ نے اپنے کردار کے ذریعے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا، آج انہیں کے مزارات پر ہونے والی خرافات کی وجہ سے لوگ بدمذہب ہوئے جا رہے ہیں، ایسے ہزاروں لوگ ہمارے معاشرے میں موجود ہیں جو ان مزارات پر ہونے والی خرافات کی

وجہ سے بدمذہب ہو گئے ہیں۔ ہمارے بزرگ جن کی خدمات اسلام کے لئے لازوال تھیں اب انہیں کی اولادیں اسلام اوران بزرگوں کی خدمات کے لئے زوال کا سبب ہیں۔

نذرانہ عقیدت یا جرمانہ عقیدت

مشائخ کرام کے نذرانے وصول کرنے کی وجہ یہی تھی کہ وہ امراء سے لے لیتے اورغرباء پرخرچ کردیتے تھے یہی مسئلہ حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے جسے آپ کتاب میں تفصیل کے ساتھ پڑھیں گے کہ امراء سے لے لو اورغرباء پرخرچ کردو، کیونکہ یہ لوگ خودغرباء پرخرچ نہیں کرتے ،مگر مشائخ کرام کوتحفہ یا نذرانہ کے طور پر پیش کرتے ہیں ،تو اس لئے ہمارے مشائخ کرام ان سے نذرانہ قبول فرماتے تھے اوروہ بھی اس نیت کے ساتھ کے ان سے قبول کرکے غرباء کودے دیں گے یا جولوگ ان کے ہاں مقیم ہوتے تھے فقراء اور صلحاء کی جماعت ان پرخرچ فرمادیتے تھے۔

آجکل ہمارے دور میں بھی ایسے مشائخ کرام موجود ہیں جو اپنے پاس جمع ہونے والے نذرانوں کو مصارف دینیہ پر ہی خرچ کرتے ہیں ،لیکن ساتھ ساتھ ایسے پیرمغاں بھی کم نہیں ہیں جو (تسی آوگے تے کی لیاوگے تے جدوں اسی آئے تی فیرکی دیوگے) کہتے ہیں ،اور مرید کا سارا گھرتباہ کر کے بھی ھل من مزید کا نعرہ لگا رہے ہوتے ہیں۔اورنعوذ باللہ من ذالک اس طرح کے پیروں نے باقاعدہ فہرستیں تیار کی ہوتی ہیں کہ سارا سال مریدوں کے ہاں جانا ہے اورکئی کئی دن کے قیام کے بعد نقدی نذرانہ الگ سے وصول کرنا ہے،اس بات اندازہ تب ہوا جب ہم ایک پیرصاحب کی ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو پیرصاحب قبلہ کے سامنے کئی صفحات کی فہرستیں موجود تھیں اوران کی تیاری ہورہی تھی ،ہم بھی بہت دیرتک دیکھتے رہے بعدازاں پیرصاحب خودگویا ہوئے کہ یہ ہمارے مرید ہیں اور ہم ہر سال ان کے گھر چکرلگاتے ہیں اورسارے سال کا راشن جمع کرتے ہیں۔اب بتائیں جب پیرصاحب خودمتوکل نہیں ہیں،ان کو مریدوں پر بھروسہ ہے اور سارا سال ان سے امیدیں لگائی ہیں تو وہ پیرصاحب ان مریدوں کی تربیت کیسے کرسکتا ہے۔

میں تب چھوٹا سا تھا ہمارے اباؤاجداد کے مشائخ کرام قائم پور حاصل پور کے رہنے والے تھے ، بڑے بزرگوں کا نام حضرت سیدنا عبداللہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا،ان کے شہزادے کا نام حضرت پیرسید غلام علی گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا وہ ایک بار ہمارے گاؤں تشریف لائے اورسب مریدوں کو جمع کیا اور فرمایا: کہ ہم مدرسہ تعمیر کررہے ہیں اس کے لئے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے،اورالحمدللہ ہمارے

علاقہ والوں نے دل کھول کر چندہ دیا اور حضرت پیرسید غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مدرسہ شریفہ خانقاہ پر تعمیرکیا اوروہ الحمدللہ آج بھی اسی طرح چل رہا ہے اور بچے فیض غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے جھولیاں بھررہے ہیں۔

یہ بات لکھنے کا مقصد ہے کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے لئے لوگوں سے نذرانہ کا مطالبہ نہیں کیا،ایک بار کہا تو وہ بھی مدرسہ شریفہ کے

لئے۔

اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اگر یہی پیر مدارس چلانے شروع کر دیں تو ہمیں پھر کوئی بھی طعنہ نہ دے کہ یہ لوگ پڑھنے پڑھانے سے تعلق نہیں رکھتے۔ اور پیروں کے پاس جمع ہونے والے نذرانے بھی مدراس اور مساجد پر خرچ ہوں تاکہ ہمارے لوگوں میں دینی شعور بیدار ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک

قال الشيخ الامام عبدالقادر الجيلاني رضي الله عنه : كان الرسول ﷺ ياخذ الصدقات يفرقها على الفقراء والمساكين والمجاهدين ثم ياتي بيوت ازواجه يقول : هل فتح شئي ؟ جاء ناشئي ؟ فاذاقيل : لا. يقول : انى اذاصائم .

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صدقات کا مال قبول فرمایا کرتے تھے، اور اسے فقراء اور مساکین اور مجاہدین پر تقسیم فرمایا کرتے تھے، اس کے بعد اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لاتے تو دریافت فرماتے کہ کیا کوئی چیز بھیجی گئی ہے؟ کوئی چیز ہمارے لئے آئی ہے؟ عرض کی جاتی ''نہیں'' اس پر آپ ﷺ فرماتے کہ اچھا اب ہمارا روزہ ہے۔

(الفتح الربانی والفیض الرحمانی لشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ:۳۱۸)

حضرت الشیخ الجیلانی کا مبارک عمل

ان الشيخ عبدالقادر الجيلاني رضي الله عنه كان اذاجاءه احدبالذهب ، يقول له : ضعه تحت السجادة ولايمسه بيده فاذاجاءه خادمه قال له : خذ ماتحت السجادة واعطه الخباز والبقال وكان اذاجاءه الخلعة من الخليفة يقول :- اعطوها لابى الفضل الطحان وكان ياخذ منه الدقيق بالقرض لاجل خبز الفقهاء والاضياف .

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی کوئی سونے کا ٹکڑا لے کر آتا تو آپ اسے فرماتے کہ اس کو سجادہ کے نیچے رکھ دو اور اس کو اپنا ہاتھ مبارک نہ لگاتے تھے، جب خادم آتا آپ اسے فرماتے کہ سجادہ کے نیچے جو کچھ بھی اسے اٹھالو اور نانبائی اور سبزی والے کو دے دو اور جب کبھی خلیفہ وقت کی جانب سے آپ کو خلعت پیش کی جاتی تو فرماتے کہ یہ ابوالفضل چکی والے کو دے دو کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ ان سے آٹا قرض لیا کرتے تھے اس سے فقہاء کرام اور مہمانوں کے لئے روٹیاں پکائی جاتی تھیں۔

(خلاصۃ المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ از امام عبداللہ الیافعی الیمنی:۲۱۹)

حضرت سیدنا خواجہ عالم کا مبارک عمل

جامع مسجد الفردوس کے پہلو میں دو مزارات ہیں، ان سے حاصل شدہ نذرانوں کا مصرف اس طرح ہے کہ قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مزار شریف کی آمدنی سال بھر محفوظ رکھی جاتی ہے سالانہ ختم پر اس سال کی جمع شدہ آمدنی مسجد الفردوس کی ترقی، توسیع اور تعمیر میں ان کی جانب سے (ان کے ایصال ثواب کے لئے) خرچ کی جاتی ہے۔

دربار عالیہ کے دیگر نذرانے تعمیر مساجد، ترویج دین کے کاموں میں صرف ہوتے ہیں، خاندان کے ذاتی مصارف میں نہیں آتے، خوردنی (کھانے پینے کی اشیاء) سنگیوں میں تقسیم کردی جاتی ہیں، اور دیگر اشیاء پارچات اور الکٹرونس کا سامان مساجد کے تعمیری کاموں میں صرف ہوتا ہے کچھ پارچات علماء کرام اور درویشوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔

(ارمغان طریقت از مفتی علیم الدین نقشبندی مجددی:۱۰۳) خانقاہ فتحیہ کوٹلی آزاد کشمیر)

اور آج بھی الحمدللہ خانقاہ سلطانیہ کا یہ اعزاز ہے کہ یہاں پر آنے والے علماء کرام اور مشائخ عظام ہوں یا عام عوام ان کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جاتا، علماء کرام کو کھانے کی اشیاء اور لباس تک عطا کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح خانقاہ شریفہ کی طرف نہایت اعلی معیار کی طباعت کروا کر علماء و مشائخ اور عامۃ الناس میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

سود ہے پیران حرم کا

عالمی مبلغ اسلام مولانا رضا ثاقب مصطفائی حفظہ اللہ تعالی نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا: ایک بار ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ان کو ایک پیر صاحب ملنے کے لئے آئے جب یہ خبر ان کے کسی مرید کو ملی تو وہ بھی پیر صاحب کی زیارت کو حاضر ہوا، اور عرض کی: حضور! میری بیٹی کی شادی بھی کرنی ہے اور مالی حالات بھی کچھ دگرگوں ہیں اور مجھ پر ایک سو روپے کا قرض بھی ہے، دعا فرمائیں اللہ تعالی کرم فرمائے، پیر صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے، مرید نے رخصت ہوتے وقت پیر صاحب کو دس روپے نذرانہ پیش کیا جو کہ پیر صاحب قبلہ نے بخوشی قبول فرمالیا، علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو یہ دیکھ کر ہنسی آگئی، جب وہ مرید رخصت ہوا تو پیر صاحب فرمانے لگے کہ آپ مسکرائے کیوں تھے؟ علامہ نے کہا: جناب کی دعا کی قبولیت کی سرعت پر۔ اس نے کہا: وہ کیسے؟ علامہ نے جواب دیا کہ جب تک آپ نے اس کے حق میں دعا نہیں کی تھی تب تک وہ ایک سو روپے کا مقروض تھا اب وہ ایک سو دس روپے کا مقروض ہوگیا ہے۔

جب علامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دیکھا کہ پیر صاحب قبلہ تو غریب مرید کو بھی رعایت نہیں دیتے تو آپ نے پھر یہ کلام لکھا:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

شہری ہو دیہاتی ہو مسلماں ہے سادہ
مانند بتاں بجتے ہیں کعبے کے برہمن

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا
ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
کے تصرف میں ہے عقابوں کے نشیمن

اس کلام میں علامہ رحمہ اللہ تعالی نے ان پیروں کو کونے کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جس طرح کوا چھوٹے چھوٹے بچوں سے بھی روٹی

کا ٹکڑا چھین لیتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی کسی کو رعایت نہیں دیتے۔

(بال جبریل: ۱۲۸) مطبوعہ نذیر سنز پبلشرز لاہور)

رہبر شریعت کون؟

حضرت مولانا پیر محمد چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ

اولیاء اللہ ہونے کے لئے جب ایمان وتقوی کی کسوٹی پر پورا اترنے کو اللہ تعالی نے معیار قرار دیا ہے، تو پھر اسے نظر انداز کر کے اپنے پیٹ سے کوئی اور تصور قائم کرنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے، اور عقیدہ وعمل کی سچائی اور ایمان وتقوی کی پختگی کا معیار ولایت ہونا جب عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اب تک کے جملہ سلف صالحین کا متفقہ مذہب اور نا قابل انکار حقیقت ہے، ایسے میں باعمل علماء کرام کو ولایت سے جدا کر کے اولیاء اللہ کو ان کے مقابلے میں لانے کا جو تصور اپنے معاشرے میں ہم دیکھ رہے ہیں اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اس پر مستزاد اس غیر اسلامی تصور میں نا صرف ضعیف العقیدہ عوام مبتلاء ہیں بلکہ نیم خواندہ علماء کی غالب اکثریت سمیت اچھے خاصے اہل علم بھی جاہلستان کے اس زندان کے اثیر چلے آرہے ہیں، اس سلسلے میں مجھے اپنے مربی اور استاد مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وہ با مقصد گفتگو یاد آرہی ہے، آج سے تقریبا نصف صدی پہلے سیال شریف کے زمانہ طالب علمی میں بعد العصر بطور کفش بردار حضرت کی معیت میں صحراء کی طرف جا رہا تھا کہ حضرت نے علماء ومشائخ اور طلبہ کے کردار کے حوالے سے فرمایا کہ ہمارے مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کی عجیب روش ہے کہ شروع میں جب وہ آتے تو ان پڑھ جاہل ہوتے ہیں، جب پڑھانے والے اساتذہ اور شیوخ ان کے ساتھ مغز خوری کر کے چند سالوں میں انہیں کچھ بنا لیتے ہیں تو انہیں اپنے ان اساتذہ اور شیوخ کی محنت اور کارکردگی کا بداہۃ احساس ہونے لگتا ہے، کہ ہم ان پڑھ جاہل تھے، اب اگر کچھ جاننے لگے ہیں تو یہ استاد کی برکت ہے، اگر تقریر کرنے کے قابل ہوئے ہیں تو یہ بھی ہمارے استاد کی محنت کا ثمر ہے، اور جائز وناجائز کی تمیز کرنے کے قابل ہوئے یا درس وتدریس کرنے کے قابل ہوئے ہیں تو یہ سب کچھ ان کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے، اس احساس میں انہیں اپنے معلم ومربی کی محنت واخلاص اور کارکردگی کا بداہۃ تصور ہوتا ہے، کہ پہلے میں اسلامی عقائد واعمال سے اور ان کے طریقہ حصول سے غافل اور نا آشنا تھا، اور اب اس حوالے سے منزل آشنا ہو چکا ہوں تو اللہ تعالی کی توفیق کے بعد میرے استاد اور مربی کا احسان ہے، اس کی شفقت اور محنت کا ثمر ہے، اور اس کی تربیت کا بدیہی اور یقینی نتیجہ ہے، اس یقینی احساس کے باوجود وہ جا کر کسی جاہل پیر کے مرید ہوتے ہیں جو نہ ان کو کسی کتاب کا علم دے سکتے ہیں اور نہ ہی عقل کا، عقیدہ کی تعلیم وتربیت دے سکتے ہیں اور نہ ہی اعمال کی، شرعی احکام کی تمیز بھی نہیں دے سکتے۔ اور نہ ہی ان کے حصول کے طریقوں کی، اسلامی

عقائد واعمال میں پختگی کی تربیت دے سکتے ہیں اور نہ ان میں اخلاص پیدا کرنے کی اور انہیں یہاں سے کچھ حاصل ہونے کا بھی احساس ہوتا ہے، یعنی وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ ہمارا علم وعمل اب بھی وہی ہے جو مذہبی استاد ومربی کے پاس سے سیکھ کر آئے ہیں، یہاں آنے کے بعد آلآن کما کان) یعنی مرید ہونے کے وقت جیسا تھا اب بھی اسی حالت میں ہے، اگر کوئی اس سے پوچھے کہ فلاں پیر کے مرید ہوئے تجھے چھ سات سال ہوئے اتنے عرصے میں کیا کچھ سیکھا؟ جو پہلے اپنے مذہبی شیخ اور مربی سے نہیں سیکھا تھا۔ دل میں عدم حصول کا یقین ہوتے ہوئے محض ماحولیاتی اثر کی بناء پر یہی جواب دے گا کہ پہلے مذہبی استاد ومربی سے میں نے شریعت کا علم وعمل سیکھا، اب پیر طریقت سے طریقت کی برکات حاصل کر رہا ہوں، منازل سلوک طے کر رہا ہوں، اور بزرگوں کے سلسلے میں شامل ہو کر فریضہ سلوک انجام دے رہا ہوں۔

درحقیقت یہ جواب تو ہم پرستی یا ضعف عقیدہ یا پیری مریدی کے حوالے سے غلط رسم اور رواج پر مبنی ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے، اس کے بعد حضرت استاد صاحب نے اس وقت کے ایک فراڈی پیر اور اس کے پھندے میں پھنسے ہوئے ایک نیم خواندہ مولوی صاحب کا ایک عجیب واقعہ بیان کرنے کے ساتھ پیری مریدی کے حوالے سے اصل ونقل کی تمیز بتا کر ضعیف العقیدہ عوام کو ان گمراہوں سے بچانے کو وقت کی ضرورت بتایا، اس کے ساتھ اپنے پیرومرشد اور میرے دادا مرشد حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق فرمایا:

حضرت شریعت کی حقیقت یعنی احکام شریعت پر عمل کرنے میں اخلاص کا مجموعہ مرکب تھے، آیت کریمہ:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ سورۃ الانعام: ۱۶۲)

ترجمہ کنزالایمان:

تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

کا مظہر تام تھے نیز فرمایا: میں نے اپنے استاد ومربی حضرت مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادب واحترام حضرت سے کم کبھی بھی نہیں کیا، نیز فرمایا کہ میں نے اپنے محسن ومربی استاد کو ہمیشہ پیرومرشد ہی سمجھا ہے، اور ہر صاحب علم مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے استاد ومربی کو پیر سے کم نہ سمجھے، جو حضرات اپنے مذہبی استاد کے مقابلے میں پیر کو ترجیح دیتے ہیں یا پیر سے کم عزت واحترام استاد کی کرتے ہیں تو ان کی جہالت ہے، ایسے علماء چاہے کتنے بڑے عالم ہی کیوں نہ ہوں علم کے ثمرات وبرکات سے بہرہ مند نہیں ہوسکتے۔ نیز فرمایا: جب حقیقی پیرومرشد سے اپنے مذہبی شیخ اور مربی کو کم درجہ دینے والوں کی حرماں نصیبی کا یہ حال ہے تو کسی جاہل اور برائے نام پیر کہلانے والوں کے مرید ہو کر اسے ترجیح دینے والے نہ صرف علم کے ثمرات سے محروم ہوتے ہیں، بلکہ وہ تو گناہگار اور جہل مرکب کے گرفتار اور احسان فراموشی کی لعنت میں گرفتار ہوتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ جاہل پیروں کے جال تزویر میں پھنسنے کی لعنت اتنی عام ہوچکی ہے کہ اچھے خاصے علما بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں، نیز فرمایا کہ اس حوالے سے حقیقی علماء حق کو آگے آنے کی ضرورت ہے، اور اصل ونقل کی تمیز بتا کر اصل ونقل کی اس گمراہی سے بچانا علماء حق کے فرائض میں شامل ہے، آج سے نصف صدی قبل حضرت شیخ الشیوخ مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک زبان سے سنی ہوئی

ان باتوں کو یہاں پر درج کرنے سے میرا مقصد صرف اور صرف یہ بتانا ہے کہ غیر معیاری مشائخ اور دونمبر پیروں کے پھندے میں پھنسنے کا مرض کوئی اچانک حادثہ نہیں ہے بلکہ ضعف اعتقاد اور توہم پرستی اور جہل سے پیدا ہونے والا یہ مرض صدیوں پرانا ہے، ہر دور تاریخ کے حقیقی مشائخ اور علمائے حق نے مسلمانوں کو اس کے متعدی جراثیم سے بچنے کی تبلیغ فرمائی ہے۔

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اتبع الشیوخ العلماء بالکتاب والسنة العاملین بهما واحسن الظن بهم وتعلم منهم واحسن الادب بین ایدیهم والعشرة معهم ،اذالم تتبع الکتاب والسنة ولاالشیوخ العارفین بهمافماتفلح ابداً.

ترجمہ

یعنی کتاب وسنت کے باعمل علماء کرام اور شیوخ کی تابع داری کرو، اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھو، اور ان سے دین سیکھو، اور ان کے حضور ادب سے پیش آ، اور ان کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو۔

جب تو کتاب وسنت اور ان مشائخ کرام اور علماء کرام کو پیر سمجھ کر ان کی پیروی نہیں کرے گا تو کبھی بھی مراد نہیں پائے گا۔

(الفتح الربانی از الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ: ۱۲۹) مطبوعہ مصر)

اس فرمان شریف سے واضح ہوا کہ حقیقی مشائخ اور پیر علماء کرام ہی ہیں جو باعمل ہیں۔

حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب شریف بھی جاہل مشائخ اور غیر معیاری پیروں کے دجل وفریب سے لوگوں کو بچانے کے لئے لکھی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

تاارباب معانی اندرمیان ایشان مهجور گشته اندوایشان غلبه گرفته چنانچه اندفطرت اولی اهل بیت رسول الله ﷺ باآل مروان .

ترجمہ

یعنی علماء سوء اور غیر معیاری مشائخ کا اتنا غلبہ ہوا ہے کہ حقیقی مشائخ کرام اس معاشرہ میں متروک ہو گئے ہیں جیسے اس سے پہلے وقت میں آل مروان نے رسول اللہ ﷺ کی آل مبارک کے ساتھ کیا۔

(کشف المحجوب از داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ۶،۷) مطبوعہ النوریۃ الرضویہ پبلشنگ لاہور پاکستان)

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دین فروش اور جاہل پیروں سے بچنے کے لئے نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

واکثرجهلائے صوفی نمائے این زمانه حکم علماء سوء دارند فساد اینهانیزفساد متعدی است.

ترجمہ

یعنی موجودہ زمانے کے اکثر صوفی نما جاہل پیر علماء سو کا درجہ رکھتے ہیں کہ پیری مریدی کے لباس میں ان کا فساد بھی علماء سوء کے فساد کی طرح متعدی مرض ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۴۷، جلد ۲، دفتر اول)

جعلی پیروں اور بے حقیقت مشائخ کو جاہل عوام کی طرف سے پذیرائی ملنے کی بنیادی وجوہات میں ان کے جھوٹ اور دجل وفریب کو سب سے بڑا دخل ہے، اس گھناؤنے کاروبار کو ترقی دینے کے لئے وہ تصوف کو بطور حربہ استعمال کرتے ہیں، اور سچے صوفیاء کرام اور بزرگان دین کے ان کے اپنے دور تاریخ کی زبان اور اصطلاح کے خاص الفاظ کو یاد کر کے ان نیم خواندہ علماء وعوام کے سامنے استعمال کر کے دھوکہ دیتے ہیں اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو تصوف کو اصل اسلام کہہ کر اسی کو دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا ضامن ٹھہرا کر اپنا مطلب نکالتے ہیں، اور بعض جاہل ان میں ایسے بھی ہیں جو صحت عقیدہ وعمل کے متعلقہ فلاح وتقوی اور فرضی سلوک کی اہمیت سے متعلق حقیقی اولیاء اللہ، بزرگان سے منقول کچھ عبارات سے (کلمۃ حق ارید بہ الباطل) کے طور پر غلط استدلال کر کے اپنی دکان خسران کو چمکاتے ہیں، مثال کے طور حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے منقول ہے

من لم یکن له استاد فامامه الشیطان .

ترجمہ

جس کا مذہبی استاد ورہنما نہ ہو اس کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان اس کا پیشوا ہوتا ہے۔

(عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی: ۸۷) مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان)

جعلی پیروں کی طرف سے بگاڑ کر مشہور کیا جانے والا ترجمہ جس کا پیر نہ ہو گا اس کا پیر شیطان ہو گا، لھذا پیر پکڑنا ہر شخص پر فرض ہے ،تا کہ شیطان سے بچے ، اور بعض ہوشیار اور نفسیات شناس قسم کے غیر معیاری مشائخ حضرت سیدنا جنید بغدادی اور حضرت سیدنا ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہما اور حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسے مسلمہ بزرگان دین سے منقول اس قسم کی عبارات کا مطلب (**من لم یکن له مرشد فمرشده الشیطان .**) یعنی جس کا پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہو گا، مشہور کر کے التباس الحق بالباطل کرنے کے ساتھ تصوف کو ہر ایک کے لئے ناگزیر قرار دیتے آئے ہیں، جن پر شدید رد کرتے ہوئے حضرت سیدنا امام ربانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے ایک مکتوب بنام شیخ فرید بخاری میں فرمایا:

عبارت ملاحظہ ہو

فردائے قیامت از شریعت خوهندپرسیداز تصوف نه خواهندپرسیددخول جنت وتجنب از ناروابسته باتیان شریعت است انبیاء صلوات الله تعالی وتسلمیة کے بهترین کائنات اندوبشرائع دعوت کرده اندومدارنجات بران مانده ومقصود از بعثت این اکابرتبلیغ شرائع است .

ترجمہ

یعنی کل قیامت کو شریعت پر عمل کرنے یا نا کرنے کے متعلق پوچھا جائے گا اور تصوف کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا، جنت میں داخل ہونے اور آتش جہنم سے نجات پانے کا مدار شریعت پر عمل کرنے میں ہے، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام جو تمام کائنات میں بہترین مخلوق ہیں احکام شریعت کی دعوت دیتے رہے ہیں اور نجات کا مدار بھی احکام شریعت پر عمل کرنے میں ہے، اور ان برگزیدہ ہستیوں کی بعثت

کا مقصد بھی احکام شریعت کی تبلیغ کرنا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۴۸، جلد ۲، دفتر اول)

ان تبلیغات کو مسلم معاشرہ میں پھیلانے کا کوئی معقول انتظام ہوتا، علماء حق کو اس کا عملی احساس ہوتا، اور بزرگان دین کے ساتھ عقیدت رکھنے والے عوام وخواص کو ان سے آگاہ کیا جاتا تو ان کی تعلیمات کے برعکس تصوف جیسے نفل یا مباح چیز کو سب پر فرض عین کہنے کی جسارت کسی کو نہ ہوتی، سلوک تقوی کے احکام کو سلوک ارادت پر لاگو کرنے کی بے محل جرات نہ ہوتی، اور صحت عقیدہ وعمل کی فرضیت کی جگہ تصوف کو ضروری قرار دینے کی بے مصرف تشہیر نہ ہوتی، علماء ومشائخ کا موازنہ کرتے ہوئے بزرگان دین نے باعمل علماء کرام کو بالاتفاق اولیاء اللہ لکھا ہے، کیونکہ یہ حضرات سورۃ یونس کی مذکورہ آیت کریمہ کے مصداق یعنی ایمان وتقوی کی کسوٹی میں برابر ہونے کی بناء پر ان کی ولایت میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی اور اپنے متوسلین اور اپنے متعلمین اور تربیت پانے والوں کے حقیقی پیرومرشد ہوتے ہیں۔

جیسے حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا:

پیر تعلیم هم استاد شریعت است ،وهم رهنمائے طریقت بخلاف پیر خرقه پس رعایت اداب پیر تعلیم بیشتر بجابایدآورد واسم پیری اواحق باشد.

ترجمہ

مذہبی تعلیم دینے والا استاد اور تربیت کرنے والا رہنمائے طریقت بھی ہے، بخلاف اس پیر کے جو جبہ پوش ہے، لھذا جس نے مذہبی تعلیم دی ہے اس کے آداب زیادہ سے زیادہ بجالانے چاہیں، اور اس استاد کو جس نے شریعت پڑھائی ہے اگر پیرومرشد کا نام دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۲۱، دفتر اول) حصہ چہارم)

کیونکہ اسی استاد نے ہی تو اسے شریعت پڑھائی ہے اور یہی استاد ہی اس کا رہبر شریعت ہو لھذا اسے ہی پیر شریعت کہے اور رہبر طریقت کہے۔

باعمل علماء کرام کے اولیاء اللہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، نیز باعمل علماء کرام میں غیر معیاری کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ جب وہ عالم اور باعمل ہیں یعنی اپنی قوت فکری وعملی کی امانتوں کو منشاء مولا تعالی کے مطابق صرف کرنے والے ہیں تو پھر غیر معیاری ہونے کا تصور ہونا ہی ناممکن ہے، جبکہ مشائخ اور پیر مشہور ہونے والوں کی غالب تعداد غیر معیاری حضرات پر مشتمل ہے اور جو اقل قلیل صحیح معیار کے مطابق کہیں پائے جاتے ہیں تو وہ بھی باعمل عالم ہونے کی بدولت ہیں گویا باعمل عالم ہوئے بغیر معیاری پیرومرشد بننے کا تصور اسلام میں نہیں ہے۔ ایسے غیر مشائخ اور غیر معیاری پیروں کو اپنے عمل پر نظر کرنے کی دعوت دیتے ہوئے:

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

تفقه ثم اعتزل من عبدالله بغیرعلم کان مایفسده اکثرمایصلحه .

ترجمہ

پہلے باعمل عالم بن جاؤ اس کے بعد گوشہ نشینی اختیار کرنا، کیونکہ جو شخص بغیر علم کے اللہ تعالی کی عبادت کرتا ہے اس کے ہاتھ سے بگاڑ اور فساد اس کی اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے۔

(بہجۃ الاسرار الامام نور الحسن الشطنوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ: ۴۰) مطبوعہ مصر)

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

فالعلماء هم الآمنون من التلبيس.

ترجمہ

کسی بھی شیطان کی ابلیسی تلبیس سے صرف علماء کرام ہی محفوظ ہو سکتے ہیں۔

(الفتوحات المکیۃ از الشیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (۲: ۳۶۸) مطبوعہ بیروت لبنان)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نزدیک بھی معیاری مرشد اور شیخ ہونے کے لئے عالم باعمل ہونا ضروری ہے، کیونکہ کسی کو شیخ بنانے کے لئے اصل مقصد ابلیس کی فریب کاریوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ اسلامی عقیدہ وعمل کی پختگی اور اخلاص پیدا کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا

استاد پیر برائے آن غرض میگرند که دلالت بشریعت نمایند وبرکت ایشان یسر وسهولت در اعتقاد وعمل بشریعت پیدا شوند آنکه مریدان هرچه دانند کنند وهرچه خواهند خورند وپیران سپر اینها گردند واز عذاب نگاه دارند که این معنی متمنائے محض است .

ترجمہ

مذہبی استاد اور پیر اس لئے پکڑتے ہیں کہ شریعت کی راہ دکھائے، اور ان کی برکت سے شریعت کے علم وعمل حاصل کرنے میں سہولت اور آسانی ہو، پیر اس لئے نہیں پکڑا جاتا کہ اس کا مرید ہونے کے بعد جائز وناجائز کی تمیز کئے بغیر جو چاہے کرے اور حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر جو چاہے کھالے، کہ پیر اس کے لئے ڈھال بن کر عذاب سے بچالے، پیر پکڑنے کا مقصد یہی سمجھ لینا نفسانی خواہش کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۴۱ دفتر سوم) حصہ ہشتم)

کاش کہ موجودہ دور میں پیری مریدی کرنے والے حضرات کی غالب اکثریت جو قادریت، چشتیت، نقشبندیت اور سہروردیت پر فخر کرتے ہوئے نہیں تھکتی، ان مشائخ کرام کا نام بیچنے کی بجائے ان کی مذکورہ تعلیمات پر عمل کرتی، اسلام، انسانیت اور علم وعمل کے لئے ان مقدس حضرات کے مشن میں ان کے ساتھ موافقت کرتی، ان کے ہمکار وہم کردار رہ کر ان کی طرف اپنی نسبت کی سچائی ثابت کرتی تو نہ صرف شریعت وطریقت کی بلکہ انسانیت کی بھی بڑی خدمت ہوتی۔

سلاسل اربعہ طریقت کے بزرگوں کی طرف سے شریعت مقدسہ کی تعظیم واہتمام کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے دینی مدارس میں مذہبی

تعلیم وتربیت حاصل کرنے والے طالب علموں کو گوشہ نشینی اختیار کرنے والے درویشوں سے زیادہ قابل احترام اور افضل قرار دیا۔

پیر کا درویش افضل یا مدرسہ کا طالب علم؟

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

درتقدیم طالب علمان ترویج شریعت است حاملان شریعت ایشانند وملت مصطفویہ علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات بایشان برپاست۔

ترجمہ

دینی مدرسہ کے طلبہ کو درویشوں پر مقدم کرنے میں شریعت کی ترویج ہے کہ یہ حضرات حاملین شریعت ہیں اور ملت مصطفوی ﷺ کا قیام ان کے دم سے ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۴۸ دفتر اول) حصہ دوم)

مشائخ کرام اور علماء کے موازنہ کے سلسلے میں بزرگان دین کا یہ فیصلہ یعنی باعمل علماء دین اور ان کے زیر تعلیم وتربیت طلباء کا بھی خانقاہی مشائخ اور سچے پیروں کے مقابلہ میں ہے جو بجائے خود عالم باعمل ہوتے ہوئے خلوت نشینی کو جلوت پر ترجیح دیتے ہیں اور سنتِ تعلیم وتبلیغ پر سنت اعتکاف کو ترجیح دے کر گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ہیں ورنہ غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیر تو ان حضرات کے گرد پا کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

کیونکہ عالم باعمل تو سراپا خیر بالیقین اولیاء اللہ اور خیر الناس من ینفع الناس) کے مصداق ہیں اور ان کے زیر تعلیم وتربیت مذہبی علوم سیکھنے والے طالب علم متعدی خیر کثیر کے درپے ہونے کی وجہ سے انکے حکم میں ہوتے ہیں جبکہ جعلی پیر اور غیر معیاری مشائخ تو محض شر ہیں، لوگوں کے دین ودنیا کے دشمن ہیں اور شریعت وطریقت کی راہ میں بگاڑ وفساد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے بچائے۔

حضرت سیدنا الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب

حضرت جمال الدین فالح الکیلانی البغدادی لکھتے ہیں

هو أبو صالح عبد القادر بن موسى الثالث بن عبد الله الجيلي بن يحيى الزاهد بن محمد المدني بن داود الامير بن موسى الثاني بن عبد الله الصالح بن موسى الجون بن عبدالله الخالص بن الحسن المثنى بن الحسن السبط بن أمير المؤمنين على بن أبى طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصى بن كلاب بن مرة بن كعب بن للؤى بن غالب بن فهر بن مالک بن قريش بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن إلياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان.

ترجمہ

وہ ابوصالح عبدالقادر رضی اللہ عنہ موسیٰ ثالث کے بیٹے، وہ عبداللہ الجیلی کے بیٹے وہ یحیی کے بیٹے، وہ زاہد کے بیٹے، وہ محمد المدنی کے بیٹے، وہ داؤد الامیر کے بیٹے، وہ موسیٰ ثانی کے بیٹے، وہ عبداللہ الصالح کے بیٹے، وہ موسیٰ الجون کے بیٹے، وہ عبداللہ الخالص کے بیٹے، وہ الحسن المثنی کے بیٹے، وہ حضرت سیدنا امام حسن کے بیٹے، وہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے وہ حضرت سیدنا عبدالمطلب کے بیٹے، وہ ہاشم کے بیٹے، وہ عبدمناف کے بیٹے، وہ قصی کے بیٹے، وہ کلاب کے بیٹے، وہ مرۃ کے بیٹے، وہ کعب کے بیٹے، وہ لوئی کے بیٹے، وہ غالب کے بیٹے، وہ فہر کے بیٹے، وہ مالک کے بیٹے، وہ قریش کے بیٹے، وہ کنانہ کے بیٹے، وہ خزیمہ کے بیٹے، وہ مدرکہ کے بیٹے، وہ الیاس کے بیٹے، وہ مضر کے بیٹے، وہ نزار کے بیٹے، وہ معد کے بیٹے، وہ عدنان کے بیٹے۔

(ھکذا تکلم الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ لشیخ جمال الدین فالح الکیلانی:۱۲)

مقام ولادت کے متعلق الشیخ جمال الدین الکیلانی کا بیان

هنا خلاف فى محل ولادته وتوجد روايات متعددة ،أيمها أنه ولد فى جيلان)تقرأ بالجيم العربية كما تقرأ بالجيم المصرية فيقال لها جيلان أو كيلان سنه(٤٧٠ھ/١٠٧٧ء)وهى تقع فى شمال إيران حالياً على ضفاف بحر قزوين ويقال أنه ولد فى جيلان العراقية وهى قرية تاريخية قرب المدائن ٤٠ كيلو متر جنوب بغداد، وهوما ترجحو الدراسات التاريخية الحديثة وتعتمده الاسرة الكيلانية ببغداد.

ترجمہ

حضرت الشیخ جمال الدین الکیلانی فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مقام ولادت کے متعلق اختلاف ہے اور اسکے متعلق مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ''جیلان'' میں ہوئی، یہ عربی زبان میں جیم پڑھا جاتا ہے جیسا کہ مصری زبان میں جیم پڑھا جاتا ہے، اس کو جیلان یا پھر کیلان کہا جاتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۷۰ھ/۱۰۷۷ء) میں ہوئی، اور یہ علاقہ ایران کے شمال میں بحرقزوین کے کنارے پر واقع ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت اس جیلان میں ہوئی جو کہ عراق میں واقع ہے، یہ بغداد معلّی سے چالیس کلومیٹر جنوب میں مدائن کے علاقہ میں واقع ہے۔ جدید

مورخین اور موجودہ خاندان کیلانیہ جو بغداد میں جلوہ فرما ہے ان کی بھی یہی رائے ہے۔
(هكذا تكلم الشيخ عبدالقادر الجيلاني رضي الله عنه لشيخ جمال الدين فالح الكيلاني:۱۲)

ایام رضاعت میں روزہ

وحكى عن أمه رضى الله عنها، وكان لها قدم فى الطريق أنها قالت لما وضعت ولدى عبد القادر كان لا يرضع ثديه فى نهار رمضان، ولقد غم على الناس هلال رمضان فاتونى وسالونى عنه فقلت لهم :إنه لم يلتقم اليوم له ثدياً ثم اتضح أن ذلك اليوم كان من رمضان، واشتهر ببلدنا فى ذلك الوقت أنه ولد للأشراف ولد لا يرضع فى نهارِ رمضان.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا بھی طریقت میں بڑا مقام تھا) جب میرے بیٹے عبدالقادر الجیلانی پیدا ہوئے تو رمضان المبارک کے دن میں دودھ نہیں پیا کرتے تھے، ایک بار آسمان پر بادل چھاگئے جس کی وجہ سے لوگوں سے رمضان المبارک کا چاند اوجھل ہوگیا، تو لوگوں نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے ان کو کہا: رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا ہے کیونکہ میرے بیٹے عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے دودھ نہیں پیا ہے، بس ہمارے سارے شہر میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ جیلان کے سادات کے گھر میں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا ہے۔
(لواقح الأنوار في طبقات الأخيار :عبدالوهاب بن أحمد بن علي الحنفي ،نسبه إلى محمد ابن الحنفية ،الشعراني ،أبومحمد(۱:۱۰۸)

حضرت الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کے والدین

الشیخ علی محمد الصلابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

تتألف من والده الذى كان مشهوراً بالصلاح والعبادة وحسن السيرة ووالدته فاطمة أم الخير بنت أبى عبد الله الصومعى المعروف بالتقوى والورع وعمته التى كانت على جانب كبير من الخير والصلاح وقد وصف الشيخ عبدالقادر الجيلانى بقوله :أهّلنى الله عز وجل ببركات متابعتى للرسول صلى الله عليه وسلم وبرى بوالدى ووالداتى رحمهما الله عز وجل، والدى زاهد فى الدنيا مع قدرته عليها ووالدتى وافقته على ذلك ورضيت بفعله كانا من أهل الصلاح والديانة والشفقة على الخلق.

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو اپنے والد ماجد سے بہت الفت تھی، آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیکی وعبادت، زہد و تقوی اور حسن سیرت میں مشہور تھے، اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ ام الخیر بنت ابو عبداللہ الصومعی رضی اللہ عنہا بھی تقوی و ورع میں مشہور تھیں، اور اسی طرح الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی جان نہایت نیک خاتون تھیں،
الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی برکت سے اس اہل کیا ہے

اور میرے اس احسان کی وجہ سے جو میں اپنے والدین کے ساتھ کرتا تھا، میرے والد ماجد رضی اللہ عنہ دنیا میں باوجود قدرت کے ہر چیز سے منہ موڑے رکھتے تھے، اور میری والدہ ماجدہ بھی میرے ابا حضور کی موافقت کرتی تھیں، اور والد ماجد رضی اللہ عنہ جو بھی کرتے تھے ماں جی اس پر راضی رہتی تھیں، الغرض کہ دونوں اہل الصلاح واہل الدیانت تھے اور خلق خدا پر بے حد شفیق تھے۔

(السیرۃ الزنکیۃ لمحمد علی الصلابی (۲:۲۷۷) مطبوعہ بیروت لبنان)

والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا نے پیسے روانہ کئے

قال :وكنت أقتات بخرنوب الشوك، وقمامة البقل، وورق الخس من جانب النهر والشط، وبلغت الضائقة في غلاء نزل ببغداد إلى أن بقيت أياما لم آكل فيها طعاما، بل كنت أتتبع المنبوذات أطعمها، فخرجت يوما من شدة الجوع إلى الشط لعلي أجد ورق الخس أو البقل، أو غير ذلك فأتقوت به .فما ذهبت إلى موضع إلا وغيري قد سبقني إليه وإن وجدت أجد الفقراء يتزاحمون عليه فأتركه حبا، فرجعت أمشي وسط البلد أدرك منبوذا إلا وقد سبقت إليه، حتى وصلت إلى مسجد ياسين بسوق الريحانيين ببغداد وقد أجهدني الضعف، وعجزت عن التماسك، فدخلت إليه وقعدت في جانب منه وقد كدت أصافح الموت، إذ دخل شاب أعجمي ومعه خبز صافي وشواء ، وجلس يأكل، فكنت أكاد كلما رفع يده باللقحة أن أفتح فمي من شدة الجوع، حتى أنكرت ذلك على نفسي :فقلت ما هذا. وقلت :ما ههنا إلا الله، أو ما قضاه من الموت، إذ التفت إلى العجمي فرآني، فقال :بسم الله يا أخي، فأبيت، فأقسم على فبادرت نفسي فخالفتها، فأقسم أيضًا، فأجبته، فكلت متقاصرا، فأخذ يسألني :ما شغلك .ومن أين أنت .وبمن تعرف؟ فقلت :أنا متفقه من جيلان .فقال :وأنا من جيلان فهل تعرف شابا جيلانيا يسمى عبد القادر يعرف بسبط أبي عبد الله الصومعي الزاهد؟ فقلت :أنا هو فاضطرب وتغير وجهه، وقال :والله لقد وصلت إلى بغداد، معي بقية نفقة لي، فسألت عنك فلم يرشدني أحد ونفذت عقتي، ولي ثلاثة أيام لا أجد ثمن قوتي، إلا مما كان لك معي، وقد حلت لي الميتة، وأخذت من وديعتك هذا الخبز والشواء ، فكل طيبًا، فإنما هو لك، وأنا ضيفك الآن، بعد أن كنت ضيفي، فقلت له :وما ذاك .فقال :أمك وجهت لك معي ثمانية دنانير، فاشتريت منها هذا للاضطرار، فأنا معتذر إليك، فسكته، وطيبت نفسه، ودفعت إليه باقي الطعام، وشيئا من الذهب برسم النفقة، فقبله وانصرف.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میری والدہ ماجدہ کے دیئے ہوئے پیسے ختم ہوگئے تو میں سبزے کے تلاش میں دریائے دجلہ کے کنارے کنارے جاتا تھا، تا کہ وہاں سے کوئی سبزی یا کسی درخت کے پتے مل جائیں تو اس سے پیٹ کی بھوک ختم کی جاسکے، جب بھی میں کسی طرف جاتا تو مجھ سے پہلے کوئی نہ کوئی وہاں پہنچ چکا ہوتا تو میں واپس آجاتا، ایک دن مجھے سخت بھوک لگی تو میں چلتے چلتے دریائے دجلہ کے کنارے جا پہنچا تو میں نے دیکھا کہ

وہاں فقیر مجھ سے بھی پہلے موجود ہیں تو میں وہاں سے واپس آ گیا اور مسجد یاسین میں بھوک کی شدت کی وجہ سے وہاں لیٹ گیا، بس قریب تھا کہ میں موت کے منہ میں چلا جاؤں۔

اتنے میں ایک عجمی نوجوان کہیں سے بھنا ہوا گوشت اور تازہ روٹی لیکر مسجد شریف میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا، اس نے جب میری حالت زار دیکھی تو مجھے بھی اس نے کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دی، میں نے انکار کیا تو اس نے پھر اصرار کیا تو میں اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ کھانے کے بعد اس نے باتوں باتوں میں مجھ سے سوال و جواب شروع کر دیئے، اس نے کہا: تم کون ہو؟ اور تمھارا تعارف کیا ہے؟ اور تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے اس کو کہا: میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور یہاں یعنی بغداد معلیٰ میں علم فقہ پڑھنے آیا ہوں، اس نے کہا: ایک نوجوان جیلانی جس کا نام عبدالقادر ہے اور وہ حضرت سیدنا عارف باللہ الشیخ ابوعبداللہ الصومعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نواسہ ہے اس کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: وہ میں ہوں، وہ اس وقت بہت زیادہ پریشان ہو گیا اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا، اس نے کہا: اللہ تعالی کی قسم! میں جب سے بغداد معلیٰ پہنچا ہوں جو میرے پیسے پاس تھے وہ بھی ختم ہو گئے اور میں آپ کا لوگوں سے پوچھتا رہا ہوں اور اب تین دن ہوئے میرے پیسے بھی ختم ہو گئے، اب تمھارے پیسوں سے میں نے کھانا خریدا ہے، آپ کھائیں یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں اب آپ کا مہمان ہوں، اس سے پہلے آپ میرے مہمان تھے، اس نے کہا: آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لئے آٹھ دینار دیئے تھے، تو میں نے مجبوراً اس میں سے کھانا خریدا ہے، میں آپ سے معذرت خواہ ہوں، یہ کہنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا، اور میں نے بقیہ کھانا اس کی طرف بڑھا دیا اور سونے کا ایک ٹکڑا بھی اس کو بطور نفقہ کے دے دیا، جس کو اس نے قبول کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ: زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۰۳))

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۰:۴۳۹))

حصول علم کی تحریک کیسے پیدا ہوئی؟

وقال الشيخ محمد بن قائد الأَوَاني -وسيأتي ذكره في هذا الكتاب-: كنتُ عند سيدنا عبد القادر -رضي الله عنه-، فسأله سائل: علامَ بنيت أمرك؟ قال: على الصدْق، ما كذبتُ قطُّ، ولا لما كنتُ في المكتب، ثم قال: كنتُ صغيرًا في بلدنا، فخرجتُ إلى السَّواد في يوم عَرَفة، وتبعت بقرًا حَرَّاثة، فالتفتتْ إليَّ بقرة، وقالت لي: يا عبد القادر، ما لهذا خُلِقْتَ، ولا بهذا أُمرتَ. فرجعتُ فَزِعًا إلى دارنا، وصَعِدْتُ إلى سطح الدَّار، فرأيتُ النَّاس واقفين بعرفات، فجئتُ إلى أُمي، وقلتُ لها: هبيني لله عزَّ وجلَّ، وَأْذني لي في المسير إلى بغداد أشتغل بالعِلْم، وأزور الصَّالحين. فسألتني عن سبب ذلك؟ فأخبرتُها خبري، فبكتْ.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ الامام محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی

اللہ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا، ایک دن کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے امر کی بنیاد کس چیز پر رکھی گئی ہے؟ تو الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میرے امر کی بنیاد صدق پر رکھی گئی ہے۔ میں نے کبھی بھی کذب بیانی سے کام نہیں لیا۔

ایک دن حج کے دن میں بچپن میں ایک بار جنگل میں چلا گیا تو ایک بیل کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ اس بیل نے میری طرف دیکھ کر کہا: اے عبدالقادر! تم کو اس کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی تم کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ تو میں ڈر گیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تو میں نے اپنے گھر کی چھت سے میدان عرفات میں بیٹھے ہوئے حاجیوں کو دیکھا، اس کے بعد میں نے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں عرض کی: کہ آپ مجھے اللہ تعالی کے راہ میں وقف کر دیں، اور مجھے بغداد جانے کی اجازت عطا فرمائیں۔ کہ میں وہاں جا کر علم دین حاصل کروں اور اللہ تعالی کے نیک بندوں کی زیارت کروں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے اس کا سبب دریافت فرمایا: میں نے بیل والا قصہ عرض کیا تو آپ رضی اللہ عنہا کی مبارک آنکھوں میں آنسو آ گئے

(مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: شمس الدين أبو المظفر يوسف سبط ابن الجوزي): ۲۱: ۸۱))

(نفحات الانس لشیخ العلامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فارسی: ۳۲۸) مطبوعہ ایران)

سفر بغداد میں سچ گوئی کی برکت کا ظہور

قال الشيخ عبد القادر الكيلاني رضي الله عنه بنيت أمري على الصدق وذلك أني خرجت من مكة إلى بغداد أطلب العلم فأعطتني أمي أربعين دينارا وعاهدتني على الصدق فلما وصلنا أرض همدان خرج علينا عرب فأخذوا القافلة فمر واحد منهم وقال ما معك قلت أربعون دينارا فظن أني أهزأ به فتركني فرآني رجل آخر فقال ما معك فأخبرته فأخذني إلى كبيرهم فسألني فأخبرته فقال ما حملك على الصدق قلت عاهدتني أمي على الصدق فأخاف أن أخون عهدها فصاح ومزق ثيابه وقال أنت تخاف أن تخون عهد أمك وأنا لا أخاف أن أخون عهد الله ثم أمر برد ما أخذوه من القافلة وقال أنا تائب لله على يديك فقال من معه أنت كبيرهم في قطع الطريق وأنت اليوم كبيرنا في التوبة فتابوا جميعا ببركة الصدق.

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے معاملہ کی بنیاد ہی صدق پر رکھی گئی ہے، میں جب جیلان سے حصول علم کے لئے روانہ ہوا تو میری ماں نے مجھے چالیس دینار دیئے تھے اور یہ وعدہ لیا تھا کہ تم نے سچ ہی بولنا ہے، جب ہم ہمدان سے نکلے تو عرب قزاقوں نے ہمیں پکڑ لیا، ایک شخص میرے پاس بھی آیا اور اس نے مجھے کہا: تمھارے پاس کیا ہے؟ تو میں نے کہا: میرے پاس چالیس دینار ہیں، تو اس نے مجھے چھوڑ دیا اور یہ سمجھا کہ میں اس کے ساتھ مذاق کر رہا ہوں، اتنے میں ایک اور آیا اور اس نے بھی مجھ سے یہی سوال کیا تو میں نے اس کو بھی وہی جواب دیا، اس نے مجھے پکڑا اور اپنے سردار کے پاس لے گیا، اس نے مجھ سے سوال کیا کہ تمھارے پاس کیا ہے؟ تو میں نے اس کو کہا: میرے پاس چالیس دینار ہیں، تو میں نے اس کو نکال کر دکھا دیے، تو اس نے مجھ سے سوال کیا: کہ تم

نے ایسا کیوں کیا کہ تم مجھے نہ بتاتے تو تمھارے پیسے بچ جاتے ؟ تو الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں اپنے گھر سے چلا تھا تو میری ماں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں ہمیشہ سچ ہی بولوں گا، اور مجھے خوف محسوس ہوا کہ کہیں ماں کے ساتھ کیئے ہوئے معاہدے میں خیانت نہ ہو جائے تو اس لئے میں نے سچ کہہ دیا۔ بس یہ سننا تھا کہ اس چوروں کے سردار نے اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور زور زور سے رونے لگا اور یہ کہنے لگا: یہ بچہ اپنی ماں سے کیئے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور میں ہوں کہ اپنے رب سے کیئے ہوئے وعدے کو توڑ رہا ہوں، اور اس نے کہا: اے عبدالقادر الجیلانی! میں تیرے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں۔ تو اس کے ساتھیوں نے کہا: جب ہم ڈکیتیاں کرتے تھے تو اس وقت بھی تو ہی ہمارا بڑا تھا اور اب اگر تم نے توبہ کر لی ہے تو اب بھی تو ہی ہمارا سردار ہے، بس یہ کہہ کر وہ سارے توبہ کرنے لگے، یہ ساری شیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے سچ بولنے کی برکت تھی۔

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس : عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الصفوری (۱:۱۳۰))

حضرت سیدنا الشیخ الامام الجیلانی کی والدہ ماجدہ

آپ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا تو اس کے بعد آپ کی ملاقات الشیخ الجیلانی سے ہوئی ہے یا نہیں ہوئی، اس کے متعلق علماء محققین کی مختلف الآراء ہیں۔ سب سے پہلے ہم پہلے گروہ کا موقف نقل کرتے ہیں کہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو جب والدہ ماجدہ نے رخصت کیا تو فرمایا تھا کہ بیٹا! قیامت کے دن ہی ملیں گے۔ اور اس کے بعد ان کی ملاقات نہیں ہوئی، اور ماں جی محترمہ کا وصال شریف گیلان میں ہی ہوا۔

الشیخ الامام عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نظریہ

جب حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کے سامنے حصول علم کے لئے جانے کی اجازت طلب کی تو آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

اے فرزند! برو کہ برائے خدای تعالی از تو بریدم وتاقیامت روی ترا نخواھم دید.

ترجمہ

اے میرے بیٹے! میں تمھاری جدائی اللہ تعالی کے لئے گوارا کرتی ہوں اور اب میں قیامت کے دن تک تیرا چہرہ نہیں دیکھ سکوں گی۔

(نفحات الانس از علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی: ۳۲۱)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

ان الشیخ مفرج بن شهاب رحمة الله تعالى عليه كان فى مجلس الشيخ الامام عبدالقادر الجيلانى رضى الله عنه وهو يتكلم ، فقطع كلامه ودمعت عيناه وقال : ماتت امى ح قال الشيخ ابن الشهاب فارخناه فجاء الخبر بعدمدة بانهاماتت فى ذلك الوقت .

ترجمہ

الشیخ الامام مفرج ابن شہاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا، کہ

اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے وعظ روک دیا اور رونے لگے اور فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ انتقال کرگئی ہیں ۔ہم نے تاریخ لکھ لی، جب ایک مدت گزرنے کے بعد گیلان سے خبر آئی تو بالکل وہی وقت تھا جب الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا۔

اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محیی الدین عبدالقادر لشیخ عبدالمجید بن طہ الدھیبی :۱۹۶)

ان دونوں روایتوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ جب سے بغداد معلّیٰ آئے ہیں اس کے بعد اپنی والدہ ماجدہ سے نہیں ملے ۔مگر محققین معاصرین لکھتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بغداد معلّیٰ آئی تھیں اور آپ کے ساتھ حج میں بھی ساتھ تھیں ۔دوسری جماعت میں سرفہرست الشیخ الدکتور فالح الکیلانی ہیں ۔

الدکتور فالح الکیلانی کا نظریہ

وتوكد المصادر والمراجع ، انهاسفرتان لاواحدة ، وكانت بقصد اداء فريضة الحج ، وقدكانت الحجة الاولى سنة (٥٠٩هـ) وفيهاالتقى الشيخ عدى بن مسافر واماالحجة الثانية فكانت سنة (٥٥٥هـ)وفيهاالتقى بعدة شيوخ من ابرزهم الشيخ ابى مدين شعيب وغيره من الاعلام وكانت برفقته والدته، وقال الشيخ الامام عبدالرزاق بن الشيخ الامام عبدالقادرالجيلانى رضى الله عنه لم يحج والدى رضى الله عنه بعد ان اشتهرامره الاحجة واحدة وكنت فيهاقائدزمام راحلته ولم يعرف لشيخ الامام عبدالقادرالجيلانى رضى الله عنه غيرهذه السفرات وبعدهاانقطع للتدريس والوعظ والارشاد .

ترجمہ

الشیخ جمال الدین فالح الکیلانی لکھتے ہیں کہ مصادر ومراجع سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ دیار مقدسہ ایک بار نہیں بلکہ دوبار گئے ہیں، پہلی بار سنہ (۵۰۹ھ) میں اور اس سفر میں آپ رضی اللہ عنہ سے الشیخ الامام عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی اور دوسری بار حج سنہ (۵۵۵ھ) میں کیا اور اس سفر میں الشیخ الامام ابومدین شعیب المغربی سے ملاقات ہوئی (اورانہوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے اجازت حدیث کا شرف پایا) اور اس سفر میں حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بھی ساتھ تھیں، الشیخ الامام عبدالرزاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرت کے بعد صرف ایک حج کیا ہے اور اس حج میں آپ رضی اللہ عنہ کی سواری کی مہار میرے ہاتھ میں تھی ۔

الشیخ فالح الکیلانی لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کا اس کے علاوہ کوئی سفر کہیں سے بھی ثابت نہیں ہے، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو تدریس وعظ اور لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے وقف کرلیا تھا۔

(جغرافیۃ الباز الاشہب از الشیخ الدکتور جمال الدین فالح الکیلانی :۳۳)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا بچپن

تو کھیل کے لئے نہیں پیدا ہوا

قال الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه کنت صغیراً فی اهلی کلماهممت ان العب مع الصبیان اسمع قائلاً یقول لی : یامبارک ! فاهرب فزعاً والقی نفسی فی حجرامی .

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے گھر رہتا تھا اور میرا بچپن کا زمانہ تھا جب کبھی کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں کسی کو کہتے ہوئے سنتا: اے برکت والے! بس میں ڈر جاتا اور گھر کی طرف دوڑتا ہوا آتا اور اپنے آپ کو اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں گرا دیتا۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر لشیخ عبدالمجید بن طہ الدھیبی: ۱۹۸)

یہ ولی اللہ ہے

قیل لشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه متی علمت انک ولی الله ؟ قال : کنت وانا ابن عشر سنین فی بلدنا اخرج من دارنا واذهب الی المکتب فاری الملائکة علیهم السلام یمشون حولی فاذاوصلت الی المکتب سمعت الملائکة یقولون : افسحوا لولی الله حتی یجلس .

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت! آپ کو کب علم ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری جب عمر دس سال کی تھی تو میں اپنے گھر سے مدرسہ کی طرف جاتا تو فرشتے ساتھ ساتھ چلتے تھے، اور میں ملائکہ کو دیکھا کرتا تھا، جب میں مدرسہ میں پہنچ جاتا تو ملائکہ کرام بچوں کو کہتے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے لئے جگہ بنا دو تاکہ وہ بیٹھ سکیں۔

(قلائد الجواہر لامام محمد بن یحییٰ التادفی: ۲۶) مطبوعہ المراسلات مصر

ایک ابدال کی پیشین گوئی

قال الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه مر بنا یوماً رجل ماعرفته یومئذ ، قال سیکون لهذا شان عظیم ، قال الشیخ الامام عبدالقادر رضی الله عنه ثم عرفت ذلک الرجل بعد اربعین سنة فاذاهو من ابدال ذلک الوقت .

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گیلان میں ایک دن ایک بزرگ میرے پاس سے گزرے انہوں نے مجھے

دیکھ کر فرمایا اس بچے کی ایک بہت بڑی شان ہوگی، تب میں ان کو نہیں پہچانتا تھا، پھر مجھے ان کی پہچان ہوئی جب چالیس سال بیت گئے، وہ اس وقت کے ابدال تھے۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محیی الدین عبدالقادر للشیخ عبدالمجید بن طہ الدھیبی: ۱۹۷)

بچپن میں گھر کی چھت سے عرفات کا نظارہ کرنا

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا کہ میدان عرفات میں حجاج کرام کھڑے ہیں، میں نیچے اترا اور میں نے اپنی والدہ سے عرض کی:

لانی اری المسیر الی بغداد لاشتغل بالعلم وازور الصالحین.

ترجمہ

میں بغداد کا سفر کرنا چاہتا ہوں تاکہ میں وہاں علم دین حاصل کروں اور اللہ تعالی کے اولیاء کرام کی زیارت کروں۔

(قلائد الجواہر لامام محمد بن یحیی التادفی: ۶۵)

دوران طالب علمی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مجاہدات

بغداد معلیٰ تشریف آوری

قَالَ ابْنُ النَّجَّارِ فِی (تَارِیْخِهِ)دَخَلَ الشَّیْخُ عَبْدُ القَادِرِ بَغْدَادَ فِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِیْنَ وَأَرْبَعِ مائَةٍ، فَتفقَّهَ عَلَی: ابْنِ عَقِیْلٍ، وَأَبِی الخَطَّابِ، وَالمُخَرِّمِیِّ، وَأَبِی الحُسَیْنِ بنِ الفَرَّاءِ، حَتّٰی أَحکَمَ الأُصُوْلَ وَالفُرُوْعَ وَالخلافَ، وَسَمِعَ الحَدِیْثَ، وَقرَأَ الأَدبَ عَلَی أَبِی زَکَرِیَّا التِّبْرِیْزِیِّ، وَاشْتَغَلَ بِالوَعظِ إِلَی أَنْ برَّزَ فِیْهِ، ثُمَّ لاَزَمَ الخَلْوَةَ وَالرِّیَاضَةَ وَالمُجَاهِدَةَ وَالسِّیَاحَةَ وَالمقَامَ فِی الخرَابِ وَالصَّحرَاءِ، وَصَحِبَ الدَّبَّاسَ، ثُمَّ إِنَّ اللهَ أَظْهَرَهُ لِلْخلْقِ، وَأَوقَعَ لَهُ القبولَ العَظِیْمَ، فَعَقَدَ مَجْلِسَ الوعظِ فِی سَنَةِ إِحْدَی وَعِشْرِیْنَ، وَأَظهرَ اللهُ الحِکْمَةَ عَلَی لِسَانِهِ، ثُمَّ دَرَّسَ، وَأَفتَی، وَصَارَ یُقصَدُ بِالزِّیَارَةِ وَالنُّذُورِ، وَصَنَّفَ فِی الأُصُوْلِ وَالفُرُوْعِ، وَلَهُ کَلاَمٌ عَلَی لِسَانِ أَهْلِ الطَّرِیقَةِ عَالٍ.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابن النجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بغداد معلیٰ سنہ (۴۸۸ھ) میں آئے، آپ رضی اللہ عنہ نے ابن عقیل، ابوالخطاب، المخرمی، ابوالحسن بن الفراء رحمۃ اللہ تعالی علیہم سے علم فقہ پڑھا، یہاں تک کہ علوم میں اور اصول وفروع میں مہارت تامہ حاصل کی، حدیث شریف کا سماع الشیخ ابوزکریا التبریزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کیا، پھر وعظ میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کے وعظ کا ہر طرف غلغلہ بلند ہوگیا، آپ

رضی اللہ عنہ نے خلوت نشینی، مجاہدہ، سیاحت کو لازم پکڑا اور جنگلوں اور صحراؤں میں رہنے لگے۔ پھر الشیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت اختیار کی، پھر اللہ تعالی نے آپ کو غلبہ دیا، لوگوں میں قبول عام حاصل ہوا، آپ رضی اللہ عنہ نے سنہ (۵۲۱ھ) میں مجلس وعظ منعقد فرمائی، اللہ تعالی نے آپ کی مبارک زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمادئے، آپ درس بھی دیا کرتے اور فتوی بھی دیتے تھے، اور یہاں تک کہ بہت سے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے آنے لگے اور نذرانے پیش کرنے لگے، اور آپ رضی اللہ عنہ نے اصول وفروع میں کتب تحریر فرمائیں، اہل طریقت زبان میں آپ رضی اللہ عنہ کا کلام بلند پایہ شان کا حامل ہے۔

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۰:۴۳۹)

زمانہ طالب علمی میں فاقے سے ہوتے تھے

قَالَ ابْنُ النَّجَّارِ :كَتَبَ إِلَيَّ عَبْدُ اللهِ بنُ أَبِي الحَسَنِ الجُبَّائِيُّ، قَالَ :قَالَ لِي الشَّيْخُ عَبْدُ القَادِرِ :كُنْتُ فِي الصَّحرَاءِ أُكَرِّرُ فِي الفِقْهِ وَأَنَا فِي فَاقَةٍ، فَقَالَ لِي قَائِلٌ لَمْ أَرَ شَخْصَهُ :اقترِضْ مَا تَستعينُ بِهِ عَلَى طلبِ الفِقْهِ، فَقُلْتُ :كَيفَ أَقترِضُ وَأَنَا فَقيرٌ وَلاَ وَفَاءَ لِي؟ قَالَ :اقترِضْ وَعَلَيْنَا الوَفَاءُ .فَأَتيتُ بَقَّالاً، فَقُلْتُ :تُعَامِلُنِي بِشَرطٍ إِذَا سَهَّلَ اللهُ أَعْطيتُكَ، وَإِن مُتُّ تَجعلُنِي فِي حِلٍّ، تُعطِيَنِي كُلَّ يَوْمٍ رَغِيفاً وَرشَاداً .فَبَكَى، وَقَالَ :أَنَا بِحُكْمِكَ .فَأَخذتُ مِنْهُ مُدَّةً، فضَاقَ صَدْرِي، فَأَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ :فَقِيلَ لِي :امضِ إِلَى مَوْضِعِ كَذَا، فَأَيُّ شَيْءٍ رَأَيتَ عَلَى الدّكَّةِ، فَخُذْهُ، وَادفعْهُ إِلَى البَقَّالِ .فَلَمَّا جِئْتُ رَأَيْتُ قطعَةَ ذَهَبٍ كَبِيْرَةً، فَأَعْطيتُهَا البَقْلِي

ترجمہ

الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے الشیخ عبد اللہ بن ابو الحسن الجبائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے لکھا ہے کہ مجھے الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جب علم فقہ پڑھتا تھا تب میں صحراء میں گھومتا رہتا تھا، اس وقت میں فاقے سے ہوتا تھا، ایک شخص جس کو میں نے دیکھا نہیں تھا نے مجھے کہا: تم قرض لے لو، جس سے تم علم فقہ حاصل کرسکو، میں نے کہا: میں تو فقیر ہوں کیسے ادا کروں گا؟ اس نے کہا: تم لے لو ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ میں پھر وہاں سے سبزی فروش کے پاس آیا اور اس کو کہا: میرے ساتھ تم معاملہ کرلو، وہ یہ کہ اگر اللہ تعالی نے آسانی پیدا کردی تو میں تم کو دے دوں گا، اگر میں دنیا سے رخصت ہوگیا تو تم مجھے معاف کردینا، مجھے روزانہ ایک روٹی اور سبزی دے دیا کرو، وہ بقالی رونے لگا اور اس نے کہا: جو جناب کا حکم ہو میں ماننے کو تیار ہوں، بس میں اس سے روٹیاں لیتا رہا یہاں تک کہ ایک دن میرا سینہ بہت زیادہ تنگ ہوا، میں نے گمان کیا کہ مجھے کوئی کہہ رہا ہے کہ تم فلاں جگہ جاؤ وہاں پر سونے کی ڈلی پڑی ہے وہ لے لو اور سبزی فروش کو دے دو، بس میں وہاں سے روانہ ہوا جب وہاں پہنچا تو میں نے وہاں پر سونے کا بہت بڑا ٹکڑا دیکھا، اس کو اٹھا کر میں نے اس بقالی کو دے دیا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۵:۱۸۳)

(ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۰۳)

جنون کا طاری ہونا

وَلَحِقَنِي الجُنُونُ مرَّةً، وَحُمِلْتُ إِلَى المَارستَان، فَطَرَقَتْنِي الْأَحْوَالُ حَتّٰى حَسِبُوا أَنِّي مُتُّ، وَجَاؤُوا بِالكَفَنِ، وَجَعَلُونِي عَلَى المُغْتَسَلِ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنِّي، وَقُمْتُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے زمانہ طالب علمی میں ایک جنون طاری ہوگیا، مجھے مارستان لے گئے، پھر ایسے حالات پیدا ہوئے کہ لوگوں نے مجھے میت سمجھا، یہاں تک کہ وہ کفن لے آئے ،اور مجھے غسل دینے کے لئے انہوں نے میت والے تختے پر لیٹا دیا، پھر اچانک میری طبیعت سنبھل گئی اور میں اٹھ کھڑا ہوا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۵:۱۸۳)

(ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب الحنبلی (۲:۲۰۳)

حصول علم میں سختیاں جھیلنا

فكنت أشتغل بالعلم، فيطرقني الحال، فأخرج إلى الصحارى، ليلا أو نهارا، فأصرخ، وأهج على وجهي، فصرخت ليلة، فسمعني العيارون، ففزعوا، وجاء وا فعرفوني، فقالوا :عبد القادر المجنون، أفزعتنا، وكان ربما أغشي عليَّ، فيغسلوني، ويحسبون أني مت من الحال التي تطرقني،

ترجمہ

حضرت سیدنا امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں علم حاصل کرنے میں مشغول رہا، مجھے حالات نے یہاں تک پہنچا دیا کہ میں صحراؤں کی طرف نکل جاتا تھا کبھی رات کو تو کبھی دن کو وہاں میں روتا رہتا تھا، ایک بار میں رات کو زور زور سے چیخ رہا تھا کہ راہگیروں نے سن لیا تو وہ ڈر گئے ، جب میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے پہچان لیا، انہوں نے مجھے کہا: اے عبدالقادر مجنون تو نے تو ہم کو ڈرا دیا۔

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کئی بار میرے ساتھ ایسا ہوا کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی، لوگ مجھے میت سمجھ کر غسل دینے لگتے، ایسے ایسے حالت بھی مجھ پر گزرے ہیں، یعنی ان حالات میں بھی میں نے علم دین حاصل کیا ہے۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب الحنبلی (۲:۲۰۳)

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۰:۴۳۹)

علم تو سختیاں جھیل کر ہی حاصل ہوتا ہے اگر آج ہمارے دور کے طلبہ اے سی کے نیچے بیٹھ کر اور قورمے و بریانی کھا کر بھی علم دین حاصل نہ کریں تو انتہائی افسوس کا مقام ہے۔

ماں نے پھر پیسے روانہ کیے

قال :وكنت أقتات بخرنوب الشوك، وقمامة البقل، وورق الخس من جانب النهر والشط، وبلغت الضائقة في غلاء نزل ببغداد إلى أن بقيت أياما لم آكل فيها طعاما، بل كنت أتتبع المنبوذات أطعمها،

فخرجت يوما من شدة الجوع إلى الشط لعلي أجد ورق الخس أو البقل، أو غير ذلك فاتقوت به .فما ذهبت إلى موضع إلا وغيرى قد سبقني إليه وإن وجدت أجد الفقراء يتزاحمون عليه فاتركه حبا، فرجعت أمشي وسط البلد أدرك منبوذا إلا وقد سبقت إليه، حتى وصلت إلى مسجد ياسين بسوق الريحانيين ببغداد وقد أجهدني الضعف، وعجزت عن التماسك، فدخلت إليه وقعدت في جانب منه وقد كدت أصافح الموت، إذ دخل شاب أعجمي ومعه خبز صافي وشواء ، وجلس يأكل، فكنت أكاد كلما رفع يده باللقمة أن أفتح فمي من شدة الجوع، حتى أنكرت ذلك على نفسي :فقلت ما هذا. وقلت :ما ههنا إلا الله، أو ما قضاه من الموت، إذ التفت إلى العجمي فرآني، فقال :بسم الله يا أخي، فأبيت، فأقسم على فبادرت نفسي فخالفتها، فأقسم أيضًا، فأجبته، فكلت متقاصرا، فأخذ يسألني :ما شغلك .ومن أين أنت .وبمن تعرف؟ فقلت :أنا متفقه من جيلان .فقال :وأنا من جيلان فهل تعرف شابا جيلانيا يسمى عبد القادر يعرف بسبط أبي عبد الله الصومعي الزاهد؟ فقلت :أنا هو فاضطرب وتغير وجهه، وقال :والله لقد وصلت إلى بغداد، معي بقية نفقة لي، فسألت عنك فلم يرشدني أحد ونفذت عقتي، ولي ثلاثة أيام لا أجد ثمن قوتي، إلا مما كان لك معي، وقد حلت لي الميتة، وأخذت من وديعتك هذا الخبز والشواء ، فكل طيبًا، فإنما هو لك، وأنا ضيفك الآن، بعد أن كنت ضيفي، فقلت له :وما ذاك .فقال :أمك وجهت لك معي ثمانية دنانير، فاشتريت منها هذا للاضطرار، فأنا معتذر إليك، فسكته، وطيبت نفسه، ودفعت إليه باقي الطعام، وشيئا من الذهب برسم النفقة، فقبله وانصرف.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میری والدہ ماجدہ کے دیئے ہوئے پیسے ختم ہوگئے تو میں سبزے کے تلاش میں دریائے دجلہ کے کنارے کنارے جاتا تھا، تاکہ وہاں سے کوئی سبزی یا کسی کے درخت کے پتے مل جائیں تو اس سے پیٹ کی بھوک ختم کی جاسکے، جب بھی میں کسی طرف جاتا تو مجھ سے پہلے کوئی نہ کوئی وہاں پہنچ چکا ہوتا تو میں واپس آجاتا، ایک دن مجھے سخت بھوک لگی تو میں چلتے چلتے دریائے دجلہ کے کنارے جا پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہاں فقیر مجھ سے بھی پہلے موجود ہیں تو میں وہاں سے واپس آگیا اور مسجد یاسین میں بھوک کی شدت کی وجہ سے وہاں لیٹ گیا، بس قریب تھا کہ میں موت کے منہ میں چلا جاؤں۔

اتنے میں ایک عجمی نوجوان کہیں سے بھنا ہوا گوشت اور تازہ روٹی لیکر مسجد شریف میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا، اس نے جب میری حالت زار دیکھی تو مجھے بھی اس نے کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دی، میں نے انکار کیا تو اس نے پھر اصرار کیا تو میں اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا۔ کھانے کے بعد اس نے باتوں باتوں میں مجھ سے سوال وجواب شروع کردئے، اس نے کہا: تم کون ہو؟ اور تمہارا تعارف کیا ہے؟ اور تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے اس کو کہا: میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور یہاں یعنی بغداد معلی میں علم فقہ پڑھنے آیا ہوں، اس نے کہا: ایک نوجوان جیلانی جس کا نام عبدالقادر ہے اور وہ حضرت سیدنا عارف باللہ الشیخ

ابوعبداللہ الصومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نواسہ ہے اس کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: وہ میں ہوں، وہ اس وقت بہت زیادہ پریشان ہوگیا اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جب بغداد معلیٰ پہنچا تو جو پاس میرے پاس تھے وہ بھی ختم ہوگئے اور میں آپ کا لوگوں سے پوچھتا رہا ہوں اور اب تین دن ہوئے میرے پیسے بھی ختم ہوگئے، اب تمھارے پیسوں سے میں نے کھانا خریدا ہے، آپ کھائیں یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں آپ کا اب مہمان ہوں، اس سے پہلے آپ میرے مہمان تھے، اس نے کہا: آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لئے آٹھ دینار دیئے تھے، تو میں نے مجبوراً اس میں سے کھانا خریدا ہے، میں آپ سے معذرت خواہ ہوں، یہ کہنے کے بعد وہ خاموش ہوگیا، اور میں نے بقیہ کھانا اس کی طرف بڑھا دیا اور سونے کا ایک ٹکڑا بھی اس کو بطور نفقہ کے دے دیا، جس کو اس نے قبول کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ :زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب الحنبلی (۲:۲۰۳)

(سیر أعلام النبلاء شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۰:۴۳۹)

اپنے استاد الشیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں

ثُمَّ وَقَعَ فِی نَفْسِی أَنْ أَخرجَ مِنْ بغداد لكثرة الفتن، فَخَرَجتُ إِلَى بَابِ الحَلْبَةِ، فَقَالَ لِي قَائِلٌ :إِلَى أَيْنَ تَمْشِي ؟وَدَفَعَنِي دفعةً خَرَرْتُ مِنْهَا، وَقَالَ :ارْجِعْ فَإِنَّ لِلنَّاسِ فِيكَ مَنْفعةً .قُلْتُ :أُرِيدُ سَلَامَةَ دِينِي .قَالَ: لَكَ ذَاكَ وَلَمْ أَرَ شَخْصَهُ .ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ طَرَقَتْنِي الأَحْوَالُ، فَكُنْتُ أَتمنَّى مَنْ يَكْشِفُهَا لِي، فَاجتزتُ بِالظَّفرِيَّةِ، فَفَتَحَ رَجُلٌ دَارَهُ، وَقَالَ :يَا عَبْدَ القَادِرِ، أَيْشِ طلبتَ البَارِحَةَ؟ فَنسيتُ، فَسَكَتُّ، فَاغتَاظَ، وَدفعَ البَابَ فِي وَجْهِي دفعةً عَظِيْمَةً، فَلَمَّا مَشيتُ ذَكَرْتُ، فَرَجعتُ أَطلبُ البَابَ، فَلَمْ أَجِدْهُ، قَالَ :وَكَانَ حَمَّاداً الدَّبَّاسَ، ثُمَّ عَرَفْتُهُ بَعْدُ، وَكشفَ لِي جَمِيْعَ مَا كَانَ يُشكِلُ عَلَيَّ، وَكُنْتُ إِذَا غبتُ عَنْهُ لِطلبِ العِلْمِ وَجِئْتُ، يَقُوْلُ :أَيْشِ جَاءَ بِكَ إِلَيْنَا، أَنْتَ فَقِيْهٌ، مُرَّ إِلَى الفُقَهَاءِ، وَأَنَا أَسكتُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام الذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بغداد معلیٰ میں چونکہ اس وقت فتنے برپا تھے تو میں نے سوچا کہ یہاں سے نکل جاؤں، تو میں وہاں سے نکل کر باب الحلبہ کی طرف آ گیا، اچانک مجھے کسی نے کہا: کہاں جارہے ہو؟ اور ساتھ ہی مجھے دھکا دے دیا، جس سے میں گر گیا، اور اس نے مجھے کہا: واپس جاؤ تیری ذات سے لوگوں کو نفع پہنچے گا، میں نے کہا: میں اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہوں اس لئے یہاں سے جارہا ہوں، تو اس نے مجھے کہا: دین کی سلامتی تو تجھے حاصل ہے، اور میں نے اس شخص کو دیکھا نہیں تھا، پھر ایسے حالات ہوئے کہ میں نے چاہا کہ کوئی ایسا شخص ہو کہ جو میرا یہ مسئلہ حل کرے میں ''الظفریہ'' چلا گیا، ایک شخص نے اپنے گھر کا دروازہ کھولا، تو اس نے مجھے کہا: اے عبدالقادر رات سے تو کیا طلب کررہا ہے؟ جب اس نے مجھ سے سوال کیا تو مجھے وہ بات ہی بھول گئی اور میں خاموش ہوگیا اتنے میں اسے غصہ آ گیا اور اس نے گھر کا دروازہ زور سے میرے منہ پہ مارا، پھر وہاں سے روانہ ہوا، اتنے میں مجھے وہ بات یاد آ گئی، پھر جب میں دروازہ پر آیا تو مجھے وہ شخص نہیں ملا۔ حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ وہ شخص حضرت سیدنا حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ تھے، اور اس کے بعد میں ان کو پہچان گیا، اور جتنے میرے اشکالات تھے وہ سارے مجھ پر حل ہوگئے ۔اور جب کبھی میں علم حاصل کرنے کے لئے جاتا اور جب واپس ان کی خدمت میں آتا تو مجھے فرمایا کرتے تھے: یہاں کیوں آیا ہے؟ تو تو خود فقیہ ہے، جا فقہاء کے پاس تو میں خاموش ہو جاتا تھا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۵:۱۸۴))

(ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب الحنبلی (۲:۳))

استاد محترم کے امتحان لینے پر آپ رضی اللہ عنہ کا صبر

فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ خَرَجتُ مَعَ الجَمَاعَةِ فِي شِدَّةِ البَرْدِ، فَدَفَعنِي أَلْقَانِي فِي المَاءِ، فَقُلْتُ :غُسلُ الجُمُعَةِ، بِاسمِ اللهِ، وَكَانَ عَلَيَّ جُبَّةُ صُوفٍ، وَفِي كُمِّي أَجزَاءٌ، فَرفعتُ كُمِّي لِئَلَّا تَهلِكَ الأجزَاءُ، وَخَلَّوْنِي، وَمَشَوا، فَعَصَرتُ الجُبَّةَ، وَتَبِعتُهُم، وَتَأَذَّيتُ بِالبَردِ كَثِيراً، وَكَانَ الشَّيْخُ يُؤذِينِي وَيَضرِبُنِي، وَإِذَا جِئتُ يَقُولُ :جَاءَنَا اليَوْمَ الخُبزُ الكَثِيرُ وَالفَالُوذَجُ، وَأَكلنَا وَمَا خَبَّأْنَا لَكَ وَحشَةً عَلَيكَ، فَطَمِعَ فِيَّ أَصْحَابُهُ، وَقَالُوا :أَنتَ فَقِيهٌ، أَيشٍ تَعمَلُ مَعَنَا؟ فَلَمَّا رَآهُم يُؤذُونَنِي، غَارَ لِي؛ وَقَالَ :يَا كِلَابُ لِمَ تُؤذُونَهُ؟ وَاللهِ مَا فِيكُم مِثْلُهُ، وَإِنَّمَا أُوذِيهِ لِأَمتَحِنَهُ، فَأَرَاهُ جَبلاً، لا يَتحرَّكُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام الذہبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک بار جمعۃ المبارک کا دن تھا، میں سخت سردی میں جماعت کے ساتھ نکلا تو مجھے الشیخ الامام حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دریائے دجلہ میں پل سے پانی میں گرادیا، میں نے پانی میں جاتے ہوئے کہا: میں جمعہ کے غسل کی نیت کرتا ہوں اور میں نے بسم اللہ پڑھ لی۔ اور اس وقت مجھ پر اون کا جبہ تھا، میرے بازو میں کچھ اجزا تھے جو میں نے لکھ رکھے تھے، مجھے ان کی فکر تھی کہیں یہ نہ بھیگ جائیں اس لئے میں نے اپنی کلائی کو اوپر اٹھائے رکھا، اورانہوں نے مجھے چھوڑا اور چلے گئے، میں پانی سے باہر نکلا اور میں نے اپنے کپڑے نچوڑے اور ان کے پیچھے پہنچ گیا اور مجھے سردی سے بہت زیادہ اذیت ہوئی، پھر بھی میں نے استاد محترم کے متعلق دل میں کوئی بات نہ آنے دی، شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ بطور امتحان مجھے بہت زیادہ مارتے تھے اور بہت زیادہ تکلیف دیا کرتے تھے۔

اور جب کبھی میں حضرت الشیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو مجھے فرماتے: آج ہمارے پاس بہت زیادہ روٹیاں آئی تھیں اور فالودہ بھی آیا تھا ہم نے کھالیا اور تیرے لئے کچھ بھی نہیں رکھا۔ دوسرے لڑکے جو الشیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہاں رہتے تھے، وہ مجھے کہتے تھے: تم تو عالم ہو تم یہاں کیا لینے آتے ہو؟ جب الشیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کو دیکھا کہ یہ الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دیتے ہیں تو الشیخ حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کو فرمایا: اوئے کتو! تم کیوں اس کو دکھ دیتے ہو؟ اللہ تعالی کی قسم! اس جیسا بندہ تم میں کوئی بھی نہیں ہے، بے شک میں تو اس کو تکلیف اس کے امتحان کے لئے دیتا ہوں، اور میں نے اس کو آزمالیا ہے یہ شخص صبر کا پہاڑ ہے جو حرکت نہیں کرتا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۵:۱۸۳)

ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلی (۲:۳)

ایک قطبِ وقت سے ملاقات

ثُمَّ بَعْدَ مُدَّةٍ. قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ هَمَذَانَ يُقَالَ لَهُ :يُوسُفُ الهَمَذَانِيُّ، وَكَانَ يُقَالُ :إِنَّهُ القطب، ونزل في رباط، فمشيت إليه، فلم أَرَهُ، وَقِيْلَ لِي :هُوَ فِي السِّرْدَابِ، فَنَزَلْتُ إِلَيْهِ، فَلَمَّا رَآنِي قَامَ، وَأجلسني، فَفرشني، وَذَكَرَ لِي جَمِيْعَ أَحْوَالِي، وَحلَّ لِي المُشْكِلَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ لِي :تَكَلَّمْ عَلَى النَّاسِ، فَقُلْتُ :يا سيدي، أنا رجل أَعْجَمِيٌّ قُحٌّ أخرسُ، أتكلَّمُ عَلَى فُصَحَاءِ بَغْدَادَ؟ افَقَالَ لِي :أَنْتَ حَفِظتَ الفِقْهَ وَأُصُوْلَهُ، وَالخلافَ وَالنَّحْوَ وَاللُّغَةَ وَتفسيرَ القُرْآنِ لاَ يَصلُحُ لَكَ أَنْ تتكلَّمَ؟ !اصعَدْ عَلَى الكُرْسِيِّ، وَتكلَّمْ، فَإِنِّي أَرَى فِيكَ عِذْقاً سيصِيْرُ نَخْلَةً.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مدت کے بعد ہمذان سے ایک بزرگ تشریف لائے جن کو یوسف الہمذانی کہا جاتا تھا، اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ وہ وقت کے قطب ہیں، اور خانقاہ میں تشریف فرما ہوئے، میں بھی ان کو ملنے گیا، میں نے ان کو پہلے دیکھا ہوا نہیں تھا، وہ تہہ خانہ میں تشریف رکھتے تھے، میں جب اتر کران کے ہاں پہنچا تو وہ مجھے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے بٹھایا اور میرے تمام احوال مجھ پر ذکر کئے اور میری تمام مشکلات حل کر دیں۔ پھر مجھے فرمایا: تم لوگوں سے کلام کیا کرو، میں نے عرض کیا: سیدی! میں ایک عجمی شخص ہوں، بغداد فصیح و بلیغ لوگوں کے سامنے کیسے کلام کروں؟، مجھے انہوں نے فرمایا: دیکھو! تم نے فقہ، اصول فقہ کو حفظ کر لیا ہے، مسائل خلاف، نحو و لغت اور تفسیر القرآن الکریم بھی پڑھ لیا ہے، اب تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم خاموش رہو۔ بلکہ تم کرسی پر بیٹھو اور کلام کرو، کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں ایک کھجور کا خوشہ ہے جو عنقریب کھجور کا درخت بن جائے گا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۵:۱۸۳)

نوٹ: کچھ مورخین نے علاقہ کا نام ہمذان لکھا ہے اور کچھ نے ہمدان لکھا ہے اس لئے کچھ ہمذانی لکھتے ہیں اور کچھ ہمدانی لکھتے ہیں۔

شیخ یوسف ہمذانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کا اثر

قَالَ الجُبَّائِيُّ :وَقَالَ لِيَ الشَّيْخُ عَبْدُ القَادِرِ :كُنْتُ أُومَرُ وَأُنْهَى فِي النَّوْمِ وَاليقظَةِ، وَكَانَ يغلب عَلَيَّ الكَلاَمُ، وَيزدحِمُ عَلَى قَلْبِي إِنْ لَمْ أتكلَّمْ بِهِ حَتَّى أَكَادُ أختنقُ، وَلاَ أَقدرُ أسكتُ، وَكَانَ يَجلس عِنْدِي رَجُلاَنِ وَثَلاَثَةٌ، ثُمَّ تَسَامعَ النَّاسُ بِي، وَازدحَمَ عَلَيَّ الخَلْقُ، حَتَّى صَارَ يَحضرُ مَجْلِسِي نَحْوٌ مِنْ سَبْعِيْنَ أَلْفاً.

ترجمہ

حضرت الشیخ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے نیند میں

اور بیداری میں نیکی کرنے اور برائی سے رکنے کا حکم دیا جاتا تھا، اور مجھ پر کلام کرنا اتنا غالب ہوگیا اور میرے دل پر بوجھ ہونے لگا، اتنا مجھے بوجھ محسوس ہوا کہ اگر میں کلام نہ کرتا تو میں اپنا گلا دبا لیتا، اور مجھ میں خاموش رہنے کی طاقت ہی نہ رہی، شروع شروع میں میرے پاس دو تین لوگ بیٹھا کرتے تھے جو میرا کلام سنتے تھے، پھر اتنے لوگ آنے لگے کہ ان کا رش ہونے لگا یہاں تک کہ میرے پاس ستر ستر ہزار لوگ جمع ہو جاتے اور میرا وعظ سنا کرتے تھے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۵:۱۸۳)

بتیس سال تک تحصیل علم

الشیخ علی محمد محمد الصلابی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وقد أمضى في طلب العلم اثنين وثلاثين سنة.

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے حصول علم میں بتیس سال صرف کئے۔

(عصر الدولۃ الزنکیۃ :علی محمد محمد الصَّلاَّبی:۳۶۲)

ننگے پاؤں اور وہ بھی کانٹوں پر چلنا

وكان رضي الله عنه يقول :قاسيت الأهوال في بدايتي وكان لباسي جبة صوف وعلى رأسي خريقة وكنت أمشي حافياً في الشوك وغيره.

ترجمہ

حضرت سیدنا الامام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نقل فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ابتدائے [illegible] میں اتنے سخت حالات پیدا ہوئے کہ میرے پاس پورا لباس صرف ایک جبہ تھا اور میرے سر پر ایک پھٹا ہوا کپڑے کا ایک ٹکڑا ہوتا تھا اور میں ننگے پاؤں کانٹوں پر چلا کرتا تھا۔

(لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار :عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحَنَفی الشَّعْرانی، أبو محمد (۱:۱۰۸)

دوران طالب علمی ایک خواہش کا پیدا ہونا

وَكَتَبَ إِلَيَّ عَبْدُ اللهِ بنُ أَبِي الحَسَنِ الجُبَّائِيُّ :قَالَ لِي الشَّيْخُ عَبْدُ القَادِرِ :طَالَبَتْنِي نَفْسِي يَوْماً بِشَهْوَةٍ، فَكُنْتُ أُضَاجِرُهَا، وَأَدخُلُ فِي دَرْبٍ، وَأَخرُجُ مِنْ آخرَ أَطْلُبُ الصَّحرَاءَ، فَرَأَيْتُ رُقعَةً مُلْقَاةً، فَإِذَا فِيهَا :مَا لِلأَقْوِيَاءِ وَالشَّهوَاتِ، وَإِنَّمَا خُلِقَتِ الشَّهوَاتُ لِلضُّعَفَاءِ، فَخَرَجَتِ الشَّهْوَةُ مِنْ قَلْبِي.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے الشیخ عبداللہ بن ابی الحسن الجبائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے لکھا کہ مجھے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک بار میرے نفس نے مجھے کسی چیز کے کھانے کا مطالبہ کیا تو میں اس کو جھڑکتا رہا، اور میں پھاٹک میں داخل ہوگیا اور وہاں سے نکل کر اپنی مطلوبہ چیز کی تلاش میں صحراء میں آگیا تو میں نے ایک رقعہ

پڑھا ہوا دیکھا تو اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ﴿طاقتور آدمی کو نفسانی خواہشات سے کیا غرض؟ کیونکہ شہوات تو کمزور لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں﴾

پھر میرے دل سے اس کی خواہش نکل گئی۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲۰:۴۳۹)

الامام محمد بن شاکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے الفاظ یہ ہیں

وفی فوات الوفیات :أنا أمشی إذ رأیت رقعة ملقاة فإذا فیها :ما للأقویاء والشهوات؟ إنما خلقت الشهوات للضعفاء یتقوون بها علی طاعتی، فلما قرأتها خرجت تلک الشهوة من قلبی.

ترجمہ

فوات الوفیات میں یہ الفاظ ہیں کہ الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک رقعہ دیکھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ قوی مرد کو نفسانی خواہشات سے کیا غرض؟ شہوات تو کمزوروں کے لئے پیدا کی گئی ہیں تاکہ وہ اس کے ساتھ میری طاعت پر قوت حاصل کر سکیں، جب میں نے اس رقعہ کو پڑھا تو فوراً ہی وہ خواہش دفع کر دی۔

(فوات الوفیات : محمد بن شاکر بن أحمد بن عبد الرحمن بن شاکر بن ہارون بن شاکر الملقب بصلاح الدین (۲:۳۷۴)

کھانا ترک فرما دیا

وکان رضی الله عنه یقول :بقیت أیاماً کثیرة لم أستطعم فیها بطعام فلقینی إنسان أعطانی صرة فیها دراهم فأخذت منها خبزاً سمیذاً، وخبیصاً فجلست کله فإذا برقعة مکتوب فیها قال الله تعالی فی بعض کتبه المنزلة "إنما جعلت الشهوات لضعفاء خلقی لیستعینوا بها علی الطاعات أما الأقویاء فما لهم وللشهوات "فترکت الأکل، وانصرفت.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام عبد الوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت دن ہو گئے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا تھا، ایک شخص مجھے ملا اس نے مجھے ایک تھیلی دی، جس میں کئی درہم تھے، میں نے اس سے روٹی اور کھجور کا حلوہ لیا، جب میں کھانے کے لئے بیٹھا تو اس میں ایک رقعہ ملا جس میں تحریر تھا کہ اللہ تعالی نے اپنی نازل کردہ کسی کتاب میں فرمایا ہے : میں نے یہ چیزیں کمزور لوگوں کے لئے پیدا کی ہیں تاکہ وہ میری طاعت پر قوت حاصل کر سکیں باقی رہے قوی لوگ وہ نہ اس کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی یہ چیزیں ان کے لئے پیدا ہوئی ہیں ،حضرت الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کھانا چھوڑا اور واپس آ گیا۔

(لوافح الأنوار فی طبقات الأخیار : عبد الوہاب بن أحمد بن علی الحنفی ،نسبه إلی محمد ابن الحنفیة ،الشعرانی ،أبو محمد (۱:۱۰۸)

رات دن کی مصروفیات

وکان رضی الله عنه یتکلم فی ثلاثة عشر علماً، وکانوا یقرء ون علیه فی مدرسته درساً من التفسیر،

ودرساً من الحديث ودرساً من المذهب، ودرساً من الخلاف، وكانوا يقرء ون عليه طرفي النهار التفسير، وعلوم الحديث، والمذهب، والخلاف، والأصول، والنحو وكان رضي الله عنه يقرأ القرآن بالقراء ات، بعد الظهر.

ترجمہ

حضرت سیدنا الامام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ تیرہ علوم میں کلام فرمایا کرتے تھے، طلبہ آپ رضی اللہ عنہ سے تفسیر کا درس لیتے تھے، حدیث شریف کا سبق بھی پڑھتے تھے، مذہب، مسائل خلاف بھی پڑھا کرتے تھے صبح وشام کو آپ رضی اللہ عنہ سے تفسیر، علوم حدیث، المذہب، الخلاف، الاصول، علم نحو، پڑھا کرتے تھے، جب ظہر کی نماز ادا کر لیتے تو آپ رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی قرات پڑھایا کرتے تھے۔

(لواقح الأنوار في طبقات الأخيار : عبدالوہاب بن أحمد بن علي الحنفي ،نسبہ إلى محمد ابن الحنفية ،الشّعرانی ،أبو محمد (۱:۱۰۸)

حضرت الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مشائخ واساتذہ

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے استاد

الشیخ الامام القاضی ابوسعید المبارک بن علی المخرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا مدرسہ الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کو دیا تھا جس میں الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر دین کی شمع جلائے رکھی

الامام ابوسعید المخرمی کی ولادت باسعادت

إن مولده سنة ست وأربعين وأربعمائة.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوسعید المبارک بن علی المخرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ ۴۴۶ھ) میں ہوئی۔

(طبقات الحنابلۃ : أبوالحسین ابن أبی یعلی، محمد بن محمد (۲۵۸:۲)

علی محمد محمد الصلابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

أبو سعيد :المبارك بن علی المخرمی شيخ الحنابلة تفقه بالقاضی أبی يعلی وبنی مدرسة باب الأزج دَرّس بها بعده تلميذه الشيخ عبد القادر الجيلانی بعد أن طوّرها وأدخل عليها بعض التوسعة والتجديد، وكان نزيهاً عفيفاً، وقد فتحت عليه الدنيا، فبنی داراً وحماماً وبستاناً، مات سنة (۵۱۳ھ)

ترجمہ

الشیخ ابوسعید المبارک بن علی المخرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الحنابلہ تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم فقہ پڑھا اور باب الازج میں اپنا مدرسہ تعمیر کیا، جس میں ان کے شاگرد خاص الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ درس دیا کرتے تھے، پھر اس میں جگہ کم ہونے کی وجہ سے اس میں توسیع بھی کی اور اس کو نئے انداز سے تعمیر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت ہی پاک دامن تھے، جب دنیا کے دروازے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کھلے تو آپ نے گھر، حمام اور باغات تعمیر کروائے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۱۳ھ) میں ہوا۔

(عصر الدولۃ الزنکیۃ : علی محمد محمد الصَّلَّابی :۳۶۳)

عبادت وسیرت

وَكَانَ مداوما للصيام والتهجد بالليل. كانت سيرته جميلة وعشرته مليحة. وَكَانَ مليح المناظرة.

ترجمہ

صاحب الطبقات امام ابوالحسین بن ابی یعلی محمد بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوسعید المبارک بن علی المخرمی رحمۃ

اللہ تعالی علیہ ہمیشہ دن میں روزہ رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سیرت انتہائی خوبصورت تھی، اور بہت خوبصورت مناظر تھے۔

(طبقات الحنابلة : أبو الحسين ابن أبي يعلى، محمد بن محمد (۲:۲۵۸)

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

العَلاّمَةُ، شَيْخُ الحنابلة، أَبُو سعدٍ المُبَارَكُ بنُ عَلِيٍّ المُخَرِّمِيّ ,البَغْدَادِيّ. تفقّه بِالقَاضِي أَبِي يَعْلَى، ثُمَّ بِأَبِي جَعْفَرِ بنِ أَبِي مُوسَى، وَيَعْقُوبَ بنِ سُطورَا البَرْزبينِي، وَلازَمهُمَا حَتَّى سَاد، وَبَنَى مدرسَةً بِبَابِ الأَزَج، درَّسَ بَعْدَهُ بِهَا تِلْمِيْذُه الشَّيْخُ عَبْدُ القَادِرِ وَكبَّرهَا، وَكَانَ نزهاً عَفِيْفاً، نَاب فِي القَضَاء، وَحَصَّل كُتُباً عَظِيْمَة، وَحَدَّثَ عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بن المُسْلِمَة، وَأَبِي الغنَائِمِ بنِ المَأْمُوْنِ، وَتَفَقَّهَ بِهِ خلق .رَوَى عَنْهُ المُبَارَكُ بنُ كَامِلٍ.

ترجمہ

الشیخ الامام العلامہ شیخ الحنابلہ ابوسعید المبارک بن علی الحرمی البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے علم فقہ الشیخ القاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے پڑھی، پھر الشیخ ابوجعفر بن ابوموسی اور یعقوب سطور البرزینی سے پڑھی، ان دونوں کی خدمت میں رہنے لگے یہاں تک کہ فقہاء کے سردار بن گئے، اور انہوں نے باب ازج میں ایک مدرسہ تعمیر کیا، جس میں اپنے شاگرد الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو استاد مقرر کیا، اور اسی مدرسہ کو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے نئے انداز سے وسعت کے ساتھ تعمیر کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نائب قاضی بھی رہے، اور آپ نے بہت سی عظیم کتب بھی حاصل کیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ابوجعفر بن المسلمہ، ابوالغنائم بن المامون سے احادیث روایت کیا کرتے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بہت سی مخلوق نے علم فقہ حاصل کیا، آپ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ المبارک بن کامل بھی شامل ہیں۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (۱۴:۳۲۳)

وصال شریف

وتوفي فِي ليلة الجمعة ثانية عشر محرم سنة ثلاث عشرة وخمسمائة وصلى عَلَيْهِ فِي عدة مواضع دفعتان بجامع القصر الشريف كنت أنا الإمام فِي إحداها ودفن بالقرب من قبر إمامنا أَحْمَد رحمة اللَّه عَلَيْهِ وَكَانَ دفنه قبل صلاة الجمعة .

ترجمہ

صاحب الطبقات امام ابوالحسین بن ابی یعلی محمد بن محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوسعید المبارک بن علی الحرمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۱۳ھ) میں ہوا اور ان پر کئی بار نماز جنازہ پڑھا گیا جامع قصر میں دو بار پڑھا گیا تو اس میں سے ایک بار میں میں نے امامت کی، اور ان کی تدفین ہمارے امام سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے قرب میں ہوئی، اور تدفین جمعہ کی نماز سے قبل ہوئی۔

(طبقات الحنابلة : أبو الحسين ابن أبي يعلى، محمد بن محمد (۲:۲۵۸)

الشیخ الامام ابوسعید المبارک بن علی المخرمی سے مروی حدیث شریف

قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے مسلمان کی مثال

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو سَعْدٍ الْمُبَارَكُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْمَخْرَمِيُّ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الآخِرِ سَنَةَ سَبْعٍ وَتِسْعِينَ وَأَرْبَعِ مِائَةٍ، عَلَى دَارِ صَاحِبِ الْمَخْزَنِ بِرَحْبَةِ الْجَامِعِ، وَهُوَ وَاقِفٌ، وَأَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ نَصْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الذَّاغُونِيُّ، بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ أَيْضًا، قَالا :أنا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْمُسْلِمَةِ الْمُعَدَّلُ، إِمْلاءً، أنا أَبُو الْفَضْلِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ، نا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْفِرْيَابِيُّ، نا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، نا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الأُتْرُجَّةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ التَّمْرَةُ، لا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں القاضی ابوسعد المبارک بن علی الحسین المخرمی نے میرے ان پر پڑھنے پر سنہ (۴۹۷ھ) ربیع الثانی میں خبر دی، اس وقت جامع رحبہ میں صاحب المخزن کے گھر تشریف فرما تھے، اور ابوالحسن علی بن عبید اللہ بن نصر بن عبید اللہ الذاغونی نے میرے ان پر پڑھنے پر خبر دی، ان دونوں نے کہا: ہمیں ابوجعفر محمد بن احمد بن عمر بن المسلمہ المعدل نے املاء کراتے ہوئے خبر دی، ہمیں ابوالفضل عبید اللہ بن عبدالرحمٰن الزہری نے خبر دی، ہمیں ابوبکر جعفر بن محمد بن الحسن الفریابی نے خبر دی، ہمیں قتیبہ بن سعید نے خبر دی، ہمیں ابوعوانہ نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی، انہوں نے حضرت سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مومن قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ترنج کی طرح ہے، جس کی خوشبو پسندیدہ اور ذائقہ بھی میٹھا ہے، اور جو مومن قرآن کریم کو نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی طرح ہے جس میں خوشبو تو نہیں ہے مگر ہے میٹھا، اور جو کافر قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ریحان کی طرح ہے جس میں خوشبو تو نہیں لیکن وہ میٹھا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن کریم نہیں پڑھتا ہے اس کی مثال اندرائن کی طرح اس میں خوشبو نہیں ہے اور ہے بھی کڑوا۔

(الرابع والثلاثون من المشيخة البغدادية لأبي طاهر السّلفي : صدر الدين، أبو طاهر السّلفي الأصبهاني :۲۲) موقع الشبكة الإسلامية)

(المشيخة البغدادية - مخطوط : صدر الدين، أبو طاهر السّلفي أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني (۵۱:۴) أعده للشاملة : أحمد الخضري)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

أبو القاسم علی بن أحمد بن بیان الرزاز رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا مختصر تعارف

علی بن أحمد بن مُحَمَّد بن بیان، أبو القاسم بن أبی طالب العمری الکاتب، المعروف بابن الرزاز :من ساکنی المفیدیة، ذکر أبو القاسم بن السمرقندی فیما قرأته بخطه قال :إنه من أولاد عمر بن الخطاب رضی الله عنه، أسمعه والده فی صباه من أَبِی الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بِن مُحَمَّدِ بْنِ مخلد (و) أبیّ علی الحسن بن أحمد بن شاذان وآباء القاسم عبد الملک بن مُحَمَّد بن بشران وعبد الرحمن بن عبید الله الحرفی وطلحة بن علی بن الصقر بن عبد المجیب والقاضی أبی یعلی مُحَمَّد بن علی بن یعقوب الواسطی وأبی الفرج الحسن بن علی بن المذهب وأبی عبد الله مُحَمَّد بن علی الصوری، وانفرد بالروایة عن أکثرهم وعمر حتی اشتهرت عنه الروایة وصارت الرحلة إلیه وکتب عنه الحفّاظ والأئمة، وروی عنه الکبار، وکتب عنه أبو غالب الذهلی والمؤتمن الساجی، وروی عنه الإمام المسترشد بالله أبو منصور الفضل أمیر المؤمنین وأبو القاسم بن السمرقندی وأبو الفضل بن ناصر وخلق کثیر من سائر أقطار الدنیا، یجوزون الإحصاء، وروی لنا عنه أبو الفرج بن کلیب وهو آخر من روی عنه علی وجه الأرض.

ترجمہ

الشیخ علی بن احمد بن بیان ابو القاسم بن ابو طالب العمری الکاتب المعروف ابن البرزاز رحمۃ اللہ تعالی علیہ المفید یہ کے رہنے والے تھے، الشیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تحریر میں میں نے پڑھا ہے کہ انہوں نے لکھا کہ حضرت الشیخ ابو القاسم بن بیان رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے والد ماجد نے ان کو بچپن سے ہی حدیث شریف کا سماع کروایا، جن محدثین سے انہوں نے سماع کیا ان میں الشیخ ابو الحسن محمد بن محمد بن محمد بن مخلد، ابو علی الحسن بن احمد بن شاذان، ابو القاسم عبد الملک بن محمد بن بشران، عبد الرحمٰن بن عبید اللہ الحرفی، طلحہ بن علی بن الصقر بن عبد المجیب، القاضی ابو یعلی محمد بن علی بن یعقوب الواسطی، ابو الفرج الحسن بن علی بن المذہب، ابو عبد اللہ محمد بن علی الصوری، شامل ہیں۔

ان میں اکثر محدثین وہ ہیں کہ جن سے روایت کرنے والوں میں سے الشیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ تعالی علیہ منفرد ہیں۔ الشیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اتنی حدیث شریف روایت کی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی روایت بہت زیادہ مشہور ہوئی، اور بہت زیادہ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس حدیث شریف کا سماع کرنے کے لئے آنے لگے، اور بہت سے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث لکھی اور روایت کی، اور بڑے بڑے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف روایت کی، اور ابو غالب الذہلی اور المؤتمن

الساجی نے حدیث روایت کی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں میں الامام امیر المومنین المسترشد باللہ ابو منصور الفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل ہیں۔

اور ابوالقاسم بن السمر قندی، ابوالفضل بن ناصر اور ان کے علاوہ دنیا کے کونے کونے سے لوگوں نے حاضر خدمت ہو کر حدیث شریف کا سماع کیا، اور روئے زمین پر سب سے آخر میں الشیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف کا سماع کرنے والے ابوالفرج بن کلیب ہیں اور انہوں نے ہمیں بھی الشیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے احادیث شریفہ بیان کیں۔

(تاریخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (١٨: ٢٤٠)

حضرت الشیخ الجیلانی نے حدیث شریف کا سماع کیا

قال الامام الجوزی رحمة الله تعا لی علیه فسمع الشیخ الجیلانی رضی الله عنه الحدیث من أبی القاسم علی بن أحمد بن بیان الرزاز.

ترجمہ

حضرت امام محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان الرزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

(المنتظم في تاريخ الأمم والملوك : جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمٰن بن علي بن محمد الجوزي (١٨: ١٧٣)

وصال مبارک

قال مُحَمَّد بن ناصر الحافظ قال :مات الشيخ الرئيس أبو القاسم علي بن أحمد بن بيان الرزاز في ليلة الأربعاء السادس من شعبان سنة عشر يعني وخمسمائة وصلي عليه في يوم الخميس في سابع شعبان في الجامع من دار الخليفة وحمل إلى مقبرة باب حرب فدفن هناك، وكان قد بلغ من العمر تسعًا وتسعين سنة، وهو آخر من حدث بحديث الحسن بن عرفة عن ابن مخلد، وآخر من حدث عن أبي القاسم بن بشران وأبي القاسم الحرفي والقاضي أبي العلاء الواسطي، وكان سماعة صحيحًا.

ترجمہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد بن ناصر الحافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ الشیخ ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان الرزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف چھٹے شعبان المعظم سنہ (۵۱۰ھ) بدھ کی رات کو ہوا، اور نماز جنازہ جمعرات سات شعبان المعظم کو دار الخلیفہ کی جامع میں ہوا، اور ان کا جنازہ باب حرب کے قبرستان میں لایا گیا اور وہیں ان کی تدفین ہوئی۔ تب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک ۹۹ سال ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ الحسن بن عرفہ کی وہ حدیث جو ابن مخلد سے روایت کرتے تھے روایت کرنے والے آخری تھے، اور الشیخ ابوالقاسم بن بشران سے روایت کرنے والے بھی آخری تھے، ابوالقاسم الحرفی اور القاضی العلاء الواسطی سے روایت کرنے والے بھی آخری تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سماع صحیح تھا۔

(تاریخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (١٨: ٢٤٠)

نیت درست کرو

قال الخطیب البغدادی رحمة الله تعالی علیه :سمعت شهاب الحاتمی بهراة یقول :سمعت أبا سعد بن السمعانی یقول :سمعت مُحَمَّد بن عبد الباقی البزاز یقول :كان أبو القاسم بن بیان یقول :أنتم ما تطلبون الحدیث والعلم، أنتم تطلبون العلو فی السند.

ترجمہ

الشیخ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: میں نے شہاب الحاتمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ہرات میں سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے الشیخ ابواسعد السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنا: وہ کہتے تھے کہ میں نے الشیخ محمد بن عبدالباقی البزاز رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ الشیخ ابوالقاسم بن بیان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمایا کرتے تھے: کہ تم حدیث اور علم طلب نہیں کرتے، بلکہ تم علوسند طلب کرتے ہو۔

(تاریخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مهدی الخطیب البغدادی (۱۸: ۲۴۰)

جس طرح آج لوگوں میں صرف ڈگری کی تڑپ ہے دین کی کوئی نہیں۔ آج لوگ علم بھی پڑھتے ہیں تو سند کے لئے، خدا تعالی کے لئے نہیں پڑھتے۔

آپ سے مروی ایک روایت

أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ عَبْدُ المنعم بُن عَبْد الوهاب بُن سعد بن صدقة بن الخضر بن كلیب الحرانی قراءة علیه وأنا أسمع غیر مرة، أنبأنا أبو القاسم علی بن أحمد بن بیان قراءة علیه فی سنة ست وخمسمائة، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ مَخْلَدٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فی سنة سبع عشرة وأربعمائة، أنبأنا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الصَّفَّار فی سنة تسع وثلاثین وثلاثمائة، حدثنا أبو علی الْحَسَنِ بْنُ عَرَفَةَ بْنِ يَزِيدَ الْعَبْدِيُّ سَنَةَ ست وخمسین ومائتین، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ فَقَالَ :بَكِّرُوا فِي الصَّلَاةِ فِي يَوْمِ الْغَيْمِ فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ حُبِطَ عَمَلُهُ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالفرج عبدالمنعم بن عبدالوہاب بن سعد بن صدقہ بن الخضر بن کلیب الحرانی نے خبر دی جب ان پر یہ حدیث پڑھی جا رہی تھی اور میں نے ان سے یہ حدیث کئی بار سنی، ہمیں ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان نے بتایا جب سنہ (۵۰۶ھ) میں ان پر یہ حدیث شریف پڑھی جا رہی تھی، ہمیں ابوالحسن بن مخلد نے یہ حدیث شریف سنائی جب ان پر یہ سنہ (۴۱۰ھ) میں حدیث شریف پڑھی جا رہی تھی، ہمیں ابوعلی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الصفار نے سنہ (۳۳۹ھ) میں یہ حدیث شریف سنائی جب ان پر پڑھی جا رہی تھی، ہمیں ابوالحسن بن عرفہ بن یزید العبدی نے سنہ (۲۶۰ھ) میں یہ حدیث شریف سنائی، ہمیں عیسی بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی نے اوزاعی سے انہوں نے یحیی بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابوالمہاجر سے، انہوں نے

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ میں تشریف فرما تھے کہ فرمایا: جس دن بادل ہوں اس دن عصر کی نماز جلدی ادا کیا کرو۔ بے شک جس نے عصر کی نماز ترک کی اس کے سارے اعمال برباد ہوگئے۔

(تاریخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (١٨: ٢٤٠)

(صحيح البخاري : محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي (١: ١٢٢) دار طوق النجاة

دوسری روایت

أخبرنا عاليا أبو القاسم علي بن أحمد بن بيان الرزاز في كتابه وأخبرنا أبو المكارم سلطان بن يحيى بن علي القرشي وأبو إبراهيم داود بن محمد بن الحسن قالا أنا محمد بن محمد بن محمد بن مخلد أنا إسماعيل الصفار نا الحسن بن عرفة حدثني محمد بن فضيل بن غزوان الضبي عن يونس بن عمرو عن مجاهد عن عائشة قالت كَانَ لِآلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْشٌ كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَعِبَ وَاشْتَدَّ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ وَإِذَا أَحَسَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ رَبَضَ فَلَمْ يَتَرَمْرَمْ مَا دَامَ فِي الْبَيْتِ كَرَاهِيَةَ أَنْ يُؤْذِيَهُ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں سند عالی کے ساتھ ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان الرزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میں خبردی اور ہمیں ابوالمکارم سلطان بن یحیی بن علی القرشی اور ابوابراہیم داؤد بن محمد بن الحسن نے خبر دی ان دونوں نے کہا: ہمیں محمد بن محمد بن مخلد نے بیان کیا، ہمیں اسماعیل الصفار الحسن بن عرفہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: مجھے محمد بن فضیل بن غزوان الضبی نے یونس بن عمر سے اور انہوں نے حضرت مجاہد سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے:

ترجمہ متن حدیث

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ کے پاس ایک جانور تھا، جب رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا تھا اور آگے پیچھے بھاگتا تھا، جب رسول اللہ ﷺ کا شانہ اقدس پر تشریف لے آتے تو وہ سکون کے ساتھ کھڑا ہو جاتا اور یہی کیفیت رہتی جب تک رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما رہتے، وہ اس بات سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے حرکت کرنے سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔

(تاریخ دمشق : أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (٤: ٣٨٦)

مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (٤١: ٣٢٠)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام ابوالوفاء علی بن عقیل الحنبلی البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

علم حدیث وفقہ کا حصول

قال الامام الذهبی رحمة الله تعالى عليه

.روى عن أبى محمد الجوهرىّ، وتفقّه على القاضى أبى يعلى وغيره، وأخذ علم الكلام عن أبى على بن الوليد وأبى القاسم بن التبّان.

قال السّلفىّ :ما رأيت مثله، وما كان أحدٌ يقدر أن يتكلّم معه لغزارة علمه وبلاغة كلامه وقوّة حجّته.

توفى فى جمادى الأولى وله ثلاث وثمانون سنة.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالوفاء علی بن عقیل الحنبلی البغدادی رحمہ اللہ تعالی نے ابومحمد الجوہری رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث مبارکہ روایت کیں ، اور علم فقہ الشیخ القاضی ابویعلی اوران کے علاوہ فقہاء کرام سے حاصل کیا ، اور علم کلام الشیخ الامام ابوعلی بن الولید اور ابوالقاسم بن التبان رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حاصل کیا۔

(العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائماز الذہبی (۲:۴۰۰) دارالکتب العلمیۃ -بیروت

مفتی ، مدرس مناظر

قال ابن الجوزی وأفتى ابن عقيل ، ودرّس وناظر الفحول، واستفتى فى الديوان فى زمن القائم فى زمرة من الكبار .وجمع علم الفروع والأصول، وصنّف فيها الكتب الكبار، وكان دائم التشاغل بالعلم، حتّى إنى رأيت بخطه :إنى لا يحل لى أن أضيع ساعة من عمرى، حتّى إذا تعطّل لسانى عن مذاكرة ومناظرة، وبصرى عن مطالعة، أعملت فكرى فى حال راحتى، وأنا مستطرح فلا أنهض إلّا وقد خطر لى ما أسطره .وقال ابن الجوزى أيضا :وكان ابن عقيل قوىّ الدّين، حافظا للحدود .وكان كريما ينفق ما يجد، فلم يخلّف سوى كتبه وثياب بدنه، وكانت بمقدار كفنه، وأداء دينه .انتهى.وكان -رحمه الله تعالى- بارعا فى الفقه وأصوله .له فى ذلك استنباطات عظيمة حسنة، وتحريرات كثيرة مستحسنة.

ترجمہ

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوالوفاء علی بن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ فتوی دیا کرتے ، درس دیتے اور بڑے بڑے اہل علم سے مناظرہ کیا کرتے تھے ، القائم بامراللہ کے زمانہ میں دیوان میں ہی ان سے فتوی لیا جاتا تھا ، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ جامع الاصول والفروع تھے۔ آپ رحمہ اللہ تعالی نے بہت سی کتب بھی تحریر فرمائی تھیں ، ہمیشہ علمی کاموں میں مصروف رہا کرتے تھے ، یہاں تک کہ میں نے خود ان کی تحریر میں دیکھا ہے کہ وہ لکھتے ہیں : میرے لئے حلال نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی میں سے ایک لمحہ بھی

ضائع کروں یہاں تک میں بولنے سے عاجز آجاؤں تو مجھ سے علمی مذاکرہ اور مناظرہ چھوٹ سکتا ہے اور اسی طرح میری آنکھیں دیکھنے سے عاجز آجائیں تو مطالعہ سے رک سکتا ہوں وگرنہ کوئی صورت نہیں کہ میں کتب بینی ترک کردوں اور میں تب تک دینی کام کرتا رہوں گا جب تک میں اس قابل ہوں میں کرتا رہوں گا۔

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ قوی الدین اور احدود کی حفاظت کرنے والے تھے۔اور بہت زیادہ سخی تھے، جو کچھ بھی پاس ہوتا اللہ تعالی کے نام پر دے دیتے تھے، یہاں تک کہ جب ان کا وصال شریف ہوا تو گھر میں سوائے پہنے ہوئے لباس اور کتب کے کچھ بھی نہ تھا اور وہاں صرف اتنا نکلا کہ جس سے آپ کا کفن خرید اجاسکے اور قرض ادا کیا جاسکے ۔اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ علم فقہ اور اس کے اصول میں بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے اور اس میں ان کے استنباط بڑے عظیم اور حسین ہیں اور تحریریں نہایت خوبصورت اور بہت زیادہ ہیں۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب :عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی ، أبوالفلاح (٦:٥٨)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے علمی کارنامے

علو همة الإمام أبى الوفاء بن عقيل الحنبلى رحمه الله

الإمام أبو الوفاء على بن عقيل الحنبلى البغدادى هو الذى يقول فيه شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى :إنه من أذكياء العالم .بلغ فى محافظته على الزمن مبلغاً أثمر أكبر كتاب عرف فى الدنيا لعالم، وهو كتاب (الفنون) فى ثمانمائة مجلد، وفيه اختلاف فى عدد المجلدات، وبعضهم يجزم بأنه ثمانمائة مجلد، فتخيل عالماً يؤلف كتاباً فى ثمانمائة مجلد !وهذا الكتاب جمع فيه التفسير والحديث والفقه وأصول الفقه وأصول التوحيد والنحو واللغة والشعر والتاريخ والحكايات، وفيه مناظراته ومجالسه التى وقعت له، وخواطره ونتائج فكره .يقول ابن الجوزى :وكان له الخاطر العاطر، والبحث عن الغوامض والدقائق، وجعل كتابه المسمى بالفنون مناطاً لخواطره، وواقعاً فيه، ومن تأمل فيه عرف غور الرجل .وقال سبط ابن الجوزى :واختصر منه جدى -أى :ابن الجوزى -عشرة مجلدات، فرقها فى تصانيفه، وقد طالعت منه فى بغداد فى وقت المأمونية نحواً من سبعين، وفيه حكايات ومناظرات وغرائب وعجائب وأشعار.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالوفاء علی بن عقیل الحنبلی البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ زمانے بھر کے دانا لوگوں میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے زمانے بھر کی سب سے بڑی کتاب تحریر فرمائی اور اس کا نام "کتاب الفنون" رکھا جس کی آٹھ سو جلدیں ہیں۔اس کی تعداد میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے اور بعض نے بالجزم کہا ہے کہ اس کی جلدیں آٹھ سو ہی ہیں ، ایسا کوئی عالم نہیں گزرا جس نے آٹھ سو جلدوں کی کتاب تحریر کی ہو۔اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ، اصول توحید، نحو، لغت، شعر، تاریخ، حکایات، اور اپنے مناظرے اور اپنی مجالس اور اپنے فکری نتائج کو بیان کیا ہے۔

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مہکتی فکر کے حامل تھے اور بڑے دقیق سے دقیق مسائل کو بھی آسانی کے ساتھ حل کر دیتے تھے اور اپنی کتاب کا نام جامع الفنون رکھا، جو شخص اس میں غور کرے گا وہ خود جان لے گا۔

سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ میرے جدامجد ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس کتاب جامع الفنون کا اختصار کیا تھا جو کہ دس جلدوں پر مشتمل تھا اور میں نے خود بغداد معلیٰ میں مامونیہ کے دور میں اس کا مطالعہ کیا ہے وہاں تقریباً اس کی ستر جلدیں موجود تھیں، اس میں حکایات، مناظرے، عجائب وغرائب اور اشعار تھے۔

(سلسلۃ علو الہمۃ : محمد أحمد إسماعیل المقدم (۱۱:۱۲) مصدر الکتاب : دروس صوتیۃ قام بتفریغہا موقع الشبکۃ الإسلامیۃ
http://www.islamweb.net

(فصل الخطاب فی الزہد والرقائق والآداب : محمد نصر الدین محمد عویضۃ (۶۱۲:۳) أعدہ للشاملۃ / الغریب الشہری

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول

الحافظ الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول دیکھ لیں کہ الشیخ ابن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب کے متعلق کیا فرماتے ہیں

وقال الحافظ الذهبي في تاريخه :لم يُصنف في الدنيا أكبر من هذا الكتاب .حدثني من رأى منه المجلد الفلاني بعد الأربعمائة.

ترجمہ

الشیخ الحافظ الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: اس جہان میں جامع الفنون سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی، اور مجھے اس نے خود بیان کیا جس نے اس کی جلد نمبر چارسو کے بعد کوئی جلد دیکھی تھی۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳۴۴:۱)

دیانت داری

وينقل الذهبي عن أبي المظفر سبط ابن الجوزي قول ابن عقيل :حججت فالتقطت عقد لؤلؤ في خيط أحمر فإذا شيخ أعمى ينشده ويبذل لملتقطه مائة دينار فرددته عليه فقال :خذ الدنانير فامتنعت وخرجت إلى الشام وزرت القدس وقصدت بغداد فأويت بحلب إلى مسجد وأنا بردان جائع فقدموني فصليت بهم فأطعموني وكان أول رمضان فقالوا :إمامنا توفي فصل بنا هذا الشهر ففعلت فقالوا :لإمامنا بنت فتزوجت بها وأقمت معها سنة وأولدتها ولداً ذكراً فمرضت في نفاسها فتأملتها يوماً فإذا في عنقها العقد بعينه بخيطه الأحمر فقلت لها :لهذا قصة، وحكيت لها،

فبكت وقالت :أنت هو والله لقد كان أبي يبكي :ويقول :اللهم أرزق ابنتي مثل الذي رد العقد عليَّ وقد استجاب الله منه ثم ماتت فأخذت العقد والميراث وعدت إلى بغداد .

ترجمہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ابوالمظفر سبط الجوزی رحمہ اللہ تعالی سے الشیخ الامام علی بن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول نقل کرتے

ہیں کہ الشیخ علی بن عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں حج کرنے گیا تو دوران حج مجھے وہاں سے ایک ہار جو کہ سرخ رنگ کے دھاگے میں پرویا ہوا تھا مل گیا، اچانک میں نے ایک نابینا شیخ کو دیکھا جو یہ اعلان کررہے تھے کہ جو شخص بھی مجھے میرا ہار لوٹا دے گا میں اس کو ایک سو دینار انعام دوں گا تو میں نے فوراً وہ ہار ان کے ہاتھ پر رکھ دیا، انہوں نے سو دینار دینا چاہے مگر میں نے انکار کردیا، میں شام کی طرف نکل کھڑا ہوا اور میں نے بیت المقدس کی زیارت کی اور بغداد معلیٰ کے ارادے سے نکل کھڑا ہوا، جب میں حلب پہنچا تو مجھے بھوک بھی لگی ہوئی تھی جب میں مسجد شریف میں داخل ہوا تو انہوں نے نماز پڑھانے کے لئے مصلی پر کھڑا کردیا میں نے ان کو نماز پڑھائی نماز کے بعد وہ میرے لئے کھانا لائے، تب یکم رمضان المبارک تھا تو انہوں نے مجھے کہا: کہ ہمارے امام صاحب کا انتقال ہوگیا ہے تو آپ مہربانی کر کے یہی ایک مہینہ نمازیں پڑھا دیں، تو میں نے حامی بھرلی، تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارے امام صاحب کی ایک بیٹی ہے اگر آپ اس کے ساتھ نکاح کرلیں تو؟ تو میں نے اس مائی صاحبہ کے ساتھ نکاح بھی کرلیا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مائی صاحبہ سے ایک بیٹا بھی عطا کیا، پھر وہ مائی صاحبہ اسی حالت میں یعنی نفاس میں بیمار ہوگئیں تو میں نے ایک دن ان کے گلے میں وہی ہار دیکھا جو سرخ رنگ کے دھاگے میں تھا تو میں نے اس کو وہی قصہ سنایا: تو وہ یہ سن کر رونے لگی اور اس نے بھی وہی قصہ سنایا اور روتے ہوئے کہا: قسم خدا تعالیٰ کی، تم وہی ہو۔ میرے والد ماجد رویا کرتے تھے اور یہ دعا کرتے تھے: یا اللہ! میری بیٹی کو ایسا نیک شوہر عطا فرمانا جس نے میرا ہار واپس کیا ہے، بس اللہ تعالیٰ نے میرے والد ماجد کی دعا قبول فرمائی تو میرا آپ کے ساتھ نکاح ہوگیا، الشیخ علی بن عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ مائی صاحبہ فوت ہوگئیں اور وہ ہار مجھے میراث میں مل گیا اور میں وہاں سے بغداد معلیٰ آگیا۔

(عصر الدولۃ الزنکیۃ علی محمد محمد الصَّلَّابی (۱:۳۶۳)

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۱۹:۴۴۳)

(الامام عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (۱۲) دار الکتب والوثائق بغداد عراق

عادات مبارکہ

وقد نقل عنه الذهبي قوله :عصمني الله في شبابي بأنواع من العصمة وقصر محبتي على العلم وما خلطت لعاباً قط ولا عاشرت إلاّ أمثالي من طلبة العلم وأنا الآن في عشر الثمانين أجد من الحرص على العلم أشد مما كنت أجده وأنا ابن العشرين وبلغت لاثنتي عشرة سنة وأنا اليوم لا أرى نقصاً في الخاطر والفكر والحفظ وحدّة النظر بالعين لرؤية الأهلة الخفية إلاّ أن القوة ضعيفة .

قال ابن الجوزي :كان ابن عقيل ديناً حافظاً للحدود توفي له ابنان فظهر منه من الصبر ما يتعجب منه

ترجمہ

حضرت امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل فرمایا: کہ الشیخ ابن عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر طرح سے پاکدامن رکھا اور میں کبھی بھی کھیل کود کرنے والوں کے ساتھ شریک نہیں ہوا اور میں نے جب بھی صحبت اختیار کی ہے تو دین کے طالبوں کے ساتھ بیٹھا ہوں اور اب میں اسی سال کا ہوگیا ہوں جو علم کی حرص مجھ میں بیس سال کی عمر میں تھی اب اس سے بڑھ گئی ہے، اور جو

بارہ سال کی عمر میں نظر وفکر اور سوچ تھی اور قوت حافظہ تھا اب اسی سال کی عمر میں پہنچ کر ویسے کا ویسے ہی رہا اور باریک سے باریک چیز بھی بغیر کسی پریشانی کے دیکھ لیتا ہوں صرف ایک فرق پڑا ہے اور وہ کہ میرے جسم میں کمزوری آگئی ہے۔

محدث ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ابن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت دیندار، حدود اللہ کے محافظ تھے، اور ان کے دو بیٹے فوت ہو گئے تو ایسا صبر کیا کہ جس کو دیکھ کر لوگ متعجب ہو گئے۔

(عصر الدولۃ الزنکیۃ علی محمد محمد الصَّلاَّبی (۱:۳۶۳)

حنابلہ کے پیچھے رہنے کی وجہ

وكان يقول :هـذا المذهب إنما ظلمه أصحابه لأن أصحاب أبى حنيفة والشافعي إذا برع واحد منهم فى العلم تولى القضاء وغيره من الولايات .فكانت الولاية لتدريسه واشتغاله بالعلم .فأما أصحاب أحمد : فإنـه قـل فيهـم مـن تعلق بطرفٍ من العلم إلا ويخرجه ذلك إلى التعبد والتزهد لغلبة الخير على القوم، فينقطعون عن التشاغل بالعلم.

ترجمہ

الشیخ ابن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حنبلی مذہب پر ظلم خود حنبلیوں نے ہی کیا ہے، اس لئے کہ احناف وشوافع میں سے جب کوئی علم میں کمال حاصل کر لیتا تو اس کو عہدہ قضاء وغیرہ تفویض کر دیا جاتا تھا اور اسی طرح تدریس کے شعبہ سے بھی منسلک ہو جاتے تھے، اور رہے امام احمد بن حنبل کے پیروکار وہ علمی مشغولیت کی طرف کم ہی آئے ہیں، جیسے حصول علم سے فارغ ہوئے عبادت اور زہد کی طرف مائل ہو گئے اس کی بھی وجہ تھی اور وہ یہ کہ قوم کے لئے خیر کے جذبے کی شدت تھی، بس وہ پھر علمی کاموں کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تھے۔

ذیل طبقات الحنابلۃ :زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۱:۳۴۴)

وفات شریف

وتـوفـى أبـو الوفاء رحمه الله تعالى-بـكـرة الـجمعة، ثانى عشر جمادى الأولى، وصلّى عليه فى جامعى القصر والمنصور .وكان الجمع يفوت الإحصاء .

ترجمہ

الشیخ ابوالوفاء علی ابن عقیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جمعۃ المبارک سنہ (۵۱۳ھ) جمادی الاولی میں وصال فرمایا، اور ان کا نماز جنازہ جامع القصر اور جامع المنصور میں ادا کی گئی، اور اتنی تعداد میں لوگ شریک ہوئے کہ ان کی گنتی نہ ہو سکی تھی۔

(الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ :عبدالقادر بن محمد محیی الدین الحنفی (۱:۳۷۴) :میر محمد کتب خانہ - کراتشی

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ایک حدیث

أَخْبَـرَنَا إِسْحَاقُ الْأَسَدِيُّ :أَنَـا أَبُـو الْبَـقَـاءِ يَعِيشُ، أَنَبَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَطِيبُ، أَنَبَا أَبُو الْوَفَاءِ عَلِيُّ بْنُ عَقِيلٍ الْفَقِيهُ :أَنَبَـا أَبُـو مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ، أَنَبَا أَبُو بَكْرٍ الْقَطِيعِيُّ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، نَبَا هَوْذُ، نَبَا عَوْفٌ، عَنْ

سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ :كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ :إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِن صَنْعَةِ يَدَي التَّصَاوِيرِ .فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مَنْ صَوَّرَ صُورَةً، عَذَّبَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَنْفُخَ فيها، وليس بنافخ فيها أبدا .

ترجمہ سند حدیث

ہمیں اسحاق الاسدی نے خبر دی، ہمیں ابوالبقاء یعیش نے یہ حدیث شریف سنائی، ہمیں عبداللہ بن احمد بن الخطیب نے یہ حدیث شریف سنائی، ہمیں ابوالوفاء علی بن عقیل الفقیہ نے یہ بتایا، ہمیں ابومحمد الجوہری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ بتایا، ہمیں ابوبکر القطیعی نے بتایا، ہمیں بشر بن موسی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ہوذ نے بتایا، ہمیں عوف نے سعید بن ابی الحسن سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں:

ترجمہ متن حدیث

کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: حضور! میرا کام یہ ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے تصویریں بناتا ہوں اور ان کو فروخت کر کے اپنی روٹی کماتا ہوں؟ تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کریم آقا ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے ہاتھ سے تصویریں بناتا ہے اللہ تعالی اس کو تب تک عذاب دے گا جب تک اس میں وہ روح نہ پھونک لے، اور وہ روح پھونک بھی نہیں سکے گا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۵:۲:۴۵۱)

(سنن أبي داود : أبوداود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِستانی (۳۰۶:۴)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے تصوف کے استاد

الشیخ الامام حماد بن مسلم بن ددوۃ ابوعبداللہ الدباس الرجبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت

حمّاد بن مسلم بن ددّوة أبو عبد الله الدبّاس الرّحبيّ، رحبة مالك بن طوق .الزّاهد العارف، وُلِد بالرحْبَة، ونشأ ببغداد .وكان له كاركة للدبْس، يجلس في غرفتها .وكان من الأولياء أولي الكرامات .صحِبَه خلْق، فأرشدهم إلى الله تعالى، وظهرت بركته عليهم، وكان يتكلم على الأحوال. وقد كتبوا من كلامه نحوا من مائة جزء .وكان أمّيًا لا يكتب.

ترجمہ

الشیخ حماد بن مسلم بن ددوۃ ابوعبداللہ الدباس الرجبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مالک بن طوق جو کہ زاہد وعارف باللہ ہیں کی ولادت باسعادت الرحبۃ میں ہوئی اور بغداد معلّی میں پرورش پائی، اوران کا دبس کا کاروبار تھا (دبس شکر وشیرہ بنانے اور فروخت کرنے کا کاروبار کو کہتے ہیں) آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے گھر میں ہی بیٹھے رہتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ صاحب کرامت اولیاء اللہ میں سے تھے، ان کی برکت لوگوں پر بہت زیادہ ظاہر ہوئی اور بہت سی مخلوق کو آپ نے اللہ تعالی کی جانب متوجہ کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ احوال خاطر پر کلام کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگردوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ملفوظات کو جمع کیا تو اس کے اجزاء ایک سو سے زائد ہوگئے، حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ امی تھے کچھ بھی نہ لکھ سکتے تھے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۶:۱۲۸)

الشیخ حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا علمی مقام

قال عبد الرحمن بن محمد بن حمزة الشّاهد :رأيت في المنام كأنّ قائلا يقول لي :حمّاد شيخ العارفين والأبدال. وقال أحمد بن صالح الجيليّ :سمع من أبي الفضل بن خَيْرُون، وكان يتكلّم على آفات الأعمال في المعاملات، والرياضيات، والورع، والإخلاص.

ترجمہ

الشیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن حمزہ الشاہد رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کوئی مجھے کہہ رہا ہے: حماد شیخ العارفین اور شیخ الابدال ہیں۔ اور الشیخ احمد بن الصالح الجیلی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالفضل بن خیرون رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ الشیخ حماد بن مسلم بن ددوۃ رحمۃ اللہ تعالی علیہ معاملات میں جو عمل کی آفتیں ہیں ان پر اور مجاہدات، تقوی اور اخلاص پر کلام فرمایا کرتے تھے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۶:۱۲۸)

(العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲:۴۴۵)

کھانا کونسا کھاتے تھے؟

وقال أبو سعد السّمعانيّ :سمعت أبا نصر عبد الواحد بن عبد الملك يقول :كان الشَيخ حمّاد يأكل من النّذر، ثمّ تركه لمّا بلغه قوله عليه السّلام إنّه يستخرجه به من البخيل، فكره أكلَ مال البخيل .وصار يأكل بالمنام .كان الإنسان يرى في النّوم أنّ قائلًا يقول له :أعط حمّادًا كذا فيصبح ويحمل ذلك إلى الشَيخ.

ترجمہ

الشیخ ابوسعد السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابونصر عبدالواحد بن عبدالملک رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ :الشیخ حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نذرانے قبول بھی کرتے اور اس میں سے کھاتے بھی تھے، جب آپ کو رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث شریف پہنچی ﴿ إنّه يستخرجه به من البخيل ﴾ تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بخیل کا مال لینا ناپسند فرماتے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ صرف وہ اشیاء کھایا کرتے تھے جو منامی ہوتی تھیں۔ اس کا مطلب بھی امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بیان کیا ہے کہ کوئی شخص خواب دیکھتا کہ اس کو کوئی کہہ رہا ہے کہ تم فلاں چیز شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دے کر آؤ، پس جب صبح ہوتی تو لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا تھا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذہبی (۳۶:۱۲۸)

(العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذہبی (۲:۴۴۵)

وہ حدیث پاک یہ ہے

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ :نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ، وَقَالَ :إِنَّهُ لاَ يَرُدُّ شَيْئًا، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ البَخِيلِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابونعیم نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں سفیان نے منصور سے انہوں نے عبداللہ بن مرۃ سے انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے:

ترجمہ متن حدیث

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر سے منع فرمایا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نذر نہ تو کسی چیز کو آگے کر سکتی ہے اور نہ پیچھے البتہ اس کے ذریعے بخیل کا مال نکالا جاسکتا ہے۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۸:۱۲۴)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نظر کا کمال

وقال الشَيخ أبو النّجيب عبد القاهر :مرض الشَيخ حمّاد، فاحتاج إلى التّنشّق بماء ورد، فحمل إليه أبو المظفر محمد بن عليّ الشّهْرُزُورِيّ الفَرَضيّ منه شيئًا، فلما وضع بين يديه قال :رُدّوه فإنه نجِس .فردّ إلى أبي المُظفّر فقال:صَدَق الشَيخ، كان قد وقع في طرفه نجاسة وتركته وحده لأريقه، فنسيت.

ترجمہ

الشیخ ابوالنجیب عبدالقاہر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جب الشیخ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیمار ہوگئے تو ان کو عرق گلاب سونگھنے کی حاجت ہوئی تو الشیخ ابوالمظفر محمد بن علی الشہر وزری الفرضی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لیکر حاضر خدمت ہوئے، جب آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سامنے رکھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: اسے واپس لے جاؤ یہ نجس ہے، جب الشیخ ابوالمظفر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو واپس دی گئی اور الشیخ حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فرمان بھی سنایا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ نجس ہے تو الشیخ ابوالمظفر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ الشیخ حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ سچ فرماتے ہیں کیونکہ اس میں نجاست گرگئی تھی میں نے اس کو گرانے کے لئے اٹھایا مگر پھر کسی وجہ سے بھول گیا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۶: ۱۲۸)
(العبر فی خبر من غبر: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲: ۴۴۵)

علماء کی نظر میں آپ کا مقام

وقال المبارك بن كامل :مات الشَيخ العارف الورع الناطق بالحكمة حمّاد الدّبّاس في سنة خمس، ولم أرَ في زماني مثله صحِبْتُه سنين وسمعت كلامه .وكان مكاشَفًا يتكلّم على الخواطر، مسلوب الاختيار، زِيّه زي الأغنياء، وتارة زَيّه زِيّ الفقراء متلوّن، كيف أُدير دار. وكان شيخ وقته، يشبه كلامه كلام الحصريّ .كانت المشايخ إذا جاء ت إليه كالميت بين يدي الغاسل.

ترجمہ

الشیخ المبارک بن کامل رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ العارف باللہ، صاحب تقوی، حکمت کا متکلم حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۲۵ھ) میں ہوا، اور میں نے ان کی صحبت میں پانچ سال گزارے ہیں اور میں نے ان جیسا انسان زمانے بھر میں نہیں دیکھا اور میں نے ان کا کلام بھی سنا ہے صاحب کشف تھے اور دل میں آنے والے خطرات پر کلام فرمایا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مسلوب الاختیار تھے، کبھی اغنیاء کی جیسی ہیئت اپنا لیتے تو کبھی فقراء والی۔ کبھی اس طرح تو کبھی اس طرح، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے زمانے کے شیخ تھے اور آپ کا کلام الحصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے کلام سے ملتا جلتا تھا، مشائخ کرام جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کے سامنے ایسے پیش ہوتے جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں ہو۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۶: ۱۲۸)
(العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲: ۴۴۵)

ابوالمظفر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا کلام

فقال أبو المظفّر :ولو لم يكن لحمّاد من الفضائل الّتي اتّصف بها في زهادته وطريقته، إلّا أنّ الشَيخ عبد القادر أحد تلامذته.

ترجمہ

الشیخ ابوالمظفر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے وہ فضائل نہ بھی ہوں جن کے ساتھ ان کو متصف کیا جاتا ہے جیسے تصوف وزہد اور تقوی وغیرہ تو ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ان کے شاگرد ہیں۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۳۶:۱۲۸)

(العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲:۴۴۵)

حماد بن مسلم الدباس کی شاگردی میں

وقال محمدمحمدالصلابی رحمة الله تعالى عليه كان الشيخ عبد القادر من تلامذته .

ترجمہ

الشیخ محمد محمد الصلابی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ الشیخ حماد بن مسلم بن دودۃ الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد تھے۔

(عصر الدولۃ الزنکیۃ علی محمد محمد الصَّلاَّبی (۱:۳۶۳

(الامام عبدالقادر الکیلانی رضی اللہ عنہ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (۱۲)

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قال الامام يافعى رحمة الله تعالى عليه :الشيخ الكبير الولى الشهير العارف بالله، الخبير ذو الكرامات الكريمات والأحوال العظيمات والمقامات العلية والطريقة السنية أبو عبد الله حماد بن مسلم الدباس، كان أمياً، وفتح عليه بالمعارف والأسرار، وصار قدوة لا مشايخ الكبار، وكبرت به الأصاغر، وهو الشيخ الذى خضعت له رقاب الشيوخ الأكابر محيى الدين أبى محمد عبد ألقادر الجيلانى -رضى الله تعالى عنهم، ونفعنا بهم آمين -ولكل واحد من الكرامات ما لا يسعه إلا مجلدات،

ترجمہ

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ بہت بڑے شیخ، مشہور ولی، عارف باللہ، صاحب کرامت، صاحب احوال عظیمہ، صاحب مقامات عالیہ، طریقہ سنیہ ابوعبداللہ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ امی تھے، اللہ تعالی نے ان پر علوم و معرفت کے دروازے کھول دیئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مشائخ کبار کے بھی استاد بن گئے اور چھوٹے آپ کی برکت سے بڑے بن گئے اور ان میں ایک بہت بڑا نام الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جن کے لئے اولیاء کرام نے اپنی گردنیں جھکا دیں، اللہ تعالی ہمیں ان کی برکات سے نفع عطا فرمائے اور ان میں سے ہر ایک سے اتنی اتنی کرامات صادر ہوئیں کہ اگر ان کو لکھا جائے تو کئی کتابیں درکار ہیں۔

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان : أبو محمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۳:۱۸۵)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قال ابن كثير رحمة الله تعالى عليه حَمَّادُ بْنُ مُسْلِمٍ الرَّحْبِيُّ الدَّبَّاسُ، كَانَ يُذْكَرُ لَهُ أَحْوَالٌ وَمُكَاشَفَاتٌ

وَاطِّلاعٌ عَلَى مُغَيَّبَاتٍ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْمَقَامَاتِ.

ترجمہ

الشیخ حماد بن مسلم الرجبی الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ آپ کے احوال ومکاشفات اور مغیبات پر آپ کے خبر پانے کا ذکر کیا جاتا ہے اور دیگر مقامات کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۲:۲۵۱)

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

وَكَانَ يَجلسُ فِي غُرفَة كَاركه الدّبس، وَكَانَ مِنْ أولِيَاء الله أُولِي الكرَامَاتِ، انْتفع بصُحبَتِه خلق، وَكَانَ يَتَكَلَّم عَلَى الْأَحْوَال.

ترجمہ

الشیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے کمرہ میں بیٹھے رہتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اولیاء اللہ میں سے تھے اور صاحب کرامات تھے، بہت سی مخلوق نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت سے نفع پایا ہے اور آپ احوال قلوب پر کلام فرمایا کرتے تھے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۴:۴۰۵)

(تاریخ ابن الوردی : عمر بن مظفر بن عمر بن محمد ابن أبی الفوارس، أبو حفص، زین الدین ابن الوردی المعری الکندی (۲:۳۶)

خدا تعالی سے دوری کا سبب

قال الشیخ حماد بن مسلم الدباس رحمة الله تعالى عليه :إتّصالک بالخلق هُوَ انفصالک عَن الحق.

ترجمہ

الشیخ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ تیرا مخلوق میں ہی منہمک رہنا تجھے اللہ تعالی سے دور کر دے گا۔

(الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبد اللہ الصفدی (۱۳:۱۵۴)

ولایت ملنے کا نسخہ

وقال الشیخ حماد بن مسلم الدباس رضی الله عنه :-من هرب من البلاء لا يصل إلى باب الولاء .

ترجمہ

الشیخ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمایا کرتے تھے جو شخص مصیبت سے بھاگتا ہے وہ ولایت نہیں پا سکتا۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۶:۱۲۲)

(تاریخ ابن الوردی : عمر بن مظفر بن عمر بن محمد ابن أبی الفوارس، أبو حفص، زین الدین ابن الوردی المعری الکندی (۲:۳۶)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام المحدث الفقیہ بقیۃ المشائخ مصنف کتب کثیرہ ابو محمد جعفر بن احمد البغدادی السراج رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ولادت باسعادت

أبو محمد جعفر بن أحمد البغدادى السراج :الشيخ البارع المحدث المسند بقية المشايخ كتب بخطه الكثير وصنَّف الكتب كان صدوقاً ألفَّ فى فنون شتّى وكان ممن يفتخر برؤيته ورواياته لديانته ودرايته ثقة مأمون عالم صالح ولد سنة (٤١٧هـ) هـ وتوفى سنة (٥٠٠هـ)

ترجمہ

ابو محمد جعفر بن احمد البغدادی السراج رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو کہ الشیخ البارع، المحدث، بقیۃ المشائخ ہیں نے بہت زیادہ لکھا اور بہت سی کتب بھی تحریر فرمائیں، اور مختلف علوم فنون پر آپ نے کام کیا ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ محدثین کے نزدیک صدیق تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی زیارت اور آپ کی روایت پر فخر کیا جاتا ہے آپ کی دیانت کی وجہ سے، اور روایت میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مامون، صالح اور عالم ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۱۷ھ) میں ہوئی، جبکہ وفات شریف سنہ (۵۰۰ھ) میں ہوئی۔

(عصر الدولۃ الزنکیۃ علی محمد محمد الصَّلَّابی (۱:۳۶۳)

ولادت ووفات کے متعلق ابن خلکان کا قول

وكانت ولادته إما فى أواخر سنة سبع عشرة وأربعمائة أو أوائل سنة ثمانى عشرة وأربعمائة، وذكر الشريف أبو المعمر المبارك بن أحمد بن عبد العزيز الأنصارى فى كتاب "وفيات الشيوخ "أن مولده سنة ست عشرة ببغداد، وتوفى بها ليلة الأحد الحادى والعشرين من صفر سنة خمسمائة، ودفن بباب أبرز.

ترجمہ

الشیخ ابو محمد جعفر بن احمد السراج البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت ایک قول کے مطابق سنہ (۴۱۷ھ) کے آخر میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق سنہ (۴۱۸ھ) کے شروع میں ہوئی۔ جبکہ الشیخ الشریف ابو المعمر المبارک بن احمد بن عبد العزیز الانصاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب ''وفیات الشیوخ'' میں تحریر کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۱۶ھ) میں ہوئی جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات شریف سنہ (۵۲۱ھ) اتوار کی رات اور صفر المظفر میں ہوئی اور آپ کی تدفین باب ابرز میں ہوئی۔

(وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان : أبو العباس شمس الدین أحمد بن محمد البرمکی الاربلی (۱:۳۵۷) دار صادر -بیروت)

محدثین کی نظر میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا مقام

قال الامام یافعی رحمة الله تعالی علیه:حافظ عصره وعلامة زمانه :أبو محمد جعفر بن أحمد المعروف بابن السراج القارىء البغدادی، صاحب التصانیف العجیبة، منها :کتاب مصارع العشاق وغیره، حدث عن أبی علی بن شاذان، وأبی الفتح بن شاهین، والخلال وغیرهم .وأخذ عنه خلق کثیر، وله شعر حسن.

ترجمہ

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: حافظ عصر اور علامہ زمان ابو محمد جعفر بن احمد المعروف ابن السراج القاری البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بڑی عجیب کتب تحریر فرمائی ہیں، ان میں ایک کتاب ''کتاب مصارع العشاق'' ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ ابو علی بن شاذان، ابو الفتح بن شاہین، الخلال اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین سے حدیث شریف بیان کی ہیں اور ان سے بھی بہت سے لوگوں نے حدیث شریف پڑھی ہے اور شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔

(مرآۃ الجنان أبو محمد عفیف الدین عبد اللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۳:۱۲۴)

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

کتب بخطه الکثیر، وَصَنَّفَ کِتَاب "مَصَارِع العشَاق"، وَکِتَاب "حکم الصِّبْیَان "، وَکِتَاب "مَنَاقِبِ الحَبَش "، ونظم الکَثِیر فِی الفِقْه، وَفِی الموَاعِظ وَاللُّغَة، وَشِعرُه حلوٌ عذب فِی فُنُوْنِ القَرِیض، انْتخب السِّلَفِیّ عَلَیْهِ مِنْ أُصُوْله ثَلاَثِیْنَ جُزْءاً، حَدَّث بِبَغْدَادَ، وَمِصْر، وَدِمَشْق، وَسَمِعَ مِنْهُ شَیْخُهُ أَبُو إِسْحَاق الحَبَّال.

ترجمہ

الشیخ ابو محمد جعفر ابن احمد السراج البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بہت زیادہ تحریر فرمایا اور ''مصارع العشاق'' اور کتاب ''حکم الصبیان'' اور کتاب ''مناقب الحبش''، تحریر کی۔ اور مسائل فقہیہ کو بھی نظم کیا، اور مواعظ اور لغت کو نظم کیا، اور شعر فنون قریض میں بہت ہی خوبصورت کہا کرتے تھے۔ ان کے تلمیذ الشیخ طاہر السلفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کے اصول میں سے تیس اجزاء جمع کیے ہیں، الشیخ ابو محمد جعفر بن احمد السراج البغدای رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بغداد معلی، مصر اور دمشق میں احادیث مبارکہ بیان کیں۔ یہاں تک کہ ان کے شیخ ابو اسحاق الحبال رحمہ اللہ تعالی نے بھی ان سے سماع کیا ہے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۴:۲۱۵)

(الامام عبد القادر الکیلانی رضی اللہ عنہ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (۱۲)

الشیخ ابو علی الصدفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

وَقَالَ أَبُو عَلِیٍّ الصَّدَفِی :هُوَ شَیْخ فَاضِل، جمیلٌ وَسِیم، مَشْهُوْر یَفْهَمُ، عِنْدَهُ لُغَة وقراءات، وَکَانَ الغَالِب عَلَیْهِ الشِّعْرُ، نَظَمَ کتاب "التنبیه "لأبی إسحاق، ونظم منسکًا.

ترجمہ

الشیخ ابوعلی الصدفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: الشیخ ابومحمد جعفر ابن احمد السراج البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ شیخ، فاضل نہایت ہی خوبصورت تھے ماہر لغت وقرات تھے اوران پر غالب شعرگوئی تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابواسحاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب ''کتاب التنبیہ'' کونظم کیا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴: ۲۱۵)

(الامام عبدالقادر الکیلانی رضی اللہ عنہ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (۱۲)

قاری مقری محدث مفسر شاعر مفتی

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بنُ العَرَبِي :ثِقَةٌ ,عَالِمٌ ,مُقْرِءٌ، لَهُ أدبٌ ظَاهِرٌ.

وقال السلفی :كَـانَ الإمـام يُـفتَخرُ برُؤْيَته وَروَايَاتِهِ لِديَانته وَدِرَايته، لَهُ تَوَالِيفُ مفِيدَة، وَفِي شُيُوْخه كَثْرَة، أعلاهُم ابْنُ شَاذَانَ.

وَقَالَ حَمَّادُ الحَرَّانِيّ :سُئِلَ السِّلَفِيّ عَنِ السَّرَّاج، فَقَالَ :كَانَ عَالِماً بِالقِرَاء ات، وَالنَّحو، وَاللُّغَة، ثِقَةً ثَبتاً، كَثِيْرَ التَّصنِيف.

ترجمہ

الشیخ ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابومحمد جعفر بن احمد السراج البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ثقہ، عالم، مقری تھے، ان کا ادب ظاہر تھا۔

الشیخ طاہر السّلفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں یہ وہ امام ہیں جن کی روایت وزیارت پر فخر کیا جاتا ہے، آپ قرات، نحو، لغت کے عالم تھے، ثقہ، ثبت اور کثیر التصانیف تھے۔

الشیخ حماد الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: الشیخ سلفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے الشیخ ابومحمد جعفر ابن احمد السراج البغدادی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ یہ وہ امام ہیں جن کی روایت وزیارت پر فخر کیا جاتا ہے، آپ قرات، نحو، لغت کے عالم تھے، ثقہ، ثبت اور کثیر التصانیف تھے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴: ۲۱۵)

(الامام عبدالقادر الکیلانی رضی اللہ عنہ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (۱۲)

الشیخ ابومحمد جعفر بن احمد البغدادی کے مشائخ کرام

قال الامام الذھبی رحمه الله تعالی علیه

سَمِعَ :أَبَا عَلِيٍّ بن شَاذَانَ، ثُمَّ سَمِعَ بِنَفْسِهِ مِنْ أَحْمَد بن عَلِيٍّ التَّوَّزِی، وَمُحَمَّد بن إِسْمَاعِيْلَ بن سَنبک، وَأَبِی مُحَمَّدٍ الخَلاَّلُ، وَعُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ شَاهِيْنٍ، وَأَبِی مُحَمَّدٍ الحُسَيْنِ بنِ المُقْتَدِر، وَأَبِی طَالِبِ الغَيْلاَنِی، وَأَبِی الحَسَنِ بنِ القَزْوِيْنِیّ، وَأَبِی إِسْحَاقَ البَرْمَكِیّ، وَأَبِی القَاسِمِ التَّنُوخِی، وَأَبِی الفَتْحِ بن

شِيطا، وَعِدَّة بِبَغْدَادَ.
وَسَمِعَ مِنَ :الحَافِظ أَبِي نَصرِ السِّجزِيّ مُسَلْسَلَ الأولية بمكة، ومن مُحَمَّدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ الأَرْدَسْتَانِيِّ، وَبِمِصْرَ مِنَ :الشَّيخ عَبْد العَزِيْزِ بن الحَسَنِ الضَّرَّاب، وَطَائِفَة، وَبِدِمَشق مِنْ :أَبِي القَاسِمِ الحِنَّائِي، وَالخَطِيْب؛ وَخرَّج لَهُ شَيْخُهُ الخَطِيْبُ خَمْسَةَ أَجزَاء مَشْهُوْرَةٍ سَمِعْنَاهَا.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابومحمد جعفر بن احمد البغدادی السراج رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابوعلی بن شاذان سے حدیث شریف کا سماع کیا، پھر الشیخ احمد بن علی التوزی، محمد بن اسماعیل بن سعبک، ابومحمد الخلال، عبید اللہ بن عمر شاہین، ابومحمد الحسین بن المقتدر، ابوطالب الغیلانی، ابوالحسن بن القزوینی، ابواسحاق البرمکی، ابوالقاسم التوخی، ابوالشیخ بن شیطا اوران کے علاوہ بغداد معلّٰی کے بہت سے محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا۔
اوراسی طرح الشیخ الحافظ ابونصر السنجری، سے مکہ مکرمہ میں حدیث کا سماع کیا، اور محمد بن ابراہیم الاردستانی، اور مصر میں الشیخ عبد العزیز بن الحسن الضراب سے اور ایک بہت بڑی جماعت سے، اور دمشق میں الشیخ ابوالقاسم الحنائی سے اور الخطیب رحمہ اللہ تعالی سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ان کے شیخ نے ان کو پانچ اجزاء جوعطا کئے تھے وہ ہم نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنے ہیں۔
(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۲۱۵)
(الامام عبدالقادر الکیلانی رضی اللہ عنہ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (۱۲)

الشیخ ابومحمد جعفر بن احمد السراج البغدادی کے شاگرد

حَدَّثَ عَنْهُ :ابْنُهُ؛ ثَعْلَب، وَأَبُو القَاسِمِ بنُ السَّمَرْقَنْدِي، وعبد الوهاب الأنماطي، ومحمد بن ناصر، وأبو الفَتْحِ بنُ البَطِّي، وَأَبُو طَاهِرٍ السِّلَفِيُّ، وَسَلْمَان الشَّحَّامُ، وَأَبُو الحَسَنِ بنُ الخلّ، وَعَبْدُ الحَقِّ اليُوْسُفِي، وَأَبُو الفَضْلِ خطيبُ المَوْصِلِ، وَشُهْدَةُ بِنْت الإِبَرِي، وَخَلْقٌ كَثِيْرٌ.

ترجمہ

الشیخ ابومحمد جعفر بن احمد السراج البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف بیان کرنے والوں میں آپ کے بیٹے الفضل بن جعفر ابن احمد السراج البغدادی، ابوالقاسم بن السمرقندی، عبدالوہاب الانماطی، محمد بن ناصر، ابوالفتح ابن البطی، ابوطاہر السّلفی، سلمان الشحام، ابوالحسن بن الخل، عبدالحق الیوسفی، ابوالفضل جو کہ موصل کے خطیب تھے، اور شہدہ بنت الابری اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔
(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۲۱۵)
(الامام عبدالقادر الکیلانی رضی اللہ عنہ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (۱۲)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ایک حدیث

روى لنا محمد بن ياقوت الخياط وعبد الكريم بن محمد بن أحمد قالا :أَنْبَأَنَا عَبْد الوَهَّابِ بنُ أَحْمَد بن

مُحَمَّد بن الطُّوسِيّ، أَنْبَأنَا أَبُو مُحَمَّدٍ جعفرُ بنُ أَحْمَدَ بنِ الْحُسَيْنِ السَّرَّاجُ، أَنْبَأنَا الْحَسَنُ بنُ أَحْمَدَ بنِ شَاذَانَ، أَنْبَأنَا عُثْمَانُ بنُ أَحْمَدَ بنِ عَبْدِ اللَّهِ الدَّقَّاقُ، حدثنا يَحْيَى بنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأنَا عَمْرُو بنُ عَبْدِ الغفار، حدثنا الأَعْمَشُ وَفِطْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ رَجَاءٍ عَنْ أَوْسِ بنِ ضَمْعَجٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلّم: ليؤم القوم اقراهم لِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْعِلْمِ بِالسُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلا يَؤُمَّ رَجُلٌ فِي بَيْتِهِ وَلا فِي سُلْطَانِهِ، وَلا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلا بِإِذْنِهِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں محمد بن یاقوت الخیاط اور عبدالکریم بن محمد بن احمد نے بیان کیا، ہمیں عبدالوہاب بن احمد بن محمد الطّوسی نے بتایا، ہمیں ابومحمد جعفر بن احمد بن الحسین السراج البغدادی نے بتایا، ہمیں الحسن بن احمد بن شاذان نے بتایا، ہمیں عثمان بن احمد بن عبداللہ الدقاق نے بتایا، ہمیں یحیی بن جعفر نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عمرو بن عبدالغفار نے بتایا، ہمیں الاعمش اور فطر نے اسماعیل بن رجاء سے انہوں نے اوس بن ضمعج سے انہوں نے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث شریف بیان کی:

ترجمہ متن حدث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم کی امامت وہ شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہو، اور سب سے اچھی قرات کرتا ہو، اگر ان کی قرات مساوی ہو تو وہ شخص امامت کرے جس نے ان میں سب سے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرے جس کی عمر سب سے زیادہ ہو، کسی کے گھر اور اس کی حکومت میں کوئی شخص امام نہ بنے، اور نہ کسی کی اجازت کے بغیر اس کی مسند پر بیٹھے۔

(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی (۱۶:۱۹۳)

(مسند الحمیدی: أبوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسی بن عبیداللہ القرشی الأسدی الحمیدی المکی (۱:۴۱۷)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

أبو عبداللہ یحی بن الإمام أبو علی الحسن بن أحمد بن البناء البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ولادت باسعادت

كان الحافظ عبد الله بن عيسى الأندلسي يثنى عليه ويمدحه ويطريه ويصفه بالعلم والفضل وحسن الأخلاق وترك الفضول وعمارة المسجد وملازمته ولد سنة(٤٥٣)هـ وتوفى سنة(٥٣١) هؤلاء من أشهر شيوخ الشيخ الامام عبد القادر الجيلاني رضى الله عنه الذين أخذ عنهم وكان لهم الأثر الكبير في حياته .

ترجمہ

الشیخ محمد محمد الصلابی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ الحافظ عبداللہ بن عیسی الاندلسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابوعبداللہ یحیی بن الامام ابوعلی الحسن بن احمد بن البناء البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مدح کی ہے اوران کی شان علم وفضل اورحسن اخلاق کے ساتھ بیان کی ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ الشیخ ابن البناء رحمۃ اللہ تعالی علیہ مساجد تعمیر کیا کرتے تھے اور مسجد میں ہی رہا کرتے تھے، ان کی ولادت باسعادت سنہ(۴۵۳ھ) میں ہوئی اور وفات شریف سنہ(۵۳۱ھ) میں ہوئی۔

حضرت سیدنا امام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے وہ مشائخ ہیں جو کہ مشہور ہیں اوران کی صحبت اور محنت کا اثر ہے جو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ میں ظاہر ہوا۔

(عصر الدولۃ الزنکیۃ علی محمد محمد الصّلّابی (۱:۳۶۳)

(الامام عبدالقادر الکیلانی رضی اللہ عنہ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (۱۲)

ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مشائخ کرام

قال الامام الذهبى رحمة الله تعالى عليه :وأبو عبد الله يحيى بن الحسن بن أحمد بن البنّاء البغداديُّ، روى عن أبي الحسين بن الآبنوسى، وعبد الصمد بن المأمون .وكان ذا علمٍ وصلاحٍ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوعبداللہ یحیی بن الحسن بن احمد بن البناء البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ ابوالحسن بن الآبنوسی، الشیخ الامام عبدالصمد بن المامون رحمۃ اللہ تعالی علیہم سے روایت کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ صاحب علم وصلاح تھے۔

(العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲:۴۴۱)

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان : أبو محمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۲:۱۹۸)

سماع حدیث

قال ابن رجب :ولد يوم الجمعة رابع عشرى ذى القعدة، سنة ثلاث وخمسين وأربعمائة، وبكّر به أبوه فى السماع، فسمع من أبى الحسين بن المهتدى، وابن الأبنوسى، وابن النّقور، ووالده أبى على بن البنا، وغيرهم.

ترجمہ

الشیخ الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابن البناء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ذوالقعدہ کی چودہ تاریخ سنہ (۴۵۳ھ) کو ہوئی اور ان کے والد ماجد نے ان کو ان کے بچپن سے ہی الشیخ ابوالحسین بن المہتدی، ابن الآبنوسی، ابن النقور، وغیرہ محدثین سے حدیث شریف کا سماع کروایا، اور انہوں نے خود اپنے والد ماجد سے بھی حدیث شریف کا سماع کیا۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب :عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلی، أبوالفلاح (۶:۱۶۱)

(عصر الدولة الزنكية علی محمد محمد الصَّلاَّبی (۱:۳۶۳)

الشیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

وحدّث وروى عنه جماعة من الحفّاظ، منهم :ابن عساكر، وابن الجوزى، وابن بوش .(۱) والشيخ الامام عبدالقادر الجيلانى رضى الله عنه .(۲)وروى عنه ابن السمعانى إجازة .وقال :كان شيخا صالحا، حسن السيرة، واسع الرواية، حسن الأخلاق، متودّدا، متواضعا، برا، لطيفا بالطلبة، مشفقا عليهم، وتوفى ليلة الجمعة ثامن شهر ربيع الأول.

ترجمہ۔

الشیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث شریف بیان کی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے والوں میں حفاظ حدیث شامل ہیں، ان میں ابن عساکر، محدث ابن جوزی، ابن بوش اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ، ان سے روایت بالا جازۃ کرنے والوں میں الشیخ ابن السمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں، اور اپنے شیخ کے متعلق کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ، صالح، حسن سیرت کے مالک، واسع الروایہ، حسن اخلاق کے پیکر، محبت سے میل جول رکھنے والے، نہایت عاجزی گزار، نیکی کرنے والے، طلبہ پر شفقت کرنے والے تھے۔ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف شب جمعہ آٹھ ربیع الاول کو ہوا۔

(۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب :عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلی، أبوالفلاح (۶:۱۶۱)

(۲) عصر الدولة الزنكی علی محمد محمد الصَّلاَّبی (۱:۳۶۳))

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خراج عقیدت

الشَّيخُ الإِمَامُ، الصَّادِقُ العَابِدُ، الخَيِّرُ ,المُتَّبِعُ ,الفَقِيهُ، بقية المشايخ، أبو عبد الله يحيى بن الإمام أبى على الحسن بن أحمد بن البَنَّاءِ البَغْدَادِيُّ، الحَنبَلِيُّ.

ترجمہ

امام الذہبی رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: الشیخ، الامام، عبادت گزار، نیکوکار، اتباع کرنے والے، فقیہ، بقیہ المشائخ ابوعبداللہ یحیی بن الامام علی بن الحسن بن احمد بن البناء البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائماز الذہبی (۱۴:۲۱۵)

الشیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ایک حدیث

عبد الملك بن حبيب، أبو القاسم البزاز الحنبلي: من ساكني سوق السلاح، حدث عن أبي بكر أحمد بن إبراهيم بن شاذان، روى عنه أبو علي بن البناء في مشيخته. أَنْبَأَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُثْمَانَ بن الشوا قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بن البناء قراءة عليه قال: انبأنا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ الْبَزَّازُ جارنا بسوق السلاح، أنبأنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَد بْن إِبْرَاهِيم بْن شَاذَانَ، حدثنا جبير بن محمد الواسطي، حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ، حدثنا عمر بن عبد الواحد حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتَّةَ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ السنة كلها.

ترجمہ سند حدیث

ابوبکر احمد بن ابراہیم بن شاذان سے روایت کیا، ان سے ابوعلی بن البناء نے اپنی مشیخہ میں روایت کیا، ہمیں ابوالفرج الحرانی نے بتایا، انہوں نے یحیی بن عثمان بن الشوا سے انہوں نے کہا: ہمیں ابوعلی الحسن بن احمد بن البناء نے بیان کیا جب ان پر یہ حدیث شریف پڑھی جارہی تھی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوالقاسم عبدالملک بن حبیب البزاز نے جو کہ ہمارے ہمسائے تھے نے بیان کیا، ہمیں ابوبکر احمد بن ابراہیم بن شاذان نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں جبیر بن محمد الواسطی نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں محمد بن صالح البغدادی بن ابی السری نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں عمر بن عبدالواحد نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں اسحاق بن عبداللہ نے عدی بن ثابت سے انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث شریف بیان کی۔

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر شوال المکرم کے بھی چھے روزے رکھے وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے سارا سال روزے رکھے۔

(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی (۱۶:۱۱۵)

(مسند الامام أحمد بن حنبل : أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲۳:۵۹)

استاد حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام ابوغالب محمد بن الحسن بن احمد بن الحسن البغدادی الباقلاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ابوغالب الباقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت وفات

محمد بن الحسن بن أحمد بن الحسن البغدادی، أبو غالب الباقلاوی :ولد سنة احدى وأربعمائة، وسمع أبا عبد الله المحاملی، وأبا علی بن شاذان، وأبا بكر البرقانی، وأبا العلاء الواسطی وغيرهم .حدثنا عنه أشياخنا، وهو من بيت الحديث، وكان شيخا صالحا كثير البكاء من خشية الله تعالی، صبورا علی إسماع الحديث.وتوفی فی ربيع الآخر من هذه السنة ودفن بمقبرة باب حرب.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوغالب محمد بن الحسن بن احمد بن الحسن البغدادی الباقلاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۰۱ھ) میں ہوئی، اورانہوں نے الشیخ ابوعبداللہ المحاملی، ابوعلی بن شاذان، ابوبکر البرقانی، ابوالعلاء الواسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے حدیث مبارک کا سماع کیا۔ ہمیں ہمارے شیوخ نے بتایا کہ ان کا گھر ہی محدثین کا گھر تھا، اور یہ خود یعنی الشیخ ابوغالب الباقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نیک انسان، اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت زیادہ رونے والے اور حدیث شریف کے سماع کروانے میں نہایت صبر سے کام لینے والے تھے اور ان کا وصال شریف اسی سال ربیع الثانی میں ہوا۔ اور ان کی تدفین باب حرب کے قبرستان میں ہوئی۔

(المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک :جمال الدین أبوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (۱۷:۱۰۵)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی کا ان سے حدیث کا سماع کرنا

قال الامام الذهبی رحمة الله تعالی عليه :

الشَّيخ أَبُو مُحَمَّد الْجِيلیّ، الحنبلیّ، الزّاهد، صاحب الكرامات والمقامات، وشيخ الحنابلة رحمة الله عَلَيْهِ .سمع الحديث من وأبی غالب الباقِلّانیّ رحمة الله تعالی عليه .

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابومحمد عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ جو عابد وزاہد ہیں اور صاحب کرامات ہیں اور صاحب مقامات عالیہ ہیں اور حنابلہ کے شیخ ہیں نے بھی الشیخ ابوغالب الباقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۹:۸۷)

آنکھوں دیکھا حال

وقال أبو غالب كنت أختلف إلی أبی أمامة بالشام، فدخلت يوماً علی فتی مريض من جيران أبی أمامة وعنده عم له وهو يقول له :يا عدو الله ألم آمرك؟ ألم أنهك؟ فقال الصبی :ياعماه لو أن الله تعالی دفعنی إلی والدتی كيف كانت صانعة بی؟ قال :كانت تدخلك الجنة، قال :إن ربی الله أشفق من

والدتي وارحم بي منها .وقبض الفتى من ساعته، فلما جهزه عمه وصلى عليه، وأراد أن يضعه في لحده فدخلت القبر مع عمه فلما سواه صاح وفزع فقلت له :ما شانک؟ قال :فسح لي في قبره وملء نوراً فدهشت منه.

ترجمہ

الشیخ ابو غالب الباقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شام میں الشیخ ابو امامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری دیتا تھا تو ایک دن میں ایک نوجوان کے پاس گیا جو کہ مریض تھا، اس کا چچا اس کے پاس بیٹھا کہہ رہا تھا: میں تم کو یہ نہ کہتا تھا؟ میں تم کو اس کام سے منع نہ کرتا تھا؟ وہ لڑکا کہنے لگا: اے میرے چچا! تو یہ بتا کہ اگر میرا اللہ مجھے میری ماں کے سپرد کردے تو میری ماں میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ تو چچا نے کہا: تیری ماں کے ہاتھ یہ معاملہ آجائے تو وہ تجھے جنت ہی داخل کرے گی۔ تو وہ لڑکا کہنے لگا: میرا اللہ کریم تو میری ماں سے زیادہ مجھ پر کریم بھی ہے اور رحیم بھی ہے تو کیا وہ مجھ پر رحم نہ فرمائے گا؟ الشیخ ابو غالب الباقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: اسی وقت اس لڑکے کا انتقال ہو گیا، تو اس کے چچا نے اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور نماز جنازہ ادا ہوگئی تو میں اور اس کا چچا اس کی قبر میں اترے تو اچانک اس کے چچا نے چیخ ماری اور خوف زدہ ہو گیا، میں نے اس کو کہا: تجھے کیا ہوا؟ تو وہ کہنے لگا: اس کی قبر وسیع کردی گئی ہے اور اس میں نور بھر دیا گیا ہے تو اس لئے دہشت زدہ ہو گیا ہوں۔

(التذکرۃ بأحوال الموتی وأمور الآخرۃ : أبو عبداللہ محمد بن أحمد الخزرجی شمس الدین القرطبی (۱:۷۹))

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا کتنا بڑا فائدہ ہے۔

الشیخ ابو غالب الباقلانی سے مروی حدیث

قَرَأْتُ عَلَى إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَدَّلِ، سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ، أَخْبَرَكُمُ الْعَلَّامَةُ أَبُو مُحَمَّدِ بْنِ قُدَامَةَ، أَنَّ شَهْدَةَ بِنْتَ أَبِي نَصْرٍ أَخْبَرَتْهُمْ، انا أَبُو غَالِبٍ الْبَاقِلَّانِيُّ، انا أَبُو عَلِيِّ بْنِ شَاذَانَ، انا أَبُو سَهْلِ بْنُ زِيَادٍ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلّم وهو على سرير مرمول بشريطٍ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْفَقَةٌ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فِيهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَاعْوَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْوِجَاجَةً، فَرَأَى عُمَرُ أَثَرَ الشَّرِيطِ فِي جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَى، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ما يبكيک؟ فقال :كسرى وقيصر يعبثان فِيمَا يَعِيثَانِ فِيهِ، وَأَنْتَ عَلَى هَذَا السَّرِيرِ !فَقَالَ :أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟ قَالَ :بَلَى، فَقَالَ :فَهُوَ وَاللَّهِ كَذَلِكَ .إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ سند حدیث

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن المعدل سے سنہ (۵۹۴ھ) میں پڑھا، تم کو ابو محمد بن قدامہ المقدسی نے تم کو خبر دی کہ شہدہ بنت ابی نصر نے تم کو خبر دی، ہمیں ابو غالب الباقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خبر دی، ہمیں ابو علی بن

شاذان نے بتایا، ہمیں ابو سہل بن زیاد نے بتایا، ہمیں اسماعیل بن اسحاق نے یہ حدیث شریف سنائی، ہمیں مسلم بن ابراہیم نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں مبارک بن فضالہ نے الحسن سے انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

ترجمہ متن حدیث

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی سے بنی ہوئی چار پائی پر آرام فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کے سر مبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اتنے میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہوئے تو کریم آقا ﷺ نے کروٹ لی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بنے ہوئے ان رسوں کے نشانات کو دیکھا تو رونے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! رضی اللہ عنہ، تم کیوں روتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ! قیصر و کسری جس حال میں ہیں وہ اسی حال میں ہیں اور آپ ﷺ اس حال میں ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم کو یہ پسند نہیں ہے کہ دنیا ان کے لئے جبکہ آخرت میں جنت ہمارے لئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بے شک ہم اس پر راضی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۱:۴۶۵)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشیبانی (۱۹:۴۱۰)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام المحدث ابو طالب بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ابو طالب بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قال المحدث ابن الجوزی رحمة الله تعالی علیه

فسمع الشیخ الجیلانی رضی الله عنه الحدیث من أبی طالب بن یوسف رحمة الله تعالی علیه .

ترجمہ

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ ابوطالب بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی حدیث شریف روایت کی۔

(المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک : جمال الدین أبوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (۱۸:۳:۱۷۳)

الشیخ ابوطالب بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشائخ

حدث أبو طَالب بن یُوسُف عن أبی إسحاق إبرَاهِیم بن عمر بن أحمد البَرمَکِی الفَقِیه الحَنبَلِیّ ثِقَة حدث عَن ابی مُحَمَّد عبد الله بن إبرَاهِیم بن أیُّوب بن ماسی وَأبی بکر أحمد بن جَعفَر بن حمدَان القطیعِی وَغیرهمَا .

ترجمہ

الشیخ ابوطالب بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ ابواسحاق ابراہیم بن عمر بن احمد البرمکی الفقیہ الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف روایت کیا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ثقہ محدث تھے، اور ابو محمد عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب بن ماسی سے اور ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان القطیعی سے اور ان کے علاوہ محدثین سے بھی آپ حدیث شریف روایت کیا کرتے تھے۔

(إکمال الإکمال : محمد بن عبدالغنی بن أبی بکر بن شجاع، أبوبکر، معین الدین، ابن نقطة الحنبلی البغدادی (۱:۴۹۹)

الشیخ ابوطالب بن یوسف علیہ کا وصال شریف

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

أبو طَالب بن یُوسُف رحمة الله تعالی علیه ، فَقِیه صَالح، مَاتَ سنة اثْنَتَیْنِ وَثَمَانِینَ وَخمس مئة .

ترجمہ

الشیخ ابوطالب بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نیک انسان اور فقیہ تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۸۲ھ) میں ہوا۔

توضیح المشتبہ : محمد بن عبداللہ (أبی بکر) الدمشقی الشافعی، بابن ناصر الدین (۸:۳۱۵)

قبر میں قرآن خوانی

امام ابوطالب بن یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

ثنا ابن أبی غیلان لما کان طاعون الجارف احتفر بشیر بن أبی کعب العدوی قبرا فقرأ فیه القرآن فلما مات دفن فیه.

ترجمہ

الشیخ ابوطالب بن یوسف رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی غیلان نے بیان کیا، جب طاعون آیا تو بشیر بن ابی بن کعب العدوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی قبر کھود لی تھی، پھر اس میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے تھے، جب ان کا وصال شریف ہوا تو ان کی تدفین اسی قبر میں ہوئی۔

(تاریخ دمشق : أبوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (۱۰:۳۲۰)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز کے لئے کیسے چلتے تھے؟

أنا أبو طالب بن یوسف أنا الجوهری قراء ة عن ابن حیویة وقال أنا أبو إسحاق البرمکی إجازة قرأت علی أبی غالب بن البنا عن أبی إسحاق البرمکی أنبأ أبو عمر بن حیویة أنا أحمد بن معروف أنا الحسین بن الفهم نا محمد بن سعد أنا الفضل بن دکین نا مندل عن أبی سنان حدثنی زید بن عبد الله الشیبانی قال رأیت ابن عمر إذا مشی إلی الصلاة دب دبیبا لو أن نملة مشت معه قلت لا یسبقها .

ترجمہ

ہمیں ابوطالب بن یوسف نے خبر دی، ہمیں الجوہری نے قرات کے ساتھ ابن حیویہ سے خبر دی، ہمیں ابواسحاق البرکی نے بالا جازۃ خبر دی، انہوں نے ابوغالب بن البناء سے انہوں نے ابواسحاق البرکی سے۔ ہمیں ابوعمر بن حیویہ نے خبر دی، ہمیں احمد بن معروف نے بتایا، ہمیں الحسین بن الفہم نے بتایا، ہمیں محمد بن سعد الفضل بن دکین نے، ہمیں مندل نے ابوسنان سے، مجھے زید بن عبداللہ الشیبانی نے بتایا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جب نماز کے لئے چلتے تو چیونٹی کی طرح آہستہ آہستہ چلتے تھے۔ اگر چیونٹی ان کے ساتھ چلے تو میں کہتا ہوں کہ وہ چیونٹی سے بھی آگے نہ گزر سکتے۔

(تاریخ دمشق : أبوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (۳۱:۱۷۳)

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی آذان کے راوی

أخبرنا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ أَبِی الْقَاسِمِ الدِّمَشْقِیُّ، إِجَازَةً، أخبرنا عَمِّی، أخبرنا أَبُو طَالِبِ بْنُ یُوسُفَ، أخبرنا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِیُّ، أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ، أخبرنا أَحْمَدُ بْنُ مَعْرُوفٍ، أخبرنا الْحُسَیْنُ بْنُ الْفَهْمِ، أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ، أخبرنا إِسْمَاعِیلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی أُوَیْسٍ، أخبرنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ الْمُؤَذِّنِ، حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ وَعَمَّارُ بْنُ حَفْصِ بْنِ سَعْدٍ وَعُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ

عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ، عن آبائِهِمْ، عن أَجْدَادِهِمْ، أَنَّهُمْ أَخْبَرُوهُمْ، قَالُوا: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَفْضَلُ أَعْمَالِ الْمُؤْمِنِينَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى أَمُوتَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنْشُدُكَ اللَّهَ يَا بِلالُ، وَحُرْمَتِي وَحَقِّي، فَقَدْ كَبُرْتُ، وَاقْتَرَبَ أَجَلِي، فَأَقَامَ بِلالٌ مَعَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ بِلالٌ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ لأَبِي بَكْرٍ، فَرَدَّ عَلَيْهِ، كَمَا رَدَّ أَبُو بَكْرٍ، فَأَبَى.

وَقِيلَ: إِنَّهُ لَمَّا قَالَ لَهُ عُمَرُ، لِيُقِيمَ عِنْدَهُ، فَأَبَى عَلَيْهِ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُؤَذِّنَ؟ فَقَالَ: إِنِّي أَذَّنْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قُبِضَ، ثُمَّ أَذَّنْتُ لأَبِي بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، لأَنَّهُ كَانَ وَلِيَّ نِعْمَتِي، وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا بِلالُ، لَيْسَ عَمَلٌ أَفْضَلَ مِنَ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَخَرَجَ إِلَى الشَّامِ مُجَاهِدًا، وَإِنَّهُ أَذَّنَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَمَّا دَخَلَ الشَّامَ مَرَّةً وَاحِدَةً، فَلَمْ يُرَ بَاكِيًا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابو محمد بن ابی القاسم الدمشقی نے اجازت کے ساتھ خبر دی، ہمیں ہمارے چچا نے خبر دی، ہمیں ابو طالب بن یوسف نے خبر دی، ہمیں بو محمد الجوہری نے خبر دی، ہمیں محمد بن العباس نے خبر دی، ہمیں احمد بن معروف نے خبر دی، ہمیں الحسین بن الفہم نے خبر دی، ہمیں محمد بن سعد نے خبر دی، ہمیں اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی اویس نے خبر دی، ہمیں عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد المؤذن نے خبر دی،، مجھے عبد اللہ بن محمد بن عمار بن سعد نے اور عمار بن حفص بن سعد اور عمر بن حفص بن سعد نے اپنے آباؤ اجداد سے خبر دی، انہوں نے اپنے اجداد سے خبر دی، انہوں نے ان کو خبر دی:

ترجمہ متن حدیث

وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہوا تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل ترین عمل اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنا ہے، تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کروں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ حضرت سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا وقت بھی قریب ہے آپ کو میں اپنے حق اور عزت کا واسطہ اور اللہ تعالی کی قسم دیتا ہوں آپ رک جائیں۔

تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے، جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال شریف ہوا تو حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہی بات کی جو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کی تھی اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی وہی بات کی جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی تھی اور جب ان کو کہا گیا کہ آپ یہاں قیام کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اذان کہا کریں تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور حضرت

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو کس نے منع کیا ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اذان نہیں دیتے ؟ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اذان دی ، پھر آپ ﷺ کا وصال شریف ہوگیا اور پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اذان دی، کیونکہ وہ میرے آقائے نعمت تھے، پھر آپ کا وصال شریف ہوگیا اور میں اب جہاد کے لئے ملک شام جانا چاہتا ہوں اور وہیں رہ کر جہاد فی سبیل اللہ کروں گا۔

پس حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جہاد کے لئے ملک شام روانہ ہوگئے ۔ پھر جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حکم پر اذان دی، جس طرح یہ اذان سن کر لوگ روئے اتنا کبھی بھی نہ روئے تھے۔

(أسد الغابة فی معرفة الصحابة : أبو الحسن علی بن أبی الكرم عز الدین ابن الأثیر (١:٤١٥)

(التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة : شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوی (١:١٢٢)

جو عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ ہو وہ بھی جائز ہے؟

أخبرنا محمد بن ناصر، قال :أخبرنا أبو طالب بن يوسف، قال :أخبرنا عمر بن إبراهيم، قال :أخبرنا ابن بخيت، قال :ثنا أبو حفص الجوهری، قال :ثنا الْأَثْرَمُ، قَالَ :سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنِ التَّعْرِيفِ فِي الْأَمْصَارِ يَجْتَمِعُونَ فِي الْمَسَاجِدِ يَوْمَ عرفة، فقال :أرجو ألا يَكُونَ بِهِ بَأْسٌ، قَدْ فَعَلَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ، الْحَسَنُ، وَبَكْرٌ، وَثَابِتٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ، كَانُوا يَشْهَدُونَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ عَرَفَةَ.

ترجمہ

الشیخ الامام محمد بن ناصر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوطالب بن یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خبر دی، اور انہوں نے کہا: ہمیں عمر بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خبر دی ، انہوں نے کہا: ہمیں ابن بخیت نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوحفص الجوہری نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں الاثرم نے خبر دی کہ میں نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے عرفہ کے دن لوگوں کے اپنے اپنے شہروں کی مساجد میں جمع ہونے کے متعلق سوال کیا: تو آپ رحمہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس دن مساجد میں آنے والا کوئی اکا دکا آدمی تو ہے نہیں بلکہ امام الحسن ، بکر، محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالی علیہ ائمہ بھی اس دن اپنے اپنے شہروں کی مساجد میں جمع ہو کر حجاج کی مشابہت اختیار کرتے تھے۔

(مثير العزم الساكن إلى أشرف الأماكن : جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (١:٢٧١)

استاذ غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام المحدث ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن محمد بن خشیش الحنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ ابوسعد محمد بن عبدالکریم رحمۃ اللہ تعالی علیہ

قال الخطیب البغدادی رحمة الله تعالى عليه : وسمع الشيخ عبدالقادر الجيلانی الحديث من أبی سعد مُحَمَّد بُن عبد الكريم بُن خشيش رحمة الله تعالى عليه .

ترجمہ

الشیخ الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن محمد بن خشیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بھی حدیث مبارک کا سماع کیا۔

(تاریخ بغداد : أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۲۱:۱۲۷)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے تلامذہ

أَبُـو السـعـادات ظـافـر بـن مُـعَـاوِيَة بـن خـليف الْـحَـرْبِـيّ حدث عَن أبی سعد مُحَمَّد بن عبد الْكَرِيم بن خشيش،أَبُـو طَـالـب الْمُبَارک بن عَلیّ بن مُحَمَّد بن عَلیّ بن خضير حدث عَن ابی سعد مُحَمَّد بن عبد الْكَرِيم بن خشيش.

ترجمہ

مورخ ابن نقطہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ ابوالسعادات ظافر بن معاویہ بن خلیف الحربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن خشیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف روایت کی ، اور الشیخ ابو طالب المبارک بن علی بن محمد بن علی بن خضیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی الشیخ ابوسعد رحمہ اللہ تعالی سے حدیث روایت کی۔

(إکمال الإکمال: محمد بن عبدالغنی بن أبی بکر بن شجاع ،أبو بکر، معین الدین ،ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی (۲:۴۳۶)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا سماع کرنا

وابو مُحَمَّد عبد الْقَادِر بن أبي صَالح بن جنكی دوست الجيلی شيخ الْعرَاق سمع أَبَا سعد ابْن خشيش.

ترجمہ

الشیخ الامام ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جنگی دوست الجیلانی شیخ العراق رضی اللہ عنہ نے الشیخ ابوسعد بن خشیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف سماع کیا۔

إکمال الإکمال : محمد بن عبدالغنی بن أبی بکر بن شجاع ،أبو بکر، معین الدین ،ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی (۲:۵۴۶)

(الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۱۹:۲۷)

الشیخ الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

الشَّيْخُ الصَّالِحُ، المُعَمَّرُ، الصَّدُوْقُ، أَبُو سَعْدٍ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِالكَرِيْمِ بنِ خُشَيْشٍ البَغْدَادِيُّ.

سَمِعَ :أَبَا عَلِيٍّ بن شَاذَانَ، وَأَبَا الحَسَنِ بنَ مَخْلَدٍ البَزَّازَ، وَسَمَاعُهُ صَحِيْح، وَهُوَ مِنْ رُوَاة (جُزْء ِابْنِ عَرَفَةَ)

حَدَّثَ عَنْهُ :أَبُو طَاهِرٍ السِّلَفِيُّ، وَالكَاتِبَة شُهْدَة، وَأَبُو السَّعَادَاتِ القَزَّازُ، وَآخَرُوْنَ.

مَاتَ :فِي عَاشر ذِي القَعْدَةِ، سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَخَمْس مائَة، وَلَهُ تِسْعٌ وَثَمَانُوْنَ سَنَةً -رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

ترجمہ

الشیخ ، الصالح ، المعمر ، الصدوق ، ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن خشیش البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابوعلی بن شاذان اور ابوالحسن بن مخلد البزاز سے حدیث شریف کا سماع کیا، اوران کا سماع صحیح ہے اور یہی جزابن عرفہ کے رواۃ میں سے ہیں، ان سے الشیخ ابوطاہر السلفی، الکاتبہ شہدہ، اور ابوالسعادات اور دوسرے محدثین نے حدیث شریف روایت کی۔

الشیخ ابوسعد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف ذوالقعدہ کی دس تاریخ سنہ (۵۰۲ ھ) کو ہوا اور اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی عمر مبارک ۸۹ سال تھی، اللہ تعالی کی ان پر رحمت ہو۔

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۹: ۲۴۰)

آپ سے مروی ایک روایت

حَدَّثَنَا أبو محمد ابْنُ الْأَخْضَرِ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ :أَنْبَأَنَا أَبُو مَنْصُورٍ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْخُوزِيِّ الوكيل، أنبأنا أَبُو سَعْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنُ مُحَمَّدِ بْن خشيش وأنبانا أَبُو الْفَرَجِ بْنُ الْمُنْعِمِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الحرانى قراء ة عليه غير مرة قال :أنبأنا أبو القاسم على بن أحمد بن بيان قراء ة عليه قالا :أنبأنا أبو الحسن بن مخلد، أنبأنا إسماعيل بن محمد الصفار، حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ الْفَضْلِ الْعَنَزِيُّ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدٍ، الْعِجْلِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عن علقمة ابن قَيْسٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا عَمَّارُ !أَتَانِي جِبْرِيلُ آنِفًا فَقُلْتُ :يَا جِبْرِيلُ !حَدِّثْنِي بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَاءِ، فَقَالَ لِي جِبْرِيلُ :لَوْ حَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَاءِ، مِثْلَ مَا لَبِثَ نُوحٌ فِي قَوْمِهِ أَلْفَ سَنَةٍ إِلا خَمْسِينَ عاما ما نفذت فَضَائِلُ عُمَرَ، وَإِنَّ عُمَرَ لَحَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ .

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابومحمد بن الاخضر نے یہ حدیث شریف بیان کی ، انہوں نے کہا: ہمیں ابومنصور عبیداللہ بن سعید بن الخوزی الوکیل نے یہ بتایا، ہمیں ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن محمد بن خشیش نے یہ حدیث شریف بیان کی ، اور ہمیں ابوالفرج بن المنعم بن عبدالوہاب الحرانی نے یہ حدیث کئی بار سنائی جب ان پر پڑھی جارہی تھی، ہمیں ابوالقاسم بن احمد بن بیان نے یہ حدیث شریف سنائی جب ان پر پڑھی جارہی تھی ،

انہوں نے کہا: ہمیں ابوالحسن بن مخلد نے یہ بتایا، ہمیں اسماعیل بن محمد الصفار نے یہ بتایا، ہمیں الحسن بن عرفہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے الولید بن الفضل الغزی نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے اسماعیل بن عبید العجلی نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے حماد بن ابی سلیمان نے، انہوں نے ابراہیم النخعی سے، انہوں نے علقمہ بن قیس سے، انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ:

ترجمہ متن حدیث

کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمار! ابھی ابھی میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے تھے تو میں نے ان کو کہا: آپ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ شان سناؤ جو آسمانوں میں ہے، تو جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! جتنی دیر حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے اتنی دیر میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر یعنی (۹۵۰ سال) تو وہ سال ختم ہوسکتے ہیں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کا بیان ختم نہیں ہوسکتا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

(مسند أبي يعلى : أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي ، الموصلي (۱۷۹:۳)

(أمالي ابن سمعون الواعظ : ابن سمعون الواعظ ، أبو الحسين محمد بن أحمد بن إسماعيل بن عنبس البغدادي (۱:۲۷۳)

آپ سے مروی دوسری روایت

أخبرنَا الشَّيْخ الصدوق الْمسند عبد اللَّطِيف مُحَمَّد بن عَليّ ابْن حَمْزَة بن القبيطي قِرَاءَة عَلَيْهِ وَأَنا أسمع بِبَغْدَاد قَالَ أخبرنَا أَبُو عَليّ أَحْمد بن مُحَمَّد بن الرَّحبِي قِرَاءَة عَلَيْهِ وَأَنا أسمع قَالَ أخبرنَا أَبُو سعد مُحَمَّد بن عبد الْكَرِيم بن خشيش قِرَاءَة عَلَيْهِ وَأَنا أسمع قَالَ أخبرنَا أَبُو عَليّ إِسْمَاعِيل بن مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل الصفار قَالَ أخبرنَا أَبُو عَليّ الْحسن بن عَرَفَة الْعَبْدي قِرَاءَة عَلَيْهِ وَأَنا أسمع قَالَ حَدثنِي عبد الله بن إِبْرَاهِيم الْغِفَارِيّ الْمدنِي عَن عبد الرَّحْمَن بن زيد بن أسلم عَن سعيد بن أبي سعيد الْمَقْبُرِي عَن أبي هُرَيْرَة قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَيْلَة عرج بِي إِلَى السَّمَاء فَمَا مَرَرْت بسماء إِلَّا وجدت اسْمِي مَكْتُوبًا مُحَمَّد رَسُول الله وَأَبُو بكر الصّديق من خَلْفِي .

ترجمہ سند حدیث

ہمیں الشیخ الصدوق المسند عبد الطلیف محمد بن علی بن حمزہ بن القبیطی نے بغداد معلّٰی میں تب خبر دی جب ان پر یہ حدیث شریف پڑھی جارہی تھی، اور میں سن رہا تھا، ہمیں ابوعلی احمد بن محمد بن الرجبی نے خبر دی جب ان کے پاس یہ حدیث شریف پڑھی جارہی تھی اور میں سن رہا تھا، اور انہوں نے کہا: ہمیں ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن خشیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خبر دی جب ان کے پاس یہ حدیث شریف پڑھی جارہی تھی اور میں سن رہا تھا، انہوں نے کہا: ہمیں ابوعلی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الصفار رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوعلی الحسن بن عرفہ العبدی نے خبر دی جب ان پر یہ حدیث شریف پڑھی

جارہی تھی اور میں سن رہا تھا، انہوں نے کہا: مجھے عبداللہ بن ابراہیم الغفاری المدنی نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے سعید بن ابی سعید المقبری سے انہوں نے حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی تو اسی رات میں جس آسمان سے بھی گزرا تو میں نے ہر جگہ اپنا نام محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھا ہوا پایا اور میرے نام کے ساتھ ابو بکر الصدیق لکھا ہوا تھا۔

(کنز العمال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الهندی الشهیر بالمتقی الهندی (۱۱:۵۴۹)

(تحفۃ الصدیق فی فضائل أبی بکر الصدیق: الأمیر أبو الحسن علی بن بلبان بن عبداللہ، علاء الدین الفارسی الحنفی (۱:۱۰۵)

استاذ غوث پاک رضی اللہ عنہ

حضرت امام الغزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

حضرت امام الغزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

یہاں پر یہ وضاحت کرنا ضروری جانتا ہوں کہ کسی اور مورخ نے یہ نہیں لکھا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استادوں میں سے ہیں مگر ڈاکٹر جمال الدین فالح الکیلانی البغدادی حفظہ اللہ تعالی نے اور ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ہم انہیں کی عبارت نقل کر دیتے ہیں۔

فرماتے ہیں

وهنانشير الى تلمذة الشيخ عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه علی يد الامام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی ، فقداثبت الدراسات الاكاديمية والبحث التاريخی ، تلمذة الامام الجيلی رضی الله عنه علی يد الامام الغزالی ، فقد التقيابغداد ، لفترة وجيزة .

ترجمہ

یہاں ہم اشارہ کرتے ہیں کہ اس بات کی طرف کہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے، تاریخی حوالوں سے یہی بات واضح ہوتی ہے، الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بغداد معلّٰی میں ملاقات ہوئی تھی۔

(الامام عبدالقادر الکیلانی رویۃ تاریخیۃ معاصرۃ لدکتور جمال الدین فالح الکیلانی (ص۱۲)

نوٹ:

یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام الغزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سوچ وفکر اور ان کی تحریک وتحریر سے بہت حد تک متاثر تھے جیسا کہ ہم حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کتب کے تذکرہ کے تحت اس کا ذکر تفصیلا کریں گے۔

امام غزالی کی ولادت باسعادت وحصول تعلیم

الإمام (الغزّالی)زين الدّين، حجّة الإسلام، أبو حامد محمد بن محمد بن محمد بن أحمد الطّوسی الشافعی، أحد الأعلام .تلمذ لإمام الحرمين، ثم ولّاه نظام الملک تدريس مدرسته ببغداد، وخرج له أصحاب، وصنّف التصانيف. .ولد بطوس، سنة خمسين وأربعمائة، وكان والده يغزل الصّوف ويبيعه فی حانوته.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ الامام زین الدین حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد بن احمد الطوسی الشافعی الغزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ علماء میں سے ایک

ہیں، انہوں نے الشیخ امام الحرمین الجوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاگردی اختیار کی، پھر نظام الملک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو جامعہ نظامیہ بغداد معلّٰی کا صدر مدرس مقرر کر دیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت سے شاگرد تیار کیے اور بہت سی کتب تحریر کیں۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۵۰ھ) میں ہوئی اور ان کے والد ماجد اون بنایا کرتے تھے اور اس کو اپنی دکان میں فروخت کیا کرتے تھے۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۶:۱۸)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا درویشی اختیار کرنا

وذكر الشيخ علاء الدّين علي بن الصيرفي في كتابه زاد السالكين أن القاضي أبا بكر بن العربي قال: رأيت الإمام الغزالي في البريّة وبيده عكازة، وعليه مرقعة، وعلى عاتقه ركوة، وقد كنت رأيته ببغداد يحضر مجلس درسه نحو أربعمائة عمامة من أكابر الناس وأفاضلهم، يأخذون عنه العلم .قال: فدنوت منه وسلّمت عليه، وقلت له :يا إمام أليس تدريس العلم ببغداد خير من هذا؟ قال :فنظر إلي شزراوقال :لما طلع بدر السعادة في فلك الإرادة -أو قال سماء الإرادة -وجنحت شمس الوصول في مغارب الأصول.

ترجمہ

الشیخ الامام علاء الدین بن الصیر فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''زاد المساکین'' میں تحریر فرمایا: کہ الشیخ القاضی ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو البریہ میں دیکھا، تب ان کے ہاتھ میں عصا تھا، اور اپنے اوپر چادر اوڑھی ہوئی تھی اور ان کے کندھے پر پانی والا برتن بھی تھا، حالانکہ میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بغداد معلّٰی میں دیکھ چکا تھا جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ان کے درس میں چار سو باعمامہ اکابر اور افاضل لوگ موجود تھے اور ان کے سامنے بیٹھ کر علم دین حاصل کر رہے تھے۔ تو میں نے ان کے قریب جا کر سلام عرض کیا اور کہا: حضور! کیا بغداد معلّٰی میں تدریس کرنا اس سے بہتر نہ تھا؟ تو حضرت سیدنا امام الغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سخت جلال میں ترچھی نگاہ کر کے میری طرف دیکھا اور فرمایا: جب سعادت کا چاند طلوع ہوگا ارداۃ کے فلک پر یا یہ کہا: جب سعادت کا چاند طلوع ہوگا ارادہ کے آسمان پر۔

لما طلع بدر السعادة في فلك الإرادة -أو قال سماء الإرادة -وجنحت شمس الوصول في مغارب الأصول.

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۵:۱۸)

احیاء العلوم الدین کی تصنیف کا زمانہ

في سنة ثمان وثمانين وأربعمائة قدم الإمام الغزالي دمشق متزهدا، وصنّف الإحياء وأسمعه بدمشق، وأقام بها سنتين، ثم حج وردّ إلى وطنه.

ترجمہ

امام ابن العماد الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سنہ (۴۸۸ھ) میں دمشق میں زہد اختیار کرتے ہوئے قدم رنجہ فرمایا اور الاحیاء کو تصنیف کیا، اور دمشق میں ہی لوگوں کو سنائی، اور یہاں دمشق میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دوسال قیام کیا اور پھر حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں سے اپنے وطن واپس تشریف لے آئے۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب : عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العكري الحنبلي، أبو الفلاح (۵:۳۷۵)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف

توفي في رابع عشر جمادى الآخرة بالطّابران، قصبة بلاد طوس، وله خمس وخمسون سنة.

ترجمہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف جمادی الاخری طابران میں یہ بلاد طوس میں سے ہے اور اس وقت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی عمر مبارک ۵۵ سال تھی۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب : عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العكري الحنبلي، أبو الفلاح (۶:۱۸)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

حضرت الشیخ الامام یحیی بن اسحاق بن مندہ ابو ذکریا بن ابی عمرو الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ولادت باسعادت وحصول علم

يحيى بن عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق بن منده أبو زكريا بن أبي عمرو الأصبهاني الحافظ. صاحب تاريخ أصبهان سمع المعجم الكبير للطبراني من أبي بكر بن ريذة وسمع مسند أحمد بن منيع من أبي عمرو عثمان بن محمد الخلال وحدث به عنه وقد سمع الحديث من خلق كثير وقدم بغداد وحدث بها فسمع منه الحفاظ. حدثنا محمد بن احمد بن صالح بن شافع قال: انبا أبي قال: ورد الخبر إلينا بوفاة يحيى بن منده وإنها كانت يوم السبت ثاني عشر ذي الحجة من سنة إحدى عشرة وخمسمائة وإنه كان له يوم مشهود شهده أهل البلد كلهم الموافق والمخالف ثم دفن عند أبيه وإنه لم يعقب ولم يخلف في بيت ابن منده مثله بعده ولا من يقوم مقامه. سمع أبا بكر بن ريذة وأبا طاهر بن عبد الرحيم وكان سماعه من ابن ريذة في سنة سبع وثلاثين ومولده في غداة يوم الثلاثاء تاسع عشر شوال من سنة أربع وثلاثين وقدم في سنة ثمان وتسعين وأربعمائة وأملى بها في جامع المنصور.

ترجمہ

الشیخ یحیی بن عبدالوہاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ ابوذکریا بن ابوعمرو الاصبہانی رحمہ اللہ تعالی جو کہ حافظ حدیث اور تاریخ اصبہان کے مصنف تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے المعجم الکبیر لطبرانی الشیخ الامام ابوبکر بن ریذہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنی، جبکہ مسند احمد بن حنبل ابوعمرو عثمان بن الخلال سے سنی، اور انہیں سے حدیث شریف بھی بیان کی اور بہت سے محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا اور بغداد معلی آئے اور یہاں آکر حدیث شریف بیان کی اور بہت سے حفاظ حدیث نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

ہمیں محمد بن احمد بن صالح بن شافع رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا: مجھے میرے والد ماجد نے فرمایا کہ جس دن الشیخ یحیی بن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف ہوا اس دن سارا شہر موافق ومخالف سب جنازہ میں جمع ہوگئے۔ تب ہفتہ کا دن ۱۲ ذوالحجہ سنہ ۵۱۱ھ) تھا، ان کی تدفین ان کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ساتھ کی گئی، ان جیسا محدث نہ تو ان کے گھر میں کوئی ہوا اور نہ ہی باہر کہیں ان جیسا ہوا اور نہ ہی کوئی ایسا ہوا جو ان کا قائم مقام ہو سکے۔

الشیخ یحیی بن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ریذہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ابوطاہر بن عبدالرحیم سے حدیث شریف کا سماع کیا اور انہوں نے الشیخ ابن ریذہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنہ (۴۳۷ھ) میں حدیث شریف کا سماع کیا جبکہ ان کی ولادت باسعادت سنہ (۴۳۴ھ) کی ہے اور سنہ (۴۹۸ھ) کو جامع المنصور میں تشریف لائے اور یہاں حدیث شریف املاء کروائی۔

نوٹ

یہ امام صاحب کی کرامت ہے کہ تین سال کی عمر میں حدیث شریف کا سماع کیا یا پھر کاتب کی غلطی ہے ۔کہ ولادت سنہ(۴۳۴ھ) میں تو حدیث شریف کا سماع سنہ(۴۳۷ھ) میں ہوا

(التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید : محمد بن عبدالغنی بن أبی بکر ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی (۱:۴۸۴)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد

سمع منه الأشياخ أبو الحسين بن الطيورى والإمام أبو منصور بن الخياط وحدث عنه شيخنا أبو الفضل محمد بن ناصر وشيخنا عبد القادر الجيلى الإمام وأبو المعالى ابن حنيفة وأبو محمد بن الحشاب الأديب.

ترجمہ

الشیخ یحیی بن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا سماع کرنے والوں میں الشیخ ابوالحسین بن الطیوری ، الامام منصور بن الخیاط ، رحمۃ اللہ تعالی علیہ شامل ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف روایت کرنے والوں میں ہمارے شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر اور ہمارے شیخ امام عبدالقادر الجلیلانی رضی اللہ عنہ اور الامام ابوالمعالی بن حنفیہ ابو محمد بن الکشاب الادیب رحمۃ اللہ تعالی علیہم شامل ہیں ۔

التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید : محمد بن عبدالغنی بن أبی بکر ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی (۱:۴۸۴)

حضرت الشیخ الامام یحیی بن اسحاق بن مندہ ابوذکریا بن ابی عمرو الاصبہانی کا مقام محدثین کی نظر میں

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

الحافظ أبو زَكَرِيَّا :يَحْيَى بْنُ عبد الوهاب بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاق بن مندة العبدى الأصبهانى المتوفى (۵۱۱)، وهو صاحب التاريخ، سمع من البيهقي في نيسابور، قال السمعانى :كان جليل القدر، وافر الفضل، واسع الرواية، حافظ، ثقة، مكثر، صدوق، كثير التصانيف .

ترجمہ

الحافظ ابوذکریا یحیی بن عبدالوہاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ التبدی الاصبہانی التوفی سنہ(۵۱۱ھ) رحمۃ اللہ تعالی علیہ جنہوں نے تاریخ اصبہان تحریر فرمائی ہے، انہوں نے بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے نیشاپور میں حدیث شریف کا سماع کیا اور امام سمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ امام یحیی بن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ جلیل القدر، وافر الفضل، واسع الروایہ، حافظ، ثقہ، صدوق، کثیر التصانیف تھے ۔

(دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۱:۱۱۰)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

ولم يخلف في بيت ابن منده مثله.

ترجمہ

امام المحدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوزکریا یحیی بن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے بعد اپنے جیسا محدث نہیں چھوڑا۔

(المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک : جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (۱۷:۱۶۹)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قال الخطیب البغدادی رحمة الله تعالى عليه

يحيى بن عبد الوهاب بن مندة كان حافظا فاضلا مكثرا، صدوقا، ثقة، يحسن هذا الشأن جيدا جدا، كثير التصانيف، شيخ الحنابلة ومقدمهم، حسن السيرة، بعيدا من التكلف، متمسكا بالمآثر.

ترجمہ

الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ یحیی بن عبدالوہاب بن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حافظ، صدوق، بہت زیادہ احادیث روایت کرنے والے، ثقہ، کثیر التصانیف، شیخ الحنابلہ، اور حنابلہ کے امام، خوبصورت سیرت کے مالک، تکلف سے بہت زیادہ دور، آثار سے تمسک کرنے والے تھے۔

(تاریخ بغداد: أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۲۱:۱۹۵)

(غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء : شمس الدین أبو الخیر ابن الجزری، محمد بن محمد بن یوسف (۲:۳۷۴) مکتبۃ ابن تیمیۃ

امام السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قال السمعانی رحمة الله تعالى عليه

سمع يَحْيَى بْنُ عبد الوهاب بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاق بن مندة العبدى الأصبهانى أبا بكر أحمد بن الحسين البيهقي.

ترجمہ

انہوں نے بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا نیشاپور میں۔

(التحبیر فی المعجم الکبیر : عبد الکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی المروزی، أبو سعد (۲:۳۷۸)

(المنتخب من معجم شیوخ السمعانی : عبد الکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی المروزی، أبو سعد (۱:۱۸۴۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شیخ ابن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد ہیں۔

امام ابن مندہ کا بغداد آنا اور یہاں حدیث شریف بیان کرنا

يحيى بن عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق بن منده أبو زكريا بن أبي عمرو الأصبهاني الحافظ.

صاحب تاريخ أصبهان سمع المعجم الكبير للطبراني من أبي بكر بن ريذة وسمع مسند أحمد بن منيع

من أبي عمرو عثمان بن محمد الخلال وحدث به عنه وقد سمع الحديث من خلق كثير وقدم بغداد وحدث بها فسمع منه الحفاظ.

ترجمہ

الشیخ یحیی بن عبدالوہاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ ابوزکریا بن ابوعمرو الاصبہانی رحمہ اللہ تعالی جو کہ حافظ حدیث اور تاریخ اصبہان کے مصنف تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے المعجم الکبیر للطبرانی الشیخ الامام ابوبکر بن ریذہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنی، جبکہ مسند احمد بن حنبل ابوعمرو عثمان بن الخلال سے سنی، اور انہیں سے حدیث شریف بھی بیان کی اور بہت سے محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا اور بغداد معلی آئے اور یہاں آ کر حدیث شریف بیان کی اور بہت سے حفاظ حدیث نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

(التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید : محمد بن عبدالغنی بن أبی بکر ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی (۱:۴۸۴)

(معجم المؤلفین : عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبدالغنی کحالۃ الدمشق (۱۳:۲۱۰)

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نقل فرماتے ہیں

وقدم بغداد حاجا، وحَدَّث بها، وأملى بجامع المنصور. سَمِعَ منه بها: أَبُو منصور الخياط، وأَبُو الحسين بن الطيُوري، وهما أسن منه، وأقدم إسنادا. وسَمِع منه بها أيضا: ابن ناصر، وعبد الوهاب الأنماطي، والسلفي، والشيخ عبد القادر الجيلي، وأَبُو محمد بن الخشاب، وعبد الحق اليوسفي، وآخر أصحابه موتا أَبُو جعفر الطرسوسي، وروى عنه بالإجازة أَبُو سعد بن السمعاني الحافظ.

ترجمہ

الشیخ امام ابن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب حج پر جانے لگے تو اصبہان سے بغداد معلی آئے اور یہاں حدیث شریف بیان کی، جامع المنصور میں اور املاء بھی کروائی، ان سے حدیث شریف کا سماع کرنے والوں میں الشیخ ابومنصور الخیاط، ابوالحسین بن الطیوری، یہ دونوں الشیخ یحیی بن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے عمر میں بڑے تھے اور اسناد میں اقدم تھے، انہوں نے بھی ان سے سماع کیا، اور اسی طرح بن ناصر م عبدالوہاب الانماطی، ابوالطاہر السلفی، الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ، ابومحمد بن الخشاب، عبدالحق الیوسفی یہ ان سب سے آخر میں فوت ہوئے، اور ابوجعفر الطرسوسی بھی شامل ہیں، اور ان سے بالاجازۃ روایت کرنے والوں میں الشیخ ابوسعد بن السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی شامل ہیں۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۱:۲۹۰)

اس سے اس اعتراض کا جواب ہوگیا کہ امام ابن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اصبہان میں ہی رہے اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا اصبہان جانا ثابت نہیں تو ان کا سماع بھی ثابت نہ ہوا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ حضرت امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ خود بغداد معلی تشریف لائے تھے اور یہیں انہوں نے حدیث شریف بیان کی اور یہاں کے حفاظ حدیث نے ان سے سماع کیا۔

(تذکرۃ الحفاظ : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲:۲۲۰)

امام یافعی الیمنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

الحافظ أبو زكريا يحيى بن عبد الوهاب ابن الحافظ محمد بن إسحاق ابن محمد بن يحيى بن منده العبدى الأصبهانى صاحب التاريخ، سمع من البيهقى وطبقته، وقال :السمعانى جليل القدر وافر الفضل، واسع الرواية حافظ كثير التصانيف، بعيد من التكلف، سمع من خلائق، وكتب عنه الشيوخ، منهم القطب الذى خضعت لقدمه رقاب الأولياء الأكابر، شيخ الشيوخ أبو محمد محيى الدين عبد القادر صاحب المقام العالى المعروف بالجيلانى، وجماعة من كبار الشيوخ.

ترجمہ

الحافظ ابوذکریا یحیی بن عبدالوہاب بن الحافظ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیی بن مندہ العبدی الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جوکہ تاریخ کے مصنف ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے امام بیہقی اوران کے طبقہ کے علماء حدیث سے حدیث شریف کا سماع کیا۔امام السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وافر الفضل، واسع الروایہ، اورکتب کثیرہ کے حافظ ،تکلف سے بہت زیادہ دور رہنے والے تھے،بہت سے محدثین سے احادیث شریفہ کا سماع کیا، ان سے بھی بہت سے محدثین نے حدیث شریف لکھی، ان میں وہ ہستی بھی ہیں جن کے لئے تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکالیں تھیں، میری مراد الشیخ ابومحمد محی الدین عبدالقادر جو بہت اونچے مقام کے مالک ہیں جو الجیلانی کے نام سے معروف ہیں اوران کے علاوہ بھی بہت بڑی جماعت نے آپ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان: أبومحمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۳:۱۵۴)

استاذ غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام المحدث ابوالبرکات محمد بن محمد بن احمد الخرزی التاجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الامام المحدث ابوالبرکات محمد بن محمد بن احمد الخرزی التاجر

قال الامام الذهبی رحمة الله تعالی علیه محمد بُن محمد بُن أحمد، أبو البركات الخرزيُّ التَّاجر . (المتوفى: ۵۱۵هـ)سمع أبا إسحاق البرمكي، وأبا محمد الجوهري .وعنه أبو المعمَّر الأنصاريُّ، وابن ناصر، والشَّيخ عبد القادر الجيلي، وعاش تسعين سنة.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ محمد بن محمد بن احمد ابوالبرکات الخرزی التاجر المتوفی (۵۱۵ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث شریف کا سماع الشیخ ابواسحاق البرمکی، ابومحمد الجوہری، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ ابوالمعمر الانصاری اور ابن ناصر اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ شامل ہیں اور الشیخ الامام محمد بن محمد بن احمد ابوالبرکات الخرزی التاجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوے سال عمر پائی۔

(تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاہیر وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۱:۲۴۵)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف

قال الامام المحدث ابن الجوزی رحمة الله تعالی علیه سمع البرمكي والجوهري، وكان سماعه صحيحا.وتوفي في ليلة الأحد خامس عشرين ذي القعدة، ودفن بباب حرب.

ترجمہ

امام محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ محمد بن محمد ابن احمد ابوالبرکات الخرزی التاجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تجارت کا پیشہ اپنائے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ ابواسحاق البرمکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور الشیخ الجوہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سماع صحیح ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتوار کی رات ۲۵ ذوالقعدہ کو وصال فرمایا اور باب حرب کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

(المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک : جمال الدین أبوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (۱۷:۲۰۱)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام الزاہد الخیر الصوفی شیخ الاسلام ابوالوقت عیسیٰ بن شعیب بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب وصال شریف ہوا تو آپ کا جنازہ بھی الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا۔

ولادت باسعادت

الشَّيُخُ الإِمَامُ الزَّاهِدُ الخَيِّرُ الصُّوفِيُّ، شَيُخُ الإِسُلَامِ، مسند الآفاق، أبو الوقت، عبد الأول بن الشَّيُخِ المُحَدِّثِ المُعَمَّرِ أَبِي عَبُدِ اللهِ عِيُسَى بنُ شُعَيُبِ بنِ إِبُرَاهِيُمَ بنِ إِسُحَاق، السِّجُزِيُّ، ثم الهروى المالينى .مَوُلِدُهُ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَخَمُسِيُنَ وَأَرُبَعِ مائَةٍ.

ترجمہ

الشیخ الامام، الزاہد، الخیر، الصوفی، شیخ الاسلام، مسند الآفاق، ابوقت، عبدالاول بن الشیخ المحدث ابوعبداللہ عیسیٰ بن شعیب بن ابراہیم بن اسحاق السجز ی، ثم الہروی المالینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۵۸ھ) میں ہوئی۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۰۱:۱۵)

سماع حدیث

وَسَمِعَ فِي سَنَةِ خَمُسٍ وَسِتِّيُنَ وَأَرُبَعِ مائَةٍ مِنُ جَمَالِ الإِسُلَامِ أَبِي الحَسَنِ عَبُد الرَّحُمَنِ بن مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيِّ "الصحيح "و كتاب الدارمى، ومنتخب مُسُنَدِ عَبُدِ بنِ حُمَيُدٍ بِبُوشَنُج، وَسَمِعَ مِنُ أَبِي عَاصِمِ الفُضَيُلِ بنِ يَحُيَى، وَمُحَمَّدِ بنِ أَبِي مَسُعُوُدٍ الفَارِسِيّ، وَأَبِي يَعُلَى صَاعِدِ بنِ هِبَةِ اللهِ، وَبِيُبَى بِنُتِ عَبُدِ الصَّمَدِ، وَعَبُدِ الرَّحُمَنِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَفِيُفٍ حَدَّثُوهُ عَنُ عَبُدِ الرَّحُمَنِ بنِ أَبِي شُرَيُحٍ، وَسَمِعَ مِنُ أَحُمَدَ بنِ أَبِي نَصُرٍ كَاكُو، وَعَبُدِ الوَهَّابِ بنِ أَحُمَدَ الثَّقَفِيِّ، وَأَحُمَدَ بنِ مُحَمَّدٍ العَاصِمِيِّ، وَمُحَمَّدِ بنِ الحُسَيُنِ الفَضُلُوِيِيِّ، وَعَبُدِ الرَّحُمَنِ بنِ أَبِي عَاصِمٍ الجَوُهَرِيِّ، وَشيخ الإِسُلَامِ أَبِي إِسُمَاعِيُلَ الأَنُصَارِيِّ -وَكَانَ مِنُ مُرِيُدِيهِ -وَأَبِي عَامِرٍ مَحُمُوُدِ بن القاسم الأزدى، وعبد الله ابن عَطَاءٍ البغاورذانِيّ، وَحَكِيُمِ بنِ أَحُمَدَ الإِسُفَرَايِيُنِيّ، وَأَبِي عدنان القاسم ابن عَلِيٍّ القُرَشِيِّ، وَأَبِي القَاسِمِ عَبُدِ اللهِ بنِ عُمَرَ الكَلُوَذَانِيّ، وَنَصُرِ بنِ أَحُمَدَ الحَنَفِيِّ، وَطَائِفَةٍ.

ترجمہ

الشیخ ابوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنہ (۴۶۵ھ) میں الشیخ جمال الاسلام ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد الداودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الصحیح البخاری، کتاب الدارمی، منتخب مسند عبد بن حمید کا بوشنج میں سماع کیا، اور الشیخ ابوعاصم الفضیل بن یحیی، محمد بن ابی مسعود الفارسی، ابویعلی صاعد بن ہبۃ اللہ، بیبی بنت عبدالصمد، عبدالرحمٰن بن محمد بن عفیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے الشیخ عبدالرحمٰن بن ابی شریح سے حدیث

شریف بیان کی، اور الشیخ احمد بن ابی نصر کا کو، عبدالوہاب بن احمد الثقفی، احمد بن محمد العاصمی، محمد بن الحسین الفضلوئی، عبدالرحمن بن ابی عاصم الجوہری، شیخ الاسلام ابو اسماعیل الانصاری، ابو عامر محمود بن القاسم الازدی، عبداللہ بن عطاء البغاوردانی، حکیم بن احمد الاسفرائینی، ابو عدنان القاسم بن علی القرشی، ابوالقاسم عبداللہ بن عمر الکلوذانی، نصر بن احمد الحنفی اور ان کے علاوہ بھی ایک جماعت سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۵:۱۰۱)

(التحبیر فی المعجم الکبیر : عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی المروزی، أبو سعد (۱:۶۱۱)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

وَحَدَّثَ بِخُرَاسَانَ وَأَصْبَهَانَ وَكَرْمَانَ وَهَمَذَانَ وَبَغْدَادَ، وَتَكَاثَرَ عَلَيْهِ الطَّلَبَةُ، وَاشْتُهِرَ حَدِيْثُهُ، وَبَعُدَ صِيتُهُ، وَانْتَهَى إِلَيْهِ عُلُوُّ الإِسْنَادِ. حَدَّثَ عَنْهُ :ابْنُ عَسَاكِرَ، وَالسَّمْعَانِيُّ، وَابْنُ الجَوْزِيِّ، وَيُوْسُفُ بنُ أَحْمَدَ الشِّيْرَازِيُّ، وَارْتَحَلَ إِلَيْهِ إِلَى كِرْمَانَ، وَسُفْيَانُ بنُ إِبْرَاهِيْمَ بنِ مَنْدَةَ، وَأَبُو ذَرٍّ سُهَيْلُ بنُ مُحَمَّدٍ البُوشَنْجِي، وَأَبُو الضَّوءِ شِهَابٌ الشَّذْبَانِيُّ، وَعَبْدُ المُعِزِّ بنُ مُحَمَّدٍ الهَرَوِيُّ، وَالقَاضِي عَبْدُ الجَبَّارِ بنُ بُنْدَارَ الهَمَذَانِيُّ، وَعَبْدُ الجَلِيْلِ بنُ مَنْدَوَيْه، وَأَحْمَدُ بنُ عَبْدِ اللهِ السُّلَمِيُّ العَطَّارُ، وَعُثْمَانُ بنُ عَلِيٍّ الوَرْكَانِيُّ، وَعُثْمَانُ بنُ مَحْمُوْدٍ الأَصْبَهَانِيُّ، وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ الفَتَّاحُ البُوْشَنْجِيُّ، وَمُحَمَّدُ بنُ عَطِيَّةَ اللهِ الهَمَذَانِيُّ، وَمُحَمَّدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ سَرَايَا المَوْصِلِيُّ، وَمَحْمُوْدُ بنُ وَاثِقٍ البَيْهَقِيُّ، وَمُقَرَّبُ بنُ علی الهمذانی. والفقيه يحيى بن سعد الرازی، وَكَرِيْمَةُ بِنْتُ عَبْدِ الوَهَّابِ القُرَشِيَّةُ.

ترجمہ

الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خراسان، اصبہان، کرمان، ہمذان اور بغداد معلی میں حدیث شریف بیان کی، اور ان کے پاس طلبہ کی بہت زیادہ تعداد جمع ہو جاتی تھی اور ان کی روایت کردہ حدیث شریف بہت ہی زیادہ مشہور ہو گئی تھی، اور علو الاسناد انہیں پر منتہی ہوتی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے والوں میں امام ابن عساکر، الشیخ السمعانی، محدث ابن جوزی، یوسف بن احمد الشیرازی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے محدثین شامل ہیں۔

الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرمان تشریف لے گئے تھے تو شیخ یوسف بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے وہیں سماع کیا، اور سفیان بن ابراہیم بن مندہ، ابو ذر سہیل بن محمد البوشنجی، ابوالضوء شہاب الشذبانی، عبدالمعز بن محمد الہروی، القاضی عبدالجبار بن بندار الہمذانی، عبدالجلیل بن مندویہ، احمد بن عبداللہ السلمی العطار، عثمان بن علی الورکانی، عثمان بن محمود الاصبہانی، محمد بن عبداللہ الفتاح البوشنجی، محمد بن عطیۃ اللہ الہمذانی، محمد بن محمد بن سرایا الموصلی، محمود بن واثق البیہقی، مقرب بن علی الہمذانی الفقیہ یحیی بن سعد الرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم شامل ہیں، اور الشیخہ کریمہ بنت عبدالوہاب القرشیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین شامل ہیں۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قائيماز الذهبي (١٥: ١٠١)

(التحبير في المعجم الكبير : عبدالكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبوسعد (١: ٦١١)

امام السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قَالَ السَّمْعَانِيُّ :شَيْخٌ صَالِحٌ، حَسَنُ السَّمْتِ وَالأَخلاقِ، مُتودِّدٌ مُتَوَاضِعٌ، سلِيمُ الجَانِبِ، اسْتَسْعَدَ بصحبَةِ الإِمَامِ عَبدِ اللهِ الأَنْصَارِيّ، وَخَدَمَهُ مُدَّةً، وَسَافَرَ إِلَى العِرَاقِ وَخُوزستَانَ وَالبَصْرَةَ، نزلَ بَغْدَادَ بِرِبَاطِ البِسْطَامِيِّ فِيمَا حَكَاهُ لِي، وَسَمِعْتُ مِنْهُ بِهَرَاةَ وَمَالِيْنَ، وَكَانَ صَبُوراً عَلَى القِرَاءَةِ، مُحِبّاً لِلرِّوَايَةِ، حَدَّثَ بِـ"الصَّحِيحِ"، وَ"مُسْنَدِ عَبْدٍ"، وَ"الدَّارِمِيِّ" "عِدَّةَ نُوَبٍ، وَسَمِعْتُ أَنَّ أَبَاهُ سَمَّاهُ مُحَمَّداً، فَسَمَّاهُ عَبْدُ اللهِ الأَنْصَارِيُّ عَبْدَ الأَوَّلِ، وَكَنَّاهُ بِأَبِي الوَقْتِ.

ترجمہ

امام السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک انسان، خوبصورت وضع اور اچھے اخلاق کے مالک، بہت زیادہ محبت کرنے والے، عاجزی گزارتے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں بہت زیادہ عرصہ گزارا، اور بغداد معلی، خوزستان اور بصرہ کا سفر بھی کیا، اور بغداد معلی میں حضرت بایزید البسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خانقاہ میں قیام پذیر ہوئے۔

امام السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ حکایت بیان کی گئی کہ میں نے ان سے ہرات اور مالین میں سنا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ قرات پر بہت زیادہ صبر کرنے والے، روایت سے محبت کرنے والے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ الصحیح، اور مسند عبد بن حمید، الدارمی، نے بیان کی۔ اور میں نے سنا کہ ان کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کا نام محمد رکھا جبکہ ان کے شیخ عبداللہ الانصاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آپ کا نام عبدالاول رکھا اور ابوالوقت کنیت عطا فرمائی۔

(التحبير في المعجم الكبير : عبدالكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبوسعد (١: ٦١١)

(سير أعلام النبلاء : شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قائيماز الذهبي (١٥: ١٠١)

بچپن سے ہی حدیث شریف کا سماع شروع کیا

وَقَالَ السَّمْعَانِيُّ فِي "التَّحبِيرِ ":"إِنَّ وَالِدَ أَبِي الوَقْتِ أَجَازَ لَهُ، وَإِنَّ مَوْلِدَهُ بِسِجِسْتَانَ سَنَةَ عَشْرٍ وَأَرْبَعِ مائَةٍ، وَإِنَّهُ شَيْخٌ صَالِحٌ مُعَمَّرٌ، حرصَ عَلَى سَمَاعِ الحَدِيْثِ، وَحَمَلَ وَلَدَهُ أَبَا الوَقْتِ عَلَى عَاتِقِهِ إِلَى بُوشَنْجَ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ الأَنْصَارِيُّ يُكرِمُهُ وَيُرَاعِيهِ.

ترجمہ

الشیخ امام السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب "التحبیر" میں فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے والد ماجد نے ان کو اجازت حدیث عطا فرمائی تھی، ان کے والد ماجد الشیخ معمر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۱۰ھ) میں سجستان

میں ہوئی۔ شیخ معمر رحمہ اللہ تعالی علیہ کو اپنے بیٹے کو حدیث پاک پڑھانے کا بہت زیادہ شوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے بیٹے حضرت الشیخ الامام ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر ہرات سے بوشنج لائے، اور شیخ عبداللہ الانصاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی شیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بہت زیادہ عزت ورعایت کیا کرتے تھے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۵:۱۰۱)

الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بغداد معلّٰی میں ورود

وقال ابن الشافع فی تاریخه عبد الأول بن عیسی بن شعیب السجزی الهروی الصوفی قدم بغداد فی حادی عشرین شوال بن سنة اثنتین وخمسین وخمسمائة وحدث بها عن عبد الرحمن بن محمد الداودی وأبی عبد الله محمد بن عبد العزیز الفارسی .

ترجمہ

الشیخ ابن شافع رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ الشیخ ابوالوقت بن عیسی بن شعیب السجزی الہروی الصوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۲۱ شوال المکرم سنہ (۵۵۲ھ) کو بغداد معلّٰی میں تشریف لائے اور بغداد معلّٰی میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ عبدالرحمن بن محمد الداودی اور ابوعبداللہ محمد بن عبدالعزیز الفارسی رحمۃ اللہ تعالی علیہما سے حدیث شریف بیان کی۔

(التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید : محمد بن عبدالغنی بن أبی بکر ابن نقطة الحنبلی البغدادی (۱:۳۸۱)

الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ محدثین کی نظر میں

الشیخ زکی الدین البرزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ زَكِيُّ الدِّينِ البِرزَالِيُّ :طَافَ أَبُو الوَقْتِ العِرَاقَ وَخُوزستَانَ، وَحَدَّثَ بِهَرَاةَ وَمَالِين وَبُوشَنْج وَكِرمَانَ وَيَزْدَ وَأَصْبَهَانَ وَالكَرَجِ وَفَارِسٍ وَهَمَذَانَ، وَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْهِ الحُفَّاظُ وَالوُزَرَاءُ، وَكَانَ عِنْدَهُ كُتُبٌ وَأَجزَاءٌ، سَمِعَ عَلَيْهِ مَنْ لاَ يُحصَى وَلاَ يُحصرُ.

ترجمہ

الشیخ الامام زکی الدین البرزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے عراق وخوزستان کا سفر کیا اور ہرات ومالین، بوشنج، کرمان، یزد، اصبہان، الکرج، فارس، ہمذان میں حدیث شریف بیان کی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سامنے محدثین اور وزراء دوزانو ہوکر بیٹھتے اور حدیث شریف سنتے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سامنے کتب پڑھی ہوتی تھیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث شریفہ۔۔۔اتنے اجزا سنے گئے کہ ان کی نہ تو گنتی ہوسکتی ہے اور نہ ہی ان کا شمار ممکن ہے۔

سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۵:۱۰۱)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ الجَوْزِيّ :كَانَ صَبُوْراً عَلَى القِرَاءةِ، وَكَانَ صَالِحاً، كَثِيْرَ الذِّكْرِ وَالتَّهَجُّدِ وَالبُكَاءِ، عَلَى سَمْتِ

السَّلَفِ، وَعَزَمَ عَامَ مَوْتِهِ عَلَى الحَجِّ، وَهَيَّأَ مَا يَحتَاجُ إِلَيْهِ، فَمَاتَ.

ترجمہ

الشیخ الامام محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حدیث کی قرات کے لئے بہت سی مشقتیں برداشت کیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک انسان، بہت زیادہ ذکر کرنے والے اور تہجد ادا کرنے والے اور رونے والے، اسلاف کے طریقے پر چلنے والے، اور حج کی تیاری میں تھے اور سامان سفر بھی جمع کر لیا کہ آپ کا وصال شریف ہو گیا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (۱۵:۱۰۱)

وزیر بھی آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شاگردی اختیار کرتے

وكان الوزير أبو المظفر بن هبيرة قد استدعاه، وسمع عليه صحيح البخاری قرأه عليه أبو محمد بن الخشاب، وآخر من قرأه عليه ببغداد أبو محمد بن الأخضر. وكان شيخا صدوقا أمينا، من مشايخ المتصوفين ومحاسنهم، ذا ورع وعبادة مع علو سنه.

ترجمہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ وزیر ابوالمظفر بن ہبیرہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے درخواست کی تھی کہ انہیں صحیح البخاری کے سماع سے مشرف کیا جائے تو الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے انہیں اس شرف سے مشرف کیا، اور ابو محمد بن الخشاب النحوی نے بھی آپ سے صحیح بخاری کا سماع کیا، اور الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بغداد معلّٰی میں سب سے آخر میں جس نے سماع کیا وہ الشیخ ابو محمد الاخضر ہیں۔

الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ صدوق، امین تھے اور آپ مشائخ صوفیہ میں سے تھے، اور صاحب تقوی تھے اور بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (۲۱:۱۱۳)

حدیث شریف کے ادب کی وجہ سے سواری پر سوار نہ ہوئے

وَقَالَ يُوْسُفُ بنُ أَحْمَدَ الشِّيرَازِيُّ فِي "أَرْبَعِيْنَ البُلْدَانِ "لَهُ :لَمَّا رَحَلْتُ إِلَى شَيْخنَا رحلَةِ الدُّنْيَا وَمُسْنِدِ العصر أبي الوقت، قدر الله لي الوصولي إِلَيْهِ فِي آخِرِ بِلاَدِ كِرْمَانَ، فَسلَّمتُ عَلَيْهِ، وَقَبَّلْتُهُ، وَجلَستُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي :مَا أَقدَمَكَ هَذِهِ البِلاَدَ ؟ قُلْتُ :كَانَ قَصدِي إِلَيْكَ، وَمُعَوَّلِي بَعْدَ اللهِ عَلَيْكَ، وَقَدْ كَتَبتُ مَا وَقَعَ إِلَيَّ مِنْ حَدِيْثِكَ بِقَلَمِي، وَسَعَيْتُ إِلَيْكَ بِقَدَمِي، لأُدْرِكَ بَرَكَةَ أَنْفَاسِكَ، وَأَحظَى بِعُلُوِّ إِسْنَادِكَ. فَقَالَ :وَفَّقَكَ اللهُ وَإِيَّانَا لِمَرضَاتِهِ، وَجَعَلَ سَعْيَنَا لَهُ، وَقَصْدَنَا إِلَيْهِ، لَوْ كُنْتَ عَرَفْتَنِي حقّ مَعْرِفَتِي، لَمَا سلَّمتَ عَلَيَّ، وَلاَ جلَسْتَ بَيْنَ يَدَيَّ، ثُمَّ بَكَى بُكَاءً طَوِيْلاً، وَأَبْكَى مَنْ حضرَهُ، ثُمَّ قَالَ :اللَّهُمَّ اسْتُرنَا بِسِترِكَ الجَمِيْلِ، وَاجعَلْ تَحْتَ السِّترِ مَا ترضَى بِهِ عنَّا، يَا وَلَدِي، تعلَم أَنِّي رَحَلْتُ أَيْضاً لِسَمَاعِ الصَّحِيْحِ مَاشِياً مَعَ وَالِدِي مِنْ هَرَاةَ إِلَى الدَّاوُوْدِيِّ بِبُوشَنْج وَلِي دُوْنَ عشرِ سِنِيْنَ، فَكَانَ وَالِدِي يَضعُ عَلَى

يَدَيَّ حجرَيْنِ، وَيَقُوْلُ :احْمِلْهُمَا .فَكُنْتُ مِنْ خوفِهِ أُحْفظُهُمَا بِيَدَيَّ، وَأَمْشِي وهُوَ يَتَأَمَّلُنِي، فَإِذَا رَآنِي قَدْ عَيِيْتُ أَمَرنِي أَنْ أَلقي حجرًا واحدًا، فألقي، ويخف عَنِّي، فَأَمْشِي إِلَى أَنْ يَتبيَّنَ لَهُ تعبِي، فَيَقُوْلُ لِي :هَلْ عَيِيْتَ؟ فَأَخَافُهُ، وَأَقُوْلُ :لاَ .فَيَقُوْلُ :لِمَ تُقَصِّرُ فِي الْمَشْي ؟فَأُسْرِعُ بَيْنَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ أَعجزُ، فَيَأْخذُ الآخرَ، فَيُلْقِيهِ، فَأَمْشِي حَتَّى أَعْطَبَ، فَحِيْنَئِذٍ كَانَ يَأْخُذُنِي وَيَحْمِلُنِي، وَكُنَّا نَلْتَقِي جَمَاعَةَ الفَلاَّحِين وَغيرَهُم، فَيَقُوْلُوْنَ :يَا شَيْخ عِيْسَى، ادْفَعْ إِلَيْنَا هَذَا الطِّفْلَ نُرْكِبْهُ وَإِيَّاكَ إِلَى بُوشَنج، فَيَقُوْلُ :مَعَاذَ اللهِ أَنْ نَرْكَبَ فِي طَلَبِ أَحَادِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ نَمْشِي، وَإِذَا عجزَ أَركبتهُ عَلَى رَأْسِي إِجلالاً لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ وَرجاءَ ثَوَابِهِ .فَكَانَ ثَمرَةَ ذَلِكَ مِنْ حُسْنِ نِيَّتِهِ أَنِّي انتفعتُ بِسَمَاعِ هَذَا الكِتَابِ وَغَيْرِهِ.

ترجمہ

الشیخ یوسف بن احمد الشیر ازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''اربعین البلدان'' میں لکھا ہے کہ جب میں نے الشیخ الامام مسند العصر ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سفر کیا اور آپ اس وقت کرمان کے شہر میں تشریف فرما تھے، میں نے ان کو سلام عرض کیا اور میں نے ان کی دست بوسی کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے فرمایا: یہاں تم کیسے آئے؟ تو میں نے عرض کیا: میں نے آپ ہی کے لئے سفر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بعد آپ سے ہی عرض گزار ہوں، میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی احادیث شریفہ اپنی قلم سے لکھی ہیں اور میں نے چاہا کہ آپ کے سانسوں سے برکت حاصل کروں اور آپ سے علو الاسناد طلب کروں

پھر الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو اور مجھے توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں، اور اللہ کرے ہماری ساری سعی اسی کے لئے ہو اور وہی ہمارا مقصود حقیقی ہو۔ اور اگر تم مجھے اسی طرح جان لیتے جس طرح میں ہوں تو نہ تم مجھے سلام کرتے اور نہ میرے سامنے بیٹھتے، یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ رونے لگے اور جتنے لوگ پاس تھے وہ بھی رونے لگے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دعا کی: اے اللہ! اپنی رحمت کے خوبصورت پردے سے ہمارے اعمال کو چھپا دے، اور ہمیں اپنی رحمت کے چادر کے نیچے امان دے دے اور تو ہم سے راضی ہو جا۔ اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے حدیث شریف کے سماع کے لئے ہرات سے اپنے والد ماجد الشیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ الشیخ داؤدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر بوشنج تک پیدل سفر کیا، تب میری عمر دس سال بھی نہ تھی، میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے سامنے دو پتھر رکھتے اور فرمایا کرتے کہ ان کو اٹھالو میں ان کو اٹھاتا اور چلنا شروع کر دیتا، میں ان کو قابو کر کے ڈرتے ڈرتے چلنا شروع کر دیتا، جب مجھے دیکھتے کہ میں تھک گیا ہوں تو مجھے حکم فرماتے کہ ایک پتھر گرا دو تو میں ان میں سے ایک پتھر پھینک دیتا، پھر جب چلتے چلتے دیکھتے کہ میری رفتار مزید سست ہو گئی ہے تو مجھے فرماتے کہ کیا تم تھک گئے ہو؟ تو میں ڈرتے ہوئے کچھ بھی نہ بول سکتا تو پھر وہ دوسرا بھی گرا دیتے تھے، پھر میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے اور اسی طرح چلتے چلتے کسانوں کا گروہ ملا جو میرے والد ماجد کو جانتے تھے وہ کہنے لگے: حضرت! آپ اس طرح

کریں کہ ہم آپ کو اور ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اپنے ساتھ سوار کرتے ہیں اور ہم آپ کو الشیخ داؤدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چھوڑ دیں گے۔

تو میرے والد ماجد الشیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: نعوذ باللہ من ذلک! ہم کبھی بھی سوار نہیں ہوں گے کیونکہ ہم رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف پڑھنے جا رہے ہیں، ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف پڑھنے جائیں اور سوار ہو کر جائیں، یہ بچہ ہے میرے ساتھ جب یہ تھک جاتا ہے تو میں اس کو کندھوں پر اٹھا لیتا ہوں اسی میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کی عزت ہے، الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد الشیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حسن نیت کی برکت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کا سماع کیا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۵:۱۰۱)

مجھے کھانے سے بھی زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کا سماع پسند ہے

قال الشيخ يوسف بن احمد الشيرازى رحمة الله تعالى عليه أشارَ الشيخ ابو الوقت رحمة الله تعالى عليه إِلَى صَاحِبِنَا عَبْدِ البَاقِي بنِ عَبْدِ الجَبَّارِ الهَرَوِيِّ أَنْ يُقَدِّمَ لِي حَلْوَاء ، فَقُلْتُ :يَا سيِّدِي، قِرَاءتِي لِـ"جزء أَبِي الجَهْمِ "أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَكْلِ الحلوَاء .فَتبسَّمَ، وَقَالَ :إِذَا دَخَلَ الطَّعَامُ خَرَجَ الكَلاَمُ .وَقَدَّمَ لَنَا صحناً فيه حلواء الفانيذ، فَأَكَلْنَا، وَأَخْرجتُ الجُزْءَ، وَسَأَلْتُهُ إِحضَارَ الأَصْلِ، فَأَحضرَهُ ،فقَرَأْتُ الجُزْءَ، وَسُرِرْتُ بِهِ، وَيَسَّرَ اللهُ سَمَاعَ "الصَّحِيْحِ "وَغَيْرِهِ مِرَاراً، وَلَمْ أَزَلْ فِي صُحْبَتِهِ وَخِدْمَتِهِ إِلَى أَنْ تُوُفِّي بِبَغْدَادَ.

ترجمہ

الشیخ یوسف بن احمد الشیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سفر کر کے الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ عبدالباقی بن عبدالجبار الہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا: کہ ان کے لئے حلوہ لاؤ، تو میں نے عرض کیا: حضور! میرے لئے جز ابوالجہم میں موجود احادیث شریف کو پڑھنا حلوہ کھانے سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے، میری یہ بات سن کر الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرانے لگے اور فرمایا: جب کھانا آجائے تو کلام ختم ہو جاتا ہے، بس انہوں نے میرے سامنے حلوے کا تھال رکھ دیا تو ہم سب حاضرین نے مل کر کھایا، اور میں نے وہ جز ابوالجہم نکالا اور میں نے عرض کی: کہ اپنے پاس موجود اصل نکال لیں تو الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پاس سے اس کی اصل نکال لی، میں نے وہ جز پڑھنا شروع کیا اور میں نہایت ہی خوش ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اتنی آسانی پیدا کر دی کہ الصحیح البخاری بھی ان سے سن لی اور میں الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے بعد ان کی خدمت میں بغداد معلیٰ میں ہی رہا۔

(تاریخ بغداد : أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۱۳۰)

حدیث شریف کی کتابت کا فائدہ

أَنَا أَبُو الوَقْتِ، أَنَا شيخ الإِسْلام عبد الرحمن بنيسابور :سَمِعْتُ الحُسَيْنَ الدَّقيقى، يَقُولُ :سَمِعْتُ سهل بن عبد الله يَقُولُ :من أراد الدُّنْيَا والآخرة فلْيكتُبِ الحديث .فإِنّ فيه منفعة الدُّنْيَا والآخرة.

قُلْتُ :هـكـذا كَانَ مشايخ الصوفية فى حرصهم عَلَى الحديث والسنة، لا كمشايخ عصرنا الْجَهَلة البَطَلة الأَكَلَة الكسلة .عـن سهل وَقِيلَ لَهُ :إلـى متـى يـكتب الرجل الحديث؟ قَالَ :حَتَّـى يـموت، ويُصبُّ باقى حبره عَلَى قبره.

ترجمہ

امام ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں شیخ الاسلام عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نیشاپور میں اطلاع دی کہ میں نے الشیخ الدقیق رحمۃ اللہ تعالی علیہ کوفرماتے ہوئے سناوہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ رضی اللہ کوفرماتے ہوئے سنا: جوشخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی دنیاوآخرت ٹھیک ہوجائے تووہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف لکھا کرے کیونکہ اس میں دنیاوآخرت کا نفع ہے۔امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی ہمارے مشائخ صوفیہ حدیث وسنت کی خدمت کیا کرتے تھے، جس طرح ہمارے دور کے مشائخ ہیں جہالت وسستی سے بھرپوراورصرف کھاناکھانے کے لئے بیٹھے ہیں۔حضرت سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: کہ انسان حدیث شریف کب تک لکھتا رہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اتنا لکھے کہ لکھتا لکھتا فوت ہوجائے اور جوسیاہی بچ جائے اس کی قبر پرانڈیل دی جائے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲۱: ۱۸۷)

وفات شریف اورجنازہ

قـال أبو الفضل أحمد بن صالح بن شافع :تـوفـى أبو الوقت فى ليلة الأحد سادس ذىء القعدة سنة ثلاث وخمسين وخمسمائة، ودفن بالشونيزية .وتقدم بالصلاة عليه الشيخ عبد القادر الجيلى رضى الله عنه .

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالفضل احمد بن صالح بن شافع رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کاوصال شریف اتوار کی رات ذوالقعدہ سنہ (۵۵۳ھ) میں ہوا، اورآپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تدفین الشونزیہ میں ہوئی اورآپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نماز جنازہ کی امامت الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

(وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان: أبوالعباس ابن خلکان البرمکی الإربلی (۲: ۲۲۶)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ایک حدیث

أَخْبَـرَنَـا عَبْدُ الْأَوَّلِ بْنُ عِيسَى قَالَ :أَخْبَـرَنَـا ابْنُ طَلْحَةَ الدَّاوُدِيُّ قَالَ :أَخْبَـرَنَـا ابْنُ أَعْيَنَ السَّرَخْسِيُّ قَالَ : أَخْبَرَنَا الْفَرَبْرِيُّ قَالَ :أَخْبَـرَنَا الْبُخَارِيُّ قَالَ :حَـدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ :حَـدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ :حَـدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ :حـدّثنى عبد الرحمن بن أبى عَمْرٍو، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :إِنَّ ثَـلاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الأَبْرَصَ، فَقَالَ :أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ :لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ .قَالَ :فَـمَسَـحَهُ فَـذَهَبَ، فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وجلدا حسنا، فقال :أى المال أَحَبُّ إِلَيْكَ؟

قَالَ :الإِبِلُ -أَوِ البَقَرُ -شَکَّ فِی ذَلِکَ إِسْحَاقُ فِی أَنَّ الأَبْرَصَ أَوِ الأقرع قال احدهما الإبل وَقَالَ الآخَرُ البَقَرُ، فَأُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ :یُبَارِکُ اللَّهُ لَکَ فِیهَا .وَأَتَى الأَقْرَعَ، فَقَالَ :أَیُّ شَیْءٍ أَحَبُّ إِلَیْکَ؟ قَالَ :شَعَرٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّی هَذَا فَقَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ، قَالَ :فَمَسَحَهُ وَذَهَبَ وَأُعْطِیَ شَعَرًا حَسَنًا، قَالَ: فَأَیُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَیْکَ قَالَ البَقَرُ، فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حاملا، قال :یُبَارَکُ لَکَ فِیهَا .وَأَتَى الأَعْمَى، فَقَالَ :أَیُّ شَیْءٍ أَحَبُّ إِلَیْکَ قَالَ :یَرُدُّ اللَّهُ عَزَّ وجل بصری، فأبصر به الناس، قال :فمسحه، فَرَدَّ اللَّهُ إِلَیْهِ بَصَرَهُ، قَالَ :فَأَیُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَیْکَ، قَالَ :الغَنَمُ، فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا .فَأُنْتِجَ هَذَانِ وَوَلَّدَ هَذَا، وَکَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنَ الإِبِلِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ البَقَرِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الغَنَمِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الأَبْرَصَ فِی صُورَتِهِ وَهَیْئَتِهِ، فَقَالَ :رَجُلٌ مِسْکِینٌ تَقَطَّعَتْ بِهِ الحِبَالُ فِی سَفَرِهِ فَلاَ بَلاَغَ إِلا بإذن الله تعالى، ثم بک أَسْأَلُکَ بِالَّذِی أَعْطَاکَ اللَّوْنَ الحَسَنَ وَالجِلْدَ الحَسَنَ بَعِیرًا أَتَبَلَّغُ عَلَیْهِ فِی سَفَرِی، فَقَالَ لَهُ :إِنَّ الحُقُوقَ کَثِیرَةٌ، فَقَالَ لَهُ :کَأَنِّی أَعْرِفُکَ، أَلَمْ تَکُنْ أَبْرَصَ یَقْذَرُکَ النَّاسُ، فَقِیرًا، فَأَعْطَاکَ اللَّهُ، فَقَالَ لَقَدْ وَرِثْتُ کَابِرًا عَنْ کَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَصَیَّرَکَ اللَّهُ إِلَى مَا کُنْتَ .وَأَتَى الأَقْرَعَ فِی صُورَتِهِ وَهَیْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِکَ وَرَدَّ عَلَیْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَیْهِ هَذَا، فَقَالَ :إِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَصَیَّرَکَ اللَّهُ إِلَى مَا کُنْتَ.

وَأَتَى الأَعْمَى فِی صُورَتِهِ فَقَالَ :رَجُلٌ مِسْکِینٌ وَابْنُ سَبِیلٍ تَقَطَّعَتْ بِیَ الحِبَالُ فِی سَفَرِی، فَلا بلاغ الیوم إِلا بِاللَّهِ وَبِکَ، أَسْأَلُکَ بِالَّذِی رَدَّ عَلَیْکَ بَصَرَکَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا، فَقَالَ :کُنْتُ أَعْمَى فردّ الله على بصری، وفقیرا، فخذ ما شئت، فو الله مَا أَجْهَدُکَ الیَوْمَ بِشَیْءٍ أَخَذْتَهُ هُوَ للّٰه .فَقَالَ :أَمْسِکْ مَالَکَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِیتُمْ، وَقَدْ رُضِیَ عَنکَ، وسخط على صاحبیک.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں عبدالاول بن عیسی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابن طلحہ الداودی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابن اعین السرخسی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں الفربری نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں امام بخاری نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں احمد بن اسحاق نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں عمرو بن عاصم نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں ہمام نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں اسحاق بن عبداللہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: مجھے عبدالرحمٰن بن ابی عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے روایت کیا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کوڑھی اور دوسرا اندھا اور تیسرا گنجا۔ اللہ تعالی نے چاہا کہ ان کا امتحان لے، چنانچہ اللہ تعالی نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تم کو سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا: اچھا رنگ اور اچھی چمڑی۔ کیونکہ لوگ مجھ سے دور بھاگتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہوگئی، اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہوگیا اور چمڑی بھی اچھی ہوگئی۔ فرشتے نے اس سے پوچھا کہ کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کرو گے؟ اس نے کہا: کہ مجھے اونٹ یا اس نے گائے کہی۔ اسحاق بن عبداللہ کو اس سلسلے میں شک تھا کہ کوڑھی اور گنجے میں سے

ایک نے اونٹ کی خواہش کی تھی اور دوسرے نے گائے کی۔ چنانچہ اس کو حاملہ اونٹنی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس میں برکت دے گا۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تم کو کیا چیز پسند ہے؟ تو اس نے کہا: کہ عمدہ بال اور موجودہ عیب ختم ہو جائے کیونکہ اس وجہ سے لوگ مجھ سے بھاگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا، اور اس کے سر پر عمدہ بال اگ آئے، فرشتے نے پوچھا کہ تم کو کس طرح کا مال پسند ہے؟ اس نے کہا: کہ گائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس کو حاملہ گائے دے دی اور کہا کہ: اللہ تعالیٰ اس میں تجھے برکت دے گا۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا: کہ تم کو کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھوں کی روشنی دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اس کو لوٹا دی، پھر پوچھا کہ کس طرح کا مال پسند کرو گے؟ تو اس نے کہا: کہ بکریاں۔ فرشتے نے اس کو ایک حاملہ بکری دے دی، پھر تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ کوڑھی کے اونٹوں سے اس کی وادی بھر گئی، گنجے کی بیل گائے سے وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی۔ پھر دوبارہ فرشتہ اپنی اسی پہلی شکل میں اس کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ: میں نہایت مسکین وفقیر آدمی ہوں، سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے حاجت پوری ہونے کی امید نہیں، لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تم کو اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور مال عطا کیا۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر پورا کر سکوں۔ کوڑھی نے فرشتے سے کہا: میرے ذمہ حقوق اور بہت سے ہیں۔ فرشتے نے کہا: غالباً میں تم کو جانتا ہوں۔ کیا تم کو کوڑھ کی بیماری نہ تھی، جس کی وجہ سے لوگ تم سے دور بھاگتے تھے اور تم ایک فقیر ونادار تھے پھر تم کو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں، اس نے کہا: کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو تیری پہلی حالت پر لوٹا دے۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی پہلی صورت میں آیا اور اس کو بھی وہی درخواست کی اور اس نے بھی وہی کوڑھی والا جواب دیا۔ فرشتے نے کہا اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو تمھاری پہلی حالت پر لوٹا دے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس اپنی پہلی صورت میں آیا اور اس کو کہا: کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے اور سوا اللہ تعالیٰ کے کسی سے حاجت پوری ہونے کی توقع نہیں ہے۔ میں تم سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تم کو تمھاری بینائی واپس دی ہے ایک بکری مانگتا ہوں، جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بینائی عطا فرمائی اور میں واقعی فقیر ومحتاج تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا، تم جتنی بکریاں چاہو لے سکتے ہو، اللہ تعالیٰ کی قسم! جب تم نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے اب جتنا تمھارا دل چاہے لے جاؤ، میں تم کو ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتے نے کہا:: کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمھارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔

(المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (۲:۱۶۵)

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۴:۱۷۱)

الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دوسری روایت

أُخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا ابْنُ رُوزْبَةَ، أَنَا أَبُو الْوَقْتِ، أَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْأَنْصَارِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ

الْعَالِي، نَا بِشْرُ بْنُ أَحْمَدَ، نَا ابْنُ نَاجِيَةَ، نَا عُبَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ، نَا مُوسَى بْنُ هِلالٍ الْعَبْدِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالحسن الہاشمی نے خبردی، ہمیں روزبہ نے خبردی، ہمیں ابوالوقت نے خبردی، ہمیں ابواسماعیل الانصاری نے خبردی، ہمیں ابوالحسین بن العالی نے خبردی، ہمیں بشر بن احمد نے حدیث بیان کی، ہمیں ابن ناجیہ نے حدیث شریف بیان کی، ہمیں عبید بن محمد بن الوراق نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں موسی بن ہلال العبدی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جس نے میرے وصال شریف کے بعد میری زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۱۲:۱۱)

(جزء بانتخاب أبي طاہر السِّلَفی: صدرالدین، أبوطاہر السِّلَفی أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراہیم سِلَفَہ الأصبہانی (۱۷:۱):

مدینہ منورہ میں جمعہ ادا کرنے کا ثواب

أخبرنا عبد العزيز بن محمود الأخضر قال: أخبرنا عبد الأول بن عيسى بن شعيب الشجري قال: أخبرنا محمد بن عبد العزيز الفارسي، أخبرنا عبد الرحمن بن أبي شريح، حدثنا ابن صاعد، حدثنا هارون بن موسى، حدثنا عمر بن أبي بكر الموصلي عن القاسم بن عبد الله عن كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف عن نافع عن ابن عمر قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم": صلاة الجمعة بالمدينة كألف صلاة فيما سواها.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں عبدالعزیز بن محمود الاخضر نے خبردی، انہوں نے کہا: ہمیں عبدالاول بن عیسی بن شعیب السجزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خبردی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن عبدالعزیز الفارسی نے خبردی، انہوں نے کہا: ہمیں عبدالرحمن بن ابی شریح نے خبردی، ہمیں ابن صاعد نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ہارون بن موسی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عمر بن ابوبکر الموصلی نے قاسم بن عبداللہ سے حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے انہوں نے نافع رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث شریف بیان کی انہوں نے فرمایا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: مدینہ منورہ میں ایک جمعہ ادا کرنا اس کے علاوہ جگہ پر ہزار جمعات ادا کرنے کے برابر ہے۔

(شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام: محمد بن أحمد بن علی، تقی الدین، أبو الطیب المکی الحسنی الفاسی (۳۳۹:۲)

(الدرۃ الثمینۃ فی أخبار المدینۃ: محب الدین أبوعبداللہ محمد بن محمود بن الحسن المعروف بابن النجار: ۷۸)

استاذ غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام ابوالخطاب محفوظ بن احمد بن الحسن الکوذانی فقیہ الحنابلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ الامام ابوالخطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم فقہ حاصل کیا۔

الشیخ ابوالخطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت

الشیخ الامام ابو الخطاب محفوظ بن احمد بن الحسن الكوذانی فقيه الحنابله رحمة الله تعالى عليه هو ابو الخطاب محفوظ بن احمد بن الحسن الكلوذانی فقيه الحنابلة وعالمهم في عصره، المولود سنة(٤٣٢ھ) والمتوفى ببغداد سنة (٥١٠ھ).

ترجمہ

الشیخ ابوالخطاب محفوظ بن احمد بن الحسن الکلوذانی جو کہ فقیہ الحنابلہ اوران کے عالم تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ(۴۳۲ھ) میں جبکہ وفات سنہ(۵۱۰ھ) میں ہوئی

(تاریخ إربل :المبارک بن أحمد بن المبارک بن موہوب اللخمی الإربلی، المعروف بابن المستوفی (۱۲۶:۲)

حصول علم

سمع ابا محمد الجوهری وابن المسلمة والقاضی ابا يعلى وتفقه عليه .قرأ الفرائض وصنف كتبا منها الهداية .وحدث وافتى ودرّس كان ثقة ثبتا غزير العقل والفضل، حدث عنه ابن الجوزی.

ترجمہ

الشیخ ابوالخطاب محفوظ بن احمد بن الحسن الکلوذانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ ابومحمد الجوہری اور ابن المسلمہ اور القاضی ابویعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث شریف کا سماع کیا، اور الشیخ الکلوذانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے علم فقہ بھی حاصل کیا اور علم الفرائض پڑھا اور کتب بھی تحریر فرمائیں جن میں الھدایہ بھی ہے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث شریف بھی پڑھائی اور فتویٰ بھی دیا اور درس بھی دیا کرتے تھے۔ محدثین کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ثبت، داناوصاحب فضیلت تھے، الشیخ الامام محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف بیان کی۔

(تاریخ إربل :المبارک بن أحمد بن المبارک بن موہوب اللخمی الإربلی، المعروف بابن المستوفی (۱۲۶:۲)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد الفقہ

علامہ محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ الامام ابوالخطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم فقہ حاصل کیا۔

(قلائد الجواہر لامام محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:۴) مطبوعہ مصر)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد

رَوَى عَنْهُ :ابْنُ ناصر، والسلفي، وأبو المعمر الأنصاري، والمبارك ابن خُضير، وَأبُو الْكَرم بن الغَسَّال،

ترجمہ

الشیخ الامام محفوظ بن احمد بن الحسن الکلوذانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ الامام ابوطاہر السّلفی، ابومعمر الانصاری، المبارک ابن خضیر، ابوالکرم بن الغسال رحمۃ اللہ تعالی علیہ شامل ہیں۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴: ۲۸۰)

محدثین کی نظر میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا مقام

الشیخ الکیا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نظر میں

ابوالکرم بن الشہر وزی اور ابوبکر بن النقور رحمۃ اللہ تعالی علیہما کہتے ہیں

قَالَ أَبُو الْكَرم بن الشَّهرُزُورِي :كَانَ إِلكِيَا إِذَا رَأَى أَبَا الخَطَّاب الكَلوذَاني مُقْبِلاً قَالَ :قد جاء الجبل.

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بنُ النَّقُّوْرِ :كَانَ إِلكِيَا الهَرَّاسِي إِذَا رَأَى أَبَا الخَطَّاب قَالَ :قَدْ جاء الفقه.

قال السلفي :هو ثقة، مِنْ أَئِمَّة أَصْحَاب أَحْمَد.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالکرم بن الشہر زوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الکیا رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب بھی الشیخ ابوالخطاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھتے تو کہتے تھے یہ علم کا پہاڑ آرہا ہے۔ اور اسی طرح جب الشیخ الامام ابوبکر النقور رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جب الشیخ الکیا رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ ابوالخطاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھتے تو فرماتے تھے یہ علم فقہ آرہا ہے۔

اسی طرح الشیخ ابوطاہر السّلفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمایا کرتے تھے: الشیخ ابوالخطاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ اصحاب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ میں جو امام ہیں ان میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ثقہ ہیں۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴: ۲۸۰)

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

كَانَ مُفتياً صَالِحاً، عَابِداً وَرِعاً، حَسَنَ العِشْرَة، لَهُ نَظْمٌ رَائِق، وَلَهُ كِتَابُ "الهِدَايَة"، وَكِتَاب "رُؤُوْس المَسَائِل"، وَكِتَاب "أُصُوْل الفِقْه"،

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالخطاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ مفتی تھے اور نہایت نیک انسان اور صاحب تقوی، بہت اچھی نظم لکھا کرتے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک کتاب الھدایہ اور رؤس المسائل اور اصول الفقہ تحریر فرمائی۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴: ۲۸۰)

الشیخ الامام ابوالخطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرویات

مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو

أَخْبَرَنَا أَبُو الْخَطَّابِ مَحْفُوظُ بْنُ أَحْمَدَ فِي كِتَابِهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْجَازِرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُعَافَى بْنُ زَكَرِيَّا النَّهْرَوَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْأَدَمِيُّ، حَدَّثَنَا فَضْلٌ -يَعْنِي: ابْنَ سَهْلٍ- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ " :يَا رَسُولَ اللَّهِ، طُوبَى لِمَنْ رَآكَ وَآمَنَ بِكَ .فَقَالَ :طُوبى لِمَنْ رَآنِي وآمَنِ بِي، وطوبى ثُمَّ طُوبى ثُمَّ طُوبَى لِمَنْ آمَنَ بِي وَلَمْ يَرَنِي .فَقَالَ الرَّجُلُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا طُوبَى .قَالَ :شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ مِائَةِ عَامٍ .ثِيَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَخْرُجُ مِنْ أَكْمَامِهَا.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالخطاب محفوظ بن احمد الکلوذانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میں خبر دی، ہمیں ابوعلی محمد بن الحسین الجازری نے خبر دی، ہمیں ابوالفرج المعافی بن زکریا النہروانی نے خبر دی، ہمیں احمد بن محمد بن اسماعیل الادمی نے خبر دی، ہمیں فضل یعنی ابن سہل نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں موسیٰ بن داوٗد نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابن لہیعہ نے دراج سے انہوں نے ابوالہیثم سے انہوں نے ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں:

ترجمہ متن حدیث

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! مبارک ہو اس کو جس نے آپ ﷺ کی زیارت اور آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مبارک ہو اس کو جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لے آیا، اور مبارک ہو پھر مبارک ہو اور پھر مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا تو نہیں مگر ایمان لے آیا ہے، اسی شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ طوبیٰ کیا ہے؟ تو کریم آقا ﷺ نے فرمایا: یہ جنت کے اندر ایک درخت ہے جو ایک سو سال جتنا لمبا ہے اور اس کے پھولوں سے جنتیوں کا لباس تیار کیا جاتا ہے۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ :زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب الحنبلی (۱:۲۷۷)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۱۸:۲۱۱)

انجام دیکھ کر حکم لگاؤ

أنبأنا أبو الخطاب محفوظ بن أحمد الكوذاني وأنبأنا أبو طاهر المبارك بن المبارك ابن هبة الله العطار بقراءتي عليه، أنبأنا أبو الغنائم مُحَمَّد بْن مُحَمَّد بْن أَحْمَد بْن المهتدي بالله قراءة عليه وأنبأنا أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللَّهِ أَبُو الْحَسَنِ الْمُظَفَّرُ السبط الهمداني بقراتي عليه، أَنْبَأَنَا أَبُو العز أَحْمَد بْن عُبَيْد اللَّه بْنِ كَادِشٍ الْعُكْبَرِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ قَالُوا جَمِيعًا :أَنْبَأَنَا أَبُو طَالِبٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْفَتْحِ العشاري قراءة عليه، أنبأنا أبو حفص عمر بن أحمد ابن عثمان بن شاهين، حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ زُغَيْلٍ التَّمَّارُ بِالْبَصْرَةِ،

حدثنا طالوت ابن عباد، حَدَّثَنَا فَضَّالُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لا تُعْجَبُوا بِعَمَلِ عَامِلٍ حَتَّى تَنْظُرُوا بِمَ يُخْتَمُ لَهُ

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالخطاب محفوظ بن احمد الکلوذانی نے بتایا، ہمیں ابوطاہر المبارک بن المبارک بن ہبۃ اللہ العطار نے میرے ان پر پڑھنے پر بتایا، ہمیں ابوالغنائم محمد بن محمد بن احمد المہتدی باللہ نے ان پر پڑھنے پر بتایا، ہمیں ابوالقاسم ہبۃ اللہ ابوالحسن المظفر السبط الہمدانی نے میرے ان پر پڑھنے پر بتایا، ہمیں ابوالعز احمد بن عبیداللہ بن کادش العکبری نے میرے ان پر پڑھنے پر بتایا، ہمیں ابوطالب محمد بن علی بن الفتح العشاری نے ان پر پڑھنے پر بتایا، ہمیں ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بن شاہین نے بتایا، ہمیں محمد بن صالح بن زغیل التمار نے بصرہ میں یہ حدیث شریف سنائی، ہمیں طالوت ابن عباد نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں فضال بن جبیر نے یہ حدیث شریف بیان کی، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کسی بھی عمل کرنے والے کا عمل دیکھ کر تعجب میں نہ پڑو جب تک کہ تم اس کی اخیر نہ دیکھ لو۔

(تاریخ بغداد : أبوبكر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطيب البغدادی (١٧:١٥۵)

(المعجم الكبير :سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمی الشامی، أبوالقاسم الطبرانی (٨:٢٦٤)

کلمہ پڑھنے کا اجر

أخبرنا أبو الخطاب محفوظ بن أحمد بن الحسن الكلواذانی إجازة أنا أبو الحسين بن حسنون النرسی أنا جدی لأمی علی بن أحمد بن محمد بن يوسف نا القاضی أحمد بن مطرف نا أبو جعفر أحمد بن صالح الوراق الرازی وأبو العباس عبد الرحمن بن محمد الظهرانی قالا نا سلمة بن شبيب نا عبد الله بن إبراهيم المدنی نا عبد الله بن أبی بكر عن صفوان بن سليم عن عطاء بن يسار عن أبی هريرة قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إن لله عمودا من نور يوم القيامة بين يديه فإذا قال: العبد لا إله إلا الله اهتز ذلك العمود فيقول الله عز وجل اسكن فيقول كيف أسكن ولم تغفر لقائلها قال فيقول إنی قد غفرت له فيسكن عند ذلك.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالخطاب محفوظ بن احمد بن الحسن الکلوذانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بالاجازۃ یہ خبر دی، ہمیں ابوالحسین بن حسنون النرسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خبر دی، انہوں نے کہا میرے نانا جان علی بن احمد بن محمد بن یوسف نے مجھے یہ خبر دی، ہمیں القاضی احمد بن مطرف نے یہ بتایا، ہمیں ابوجعفر احمد بن صالح الوراق الرازی اور ابوالعباس عبدالرحمن بن محمد الظہرانی نے کہا: ہمیں سلمہ بن شبیب نے بتایا، ہمیں عبداللہ

بن ابراہیم المدنی نے بتایا، ہمیں عبداللہ بن ابوبکر نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم قیامت کے نور سے اللہ تعالی کے لئے ستون ہیں، جب بھی کوئی بندہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے تو وہ ستون جنبش کرنا شروع کر دیتے ہیں، پھر اللہ تعالی ان کو فرماتا ہے کہ تم سکون کرو۔ تو وہ عرض کرتے ہیں کہ: یا اللہ! جس بندے نے لا الہ الا اللہ پڑھا ہے تو نے اس کو ابھی تک بخشا نہیں ہے تو اللہ تعالی فرماتا ہے: میں نے اس کو بخش دیا ہے تو پھر وہ سکون میں آجاتے ہیں۔

تاریخ دمشق : أبو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (١٦:٦) : دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام محمد بن الحسین بن محمد بن خلف بن احمد القاضی ابو یعلی البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد الفقہ تھے۔

الشیخ ابو یعلی رحمہ اللہ تعالی علیہ کے مشائخ کرام

مُحَمَّد بْن الحُسَين بْن مُحَمَّد بْن خلف بْن أَحْمَدالقاضي أَبُو يعلى ابن الفراء البغدادي الحنبلي، كبير الحنابلة .وسمع :أبا الحسن الحربيّ، وإسماعيل بن سُوَيْد، وأبا القاسم بن حبابة، وعيسى بن الوزير، وابن أخي ميميّ، وأبا طاهر المخلّص، وأم الفتح بنت أحْمَد بن كامل، وأبا الطَّيِّب بن منْتاب، وابن معروف، وجماعة.

ترجمہ

الشیخ محمد بن الحسین بن محمد بن خلف بن احمد القاضی ابو یعلی ابن الفراء البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ حنابلہ کے بہت بڑے امام تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ الامام اسماعیل بن سوید، ابو القاسم بن حبابہ، عیسی بن الوزیر، اور ابو طاہر المخلص، ام الفتح بنت احمد کامل، ابو الطیب بن منتاب، ابن معروف اور ان کے علاوہ بہت بڑی جماعت سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۳۰:۴۵۳)

الشیخ ابو یعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد

روى عنه :أبو بكر الخطيب، وابنه القاضي أبو الحسين محمد، وأبو الخطّاب الكلوذانيّ، وأبو الوفاء بن عقيل، وأبو غالب بن البنّاء، وأخوه يحيى بن البنّاء، وأبو العز بن كادش، وأبو بكر قاضي المرستان.وآخر من روى عنه أبو سَعْد أحْمَد بن محمد بن عليّ الزَّوْزَنيّ الصّوفيّ فيما علِمت .وروى عنه من القدماء أبو عليّ الأهوازيّ، وبين وفاته ووفاته هذا تسعون سنة.

ترجمہ

الشیخ الامام ابو یعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ الامام ابو بکر الخطیب البغدادی اور ان کے بیٹے الشیخ الامام ابو الحسین محمد، ابو الخطاب الکلوذانی، ابو الوفاء بن عقیل، بو غالب بن البناء، اور ان کے بھائی الشیخ یحیی بن البناء، ابو العز بن کادش، ابو بکر قاضی المارستان رحمۃ اللہ تعالی علیہم شامل ہیں، ان سب سے آخر میں سماعت کرنے والے الشیخ ابو سعد احمد بن محمد بن علی الزوزنی الصوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں قدماء میں سے روایت کرنے والوں میں الشیخ الامام ابو الاہوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں، ان کی وفات اور الشیخ القاضی ابو یعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات کے درمیان نوے سال کا فرق ہے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۳۰:۴۵۳)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد الفقہ

علامہ محمد بن یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ الامام ابویعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم فقہ حاصل کیا۔

(قلائد الجواہر لامام محمد بن یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ: ۴)

(سیرت غوث الثقلین از علامہ مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ تعالی علیہ: ۶۱)

القاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ محدثین کی نظر میں

الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قال الخطیب : ولأبی یَعْلى تصانیف على مذهب أحْمَد . ودرَّسَ وأفتى سنین كثیرة وولی القضاء بحریم دار الخلافة. وكان ثِقة.

ترجمہ

الشیخ الامام القاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق الشیخ الامام الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ القاضی ابویعلی رحمہ اللہ تعالی نے مذہب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر کتب تحریر فرمائی ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تدریس فرمایا کرتے اور کئی سالوں تک فتوی جاری فرمایا۔ دار الخلافہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو قاضی مقرر فرمایا گیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ عند المحدثین ثقہ تھے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۳۰:۴۵۳)

الشیخ ابوالحسین رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

ذكره ابنه أبو الحسین فی كتاب الطَّبقات له، فقال :كان عالِم زمانه، وفرید عصره، وكان له فی الأصول والفروع القدم العالی، وفی شرف الدّین والدُّنیا المحلّ السَّامیّ، والحظّ الرفیع عند الِإمامین القادر، والقائم، وأصحاب الِإمام أحْمَد له یتبعون، ولتصانیفه یدرسون، وبقوله یُفتون ، وعلیه یُعوِّلون . والفُقَهاء على اختلاف مذاهبهم كانوا عنده یجتمعون، ولمقاله یسمعون وبه ینتفعون .

ترجمہ

الشیخ الامام القاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بیٹے الشیخ الامام ابوالحسین رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب ''الطبقات'' میں فرمایا: الشیخ الامام القاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ علامۃ زماں، فرید الدہر تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اصول وفروع میں ید طولی رکھنے والے تھے، دینی ودنیاوی عزتوں سے مالا مال تھے، اور حکمرانوں کے ہاں بڑی قدر ومنزلت رکھتے تھے، یہاں تک کہ القادر باللہ اور القائم باللہ کے ہاں بڑی قدر کے حامل تھے، اور سارے حنابلہ ان کی پیروی کرتے تھے اور ان کی تصانیف میں سے درس دیا کرتے تھے اور ان کے اقوال پر فتوی دیا کرتے اور انہیں کے پاس آکر اپنے مسائل بیان کرتے تھے، اور فقہاء کرام میں جب کسی مسئلہ پر کوئی اختلاف ہو جاتا تو وہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہاں حاضر ہوتے تھے، اور آپ کا کلام سنتے اور اس سے نفع اٹھاتے تھے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۰:۳۵۳)

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قال الامام الذهبی رحمة الله تعالی علیه :

وغير ذلك من العلوم، مع الزّهد، والورع، والعِفّة، والقناعة، والانقطاع عن الدُنيا وأهلها، واشتغاله بالعِلْم ونشره .

ترجمہ

الشیخ الامام القاضی ابو یعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ علوم و معرفت کے علاوہ زہد، تقوی، پاکدامنی، قناعت، دنیا اور دنیاداروں سے دوری جیسے اوصاف حسنہ سے موصوف تھے۔ اور علم کی نشر و اشاعت میں مشغول رہے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۰:۳۵۳)

پڑھنے والوں کا رش

وأخبرني جماعة ممن حضر الإملاء أنّهم سجدوا على ظهور النّاس، لكثرة الزّحمة في صلاة الجمعة.
وحُزر العدد بالألوف

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام القاضی ابو یعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق مجھے ایک جماعت نے بیان کیا کہ الشیخ الامام القاضی ابو یعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس جب لوگ حدیث شریف لکھنے کے لئے حاضر ہوتے تو اتنا رش ہوتا کہ نماز جمعہ میں لوگ نمازیوں کی کمر پر سجدہ کرتے تھے اور کئی بار لوگوں کی گنتی کی گئی تو وہ ہزاروں میں ہوتے تھے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۰:۳۵۳)

رات کیسے گزارتے تھے؟

وكان يُقسّم ليله أقسامًا :قسم للمنام، وقسم للقيام، وقسم لتصنيف الحلال والحرام .

ترجمہ

الشیخ القاضی ابو یعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا کرتے تھے، ایک حصہ نیند کے لئے جبکہ دوسرا حصہ عبادت کے لئے اور تیسرا حصہ حلال و حرام کے مسائل لکھنے کے لئے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۰:۳۵۳)

چند عادات مبارکہ

قال :وكان ينهانا دائمًا عن مُخالطة أبناء الدُّنيا، وعن النَّظر إليهم والاجتماع بهم، ويأمُر بالاشتغال بالعِلْم ومجالسة الصّالحين .

وكان الوالد يختم في المسجد في كلّ ليلة جمعة ويدعو، ما أخلَّ بهذا سنين عديدة إلّا لعُذر .

ترجمہ

الشیخ الامام القاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ اپنے ہم نشینوں کو دنیاداروں کے پاس جانے سے منع کیا کرتے تھے اور ان کی طرف دیکھنے سے بھی روکتے تھے اور جہاں وہ جمع ہوں وہاں جانے سے بھی منع کرتے تھے ۔ حصول علم میں مشغول رہنے اور نیکوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے الشیخ ابوالحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میرے والد ماجد ہر شب جمعہ کو مسجد شریف میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے اور دعا کرتے رہتے تھے، زندگی ساری یہی معمول رہا ہے صرف عذر کے دنوں میں ترک ہوا ہے۔

(تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۳۰:۴۵۳)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال ابن الجوزی :وكان من سادات العلماء الثّقات، وَكَانَ إِمَامًا فِي الْفِقْهِ، لَهُ التَّصَانِيفُ الْحِسَانِ الْكَثِيرَةُ فِي مَذْهَبِ أَحْمَدَ، وَدَرَّسَ وَأَفْتَى سنين، وانتهت إليه رياسة الْمَذْهَبُ، وَانْتَشَرَتْ تَصَانِيفُهُ وَأَصْحَابُهُ، وَجَمَعَ الْإِمَامَةَ وَالْفِقْهَ وَالصِّدْقَ، وَحُسْنَ الْخُلُقِ، وَالتَّعَبُّدَ .

ترجمہ

الشیخ الامام محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ القاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ثقہ اور سادات علماء میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہ میں کتب تحریر فرمائی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت عرصہ تک فتوی جاری فرمایا، اور مذہب حنبلیہ کی ریاست آپ پر ہی منتہی ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف چارسو پھیل گئیں،

(البدایۃ والنہایۃ : أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۲:۱۱۶)

القاضی ابویعلی کے استاد محترم کی غیرت ایمانی

قال الحافظ ابن كثير رحمة الله تعالى عليه

عُمَرُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَبُو الْقَاسِمِ الْخِرَقِيُّ صَاحِبُ "الْمُخْتَصَرِ "فِي الْفِقْهِ عَلَى مَذْهَبِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَقَدْ شَرَحَهُ الْقَاضِي أَبُو يَعْلَى بْنُ الْفَرَّاءِ، وَالشَّيْخُ مُوَفَّقُ الدِّينِ بْنُ قُدَامَةَ الْمَقْدِسِيُّ، وَقَدْ كَانَ الْخِرَقِيُّ هَذَا مِنْ سَادَاتِ الْفُقَهَاءِ وَالْعُبَّادِ، كَثِيرَ الْفَضَائِلِ وَالْعِبَادَةِ، خَرَجَ مِنْ بَغْدَادَ لَمَّا كَثُرَ بِهَا السَّبُّ لِلصَّحَابَةِ، وَأَوْدَعَ كُتُبَهُ بِبَغْدَادَ، فَاحْتَرَقَتِ الدَّارُ الَّتِي هِيَ فِيهَا، وَعُدِمَتْ مُصَنَّفَاتُهُ، وَقَصَدَ دِمَشْقَ فَأَقَامَ بِهَا حَتَّى مَاتَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ، وَقَبْرُهُ بِبَابِ الصَّغِيرِ يُزَارُ.

ترجمہ

الشیخ الامام عمر بن الحسین بن عبداللہ ابوالقاسم الخرقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد معلّی کو چھوڑ دیا جب رافضی گستاخوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی توہین کرنا شروع کردی اور آپ نے اپنی کتابیں کسی کے ہاں بطور امانت رکھ دیں، جس گھر میں کتب پڑی تھیں اس کو

آگ لگا دی گئی تو تمام کتب جل گئی اور جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات تھیں وہ بھی جل گئیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دمشق میں سکونت اختیار کر لی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شریف باب الصغیر میں بنا، اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۵:۲:۱۷۲)

القاضی ابو یعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرویات

دو محبت کرنے والوں کا ایک دوسرے کے خلاف بددعا کرنا

أَنبأَنَا الْقَاضِی أَبُو یَعْلَی مُحَمَّد بْن الْحُسَیْنِ بْن الْفَرَّاء قِرَاءَۃً عَلَیْہِ، أَنبأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِسْمَاعِیل بْنُ سَعِیدِ بْنِ سُوَیْدٍ، أَنبأَنَا أَبُو عَلِیٍّ الْحُسَیْنُ بْنُ القاسم الکوکبی، حَدَّثَنَا أَبُو غالب عَلِیّ بْن أَحْمَدَ بْن بنت معاویۃ عن عَمْرٍو، حَدَّثَنِی جَدِّی مُعَاوِیَۃُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَائِدَۃَ عَنِ اللَّیْثِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :سَأَلْتُ رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لا یَسْمَعَ حَبِیبًا یَدْعُو عَلَی حَبِیبِہِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں القاضی ابو یعلی محمد بن الحسین بن الفراء نے ان پر قرأت کے دوران بتایا، ہمیں ابو القاسم اسماعیل بن سعید بن سوید نے بتایا، ہمیں ابو علی الحسین بن القاسم الکوکبی نے بتایا، ہمیں ابو غالب علی بن احمد بن بنت معاویہ نے عمرو سے بیان کیا، مجھے میرے دادا معاویہ بن عمرو نے زائدہ سے، انہوں نے لیث سے، انہوں نے مجاہد سے، انہوں نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ فرماتے ہیں:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی ہے کہ جب کوئی ایک دوسرے سے محبت کرنے والا ہو اور ایک دوسرے کے خلاف دعا کرے تو قبول نہ کرنا۔

(تاریخ بغداد : أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۶:۲۴۳)

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے جنت واجب ہوگئی

حدثنا القاضی أَبُو یعلی مُحَمَّد بْن الحسین بْن الفراء إملاء، حدثنا جَدِّی أَبُو الْقَاسِمِ عُبَیْدُ اللَّہِ بْنُ عُثْمَانَ بن یحیی بن حنیفۃ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِیٍّ إِسْمَاعِیلُ بْنُ مُحَمَّد الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَۃَ (عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حدثنا أبو نعیم والقعنبی قالا :حدثنا سَلَمَۃُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ :سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ :مَنْ أَصْبَحَ الْیَوْمَ مِنْکُمْ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُو بَکْرٍ :أَنَا، قَالَ :مَنْ عَادَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مَرِیضًا؟ قَالَ أَبُو بَکْرٍ :أَنَا، قَالَ :مَنْ شَیَّعَ الْیَوْمَ مِنْکُمْ جِنَازَۃً؟ قَالَ أَبُو بَکْرٍ :أَنَا، قَالَ :وَجَبَتْ لَکَ الْجَنَّۃُ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں القاضی ابو یعلی محمد بن الحسین بن الفراء نے املاء کراتے ہوئے بیان کیا، ہمیں ہمارے دادا ابو القاسم عبید اللہ بن یحیی بن حنیفہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابو علی اسماعیل بن محمد الصفار نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابو قلابہ عبد الملک بن محمد نے یہ حدیث

شریف بیان کی، ہمیں ابونعیم اور القعنبی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ان دونوں نے کہا: ہمیں سلمہ بن وردان نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: میں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

ترجمہ متن حدیث

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے؟ تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے روزہ رکھا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کس نے آج مریض کی عیادت کی ہے؟ تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے مریض کی عیادت کی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے جنازہ میں شرکت کی ہے؟ تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آج جنازہ میں شرکت کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت تمہارے لئے واجب ہوگئی ہے۔

(تاریخ بغداد : أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مھدی الخطیب البغدادی (۱۸: ۳۰)

جزء فیہ ستۃ مجالس من أمالی القاضی أبی یعلی الفراء : القاضی أبو یعلی، محمد بن الحسین ابن الفراء: ۷۹)

دین فروش ملا

الْقَاضِي أَبُو يَعْلَى مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ خَلَفِ بْنِ الْفَرَّاءِ الْحَنْبَلِيُّ بِبَغْدَادَ إِمْلَاءً أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عِيسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْجَرَّاحِ الْوَزِيرُ ثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ قَالَ سَمِعت عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دَاوُدَ يَقُولُ مَنْ أَمْكَنَ النَّاسَ مِنْ كُلِّ مَا يُرِيدُونَ أَضَرُّوا بِدِينِهِ وَدُنْيَاهُ.

ترجمہ

القاضی ابو یعلی محمد بن الحسین بن خلف بن الفراء الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بغداد معلی میں املاء کراتے ہوئے بیان کیا، ہمیں ابوالقاسم عیسی بن علی بن الجراح الوزیر نے بیان کیا، ہمیں ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی نے بیان کیا، ہمیں زید بن اخزم نے یہ بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ بن داؤد رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص لوگوں کی مرضی کے مطابق دین بیان کرے اس نے اپنا دین اور اپنی دنیا برباد کردی۔

(معجم السفر : صدر الدین، أبو طاھر السِّلَفی أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراھیم سِلَفَہ الأصبھانی (۱: ۲۵۳)

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر اعتراض کرنے والا

أخبرنا أَبُو غالب ابْن البناء، قال :أَخْبَرَنَا القاضي أبو يَعْلَى محمد بن الحسين ابن الفراء، قال :أَخْبَرَنَا أبو القاسم موسى بْن عيسى بْن عَبد الله السراج، قال :حَدَّثَنَا مُحَمَّد ابن مُحَمَّد بْن سُلَيْمان الباغندي، قال: حَدَّثَنَا سفيان بْن وكيع بْن الجراح. أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ أَخَّرَ الإِفَاضَةَ بَعْضَ التَّأْخِيرِ مِنْ أَجْلِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، ذَهَبَ يَقْضِي حَاجَتَهُ، فَلَمَّا جَاءَ، جَاءَ غُلامٌ أَفْطَسُ أَسْوَدُ، فَقَالَ أَهْلُ الْيَمَنِ :مَا حَبَسَنَا بِالإِفَاضَةِ الْيَوْمَ إِلا مِنْ أَجْلِ هَذَا .قال عُرْوَةُ :إِنَّمَا كَفَرَتِ الْيَمَنُ بَعْدَ وفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أسامة. رَوَاهُ مُحَمَّد بْنُ سعد، عَن زيد بن هارون، عن حماد ابن سلمة بمعناه، وزاد :قال: قلت ليزيد

بْن هارون :ما يعني بقوله :كفر أهل اليمن من أجل هذا؟ فَقَالَ :ردتهم التى ارتدوا زمن أبى بكر، إنما كانت لاستخفافهم بأمر النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ .وأخرجه ابن عساكر عن عروة نحوه وفيه قال عروة : إنما كفرت اليمن بعد وفاة النبى صلى الله عليه وسلم من أجل أسامة.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابو غالب بن البناء نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں القاضی ابو یعلی محمد بن الحسین بن الفراء نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابو القاسم موسی بن عیسی بن عبد اللہ السراج نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں سفیان بن وکیع بن الجراح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

ترجمہ متن حدیث

کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے انتظار میں عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانگی موخر فرمادی جب حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے تو لوگوں نے دیکھا کہ نوعمر لڑکے ہیں اور ناک چپٹی ہوئی ہے اور رنگ کالا ہے، اس پر یمن والوں نے کہا: اس لڑکے کی وجہ سے ہمیں روکا گیا، حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسی وجہ سے یمن والے کفر میں مبتلا ہوئے، حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضرت عروہ جو یہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے یمن والے کفر میں مبتلاء ہوئے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یمن والے جو مرتد ہوئے وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلہ کو حقیر سمجھنے کی سزا میں ہوئے۔

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف کے بعد یمن والے حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو حقیر جاننے کی وجہ سے کفر میں مبتلاء ہوئے۔

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال :یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف، أبو الحجاج المزی (۲:۳۴۵)

(الطبقات الکبری : أبو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی بالولاء، البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (۴:۴۷)

استاذ غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام ابو طالب عبد القادر بن محمد بن یوسف البغدادی الیوسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ولادت باسعادت وحصول علم

هُوَ الشَّيخ الْأَمين الثِّقَة الْعَالم الْمسند أَبُو طَالب عبد الْقَادِر بن مُحَمَّد بن عبد الْقَادِر بن مُحَمَّد بن يُوسُف الْبَغْدَادِيّ اليوسفي، ولد سنة نَيف وَثَلَاثِينَ وَأَرْبع مائَة، سمع المصنفات الْكِبَار من أبي عَليّ بن الْمُذْهب وَأبي إِسْحَاق الْبَرْمَكِي وَأبي بكر بن بَشرَان وَأبي مُحَمَّد الْجَوْهَرِي، وعدة.

ترجمہ

وہ شیخ، امین، ثقہ، عالم، مسند، ابو طالب عبد القادر بن محمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف البغدادی الیوسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۳۰ھ) کے بعد ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بڑی بڑی مصنفات کا سماع الشیخ الامام ابو علی بن المذہب، ابو اسحاق البرمکی، ابو بکر بن بشران، ابو محمد الجوہری، اور ان کے علاوہ محدثین سے کیا۔

(مسند السراج: أبو العباس محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن مهران الخراساني النيسابوري المعروف بالسَّرَّ اج:۲۰)

الشیخ الامام ابو طالب عبد القادر کے شاگرد

حدث عَنهُ السلَفِي وَأَبُو الْعَلَاء الْعَطَّار وَهبة الله الصائن وَالشَّيْخ عبد الْقَادِر وَعبد الْحق اليوسفي وَأَبُو الْقَاسِم يحيى بن أسعد الْأزجيّ وَأَبُو مَنْصُور مُحَمَّد بن أَحْمد الدقاق وَخلق كثير.

ترجمہ

الشیخ الامام ابو طالب عبد القادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم حدیث شریف حاصل کرنے والوں میں الشیخ الامام ابو طاہر السلفی، ابو العلاء العطار، ہبۃ اللہ الصائن، الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ، عبد الحق الیوسفی، ابو القاسم یحیی بن اسعد الازجی، ابو منصور محمد بن احمد الدقاق، اور ان کے علاوہ بہت سی مخلوق نے حدیث شریف کا سماع کیا

(مسند السراج: أبو العباس محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن مهران الخراساني النيسابوري المعروف بالسَّرَّ اج:۲۰)

الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد الحدیث

علامہ محمد بن یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ الامام ابو طالب عبد القادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ علم حدیث شریف حاصل کیا۔

(قلائد الجواہر لامام محمد بن یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ:۴)

(سیرت غوث الثقلین از علامہ مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ تعالی علیہ:۶۱)

الشیخ الامام ابوطالب عبدالقادر بن محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ محدثین کی نظر میں

امام السمعانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

قَالَ السَّمْعَانِيّ :شَيْخٌ صَالِحٌ ,ثِقَةٌ ,دِيِّنٌ، متحرٌ فِي الرِّوَايَة، كَثِيرُ السَّمَاعِ، انْتَشَرت عَنْهُ الرِّوَايَة فِي البُلْدَان، وَحُمِلَ عَنْهُ الكَثِير.

ترجمہ

الشیخ الامام السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوطالب عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک انسان، ثقہ، دیندار روایت کے حصول میں نہایت کوشش کرنے والے، بہت زیادہ سماع کرنے والے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی روایات تمام شہروں میں پھیل گئی تھیں اور بہت سے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۴: ۳۰۱)

الشیخ ابوطاہر السّلفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ السِّلَفِيّ :تربى أَبُو طَالِبٍ عَلَى طَرِيقَةِ وَالِدِهِ فِي الاحْتِيَاطِ التَّام فِي الدِّين فِي التَّدَيُّنِ مِنْ غَيْرِ تكلف،، قَلَّ مَنْ رَأَيْتُ مِثْله، وَكَانَ أَبُوهُ أَبُو بَكْرٍ أَزْهَدَ خلق الله.

ترجمہ

الشیخ الامام السّلفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے والد ماجد کے زیر سایہ تربیت پائی، ان کی تربیت میں احتیاط فی الدین اور دینداری کا پہلو اور وہ بھی بلا تکلف نمایاں تھا، میں نے ان جیسے بہت کم ہی دیکھے ہیں اور ان کے والد ماجد الشیخ ابوبکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ تمام مخلوق میں بڑے زاہد تھے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۴: ۳۰۱)

الشیخ الامام ابوطالب عبدالقادر کا وصال شریف

قَالَ مُحَمَّدُ بنُ عَطَّافٍ :تُوُفِّيَ أَبُو طَالِبٍ فِي آخِرِ يَوْمِ الجُمُعَةِ ثَامنَ عشرَ ذِي الحِجَّةِ، سَنَةَ سِتَّ عَشْرَةَ وَخَمْسِ مائَةٍ.

ترجمہ

الشیخ الامام محمد بن عطاف رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوطالب عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ۱۸ ذوالحج سنہ (۵۱۰ھ) کو جمعہ کے آخری وقت میں وصال فرمایا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۴: ۳۰۱)

الشیخ الامام ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مرویات

قبر کی جانب منہ کر کے دعا کرنا

أَخبَرَنَا الشَّيخُ الأَمِينُ أَبُو طَالِبٍ عَبْدُ الْقَادِرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ بْنِ يُوسُفَ قِرَاءَةً وَأَنَا أَسْمَعُ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَاعِظُ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حِمْدَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَمِيدٍ أَبُو سُفْيَانَ. عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ يَقُولُ) :(السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لاحِقُونَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ، وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، فَنسأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں الشیخ الامین ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان پر پڑھنے پر خبر دی اور میں سن رہا تھا، ہمیں ابوعلی الحسن بن علی الواعظ نے خبر دی، ہمیں ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان نے خبر دی، مجھے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے میرے والد ماجد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے محمد بن حمید ابوسفیان نے سفیان سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے مرثد سے، انہوں نے سلیمان بن بریدہ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ سکھایا کرتے تھے کہ جب بھی وہ قبرستان جائیں تو یہ کہیں: سلام ہو تم پر اے اہل الدیار مسلمین ومومنین! بے شک ہم بھی اللہ تعالی کے حکم پر تمھارے پاس آنے والے ہیں، تم ہم سے پہلے آگئے اور ہم آپ کے پیچھے آنے والے ہیں، ہم اللہ تعالی سے اپنے لیے اور تمھارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(الفوائد الحسان عن الشیوخ الثقات، أبو بكر عبد الله ابن الشيخ أبي منصور البغدادي، البزاز (۱:۷۷)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۳۸:۸۹)

گناہ سے منع کرنے کا اجر

اخبرنا أبو طالب) عبد القادر بن محمد بن يوسف أخبرنا الحسن بن علي بن محمد التميمي أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان بن مالك القطيعي حدثنا عبد الله بن أحمد بن محمد بن حنبل حدثني أبي حدثنا زيد بن الحباب أخبرني سفيان عن عطاء بن السائب قال سمعت عبد الرحمن الحضرمي يقول

أخبرني من سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول إن من أمتي قوما يعطون مثل أجور أولهم ينكرون المنكر.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابو طالب عبدالقادر ابن محمد بن یوسف نے خبر دی، ہمیں ابوالحسن بن علی بن محمد التمیمی نے خبر دی، ہمیں ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی نے خبر دی، ہمیں عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے میرے والد ماجد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں زید بن الحباب نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے سفیان نے عطاء بن سائب سے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن الحضرمی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اس سے سنا جس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک قوم ہوگی جو گناہوں سے منع کرنے والی ہوگی ان کا اجر امت کے پہلے لوگوں کی مثل ہوگا۔

(الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر: عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی الحنبلی، أبو محمد، تقی الدین: ۶۱)

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: أبو الحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی (۷: ۲۶۱) مکتبۃ القدسی، القاہرۃ

سورت قرآنی کے پڑھنے کا اجر

أخبرنا أَبُو طَالِبٍ عَبْدُ الْقَادِرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، قال: أخبرنا الحسن بْن علی الجوهری، قال: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ محمد بن علی ابن الزَّيَّاتِ، قال: أخبرنا أَحْمَدُ بْنُ الحسين بْن إسحاق الصوفی الصغير، قال: حَدَّثَنَا مُحَمَّد بْن موسى الْحَرَّشِيُّ، قال: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَلْمِ بْنِ صَالِحٍ قال: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عن أَنَسٍ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ قَرَأَ (إِذَا زُلْزِلَتِ) عُدِلَتْ لَهُ بِنِصْفِ الْقُرْآنِ، وَمَنْ قَرَأَ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) عُدِلَتْ لَهُ بِرُبُعِ الْقُرْآنِ، وَمَنْ قرأ (قل هو الله أَحَد) عُدِلَتْ لَهُ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ، روى التِّرْمِذِيّ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابو طالب عبدالقادر ابن محمد بن یوسف نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں الحسن بن علی الجوہری نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابو حفص عمر بن محمد بن علی ابن الزیات نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں احمد بن الحسین بن اسحاق الصوفی الصغیر نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن موسی الحرشی نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں الحسن بن سلم بن صالح نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں ثابت نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث شریف بیان کی،

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورت ﴿اذا زلزلت الارض﴾ پڑھی تو یہ نصف قرآن کریم کے برابر ہے، جس نے سورت ﴿قل یا ایہا الکافرون﴾ پڑھی تو یہ چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے، اور جس نے ﴿قل ہو اللہ احد﴾ پڑھی تو یہ ایک تہائی قرآن کریم کے

برابر ہے۔

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال : یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف الکلبی المزی (۱۸۶:۶))

(سنن الترمذی : محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبوعیسی (۱۵:۵))

متکبر کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَالِبٍ عَبْدُ الْقَادِرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ بْنِ يُوسُفَ الْيُوسُفِيُّ .قَالَ :أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ، بِانْتِقَاءِ ظَاهِرِ النَّيْسَابُورِيِّ، قَالَ :أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ الْقَطِيعِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا حاضِرٌ أَسْمَعُ، قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلامٍ الْعَطَّارُ، قَالَ :حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ :قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عنه وهو على المنبر :يا أيها النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ) :(مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ، فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صغيرٌ وَفِي أَنْفُسِ النَّاسِ عظيمٌ، وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللَّهُ، فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صغيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كبيرٌ، حَتَّى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن یوسف الیوسفی نے خبردی، انہوں نے کہا: ہمیں ابومحمد الحسن بن علی بن محمد الجوہری نے خبردی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی نے خبردی جب ان پر یہ حدیث شریف پڑھی جارہی تھی اور میں بھی اس وقت وہاں موجود تھا، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن یونس القرشی نے خبردی، انہوں نے کہا: ہمیں سعید بن سلام العطار نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں سفیان الثوری نے الاعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے عابس بن ربیعہ سے، انہوں نے کہا:

ترجمہ متن حدیث

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! عاجزی کرو۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کریم آقا ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالی کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالی اس کو رفعت عطا فرماتا ہے اگرچہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور وہ لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہو جاتا ہے، اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالی اس کو لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل فرمادیتا ہے اگرچہ فی نفسہ وہ بڑا آدمی ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ کتے اور خنزیر سے ہلکا ہو جاتا ہے۔

(معجم الشیوخ : تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی (۵۹۹:۱))

(مسند الشہاب : أبوعبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی بن حکمون القضاعی المصری (۲۱۹:۱))

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام ابوالعز محمد بن المختار رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا تعارف

أَبُو الْعِزِّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُخْتَارِ بنِ مُحَمَّدِ بن عبد الواحد بن عَبْدِ اللهِ بن الْمُؤَيَّدِ بِاللهِ الْهَاشِمِيّ الْعَبَّاسِيّ الْبَغْدَادِيّ، وَالِد الْمُعَمَّر أَبِي تَمَّام أَحْمَدَ بن مُحَمَّدٍ، وَيُعْرَفُ بِابْنِ الْخُص .كَانَ ثِقَةً صَالِحاً دِيناً، جَلِيْلاً محترماً، مِنْ أَهْلِ الْحرم .سَمِعَ الْكَثِيْر مِنْ :عَبْدِ الْعَزِيْزِ بن عَلِيٍّ الْأَزَجِي، وَأَبِي الْحَسَنِ الْقَزْوِيْنِيّ، وَأَبِي إِسْحَاقَ الْبَرْمَكِيّ، وَأَبِي عَلِيٍّ بْنِ الْمُذْهِب.رَوَى عَنْهُ :أَبُو عَلِيٍّ الرَّحَبِيّ، وَأَحْمَدُ بْنُ السَّدنک، وَأَبُو طَاهِرٍ السِّلَفِيُّ، وَنَصْرُ اللهِ الْقَزَّاز، وَعبدُ الْمُنْعِم بن كليب وآخرون.تُوُفِّيَ فِي يَوْم عَاشُورَاء، مِنْ سَنَةِ ثَمَانٍ وَخَمْس مائة، وَعَاشَ ثَمَانِيْنَ عَاماً.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالعز محمد بن المختار بن عبد الواحد بن عبد اللہ بن المؤید باللہ الہاشمی العباسی البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو المعمر ابوتمام احمد بن محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے والد ماجد ہیں اور ابن الخص کے نام سے معروف تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک انسان، دیندار، بزرگ، محترم، اور اہل حرم سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بہت سے محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا، جن میں عبد العزیز بن علی الازجی، ابوالحسن القزوینی، ابواسحاق البرمکی، ابوعلی بن المذہب رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسے کبار محدثین شامل ہیں۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت کرنے والے جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد ہیں ان میں الشیخ ابوعلی الرجبی، احمد بن السدنک، ابوطاہر السفلی، نصر القزاز، عبد المنعم بن کلیب، اور دوسرے بہت سے محدثین شامل ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۰۸ھ) میں ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اسی سال عمر پائی۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۱۴:۳۰۰)

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۳۵:۲۱۳)

الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد الحدیث

علامہ محمد بن یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ الامام ابوالعز محمد بن المختار رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم حدیث شریف حاصل کیا۔

(قلائد الجواہر لامام محمد بن یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ:۴)

(سیرت غوث الثقلین از علامہ مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ تعالی علیہ:۶۱)

الشیخ الامام ابوالعز محمد بن المختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرویات

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عاجزی

أخبرنا أبو العز محمد بن المختار قال :أخبرنا أبو على بن المذهب قال :أخبرنا أبو بكر محمد بن جعفر القطيعى قال :حدثنا أبو عبد الرحمن بن أحمد قال حدثنى أبو جعفر محمد بن الحسين بن ابراهيم بن اشكاب قال :حدثنا جعفر بن عون قال مسعر :أخبرناه قال :مر حسين بن على عليه السلام على مساكين، فجلس إليهم ثم قال :إنه لا يحب المستكبرين.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالعز محمد بن المختار نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوعلی بن المذ ہب نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر محمد بن جعفر القطیعی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن بن احمد نے ہم سے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: مجھے ابوجعفر بن الحسین بن ابراہیم بن اشکاب نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں جعفر بن عون نے یہ حدیث شریف بیان کی، مسعر نے کہا: ہم نے ان کو خبر دی کہ

ترجمہ متن حدیث

ایک بار حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما ایک جگہ سے گزرے جہاں مسکین بیٹھے ہوئے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب : عمر بن أحمد بن ہبۃ اللہ بن أبی جرادۃ العقیلی، کمال الدین ابن العدیم (۶:۲۵۹۰)

(الزہد : أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی :۱۷۱) دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان

مسلمان ہر حال میں نفع میں ہے

أنبأنا أَبُو الْعِزِّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُخْتَارِ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، حدثنا أبو محمد الجوهرى إملاء وأنبأنا أبو الفرج عبد المنعم بن عبد الوهاب الحرانى بقراءتى عليه قال :أنبأنا أبو بكر أحمد بن على بن بَدْرَانَ الْحُلْوَانِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي سَنَةِ سِتٍّ وخمسمائة قال :أنبأنا أبو محمد الجوهرى، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ القطيعى، حدثنا أحمد بن على الإمام، حدثنا إسحاق بن سعيد بن الأزكون الدمشقى، حدثنا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالعز محمد بن المختار نے ان پر پڑھنے پر خبر دی، ہمیں ابومحمد الجوہری نے املاء کراتے ہوئے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابوالفرج عبدالمنعم بن عبدالوہاب الحرانی نے میرے ان پر قرات کرنے پر خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر احمد بن علی بندران الحلوانی نے

سنہ(۵۰۱۶ھ) میں یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں ابو محمد الجوہری نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان القطیعی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں احمد بن علی الامام نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں اسحاق بن سعید بن الازکون الدمشقی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں سعید بن بشر نے حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث شریف بیان کی کہ:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مسلمان پودا لگائے یا کاشتکاری کرے تو اس میں سے اگر کوئی پرندہ کھا جائے یا انسان کھا لے یا کوئی جانور کھالے تو اس کے لئے صدقہ ہے۔

(تاریخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مهدی الخطیب البغدادی (۱۷۶:۶)

(مسند أبی داود الطیالسی : أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری (۴۹۲:۳) : دار ہجر - مصر

(مسند إسحاق بن راهويه : أبو یعقوب إسحاق بن إبراهیم بن مخلد بن إبراهیم الحنظلی المروزی المعروف ب ابن راهويه (۹۴:۵)

انا سید ولد آدم ﷺ

أَبُو الْعِزِّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُخْتَارِ بن المؤيد بالله الهاشمی حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَن علی بْن مُحَمَّد بْن الحسن الحربی إملاء حدثنا عمر بن محمد الزيات حدثنا محمد بن صالح بن ذريح حدثنا محمد بن أبی سمينة حدثنا عمر بن الحسن الراسبی حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِی بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عن عائشة رضی الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أنا سيد ولد آدم وعلیّ سيد العرب.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابو العز محمد بن المختار بن المؤید باللہ الہاشمی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابو الحسن علی بن محمد بن الحسن الحربی نے املاء کراتے ہوئے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عمر بن الزیات نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں محمد بن صالح بن ذریح نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں محمد بن ابی سمینہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عمر بن الحسن الراسبی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابو عوانہ نے ابو بشر سے انہوں نے سعد بن جبیر سے انہوں نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی رضی اللہ عنہ عرب شریف کے سردار ہیں۔

(تاریخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مهدی الخطیب البغدادی (۶۰:۲۰)

(مسند إسحاق بن راهويه : أبو یعقوب إسحاق المروزی المعروف ب ابن راهويه (۲۲۷:۱)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام المحدث العالم ابو الحسین المبارک بن عبد الجبار البغدادی الصیرفی بن الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت

الشَّيْخُ الإِمَامُ، المُحَدِّثُ العَالِمُ المُفِيْدُ، بَقِيَّةُ النَّقَلَة المُكْثِرِيْنَ، أَبُو الحُسَيْنِ المُبَارَكُ بنُ عَبْدِ الجَبَّارِ بنِ أَحْمَدَ بنِ القَاسِمِ بن أَحْمَدَ بنِ عَبْدِ اللهِ البَغْدَادِيّ، الصَّيْرَفِيّ، ابْنُ الطُّيورِي. وُلِدَ سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ وَأَرْبَعِ مائَة.

ترجمہ

الشیخ الامام المحدث، العالم، المفید، بہت زیادہ احادیث نقل کرنے والوں کے بقیہ، ابوالحسین المبارک بن عبد الجبار بن احمد بن القاسم بن احمد بن عبداللہ البغدادی، الصیرفی، ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۱۱ھ) میں ہوئی۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۱۶۳)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مشائخ

سَمِعَ :أَبَا القَاسِمِ الحُرْفِي، وَأَبَا عَلِيّ بن شَاذَانَ، ثُمَّ أَبَا الفَرَجِ الطنَاجِيرِي، وَأَبَا مُحَمَّدٍ الخَلاَّل، وَابْنَ غَيْلاَنَ، وَأَبَا الحَسَنِ العَتِيْقِيّ، وَمُحَمَّد بن عَلِيّ الصُّوْرِيّ، وَعَلِيّ بن أَحْمَدَ الفَالِيّ، وَأَبَا طَالب العشاري، وَعدداً كَثِيْراً، وَارْتَحلَ، فَسَمِعَ بِالبَصْرَةِ أَبَا عَلِيّ الشَّامُوخِي، وَغَيْره.

ترجمہ

الشیخ الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابوالقاسم الحرفی، ابوعلی بن شاذان، پھر ابوالفرج الطناجیری، ابومحمد الخلال، ابن غیلان، ابوالحسن العتیقی، محمد بن علی الصوری، علی بن احمد الفالی، ابوطالب العشاری اوران کے علاوہ بہت سے محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے طلب علم کے لئے بہت سے سفر کئے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بصرہ میں ابوعلی الشاموخی اوران کے علاوہ محدثین سے سماع کیا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۱۶۳)

الشیخ ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد

حَدَّثَ عَنْهُ :إِسْمَاعِيلُ بنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيّ، وَابْنُ نَاصر، وَعبدُ الخَالِق اليُوسفِي، وَأَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بنُ أَبِي بَكْرٍ السِّنْجِيّ، وَأَبُو بَكْرِ بنُ السَّمْعَانِيّ، وَأَبُو المَعَالِي الحُلْوَانِيّ المَرْوَزِيُّ، وأبو طاهر السلفي، وأبو

بکر بنُ النّقُّورِ، وَعبدُ الحَقّ بن یُوسُف، وَخطیبُ المَوْصِلِ، وَأبُو السَّعَادَاتِ القَزَّازُ، وَأحْمَدُ بنُ عَلِیٍّ العَلَوِیّ النقیبُ، وَبَشَرٌ کَثِیْرٌ.

ترجمہ

الشیخ ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الشیخ اسماعیل بن محمد التیمی، ابن ناصر، عبدالخالق الیوسفی، ابوطاہر محمد بن ابوبکر السنجی، ابوبکر بن السمعانی، ابوالمعالی الحلوانی المروزی، ابوطاہر السلفی، ابوبکر بن النقور، عبدالحق بن یوسف، خطیب موصل، ابوالسعادات القزاز، احمد بن علی العلوی النقیب اوران کے علاوہ بہت سے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف روایت کی۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۴:۱۶۳)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد الحدیث

علامہ محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ الامام ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم حدیث شریف حاصل کیا۔

(قلائد الجواہر لا امام محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:۴)

(سیرت غوث الثقلین از علامہ مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:۶۱)

الشیخ ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدثین کی نظر میں

امام ابوسعد السمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قَالَ أَبُو سَعْدِ السَّمْعَانِیُّ : کَانَ مُحَدِّثاً مُکْثِراً صَالِحاً، أَمِیناً صَدُوْقاً، صحیح الأصول، صَیِّناً وَرِعاً وَقُوْراً، حَسَنَ السَّمتِ، کَثِیْرَ الخَیرِ، کتب الکَثِیْرَ، وَسَمِعَ النَّاسُ بِإِفَادَتِہ، وَمَتَّعَہُ اللہُ بما یسمع حتی انتشرت عنہ الروایۃ، وصار أعلی البغدادیین سَمَاعاً، أَکْثَرَ عَنْہُ وَالِدِی، فَإِنِّی سَأَلْتُ مِثْلَ عَبْدِ الوَھَّابِ وَابْنِ نَاصِرٍ، فَأَثْنَوْا عَلَیْہِ ثَنَاءً حَسناً، وَشَھِدُوا لَہُ بِالطَّلب، وَالصِّدْقِ، وَالأَمَانَۃ، وَکَثْرَۃِ السَّمَاعِ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوسعد السمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑے محدث، بہت زیادہ احادیث روایت کرنے والے، امین، صدوق، صحیح الاصول، عیوب سے دور رہنے والے، صاحب تقویٰ، باوقار، حسن خلق وحسن سیرت کے مالک، بہت زیادہ نیکیاں کرنے والے، بہت زیادہ احادیث کو بیان کرنے والے، اللہ تعالیٰ نے ان کی سماع کا بہت زیادہ ان کو نفع عطا فرمایا، یہاں تک کہ ان کی روایات ہر طرف عام ہو گئیں تھیں، اور سماع کے لحاظ سے پورے بغداد معلّٰی میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سب سے اعلیٰ تھے، میں نے الشیخ عبدالوہاب والشیخ

ابن ناصر رحمہ اللہ تعالی علیہما جیسے مشائخ سے سوال کیا کہ الشیخ ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کیسے بندے ہیں ؟ تو انہوں نے الشیخ ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بہت زیادہ تعریف کی اور وہ بھی ان الفاظ کے ساتھ "وہ سچی طلب کے مالک، صاحب صدق وامانت، اور کثرت کے ساتھ سماع کرنے والے تھے۔

سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۳:۳۰۴)

الشیخ ابوعلی بن سکرۃ الصدفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ أَبُو عَلِيٍّ بنُ سُكَّرَةَ الصَّدَفِيُّ :هُوَ الشَّيْخُ الصَّالِحُ الثِّقَةُ أَبُو الحُسَيْنِ، كَانَ ثَبْتاً فَهِماً، عَفِيفاً مُتقِناً، صَحِبَ الحُفَّاظ وَدُرِّبَ مَعَهُم، سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ بنَ الخَاضِبَةِ يَقُوْلُ :شَيْخُنَا أَبُو الحُسَيْنِ مِمَّنْ يُسْتَشفَى بِحَدِيْثِهِ.

وَقَالَ ابْنُ نَاصِرٍ فِي إِملاَئِه :حَدَّثَنَا الثِّقَةُ الثَّبْتُ الصَّدُوْقُ أَبُو الحُسَيْنِ.

ترجمہ

الشیخ ابوعلی بن سکرۃ الصدفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک انسان، ثقہ، ثبت، صاحب فہم، پاکدامن، پرہیزگار، حفاظ حدیث کی صحبت میں رہنے والے، میں نے الشیخ ابوبکر بن الخاضبہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوالحسین ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی روایت کردہ حدیث سے شفاء حاصل کی جاتی ہے۔ اور الشیخ ابن ناصر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں الشیخ، الثقہ، الثبت، الصدوق ابوالحسین رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۳:۳۰۴)

الشیخ ابن الطیور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف

مَاتَ فِي نِصْفِ ذِي القَعْدَةِ، سَنَةَ خَمْس مائَة، عَنْ تِسْعِيْنَ سَنَةً.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابن الطیوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف ۱۵ ذوالقعدہ سنہ (۵۰۰ ھ) ہجری کو نوے سال کی عمر مبارک میں ہوا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۱۶۳)

توسل کا حکم

قَالَ ابْنُ الطُّيُوْرِيِّ :قَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِ البَادِيَةِ :نَحْنُ إِذَا قُحِطْنَا اسْتَسقينَا بِابْنِ العُشَارِي فَنُسْقَى.

ترجمہ

الشیخ ابن الطیور رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بعض اہل دیہات نے یہ بیان کیا کہ جب ہم قحط میں مبتلاء ہو جاتے ہیں تو الشیخ ابن العشاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے توسل سے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالی ہمیں بارش عطا فرما دیتا ہے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۳:۳۰۴)

الشیخ الامام ابوالحسن المبارک بن عبدالجبار الصیر فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرویات

رسول اللہ ﷺ کا جلال

قَرَأْتُ عَلَى الْقَاضِي الإِمَامِ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَعَافِرِيّ أَخْبَرَكَ أَبُو الْحَسَنِ الْمُبَارَكُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الصَّيْرَفِيُّ فَأَقَرَّ بِهِ قَالَ ثَنَا أَبُو يَعْلَى أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ ثَنَا أَبُو عَلِيّ الْمَرْوَزِيُّ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْبُوبٍ ثَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ الْحَافِظُ قَالَ ثَنَا مُحَمَّد ابْن بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهِ فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَهْوَى إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ فَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ

قَالَ أَبُو عِيسَى وَثنا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيّ أَنَّ رَجُلا اطَّلَعَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم مدارا ة يَحُكُّ بِهَا رَأْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الاسْتِئْذَانِ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ الرَّجُلُ هُوَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ.

ترجمہ سند حدیث

میں نے الشیخ القاضی الامام ابوبکر محمد بن عبداللہ المعافری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑھا، آپ کو ابوالحسن المبارک بن عبدالجبار الصیر فی نے خبر دی، اور اس کو برقرار رکھا، انہوں نے کہا: ہمیں ابویعلی احمد بن عبدالواحد نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابوعلی المروزی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں احمد بن محمد بن محبوب نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن بشار نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عبدالوہاب الثقفی نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے حضرت حمید سے انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث شریف بیان کی:

ترجمہ متن حدیث

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے مبارک گھر میں جھانک رہا تھا تو کریم آقا ﷺ چوڑے پھل کا ایک تیر لے کر اس کو مارنے کے لئے چلے وہ پیچھے ہٹ گیا۔

ابوعیسی نے کہا: ہمیں ابن ابوعمر نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں سفیان نے زہری سے انہوں نے سہل بن سعد الساعدی سے انہوں نے کہا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک کے سراخ میں سے جھانک رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں نیزہ مار دیتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت کا حکم تو دیا ہی اسی لئے گیا ہے تاکہ کسی کے گھر میں نظر نہ پڑے، وہ شخص الحکم بن ابی العاص تھا۔

(غوامض الأسماء المبهمة الواقعة فی متون الأحادیث المسندة : أبوالقاسم خلف الخزرجی الأنصاری الأندلسی (۲:۵۸۷)

(الأحادیث المائة الشریحیة : عبدالرحمٰن بن أحمد بن محمد، أبومحمد ابن أبی شریح الأنصاری الهروی (۱:۴۳)

گناہوں کو دھونے والے اعمال

أخبرنا أبو الحسن بنُ الطُّيُورِيِّ ,أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَلِيِّ العُشَارِيُّ ,أَخبَرَنَا عُمَرُ بنُ شَاهِيْنٍ ,حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بن سليمان ,حدثنا عباد بن يَعْقُوبَ ,حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ ثَابِتٍ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَقِيْلٍ ,عَنْ سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ ,عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الخُدْرِيِّ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم" :أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الخَطَايَا، وَيَزِيْدُ بِهِ فِي الحَسَنَاتِ "؟ قُلْنَا :بَلَى يَا رَسُوْلَ اللهِ .قَالَ" :إِسْبَاغُ الوُضُوءِ عَلَى المكاره , وكثر الخُطَا إِلَى هَذِهِ المَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصلاة.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالحسن بن الطیوری نے خبردی، ہمیں محمد بن علی العشاری نے خبردی، ہمیں عمر بن شاہین نے خبردی کہ ہمیں عبداللہ سلیمان نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عباد بن یعقوب نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عمر بن ثابت نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، انہوں نے سعید بن میتب سے، انہوں نے حضرت سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ،وہ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ عمل نہ بتاؤں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمھارے گناہوں کو مٹادے اور نیکیوں کو بڑھادے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، یارسول اللہ ﷺ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دل نہ کرنے کے باوجود وضو کرنا (جس طرح گرمیوں میں گرم پانی ہوتا ہے اور سردیوں میں ٹھنڈا پانی ہوتا ہے تو وضو کرنا طبعا بوجھ محسوس ہوتا ہے) اور مسجد کی طرف قدموں کا زیادہ ہونا (جتنا مسجد کی طرف قدم زیادہ ہوں گے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا) اور ایک نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا بھی گناہوں کو مٹاتا اور نیکیوں کو بڑھاتا ہے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۳:۳۰۴)

(حدیث علی بن حجر السعدی عن إسماعیل بن جعفر المدنی : إسماعیل، أبو إسحاق المدنی (۱:۳۲۷)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام ابو یعقوب بن یوسف بن ایوب الحسین الہمدانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت

ولد رضی اللہ عنہ فی حدود سنة أربعین وأربعمائة،

ترجمہ

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الہمدانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۴۰ھ) کی حدود میں ہوئی۔

(لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار : عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحنفی، الشعرانی، أبومحمد (۱:۱۱۵)

الشیخ الامام ابو یعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی

وقال السخاوی فی طبقاته وابن الأهدل :أبو یعقوب الهمدانی، الفقیه الزاهد، العالم العامل الربانی، صاحب المقامات والکرامات .قدم بغداد فی صباه بعد ستین وأربعمائة، ولازم الشیخ أبا إسحاق الشیرازی، وتفقّه علیه، حتّی برع فی الأصول، والمذهب، والخلاف، ثم زهد فی ذلک، واشتغل بالزهد، والعبادة، والریاضة ، والمجاهدة، حتّی صار علما من أعلام الدّین، یهتدی به الخلق إلی الله، ثم قدم بغداد فی سنة خمس وخمسمائة وعقد بها مجلس الوعظ بالمدرسة النظامیة، وصادف بها قبولا عظیما من الناس، وکان قطب وقته فی فنّه.

ترجمہ

الشیخ الامام السخاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی طبقات میں اور ابن الاہدل نے بیان کیا ہے: ابو یعقوب الہمدانی، الفقیہ، الزاہد، العالم العامل الربانی، جو کہ صاحب المقامات والکرامات تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بچپن میں ہی سنہ (۴۶۰ھ) میں بغداد معلی آ گئے تھے اور الشیخ ابو اسحاق الشیرازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت اختیار کی، اور انہیں سے علم فقہ پڑھا، یہاں تک کہ اصول و مذہب میں کمال حاصل کیا، پھر زہد کی طرف متوجہ ہو گئے، اور زہد و تقوی اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ بڑے بڑے علماء کرام میں شمار ہونے لگے، اور بہت سی مخلوق کے لئے ہدایت کا سبب بنے۔ پھر بغداد معلی میں سنہ (۵۰۵ھ) میں وارد ہوئے اور یہاں جامعہ نظامیہ مجلس وعظ منعقد کی اور ان کو قبولیت تامہ حاصل ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے وقت کے قطب تھے۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبوالفلاح (۶:۱۸۱)

(معجم البلدان : شہاب الدین أبوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی (۱:۷۰) : دار صادر، بیروت

الشیخ الہمدانی کی بے ادبی کی وجہ سے ایمان چلا گیا

وذکر ابن النجار فی تاریخه أن فقیها یقال له ابن السّقّاء سأله عن مسألة وأساء معه الأدب، فقال له الإمام

یوسف :اجلس فإني أجد -ويروى أشم -من كلامك رائحة الكفر، وكان أحد القراء حفظة القرآن، فاتفق أنه تنصّر ومات عليها، نعوذ بالله من سوء الخاتمة، وذلك أنه خرج إلى بلد الرّوم رسولا من الخليفة، فافتتن بابنة الملك، فطلب زواجها فامتنعوا إلّا أن يتنصّر، فتنصّر، ورؤى في القسطنطينية مريضا وبيده خلق مروحة يذب بها الذباب عن وجهه، فسئل عن القرآن، فذكر أنه نسيه إلّا آية واحدة وهي﴿ رُبَما يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كانُوا مُسْلِمِينَ ﴾

وذكرت حكاية ابن السّقاء في البهجة المصنفة في مناقب الشيخ عبد القادر، وأن ابتلاء ه كان بسبب إساء ته إلى بعض الأولياء، يقال له :الغوث، فالله أعلم.

ترجمہ

الشیخ ابن النجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ ایک فقیہ تھا جس کا نام ابن السقاء تھا، وہ الشیخ ابو یعقوب بن یوسف ابن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گیا تو اس سے سوال کرنے میں بے ادبی ہوگئی تو الشیخ الامام یوسف الہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے تیرے کلام سے کفر کی بوآرہی ہے، حالانکہ یہ قرآن کریم کا حافظ اور بہت بڑا قاری تھا اتفاق ایسا ہوا کہ یہ عیسائی ہوگیا اور اسی حالت میں ہی مرگیا۔

(ہم اللہ تعالیٰ سے برے خاتمے سے بچنے کی دعا کرتے ہیں) واقعہ یہ ہوا کہ اس کو خلیفہ کی طرف سے ملک روم کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا تو اس نے جب عیسائی بادشاہ کی بیٹی کو دیکھا تو اس کی محبت میں مبتلا ہوگیا، اس نے ان سے اس لڑکی کا رشتہ مانگا تو انہوں نے انکار کیا اور یہ شرط رکھی کہ اگر تم عیسائی ہوجاؤ تو ہم تم کو رشتہ دے دیں گے، تو نعوذ باللہ من ذالک اس نے عیسائیت قبول کر لی اور کافر ہوگیا۔ اس کو قسطنطیہ میں دیکھا گیا تو اس کے ہاتھ میں پنکھا تھا اور اس سے اپنے منہ سے مکھیاں اڑا رہا تھا اس سے جب قرآن کریم کے متعلق پوچھا گیا تو اس کو سوائے اس آیت کے

﴿ رُبَما يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كانُوا مُسْلِمِينَ ﴾

سب بھول گیا تھا۔ اس حکایت کو بہجۃ الاسرار کے مصنف نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب میں جو انہوں نے الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھی ہے میں بیان کیا ہے، اور یہ یاد رہے کہ ابن السقاء نے ایک اللہ تعالیٰ کے ولی یعنی الشیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں بے ادبی کی تھی اور ان کو غوث کہا جاتا تھا کی وجہ سے بے ایمان ہو کر مرگیا۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۶:۱۸۱)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بدعتی کہنے والوں کا حال

وقال إبراهيم بن الحوفي كان الشيخ يوسف الهمداني يتكلم على الناس فقال له فقيهان كانا في مجلسه اسكت فإنما أنت مبتدع فقال لهما اسكتا لا عشتما فماتا مكانهما، وجاء ته امرأة من همدان باكية فقالت له إن ابني أسره الإفرنج فصبرها فلم تصبر فقال :اللهم فك أسره، وعجل فرجه ثم قال لها :اذهبي إلى دارك تجديه بها فذهبت المرأة فإذا ولدها في الدار

فتعجبت، وسألته فقال إني كنت الساعة في القسطنطينية العظمى، والقيود في رجلي، والحرس علي فأتاني شخص فاحتملني وأتى بي إلى هنا كلمح البصر.

ترجمہ

امام الشعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابراہیم بن الحوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ یوسف الہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ دوران وعظ دو عالم آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے: چپ ہو جاؤ تم بدعتی ہو۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تم دونوں چپ ہو جاؤ تم زندہ نہ رہو۔ بس وہ دونوں اسی وقت مر گئے۔

ایک دن ایک خاتون آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں روتی ہوئی حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میرے بیٹے کو فرنگیوں نے اٹھا کر قید کر لیا ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صبر کی تلقین کی مگر اس سے صبر نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: مولا! اس کے بیٹے کو آزادی عطا فرما، پھر الشیخ الہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مائی صاحبہ کو فرمایا: تم جاؤ تمہارا بیٹا گھر آ گیا ہے، جب وہ مائی صاحبہ گھر گئیں تو واقعی اس کا بیٹا گھر میں موجود تھا وہ بہت زیادہ حیران ہوئیں کہ یہ کیا ہوا؟ اور بیٹے سے سوال کیا تو اس نے جواباً کہا: میں ابھی ابھی قسطنطنیہ میں کافروں کی قید میں تھا اور سیکورٹی گارڈ میرے اوپر موجود تھے اور میرے پاؤں میں زنجیریں بھی پڑی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر میں یہاں لا کر کھڑا کر دیا۔

(لواقح الأنوار في طبقات الأخيار : عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحنفی ، الشَّعْرانی ، أبو محمد (۱:۱۱۵))

اس سے ثابت ہوا کہ اہل حق کو ہمیشہ سے اہل باطل بدعتی کہتے آئے ہیں، ان کے کہنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا، ہمیں اپنے کام کی طرف دھیان دینا چاہیے۔

الشیخ الامام ابو یعقوب بن یوسف بن ایوب الحسین الہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علماء اعلام کی نظر میں

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

الشيخ الكبير العالم ألعارف، ذو الأسرار والمعارف أبو يعقوب يوسف بن أيوب بن يوسف آلهمذاني شيخ الصوفية بمرو وبقية مشايخ الطريق الفالكين الشاملين، تفقه علي الشيخ أبي إسحاق، فأحكم مذهب الشافعي، وبرع في المناظرة، ثم ترك ذلك وأقبل على شأنه .روى عن الخطيب والكبار، وسمع بأصبهان وبخاري وسمرقند، ووعظ وخوف، وانتفع به الخلق، وكان صاحب أحوال وكرامات، وتوفي في ربيع الأول عن أربع وتسعين سنة.

ترجمہ

الشیخ الکبیر، عالم وعارف، صاحب الاسرار والمعارف ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف الہمدانی، جو کہ مرو میں شیخ الصوفیہ تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریقت کے مشائخ میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم فقہ پڑھا، اور مذہب شافعی میں مہارت حاصل کی، اور مناظرہ کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے مگر جلد ہی مناظرہ کرنا ترک کر دیا، الخطیب اور ان

کے علاوہ محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اصبہان، بخاری، سمرقند میں بھی حدیث شریف کا سماع کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وعظ بھی کہا کرتے اور لوگوں کو خوف دلاتے رہتے تھے، اور بہت سی مخلوق نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے نفع اٹھایا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ صاحب کرامت تھے، آپ کا وصال شریف ۹۴ میں فرمایا۔

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ ما یعتبر من حوادث الزمان : أبو محمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد الیافعی (۴:۳۰۳)

امام ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

القدوة الصالح الواعظ أبو يعقوب يوسف بن أيّوب الهمذانيّ الواعظ المفسّر، كان إماما فاضلا، وله لسان حلو في الوعظ، وللناس فيه محبّة وعليه القبول.

ترجمہ

الشیخ الامام، نہایت نیک انسان، ابویعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی جو کہ واعظ اور مفسر تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام، فاضل تھے وعظ کہنے میں بہت ہی مٹھاس ہوتی تھی اور لوگوں کے دلوں میں آپ کی بہت زیادہ محبت وقبولیت تھی۔

(النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ: یوسف بن تغری بردی بن عبداللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۵:۲۶۸)

امام ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

أَبُو يَعْقُوب يُوسُف بن أَيُّوب بن يُوسُف بن الْحسن بن وهرة الهمذاني البوزنجردی كَانَ إِمَامًا ورعا متنسكا عَاملا بِعِلْمِهِ لَهُ أَحْوَال و كرامات وَكَلَام على الخواطر وَإِلَيْهِ انْتَهَت تربية المريدين

ترجمہ

ابویعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف بن الحسن بن وہرۃ الہمدانی البوزنجردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام، صاحب تقوی، قرآن سنت کے سچے پیروکار، اپنے علم پر عمل کرنے والے اور صاحب کرامات تھے اکثر خواطر قلوب پر کلام فرمایا کرتے تھے اور مریدوں کی تربیت کرنا ان پر ختم تھا۔

(اللباب فی تہذیب الأنساب : أبو الحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم الجزری، عز الدین ابن الأثیر (۱:۱۸۶)

الشیخ الامام ابویعقوب بن یوسف بن ایوب الحسین الہمدانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مرویات

کیا رسول اللہ ﷺ کو واقعہ کربلاء کا علم تھا؟

أخبرنا أبو يعقوب يوسف بن أيوب بن الحسين بمرو نا محمد بن علي بن محمد بن المهتدي بالله وأخبرنا أبو غالب بن أبي علي أنا عبد الصمد بن علي قالا أنا عبيد الله بن محمد أنا عبد الله بن محمد البغوي حدثني علي بن مسلم بن سعيد نا خالد بن مخلد نا أبو محمد موسى بن يعقوب بن عبد الله بن وهب الزمعي أخبرني هاشم بن هاشم بن عتبة بن أبي وقاص عن عبد الله بن وهب بن زمعة قال حدثتني أم سلمة أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) اضطجع ذات ليلة فاستيقظ وهو خاثر ثم رجع فرقد فاستيقظ وهو خاثر زاد أبو غالب ثم رجع فاستيقظ وهو خاثر وقالا دون ما رأيت منه في المرة الأولى ثم

اضطجع فاستيقظ وفي يده تربة حمراء فقلت ما هذا يا رسول الله قال أخبرني جبريل أن ابني هذا يقتل بأرض العراق للحسين انتهى حديث أبي يعقوب وزاد أبو غالب فقلت لجبريل أرني من تربة الأرض التي يقتل بها قال فهذه تربتها.

ترجمہ سند حدیث.

ہمیں ابو یعقوب بن یوسف بن ایوب بن الحسین الہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مرو'' میں یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں محمد بن علی بن محمد بن المہتدی باللہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابو غالب بن ابو علی نے خبر دی، ہمیں عبدالصمد بن علی نے کہا: ہمیں عبید اللہ بن محمد نے خبر دی، ہمیں عبداللہ بن محمد بن البغوی نے خبر دی، مجھے علی بن مسلم بن سعید نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں خالد بن مخلد ابو محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن عبداللہ بن وہب الزمعی نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابو وقاص نے عبداللہ بن وہب بن زمعہ سے یہ حدیث شریف بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ متن حدیث

حضرت سیدہ ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ آرام فرما تھے کہ اچانک پریشانی کی حالت میں اٹھ بیٹھے ، پھر سو گئے ، پھر اسی طرح پریشانی کی حالت میں اٹھ بیٹھے ، پھر تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا، اب پہلے دو بار سے بھی زیادہ پریشانی تھی پھر رسول اللہ ﷺ لیٹے جب بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ میں سرخ رنگ کی مٹی تھی ۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل امین علیہ السلام نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین (رضی اللہ عنہ) عراق کی سرزمین پر شہید کیا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے جبریل امین علیہ السلام کو فرمایا: کہ تم مجھے عراق کی مٹی لا کر دو جس میں میرے حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا جائے گا) تو یہ وہی مٹی ہے۔

(تاریخ دمشق : أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (۱۴:۱۹۱)

(الخصائص الكبرى: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (۲:۲۱۲) دار الكتب العلمية - بيروت

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت کا اجر

أخبرناه أبو يعقوب يوسف بن أيوب الهمداني نا أبو الحسين محمد بن علي بن المهتدي بالله ح وأخبرناه أبو غالب بن البنا أنا عبد الصمد بن علي قالا أنا عبيد الله بن محمد نا عبد الله بن محمد نا عبد الله بن عون الخراز نا إسماعيل بن عياش أخبرني عبد الله بن عثمان بن خيثم عن سعيد بن أبي راشد زاد أبو الحسين عن يعلى قال جاء الحسن والحسين يسعيان إلى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فأخذ أحدهما فضمه إلى إبطه وأخذ الآخر فضمه إلى إبطه الآخر وقال هذان ريحانتاي من الدنيا من أحبني فليحبهما ثم قال الولد مجبنة مبخلة مجهلة .وفي رواية كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهُمَا فَوَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ قَالَ :صَدَقَ اللَّهُ !إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ،

رأيت هذين الصبيين فلم أصبر، ثُمَّ أَخَذَ فِي خُطْبَتِهِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں انہوں نے خبردی، ہمیں ابو یعقوب بن یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خبردی، ہمیں ابوالحسین محمد بن علی بن المہتدی باللہ نے خبردی، اور ہمیں ابو غالب بن البناء نے خبردی، ہمیں عبدالصمد بن علی نے خبردی، ہمیں عبیداللہ بن محمد نے خبردی، ہمیں عبداللہ بن محمد نے خبردی، ہمیں عبداللہ بن عون الخراز نے خبردی، ہمیں اسماعیل بن عیاش نے خبردی، ہمیں عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے سعید بن ابوراشد سے خبردی، ابوالحسین نے یعلی سے روایت کیا۔

ترجمہ متن حدیث

ایک دن امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایک دوسرے سے پہلے پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی گردن کے نیچے ہاتھ رکھا پھر اپنی بغل کے ساتھ لگالیا، پھر دوسرے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کی گردن پر رکھا پھر ان کو اپنی بغل کے ساتھ لگالیا پھر فرمایا: اے اللہ! میں ان دونوں کے ساتھ محبت رکھتا ہوں تو بھی ان کے ساتھ محبت رکھ، پھر فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ بیٹا بخل و بزدلی اور بے علمی کا باعث ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیص پہنے اور لڑکھڑاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے جا کر ان دونوں کو منبر پر اپنی گود میں بٹھالیا۔ اور فرمایا: کہ اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے کہ ﴿تمھارے اموال و تمھاری اولاد فتنہ ہے﴾ میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا تو صبر نہ کرسکا، پھر رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے لگے۔

(تاریخ دمشق : أبو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (۱۴:۱۴۹))

(ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی : محب الدین أحمد بن عبد اللہ الطبری (۱۲۴))

رسول اللہ ﷺ کے یاروں کی محبت

اخبرنا أبو يعقوب يوسف بن أيوب بن الحسين الهمذاني أنا أبو الحسين بن المهتدي أنا أبو القاسم إدريس بن علي بن إسحاق بن يعقوب المؤدب أنا أبو علي إسماعيل بن العباس الوراق أنا العباس بن أبي طالب أنا أبو النضر هاشم بن القاسم أنا عبد العزيز بن النعمان القرشي أنا يزيد بن حيان عن عطاء عن أبي هريرة قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) لا يجتمع حب هؤلاء الأربعة إلا في قلب مؤمن أبي بكر وعمر وعثمان وعلي بن أبي طالب رضي الله عنهم.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن الحسین المھدانی نے خبر دی، ہمیں ابوالحسین بن المھتد ی باللہ نے خبر دی، ہمیں ابوالقاسم ادریس بن علی بن اسحاق بن یعقوب المودب نے خبر دی، ہمیں ابو علی اسماعیل بن العباس الوراق نے خبر دی، ہمیں العباس بن ابوطالب نے خبر دی، ہمیں ابوالنصر ہاشم بن القاسم نے خبر دی، ہمیں عبدالعزیز بن النعمان القرشی نے خبر دی، ہمیں یزید بن حیان نے عطاء سے انہوں نے حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ان چار یاروں کی محبت یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ صرف مومن کے دل میں ہی آسکتی ہے۔

(تاریخ دمشق : أبوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (۳۹:۱۲۶)

(الشریعۃ : أبوبکر محمد بن الحسین بن عبداللہ الآجُرّیُّ البغدادی (۴:۱۷۶۹)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام الخطیب ابوذکریا یحیی بن علی التبریزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے علم ادب کے استاد ہیں

الامام ابوذکریا یحیی بن علی التبریزی کی ولادت باسعادت

وكانت ولادته سنة إحدى وعشرين وأربعمائة.

ترجمہ

(الشیخ الامام ابوذکریا یحیی بن علی التبریزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۲۱ھ) کو ہوئی۔

(المختصر فی أخبار البشر: أبوالفداء عماد الدین إسماعیل بن علی بن محمود بن محمد ابن عمر بن شاہنشاہ بن أیوب (۲:۲۲۴)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مشائخ

امام ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

الْخَطِيب أَبُو زَكَرِيَّا يحيى بن عَلىّ التبريزى إِمَام فِي اللُّغَة قَرَأَ على الشَّيْخ أبى الْعَلا المعرى؛ سَافر إِلَيْهِ من تبريز، وَسمع الحَدِيث من الْفَقِيه سليم الرَّازِيّ بصور، وَمن غَيره.

ترجمہ

الشیخ الامام الخطیب ابوذکریا یحیی بن علی التبریزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لغت کے امام تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابوالعلاء المعری رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم لغت حاصل کیا، تبریز سے سفر کرکے ان کے ہاں پہنچے اور الشیخ الفقیہ سلیم الرازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ''صور'' جاکر علم حدیث حاصل کیا۔

(تاریخ ابن الوردی : عمر بن مظفر بن عمر بن محمد ابن أبی الفوارس، ابن الوردی المعری الکندی (۲:۱۹)

خدمات دینیہ اور وفات شریف

وروى عَنهُ أَبُو مَنْصُور موهوب بن أَحْمد الجواليقي، وَتخرج عَلَيْهِ خلق وَشرح الحماسة وديوان المتنبى وديوان سقط الزندلابى الْعَلَا، وَله إِعْرَاب الْقُرْآن فِي أَربع مجلدات، ومقدمة عزيزة الْوُجُود فِي النَّحْو، وتآليفه حَسَنَة مفيدة، وَقَرَأَ على ابْن بابشاذ بِمصْر، وَعَاد إِلَى بَغْدَاد وتوطنها حَتَّى مَاتَ،

ترجمہ

الشیخ الامام ابوذکریا یحیی بن علی التبریزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ الامام ابومنصور موہوب بن احمد الجوالیقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسے اجل بزرگ شامل ہیں اور ان کے علاوہ بہت سی مخلوق نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم شریف حاصل کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دیوان حماسہ، دیوان متنبی، دیوان سقط الزند جو کہ ابوالعلاء کی شرح کی، اور اسی طرح ان کی ایک کتاب جو

اعراب القرآن کے نام سے موسوم ہے وہ چار جلدوں پر مشتمل ہے، اور مقدمۃ عزیزۃ الوجود علم نحو میں اور اسی طرح بہت زیادہ نفع بخش کتب تحریر فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابن بابشاذ سے مصر میں تعلیم حاصل کی اور پھر وہاں سے بغداد معلیٰ آگئے اور اسی کو اپنا وطن بنالیا اور یہیں پر آپ رحمہ اللہ تعالی کا وصال شریف ہوا۔

(تاریخ ابن الوردی : عمر بن مظفر بن عمر بن محمد ابن أبی الفوارس، ابن الوردی المعری الکندی (۱۹:۲)

الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کے بھی استاد

:وَمِمَّنْ قَرَأَ علی التبریزی الْأَدَب الشَّیْخ مُحی الدّین عبد الْقَادِر الجیلی أعَاد الله علینا من برکته، وَالله أعلم.

ترجمہ

امام تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ الامام ابوذکریا یحیی بن علی التبریزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بھی علم ادب پڑھا (اللہ تعالی ہمیں بھی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی برکات سے نوازے) اور اللہ تعالی ہی خوب جاننے والا ہے۔

(تاریخ ابن الوردی : عمر بن مظفر بن عمر بن محمد ابن أبی الفوارس، أبوحفص، زین الدین ابن الوردی المعری الکندی (۱۹:۲)

الشیخ الامام ابوذکریا یحیی بن علی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی حدیث شریف

بلا قبضہ بیع درست نہیں

أَنبَأَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحيَى بنُ عَلِيٍّ التِّبرِيزِيُّ وَأَبُو مُحَمَّدٍ جَعفَرُ بنُ أَحمَدَ السَّرَّاجُ قَالا :أَنبَأَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُظَفَّرِ السراج، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ، حدثنا إبراهيم بن شريک، حدثنا شهاب بن عباد، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَکَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ :نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدِی.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوذکریا یحیی بن علی التبریزی اور ابومحمد جعفر بن احمد السراج نے بتایا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوالحسین محمد بن محمد بن المظفر السراج نے بتایا، ہمیں عبیداللہ بن عبدالرحمٰن الزہری نے یہ حدیث شریف سنائی، ہمیں ابراہیم بن شریک نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں شہاب بن عباد نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے یوسف بن ماہک سے انہوں نے حکیم بن حزام سے انہوں نے فرمایا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسی چیز کو بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو۔

(تاریخ بغداد: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد (۲۴۰:۱۶)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام ابوالبرکات طلحہ بن احمد العاقولی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں

الشیخ الامام کی ولادت باسعادت اور تحصیل علم

طلحة بُن أحمد بُن طلحة بُن أحمد بُن الحَسَن بُن سليمان بُن الحارث، أبو البركات الكندى العاقولى. (المتوفى: ٥١٢ھ) ولد بدير العاقول، وهى على خمسة عشر فرسخا مِن بغداد، ودخل بغداد سنة ثمانٍ وأربعين. واشتغل بالعلم، وقرأ عَلَى القاضى أَبِي يَعْلَى كتاب الخصال. وسمع منه، ومن أَبِي محمد الجوهرى، وأبى الحسين بُن حَسْنُون النَّرْسيّ، وجماعة.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالبرکات طلحہ بن احمد بن طلحہ بن احمد بن الحسن بن سلیمان بن الحارث العاقولی الکندی المتوفی سنہ (۵۱۲ھ) کی ولادت باسعادت بغداد معلّٰی سے پندرہ فرسخ کے فاصلے پر ایک گاؤں جس کا نام العاقول تھا میں ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بغداد معلّٰی میں سنہ (۴۴۸ھ) میں آئے اور یہاں آکر تحصیل علم میں مشغول ہوگئے، اور الشیخ الامام القاضی ابویعلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ''کتاب الخصال'' پڑھی اور انہیں سے حدیث شریف کا سماع کیا، اور الشیخ ابومحمد الجوہری اور ابوالحسین بن حسون النرسی سے اور ان کے علاوہ بہت بڑی جماعت سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

(تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاھیر وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۱:۱۹۲)

صرف چھے سال کی عمر میں تحصیل علم کے لئے سفر

أَبُو البركات طَلْحَة بن أَحْمد بن طَلْحَة بن أَحْمد بن الْحسن بن سُلَيْمَان الْكِنْدِيّ العاقولى ولد بدير العاقول وتفقه بِبَغْدَاد على أبي يعلى بن الْفراء وَسمع مِنْهُ الحَدِيث وَمن أبي مُحَمَّد الْجَوْهَرِي وَأبي الْحُسَيْن بن النَّرْسِي وَغَيرهم روى عَنهُ أَبُو الْحُسَيْن بن عَسَاكِر الدِّمَشْقِي وَأَبُو المعمر الْأَنْصَارِيّ وَغَيرهمَا ولد سنة اثْنَتَيْنِ وَأَرْبَعين وَأَرْبَعمِائَة.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالبرکات طلحہ بن احمد بن طلحہ بن احمد بن الحسن بن سلیمان الکندی العاقولی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے علم فقہ بغداد معلّٰی میں ابویعلی بن الفراء سے حاصل کیا اور علم حدیث شریف بھی انہیں سے اور الشیخ ابومحمد الجوہری، اور ابوالحسین بن النرسی سے بھی علم حدیث حاصل کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت سنہ (۴۴۲ھ) میں ہوئی۔ (چونکہ آپ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۴۲ھ میں ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سنہ (۴۴۸ھ) میں تحصیل علم کے لئے سفر فرمایا)

(اللباب فی تہذیب الأنساب : أبوالحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری، عزالدین ابن الأثیر (۲:۳۰۴)

آپ کے شاگرد

روی عَنهُ :هبة اللـه الصائن، ومحمد بُن أَبِی القاسم بُن حمزة الساوی، وابن ناصر، وغیرهم .وكان من الصالحين والأئمة .تُوُفّي في شَعُبان ببغداد، وله ثمانون سنة.

ترجمہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ ہبۃ اللہ الصائن، محمد بن ابوالقاسم بن حمزہ الساوی، ابن ناصر اور ان کے علاوہ محدثین شامل ہیں۔اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ائمہ صالحین میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف بغداد معلّٰی میں سنہ ۵۱۲ھ میں اسی سال کی عمر میں ہوا۔

(تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاهیر وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۱:۱۹۲)

الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد

علامہ محمد بن یحیی الحلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ ابوالبرکات طلحہ بن احمد بن طلحہ بن احمد العاقولی رحمہ اللہ تعالیٰ سے علم شریف حاصل کیا۔

(قلائد الجواہر از امام محمد بن یحیی الحبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطبوعہ مصر)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ ابْـن الجوزی قَرَأَ الْفِقه علی القاضی یَعْقُوب وَهُوَ من متقدمی أَصْحَابه وَكَانَ عَارِفًا بِالْمذهبِ حسن المناظرة وَكَانَت لَهُ حَلقَة بحامع الْقصر للمناظرة.

ترجمہ

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوالبرکات طلحہ بن احمد بن احمد العاقولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاضی یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم فقہ پڑھا اور ان کے متقدمین اصحاب میں سے تھے، مذہب کی کامل معرفت رکھنے والے، فن مناظرہ کے شہسوار تھے، جامع القصر میں ان کے مناظرے کا حلقہ لگا کرتا تھا۔

(المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۱:۴۵۵)

امام بن شافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

وَقَالَ ابْن شَافِع سَمَاعه صَحِيح وَكَانَ ثِقَة أمينا سمع من ابْن كَامِل وَغَيره.

ترجمہ

الشیخ الامام بن شافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوالبرکات طلحہ بن احمد بن احمد العاقولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سماع صحیح ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ثقہ وامین تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بن کامل اور ان کے علاوہ محدثین سے سماع کیا ہے۔

(المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۱:۴۵۵)

الشیخ الامام ابوالبرکات طلحہ بن احمد العاقولی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی حدیث شریف

دین ہی اصل سخاوت ہے

أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَاقُولِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بْنُ حَيُّوَيْهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَحْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ ابْنُ الْمَرْزُبَانِ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَوْنٍ الْقَوَّاسُ قَالا :حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْعَلاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَالَ :كَرَمُ الْمَرْءِ دِينُهُ، وَمُرُوءَتُهُ عَقْلُهُ، وَحَسَبُهُ خُلُقُهُ .

ترجمہ سند حدیث

ہمیں طلحہ بن احمد العاقولی نے خبر دی ،ہمیں ابومحمد الجوہری نے خبر دی ،ہمیں ابوعمر بن حویہ نے خبر دی ،ہمیں ابوبکر محمد بن خلف بن المرزبان نے خبر دی ،ہمیں الحسین بن بحر نے یہ حدیث شریف بیان کی ،ہمیں عبداللہ بن رجاء نے یہ حدیث شریف بیان کی ،ابن مرزبان نے کہا: ہمیں محمد بن عبداللہ الحضرمی نے یہ حدیث شریف بیان کی ،ہمیں احمد بن عون القواس نے یہ حدیث شریف بیان کی ،ہمیں مسلم بن خالد نے علاء سے ،انہوں نے اپنے والد ماجد سے ،انہوں نے حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ،انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کسی بھی انسان کی سخاوت اس کا دین ہے ،اس کی مروت اس کی عقل ہے اوراس کی سیرت اس کا خلق ہے ۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ :زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۱:۳۱۲)

(مسند ابن الجعد :علی بن الجَعْد بن عبید الجَوْہری البغدادی (۱:۴۳۵)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام المحدث ابو طاہر عبد الرحمٰن بن احمد البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت اور وفات

قُلْتُ :وُلِدَ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلاَثِيْنَ وَأَرْبَعِ مائَةٍ، وَمَاتَ فِي شَوَّال .سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ وَخَمْس مائَة، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الدِّين وَالثِّقَة وَالسُّنَّة، مات هو وأبو علي ابن نَبْهَانَ المَذْكُور فِي لَيْلَة وَاحِدَة، وَمِنْ مَرْوِيَّاته سنن الدار القطني .

ترجمہ

الشیخ الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام المحدث ابو طاہر عبد الرحمٰن بن احمد البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۳۵ھ) میں ہوئی اور جبکہ ان کا وصال شریف سنہ (۵۱۱ھ) میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل دین میں سے تھے، اور محدثین کے نزدیک ثقہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کٹر اہل سنت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور الشیخ ابو علی بن نبہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف ایک ہی رات میں ہوا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرویات میں سے سنن الدار القطنی ہے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۵۲:۱۴)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف

الشَّيْخُ الأَمِيْنُ، العَدْلُ المُسْنِدُ، أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَحْمَدَ بنِ عَبْدِ القَادِرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ يُوْسُفَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ يُوْسُفَ البَغْدَادِيّ البَزَّاز.

سَمِعَ :أَبَا عَلِيٍّ بنَ المُذْهِبِ، وَأَبَا إِسْحَاقَ البَرْمَكِيّ، وَأَبَا بَكْرٍ بنَ بِشْرَانَ، وَأَبَا مُحَمَّدٍ الجَوْهَرِيّ، وَعِدَّة.
وَحَدَّثَ بِـ "سُنَنِ الدَّارَقُطْنِيّ "عَنِ ابْنِ بِشْرَانَ عَنْهُ.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الشیخ، الامین، العدل، المسند ابو طاہر عبد الرحمٰن بن احمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف بن محمد یوسف البغدادی البزاز نے ابو علی بن المذہب، ابو اسحاق البرمکی، ابو بکر بن بشران اور ابو محمد الجوہری اور ان کے علاوہ محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنن الدار القطنی الشیخ بن بشران سے روایت کی۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۵۲:۱۴)

امام یافعی الیمنی اور امام الذہبی فرماتے ہیں

أبو طاهر عبد الرحمن بن أحمد البغدادي راوي سنن الدارقطني، وكان رئيساً وافر الجلالة.

ترجمہ

الشیخ الامام المحدث ابو طاہر عبد الرحمٰن بن احمد البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنن دار قطنی کے راوی ہیں اور رئیس اور صاحب الجلالۃ

تھے۔

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان : أبو محمد عفیف الدین عبد اللہ بن أسعد الیافعی (۳:۱۵۴)

(العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲:۳۹۷) دار الکتب العلمیۃ - بیروت

امام ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

كان من كبار المحدّثين.

ترجمہ

الشیخ الامام المحدث ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کبار محدثین میں سے تھے۔

(النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی ، أبو المحاسن ، جمال الدین (۵:۵۱۴)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد

حَدَّثَ عَنْهُ :ابْنُ نَاصر، وَأَبُو المُعَمَّرِ الأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو طَاهِرٍ السِّلَفِيُّ، وَالصَّائِن هِبَةُ اللهِ بنُ عَسَاكِرَ، وَأَخُوْهُ الحَافِظُ عَبدُ الخَالِقِ اليُوسُفِي، وَابْنَا أَخِيْهِ عَبْدُ الحَقّ وَعبدُ الرَّحِيْم ابْنَا عبد الخَالِق، وَآخَرُوْنَ.

قَالَ السِّلَفِيّ :كَانَ مِنْ أَعيَان رُؤسَاء بَغْدَاد.

ترجمہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف بیان کرنے والوں میں ابن ناصر، ابوالمعمر الانصاری، ابوطاہر السّلفی، الصائن ہبۃ اللہ بن عساکر اور الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بھائی الحافظ عبدالخالق الیوسفی اوران کے بھائی عبدالحق ،عبدالرحیم اوران کے بیٹے عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالی علیہم شامل ہیں۔

الشیخ ابوطاہر السّلفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ بغداد کے رؤسا میں سے تھے۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۴:۲۵۲)

حضرت الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد

تفسیر الجیلانی میں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو حضرت الشیخ الامام المحدث ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد یوسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا شاگرد بیان کیا گیا ہے، ان کے چچازاد بھائی الشیخ ابوطالب عبدالقادر بن محمد یوسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں۔

(تفسیر الجیلانی لشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی (۱:۱۳) مکتبہ معروفیہ کانسی روڈ کوئٹہ پاکستان)

نوٹ: الشیخ ابوطالب عبدالقادر بن محمد یوسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ذکر خیر پہلے گزر چکا ہے۔

الشیخ الامام المحدث ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی احادیث

مومن وکافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الْحَقّ بْنُ عَبْدِ الْخَالِقِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ بْنِ يُوسُفَ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي جُمَادَى الآخِرَةِ مِنْ سَنَةِ سَبْعٍ وَخَمْسِينَ وَخَمْسِ مِائَةٍ، قَالَ :أنا عَمِّي أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ، قَالَ :أنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرَانَ، ثنا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِيُّ قَالَ :ثنا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ الصُّورِيُّ، ثنا مُؤَمَّلٌ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ إِلا تَرْكُ الصَّلاةِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن عبدالقادر بن یوسف نے ان پر پڑھنے پر سنہ (۵۵۷ھ) جمادی الآخر میں خبردی، انہوں نے کہا: مجھے میرے چچا ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالقادر نے خبردی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر محمد بن عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے خبردی، ہمیں ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی نے یہ حدیث شریف سنائی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر النیشاپوری نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں محمد بن مصعب الصوری نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں مومل نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں سفیان نے ابوالزبیر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث شریف بیان کی، حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث شریف روایت کی کہ:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔

(السنن الکبری : أبوعبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (۱:۲۰۸)

(السنۃ : أبوبکر أحمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخَلّال البغدادی الحنبلی (۴:۱۴۳)

ایک زبردست وظیفہ

أخبرنا أبو طالب المبارك بن عليّ بن محمّد بن خُضَير الصيرفيّ، أخبرنا أبو طالب عبد القادر بن محمّد بن عبد القادر بن مُحمّد بن يوسُف، وأخبرنا أبو الحسين عبد الحقّ بن عبد الخالق بن أحمد بن عبد القادر بن محمّد بن يوسُف، أخبرنا عمّي أبو طاهر عبد الرحمن بن أحمد، قالا :أخبرنا أبو علي الحسن بن عليّ بن الْمُذْهِب، أخبرنا أحمد بن جعفر بن حمدان بن مالك، حدّثنا عبدُ الله بن أحمد بن حنبل، حدّثني أبي رَحِمَهُ الله، حدّثنا محمّد بن بكر، حدّثنا ميمون، يعني :أبا محمّد المَرائي التميمي، حدّثنا يحيى بن أبي كثير، عن يوسُف بن عبد الله بن سلامَ، قال :صحبتُ أبا الدَّرْدَاءِ أتعلّمُ مِنهُ، فلمّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ، قالَ :آذِنِ النَّاسَ بِمَوْتِي، فَآذَنْتُ النَّاسَ بِمَوْتِهِ، فَجِئْتُ وَقَد مُلِءَ الدَّارُ وَمَا سِوَاهُ، قالَ :

أَخْرِجُونِي فَأَخْرَجْنَاهُ، قَالَ :أَجْلِسُونِي فَأَجْلَسْنَاهُ، فقالَ :أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ :مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يُتِمُّهُمَا أَعْطَاهُ الله عَزَّ وَجَلَّ مَا سَأَلَ مُعَجَّلاً أَوْ مُؤَخَّرًا .قالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ :أَيُّهَا النَّاسُ، إِيَّاكُمْ وَالالْتِفَاتَ فِي الصَّلاةِ، فإِنَّهُ لا صَلاةَ لِمُلْتَفِتٍ، فَإِنْ غُلِبْتُمْ فِي التَّطَوُّعِ فَلاَ تُغْلَبُنَّ فِي الفَرِيضَةِ .

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابو طالب المبارک بن علی بن محمد بن خضیر الصیر فی نے خبر دی، ہمیں ابو طالب عبد القادر بن محمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف نے خبر دی، ہمیں ابوالحسین عبد الحق بن عبد الخالق بن احمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف نے خبر دی ہمیں ہمارے چچا ابو طاہر عبد الرحمٰن بن احمد نے خبر دی، ہمیں ابو علی الحسن بن علی بن المذ ہب نے خبر دی، ہمیں احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک نے خبر دی، ہمیں عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے حدیث شریف بیان کی، مجھے میرے والد ماجد (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ) نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں محمد بن بکر نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں میمون یعنی ابو محمد المرائی التمیمی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں یحیی بن ابی کثیر نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے یہ حدیث شریف بیان کی،

ترجمہ متن حدیث

کہ میں حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں علم حاصل کرنے کی نیت سے حاضر ہوا، تو ان کا آخری وقت تھا یعنی موت کے آثار ظاہر تھے، تو مجھے فرمانے لگے میری موت کا اعلان کر دو، تو میں نے لوگوں میں حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کا اعلان کر دیا، جب میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کا گھر بھر چکا تھا، حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے باہر نکالو، جب ہم آپ رضی اللہ عنہ کو باہر صحن میں لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بٹھا دو، ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو بٹھا دیا، تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز ادا کرے اور ان کو بھی صحیح طور پر ادا کرے، تو اللہ تعالی اس کو ہر وہ چیز عطا کرے گا جو وہ چاہے گا، وہ چیز دیر سے طلب کرے یا جلدی طلب کرے۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو، کیونکہ اس کی کوئی نماز نہیں جو نماز میں ادھر اُدھر توجہ کرتا ہے، اے لوگو! اگر تم نوافل میں مغلوب ہو گئے تو فرائض میں مغلوب نہ ہونا۔ (یعنی اگر تم سے نوافل چھوٹ جائیں تو خیر ہے فرائض ہرگز نہ ترک کرنا)

(أخبار الصلاۃ : عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی بن سرور المقدسی الجماعیلی الدمشقی الحنبلی، أبو محمد، تقی الدین: ۱۵)

(تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین من کلام سید المرسلین : محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی الیمنی (۱:۲۱۳)

ہر عمل اللہ تعالی کے لئے ہونا چاہئے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الْحَقِّ بْنُ عَبْدِ الْخَالِقِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، أنبا عَمِّي أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ، أنبا أَبُو عَلِيٍّ التَّمِيمِيُّ، أنبا أَبُو بَكْرٍ الْقَطِيعِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا

مُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ، أنبا عَبْدُ الْحَمِيدِ، يَعْنِيَ ابْنَ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ زِيَادِ بْنِ مِينَاءٍ، عَنْ أَبِي سَعْدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، أَنَّهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :إِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لا رَيْبَ فِيهِ، يُنَادِي مُنَادٍ :مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَدًا، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن احمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف نے خبر دی، ہمیں میرے چچا ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد نے خبر دی، ہمیں ابوعلی التمیمی نے خبر دی، ہمیں ابوبکر القطیعی نے خبر دی، ہمیں عبداللہ نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں میرے والد ماجد نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں محمد بن بکر نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عبدالحمید نے یعنی ابن جعفر نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے میرے والد ماجد نے خبر دی، انہوں نے زیاد بن مینا سے انہوں نے حضرت سیدنا ابوفضالہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی (یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالی اگلے پچھلے سب لوگوں کو ایسے دن میں جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں، تو منادی ندا کرے گا: جس نے ایسے عمل میں شرک کیا جو عمل خالصتا اللہ تعالی کے لئے ہو تو اسکو چاہیے کہ وہ اس نیک عمل کا اجر اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور سے طلب کرے۔ بے شک اللہ تعالی شریکوں کے شرک سے غنی ہے۔

(أحادیث الجماعیلی : عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی الجماعیلی الدمشقی الحنبلی، أبو محمد، تقی الدین: ۱۷)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲۵: ۱۶۱)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

حضرت الشیخ الامام المحدث ابو منصور عبدالرحمٰن بن ابی غالب القزاز رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا تعارف

أَبُو مَنْصُور عبد الرَّحْمَن بن أبي غَالب مُحَمَّد بن عبد الْوَاحِد بن الْحسن بن منَازِل الْقَزاز الشَّيْبَانِيّ الْبَغْدَادِيّ روى عَن أبي الْحُسَيْن بن الْمُهْتَدي وَأبي بكر الْخَطِيب وَغَيرهمَا روى عَنهُ النَّاس فَأَكْثرُوا وَمَات سنة خمس وَثَلَاثِينَ وَخَمْسمِائة.

ترجمہ

الشیخ ابو منصور عبدالرحمٰن بن ابی غالب محمد بن عبدالواحد بن الحسن بن منازل القزاز الشیبانی البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ ابوالحسین بن المہتدی ، ابوبکر الخطیب اوران کے علاوہ محدثین سے احادیث روایت کیا کرتے تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں بھی بہت سے محدثین ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات شریف سنہ (۵۳۵ھ) کو ہوئی۔

(اللباب فی تہذیب الأنساب : أبوالحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد الجزری، عزالدین ابن الأثیر (۳:۴۳)

حضرت الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد

تفسیر الجیلانی میں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو حضرت الشیخ الامام المحدث ابو منصور عبدالرحمٰن بن ابی غالب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا شاگرد لکھا ہے۔

(تفسیر الجیلانی لشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی (۱:۱۳) مکتبہ معروفیہ کانسی روڈ کوئٹہ پاکستان

آج کے بعد رب تعالی کی نافرمانی نہیں کروں گا

أنبأنا الإمام أبو الفرج عبد الرحمن بن علی أنا عبد الرحمن بن أبی غالب أنا أحمد بن علی قال :أخبرنی الحسن بن علی بن محمد الواعظ ثنا محمد بن العباس قال :أنبأ علی بن الحسین بن حرب ثنا إبراهیم بن اللیث النخشبی ثنا علی بن خشرم قال :أخبرنی رجل من جیران الفضیل بن عیاض قال :کان الفضیل یقطع الطریق وحده فخرج ذات لیلة لیقطع الطریق فإذا هو بقافلة قد انتهت إلیه لیلا فقال :بعضهم لبعض :اعدلوا بنا إلی هذه القریة فإن أمامنا رجلا یقطع الطریق یقال له :الفضیل.قال :فسمع الفضیل فأرعد فقال :یا قوم !أنا الفضیل جوزوا والله لأجتهدن أن لا أعصی الله أبدا فرجع عما کان علیه.

ترجمہ

ہمیں الامام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی نے خبردی، ہمیں عبدالرحمٰن بن ابی غالب نے خبردی، ہمیں احمد بن علی نے خبر دیتے ہوئے کہا: مجھے الحسن بن علی بن محمد الواعظ نے خبردی، ہمیں محمد بن العباس نے خبر دیتے ہوئے کہا: ہمیں علی بن الحسین بن حرب نے بیان کیا، ہمیں ابراہیم بن اللیث النخشبی نے بیان کیا، ہمیں علی بن خشرم نے بیان کیا اور کہا کہ مجھے حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ایک

پڑوسی نے بتایا: حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ لوگوں کو لوٹا کرتے تھے، ایک دن گھر سے باہر نکلے تاکہ لوگوں کو لوٹیں تو اچانک ایک قافلہ گزر رہا تھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب ان کے قریب گئے تو وہ لوگ ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے، اس بستی سے دور رہنا کیونکہ اس بستی میں ایک شخص ہے جو لوگوں کو لوٹ لیتا ہے اور اس کا نام الفضیل ہے، راوی کہتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کی یہ بات سن لی اور ان کو کہا: اے لوگو! میں ہی فضیل ہوں۔ تم جاؤ آج کے بعد میں اپنے رب تعالی کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

(کتاب التوابین : أبو محمد موفق الدین عبد اللہ بن أحمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسی، الشہیر بابن قدامۃ المقدسی: ۱۲۶)

یہ چار لوگ نہ ہوتے تو لوگ تباہ ہو جاتے

أخبرنا محمد بن على بن القبيطى الثقة الأمين قال أنبأ أبو الحسن أحمد بن عبد الله بن الآبنوسى قال أنبأ إسماعيل بن مسعدة الإسماعيلى أنبأ حمزة بن يوسف السهمى قال ثنا عبد الله بن عدى قال ثنا عبد الله بن العباس الطيالسى قال سمعت هلال بن العلاء يقول من الله على هذه الأمة بأربعة ولولاهم لهلك الناس من الله عليهم بالشافعى حتى بين المجمل من المفسر والخاص من العام والناسخ من المنسوخ ولولاه لهلك الناس ومن الله عليهم بأحمد بن حنبل حتى صبر فى المحنة والضرب فنظر غيره إليه فصبر ولم يقولوا القرآن مخلوق ولولاه لهلك الناس ومن الله عليهم بيحيى بن معين حتى بين الضعفاء من الثقات ولولاه لهلك الناس ومن الله عليهم بأبى عبيد حتى فسر غريب حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ولولاه لهلك الناس.

ترجمہ

ہمیں محمد بن علی بن القبیطی نے خبر دی جو کہ ثقہ بھی ہیں اور امین بھی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن الآبنوسی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں اسماعیل بن مسعدہ الاسماعیلی نے خبر دی، ہمیں حمزہ بن یوسف السہمی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عدی نے ہمیں خبر دی، انہوں نے کہا: عبد اللہ بن العباس الطیالسی نے خبر دی، انہوں نے کہا: میں نے ہلال بن العلاء کو فرماتے ہوئے سنا:

کہ اللہ تعالی نے اس امت پر چار لوگوں کی وجہ سے احسان فرمایا، اگر یہ چار لوگ نہ ہوتے تو تمام لوگ ہلاک ہو جاتے، اللہ تعالی نے حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وجہ سے بھی احسان فرمایا کہ انہوں نے مفسر سے مجمل کو بیان کیا، خاص سے عام کو بیان کیا، اور منسوخ سے ناسخ کو بیان کیا، اگر حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔ اللہ تعالی علیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ذریعے بھی احسان فرمایا، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو کوڑے مارے گئے اور سخت سے سخت تکالیف دی گئیں مگر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دین حق کا جھنڈا اٹھائے رکھا اور جو قرآن کریم کو مخلوق کہتے تھے ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائی، اگر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔ اور اسی طرح اللہ تعالی نے حضرت سیدنا امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ذریعے بھی لوگوں پر احسان فرمایا آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ثقات سے ضعفاء کو علیحدہ علیحدہ کیا، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔

اور اسی طرح اللہ تعالی علیہ نے حضرت سیدنا امام ابو عبید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ذریعے بھی لوگوں پر احسان فرمایا یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے رسول اللہ ﷺ کی غریب احادیث کی تفسیر کی، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔

(التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید : محمد بن عبد الغنی بن أبی بکر، ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی: ۱۶۰)

استاد غوث پاک رضی اللہ عنہ

الشیخ الامام المحدث ابو عثمان اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الامام ابو عثمان اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشَّيْخُ العَالِمُ، المُحَدِّثُ الوَاعِظُ، أَبُو عُثْمَانَ إِسْمَاعِيْلُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَحْمَدَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ أَبِي سَعِيْدِ بنِ مَلَّةَ الأَصْبَهَانِيّ ,المُحْتَسِب ,صَاحِبُ تِلْكَ المَجَالِسِ المَشْهُوْرَة.

ترجمہ

الشیخ العالم، المحدث، الواعظ، ابو عثمان بن محمد بن احمد بن محمد بن جعفر بن ابو سعید بن ملۃ الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو کہ محتسب بھی تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مجالس بہت مشہور تھیں۔

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائماز الذہبی (۲۹۹:۱۴)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے اساتذہ کرام

سَمِعَ :أَبَا بَكْرِ بنَ رِيْذَةَ صَاحِبَ الطَّبَرَانِيِّ، وَأَبَا طَاهِرِ بن عبد الرحيم، وَأَبَا مَنْصُوْرٍ عَبْدَ الرَّزَّاقِ بن أَحْمَدَ الخَطِيْب، وَأَبَا القَاسِمِ عَبْدَ العَزِيْزِ بن أَحْمَدَ، وَعَلِيَّ بنَ شُجَاعٍ المَصْقَلِي، وَأَبَا العَبَّاسِ أَحْمَدَ بن محمد بن النعمان، وَأَملَى بِبَغْدَادَ.

ترجمہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابو بکر بن ریذہ جو کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد ہیں سے حدیث شریف کا سماع کیا، اور الشیخ ابو طاہر بن عبدالرحیم، ابو منصور عبدالرزاق بن احمد الخطیب، ابو القاسم عبدالعزیز بن احمد، علی بن شجاع المصقلی، ابو العباس احمد بن محمد بن النعمان سے احادیث مبارکہ کا سماع کیا اور بغداد معلّٰی میں املاء کروائی۔

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائماز الذہبی (۲۹۹:۱۴)

الشیخ الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد

حَدَّثَ عَنْهُ :ابْنُ نَاصر، وَظَاعِن بنُ مُحَمَّدٍ الزُّبَيْرِيّ الخَيَّاط، وَأَبُو طَاهِرٍ السِّلَفِيُّ، وَقَوْمٌ، آخِرهُم عَبْدُ المُنْعِم بن كُلَيْبٍ.

ترجمہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث مبارکہ روایت کرنے والوں میں الشیخ ابن ناصر، ظاعن بن محمد الزبیری الخیاط، ابو طاہر السّلفی، اور دوسری قوم نے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا، اور ان میں سب سے آخر میں حدیث شریف کا سماع کرنے والے الشیخ الامام عبدالمنعم بن کلیب رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں۔

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائماز الذہبی (۲۹۹:۱۴)

حضرت الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کے استاد

تفسیر الجیلانی میں الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو حضرت الشیخ الامام المحدث ابو عثمان بن محمد بن احمد بن محمد بن جعفر بن ابو سعید بن ملتہ الاصبہانی کا شاگرد لکھا ہے۔

(تفسیر الجیلانی للشیخ الامام عبد القادر الجیلانی (۱:۱۳)

الشیخ الامام الاصبہانی محدثین کی نظر میں

وَقَالَ أَبُو نَصرِ اليُونَارْتِي فِي "مُعْجَمه" :"كَانَ ابْنُ مَلَّة مِنَ الأَئِمَّةِ المَرضِيِّينَ، يَرْجِعُ فِي كُلِّ فَنٍّ مِنَ العِلْمِ إِلَى حظٍّ وَافِرٍ.

وَقَالَ السِّلَفِيّ :هُوَ مِنَ المُكْثِرِيْنَ.

ترجمہ

الشیخ ابو نا صر الیورنارتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب ''المعجم'' میں فرمایا؛ کہ الشیخ الامام الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ائمہ مرضین میں سے ہیں، ہر طرح کے علوم کے زیور سے آپ کی ذات مزین تھی۔

الشیخ الامام ابو طاہر السلفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مکثرین میں سے تھے،

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۲۹۹)

الحافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

إسماعيل بن محمدابن أحمد بن علي أَبُو عُثْمَانَ الْأَصْبَهَانِيُّ أَحَدُ الرَّحَّالِينَ فِي طَلَبِ الْحَدِيثِ، وَقَدْ وَعَظَ فِي جَامِعِ الْمَنْصُورِ ثَلَاثِينَ مَجْلِسًا.

ترجمہ

الشیخ الامام اسماعیل بن محمد بن احمد بن علی ابو عثمان الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کا علم شریف حاصل کرنے کے لئے سفر کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جامع المعصور میں تیس مجالس قائم کیں

(البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۲:۱۷۹)

امام اصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف

مَاتَ أَبُو عُثْمَانَ فِي ثَانِي رَبِيْعِ الأَوَّلِ، سَنَةَ تسع وخمس مائة ,بأصبهان.

ترجمہ

الشیخ الامام الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف ربیع الاول شریف سنہ (۵۰۹ ھ) میں اصبہان میں ہوا۔

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۲۹۹)

الشیخ الامام ابوعثمان اسماعیل بن ملۃ الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی حدیث شریف

اعمال کادارومدارنیتوں پر ہے

أنـا إسـمـاعيل بن ملة الأصبهاني، أنا الشيخ أبو عمر المطهر بن أبي نزار باصبهان، ثنا أبو بكر بن المقرء محمد بن إبراهيم، قال ثنا أبو يعلى الموصلي، ثنا عبيد الله بن عمر القواريري، قال :حدثنا حماداابن زيد قالا :ثنا يحيى بن سعيد.

عن محمد بن إبراهيم التيمي، عن علقمة بن وقاص الليثي قال :سمعت عمر بن الخطاب رضى الله عنه يقول :سـمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :إنما الأعمال بالنيات وإنما لامرىء ما نوى فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله -وفي حديث ابن ملة)(وإلى رسوله.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں اسماعیل بن ملۃ الاصبہانی نے خبردی، ہمیں الشیخ ابوعمر المطہر بن ابی نزار نے اصبہان میں خبردی، ہمیں ابوبکر بن المقرء محمد بن ابراہیم نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں ابویعلی الموصلی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عبیداللہ بن عمر القواریری نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں حماد بن زید نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں یحیی بن سعید نے یہ حدیث شریف محمد بن ابراہیم التیمی سے انہوں نے علقمہ بن ابی وقاص اللیثی سے بیان کی، انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت سیدنا امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ:

ترجمہ متن حدیث

بے شک اعمال کادارومدارنیتوں پر ہے، یقیناً ہرانسان کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہے، بس جس کی ہجرت اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ کی طرف ہے یقیناً اس کی ہجرت اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ ہی کی طرف ہے اورابن ملۃ کی حدیث شریف میں ہے کہ اس کی ہجرت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے۔

(مشیخۃ أبی بکرالمراغی : أبوبکربن الحسین بن عمر، القرشی العبشمی الأموی العثمانی المصری الشافعی المراغی:۵۸)

(الزہدوالرقائق: أبوعبدالرحمن عبداللہ بن المبارک، الترکی ثم المرْوزی:۶۲)

مدرسہ قادریہ

اس بحث میں تین باب ہیں، ایک میں آپ رضی اللہ عنہ کے مدرسہ عالیہ قادریہ کے متعلق کلام ہوگا، اور ایک میں آپ رضی اللہ عنہ کی تدریس کے متعلق بحث ہوگی اور آخر میں آپ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے متعلق کلام ہوگا، جس میں ان کا تعارف اور ان سے مروی احادیث شریفہ بھی بیان کی جائیں گی، اور ان کی جہادی خدمات اور خدمت خلق کے حوالے سے بھی کلام ہوگا۔

نوٹ: ان تینوں ابواب کے حوالہ جات آخر میں دیئے گئے ہیں۔

اس باب میں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کی تاریخ مگر مختصر بیان کی جائے گی
یہاں اس حقیقت کو واضح کرنا ضروری ہے کہ دینی مدارس سنگ وخشت کا نام نہیں بلکہ ہر وہ مقام مدرسہ ہے جہاں علماء کرام اور صلحاء نے بندگان خدا کے قلوب کو علم وعرفان سے منور کیا خواہ وہ مسجد ہو، خانقاہ ہو، یا ان کا حجرہ ہو، ان کا گھر ہو یا مکتب، جہاں وہ تعلیم وتربیت کے لئے بیٹھ گئے وہی دینی مدرسہ بن گیا، حضرت مفتی اعظم پاکستان استاذ العلماء مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب جنرل مشرف نے کہا تھا کہ میں تمھارا مدرسہ بند کردوں گا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی فرمایا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ مدرسہ اس عمارت کا نام ہے بلکہ جہاں عبدالقیوم بیٹھ جائے گا وہی مدرسہ بن جائے گا۔

مورخ وسیاح ابن بطوطہ التوفی سنہ (۷۷۹ھ) نے لکھا ہے کہ مختلف اسلامی ممالک میں جگہ جگہ خانقاہی نظام قائم تھا، اسی خانقاہی نظام کو کبھی رباط تو کبھی زاویہ کہتے ہیں۔ باقاعدہ طور پر مدارس قائم کرنے والوں میں نظام الملک التوفی سنہ (۴۸۵ھ) اور میر علی شیر نوائی التوفی سنہ (۹۰۶ھ) کے نام سرفہرست ہیں۔ بغداد معلیٰ اور نیشاپور، ہرات وغیرہ کے مختلف ادارے دنیا بھر میں مشہور تھے۔ صرف جامعہ نظامیہ جو کہ بغداد معلیٰ میں تعمیر کیا گیا تھا اس میں چھے ہزار طلبہ علم تھے۔ میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سینکڑوں مدارس اور مساجد تعمیر کروائیں بغداد معلیٰ میں ''جامعہ مستنصریہ'' تیرہویں صدی عیسوی میں عجائب زمانہ میں سے تھی۔

یہ دینی مدارس مسلمانوں کی علمی عظمتوں کے چمکتے ہوئے نشانات تھے اور ان تمام علوم وفنون کا مرکز رہے جو علماء سلف سے ان کو بطور میراث ملے تھے۔

ان کی تعلیم کے سامنے جدید تعلیم ہیچ نظر آتی ہے ان علوم کے ماہرین علماء سلف علم کے وہ چمکتے ہوئے آفتاب ومہتاب تھے کہ جن کی عظمتوں کا اعتراف اغیار نے بھی کیا ہے۔ امام غزالی، رازی، طبری، مسعودی، مقدسی، یاقوت حموی، خوارزمی، زکریا رازی، ابن الہیثم، زہراوی جیسے نامور علماء ہیں جن کے علم وفضل کا سکہ اہل یورپ کے دل ودماغ پر ابھی تک قائم ہے۔ اہل یورپ نے علماء اسلام کے گراں قدر علمی شاہکار لاطینی، فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں منتقل کئے یورپ کی موجودہ سائنسی ترقی اہل اسلام کے فضلاء کی مرہون منت ہے۔
یورپ کے جس نشاۃ ثانیہ کے آغاز پر جدید تعلیم کے پرستاروں کو فخر ہے درحقیقت وہ علمائے اسلام خصوصاً اسپین اور سسلی کے عربوں کے علمی کارناموں کی بدولت ہے۔ ان مادیت پرستوں نے اپنے مخصوص مقاصد کی بناء پر صرف طبعی علوم پر زور دیا اور دیگر علوم وفنون جو انہوں نے مسلمانوں سے حاصل کئے تھے، ان پر مغربی لیبل لگا کر ہم تک پہنچانے کی کوشش کی۔

برصغیر میں علماء کرام اور مشائخ عظام نے دینی ادارے قائم کئے، ان کی تفصیل اس مختصر مضمون میں نہیں آسکتی۔ دہلی، لکھنو، بدایوں، بریلی، رام پور، خیرآباد، ٹونک، کانپور، سہارنپور، مرادآباد، سندھ، بلوچستان، سرحد کے مختلف شہر اور پنجاب میں ملتان، لاہور، پشاور، سیالکوٹ، بہاولپور، اور اسی طرح دوسرے مقامات علم ومعرفت اور رشد وہدایت کا گہوارہ رہے ہیں اور دہلی میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درس گاہ بھی اپنا فیض عام کر رہی تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے صاحبزادگان مثل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے اور ادھر بدایون میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محب الرسول جیسے اہل علم پیدا ہوئے

اور انہوں نے بدایون جیسے مرکز کو علمی گہوارہ بنادیا۔

اور اسی طرح اچ شریف کسی زمانے میں بہت بڑا مدرسہ ہوا کرتا تھا اور یہاں پڑھانے والوں میں حضرت سیدنا جلال الدین سرخ پوش رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہوا کرتے تھے اور یہاں پر آنے والے طلبہ کی تعداد کا اندزاہ لگایا جا سکتا تھا اور نہ ہی طالبین کی تعداد کا، پھر ایک زمانہ آیا کہ یہاں حضرت مفتی منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تدریس فرمایا کرتے تھے اور جب یہ فقیر وہاں حاضر ہوا تو مسجد بھی خالی پڑی ہوئی تھی اور مدرسہ کا نام ونشان نہیں تھا بس کچھ مجاور بچ گئے تھے جو اپنے روٹی روزی کمانے کے لئے وہاں پڑے ہوئے تھے۔

لکھنو میں فرنگی محل اسلامی تعلیم کا عظیم مرکز تھا، خیر آباد میں آزادی ہند کے علم بردار حضرت علامہ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے تعلیمی مرکز کا نام تاریخ میں ہمیشہ درخشاں رہے گا، اور ٹونک میں مولانا لطف اللہ ٹونکی اور ان کا مدرسہ کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری، اور ان کا دینی ادارہ بھی علم کے چمکتے ہوئے روشن ستارے ہیں، ان کے علاوہ مشائخ کرام کی خانقاہیں بھی علمی چھاؤنیاں تھیں جیسے خانقاہ مجددیہ، اور خانقاہ ضیفیہ امروہہ میں اور مہار شریف، کوٹ مٹھن شریف، تونسہ شریف، سیال شریف، گولڑہ شریف، بھیرہ شریف، علی پور شریف اور بریلی شریف اور موجودہ دور میں، کھر پڑ شریف، اور خانقاہ سلطانیہ کے تحت بہت سے مدارس چل رہے ہیں اور اسی طرح دعوت اسلامی کے مدارس یہ بھی خانقاہی نظام کے تحت چل رہے ہیں اللہ تعالیٰ کرے اسی طرح ہر ایک شیخ اپنی اپنی خانقاہ کو مدرسہ بنائے تا کہ دین متین کا کام پھر سے عروج پر ہو۔ اور آج بھی کچھ خانقاہیں اور مدارس ایسے ہیں جو اپنے اباؤ اجداد کی یادگاروں کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

اس باب میں چونکہ ہم نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کا ذکر کرنا ہے کہ انہوں نے اس کو کیسے بام عروج پر پہنچایا اور کس طرح بچے ان کی طرف کھنچے چلے آئے اور اہل علاقہ کو ساتھ کے مکانات بھی خرید کر مدرسہ میں شامل کرنے پڑے اور حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی زیر نگرانی کئی مدارس تعمیر کروائے جن کی باگ دوڑ آپ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے ہاتھوں تھی اور ان کی دیکھ بھال بھی کرتے اور وہی ان کے مدرس بھی ہوتے تھے۔

مدرسہ قادریہ کی تعمیر

قال الشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی رحمة الله تعالى عليه رايناكيف ان الشيخ عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه قد تتلمذعلى القاضی ابی سعيد المبارک بن علی المخرمی الذی کانت له مدرسة خاصة فی باب الازج من بغداد، وان الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه جلس للدرس فیهامنذ سنه (۵۲۱) وبعد وفاة القاضی المخرمی، فوض تلامیذه الی الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه، واقبل علی درس الشیخ حتی ضاقت بهم المدرسة، فاشتراها الاغنیاء من تلامیذه وهدموهاواعادوبنائهابعد ان وسعوها، باموال الاغنیاء وعمل الفقراء حتی ان امرة فقیرة جائت بزوجهاالی الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه وقالت له: هذازوجی لی علیه من مهری عشرون

دیناراً ذهبا، وقدوهبت له نصفه بشرط ان يعمل في مدرستک بالنصف الباقي ، فقبل الزوج . اى انهااعفت زوجهامن المهر كله اذاهوعمل في المدرسة بمايعادل عشرة دنيانير ، فكان الشيخ رضى الله عنه يشغله في المدرسة ويطيه لعلمه بانه فقير محتاج الى ان عمل بخمسة دنيانير فقط فاعفاه من الباقي وقال له : انت حل من الباقي .

ترجمہ

الشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ الامام القاضی ابوسعید بن المبارک بن علی المخرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاگردی اختیار کی اور وہ بھی ان کے ہی مدرسہ میں جو انہوں نے خود باب ازج بغداد معلیٰ میں تعمیر کیا تھا،اس مدرسہ میں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے سنہ (۵۲۱ھ) میں تدریس شروع فرمائی اور جب الشیخ القاضی ابوسعید المخرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف ہوا تو ان کے شاگردوں نے وہ مدرسہ مکمل طور پر الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کردیا اور اب الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لوگ جوق درجوق آنے لگے ۔ اتنے طلبہ جمع ہوگئے کہ مدرسہ کی جگہ تنگ ہوگئی، جو اغنیاء تھے انہوں نے اس عمارت کو خرید کر گرادیا اور نئے سرے سے تعمیر اور وسیع کردیا، اغنیاء نے اپنا مال خرچ کیا اور غریبوں نے اس میں مزدوریاں کیں ، یہاں تک کہ ایک مائی صاحبہ جو نہایت غریب تھیں وہ خاوند کو لیکر حضرت الشیخ الامام عبداللہ در الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ یہ میرا خاوند ہے اور میرے مہر کے بیس دینار سونے کے اس کے ذمہ ہیں، میں اس کو اس شرط پر پیسے معاف کرتی ہوں کہ یہ بیس دینار میں سے دس دینار کا کام کرے آپ کے مدرسہ میں اور بقیہ دس دینار میں اس کو معاف کردوں گی ۔یعنی وہ مدرسہ میں مزدوری کرے تو میں اس کو بیس دینار سونے کے معاف کردوں گی ،اب اس نیک دل خاوند نے بھی اس آفر کو قبول کرلیا اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں کام کرنا شروع کردیا اور الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ اس کو ایک دن چھوڑ کر ایک دن کی مزدوری دیا کرتے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ غریب ہے،اس طرح الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اس سے دس دینار کا کام کروایا اور پانچ دینار اس کو دے دیئے اور فرمایا: بقیہ تمھارے لئے حلال ہیں ۔(۱)

تکمیل مدرسہ قادریہ اور اس کی تقسیم

وقال الشيخ الدكتور عبدالرزاق الكيلاني رحمة الله تعالى عليه : وقداكتمل بناء المدرسة في سنة (۵۲۸ھ)فقسمها الشيخ الى مدرسة يدرس فيهاالتلاميذ ، يتلقون الدروس منه في شتى العلوم ، ولى رباط ، يعيش فيه المريدون ، ينامون ويأكلون ويتربون تربية روحية وخلقية على يديه وبارشاداته ، ثم يتفرقون في البلاد يدعون الناس الى مادعاهم الشيخ الجيلانى رضى الله عنه اليه ويرشدونهم الى مارشدهم الشيخ الجيلانى رضى الله عنه ، لان كلامه ومواعظه كانت تنفذ الى قلوبهم وارواحهم وعقولهم ، فتفعل فعلهافيهم . فقدكانت تخرج من قلب عالم مخلص عامل ، لذلك كثيراً ماكانت

تذرف فی مجلسه الدموع ، ویرتفع فیها صوت البکاء والنحیب ، وکان یحضر مجلسه نحو سبعین الف انسان، ویبلغ عددالمحابر احیاناً اربمائة محبرة کماکان یکثر فی مجلسه التائبون من العصاة حتی بلغ عددهم مائة الف تائب ، والمسلمون من الکفار حتی اسلم علی یدیه خمسة آلاف مشرک وکافر .

وکان الناس یجیئون الی مجلسه فی اللیل علی ضوء الشموع والمشاعل وعلی ظهور الخیل والبغال والحمیر والجمال . واصبحت مدرسة تدعی بمدرسة الشیخ عبدالقادر، منذ سنه (۵۲۸ ھ)ولاتزال باقیة حتی الآن حیث تضم ، الیوم مسجداً ومکتبة وتکیة وغرفاً یاوی الیهاالفقراء ابناء السبیل .

ترجمہ

الشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ سنہ (۵۲۸ ھ) میں مدرسہ کی تعمیر مکمل ہوئی تو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اس مدرسہ کو دو حصوں میں تقسیم فرمادیا۔ایک حصہ میں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بچوں کو پڑھایا کرتے اور ان کو مختلف علوم کا درس دیا کرتے تھے اور دوسرے حصہ کو خانقاہ بنادیا، اس میں مرید سوتے اور کھاتے پیتے اور روحانی اور اخلاقی تربیت پاتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ارشادات سنا کرتے تھے۔ پھر مختلف شہروں میں چلے جاتے تھے اور جس چیز کی دعوت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے وہی دعوت ان کو دیتے تھے اور جو ہدایت نامہ حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ جاری فرماتے تھے وہی یہ مرید جاکر ان کو پیغام سناتے تھے، حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کا کلام اور آپ کے مواعظ ان کے دلوں میں اثر کرتے تھے کیونکہ یہ کلام کسی عام شخص کا نہ ہوتا تھا بلکہ ایسے کامل، عالم اور عامل بندے کا کلام ہوتا تھا اور وہ ان کے دلوں اور عقلوں میں فوری اثر کرتا تھا۔ بہت مرتبہ ایسے ہوتا تھا کہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سن کر روتے تھے، ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے اور رونے کی آواز بلند ہوجاتی تھی۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ستر ستر ہزار لوگ جمع ہوتے تھے اور جو علماء کرام آپ رضی اللہ عنہ کے ملفوظات لکھا کرتے تھے ان کی صرف دواتوں کی تعداد چار سو تک پہنچ جاتی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کا وعظ سن کر فاسق وفاجر لوگ توبہ کرتے تھے صرف توبہ کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی اور جو کفر وشرک کو چھوڑ کر دامن اسلام میں آئے ان کی تعداد پانچ ہزار تک جا پہنچی تھی۔

رات کے اندھیرے میں لوگ اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوکر چراغ اور مشعلیں ہاتھ میں پکڑے حاضر ہوتے تھے کوئی خچر پر، تو کوئی گدھے پر، کوئی اونٹ پر سوار ہوتا اور کوئی گھوڑے پر سوار ہوکر آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آتا تھا۔

اور سنہ (۵۲۸ ھ) سے ہی یہ مدرسہ "الشیخ عبدالقادر الجیلانی کے مدرسہ" کے نام سے پکارا جانے لگا، اور یہ مدرسہ ہمیشہ قائم رہا مگر اب آکر یہاں صرف مسجد ومکتبہ، مزار اقدس اور مسافروں اور فقیروں کے لئے کمرے موجود ہیں۔(۲)

مدرسہ کی نگہبانی کرنے والے

وکان للمدرسة مشائخ من تلامیذالشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه یشرفون علیهامنهم أبو العبّاس أحمد بن المبارک المرقعاتیّ رحمة الله تعالی علیه ، ومحمدبن الفتح الهروی . اماالرباط

فکان یشرف علیه تلمذه الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمة الله تعالی عنیه .

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ قادریہ کی دیکھ بھال کرنے والے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے جن میں الشیخ الامام المحدث ابوالعباس احمد بن المبارک المرقعاتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور امام محمد بن الفتح الھروی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کا نظام سنبھالنے والے بھی حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت الامام محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ تھے۔ (۳)

تدریس سے لگاؤ

قال الدکتور الشیخ عبدالرزاق الکیلانی رحمة الله تعالی علیه : کان الشیخ یمضی ایامه فی المدرسة ، ویخرج یوم الجمعة الی المسجد ، وکان یلقی درساً عاماً فی الوعظ والارشاد ، صباح الجمعة ومساء الثلاثاء فی المدرسة ،وصباح الاحد فی الرباط ، واستمرعلی ذلک ثلاثاوثلاثین سنة من سنة ۵۲۸ھ) الی سنه (۵۶۱ھ).

ترجمہ

الشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سارا ہفتہ مدرسہ میں ہی گزارتے تھے اور بچوں کو پڑھاتے رہتے تھے اور صرف جمعہ کے دن اور وہ بھی جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے باہر تشریف لایا کرتے تھے، اور آپ رضی اللہ عنہ جمعہ کی صبح اور منگل کی شام اور اتوار کی صبح کو خانقاہ شریفہ میں درس دیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ مبارک سنہ (۵۲۸ھ) سے لیکر سنہ (۵۶۱ھ) تک مسلسل تینتیس سال جاری رہا۔ (۴)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو تدریس کے ساتھ کیسا لگاؤ تھا کہ پورا پورا ہفتہ اپنے مدرسہ سے باہر ہی نہ جایا کرتے تھے، اور مسلسل تدریس فرمایا کرتے تھے، کاش کہ ہمیں بھی ایسے مشائخ میسر آتے جو علماء کی جماعتیں تیار کرتے تاکہ دین متین کا کام عروج پاتا اور ہمارے ملک سے لادینیت ختم ہو جاتی۔

الامام عبدالقادر الجیلانی کے مدرسہ قادریہ کی شان

وکان الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه یقول :أیما امرء مسلم عبر علی باب مدرستی خفف الله عنه العذاب یوم القیامة.

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو بھی مسلمان میرے مدرسہ قادریہ کے دروازے سے گزر گیا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ (۵)

صرف مدرسہ کے دروازے سے گزرنے کی برکت

اخبرنا الشیخ ابوعبدالله محمدبن عیسی بن عبدالله بن قیمان بن علی الارزنی الرومی الحنفی قال :

اخبرنا الشيخ الجليل ابن الشيخ ابی العباس احمد بن علی الصرصری بهاسنه تسع وعشرين وستمائة، قال اخبرنا ابی قال :سمعت الشيخ عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه يقول :أيما امرء مسلم عبر علی باب مدرستی خفف الله عنه العذاب يوم القيامة. وجاء ه شاب الی بغداد وقال له : ان ابی قدمات ورائيته البارحة فی المنام، وذكر انه معذب فی قبره، وقال لی: اذهب الی الشيخ الامام عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه وسله لی الدعاء، فقال له : اعبر علی مدرستی ؟ قال : نعم، فسكت فعاد ولده من الغد وقال : قد رائيته البارحة مستبشرا، وعليه حلة خضراء، فقال لی : قدرفع عنی العذاب وكسيت ماتری ببركة الشيخ الامام عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه، فعليك ياولدی ملازمته، فقال الشيخ الجيلانی رضی الله عنه ان ربی وعدنی ان يخفف العذاب عمن عبر علی مدرستی من المسلمين.

ترجمہ

ہمیں الشیخ بوعبداللہ محمد بن عیسی بن عبداللہ بن قیمان بن علی الارزی الرومی الحنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں الشیخ الجلیل ابن الشیخ ابوالعباس احمد بن علی الصرصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سنہ (۵۲۹ھ) میں بغداد معلّٰی میں خبر دی، انہوں نے کہا: میں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے سناوہ فرماتے تھے کہ جو مسلمان بھی میرے مدرسہ کے دروازے سے گزر گیا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ایک روز بغداد معلّٰی کا ایک شخص حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوا: حضور! میرے والد ماجد فوت ہو گئے ہیں، میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذاب میں مبتلا ہوں، تم حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور عرض کرو کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالی مجھ سے عذاب دور کر دے۔حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمھارا والد میرے مدرسے کے دروازے سے کبھی گزرا تھا؟ تو اس نے عرض کیا: جی ہاں۔حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔دوسرے دن پھر وہی شخص حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوا: کہ حضور! آج میں نے اپنے والد ماجد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش وخرم ہیں اور سبز لباس پہنے ہوئے ہیں۔الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا، اور مجھے میرے والد ماجد نے یہ نصیحت کی کہ تم الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کرو۔

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: بے شک میرے رب تعالی نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسے کے دروازے سے گزرے گا میں اس کے عذاب میں تخفیف کردوں گا۔(۶)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا طریقہ تدریس

مسلمان اجتماعی قوت اس میں صرف کریں کہ ان کے اندر سے کام کے آدمی ختم نہ ہونے پائیں، اگر ایک اٹھ جائے تو دوسرا اس کی جگہ لینے کے لئے موجود ہو۔گردش لیل ونہار انسان کو ختم کرنے میں لگے ہوئے ہیں، مرنا سب نے ہے، اس لئے ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ ہر شخص کی استعداد اور صلاحیت کے مطابق اس کی مناسب تربیت ہوتی رہے اور کام کے لوگ ختم نہ ہونے پائیں، وگرنہ اگر بے پرواہی سے

کام لیا اور تعلیم وتربیت کا پورا انتظام نہ کیا تو تھوڑے دنوں میں کام کا کوئی آدمی نہ رہے گا اور یہ قوم کے لئے تباہی کا گڑھا ہوگا، جس میں گر کر اس کی ہستی ناپید ہو جائے گی۔

آجکل اہل سنت علماء میں یہی چیز پیدا ہوگئی ہے کہ وہ پڑھ کر یا تو دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں یا ذکر وشغل میں لگ جاتے ہیں، درس وتدریس ترک کر دیتے ہیں اور تو اور وہ اپنے مکان کو بھی مدرسہ نہیں بناتے، اکثر کی یہ حالت دیکھی ہے کہ جو کچھ پڑھتے ہیں مدرسہ میں ہی چھوڑ آتے ہیں، دوسروں کی تو کیا خود اپنی اور اپنے گھر والوں بیوی بچوں کی بھی اصلاح نہیں کرتے۔

معزز اساتذہ کرام!

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ استاد ایک اہم شخصیت ہے تو یہ دعوی ہم اس کی ذمہ داریوں کی بنا پر کرتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ بعض استاد سوچیں کہ ہمارا کام تو محض معلومات کا انتقال ہے، حالانکہ ان کا مقصد اس سے بہت اہم ہے اور بہت بلند ہے، استاد والدین کے بعد وہ دوسرا نمونہ ہے جو تربیت کے نکتہ سے اہم ترین ہے اور جس سے خیر اور شر کے معاملے میں بھی شاگرد اثر قبول کرتے ہیں، یہ المیہ صرف اور صرف مسلمان اساتذہ اور اسلامی دنیا میں رونما ہوا ہے، کہ یہاں استاد محض معلومات کے حصار میں مقید ہو کر رہ گیا ہے، حالانکہ دنیا بھر میں استاد پہلے مربی سمجھا جاتا ہے، معلومات بہم پہنچانے کی ذمہ داری دوسرے نمبر پر آتی ہے، معزز بھائیو! استاد ذمہ دار غیر معمولی طور پر اہم بھی ہے اور نازک بھی، اس لئے نہیں کہ وہ تنہا ہے بلکہ اس لئے کہ اس نے معاشرے کے تمام مخالفانہ لہروں کا مقابلہ کرنا ہے، وہ لہریں جو ٹیلی ویژن اور ریڈیو اور کیبل وغیرہ اور فیس بک جیسی ہیں اور معاشرہ کی جانب سے اٹھتی ہیں، استاد کا فرض ہے کہ ان مزاحمتی لہروں کے خلاف ڈٹا رہے اور ماسوی اللہ سے بے نیازی کی بات کرتا رہے، لیکن طالب علموں پر اگر انکشاف ہو جائے کہ استاد تو مادی خواہشات کے سامنے جھک جاتا ہے تو اس کا سارا وعظ وتلقین دھرے کا دھرا رہ جائے گا، بلکہ ردعمل بہت بھیانک ہوگا۔

میرے ساتھیوں مسلمان استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کا صحیح نمونہ ہو ورنہ اس کی دعوت وتبلیغ کی ساری کوششیں اکارت جائیں گی۔ پیشہ ور استاد اپنے کردار سے مفید نہیں بلکہ ضرر رساں بن جاتا ہے، اسلام کو وہ استاد مطلوب ہے جو دعوت کا علمبردار بھی ہو، اور اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مطابق اپنی تربیت بھی کی ہو۔ اور اگر ہمارا یہ دعوی ہے کہ ہم طلبہ کی تربیت اسلامی طریقہ سے کرنا چاہتے ہیں تو پہلے ہمیں خود اپنی تربیت واصلاح کا کام لازمی طور پر کرنا ہوگا۔ جو ذمہ داری ہم نے اپنے ذمے لی ہے وہ نہایت عظیم بھی ہے اور بڑی نازک بھی، بھائیوں مجھے معلوم ہے اہل سنت معاشی طور پر مظلوم ہیں، لیکن ہم اگر غم دوران کا شکار ہو کر اپنے فریضے کو فراموش کریں گے تو اس امت کو ضائع کرنے کے مجرم ہوں گے، میں یہ نہیں کہتا کہ آپ فرشتے بن جائیں اور انسانی تقاضوں کو بھول جائیں، ایسا ممکن نہیں ہے، میرا مشورہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اپنے مشن کو ہر قدم پر مقدم رکھیں اور باقی سارے مسائل ومعاملات کو ثانوی حیثیت دیں۔ اگر آپ کو میرا یہ مشورہ قبول نہیں اور آپ محض پیشہ ور استاد بن کر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی۔

ایسے لوگوں کے لئے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ایک ملفوظ شریف نقل کیا جاتا ہے تاکہ بات کو سمجھنے میں آسانی ہو

عرض: یہ (یعنی مجاہدہ) تو حضور اِسی کا ہو رہے تو ہوسکتا ہے۔ دنیوی ذرائعِ معاش (یعنی روزی کمانے کے دُنیوی ذریعے) اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بھی نہایت دِقّت طلب (یعنی مشکل) ہے اور یہ دینی خدمت جو اپنے ذمّہ لی ہے اُسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔

ارشاد : اُس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ۔ امام ابو اسحٰق اسفرائنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) جب انہیں مُبتَدِعین (یعنی گمراہوں) کی بدعات کی اِطّلاع ہوئی تو پہاڑوں پر اُن اکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترکِ دنیا ومافیہا (یعنی دنیا اور اس کا ساز وسامان چھوڑ) کر کے مجاہدات میں مصروف تھے، ان سے فرمایا:

یَا اَکَلَةَ الْحَشِیْشِ اَنْتُمْ هٰهُنَا وَ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتَنِ.

اے سوکھی گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور اُمتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں میں ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ اِمام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہیں ہوسکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مُبتَدِعین کے رد میں نہریں بہائیں (یعنی شدید وکثیر ردّ کیا)۔ (۷)

میرے بھائیو! آپ رسول اللہ ﷺ کے نائب ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعثت معلما! کے مطابق رسول اللہ ﷺ معلم بن کر تشریف لائے، اسی لئے ہمیں آپ ﷺ کے طرزِ عمل کو نہیں بھولنا چاہئے، مجھے معلوم ہے کہ آپ نیکی اور بھلائی کا بیج بوتے ہیں، مگر اسے میڈیا برباد کر کے رکھ دیتا ہے، اس صورتحال کے پیش نظر ہم ایک بار رسول اللہ ﷺ اور معلم کے رشتے کی طرف آتے ہیں، اگر ایک نبی طویل عرصے تک دعوت کا کام کرتا ہے اور مایوس نہیں ہوتا، پھر فرض کریں مایوس ہو کر تبلیغ ترک کردے تو لوگوں کو کبھی بھی ہدایت نہیں ملے گی، لیکن اگر معلم مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھے، وہ گھر، گلی، معاشرے اور ذرائع ابلاغ کے مخالفانہ رویہ سے بددل ہو جائے تو اصلاح کی کوئی صورت پیدا نہ ہوگی، تو وہ وارث نبی اور نبی کا نائب کہلانے کا حقدار نہیں ہے، لھذا یہ انتہائی لازم ہے کہ استاد مشکل حالات میں بھی صبر واستقامت کے ساتھ تعلیم وتعلم کا کام جاری رکھے اور مخالف لہروں کے سامنے ڈٹ جائے، استاد کو دنیاوی انعام کی امید ہرگز نہیں رکھنی چاہئے اور اسے صرف اخروی اجر کے بھروسے پر کام کرنا چاہئے، دوسرے الفاظ میں نہایت ہی مایوس کن حالات میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اسے سمجھ لینا چاہئے کہ نیکی کا کوئی بھی کام ضائع نہیں ہوتا، اس دنیا میں بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور آخرت کا ثواب بھی ضرور ملے گا، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بیج بونے والوں کو اس کا پھل نہیں ملتا، اور اس سے آنے والی نسلیں ہی مستفید ہوتی ہیں، اب اگر کوئی کہے کہ مجھے جب تک یقین نہ ہو جائے کہ بیج کا پھل مجھے اسی زندگی ہی میں ملے گا اس وقت تک میں بیج نہیں بوؤں گا تو پھر اس سے زندگی کا سارا نظام ہی معطل ہو کر رہ جائے گا، اس کے برعکس اگر بیج بونے والا حقیقت پسندی سے یہ سمجھ لے کر وہ جو بھی بوئے گا اس کا فائدہ اس کو بھی پہنچے گا آئندہ نسلیں اس سے ضرور بہرور ہوں گی تو خیر اور بھلائی کا سلسلہ جاری رہے گا اور اسے اس کا اجر بھی ضرور ملے گا، لھذا تاریک ترین ماحول میں اصلاح کا کام جاری رکھنا چاہئے۔

یہ دور قحط الرجال کا دور ہے کتنے علماء کرام اس دنیا سے رخصت ہوگئے کہ ان کے جانشین نظر نہیں آتے اور کتنے علماء اٹھتے جا رہے ہیں مگر ان کے پیچھے ان کی مسند سنبھالنے والا نظر نہیں آتا۔ اسی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے امام اہل سنت رضی اللہ عنہ بھی نظر آتے ہیں۔

امام اہل سنت الشیخ الامام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت قریب ہے، اچھے لوگ اٹھتے جاتے ہیں، جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا۔ (پھر فرمایا): امام بخاری نے انتقال فرمایا تو نوے ہزار شاگرد محدّث چھوڑے، سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا اور ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے۔ محدّث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب جبکہ ہزار

مرتے ہیں اور ایک بھی نہیں چھوڑتے۔(۸)

وہ کتنا عظیم وقت تھا کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ہر سال تین ہزار سے زائد افراد پر مشتمل علماء کرام کی جماعت تیار کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر ایک لاکھ سے زائد علماء کرام تیار کئے۔اب ہم غور کریں، کہ آج کتنے علماء جارہے ہیں اور اپنے پیچھے کتنے علماء چھوڑ کر جارہے ہیں الاماشاء اللہ۔

الشیخ رضی اللہ عنہ تیرہ علوم میں کلام فرمایا کرتے تھے

قال الامام عبدالوهاب الشعرانی رحمة الله تعالى عليه:وكان رضى الله عنه يتكلم فى ثلاثة عشر علماً، وكانوا يقرء ون عليه فى مدرسته درساً من التفسير، ودرساً من الحديث ودرساً من المذهب، ودرساً من الخلاف، وكانوا يقرء ون عليه طرفى النهار التفسير، وعلوم الحديث، والمذهب، والخلاف، والأصول، والنحو وكان رضى الله عنه يقرأ القرآن بالقراء ات، بعد الظهر.

ترجمہ

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ تیرہ علوم میں کلام کیا کرتے تھے، طلبہ کرام آپ رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے تفسیر اور حدیث شریف کا درس لیا کرتے تھے،اور مذہب کا درس لیا کرتے تھے اور مسائل خلافیہ کا درس لیا کرتے تھے،اور صبح وشام کو علوم تفسیر،علوم حدیث اور مذہب اور خلاف،اصول اور علم نحو پڑھا کرتے تھے۔اور مختلف قراءتیں قرآن کریم کی نماز ظہر کے بعد پڑھا کرتے تھے۔(۹)

شاگردوں پر شفقت کی انتہاء

قال ابن رجب الحنبلى رحمة الله تعالى عليه ونقلت من خط الإمام صفى الدين عبد المؤمن بن عبد الحق البغدادى .قَالَ :قرأت بخط الإمام أبى أحمد عبد الصمد بن أحمد بن أبى الجيش .قَالَ: حدثنى أحمد بن مطيع الباجسرائى .قَالَ :كنت أجىء من مدرسة الوزير ابن هبيرة من باب البصرة إلى الشيخ عبد القادر، فجئت فى بعض الأيام، وهو كأنه ضجران، فانتهرنى .وقال :قم، فمضيت، فبينا أنا فى بعض الطريق انفذ خلفى، فجئت .فقال :لما حردت عليك، ومشيت نمت، فرأيت النَّبِىّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقال :أنت معلم الخير لا تضجر .أنت معلم الخير لا تضجر .أنت معلم الخير لا تضجر -ثلاث مرات -قَالَ :ثم أخذ على، وأقرأنى.

ترجمہ

الشیخ الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:میں نے الامام صفی الدین عبدالمومن بن عبدالحق البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خط سے یہ نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابواحمد بن عبدالصمد بن احمد بن ابی الجیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر میں پڑھا۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے الشیخ احمد بن مطیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں وزیر ابن ہبیرہ کے مدرسہ میں جو کہ باب

البصرہ میں واقع تھا میں پڑھتا تھا وہاں سے چھوڑ کر الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں چلا گیا تو وہاں میں کسی دن آیا تو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایسا لگا کہ گویا کہ وہ پریشان ہیں پس انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا: اٹھ جا یہاں سے، میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا ابھی میں راستے میں ہی تھا کہ پیچھے سے مجھے روکا اور فرمایا: جب میں نے تم کو جھڑکا اور تم چلے گئے میں بھی اٹھا اور جا کر لیٹ گیا اسی دوران میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عبدالقادر! تم خیر سکھانے والے ہو تم غصہ نہ کیا کرو،: اے عبدالقادر! تم خیر سکھانے والے ہو تم غصہ نہ کیا کرو،: اے عبدالقادر! تم خیر سکھانے والے ہو تم غصہ نہ کیا کرو، یہ بات رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین بار فرمائی۔

الشیخ احمد بن مطیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر شیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ مجھے لیکر اپنے مدرسہ میں آئے اور مجھے پڑھانا شروع کر دیا۔(۱۰)

اس میں ہمارے دور کے اساتذہ کے لئے بہت بڑا سبق ہے، کہ حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ شاگردوں کے ساتھ کیسی خیر خواہی کے ساتھ پیش آتے تھے اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کے طالب علم کو تکلیف ہو تو خود میرے آقا کریم ﷺ کو بھی گوارا نہیں کہ حضور ﷺ حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کو فرما رہے ہیں کہ جاؤ اور اس طالب علم کو واپس لاؤ۔

طلبہ پر شفقت کا انداز

قال الامام عبدالقادر الاربلی رحمة الله تعالى عليه : الشيخ الامام عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه كل يوم يعطی درسهم ويقرء هم ،فمن لم يكن له قلم يعطيه من اقلامه .

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الاربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ روزانہ طلبہ کو سبق پڑھایا کرتے تھے اور اس میں ناغہ نہیں ہوتا تھا، اور جس طالب علم کے پاس قلم نہ ہوتا اسے اپنے پاس سے قلم عطا فرماتے تھے۔
(تفریح الخاطر الشیخ الامام عبدالقادر اربلی:۴۵)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے ہاں طلبہ کی کتنی عزت تھی، اور کتنی شفقت فرماتے تھے کہ ان کو قلمیں وغیرہ اپنے پاس سے مہیا کرتے تھے، اس میں ہمارے دور کے مشائخ کرام کے لئے بھی درس ہے کہ اپنی خانقاہوں کو طلبہ کے ذریعے آباد کریں، نہ کہ لچر قسم کے لوگ اپنے گرد جمع کریں جو نہ دین کے اور نہ ہی دنیا کے کسی کام کے ہیں۔

ہمارے پنجاب کے ہی ایک نامی گرامی پیر صاحب ہیں ان کے بیٹے نے اصرار کیا ہے کہ مجھے درس نظامی کرنی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کا دین مبارک پڑھنا ہے مگر پیر صاحب بضد تھے کہ نہیں بیٹا! آپ نے یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنی ہے، بہت عرصہ تک یہی کشمکش رہی مگر قبلہ پیر صاحب کو فتح ہوئی اور ان کا بیٹا مدرسہ جانے کی بجائے یونیورسٹی کی زینت بنا۔

اب میں کس کو دین کا دشمن کہوں، پیر کو عزت ملی دین سے اور دین کے ہی نام پر انہوں نے پیسہ کمایا اور بڑی بڑی سوسائٹیوں میں رہائشیں اختیار کر لیں اور دین کے دشمن بھی یہی لوگ ہیں، آج مولوی اپنے بچوں کو دین کی طرف راغب نہیں ہونے دیتا، افسوس ہے اس مولوی پر جس کو عزت دین کے نام پر ملی اور وہ یہی کہتا ہے کہ میں تو اپنے بیٹوں کو مدرسہ میں نہیں پڑھواؤں گا۔

میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ ہی غور کریں کہ کتنے علماء کرام ہیں جو اپنے بیٹوں کو بھی دیندار بناتے ہیں اور کتنے پیر ہیں جو اپنے بیٹوں کو دینی تعلیم دلواتے ہیں؟

کند ذہن طلبہ پر بھی محنت فرماتے تھے

عن احمدبن المبارک المرفعاقال : کان من جملة من تلامیذ الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ رجل یقال لہ ابوعجمی بلیدالخواطر بعید الذھن لایکاد یفعھم الشئی الابعد مشقة شدیدة ، فبینما ھو یقرء علی الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ اذ دخل بعض الرئوساء الی زیارة الشیخ رضی اللہ عنہ ، فتعجب من صبر الشیخ رضی اللہ عنہ علی ذلک الرجل ، فذکرلہ فی ذلک ، فقال الشیخ الامام رضی اللہ عنہ :بقی من عمر الرجل ھذا وتمشی معہ دون الاسبوع ویمضی الی اللہ تعالی ، فتعجب الرئیس من ذلک واخذ یعد یوماً بعد یوم فمات الرجل آخر یوم من الاسبوع وحضر ذلک الرئیس الصلوة علیہ .

ترجمہ

حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بڑی محنت اور جانفشانی سے طلبہ کرام کو پڑھایا کرتے تھے، احمد بن المبارک المرفعا بیان کرتے ہیں: ایک عجمی شخص جس کو ابو عجمی کہا جاتا تھا، نہایت ہی غبی اور کند ذہن تھا، بڑی محنت وکوشش سے سمجھانے کے باوجود بھی وہ مسئلہ نہ سمجھ سکتا تھا اور وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں علم حاصل کرتا تھا۔ ایک دن جب آپ رضی اللہ عنہ ابو عجمی کو بڑی جانفشانی سے پڑھا رہے تھے، تو ایک رئیس حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ کے اس قدر محنت اور کوشش سے پڑھانے پر وہ رئیس حیران ہوئے، جب ابو عجمی سبق پڑھ کر چلے گئے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو عرض کیا: آپ رضی اللہ عنہ کے اس کو پڑھانے میں اس قدر مشقت برداشت کرنے پر میں حیران ہوں، تو حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے ساتھ میری محنت اور جانفشانی کے دن ایک ہفتہ سے بھی کم رہ گئے ہیں، ایک ہفتہ بھی نہ گزرے گا کہ یہ بیچارا اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گا، وہ رئیس کہتے ہیں: ہفتہ کے آخری دن اس ابو عجمی کا انتقال ہو گیا، اور میں نے خود اس کے جنازے میں شرکت کی۔(۱۱)

آج ہمارے ہاں کند ذہن طلبہ سے اساتذہ بھاگتے ہیں اور ان بیچاروں کو کوئی پڑھانے پر تیار نہیں ہوتا ہے اور اسکول وکالج کے لوگ تو ویسے ہی اس نیکی سے دور ہیں کہ انہوں نے تو نمبر رکھے ہوئے ہیں اتنے نمبر ہوں تو ہمارے ہاں تعلیم حاصل کر سکتے ہو وگرنہ نہیں۔ ان بے چاروں کا کیا بنے گا اور یہی حال آج مدارس والے کرتے ہیں کند ذہن طلبہ کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ کاش کہ ہمارے مدارس والے بھی حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ مبارکہ کو اپنائیں اور ہر طرح کے طلبہ کو زیور علم سے آراستہ کریں۔

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے احادیث شریفہ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلا، میں نے چادر پھیلا دی، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ہوا میں سے لپ بھرے اور چادر میں ڈال دئے اور مجھے فرمایا: کہ ان کو سینے سے لگا لو۔ تو میں نے اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا تو اس کی برکت سے پھر کچھ بھی نہیں بھولا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طالب علم کے حفظ و فہم کی کوئی تدبیر اپنے علم وقدرت میں ہو تو بتقاضائے شفقت اس کو مشورہ اور سعی کا اہتمام فرمایئے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بچوں کی ذہنی تربیت کیسے کی؟

وتعتبر تعاليم الشيخ عبد القادر ومدرسته ذات أثر ملموس ساهم فى نهوض الأمة فى عهد الزنكيين والأيوبيين وكان الشيخ عبد القادر على أصول منهج أهل السنة فى الأصول والفروع وكانت له جهود مشكوره للتصدى للمذهب الشيعي الرافضى، وإعداد الأمة للجهاد ضد الصليبيين الغزاة .

ترجمہ

الشیخ علی محمد محمد الصلابی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ قادریہ میں امت کو بیدار کرنے کا کام کیا گیا اور یہ وہ دور سلطان اسلام سلطان نور الدین محمود زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی اور سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا تھا، اور الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے منہج اہلسنت پر اصول وفروع میں طریقہ تدریس اپنایا اور ان کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور انہوں نے رافضی شیعی مذہب کی بیخ کنی میں بہت بڑا کردار ادا کیا اور ساتھ ہی ساتھ امت کو جہاد کے لئے اور غازیوں کو صلیبیوں کے خلاف جنگ کے لئے تیار کیا۔(۱۲)

اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کی ذہنی فکر کو درست راستے پر لانے کا کام استاد کے ذمے ہوتا ہے، جس طرف استاد لگادے طلبہ پھر اسی جانب دھیان دیتے ہیں، اور الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں کہ انہوں نے کیسے بچوں کی تربیت کی کہ وہ مجاہد بنتے اور گھروں اور حجروں میں جاکر بیٹھنے کی بجائے وہ میدان کارزار کا رخ کرتے تھے، ان میں کوئی قلمی جہاد کرتا تو کوئی لسانی جہاد کرتا تو کوئی تلوار تھام کر سلطان ایوبی کے ساتھ یا پھر سلطان زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ساتھ جا کھڑا ہوتا تھا، ان میں ابو عمر ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھیں، یا زین الدین ابن نجاء رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھیں، یا موفق الدین ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہوں یا پھر خود حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہوں انہوں نے بھی جہاد میں زندگیاں بیتائی ہیں۔

آج ہمارے بچے پیدا ہوتے ہی ان میں صرف اور صرف کمانے کی فکر پیدا کی جاتی ہے اور اساتذہ بھی اسی پسماندہ ذہنیت کے شاہکار ہیں کہ وہ بچوں کی تربیت کریں اس طرح ہمارے معاشرہ میں لوگ پیدا نہیں ہوتے، جن کو اقبال کا شاہین کہا جاسکے۔

طلبہ کے ذوق کا لحاظ

وكذا ذكر ابْن النجار فِي تاريخه :أَنَّهُ سأل الحافظ عَبْد الغني عَن مولده؟ فَقَالَ :إِمَّا فِي سنة ثلاث أَوْ فِي سنة أربع وأربعين وخمسمائة.

قَالَ الحافظ :والأظهر أَنَّهُ فِي سنة أربع .وقدم دمشق صغيرا بَعْد الخمسين، فسمع بها من أَبِي المكارم بْن هلال، وأبى المعالى بْن صابر، وأبى عَبْد اللَّهِ بْن حمزة بْن أَبِي جميل القرشي وغيرهم .ثُمَّ رحل إِلَى بغداد سنة إحدى وستين، هُوَ والشيخ الموفق، فأقاما ببغداد أربع سنين .وَكَانَ الموفق ميله إِلَى الفقه، والحافظ عَبْد الغنى ميله إِلَى الْحَدِيث .فنزلا عَلَى الشيخ عَبْد القادر .وَكَانَ يراعيهما ويحسن إليهما،

وقرأ عَلَيْهِ شَيْئًا من الْحَدِيث و الفقه.

ترجمہ

اوراسی طرح مورخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے الحافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی ولادت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ ان کی ولادت سنہ (۵۴۳، ۵۴۴ھ) میں ہوئی، الحافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ان کی ولادت سنہ (۵۴۴ھ) میں ہوئی، الشیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنہ (۵۵۰ھ) کے بعد بچپن میں ہی دمشق آگئے تھے، اور یہاں آکر الشیخ ابوالمکارم بن ہلال اور ابوالمعالی اور ابوعبداللہ بن حمزہ بن ابوجمیل القرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ پھر الشیخ الحافظ عبدالغنی المقدسی اور الشیخ وموفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں دمشق سے بغداد معلّیٰ آگئے، الشیخ موفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا میلان فقہ جبکہ الحافظ عبدالغنی المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جھکاؤ حدیث شریف کی طرف تھا، جب یہ دونوں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے دونوں کی رعایت فرمائی (ایک کو فقہ اور دوسرے کو حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے) اور ان دونوں کے ساتھ بہت زیادہ احسان فرمایا اور ان دونوں نے الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ سے علم فقہ اور علم حدیث پڑھا۔ (۱۳)

اس سے معلوم ہوا کہ طلبہ کی رعایت رکھنا بہت ضروری ہے جس طرح الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ رکھا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے ایسی بات کرو جو وہ سمجھیں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کریں۔

اس حدیث مبارک سے یہ بات معلوم ہوئی طالب علم کی تعلیم میں اس کے فہم واستعداد کا لحاظ رکھیں اور اسی کے لحاظ سے ترتیب کتاب ومقدار وعدد سبق تجویز کریں۔

بچوں کے لئے کھانا گھر سے آتا

أنبأنا أَبُو بَكْر بْن طَرْخان أنّ الشَّيْخ الموفَّق أخبرهم، وقد سُئل عَنِ الشَّيْخ عَبْد القادر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أدركناه فِي آخر عُمره، فأسكننا فِي مدرسته، وكان يُعْنَى بنا، ورُبّما أرسل إلينا ابنه يحيى، فيُسْرِج لنا السِّراج، وربّما يرسل إلينا طعاما من منزله. وكان يُصلّي الفريضة بنا إماما، وكنت أقرأ عَلَيْهِ من حِفْظي من كتاب الخِرَقيّ غُدْوةً، ويقرأ عَلَيْهِ الحافظ عَبْد الغنيّ من كتاب الهداية. وما كَانَ أحد يقرأ عَلَيْهِ ذَلِكَ الوقت سوانا، فأقمنا عنده شهرا وتسعة أيّام، ثمّ مات، وصلّينا عَلَيْهِ ليلا فِي مدرسته. ولم يسمع عَنْ أحدٍ يُحكى عَنْهُ من الكرامات أكثر مما يُحكى عَنْهُ، ولا رَأَيْت أحدا يعظّمه النّاسُ من أجل الدّين أكثر منه. وسمعنا عَلَيْهِ أجزاء يسيرة.

ترجمہ

ہمیں ابوبکر بن طرخان رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ الشیخ موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو خبر دی کہ ان سے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ ہم الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی ظاہری

زندگی کے آخری ایام میں پہنچے تو الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے ہم کو اپنے مدرسہ میں ٹھہرایا اور ہمارا بہت زیادہ خیال رکھا کرتے تھے اور کبھی اپنے بیٹے حضرت سیدنا الامام یحیی بن الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو بھیجتے وہ آکر ہمارے لئے چراغ روشن کرتے تھے اور کبھی ہمارے لئے خاص اپنے گھر سے کھانا بھیجتے تھے۔

اور الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ ہمیں خود نماز پڑھایا کرتے تھے، میں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس صبح ہی صبح کتاب الخرقی پڑھا کرتا جبکہ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کتاب الہدایہ پڑھا کرتے تھے، اور یہ وہ وقت تھا جب ہمارے علاوہ الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی نہیں پڑھتا تھا، (یعنی خاص وقت عطا فرمایا کرتے تھے) اور ہم ان کے ہاں اکتالیس دن رہے پھر حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا (یاد رہے درست روایت یہی ہے کہ انہوں نے حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پچاس دن رہے) اور ہم نے الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ قادریہ میں ہی رات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ ادا کیا۔ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ دین کی وجہ سے کسی کی عزت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی طرح کی جاتی ہو۔ (۱۴)

استاد کو چاہیئے کہ بچوں پر شفقت کرے اور ان کو اپنے بیٹوں کے برابر جانے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (انما انا لکم مثل الوالد لولدہ) میں تمھارے لئے ایسا ہوں جیسا کہ والد اپنے بیٹے کے لئے۔ ابو ہارون عبدی اور شہر بن حوشب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب ہم طالب علم حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ فرمایا کرتے تھے: خوش آمدید خوش آمدید۔ رسول اللہ ﷺ کی وصیت سنو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: عنقریب زمین تمھارے لئے مسخر کر دی جائے گی، اور تمھارے پاس کم عمر بچے آئیں گے جو علم کے بھوکے پیاسے ہوں گے۔ تفقہ فی الدین کے خواہشمند ہوں گے، اور تم سے سیکھنا چاہیں گے، جب وہ تمھارے پاس آئیں تو تم ان کو علم سکھانا، مہربانی سے پیش آنا، ان کی آؤ بھگت کرنا اور میری حدیث ان کو سکھانا۔ جامع البیان)

یہی وہ شفقت حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے ہاں نظر آتی ہے۔

حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد

الامام المحدث الفقیہ الواعظ الشیخ ابن نجاء الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ولادت باسعادت

ابن نجا الواعظ زين الدين أبو الحسن علي بن إبراهيم بن نجا الدمشقي، الحنبلي نزيل مصر .ولد سنة ثمان وخمسمائة، وتفقه ببغداد، وعاد إلى دمشق وقدم مصر وصحب السلطان صلاح الدين بن أيوب وحظي عنده، وكان له مكانة بمصر .مات في رمضان سنة تسع وتسعين وخمسمائة.

ترجمہ

الشیخ ابن نجاء الواعظ زین الدین ابوالحسن علی بن ابراہیم بن نجا الدمشقی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۰۸ھ) میں ہوئی، انہوں نے علم فقہ بغداد معلّٰی میں حاصل کیا اور پھر دمشق آ گئے، اور پھر مصر آئے اور سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ساتھ دوستی ہوگئی، الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بہت زیادہ عزت تھی سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہاں اوردونوں مصر میں اکٹھے رہے۔ الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف رمضان المبارک سنہ (۵۹۹ھ) میں ہوا۔ (۱۵)

ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

ولد بدمشق سنة ثمان وخمسمائة فيما ذكره ابن نقطة، والمنذرى، وغيرهما، وقال ابن الحنبلي :سنة عشر، وسمع بدمشق من أبي الحسن على ابن أحمد بن قيس، وسمع درس خاله شرف الإسلام عبد الوهاب، وتفقّه، وسمع التفسير، وأحب الوعظ، وغلب عليه واشتغل به .

ترجمہ

الشیخ ابن نجار رحمہ اللہ تعالی سنہ (۵۰۸ھ) میں پیدا ہوئے، یہی ابن نقطہ والمنذری اوران کے علاوہ مورخین نے نقل کیا ہے اورابن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے کہ ان کی ولادت سنہ (۵۱۰ھ) میں ہوئی۔

الشیخ ابن نجاء رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دمشق میں الشیخ ابوالحسن علی بن احمد بن قیس رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث کا سماع کیا، اوراپنے ماموں الشیخ شرف الاسلام عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بھی سماع کیا اوران سے درس بھی لیا اورانہیں سے علم فقہ بھی پڑھا اورتفسیر بھی انہیں سے سیکھی، شیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو وعظ کہنے سے بے حد محبت تھی اسی لئے یہ شوق ان پر غالب آیا اوراسی میں مصروف ہو گئے۔ (۱۶)

الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شاگردی اختیار کی

قال ناصح الدّين :قال لي حفّظني خالي مجلس وعظ وعمري يومئذ عشر سنين، ثم نصب لي كرسيا في داره، وأحضر لي جماعة، وقال :تكلّم، فتكلمت، فبكى .قال :وكان ذلك المجلس يذكره وهو ابن تسعين سنة، وكان بطيء النسيان، يعظ بالعربية وغيرها، بعثه نور الدّين الشهيد رسولا إلى بغداد سنة أربع وستين وخلع عليه خلعة سوداء ، فكان يلبسها في الأعياد، وسمع هناك الحديث من سعد الخير ابن محمد الأنصاري، وصاهره على ابنته فاطمة ونقلها معه إلى مصر، وسمع من غيره ببغداد، واجتمع

بالشيخ عبد القادر الجيلاني وغيره من الأكابر.

ترجمہ

الشیخ ناصح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ میرے ماموں الشیخ شرف الاسلام عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے لئے مجلس وعظ منعقد کی تب میری عمر صرف دس سال تھی، میرے لئے ایک کرسی نصب کی اپنے ہی گھر میں اور لوگوں کو جمع کیا اور مجھے فرمایا: بیٹا! آپ کلام کرو۔ میں نے کلام کرنا شروع کیا پھر ماموں رونے لگے۔

الشیخ ناصح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی اس مجلس وعظ کا ذکر کیا جب ان کی مبارک عمر نوے سال تھی، اس وقت بھی ان کا حافظہ مضبوط تھا، عربی زبان میں اور اس کے علاوہ زبانوں میں بھی وعظ کہا کرتے تھے۔

سلطان نورالدین شہید زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو بغداد معلیٰ سنہ (۵۶۴ھ) میں قاصد بنا کر بھیجا اور الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک سیاہ رنگ کی خلعت فاخرہ سے بھی نوازا جس کو الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عیدوں کے دن میں پہنا کرتے تھے۔

وہیں بغداد معلیٰ میں ہی انہوں نے الشیخ سعد الخیر بن محمد الانصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا اور ان کی بیٹی الشیخہ فاطمہ بنت سعد الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے ساتھ نکاح بھی کیا اور ان کو بغداد معلیٰ سے مصر لے آئے اور انہوں نے بغداد معلیٰ میں ان کے علاوہ بھی محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا اور الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے بھی فیض حاصل کیا۔ (۱۷)

شاہانہ زندگی

وقال سبط ابن الجوزى :كان ابن نجية قد اقتنى أموالا عظيمة، وتنعم تنعما زائدا، بحيث أنه كان فى داره عشرون جارية للفراش تساوى كل جارية ألف دينار، وأما الأطعمة فكان يعمل فى داره ما لا يعمل فى دور الملوك،

وتعطيه الملوك والخلفاء أموالا عظيمة كثيرة .قال :ومع هذا مات فقيرا، كفّنه بعض أصحابه.

ترجمہ

سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ: الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ مالدار تھے، بہت زیادہ پر تنعم زندگی گزارنے والے تھے، ان کے گھر میں بیس لونڈیاں تھیں جن میں سے ہر ایک کی قیمت ایک ہزار دینار کے قریب تھی۔

بہر حال کھانے ان کے گھر میں ایسے پکتے تھے جو بادشاہوں کے گھروں میں بھی نہیں پکتے تھے۔

بادشاہ اور خلفاء ان کو بہت زیادہ مال دیا کرتے تھے، باوجود اس کے ان کا جب آخری وقت آیا تو فقر کی حالت تھی ان کو کفن بھی ان کے دوستوں نے دیا۔ (۱۸)

مال ختم کیسے ہو گیا؟

قال :وكان زين الدين كريما .وله سماط يؤكل عنده، وتوسعة فى النفقة.

ترجمہ

الشیخ ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ کریم وسخی تھے ان کا دسترخوان

بہت وسیع تھا جو ہر وقت بچھا رہتا تھا اور اس پر بہت زیادہ خرچ کرتے تھے۔(۱۹)

مجلس وعظ کا حال

كان يقرأ الحديث يوم الجمعة بعد الصّلاة بجامع دمشق وليلة الخميس بالجامع أيضا .ويجتمع خلْق. وكان يقرأ ويبكي، ويُبكّي الناسُ بكاء كثيرا، وكان بعد القراءة يدعو دعاء كثيرا .قال :وكان يجلس بمصر فِي غير موضعٍ يقرأ الحديث.

ترجمہ

الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ: الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد جامع دمشق میں حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے، اور جمعہ کی رات کو جامع میں بھی حدیث شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ ان کے پاس بہت زیادہ مخلوق جمع ہوتی تھی۔ دوران درس خود بھی روتے تھے اور دوسروں کو بھی رلاتے تھے، جب حدیث شریف پڑھ لیتے تو بہت زیادہ دعا کرتے تھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابن نجار رحمہ اللہ تعالی کا درس کوئی ایک جگہ نہیں ہوتا تھا بلکہ کئی جگہوں پر آپ درس حدیث دیا کرتے تھے۔(۲۰)

عبادات وعادات وخصائل

وكان رحمه اللّه لا يكاد يضيّع شيئا من زمانه بلا فائِدة .فإنّه كان يُصلّي الفجر، ويلقّن القرآن، وربّما لقّن الحديث .فقد حفّظنا منه أحاديث جمّة تَلْقِينًا .ثُمَّ يقوم فيتوضّأ، ويصلّي ثلاثمائة ركعة بالفاتحة والمعوّذتين إِلَى قبل وقت الظُّهر، ثُمَّ ينام نومة، ثُمَّ يُصلّي الظُّهر، ويشتغل إمّا بالتّسميع إِلَى المغرب، فَإِنْ كان صائما أفطر، وإن كان مفطِرًا صلّى من المغرب إِلَى العشاء الآخرة، فإذا صلّى العشاء نام إِلَى نصف اللّيل أو بعده .ثُمَّ قام فتوضّأ وصلّى لحظة، ثُمَّ توضّأ، ثُمَّ صلّى كذلك، ثُمَّ توضّأ وصلّى إِلَى قرب الفجر، وربّما توضّأ فِي اللّيل سبع مرّات أو أكثر .فَقِيل له فِي ذلك فقال :ما تطيب لي الصّلاة إلّا ما دامت أعضائي رطْبة .ثُمَّ ينام نومة يسيرة إِلَى الفجر .وهذا دأبُه .وكان لا يكاد يُصلّي فريضتين بوضوءٍ واحد. قال الضّياء :وكان يستعمل السّواك كثيرا، حتّى كأنّ أسنانه البرد.

ترجمہ

الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنا وقت ضائع نہ کرتے تھے، بے شک آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فجر کی نماز ادا کرتے تھے اور قرآن کریم کی تلقین کرتے تھے اور کبھی احادیث شریفہ کی تلقین کرتے تھے، ہم نے ان سے بہت سی احادیث یاد کر لی تھیں۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور وضو کرتے تھے پھر نماز پڑھتے روزانہ تین سو رکعت فاتحہ اور معوذتین کے ساتھ ادا کرتے تھے، یہ نماز ظہر تک جا کر پوری ہوتی تھی، اور پھر تھوڑا سا سو جاتے تھے پھر ظہر کی نماز ادا کیا کرتے تھے، پھر مغرب تک تسمیع میں مصروف رہتے تھے۔ اگر روزہ سے ہوتے تو وہ افطار کرتے تھے، اگر روزہ نہ ہوتا تو مغرب کی نماز ادا کرتے تھے پھر مغرب سے لیکر عشاء تک نوافل پڑھتے تھے، پھر جب عشاء ادا کر لیتے تھے تو نصف رات تک سو جاتے تھے یا اس کے بعد تک بھی سو جاتے تھے۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور وضو کرتے اور ایک لحظہ تک نماز ادا کرتے پھر

وضو کرتے پھر ایک لحظہ تک نماز ادا کرتے تھے پھر وضو کرتے اسی طرح صبح تک کرتے تھے، اس طرح وہ ایک رات میں سات بار یا اس سے سے زیادہ بار وضو کرتے تھے۔ ایک دن آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: حضور! کیا وجہ ہے کہ آپ اتنی بار وضو کرتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ جب میرے اعضا تر رہیں میں اس وقت تک نماز ادا کروں جب خشک ہو جائیں پھر نیا وضو کرلوں۔ یہی ان کی اداتھی زندگی بھر کی اور شب بھر کی۔ اور یہ بات بھی کوئی بعید نہیں کہ انہوں نے زندگی بھر کبھی دو فرض ایک وضو سے ادا کیے ہوں۔ الشیخ ابن الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسواک بہت زیادہ کیا کرتے تھے، ان کے مبارک دانت ایسے لگتے تھے جیسے برف ہو۔ (۲۱)

قابل رشک زندگی

سَأَلت خالی الْإِمَام موفَّق الدّين عن الحافظ فقال و كتب بخطّه :كان رفيقي فِي الصِّبَى وَفِي طلب العِلم، وما كنّا نستبق إِلَى خيرٍ إلّا سبقني إليه إلّا القليل .و كمّل اللّه فضيلته بابتلائه بأذى أَهْل البِدْعة، وعداوتهم له، وقيامهم عليه .ورُزِق العلم وتحصيل الكُتُب الكثيرة،

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے بچپن سے ہی رفیق تھے اور طالب علمی کے زمانے کے بھی رفیق تھے، جب بھی ہم نے کسی خیر کے کام میں مقابلہ کیا وہ جیت جاتے بس بہت تھوڑی مرتبہ میں نے سبقت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فضیلت کو بدمذہبوں کی طرف سے آنے والی مصیبتوں کے ساتھ پورا کر دیا کیونکہ ان کی حق گوئی کی وجہ سے بدمذہب ان کے ساتھ بہت زیادہ دشمنی رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم بھی بہت زیادہ دیا تھا اور انہوں نے کتابیں بھی بہت زیادہ حاصل کی تھیں ۔ (۲۲)

نیکی کی دعوت میں کسی سے نہ ڈرتے

وكان الحافظ لا يرى مُنكرًا إلّا غيّره بيده أو بلسانه .وكان لَا تأخذه فِي اللّه لومَة لائم .رَأَيْته مرّةً يُريق خمرا، فجبذ صاحبه السّيف، فلم يخف، وأخذه من يده .وكان قويًا فِي بَدَنه .وكثيرا ما كان بدمشق يُنكر ويكسر الطّنابير والشّبّابات.

قال لنا خالي الموفَّق :كان لا يصبر عن إنكار المُنكَر إذا رآه.

ترجمہ۔

الشیخ الامام ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی کوئی برائی دیکھتے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکتے یا زبان سے منع کرتے تھے، جب یہ دیکھتے کہ بات اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ہے تو پھر کسی ملامت کا خوف نہ کرتے تھے، ایک بار میں نے دیکھا کہ الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شخص کی شراب زمین پر بہادی، اس نے تلوار سونت لی، حضرت الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بالکل خوف زدہ نہیں ہوئے اور اس کے ہاتھ سے تلوار پکڑ لی کیونکہ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جسمانی لحاظ سے بہت زیادہ قوی

تھے۔

دمشق میں کئی بار انہوں نے ڈھول وساز باجے توڑے۔

مجھے میرے ماموں الشیخ الموفق ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا: الشیخ ابن نجار رحمہ اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی گناہ دیکھتے تو ان سے صبر نہیں ہوتا تھا۔(۲۳)

الشیخ زین الدین ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ

وقال ناصح الدّين :قال لي والدي زين الدّين -أي صاحب الترجمة -أنا أسعد بدعاء والدتي، كانت صالحة حافظة، تعرف التفسير .قال زين الدّين :كنا نسمع من خالي التفسير ثم أجيء إليها فتقول :أيش فسّر أخي اليوم، فأقول :سورة كذا وكذا، فتقول :ذكر قول فلان، ذكر الشيء الفلاني؟ فأقول :لا، فتقول :ترك هذا، وكانت تحفظ كتاب الجواهر .مجلدة تأليف والدها.

ترجمہ

الشیخ ناصح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد یعنی الشیخ زین الدین ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ نیک بختی جو ملی ہے یہ میری ماں کی دعا کے سبب ملی ہے میری ماں بہت زیادہ نیک خاتون تھیں، قرآن کریم کی تفسیر جانتی تھیں۔ شیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں اپنے ماموں سے قرآن کریم کی تفسیر پڑھا کرتا تھا، جب ان سے سبق لیکر گھر آتا تو والدہ ماجدہ مجھ سے پوچھتی تھیں، میرے بھائی نے آج کیا تفسیر بیان کی ہے؟ تو میں عرض کرتا کہ فلاں فلاں سورت کی تفسیر بیان کی ہے۔ پھر کہتی تھیں کہ فلاں فلاں قول ذکر کیا ہے انہوں نے؟ فلاں چیز بیان کی ہے؟ جب میں کہتا کہ نہیں یہ انہوں نے بیان نہیں کیا، تو فرماتی تھیں کہ انہوں نے یہ قول ترک کر دیا ہے حالانکہ اس کے متعلق اور اقوال بھی تھے، کتاب الجواہر جو میرے نانا جان نے لکھی تھی وہ میری والدہ کو زبانی حفظ تھی۔(۲۴)

ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

وسمع من ابن نجية خلق، منهم الحافظ عبد الغني المقدسي ، وابن خليل، والضياء المقدسي، وجماعات، وأجاز للمنذري وغيره،وفيها عبد الوهّاب الحنفي أبو محمد بن النحّاس، المعروف بالبدر.

ترجمہ

الشیخ ابن نجار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ لوگوں نے حدیث شریف کا سماع کیا ہے، ان میں الشیخ عبدالغنی المقدسی، ابن خلیل، الحافظ الضیاء المقدسی اور بھی بڑی جماعتوں نے سماع کیا ہے۔ الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام المنذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اجازت حدیث دی تھی اور ان میں عبدالوہاب الحنفی، ابومحمد بن النحاس المعروف البدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی شامل تھے۔(۲۵)

الشیخ ابن نجا کی مجلس میں سلطان صلاح الدین ایوبی

ويذكر سبط بن الجوزي أن ابن نجا نشط في الوعظ والتحديث وأن صلاح الدين وأولاده كان يحضرون مجلسه ويسمعون مواعظه، وكان له الجاه العظيم والحرمة الزائدة ، وعندما خرج صلاح

الدين لمحاربة الصليبيين في بلاد الشام كان يكاتب زين الدين بن نجا بوقائعه ، من ذلك أنه عندما فتح قلعة حمص سنه(٥٧٠ھ/١١٧٤ء) كتب إليه يصف القلعة برسالة مطوّلة

ترجمہ

سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نقل کیا ہے کہ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو وعظ اور حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ ملکہ حاصل تھا، سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ خود بھی ان کی مجلس میں شریک ہوتے اور اپنے بچوں کو بھی لیکر آتے ۔ الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو سلطان ایوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہاں بہت زیادہ عزت وجاہ حاصل تھی ۔ جس وقت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ صلیبیوں کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ ہونے لگے تو الشیخ زین الدین ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ پیچھے سے سارے واقعات لکھ کر روانہ کرتے تھے اور بالخصوص جب قلعہ حمص سنہ (٥٧٠ھ/١١٧٤ء) میں فتح ہوا تو الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس قلعہ کی ساری تفصیل لکھ کر سلطان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو روانہ کی ۔ (٢٦)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اجازت سے روانہ ہوئے

فلو تتبعنا مسيرة ابن نجا هذا بعد أن استأذن عبد القادر بالرحيل إلى مصر

ترجمہ

اگر ہم غور کریں تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب مصر روانہ ہوئے تو الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے اجازت لیکر روانہ ہوئے ۔ (٢٧)

بقیہ تفصیل الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق آخری جلد میں ملاحظہ فرمائیں ۔

الشیخ المحدث الامام الکبیر عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ المحدث الامام الکبیر عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عبد الله بن أبي الْحسن بن أبي الْفرج الطرابلسي الشّامي الْفَقِيه الزَّاهِدكان أبوه نصرانيًا فمات وأسلم هذا وله إحدى عشرة سنة.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالحسن بن ابوالفرج الطرابلسی الشامی الفقیہ الزاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا والد نصرانی مذہب کے پیروکار تھا جب وہ مر گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسلام قبول کر لیا تب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک عمر گیارہ سال تھی۔ (۲۸)

علم کا حصول

امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

أسلم وعمره إِحْدَى عشرَة سنة وَقَرَأَ الْقُرْآن بِحَلقَة الْحَنَابِلَة بِجَامِع دمشق قَالَ الشَّيْخ موفق الدّين وَكَانَ رجلا صَالحا. وَهُوَ من جُبَّة طرابلس وَسبي من طرابلس صَغِيرا ثمَّ اشْتَرَاهُ ابْن نجا يَعْنِي الْوَاعِظ وَأعْتقهُ فسافر إِلَى بَغْدَاد ثمَّ إِلَى أَصْبَهَان وَكَانَ يسمع مَعنا الحَدِيث

انْتهى سمع من ابْن نَاصِر والأرموي وَابْن الطلاية وَغَيرهم

ترجمہ

الشیخ ابوالحسن الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور حنبلی مدرسہ جو جامع دمشق میں قائم تھا میں قرآن کریم پڑھا۔ الشیخ الامام موفق الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوالحسن الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نیک انسان تھے، ان کا تعلق طرابلس کے علاقہ جس کا نام ''الجبہ'' سے تھا۔ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ طرابلس سے بچپن میں ہی قید ہو گئے، پھر ان کو الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) نے خرید لیا اور ان کو آزاد کر دیا، پھر انہوں نے سفر کیا بغداد معلیٰ کا پھر وہاں سے اصبہان کا سفر بھی کیا اور یہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے ساتھ حدیث کا سماع کرتے تھے۔ (۲۹)

الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

سمع مِنْهُ ابْن الْقطيعِي وَابْن خَلِيل فِي مُعْجَمه توفّي فِي ثالث جُمَادَى الْآخِرَة سنة خمس وستِمِائَة بأصبهان.

ترجمہ

الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الامام ابن القطیعی نے حدیث شریف کا سماع کیا اور ابن خلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی معجم میں ان کی روایات کو جمع کیا ہے۔ (۳۰)

اسلام کی طرف سفر

وكنا قوما نصارى فتوفى أبى ونحن صغار، وكان أبى من علماء النصارى، وهم يعتقدون فيه أنه يعلم الغيب، فلما مات نفذت إلى المعلّم، فقالت والدتى :ولدى الكبير للكسب وعمارة أرضنا، وولدى الصغير يضعف عن الكسب، وأشارت إليّ، ولنا أخ أوسط، فقال المعلّم :أمّا هذا الصغير -يعنينى -فما يتعلم، ولكن هذا -وأشار إلى أخى -فأخذه وعلّمه ليكون مقام أبى، فقدّر الله أن وقعت حروب، فخرجنا من قريتنا .فهاجرت من بينهم.

ترجمہ

الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم عیسائی قوم تھے ہمارا والد بیمار ہوگیا ہم چھوٹے چھوٹے تھے اور میرا والد عیسائیوں کا عالم تھا، وہ میرے والد کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ غیب کا علم رکھتا ہے، جب میرا باپ مرگیا تو میں معلم کے پاس گیا تو میری ماں کہنے لگی: یہ میرا بڑا بیٹا کمائے گا اور زمین کی آبادکاری کرے گا، اور دوسرا بیٹا کمزور ہے وہ کمائی نہیں کرسکے گا اور میری ماں کا اشارہ میری طرف تھا اور ایک ہمارا بھائی جو منجھلا تھا معلم نے کہا یہ چھوٹا سیکھنے کے لئے ٹھیک رہے گا تاکہ یہ پڑھ کر اپنے باپ کے قائم مقام بن سکے۔ بس اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ جنگیں شروع ہوگئیں، ہم اپنے گاؤں سے باہر نکلے تو میں نے بھی وہاں سے ہجرت کی۔(۳۱)

اسلام کیسے قبول کیا؟

.قَالَ :كنّا نصارى، فمات أبى ونحن صغار، فقدّر الله أنْ وقعتْ حروب، فخرجنا مِن القرية وكان فيها جماعة مسلمون، يقرء ون القرآن، فأبكى إذا سمعتهم، قَالَ :فأسلمت، وعمرى إحدى عشرة سنة، ثُمَّ رحلتُ إلى بغداد فى سنة أربعين.

ترجمہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم عیسائی لوگ تھے میرا والد مرگیا، اس وقت ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ ادھر جنگیں شروع ہوگئیں، ہم اپنے علاقہ سے نکلے تو ہمارے ساتھ نکلنے والوں میں ایک جماعت تھی جو اہل اسلام کی تھی، وہ قرآن کریم پڑھا کرتے تھے میں روتا تھا جب بھی میں ان سے قرآن کریم سنتا تھا۔ الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام قبول کرلیا تب میری عمر صرف گیارہ سال تھی پھر میں بغداد معلّٰی آگیا۔(۳۲)

الشیخ الجبائی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی کی خدمت میں

وتفقه ببَغْدَاد على أبى حَكِيم النهروانى وَصَحب الشَّيْخ عبد الْقَادِر مائلا إِلَى الزّهْد وَالصَّلَاح وَالْخَيْر والانقطاع وانتفع بِهِ كثيرا قَالَ عبد الله كنت أسمع كتاب حلية الْأَوْلِيَاء على شَيخنَا أبى الْفضل ابْن نَاصِر فرق قلبِي وَقلت فِي نَفسِي اشتهيت أَن أنقطع عَن الْخلق وأشتغل بِالْعبَادَة ومضيت وَصليت خلف الشَّيْخ عبد الْقَادِر فَلَمَّا صلى جلسنا بَين يَدَيْهِ فَنظر إِلَي وَقَالَ إِذا أردْت الِانْقِطَاع فَلَا تَنْقَطِع حَتَّى تتفقه وتجالس الشُّيُوخ وتتادب بهم فَحِينَئِذٍ يصلح لَك الِانْقِطَاع وَإِلَّا فتمضى فتنقطع قبل أَن تتفقه وَأَنت فريخ ماريشت فَإِن اشكل عَلَيْك شَيْء فِي أَمر دينك تخرج من زاويتك وتسأل النَّاس عَن أَمر

دینک مَا یحسن بِصَاحِب الزاویة أن یخرج من زاویته وَیسْأل النَّاس عَن أمر دینه یَنْبَغِی لصَاحب الزاویة أن یکون کالشمعة یستضاء بنوره.

ترجمہ

الشیخ الجبائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بغداد معلّٰی میں الشیخ الامام ابوحکیم النہروانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم فقہ پڑھا۔ان کی طبیعت زہد ،صلاح اور خیر کی طرف مائل تھی اور ساتھ ہی گوشہ نشینی کی فکر میں رہتے تھے۔خود الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں الشیخ ابوالفضل بن ناصر رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ''حلیۃ الاولیاء'' کا سماع کیا تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، اب میں نے چاہا کہ مخلوق سے علیحدہ ہوجاؤں اور عبادت میں مشغول ہوجاؤں ،بس میں اٹھا اور میں نے الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ،جب نماز ہوگئی تو ہم الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ گئے تو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے میری طرف نظر کرم فرمائی اور فرمایا: جب تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ تم مخلوق سے علیحدگی اختیار کرلو، یہ بات یاد رکھو اس وقت تک گوشہ نشینی اختیار نہ کرو جب تک تم علم فقہ حاصل نہ کرلو،اور مشائخ کی صحبت بھی اختیار کرو اور ان سے ادب سیکھو۔پھر تمھارے لئے جائز ہوگا کہ تم گوشہ نشینی اختیار کرو۔اگر تم نے میری بات مانے بغیر گوشہ نشینی اختیار کرلی پھر جب تم کو دینی امر میں کوئی مسئلہ پیش آیا تو کیا تم اپنی خانقاہ سے نکل کر لوگوں سے اپنے دین کے مسائل معلوم کروگے؟یہ بات صاحب خانقاہ کے لئے عیب کا باعث ہے کہ وہ اپنے دین کے مسائل معلوم کرنے کے لئے اپنی خانقاہ سے نکل کر لوگوں کے پاس جائے۔شیخ کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ شمع کی طرح ہوتا کہ لوگ اس سے روشنی حاصل کریں۔(۳۳)

اس سے معلوم ہوا کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے نزدیک شیخ کے لئے عالم ہونا ضروری ہے تاکہ لوگوں کے دینی مسائل کا حل کرسکے،اگر آج ہم دیکھیں تو اکثر خانقاہیں جاہلوں سے بھری پڑی ہیں کاش یہ جاہل لوگ بھی دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی فکر پر عمل کریں۔

الشیخ عبداللہ الجبائی رحمہ اللہ تعالی کے استاد اور شاگرد

قَالَ ابنُ النجّار :قـدِم بغداد وصحِب الشّیخ عَبْد القادر، وتفقّه علی مذهب أحْمَد، وسمع من أبی الفضل الأرموی، وأحمد ابن الطّلایة، وابن ناصر، وجماعة، وکتب وحصّل، ورحل إلی أصبهان، فسمع من مسعود الثّقفی، والحَسَن بْن العَبَّاس الرُّسْتُمِیّ، وأبی الخیر الباغبان، وخلْق کثیر،

وعاد إلی بغداد، فحدّث بها، ثُمَّ رَدَّ وسکن أصبهان.وکان صالحا عابدا، حَصَل لَهُ قبولُ بأصبهان، وأقام بخانقاه ابن أبی الهیجاء .روی عَنْهُ :الشیخُ الموفَّق، والضّیاء، وابنُ خلیل، وأبُو الحَسَن ابن القَطِیعیّ، وآخرون :وأجاز للشیخ، وللفخر علیّ، ولجماعة.

ترجمہ

مورخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بغداد معلّٰی آئے اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی فقہ پڑھی اور حدیث شریف کا سماع ابوالفضل الارموی، الشیخ احمد

بن الطلایہ، ابن ناصر، اور ایک بہت بڑی جماعت سے حدیث کا سماع کیا۔ الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ مسعود الثقفی، الحسن بن العباس الرستمی، ابوالخیر الباغبان اور ان کے علاوہ بہت سے مشائخ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ اور بغداد معلیٰ آئے اور یہاں حدیث شریف بیان کی پھر وہاں سے اصبہان آ گئے۔ الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نیک انسان، عبادت گزار تھے اور ان کو اصبہان میں قبولیت عامہ حاصل تھی، انہوں نے وہاں الشیخ ابوالہیجا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں اقامت اختیار کی۔

ان سے روایت کرنے والوں میں الشیخ الموفق ابن قدامہ، الشیخ الضیاء المقدسی، ابن خلیل، ابوالحسن ابن القطیعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم شامل ہیں۔ الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ، الفخر علی اور ایک بہت بڑی جماعت کو اجازت حدیث سے نوازا۔ (۳۴)

رسول اللہ ﷺ سے خواب میں ایک سوال کا جواب ملا

وحكى لى الشيخ طلحة يعنى العلثى أن للشيخ عبد الله يعنى الجبائى رياضات ومجاهدات يطول ذكرها .وحدثنى الشيخ طلحة عنه أنه رأى النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام :فقال يا رسول الله، أيثاب الرجل على قراءة القرآن؟ فقال :نعم فقال :يا رسول الله، بفهم وغير فهم؟ فقال :بفهم وغير فهم، قال :فقلت :يا رسول الله، كلام الله بحرف وصوت؟ فقال :وهل يكون كلام بغير حرف وصوت؟ وهل يكون كلام بغير حرف وصوت؟ وقال :وهذا المنام عندى بخط الشيخ طلحة، رحمه الله.

ترجمہ

صاحب الشذرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: مجھے الشیخ طلحہ یعنی العلثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ عبادات و ریاضات کرنے والے تھے، ان کی عبادات کا بہت زیادہ ذکر کیا، اور مجھے الشیخ طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! قرآن کریم پڑھنے پر ثواب ملتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں: تو انہوں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سمجھ کر پڑھنے سے یا بے سمجھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سمجھ کر پڑھے یا بے سمجھے۔ میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کلام اللہ حرف اور آواز کے ساتھ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا کلام بغیر حرف اور آواز کے بھی ہوتا ہے؟ کیا کلام بغیر حرف اور آواز کے ساتھ بھی ہوتا ہے؟ اور صاحب الشذرات نے فرمایا: یہ خواب میرے پاس الشیخ طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے۔ (۳۵)

علمی کمال

عبد الله بن الحسين العكبرى أبو البقاء :كان إماماً فى علوم القرآن، إماماً فى الفقه، إماماً فى اللغة، إماماً فى النحو، إماماً فى العروض، إماماً فى الفرائض، إماماً فى الحساب، إماماً فى معرفة المذهب، إماماً فى المسائل النظريات، وله فى هذه الأنواع من العلوم مصنفات مشهورة.

ترجمہ

الشیخ عبداللہ بن الحسین العکبری ابوالبقاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علوم قرآنی میں امام تھے، فقہ میں امام تھے، لغت میں، نحو، عروض، فرائض، حساب، معرفۃ مذہب، مسائل نظریات ان سب علوم میں امام ہونے کا درجہ رکھتے

تھے۔ان علوم میں ان کی تصانیف بھی موجود ہیں اور مشہور ہیں۔(۳۶)

وصال شریف

صحب الشَّيخ عَبْد القادر ولازمه واشتغل بالعبادة والانقطاع .وكان سَمِعَ من أَبِى الفضل الأرموى وأنوشتكين الرضوانى وأبى الوقت .ولما توفى الشَّيخ عَبْد القادر سافر إلى أصفهان واستوطنها .ولد فى حدود عشرين وخمسمائة، وتوفى فى جمادى الآخرة سنة خمس وستمائة.

ترجمہ

الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور ان کے ساتھ بہت عرصہ تک رہے اور عبادت میں مشغول رہے اور گوشہ نشینی بھی اختیار کی۔ جب الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا وصال شریف ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اصفہان آ گئے اور یہیں اقامت اختیار کر لی۔ان کی ولادت باسعادت سنہ(۵۲۰ھ) میں ہوئی تھی جبکہ ان کا وصال شریف جمادی الاول سنہ(۶۰۵ھ) میں ہوا۔(۳۷)

بازار والے بھی ادب کرتے تھے

وَكَانَ إِذَا مشى فِى السوق قام لَهُ أهل السوق .

ترجمہ

الشیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب بازار میں نکلتے ہیں تو اہل بازار سب آپ کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے۔(۳۸)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ایک حدیث

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ على بن أحمد بن عبد الْوَاحِدِ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْن أَبِى الْحَسَن الجبائى -إِذْنًا -أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بن أبى غالب ابن الطَّلَايَةِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْأَنْمَاطِيِّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الذَّهَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا حماد بن ملمة عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِى رَافِعٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ " :أَنَّ رَجُلا زَارَ أَخًا لَهُ فى قرية، فأرصد الله له عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا .فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ، قَالَ :أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ :أَرَدْتُ أَخًا لِى فِى قَرْيَةِ كَذَا وَكَذَا .قَالَ :هَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ :لا، إلا أَنِّى أَحْبَبْتُهُ فِى اللَّهِ تَعَالَى: قَالَ :إِنِّى رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ :أَنَّ اللَّهَ قَدْ أحبك كما احببته فِيهِ ."

ترجمہ سند حدیث

ہمیں محمد بن اسماعیل بن ابراہیم الانصاری نے خبر دی، ہمیں ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد نے خبر دی، ہمیں ابومحمد عبداللہ بن ابی الحسن الجبائی نے خبر دی، ہمیں ابوالعباس احمد بن ابی غالب ابن الطلایہ نے خبر دی، ہمیں ابوالقاسم عبدالعزیز بن الانماطی نے خبر دی، ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن الذہبی نے خبر دی، ہمیں عبداللہ بن محمد نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں عبدالاعلی بن حماد نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں حماد بن

ملمہ نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے ثابت سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے:

ترجمہ متن حدیث

ایک شخص نے اپنے بھائی کی زیارت کی جو کہ ایک بستی میں رہتا تھا اللہ تعالی نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بھیجا تو اس فرشتے نے فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟ تو اس شخص نے کہا: میں اپنے ایک بھائی کو ملنے جا رہا ہوں جو فلاں بستی میں رہتا ہے، اس فرشتے نے کہا: کیا اس کا کوئی احسان ہے تم پر جو تم اس کو چکانے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ میں اس کے ساتھ اللہ تعالی کے لئے محبت کرتا ہوں۔ اس فرشتے نے کہا: میں اللہ تعالی کی طرف سے تمھاری طرف بھیجا گیا ہوں بے شک اللہ تعالی بھی تم سے ایسے ہی محبت رکھتا ہے جیسے تو اس کے لئے اپنے بھائی سے محبت کرتا ہے۔(۳۹)

الشیخ داؤد بن معمر بن عبد الواحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاگرد غوث پاک رضی اللہ عنہ

داود بن مَعْمَر بن عبد الواحد بن الفاخر. أبو الفتوح، القُرَشيّ، الأصبهانيّ. ولد في رمضان سنة أربع وثلاثين وخمسمائة. وسَمِعَ من: غانم بن خالد البَيِّع، وغانم بن أحمد الجُلُوديّ، وفاطمَة بنت محمد بن أحمد البَغْداديُّ، ونصر بن المُظَفَّر البرمكيّ، وإسماعيل بن علي الحَماميّ، وأبي الخير مُحَمَّد بن أحمد البَاغْبَان، وأبي الحَسَن بن غَبْرَة، وابن البَطِّي، وجماعة. قرات بخطِّ ابن نُقْطَة، قال ذكر لي غيرُ واحدٍ من الطَّلَبة أنّه سَمِعَ صحيح البُخاريّ من غانم الجُلُودي، وفاطمة بنت البَغْداديُّ، قالا: أخْبَرَنَا سعيد بن أبي سَعيد العَيَّار، ومن أبي الوَقْت عن أبي الحَسَن الداوديّ. وسَمِعَ بالكوفة من ابن غَبرة كتاب الدُّعَاءِ لمحمد بن فُضَيل. سَمِعْتُ منه بأصبهَان، وحكى لي عن شيخه أبي مُحَمَّد عبد القادر الجيليّ، وغيره. قال: وهُوَ شيخُ الناس بأصبهان، واسعُ الجاه، رفيعُ المنزلة، مُكْرِمٌ لأهلِ العِلْم وغيرهم. بَلَغَنا أنّه تُوُفّي بأصبهان سَنَة أربعٍ وعشرين. قلت: وسَمِعَ منه الزَّكيّ البِرْزَاليُّ، والصدر البكريّ جزء البيتوتةوروى عنه أيضا الحافِظُ الضياء، وقال: تُوُفّي في رجب أو شعبان. وكذا قال المُنذريّ (وروى عنه ابن النجار، وآخرون.

ترجمہ

حضرت الشیخ داؤد بن معمر بن عبد الواحد بن الماخر کی کنیت ابوالفتوح ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسبا القرشی اور وطنا الاصبہانی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت رمضان المبارک سنہ (۵۳۴ھ) میں ہوئی۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث شریف کا سماع غانم بن خالد البیع، غانم بن احمد الجلو دی، فاطمہ بنت محمد بن احمد البغدادی، نصر بن المظفر البرمکی، اسماعیل بن علی الحمامی، ابوالخیر محمد بن احمد الباغبان، ابوالحدن بن غمرہ اور ابن البطی اور ان کے علاوہ بھی ایک بہت بڑی جماعت سے سماع کیا۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن نقطہ کی تحریر میں دیکھا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے بہت سے طلبہ نے ذکر کیا کہ شیخ داؤد بن معمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ غانم الجلو دی اور فاطمہ بنت محمد البغدادی سے صحیح البخاری کا سماع کیا، ان دونوں نے کہا: ہمیں خبر دی سعید بن ابی سعید العیار، ابوالوقت سے انہوں نے ابوالحسن الداؤدی سے انہوں نے کوفہ میں ابن غبرہ سے کتاب الدعاء سماع کی جو محمد بن فضیل نے تحریر کی ہے۔

میں نے ان سے اصبہان میں سنا انہوں نے مجھے اپنے شیخ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ: الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق فرمایا: کہ شیخ داؤد بن معمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اصبہان میں لوگوں کے شیخ ہیں، بہت زیادہ عزت کے مالک اور اہل علم کی عزت کرنے والے ہیں

(غور کریں یہ الفاظ ہیں ایک استاد کے اپنے شاگرد کے متعلق سبحان اللہ) خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شیخ داؤد بن معمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ (۶۲۴ھ) میں ہوا۔

ان سے الزکی البرزالی اور الصدر البکری نے جزء البیتوتہ کا سماع کیا، اور اسی طرح الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ان

سے احادیث روایت کیں۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ داؤد بن معمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات شریف شعبان المعظم میں ہوئی اور ایسا ہی امام المنذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور ابن نجار اور دوسرے مورخین نے بھی یہی کہا ہے۔ (۴۰)

ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

توفّی داود بن معمّر بن عبد الواحد بن الفاخر القرشيّ في رجب أو في شعبان، وله تسعون سنة.

ترجمہ

شیخ داؤد بن معمر بن عبدالواحد بن الفاخر القرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف رجب المرجب یا شعبان المعظم میں ہوا تب ان کی عمر مبارک نوے سال تھی۔ (۴۱)

آپ سے مروی ایک حدیث

أَخْبَرَنَا دَاوُد بْنُ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ الْفَاخِرِ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ بِأَصْبَهَانَ قَالَ :انبانا أَبُو الْقَاسِمِ عَزِيزُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ عَزِيزِ بْنِ أَحْمَدَ الْمُقْرِءُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ بِبَغْدَادَ فِي جامع المنصور، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الحسن المقرء قراء ة عليه (حدثنا) أحمد بن عبد الله الحافظ، حدثنا سليمان بن أحمد، حدثنا إسحاق الديرى عَنْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :نِمْتُ فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِءٍ فَقُلْتُ :مَنْ هذا؟ فقالوا حارثة بن النعمان. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :كَذَلِكَ الْبَرُّ كَذَلِكَ الْبَرُّ، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں داؤد بن معمر بن عبدالواحد بن الفاخر نے میرے ان پر پڑھنے پر خبر دی اصبہان میں، انہوں نے کہا: ہمیں ابوالقاسم عزیز بن الربیع بن عزیز بن احمد المقرء نے خبر دی کہ انہوں نے ان پر بغداد معلیٰ میں جامع المنصور میں پڑھا، ہمیں ابوعلی الحسن بن علی بن الحسن المقرء نے ان پر پڑھا، ہمیں احمد بن عبداللہ الحافظ نے یہ حدیث سنائی، ہمیں سلیمان بن احمد بن یہ حدیث سنائی، ہمیں اسحاق الدیری نے حضرت عبدالرزاق سے انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک رات سویا تو میں نے اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ ایک قاری کی آواز سنی تو میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے غلام حضرت حارثہ بن نعمان ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھلائی اور احسان ہی کا صلہ ہے، یہ بھلائی اور احسان ہی کا صلہ ہے۔ روای فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ اپنی ماں سے حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ (۴۲)

آپ سے مروی دوسری روایت

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الإِمَامُ الصَّالِحُ شِهَابُ الدِّينِ أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ ابْنُ الإِمَامِ مُحِبِّ الدِّينِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ الْمَقْدِسِيُّ إِذْنًا، قَالَ :أَخْبَرَنَا الْحَافِظُ صَدْرُ الدِّينِ أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ الْبَكْرِي قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا حَاضِرٌ، قَالَ :أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُؤَيَّدِ زَيْنَبُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ الشَّعْرِيِّ، قَالَتْ :أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ وَجِيهُ بْنُ طَاهِرِ بْنِ مُحَمَّدِ الشَّحَّامِيُّ، قَالَ :أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ الأَزْهَرِيُّ (ح قَالَ الْبَكْرِيُّ أَيْضًا :وَأَخْبَرَنَا أَبُو رَوْحٍ عَبْدُ الْمُعِزِّ بْنُ مُحَمَّدِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ : أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ زَاهِرُ بْنُ طَاهِرِ الشَّحَّامِيُّ (ح)قَالَ أَيْضًا :وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْفُتُوحِ دَاوُدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ الْفَاخِرِ، قَالَ :أَخْبَرَتْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدِ الْبَغْدَادِيَّةُ، قَالا :أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ الْعَيَّارُ، قَالا :أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدِ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، قَالَ :أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ قَالَ :أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ :حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يزور الأنصار ويسلم على صبيانهم ويمسح رؤوسهم.

أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الاسْتِئْذَانِ، وَالنَّسَائِيُّ فِي)(الْيَوْمِ والليلة.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں الشیخ الامام الصالح شہاب ابوالعباس احمد بن الامام محبّ الدین عبداللہ بن احمد بن محمد المقدسی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں الحافظ صدرالدین ابوعلی الحسن بن محمد بن محمد بن محمد البکری نے خبر دی جب کہ ان پر یہ حدیث شریف پڑھی جارہی تھی میں وہاں موجود تھا، ہمیں ابوالموید زینب بنت عبدالرحمٰن بن الحسن بن احمد الشعری نے خبر دی وہ کہتی ہیں کہ ہمیں ابوبکر وجیہ بن طاہر بن محمد بن الشحامی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوحامد بن احمد بن الحسن بن محمد الازہری نے خبر دی۔"ح" البکری نے بھی اسی طرح کہا: اور ہمیں ابوروخ عبدالمعز بن محمد الہروی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوالقاسم زاہر بن طاہر الشحامی نے خبر دی۔"ح" انہوں نے بھی اسی طرح کہا: اور ہمیں ابوالفتوح داؤد بن معمر بن عبدالواحد بن الفاخر نے انہوں نے کہا: ہمیں فاطمہ بنت محمد البغدادی نے خبر دی، ان دونوں نے کہا: ہمیں ابوعثمان سعید بن محمد العیار نے خبر دی ان دونوں نے کہا: ہمیں ابومحمد بن الحسن بن احمد المخلدی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوالعباس السراج نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں قتیبہ بن سعید نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں جعفر بن سلیمان نے حضرت سیدنا ثابت سے انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ انصار کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور ان کے بچوں کو سلام بھی کرتے اور ان کے سروں پر اپنے مبارک ہاتھ بھی پھیرا کرتے تھے۔ (۴۳)

الشیخ ہبۃ اللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاگرد غوث پاک رضی اللہ عنہ

هبةُ اللّه بْن عَبْد اللّه بْن أحْمَد بْن هبة اللّه بْن عَبْد القادر .الخطيبُ، الشريف أبُو القاسم، الهاشميّ، العباسيّ، البغداديّ، المعروف بابن المنصوريّ، نَقيبُ بني هاشم، وخطيبُ جامع المهديّ .أجازَ لَهُ الشَّيْخ عَبْد القادر الجيليُّ، وابنُ البطّي .وسَمِعَ فِي كبره من :يحيى بْن بَوْش، وابن كُلَيْب .وتُوُفّي فِي جُمَادَى الآخرة سنة (٦٣٥ه) .كتب عنه عمر ابن الحاجب .وأجازَ لغيرِ واحدِ من المتأخّرين منهم القاسم بْن عساكر.

ترجمہ

ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن احمد بن ہبۃ اللہ بن عبدالقادر الخطیب الشریف ابوالقاسم الہاشمی العباسی البغدادی المعروف ابن المنصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جونقیب بنو ہاشم ہیں اور جامع المہدی کے خطیب تھے۔ ان کو حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اور ابن البطی نے اجازت عطا فرمائی تھی، انہوں نے اپنی پکی عمر میں بھی یحییٰ بن بوش اور ابن کلیب سے حدیث شریف کا سماع کیا اور ان کا وصال شریف جمادی الثانی سنۃ (۶۳۵ھ) میں ہوا، ان سے عمر بن الحاجب نے حدیث شریف لکھی اور انہوں نے متاخرین میں سے بہت سے لوگوں کو اجازت عطا کی ان میں القاسم بن عساکر بھی شامل ہیں۔ (۴۴)

الشیخ عبدالقادر بن عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاگرد غوث پاک

عبدُ القادر بْن عثمان بْن أَبِي البركات بْن عَلِيّ بْن رزق اللّه بْن عَبْد الوهّاب التميميّ.أبُو مُحَمَّد، البغداديّ.شيخٌ صالح، مُعمَّر، من بيت مشيخة وعِلْمٍ .وُلِد فِي رابع صفر سنة خمسٍ وثلاثين . فإنّه أدركَ إجازة القاضي أَبِي بَكْر مُحَمَّد بْن عبد الباقي الأنصاري، وأبي القاسم ابن السَّمِرْقَنْديّ، وأدركَ السّماع من أصحاب أَبِي جعْفَر بْن المُسْلِمَة، وابن هَزَارْمَرْد الصّريفينيّ.وقد صَحِبَ الشَّيْخ عبد القادر الجيليّ، وذكر أنّه سَمِعَ منه.ومات فِي رمضان(٦٣٦ه) -رحمه اللّه.-

ترجمہ

الشیخ عبدالقادر بن عثمان بن ابی البرکات ابن علی بن رزق اللہ بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی کنیت ابومحمد ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد معلی کے رہنے والے تھے۔ آپ کا گھر علم وفضل کا گہوارہ تھا، آپ کی ولادت باسعادت ۴صفر المظفر ۳۵ میں ہوئی، انہوں نے القاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاری اور ابوالقاسم بن سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت پائی ابوجعفر بن المسلمہ اور ابن ہزار مرد الصریفینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث کا سماع کیا اور حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور یہ بھی انہوں نے خود ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف کا سماع بھی کیا اور ان کا وصال (۶۳۶ھ) میں رمضان المبارک میں ہوا ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (۴۵)

الشیخ عبداللطیف بن ابی الفرج رحمۃ اللہ تعالی علیہ

شاگردغوث پاک

عَبْد اللّطيف بْن أَبِي الفَرَج مُحَمَّد بْن عَلِيّ بْن حمزة بن فارس. أبو طالب ابن القُبَّيْطِيّ، الحرّانيّ، ثُمّ البغداديّ، التّاجر، الجوهريّ، مُسْنِد العراق فِي وقته. وُلِدَ فِي شعبان سنة أربع وخمسين وخمسمائة. وسمع من: جدّه أَبِي الْحَسَن، وَالشَّيْخ عَبْد القادر الجيليّ، وابن البطّيّ، وَأَبِي زُرْعَة، وَأَحْمَد بْن المقرَّب، وهبة اللَّه بْن الْحَسَن الدّقّاق، وَأَحْمَد بْن عَبْد الغنيّ الباجسرائيّ، ويحيى بْن ثابت، وَأَبِي بَكْر بْن النَّقُّور، وَسَعْد اللَّه بْن الدَّجاجِيّ، وَعَبْد اللَّه بْن منصور المَوْصليّ، وَأَبِي مُحَمَّد بْن الخشّاب، وشُهْدَة، وجماعة. وروى الكثير. وسمع منه الحُفّاظ. وكان دَيِّنًا خيرا، حافظا للقرآن، مُحِبًّا للرّواية. تكاثر عَلَيْهِ الطَّلَبة وحملوا عَنْهُ الكثير. وروى المقامات عَن ابن النَّقُّور، عَن الحريريّ. وروى سُنَن التِّرْمِذِيّ، عَن أَبِي زُرْعَة. وروى عَنْهُ سُنَن ابن ماجة، عَن أَبِي زُرْعَة أيضا. وروى مسند الحميديّ عن الباجسرائيّ، و ديوان المتنبّي، عن ابن الوكيل، و غريب الحديث لأبي عبيد، عن عبد الحقّ، و فصيح ثعلب عن غلام التّبريزيّ، و مغازي الأمويّ عن عبد الله بن منصور، و مصافحة البرقانيّ، عن شهدة، و سنن الدّار الدّارقطنيّ، عن عبد الحقّ، و فضائل القرآن لأبي عبيد، عَن أَبِي زُرْعَة.

وروى جزء الحفّار و تذكرة الحميديّ، و أخلاق حملة القرآن للآجرّيّ، و جزء ابن مخلد، و جزء البانياسيّ و أربعة مجالس ابن أبي الفوارس.

ترجمہ

الشیخ عبداللطیف بن ابی الفرج محمد بن علی بن حمزہ بن فارس ابن القبیطی کنیت ابوطالب الحرانی ثم البغدادی جو کہ تاجر بھی ہیں اور جوہری بھی ہیں اور اپنے وقت کے مسند العراق بھی تھے کی ولادت باسعادت سنہ (۵۵۴ھ) میں ہوئی۔

اورانہوں نے حدیث شریف کا سماع اپنے دادا الشیخ ابوالحسن، الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی، ابن البطی، ابوزرعہ، احمد بن المقرب، ہبۃ اللہ بن الحسن الدقاق، احمد بن عبدالغنی الباجسرائی، یحیی بن ثابت، ابوبکر بن النقور، سعد اللہ بن الدجاجی، عبداللہ بن منصور الموصلی، ابو محمد بن الخشاب اور شیخہ شہدہ اور ایک بہت بڑی جماعت سے کیا۔

ان سے بہت سے لوگوں نے حدیث شریف روایت کی اور بہت سے حفاظ حدیث نے سماع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت دیندار اور بہترین انسان تھے، قرآن کریم کے حافظ، روایت سے محبت کرنے والے، علم کے پیاسوں کا ہر وقت ان کے پاس رش لگا رہتا تھا اور بہت سے لوگ ان سے حدیث شریف بیان کرتے تھے۔

انہوں نے ''المقامات'' ابن النقور سے انہوں نے الحریری سے روایت کی اور انہوں نے سنن الترمذی شریف محدث ابوزرعہ سے اور سنن ابن ماجہ بھی محدث ابوزرعہ سے روایت کی۔

اور مسند حمیدی الباجسرائی سے اور دیوان متنبّی ابن الوکیل سے، اور ابوعبید کی غریب الحدیث عبدالحق سے، فصیح ثعلب غلام التبریزی سے اور الاموی کی مغازی عبداللہ بن المنصور، البرقانی کی مصافحہ شیخہ شہدہ سے اور سنن دارمی عبدالحق سے اور ابوعبید کی فضائل القرآن ابوزرعہ سے روایت کی۔

اورانہوں نے جزء الحفار اور تذکرۃ الحمیدی روایت کیا، اخلاق حملۃ القرآن جو آجری کی تصنیف ہے کو روایت کیا، جزء ابن مخلد، جزء البانیاسی، ابن الفوارس کی اربعہ مجالس کو بھی روایت کیا۔(۴۶)

ان کے شاگرد

روى عَنُهُ :جـمـال الدّين أبو بَكُر الشُّرَيُشِىّ، والعلاء بن بلبان، وتقىّ الدّين ابن الواسطىّ، والشّمس عَبُد الـرَّحـمَن بُن الزّيد، والرّشيد محمد بن أبى القاسم، والعماد إسماعيل ابن الطّبّال، وَالشَّيُخ شمس الدّين مُـحَـمَّـد بُـن الـعـمـاد، والـمجد عبد العزيز ابن الخليلىّ، وَالشَّيُخ عَبُد السّاتر بُن عَبُد الحميد، والقُطب سَـنُـجَـر النَّحوىّ، وَأَحُمَد بُن عَبُد اللّه بُن عَبُد الهادى، وَمُحَمَّد بُن أَحُمَد بُن معضاد الصَّرُصَرىّ، والإمام أبُو مُحَمَّد عَبُد الجبّار بُن عَبُد الخالق بُن عكر الواعظ.

ترجمہ

اوران سے جمال الدین ابوبکر الشریشی، علاء بن بلبان، تقی الدین بن الواسطی، شمس الدین عبدالرحمٰن بن الزید، الرشید محمد بن ابی القاسم، العماد اسماعیل بن الطبال، الشیخ شمس الدین محمد بن العماد، المجد عبدالعزیز بن الخلیلی، الشیخ عبدالساتر بن عبدالحمید، القطب سنجر النحوی، الشیخ احمد بن عبداللہ بن عبدالہادی، محمد بن احمد بن معضاد الصرصری، امام ابومحمد عبدالجبار بن عبدالخالق بن عکر الواعظ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا۔(۴۷)

وصال شریف

وأنـا عَنُهُ :أَبُـو بَـكُـر بُـن الـبُـزُورىّ، وَأَبُو الُحَسَن الغرافىّ، وسُنُقُر القصّابىّ .وَتُـوُفّـى فِى منتَصَف جمادى الآخرة.وقد تفرّد بالسّماع من الشَّيُخ عَبُد القادر.

ترجمہ

اور ہم کو ان کے متعلق ابوبکر البروزی، ابوالحسن الغرافی اور سنقر القصابی نے ان کے متعلق خبر دی کہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف جمادی الثانی میں ہوا۔ اور الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے سماع میں انہوں نے تفرد کیا ہے۔(۴۸)

اخلاق عالیہ

قـال السّيف ابن المجد :شيـخ متيـقّـظ، حـافـظ لأمـره، رأيته بآخَرَة ملازما لبيته طول الزّمان يخرج إلى الجمعة فقط.

ترجمہ

الشیخ السیف بن المجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار مغز تھے، اپنے معاملات کی حفاظت کرنے والے تھے، ہمیشہ اپنے گھر میں ہی رہتے تھے اور بہت عرصہ تک اپنے گھر میں ہی رہے، فقط جمعۃ المبارک کو ہی باہر آیا کرتے تھے۔(۴۹)

الشیخ احمد بن المفرج بن علی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

شاگرد غوث پاک رضی اللہ عنہ

أَحْمَدُ بْنُ المفرّج بْنُ عَلِيّ بْنُ عَبْدِ العزيز بْنُ مَسْلَمَة. المعمّر المُسْنِد، رشيد الدّين، أَبُو الْعَبَّاس الدّمشقيّ، ناظر الأيتام. وُلِدَ فِي ربيع الآخر سنة خمسٍ وخمسين وخمسمائة بدمشق. وسَمِعَ من: الحافظ أبى القاسم بن عساكر، وَعَبْدِ الرَّحْمَن بْنُ الْحُسَيْن بْنُ عبدان، وَأَبِي الْيُسْر شاكر التَّنُوخيّ الكاتب.

ترجمہ

الشیخ ابو العباس احمد بن المفرج بن علی بن عبد العزیز بن مسلمہ المعمر المسند رشید الدین الدمشقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو یتیموں کی دیکھ بھال کرنے کے سبب ''ناظر الایتام'' کے نام سے معروف تھے۔

ان کی ولادت باسعادت ربیع الثانی سنہ (۵۵۵ھ) میں ہوئی۔ الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابو القاسم بن عساکر، عبد الرحمٰن بن الحسین بن عبدان، ابوالیسر شاکر التنوخی الکاتب رحمۃ اللہ تعالی علیہم سے احادیث شریفہ روایت کیں۔(۵۰)

الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے اجازت حدیث

وأجاز لَهُ: الشَّيْخ عَبْد القادر الْجِيلِيّ، وابن البطّيّ، وأبو الحسين ابن تاج الْقُرّاء، وهبة اللَّه بْن هلال الدّقّاق، وَأَحْمَد بْن المقرّب، ويحيى بْن ثابت، وأبوبكر بن النّقّور، وأبو مُحَمَّد بْن الخشّاب، ومَعْمَر بْن الفاخر، وَأَحْمَد بْن مُبادِر، وحَيْدَرة بْن عُمَر العَلَوِيّ، والمبارك بْن الْمُبَارَك السّمسار، وَأَحْمَد بْن عَبْد الغنيّ الباجسرائيّ.

وتفرّد عَن أكثر هَؤُلَاءِ بالرّواية. وكان عدْلًا، ساكنا، وَقُورًا، مَهيبًا، محمود السّيرة.

ترجمہ

اور الشیخ ابو العباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو الشیخ عبد القادر الجیلانی، ابن البطی، ابو الحسین ابن تاج القراء، ہبۃ اللہ بن ہلال الدقاق، احمد بن المقرب، یحیی بن ثابت، ابوبکر بن النقور، ابو محمد بن الخشاب، معمر بن الفاخر، احمد بن مبادر، حیدرۃ بن عمر العلوی، المبارک بن المبارک السمسار، احمد بن عبد الغنی الباجسرائی رحمۃ اللہ تعالی علیہم سے ان کو اجازت حدیث حاصل تھی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان میں سے اکثر سے حدیث روایت کرنے میں متفرد ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ عادل، انتہائی پرسکون رہنے والے، صاحب وقار، بارعب اور خوبصورت سیرت کے مالک تھے۔(۵۱

الشیخ ابو العباس رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد

روى عَنْهُ: الدّمياطيّ، والفارِقيّ، وابن الخلّال، وكمال الدّين ابن العطّار، والعماد بْن البالِسيّ، ورشيد بْن كامل الأديب، والشّمس مُحَمَّد بْن التّاج، والشّمس مُحَمَّد بْن الصّلاح، وخلْق غيرهم. تُوُفّي فِي ثامن

عشر ذی القعدة.

ترجمہ

الشیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الدمیاطی، الفارقی، ابن الخلال، کمال الدین ابن العطار، عماد بن البالسی، رشید بن کامل الادیب، الشمس محمد بن التاج، الشمس محمد بن الصلاح اور ان کے علاوہ اور بھی بہت بڑی جماعت نے ان سے حدیث شریف روایت کی۔ اور ان کا وصال شریف ۱۸ ذوالقعدہ کو ہوا۔ (۵۲)

الشیخ علی بن ادریس الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے شاگرد

روی عَلی بُن إدریس الیعقوبیّ عن الشیخ عبدالقادرا لجیلانی رضی الله عنه .

ترجمہ

الشیخ علی بن ادریس الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف روایت کی (۵۳)۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

والشیخ علی بن إدریس الیعقوبی الزاهد صاحب الشیخ عبد القادر .سید زاهد عابد ربانی متاله بعید الصیت.توفی فی ذی القعدة.

ترجمہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ علی بن ادریس الیعقوبی جو تارک الدنیا تھے، اور حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے، سید، زاہد، عبادت گزار، شہرت سے بھاگنے والے، ان کا وصال شریف ذوالقعدہ میں ہوا۔ (۵۴)

الشیخ الصرصری شہید مداح النبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الصرصری شہید مداح النبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الصّرصری الشیخ العلّامة القدوة أبو زکریا یحیی بن یوسف ابن یحیی الصّرصری الأصْل -نسبة إلی صرصر ، قریة علی فرسخین من بغداد -کان إلیه المنتهی فی معرفة اللّغة وحسن الشعر، ودیوانه ومدائحه سائرة ، وکانَ حسّان وقته .ولد سنة ثمان وثمانین وخمسمائة، وقرأ القرآن بالرّوایات علی أصحاب ابن عساکر البطائحی .وسمع الحدیث من الشیخ علی بن إدریس الیعقوبی الزاهد، صاحبه الشیخ عبد القادر، وصحبه، وتسلّک به، ولبس منه الخرقة وأجاز له الشیخ عبد المغیث الحربی

وغيره، وحفظ الفقه واللغة، ويقال :إنه كان يحفظ صحاح الجوهرى بكمالها .وكان يتوقّد ذكاء ،

ترجمہ

الشیخ العلامہ الامام ابوذکریا یحیی بن یوسف ابن یحیی الصرصری شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ اصلاصرصری ہیں، ان کی نسبت صرصر کی طرف ہے جو کہ بغداد معلیٰ سے دو فرسخ کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ یہ اپنے وقت کے حسان بن ثابت تھے۔ لغت وحسن کی معرفت میں انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح خوانی پر کتب و دوان تحریر کیے۔ ان کی ولادت باسعادت سنہ (۵۸۸ھ) میں ہوئی، انہوں نے قرآن کریم ابن عساکر البطائحی کے اصحاب کی روایت پر پڑھا، اور انہوں نے الشیخ علی بن ادریس الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا، یہ شیخ یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جو حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، الشیخ صرصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شاگردی اختیار کی اور ان کی صحبت میں رہے، اور ان سے علم سلوک حاصل کیا اور انہی سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا۔ الشیخ عبدالمغیث رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی ان کو اجازت سے نوازا۔ فقہ ولغت انہوں نے حفظ کی ہوئی تھی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جوہری کی الصحاح حفظ کی ہوئی تھی۔ (۵۵)

بیس جلدیں نعت پر لکھیں

ويقال :إن مدائحه فى النبىّ -صلى الله عليه وسلم -تبلغ عشرين مجلدا.

ترجمہ

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نعت پر بیس جلدوں پر مشتمل کتاب تحریر کی۔ (۵۶)

علمی کام، اخلاق وعادات

، وقد نظم فى الفقه مختصر الخرقى و زوائد الكافى ونظم فى العربية، وفى فنون شتى وكان صالحا، قدوة، كثير التّلاوة، عظيم الاجتهاد، صبورا، قنوعا، محبّا لطريقة الفقراء ومخالطتهم .وكان يحضر معهم السماع ويرخص فى ذلك، وكان شديدا فى السّنّة، منحرفا على المخالفين لها .وشعره مملوء بذكر أصول السّنّة ومدح أهلها وذمّ مخالفيها.

ترجمہ

اور بے شک انہوں نے فقہ میں مختصر الخرقی کو نظم کیا اور زوائد الکافی کو بھی عربی میں منظم کیا، اور بھی بہت سے فنون میں کام کیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت زیادہ نیک انسان، بہت زیادہ تلاوت قرآن کرنے والے، عظیم الاجتہاد، نہایت صبر کرنے والے،، قناعت کرنے والے، فقراء سے محبت کرنے والے، اور ان سے میل جول رکھنے والے، اور ان کے ساتھ محفل سماع میں شریک ہوتے اور اس کی رخصت بھی دیتے تھے۔ سنت کے معاملے میں نہایت سخت تھے، اور ان پر بھی سختی کرتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے انحراف کرتے تھے، ان کے اشعار اصول سنت سے بھرے ہوئے ہیں اور اہل سنت کی مدح اور ان کے مخالفین کی مذمت سے بھرپور ہیں۔ (۵۷)

رسول اللہ ﷺ کی بشارت اور ان کی شہادت

قال ابن رجب :وكان قد رأى النبىّ -صلى الله عليه وسلم -فى منامه، وبشّره بالموت على السّنّة .ونظم

في ذلك قصيدة طويلة معروفة.

وسمع منه الحافظ الدّمياطى، وحدّث عنه، وذكره فى معجمه .

ولما دخل التتار بغداد، كان الشيخ بها فلما دخلوا عليه قاتلهم وقتل منهم بعكّازه نحو اثنى عشر نفسا، ثم قتلوه شهيدا برباط الشيخ على الخبّاز، وحمل إلى صرصر فدفن بها.

ترجمہ

ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو خواب میں کریم آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تم کو مبارک ہو کہ تم کو موت سنت پر آئے گی، اور الشیخ صرصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس پر ایک قصیدہ لکھا اور بہت زیادہ طویل اور بہت معروف ہوا۔ حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان سے حدیث شریف کا سماع کیا اور ان سے روایت بھی کیا اور ان کی مرویات کو اپنی معجم میں ذکر بھی کیا۔

جب تتاری بغداد معلی میں داخل ہوئے تو اس وقت شیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی ان کے ساتھ جہاد کیا اور عکاز کے مقام پر ان کے بارہ لوگوں کو قتل کیا اور پھر انہوں نے حضرت الشیخ الصرصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو الشیخ علی الخباز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خانقاہ میں شہید کر دیا، پھر الشیخ الصرصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا جنازہ صرصر لے جایا گیا تو وہیں ان کی تدفین ہوئی۔ (۵۸)

أبو الفضل البيلقاني الشّافعي رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ولادت باسعادت

هبة الله بن أبى القَاسِم بن هبة الله بن يَعْقُوب أبُو الفضل الفَقِيه الشّافِعِي من أهل بَيلَقان قَالَ محبّ الدّين بتن النّجار قدم علينا حاجّاً بَغْدَاد فِى صفر سنة خمس وستمِائَة .

وَذكر لنا أنّه ولد لَيْلَة الثُّلَاثَاء ثَالِث عشر الْمحرم سنة إِحْدَى وَعشْرين وَخَمْسمِائَة.

ترجمہ

الشیخ الامام ہبۃ اللہ بن ابی القاسم بن ہبۃ اللہ بن ابو الفضل الفقیہ الشافعی جو اہل بیلقان سے تھے، کے متعلق الشیخ محب الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ بتن النجار نے بیان کیا کہ الشیخ ابو الفضل البیلقانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ حج کے لئے جا رہے تھے تو ہمارے پاس بغداد معلی آئے تو اس وقت صفر المظفر کا مہینہ اور سنہ (۶۰۵ھ) تھا۔ تب انہوں نے ہمارے سامنے ذکر کیا کہ ان کی ولادت باسعادت منگل کی رات ۱۳ محرم الحرام سنہ (۵۲۱ھ) میں ہوئی۔ (۵۹)

حصول علم وحصول خرقہ خلافت اور اخلاق عالیہ

قال : وصحبتُ أبَا النجيب ودرستُ عَلَيْهِ الْفِقْه ولبستُ مِنْهُ الخِرقة سمِعت الحَدِيث بِبَغْدَاد من جماعةٍ مِنهُم عبد الْقَادِر الجيلى ثمَّ جَلَست للوعظ بمدرسة أبى النجيب وتولّيتُ الْإِعَادَة لدرسه ثمّ خرجتُ من بغداد فِى سنة ثَمَان واربعين وَخَمْسمِائَة ثمّ عدتُ إِلَيْهَا ثَانِيًا سنة أَربع وَسِتِّينَ وحججتُ مَعَ الحاجّ إِلَى بلدى ووليتُ بِهِ الْقَضَاء مرّتين ثمّ دخلتُ بَغْدَاد مرّة ثَالِثَة سنة تسعٍ وَتِسْعين وَحَجَجْت وعدت إِلَى بلدى

ثمَّ قدمت هَذِهِ المرّة فِي آخر سنة أربع وسِتمِائَة وَكَانَ شَيخا حسنَ الأخْلاق متواضعاً .

ترجمہ

الشیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت الشیخ ابوالنجیب السہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت اختیار کی اور انہیں سے علم فقہ حاصل کیا، اور اپنے استاد سے ہی خرقہ خلافت سے بھی نوازا گیا۔ پھر میں نے بغداد معلّی میں ہی علم حدیث شریف حاصل کیا اور میرے اساتذہ میں حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ پھر میں اپنے استاد الشیخ ابوالنجیب السہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مدرسہ میں وعظ کرنے بیٹھ گیا۔ پھر میں بغداد معلّی سے سنہ (۵۴۸ھ) میں چلا گیا، پھر واپس سنہ (۵۶۴ھ) میں لوٹ آیا، اور میں نے حج کیا اور مجھے دوبار قاضی بنایا گیا، میں پھر بغداد معلّی آیا سنہ (۵۹۹ھ) میں، اور پھر میں لوٹ گیا اپنے گاؤں کی طرف، پھر اس بار آیا ہوں اب تیسری بار آیا ہوں، اور پھر میں نے حج کیا اور اپنے علاقہ کی طرف چلا گیا، میں پھر (۶۰۴ھ) میں آیا ہوں۔

شیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت حسن اخلاق کے مالک تھے اور نہایت عاجزی گزار تھے۔ (۶۰)

الشیخ الامام المحدث محمد بن الفضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ محمد بن الفضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ

مُحَمَّد بُن الفضل بُن بختيار أَبُو عَبْد اللَّه بْن أَبِي المكارم الواعظ اليعقوبى كَانَ خطيبها ذكر أَنَّهُ سَمِعَ من أَبِي الوقت والشيخ عَبْد القادر الجيلى، قَالَ لي: ولدت سنة ثلاث وأربعين وخمسمائة .وتوفي بدقوقا فِي جمادى الأولى سنة سبع عشرة وستمائة.

ترجمہ

الشیخ محمد بن الفضل بن بختیار ابوعبداللہ بن ابی الکارم الواعظ الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو کہ خطیب تھے۔ وہ خود ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے حدیث شریف کا سماع حضرت الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے کیا۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ مجھے شیخ محمد بن الفضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بتایا کہ: میری ولادت سنہ (۵۴۳ھ) میں ہوئی، اور ان کی وفات دقوقا میں جمادی الاولی سنہ (۶۱۷ھ) میں ہوئی۔ (۶۱)

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

سَمِعَ من أَبِي الفَتْح بن شاتيل وغيره، وذَكَر أَنَّهُ سَمِعَ من أَبِي الوَقْت، وصنَّف "غريب الحديث"، وولى خطابة بَعْقُوبا. قَالَ ابن النَّجّار :سكن دقوقا ووعظ بها، وَرَوَى بها عَن أَبِي الوَقْت.

ترجمہ

الشیخ محمد بن الفضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابوالفتح بن شاتیل اور ان کے علاوہ مشائخ سے بھی احادیث کا سماع کیا، اور انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بھی سماع کیا، اور انہوں نے ''غریب الحدیث'' نامی کتاب بھی تصنیف فرمائی، اور یعقوبا میں خطیب مقرر ہوئے۔ مورخ ابن النجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ الشیخ محمد بن

الفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دقوقا میں سکونت اختیار کی اور وہیں وعظ کہتے رہے اور انہوں نے الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے احادیث روایت کیں۔(۶۲)

الشیخ الامام عُمر الدرُ زِیجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام عُمر الدرُ زِیجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشيخ الامام عُمَر الدَرُزِيجانى رحمة الله تعالى عليه هُوَ عُمَر بُن أَبِى بَكُر ، من دَرُزِيجان أَقَامَ بِإِرُبِلَ وَلَهُ ذكر، وبإربل مسجد يعرف بِهِ .تُوُفِّيَ بِإِرُبِلَ وقبره بِهَا .حنبلى المذهب مغال فِي السنة، من أَصُحَاب عَبُد القَادِرِ الجِيلى .صحب الشَّيُخ عليا بُن الهيتى، وَأَحُمَد بُن الرفاعى وعبد الرَّحُمَن الطَّيُسَفونجى ومحمد البَقُلى وَغَيُرهم.

ترجمہ

الشیخ عمر بن ابی بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو درزیجان سے تھے، انہوں نے اربل میں رہائش اختیار کی ہوئی تھی اور یہیں پر ہی ان کی مسجد شریف بڑی مشہور ہے اور ان کا یہیں وصال ہوا اور یہیں ان کا مزار شریف بھی ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنبلی المذہب تھے اور سنت کے معاملے میں کوئی رعایت نہ کرتے تھے اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے، اور الشیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں بھی رہے ۔ اور سید احمد رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ، الشیخ عبدالرحمٰن الطیسفونجی اور محمد البقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت بھی پائی۔(۶۳)

المحدث الکبیر الشیخ الامام علی ابن ابی بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام علی ابن ابی بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عَلِيّ بُن أَبِى بَكُر بُن إدريس أَبُو الُحَسَن الزَّاهِد :من أهل بعقوبا .سَمِعَ الشَّيُخ عَبُد القادر الجيلى وَسَمِعَ مِنُهُ جماعة من أصحابنا توفى فِي سلخ ذى القعدة سنة تسع عشرة وستمائة ببعقوبا.

ترجمہ

الشیخ الامام علی بن ابوبکر بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ بہت بڑے زاہد تھے اور ان کی کنیت ابوالحسن تھی، اور شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل یعقوبا میں سے تھے۔ انہوں نے حدیث شریف کا سماع حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے کیا۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک بہت بڑی جماعت نے الشیخ علی بن ابی ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سماع کیا، ان کا وصال شریف یعقوبا میں ذوالقعدہ سنہ (۶۱۹ھ) میں ہوا۔(۶۴)

علی بن ابی بکر کے شاگرد اور امام ذہبی کے استاد کا بیان

عَلِي بُن سُلَيُمَان بُن أَبِى العز الخباز :وَكَانَ زاهدا صالحا؛ كبير القدر قدوة .لَهُ أتباع ومريدون .وَلَهُ

زاوية ببغداد،

ترجمہ

حضرت الشیخ الامام علی بن سلیمان بن ابوالعز الخباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ زاہد، نیک انسان، بہت زیادہ عزت کے مالک اور امام تھے، ان کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ان کی اپنی خانقاہ تھی بغداد معلّیٰ میں۔ (۶۵)

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ کے ممدوح اور مجاہد

قَالَ الذهبی :كَـانَ شيخنا الدباهي يصفه ويعظمه .وَكَـانَ قَدْ سمع من الشيخ عَلِي بْن أَبِي بَكْر بْن إدريس اليعقوبی الزاهد أَيْضًا .وحدث عَنْهُ.

وسمع منه الدمياطی، وحدث عَنْهُ فِي معجمه، وَقَالَ :قتل شهيدا فِي وقعه التَتَر فِي محرم سنة ست وخمسين وستمائة .ويقال :إنه ألقي عَلَى بَاب زاويته عَلَى مزبلة ثلاثة أيَّام، حَتَّى أكلت الكلاب من لحمه، وأنه كَانَ قَدْ أخبر عَن نَفْسه بِذَلِك فِي حياته رَضِيَ اللَّه عَنْهُ.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ الدباہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ علی بن ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت زیادہ شان بیان کرتے تھے اور ان کی تعظیم بھی کرتے تھے، ہمارے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ علی بن ابوبکر بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث کا سماع کیا تھا، اور ان سے حدیث بیان بھی کرتے تھے، اور ان سے الدمیاطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سماع کیا اور اپنی کتاب معجم میں حدیث شریف بیان بھی کی۔

ہمارے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ الشیخ الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاریوں کے خلاف جنگ کے واقعہ میں سنہ (۶۵۶ھ) میں شہید ہو گئے تھے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تاتاریوں نے ان کا جسم مبارک خانقاہ کے دروازے پر پھینک دیا تھا یہاں تک کہ کتوں نے ان کے جسم مبارک سے کچھ گوشت بھی کھا لیا تھا، اور یہ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سارا قصہ اپنی زندگی میں بیان کیا تھا۔ (۶۶)

اس سے ثابت ہوا کہ الشیخ الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو غوث پاک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں یہ استاد ہیں الشیخ الدباہی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اور الشیخ الدباہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاد ہیں حضرت الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے۔ ثابت ہوا کہ امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پوتے شاگرد ہیں۔

الامام الشیخ علی بن یعیش بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ

الامام الشیخ علی بن یعیش بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ

علی بن يعيش بن سعد بن الحسن بن القواريری، أبو الحسن بن أبی محمد :من أهل باب البصرة، سمع فی صباه بإفادة والده من أبی القاسم بن الحصين وأبی السعود بن المجلی، وأبی الفضل محمد بن الحسين الإسكاف وغيرهم، ثم طلب هو بنفسه وقرأ علی المشايخ، وسمع الكثير من أبوی الفضل

الأرموی، وابن ناصر، وأبی الفتح الكروخی وسعد الخير بن محمد الأنصاری ومن خلق كثير، وكتب بخطه كثيرا وصحب الشيخ عبد القادر الجيلی -رضی الله عنه، وكان شابا صالحا متدينا أديبا فاضلا حسن الخط، حدث بيسير، ورحل فی طلب الحديث إلى خراسان فأدركه أجله.

ترجمہ

الامام الشیخ علی بن یعیش بن سعد بن الحسن القواریری جوابوالحسن بن ابی محمد کے نام سے معروف ہیں، یہ اہل باب البصرہ میں سے ہیں، ان کے والد ماجد نے ان کو بچپن میں ہی الشیخ ابوالقاسم بن الحصین، ابوالسعود بن المجلی، ابوالفضل محمد بن الحسین الاسکاف اوران کے علاوہ سے حدیث شریف کا سماع کروایا۔ پھرانہوں نے خود ہی محدثین کے پاس جاکر پڑھنا شروع کردیا، اورانہوں نے بہت سے محدثین سے جن میں ابوالفضل الارموی، ابن ناصر، ابوالفتح الکروخی، سعدالخیر بن محمد الانصاری اوران کے علاوہ بھی بہت سے محدثین ہیں جن سے انہوں نے سماع کیا۔

اورانہوں نے اپنے ہاتھ سے بھی بہت سی احادیث مبارکہ لکھیں، اورالامام الشیخ عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہ کر بھی علم دین حاصل کیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوجوان، نہایت پاکباز، دیندار، ادیب، فاضل، اورخوش نویس تھے، اورحدیث پاک بہت کم بیان کیا کرتے تھے اور پھرانہوں نے طلب حدیث کے لئے سفرشروع کردیا اورخراسان گئے اوروہیں پر ہی ان کا وصال شریف ہوگیا۔ (٦٧)

وصال شریف

ذكر أبو محمد ابن سويدة التكريتی: أن علی بن يعيش رحل إلى هراة يسمع من أبی الوقت فأدركه أجله بهمدان فی سنة خمسين وخمسمائة.

ترجمہ

ابومحمد بن سویدہ التکریتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ علی بن یعیش رحمۃ اللہ علیہ ہراۃ گئے وہاں الشیخ ابوالوقت سے حدیث شریف کا سماع کررہے تھے کہ انہوں نے وہیں سنہ (٥٥٠ھ) داعی اجل کو لبیک کہا۔ (٦٨)

حضرت الشیخ الامام المحدث ابوطالب عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت

القُبَّيْطِیُّ أَبُو طَالِبٍ عَبْدُ اللَّطِيفِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ حَمْزَةَ، الشَّيْخُ الجَلِيْلُ، الثِّقَةُ، مُسْنِدُ العِرَاقِ، أَبُو طَالِبٍ عَبْدُ اللَّطِيفِ ابنُ أَبِي الفَرَجِ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ حَمْزَةَ بنِ فَارِسٍ، ابْنُ القُبَّيْطِيِّ الحَرَّانِيُّ، ثُمَّ البَغْدَادِيُّ، التَّاجِرُ، الجَوْهَرِيُّ وُلِد: سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِيْنَ وَخَمْسِ مائَةٍ، فِي شَعْبَانَ.

ترجمہ

الشیخ الامام القبیطی ابوطالب عبداللطیف بن محمد بن علی بن حمزہ جوکہ الشیخ الجلیل، الثقہ، مسندالعراق کے القابات سے معروف ہیں

ان کا نام نامی اسم گرامی ابوطالب عبداللطیف بن ابی الفرمحمد بن علی بن حمزہ بن فارس القبیطی الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو کہ بعد میں بغداد معلی آ کر سکونت پذیر ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تجارت کیا کرتے اور جوہری بھی تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۵۴ھ) میں ماہ شعبان المعظم میں ہوئی۔(۶۹)

حصول علم

وَسَمِعَ مِنْ :جَدِّہٖ عَلِیِّ بنِ حَمْزَةَ، وَالشَّیْخِ عَبْدِ القَادِرِ الجِیْلِیِّ، وَھبةِ اللہ بنِ ھِلاَلِ الدَّقَّاقِ، وَأَبِی الفَتْحِ ابْنِ البَطِّیِّ، وَأَحْمَدَ بنِ المُقَرِّبِ، وَیَحْیَی بنِ ثَابِتٍ، وَأَبِی بَکْرِ بنِ النَّقُّوْرِ، وَعِدَّةٍ.

ترجمہ

حضرت الشیخ الامام ابوطالب عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے داداجان اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ،ہبۃ اللہ بن ہلال الدقاق،ابوالفتح بن البطی،احمد بن المقرب،یحیی بن ثابت،ابوبکر بن النقور اوران کے علاوہ بہت سے ائمہ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔(۷۰)

الشیخ الامام ابوطالب عبداللطیف کے شاگرد

حَدَّثَ عَنْہُ :جَمَالُ الدِّیْنِ الشَّرِیْشِیُّ، وَتَقِیُّ الدِّیْنِ ابْنُ الوَاسِطِیِّ، وَشَمْسُ الدِّیْنِ ابْنُ الزِّیْنِ، وَعِزُّ الدِّیْنِ الفَارُوْثِیُّ، وَعَلاَءُ الدِّیْنِ ابْنُ بَلَبَانَ، وَرَشِیدُ الدِّیْنِ ابْنُ أَبِی القَاسِمِ، وَعِمَادُ الدِّیْنِ ابْنُ الطَّبَّالِ، وَعِزُّ الدِّیْنِ ابْنُ البُزُوْرِیِّ، وَعَلِیُّ بنُ حُصَیْنٍ، وَسُنْقُرُ القَضَائِیُّ، وَتَاجُ الدِّیْنِ الغَرَّافِیُّ، وَعِدَّةٌ .وَبِالإِجَازَةِ :أَبُو العَبَّاسِ ابْنُ الشِّحْنَةِ، وَمُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ البُخَارِیُّ، وَابْنُ العِمَادِ الکَاتِبُ، وَسِتُّ الفُقَھَاءِ بِنْتُ الوَاسِطِیِّ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوطالب عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے جمال الدین الشریشی،تقی الدین ابن الواسطی،شمس الدین ابن الزین،عز الدین الفاروثی،علاء الدین بن بلبان،رشید الدین بن ابوالقاسم،عماد الدین بن الطبال،عزالدین بن البزوری،علی بن حصین،سنقر القضائی،تاج الدین الغرافی اوران کے علاوہ اوربھی بہت بڑی جماعت نے ان سے احادیث روایت کیں۔اورالشیخ ابوطالب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابوالعباس بن الشحنۃ،محمد بن احمد البخاری،ابن العماد الکاتب اورست الفقہاء بنت الواسطی رحمۃ اللہ تعالی علیہم کوالشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے اجازت حدیث حاصل تھی۔(۷۱)

سفرتجارت اور تعلیم دین

وَقَدْ سَافَرَ فِی التِّجَارَةِ مُدَّةً، وَکَانَ دَیِّناً، خَیِّراً، حَافِظاً لِکِتَابِ اللہِ، صَادِقاً، مَأْمُوْناً، لاَ یُحَدِّثُ إِلاَّ مِنْ أَصْلِہٖ، وَکَانَ یَتَّجِرُ .تَکَاثَرَ عَلَیْہِ الطَّلَبَةُ، وَرَوَی الکَثِیْرَعنہ .

ترجمہ

الشیخ الامام ابوطالب عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک مدت تک تجارت کے لئے سفر فرمایا،آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت دیندار،بہترین انسان،کتاب اللہ کے حافظ،صادق وامین،جب بھی حدیث بیان کرتے اس کے اصل ماخذ سے بیان کیا کرتے تھے

اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس طلبہ کی بہت زیادہ بھیڑ ہوجاتی تھی اور بہت سے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث شریفہ روایت کی ہیں۔ (۷۲)

وصال شریف

تُوُفِّیَ :سَنَةَ إِحْدَى وَأَرْبَعِيْنَ وَسِتِّ مائَةٍ، فِي شَهْرِ جُمَادَى الْأُوْلَى.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوطالب عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف جمادی الاولی سنہ (۶۴۱ھ) میں ہوا۔ (۷۳)

الشیخ الامام المحدث محمد ابن الْمُبارک رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام المحدث محمد ابن الْمُبارک رحمۃ اللہ تعالی علیہ

القلانسی الصُّورِی مُحَمَّد بن الْمُبَارَك بن يعلى الْقرشِي الصُّورِي القلانسي روى عَنهُ الْجَمَاعَة وَيحيى بن معِين وَمُحَمّد بن يحيى الذهلي. قَالَ ابْن معِين كَانَ شيخ الْبَلَد يَعْنِي دمشق بعد أبي مسْهر ،مُحَمَّد بن الْمُبَارَك بن عَلّيّ أَبُو عبد الله توفّي سنة إِحْدَى وَأَرْبَعين وَخمْس مائة .

ترجمہ

الشیخ الامام المحدث محمد بن المبارک بن یعلی القرشی الصوری القلانسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ایک جماعت نے احادیث مبارکہ روایت کیں، یحیی بن معین، محمد بن یحیی الذہلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسے محدثین نے ان سے روایت لی۔ الشیخ الامام ابن معین رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: الشیخ الامام محمد بن المبارک رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ ابو مسہر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے وصال کے بعد شیخ البلد تھے یعنی دمشق کے شیخ تھے۔ الشیخ محمد بن المبارک رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۴۱ھ) میں ہوا۔ (۷۴)

حصول علم دین

قَرَأَ الْفِقْه على مَذْهَب أَحْمد بن حَنْبَل على عبد الْقَادِر الجيلي ثمَّ انْتقل عَنهُ إِلَى الْقَاضِي أبي يعلى مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن الْفراء .

ترجمہ

الشیخ الامام محمد بن المبارک رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے علم فقہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا، پھر القاضی ابویعلی محمد بن محمد بن الفراء رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس بھی پڑھتے رہے۔ (۷۵)

اپنے اوقات ضائع نہ ہونے دیتے

وَكَانَت أوقاته مَحْفُوظَة بإقراء الْقُرْآن وَالْفِقْه وَسَمَاع الحَدِيث وَحدث باليسير.

ترجمہ

الشیخ الامام محمد بن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام اوقات محفوظ تھے، یا تو وہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے، یا فقہ پڑھتے رہتے یا پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف بیان کیا کرتے تھے۔(۷۶)

وصال شریف

وَتُوفّی سنة أربع وَسِتّينَ وَخمْس مائَة.

ترجمہ

الشیخ الامام محمد بن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ(۵۶۱ ھ) میں ہوا۔(۷۷)

الشیخ الامام اسباہ میر بن محمد بن نعمان ابو عبداللہ الجیلانی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاگرد الشیخ الجیلانی

اسباه مير بُن مُحَمَّد بُن نعمان، أَبُو عَبْد الله الجيليّ الحنبليّ .(المتوفى(٦٠٨ ه)تفقّه عَلَى الشيخِ عَبْد القادر .وحدث عن أبى محمد ابن المادح، وغيره.

ترجمہ

الشیخ الامام اسباہ میر بن محمد بن نعمان ابو عبداللہ الجیلانی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ(۶۰۸ ھ) میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم فقہ حضرت الامام الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور حدیث شریف الشیخ الامام ابو محمد بن المادح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کی۔(۷۸)

مورخ ابن نجار کی رائے

وقال ابن النجار :كان شيخا صالحا، مشتغلا بالعلم والخير، مع علوّ سنّه،

ترجمہ

ابن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ الشیخ اسباہ میر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نیک انسان، باوجود اس کے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی مگر پھر بھی علم دین کے حصول میں مشغول رہتے تھے۔(۷۹)

صاحب شذرات الذہب لکھتے ہیں

أسباه مير بن محمد بن نعمان الجيلي، الفقيه الحنبلي، أبو عبد الله تفقّه ببغداد على الشيخ عبد القادر، ونزل عنده، ولازم الاشتغال بمدرسته إلى آخر عمره.

ترجمہ

اسباہ میر بن محمد بن نعمان الجیلی الفقیہ الحنبلی کی کنیت ابو عبداللہ تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد معلی میں الشیخ الامام

عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے علم فقہ حاصل کیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ پھر زندگی بھر الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس رہے اور حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں ہی اپنی مصروفیات جاری رکھیں۔(۸۰)

وصال شریف

وقال ابن رجب :توفی لیلة الجمعة حادی عشری ربیع الأول، ودفن بباب حرب.

ترجمہ

امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا وصال شریف ۱۱ ربیع الاول شریف کو ہوا اور ان کی تدفین باب حرب میں ہوئی۔(۸۱)

الشیخ اسباہ میر کے شاگرد

وسمع من ابن المادح، وحدّث عنه باليسير، وعمّر .وسمع منه ابن القطيعي وجماعة .وكان أصابه صمم شديد في آخر عمره.

ترجمہ

الشیخ الجیلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابن المادح سے بھی حدیث شریف کا سماع کیا، حدیث پاک بہت کم بیان کیا کرتے تھے اور عمر طویل پائی تھی، ان سے ابن القطیعی اور ایک جماعت نے حدیث شریف بیان کی، آخری عمر میں بہت کم سنتے تھے۔(۸۲)

الشیخ الامام القدوۃ المحدث الفقیہ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ قطب الدین کی ولادت اور حصول علم

مَسْعُود بُن مُحَمَّد بُن مَسْعُود قُطْب الدّين النيسابوري أَبُو المعالي الطُّرَيْثيثي ، الفقيه الشّافعيّ، نزيل دمشق.ولد سنة خمس وخمسمائة .ورأى :أَبَا نصر عَبْد الرحيم بْن القُشَيْري.وتفقّه بنَيسابور على ابن يحيى .وقرأ الأدب على والده أَبِي عَبْد اللَّه الطُّرَيْثيثي .ثمّ رحل إلى مَرْو، فتفقه على أَبِي إِسْحَاق إِبْرَاهِيم بْن مُحَمَّد المَرْوزي.وسمع من :هبة اللَّه السّدّيّ، وعبد الجبّار البيهقيّ .ودرّس بنظاميّة نَيسابور نيابة، واشتغل بالوعظ .وورد بغداد ووعظ بها، وحصل لَهُ القبول التّامّ.وكان ديّنا، عالما، متفنّنا.

ترجمہ

الشیخ الامام مسعود بن محمد بن مسعود قطب الدین نیشاپوری ابو المعالی الطریثیثی جو کہ فقہ شافعی کے فقیہ ہیں دمشق میں رہنے والے تھے۔ان کی ولادت باسعادت سنہ (۵۰۵ھ) میں ہوئی۔انہوں نے ابو النصر عبدالرحیم بن القشیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی زیارت بھی کی تھی۔انہوں نے نیشاپور میں الشیخ علی بن یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم فقہ حاصل کیا، اپنے والد ماجد الشیخ ابو عبداللہ الطریثیثی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم ادب پڑھا، پھر مرو چلے گئے پھر علم فقہ ابو اسحاق بن ابراہیم بن محمد المروزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے پڑھا، اور الشیخ ہبۃ اللہ السدی، عبدالجبار البیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے علم حدیث پڑھا۔جامعہ نظامیہ نیشاپور میں تدریس فرماتے رہے اور وعظ کرنے میں مشغول ہو گئے۔پھر وہاں سے بغداد معلیٰ آئے اور وعظ کہا اور ان کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت دیندار، عالم دین تھے۔(۸۳)

مدارس میں تدریس کے فرائض سرانجام دینا

ثمّ راح إلى دمشق سنة أربعين، وأقبلوا عَلَيْهِ، ودرّس بالمجاهديّة ثمّ بالزّاوية الغزاليّة بعد موت أبى الفتح نصر اللّه المصّيصيّ. وكان حَسَن النّظر. ثمّ خرج إلى حلب، وولى بها تدريس المدرستين اللّتين بناهما نور الدّين وأسد الدّين، ثمّ مضى إلى هَمَذَان وولى بها التّدريس مدّة. ثمّ عاد إلى دمشق، ودرّس بالغزاليّة وحدّث، وتفرّد برئاسة الشّافعيّة.

ترجمہ

پھر وہاں سے سنہ (۵۴۰ھ) دمشق چلے گئے اور اہل دمشق بھی ان پر امڈ پڑے اور انہوں نے وہاں مدرسہ مجاہدیہ میں تدریس فرمائی۔ پھر الشیخ ابوالفتح نصر اللہ المصیصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد الزاویہ الغزالیہ میں استاد مقرر ہوئے۔

پھر الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حلب تشریف لے گئے تو وہاں ان کو نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اسدالدین شیرکوہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعمیر کردہ دونوں مدارس میں تدریس کے فرائض سونپے گئے۔ پھر وہاں سے ہمدان چلے گئے ایک مدت تک وہاں تدریس فرماتے رہے، پھر وہاں سے دمشق آگئے اور یہاں مدرسہ الغزالیہ میں تدریس فرماتے رہے، اور انہوں نے وہاں پر ہی حدیث شریف بھی لوگوں کے سامنے بیان کی۔ اور یہ یاد رہے کہ اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکیلے ہی شافعیہ میں رئیس تھے (۸۴)۔

حسن اخلاق ووصال شریف

قال القاسم بن عساكر: كان حَسَن الأخلاق، متودّدا، قليل التّصنّع. مات فى سلخ رمضان. ودفن يوم العيد.

ترجمہ

الامام القاسم بن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسن اخلاق کے مالک، محبت کرنے والے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات میں بناوٹ والی بات تو تھی ہی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف رمضان المبارک میں ہوا اور ان کو عید کے دن دفن کیا گیا۔ (۸۵)

فصاحت وبلاغت کے شہنشاہ

قلت: وكان معروفا بالفصاحة والبلاغة وكثرة النّوادر ومعرفة الفقه والخلاف. تخرّج به جماعة. ودرّس أيضًا بالجاروخيّة ووقف كُتُبه.

ترجمہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: الشیخ قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فصاحت وبلاغت، کثرت نوادر اور معرفت فقہ کے حوالے سے بڑے معروف تھے۔ ان سے بہت بڑی جماعت نے علم حاصل کیا۔ اور انہوں نے الجاروخیہ میں بھی تدریس فرمائی۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتب راہ للہ وقف کردی تھیں۔ (۸۶)

بغداد معلّٰی میں ورود

قلت :وقد ورد بغداد رسولا، وكتب عَنْهُ :عُمَر بْن عليّ القرشيّ، وأبو المواهب بْن صَصْرَى، وأجاز للبهاء عَبْد الرَّحْمَن، وللحافظ الضّياء .وروى عَنْهُ :أَبُو القاسم بْن صَصْرَى، وتاج الدّين عَبْد اللَّه بْن حَمُويَه.وتخرّج به جماعة.

ترجمہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: الشیخ الامام قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد معلّٰی میں قاصد بن کر آئے تھے۔مغداد معلّٰی میں ان سے الشیخ عمر بن علی القرشی ،ابوالمواہب بن صصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے حدیث شریف لکھی۔اور الشیخ قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے البہاء عبدالرحمٰن ،اور الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو اجازت حدیث عطا کی۔اور ان سے روایت کرنے والوں میں الامام ابوالقاسم بن صصری اور تاج الدین عبداللہ بن حمویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی شامل ہیں،اور ان کے علاوہ بھی بہت بڑی جماعت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم دین حاصل کیا۔(۸۷)

الشیخ قطب الدین نیشاپوری مدرسہ قادریہ میں

الدکتور عبدالرزاق الکیلانی فرماتے ہیں

ومن مشاهير العلماء الذين تخرجوا من مدرسة القادريه كقطب الدين النيسابورى رحمة الله تعالى عليه

.

ترجمہ

وہ مشہور علماء کرام جنہوں نے حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ قادریہ سے علم دین حاصل کیا جیسے امام الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ۔(۸۸)

الشیخ قطب الدین نیشاپوری اور نور الدین شہید

وقيل إنّه وعظ مرّة، فسأل نور الدّين أن يحضر مجلسه، فحضر فشرع فِي وعظه يناديه كما كان يفعل البرهان البلْخى شَيْخ الحنفيّة، فقال للحاجب :اصعد إليه، وقُلْ لَهُ لا تخاطبني باسمي .فَسُئل نور الدّين عَن ذلك فيما بعد .فقال :إنّ البلْخى كان إذا قَالَ يا محمود قامت كلّ شعرةٍ فِي جَسَدى هيبة لَهُ، ويرقّ قلبى، والقُطْبُ إذا قَالَ يا محمود يقسو قلبى ويضيق صدرى .

ترجمہ

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک بار الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ کہہ رہے تھے کہ نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت طلب کی کہ وہ بھی وعظ میں شریک ہونا چاہتے ہیں جب ان کو اجازت دی گئی اور وہ وعظ میں آئے تو شیخ نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے وعظ کہنا شروع فرمایا اور وعظ میں جس طرح الشیخ البرہان البلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ اس وقت حنفیہ کے امام تھے کیا کرتے تھے وہی کیا کہ سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیکر پکارا،تو سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خادم کو کہا کہ جا کر

عرض کرو کہ میرا نام لیکر نہ پکاریں کیونکہ جب شیخ الحفیہ میرا نام لیکر پکارتے ہیں تو میرے جسم پر ان کی ہیبت کی وجہ سے ایک خوف طاری ہو جاتا ہے اور دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور جب شیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرا نام لیکر پکارتے ہیں اور کہتے ہیں ''یا محمود'' تو میرا دل سخت اور سینہ تنگ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔(۸۹)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ اس وقت کے علماء کرام کیسے نڈر ہوتے تھے اور حکام کو ان کے سامنے ڈانٹ دیا کرتے تھے اور حکام بھی بڑے باادب تھے کہ وہ بھی ان سے اجازت لیکر ہی ان کی مجالس میں جایا کرتے تھے، آج تو پولیس والے بھی کوئی حیا نہیں کرتے ہیں سیدھا علماء کرام کے گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ غیرت عطا فرمائے۔

مجھ سے پہلے دین کا محافظ کون تھا؟

وقال له يوماً قُطبُ الدِّينِ النَّيسَابُورِيُّ :بِـاللَّهِ يَا مَوْلَانَا السُّلْطَانُ لَا تُخَاطِرْ بِنَفسِكَ، فَإِنَّكَ لَوْ قُتِلْتَ قُتِلَ جميع من معك، وأخذت البلاد، وفسد حال المسلمين .فقال :له اسكت يا قطب الدين فإن قولك إساءة أدب على الله، ومن هو محمود؟ من كان يحفظ الدين والبلاد قبلي غير الذى لا إله إلا هو؟ ومن هو محمود؟ قال فبكى من كان حاضراً رحمه الله.

ترجمہ

ایک دن نور الدین محمود زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت امام قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے ہمارے آقا! سلطان آپ جنگ میں جا کر اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالئے۔ بے شک اگر آپ شہید ہو گئے تو آپ کے ساتھی سارے قتل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے علاقے کفار کے قبضہ میں چلے جائیں گے اور اہل اسلام کا حال خراب ہو جائے گا۔

سلطان نور الدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے شیخ ایسا نہ کہیں جو آپ نے بات کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اچھی نہیں ہے، یہ محمود کون ہے؟ جب میں نہیں تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے شہروں کی حفاظت کون کرتا تھا وہی اللہ تعالیٰ ہی کرتا تھا جس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ پہلے بھی کرتا تھا وہ میرے جانے کے بعد بھی کرتا رہے گا۔ جب نور الدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات کی تو جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب رونے لگے۔(۹۰)

قطب الدین نیشاپوری کے خلاف بات تک نہ سنتے

قَالَ وَبَلغنِي أَن بعض أَكَابِر الْأُمَرَاء حسد قطب الدّين النَّيْسَابُورِي الْفَقِيه الشَّافِعِي وَكَانَ قد استقدمه من خُرَاسَان وَبَالغ فِي إكرامه وَالْإِحْسَان إِلَيْهِ فحسده ذَلِك الْأَمِير فنال مِنْهُ يَوْمًا عِنْد نور الدّين فَقَالَ لَهُ يَا هَذَا إِن صَحَّ مَا تَقول فَلهُ حَسَنَة تغفر كل زلَّة تذكرها وَهِي الْعلم وَالدّين وَأما أَنْت وَأَصْحَابك ففيكم أَضْعَاف مَا ذكرت وَلَيْسَت لكم حَسَنَة تغفرها وَلَو عقلت لشغلك عيبك عَن غَيْرك وَأَنا أحتمل سَيِّئَاتكُم مَعَ عدم حسناتكم أَفلا أحتمل سَيِّئَة هَذَا إِن صحت مَعَ وجود حسنته على أنني وَالله لَا أصدقك فِيمَا تَقول وَإِن عدت ذكرته أَو غَيره بِسوء لأؤدبنك فَكف عَنهُ.

ترجمہ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض امراء

علماء کرام سے حسد کرتے تھے اور بالخصوص حضرت الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ مذہب شافعی کے امام تھے کے ساتھ بھی ان کا یہی رویہ تھا حالانکہ الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خراسان سے خاص طور پر بلایا تھا اور ان کا حد درجہ احترام کیا تو ایک امیر ان کے ساتھ بغض وحسد کرنے لگا ایک دن اس نے سلطان نورالدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی شکایت کی تو سلطان نورالدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جو تم نے کہا ہے اگر وہ صحیح ہے تو شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک ایسی نیکی ہے اور وہ ہے علم دین وہ اس کی شفاعت کرے گا تو وہ تو بخشے جائیں گے۔ اور بہر حال جو عیب تم نے بیان کیا ہے وہ تمھارے اندر اور تمھارے جیسے جتنے امراء ہیں ان میں کئی گنا زیادہ ہیں اور تمھارے پاس کوئی نیکی نہیں ہے جو تمھاری شفاعت کر سکے۔

اگر تو عقل والا ہوتا تو اپنے عیبوں کو چھوڑ کر دوسروں کے عیبوں کے پیچھے نہ پڑتا بلکہ اپنے عیبوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا۔ اگر میں تم کو اپنے ساتھ رکھتا ہوں حالانکہ تمھارے پاس سب گناہ ہیں کوئی نیکی نہیں ہے اور میں تم کو اپنے سے دور نہیں کرتا تو پھر وہ شخص جس کے نامہ اعمال میں صرف ایک خطا ہے اور باقی سب نیکیاں ہیں تو اس کو اپنے سے کیسے دور کردوں؟

اور اللہ تعالیٰ کی قسم! جو تم نے حضرت الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شکایت کی ہے اور جس عیب کا تم نے ذکر کیا ہے وہ ان میں نہیں ہے اور میں کبھی بھی تمھاری تصدیق نہیں کرسکتا۔ اگر اب کسی نے میرے پاس آ کر ان کی شکایت کی وہ یا تم ہوئے یا کوئی اور تو میں پھر تمھارے خلاف تادیبی کاروائی کروں گا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ سارے رک گئے پھر کسی نے کسی عالم کی کوئی شکایت نہیں کی۔ (۹۱)

اگر حاکم دیندار ہو تو پھر کسی کو علماء کرام کے خلاف بولنے کی ہمت نہیں ہوتی اگر حاکم ہی بے دین ہو اور کافروں کا غلام ہو تو پھر اس ملک میں ہر شخص علماء کرام کے خلاف بولتا نظر آتا ہے، یہاں تک کہ ٹیلی ویژن پر آنے والے مراثی اور جاہل لوگ بھی علماء کرام کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔

شیخ قطب الدین کی آمد پر سلطان رحمہ اللہ کا خوش ہونا

قال الحافظ ابن كثير رحمة الله تعالى عليه وَصَلَ الْفَقِيهُ الْإِمَامُ الْكَبِيرُ قُطْبُ الدِّينِ النَّيْسَابُورِيُّ، وَهُوَ فَقِيهُ عَصْرِهِ، فَسُرَّ بِهِ نُورُ الدِّينِ وَأَنْزَلَهُ بِحَلَبَ بِمَدْرَسَةِ بَابِ الْعِرَاقِ، ثم أتى به إلى دمشق فدرس بزاوية جامع الغربية المعروفة بالشيخ نصر المقدسی، ثم نزل بمدرسة الحاروق، ثم شرع نور الدين بانشاء مَدْرَسَةٍ كَبِيرَةٍ لِلشَّافِعِيَّةِ،

ترجمہ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ جب اپنے وقت کے فقیہ الامام الکبیر قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے تو سلطان شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنے کی بے حد خوشی ہوئی اور سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حلب شہر میں مدرسہ باب العراق میں ٹھہرایا، پھر آپ

رحمۃ اللہ تعالی علیہ دمشق تشریف لائے جامعہ غربیہ کے زاویہ میں جو کہ الشیخ نصر المقدسی کے نام سے معروف تھا میں تدریس فرماتے رہے۔ پھر مدرسہ الحاروق میں آ گئے۔ پھر سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جو کہ شافعیہ کا بہت بڑا مدرسہ تھا۔(۹۲)

ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

قال ابن التغری بردی رحمة الله تعالی علیه وکان بارعا مفتنًا مدرّسا فقیها عالما محدّثا.

ترجمہ

ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: الشیخ قطب الدین رحمہ اللہ تعالی فقہ میں بہت زیادہ دسترس رکھنے والے، بہت بڑے فقیہ، عالم اور محدث تھے۔(۹۳)

امام داؤدی المالکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

قال الداوودی المالکی رحمة الله تعالی علیه کان إماما فی المذهب والخلاف والأصول والتفسیر والوعظ، أدیبا مناظرا.

ترجمہ

امام داؤدی المالکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام فی المذہب اور اصول وتفسیر، وعظ میں یہاں تک کہ ہر ایک فن میں امام تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ادیب اور مناظر بھی تھے۔(۹۴)

الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

وقال ابن النجار :وکان یقال :إنه بلغ حدّ الإمامة علی صغر سنه.

ترجمہ

الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: الشیخ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ بچپن سے ہی حد امامت تک پہنچے ہوئے تھے۔(۹۵)

الشیخ الامام المحدث الکبیر احمد بن احمد بن مطیع رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الشیخ الامام المحدث الکبیر احمد بن احمد بن مطیع

أحمد بن مُطیع بن أحمد بن مُطیع .أبو العبّاس، البَاجِسْرَائِیّ. صَحِبَ الشیخ عبدَ القادر، وقرأ علیه کتاب الغُنیة تصنیفه .وحَدَّث.وکان مقیما بقریة باجسری من نواحی بغداد، وبها مَاتَ فی المحرَّم .روی لنا عنه بالإجازة الشّهاب الأبَرْقُوهیّ، وبالسَّماع أبو الفضل محمّد بن محمد بن الدَّبَّاب.

ترجمہ

الشیخ الامام احمد بن مطیع بن احمد بن مطیع کی کنیت ابوالعباس ہے اور نسبت الباجسرائی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ باجسری جو کہ

بغداد معلّی کے نواح میں ایک گاؤں کا نام ہے یہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقیم رہے اور یہیں پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات ہوئی۔ ہمیں ان سے روایت پہنچی ہے الشہاب الابرقوہی کی اجازت کے ساتھ اور ابوالفضل محمد بن محمد بن الدباب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سماع کے ساتھ (۹۶)۔

شیخ احمد بن مطیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر استاد کا کرم

قال ابن رجب الحنبلی رحمة الله تعالى عليه ونقلت من خط الإمام صفی الدين عبد المؤمن بن عبد الحق البغدادی .قَالَ :قرأت بخط الإمام أبی أحمد عبد الصمد بن أحمد بن أبی الجيش .قَالَ :حدثنی أحمد بن مطيع الباجسرائی .قَالَ :كنت أجیء من مدرسة الوزير ابن هبيرة من باب البصرة إلى الشيخ عبد القادر، فجئت فی بعض الأيام، وهو كأنه ضجران، فانتهرنی .وقال :قم، فمضيت، فبينا أنا فی بعض الطريق انفذ خلفی، فجئت .فقال :لما حردت عليک، ومشيت نمت، فرأيت النَّبِیّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقال :أنت معلم الخير لا تضجر .أنت معلم الخير لا تضجر .أنت معلم الخير لا تضجر -ثلاث مرات -قَالَ :ثم أخذ علی، واقرانی.

ترجمہ

الشیخ الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے الامام صفی الدین عبدالمومن بن عبدالحق البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خط سے یہ نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابواحمد بن عبدالصمد بن احمد بن ابی الجیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر میں پڑھا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے الشیخ احمد بن مطیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں وزیر ابن ہبیرہ کے مدرسہ میں جو کہ باب البصرہ میں واقع تھا میں پڑھتا تھا وہاں سے چھوڑ کر الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں چلا گیا تو وہاں میں کسی دن آیا تو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایسا لگا کہ گویا کہ وہ پریشان ہیں پس انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا: اٹھ جا یہاں سے، میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا ابھی میں راستے میں ہی تھا کہ پیچھے سے مجھے روکا اور فرمایا: جب میں نے تم کو جھڑکا اور تم چلے گئے میں بھی اٹھا اور جا کر لیٹ گیا اسی دوران میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عبدالقادر! تم خیر سکھانے والے ہو تم غصہ نہ کیا کرو،: اے عبدالقادر! تم خیر سکھانے والے ہو تم غصہ نہ کیا کرو،: اے عبدالقادر! تم خیر سکھانے والے ہو تم غصہ نہ کیا کرو، یہ بات رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین بار فرمائی۔ الشیخ احمد بن مطیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر شیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ مجھے لیکر اپنے مدرسہ میں آئے اور مجھے پڑھانا شروع کر دیا۔ (۹۷)

شیخ احمد بن مطیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ایک حدیث

وقال شِيرَوَيه الدَّيْلَمِیّ :روى عَنهُ أبو منصور بن عيسى، وأبو القاسم عَبد الرَّحمَن بن مَندَه، وعبد الرَّحمَن بن محمد بن شاذی؛ وحدثنا عَنهُ بالإجازة، أبو القاسم الخطيب، وأبو القاسم ابن البصری، وأبو الفتح بن عبدوس .قَالَ :وكان ثقة صدوقًا، عالمًا زاهدًا، حسن المعاملة، مذكورًا فی البُلدان، حسن المعرفة .وروى عَنهُ أبو طالب محمد بن علیّ العشاریّ .قرأتُ عَلَى الأبَرقُوهیّ :أخبَرَكُم أحمَدُ بنُ مُطِيعٍ

إِجَـازَةً وَسَمَاعًا فِي غَالِبِ الظَّنِّ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى الشَّيْخِ عَبْدُ الْقَادِرِ بْنُ أَبِي صَالِحِ الجيلى، قال :أخبرنا هبة الله السقطى، قال :أخبرنا أبو الفضل جعفر بن يحيى المكى، قال :أخبرنا الحسين ابن عبد الكريم الجزرى، قال :أخبـرنا على بن عبد الله بن جهضم الهمذانى، قال :أخبـرنا على بن محمد بن سعيد البصرى، قال: أخبرنا أبى، قال :أخبـرنـا خلف بن عبد الله الصنعانى، عن حُميد الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ السلام " :رَجَبٌ شَهْرُ اللَّهِ، وَشَعْبَانُ شَهْرِى، وَرَمَضَانُ شَهْرُ أُمَّتِي "قال محمدبن درويش رحمة الله تعالى عليه :هذالحديث ضعيف .وقال الالبانى هذاالحديث ضعيف .

ترجمہ سند حدیث

شیرویہ الدیلمی نے کہا: کہ ان سے ابومنصور بن عیسی، ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن مندہ، عبدالرحمٰن بن محمد بن شاذی نے روایت کیا۔ ہمیں ان سے ابوالقاسم الخطیب، ابوالقاسم ابن البصری اور ابوالفتح بن عبدوس نے ان کی اجازت سے روایت کیا۔انہوں نے کہا: میں نے الابرقوہی رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر پڑھا۔تم کو خبر دی احمد بن مطیع رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے میرے غالب گمان کے مطابق انہوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ پر پڑھی، انہوں نے کہا: ہمیں ہبۃ اللہ السقطی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوالفضل جعفر بن یحیی المکی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں الحسین بن عبدالکریم الجزری نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں علی بن عبداللہ بن جہضم الہمدانی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں علی بن محمد بن سعید البصری نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ہمارے والد ماجد نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں خلف بن عبداللہ الصنعانی نے حمید الطّویل سے انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رجب اللہ تعالی کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان المبارک میری امت کا مہینہ ہے۔

الشیخ محمد بن درویش رحمہ اللہ تعالی نے کہا: یہ حدیث ضعیف ہے۔

البانی نے بھی کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔(۹۸)

الشیخ الامام الفقیہ القاضی المحدث الخطیب اسعد ابن المنجا بن ابی البرکات رحمۃ اللہ تعالی علیہ

نام ونسب وطن

أسعد بن المنجا :وقيل أبى الـمـنـجا، بن بركات، وقيل أبى البركات بن المؤمل، أبو المعالى التنوخى المعرى الأصل، الدمشقى المولد والمنشأ، الحنبلى القاضى، ولى قضاء حرّان، وذكر لى ولده عمر بن أسعد، أبو الخطاب، أن اسمه أسعد بن المنجابن بركات بن المؤمل.

ترجمہ

الشیخ الامام اسعد بن المنجا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوالمنجا بن برکات، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوالبرکات بن المؤمل، ابوالمعالی التنوخی المعری الاصل الدمشقی ہیں اور ان کی ولادت باسعادت دمشق میں ہوئی اور مذہبا حنبلی ہے، حران کے قاضی بنائے

گئے۔ ابن العدیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے الشیخ ابن المنجا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادے نے بتایا، ان کا نام نامی اسم گرامی اسعد بن المنجا بن برکات بن المومل ہے۔ (۹۹)

حصولِ علم اور مشائخ کا ذکر

وذكر لي أبو الحجاج يوسف بن خليل أن أسعد بن أبي المنجا بن أبي البركات. قرأ الفقه بدمشق على شرف الإسلام عبد الوهاب بن عبد الواحد الحنبلي، ثم سافر الى بغداد وتفقه بها على أحمد الحربي، وقرأ على الشيخ عبد القادر بن صالح الجيلي، وسمع الحديث بدمشق من أبي القاسم نصر بن أحمد بن مقاتل بن مطكود السوسي، وببغداد من أبي منصور أنوشتكين الرضواني، والشريف النقيب أبي جعفر احمد بن محمد المكي العباسي، وأبي العباس أحمد بن بختيار المندائي الواسطي، وأبي محمد بن عمر الأرموي.

روى لنا عنه :أبو الحجاج يوسف بن خليل بن عبد الله الدمشقي، وأبو حامد اسماعيل بن حامد بن عبد الرحمن القوصي.

ترجمہ

اور مجھے ابوالحجاج یوسف بن خلیل نے ذکر کیا کہ الشیخ اسعد بن المنجا بن ابی البرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرف الاسلام عبدالوہاب بن عبدالواحد الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم فقہ پڑھا، پھر وہاں سے بغداد معلیٰ کا سفر کیا اور الشیخ احمد الحربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم فقہ پڑھا اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے بھی علم دین حاصل کیا۔ اور الشیخ الامام ابوالقاسم نصر بن احمد بن مقاتل بن مطلکود السوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی علم حدیث پڑھا، اور بغداد معلیٰ میں الشیخ ابومنصور انوشکین الرضوانی، الشریف النقیب ابوجعفر احمد بن محمد المکی العباسی، الشیخ ابوالعباس احمد بن بختیار المندائی الواسطی اور ابومحمد بن عمر الارموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے بھی حدیث شریف کا سماع کیا۔ اور ہمارے لئے الشیخ ابوالحجاج یوسف بن خلیل بن عبداللہ الدمشقی، ابوحامد اسماعیل بن حامد بن عبدالرحمٰن القوصی نے بھی رایت کیا۔ (۱۰۰)

الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

أسعد بن المنجا بن أبي البركات القاضي أبو المعالي التنوخي المغربي، ثم الدمشقي روى عن القاضي الأرموي وتفقه على الشيخ عبد القادر وغيره.(۱)وقال الاربلي رحمة الله تعالى عليه وتفقه على الشيخ عبد القادر الجيلي على المذهب الحنبلي.(۲)

ترجمہ

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ اسعد بن المنجا بن ابی البرکات القاضی ابوالمعالی التنوخی المغربی، پھر دمشقی کے متعلق ہمیں قاضی الارموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس علم فقہ پڑھا ہے۔ اور امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ اسعد بن المنجا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے

پڑھا۔(۱۰۱)

مدرسہ کی تولیت وعہدہ قضا کی سپردگی

ولما عاد الى دمشق بنى له تاجر مدرسة بدمشق ووقفها عليه، وتولى القضاء والخطابة بحرّان يوم الأربعاء ثامن وعشرين من شهر رجب من سنة سبع وستين وخمسمائة.

ترجمہ

الشیخ ابن العدیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جب الشیخ ابن المنجا رحمۃ اللہ تعالی علیہ بغداد معلّٰی سے دمشق واپس آئے تو دمشق کے ایک تاجر نے مدرسہ تعمیر کیا اور وہ مدرسہ الشیخ ابن المنجا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لئے وقف کردیا۔ اور سنہ (۵۶۷ھ) رجب المرجب کی اٹھائیس تاریخ کو بدھ کے دن الشیخ ابن المنجا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کوحران کا عہدہ قضا سپرد کیا گیا اور اسی دن الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کوحران کی خطابت بھی سپرد کی گئی۔(۱۰۲)

الشیخ ابن المنجا رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور نور الدین زنگی شہید

قرأت بخط شيخنا ناصح الدين عبد الرحمن بن نجم بن عبد الوهاب بن الحنبلي في كتاب الاستعداد بمن لقيت من صالحي العباد في البلاد من تأليفه :الشيخ أسعد بن المنجا الفقيه الحنبلي، يدعى وجيه الدين، كان رحل الى بغداد وقرأ على الفقيه أحمد الحربي الحنبلي كتاب الهداية وكتب خطه له بذلك، وعاد الى دمشق، وكان رأى الشيخ شرف الإسلام جدي وانتمى اليه، وطلب الفقيه حامد بن حجر شيخ حرّان قاضيا لحرّان من نور الدين، ونور الدين يومئذ صاحب دمشق، فأشاروا به، فسير الى حرّان قاضيا، فأقام مدة، ثم رجع الى دمشق فأقام مدة، ثم رجع الى حرّان قاضيا.

ترجمہ

الشیخ ابن العدیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے الشیخ ناصح الدین عبد الرحمٰن بن نجم بن عبد الوہاب بن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تحریر میں پڑھا ان کی کتاب ''کتاب الاستعداد بمن لقیت من صالحی العباد فی البلاد'' جو الشیخ اسعد ابن المنجا الفقیہ الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تالیف سے ماخوذ تھی۔ یہ وہی شیخ ابن المنجا رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں جن کو وجیہ الدین کہا جاتا تھا۔ انہوں نے بغداد معلّٰی کا سفر کیا اور الفقیہ احمد بن الحربی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کتاب الہدایہ پڑھی اور اپنے خط کے ساتھ ان کے لئے لکھی۔
اور پھر وہاں سے دمشق آگئے اور ان کو الشیخ الفقیہ حامد بن حجر رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو کہ اس وقت حران کے قاضی تھے اور حران کے ہی شیخ تھے نے نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے کہنے پر الشیخ المنجا رحمہ اللہ تعالی علیہ کوحران میں طلب کیا۔ اور اس وقت سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ دمشق کے حاکم تھے۔ الشیخ ابن لمنجا رحمۃ اللہ تعالی علیہ حران کی طرف روانہ ہوگئے اور وہاں کچھ مدت تک قیام کیا پھر وہاں سے دمشق آگئے پھر وہاں سے کچھ عرصہ بعد حران آکر دوبارہ عہد قضاء سنبھال لیا۔(۱۰۳)

حران کے خطیب

قرأت في تاريخ حرّان لأبي المحاسن بن سلامة بن غرير :وكان مولده -يعني أسعد بن المنجا -بدمشق

سنة عشرين وخمسمائة، ومات بدمشق سنة خمس وستمائة، وخطب على منبر حرّان، سمعته يخطب ويدعو للامام المستضيء رضي الله عنه.

ترجمہ

الشیخ ابن العدیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابوالمحاسن بن سلامہ بن غریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''تاریخ حران'' میں پڑھا، اس میں وہ لکھتے ہیں کہ الشیخ اسعد بن المنجا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت دمشق میں سنہ (۵۲۰ھ) میں ہوئی اوران کا وصال شریف بھی سنہ (۶۰۵ھ) میں دمشق میں ہی ہوا۔ الشیخ اسعد بن المنجا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حران میں خطبہ دیا کرتے تھے میں نے خود ان کو حران کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے۔ اور وہ امیر المومنین المستضی کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ (۱۰۴)

تصنیف وتالیف اور وفات شریف

صنف كتاب النهاية في شرح الهداية عشرين مجلدا، جمع فيه المذاهب وأدلتها، واختصر كتاب الهداية، وكان له شعر حسن .قرأت بخط رفيقنا أبي علي الحسن بن محمد البكري، وذكر أنه نقله من خط أبي الطاهر اسماعيل بن عبد المحسن الأنماطي :مات أبو المعالي أسعد بن المنجا التنوخي قاضي حران بدمشق بعد أن عمي مدة عاشها في بيته، في يوم الخميس ثاني عشر شهر ربيع الاول سنة ست وستمائة.

ترجمہ

الشیخ اسعد بن المنجا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب النہایہ تصنیف کی، جو کہ الہدایہ کی شرح تھی، اس کی بیس جلدیں ہیں، اس میں تمام مذاہب کو جمع کیا ہے اور ان کے دلائل بھی اس میں لکھے اور کتاب الہدایہ کو بھی مختصر کیا، اور شعر بھی کہا کرتے تھے۔

میں نے اپنے دوست الشیخ ابوعلی الحسن بن محمد بن البکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر میں پڑھا انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے ابوالطاہر اسماعیل بن عبدالمحسن الانماطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا۔ الشیخ اسعد بن المنجا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ حران کے قاضی تھے آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور اسی طرح ایک مدت تک وہیں رہے یہاں تک کہ بارہ ربیع الاول سنہ (۶۰۶ھ) میں وفات پائی۔ (۱۰۵)

آپ کی مرویات میں سے ایک حدیث

أخبرنا أبو الحجاج يوسف بن خليل بن عبد الله الدمشقي -قراءة عليه وأنا أسمع بحلب- قال :أخبرنا القاضي أبو المعالي أسعد بن المنجا بن أبي البركات بن المؤمل المعري التنوخي- قراءة عليه وأنا أسمع بدمشق -قيل له :أخبركم أبو القاسم نصر بن أحمد بن مقاتل بن مطكود السوسي قراءة عليه وأنت تسمع فأقرّ به، قال :أخبرنا علي بن محمد بن علي الفقيه قال: أخبرنا عبد الرحمن بن عثمان بن القاسم قال :أخبرنا ابراهيم بن محمد بن أحمد قال :حدثنا أحمد بن بكر قال :حدثنا داود بن الحسن قال :حدثنا مبارك بن فضالة عن الحسن عن أنس بن مالك ﷺ :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :مثل الصلوات الخمس كمثل نهر جار

على باب الرجل يغتسل منه كل يوم خمس مرات، فماذا بقى من درنه.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالحجاج یوسف بن خلیل بن عبداللہ الدمشقی نے خبردی کہ انہوں نے ان پر پڑھا، اس حال میں کہ میں ان سے سن رہا تھا شہر حلب میں، انہوں نے کہا: ہمیں القاضی ابوالمعالی اسعد بن المنجا بن ابی البرکات بن الموئل المعری التنوخی رحمہ اللہ تعالی نے دمشق میں ان پر پڑھ کر خبر دی، اور میں نے ان سے دمشق میں سنا، ان کو کہا گیا: تم کو ابوالقاسم نصر بن احمد بن مقاتل بن مطلکو دالسوسی نے خبر دی جب کہ یہ روایت ان پر پڑھی گئی اور تم اس کو سن رہے تھے، انہوں نے کہا: ہمیں علی بن محمد بن علی الفقیہ نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں عبدالرحمٰن بن عثمان بن القاسم نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابراہیم بن محمد بن احمد نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں احمد بن بکر نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں داؤد بن الحسن نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں مبارک بن فضالہ نے الحسن سے انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال کسی شخص کے گھر کے دروازے پر چلنے والی نہر کی طرح ہے کہ کوئی شخص اس میں روزانہ پانچ بار نہائے تو اس پر کوئی بھی میل باقی نہ رہے گا۔ (اسی طرح جو شخص روزانہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کے بھی گناہ معاف کر دیتا ہے) (۱۰۶)

آپ کی مرویات میں سے ایک اور حدیث

أخبرنا أبو المحامد اسماعيل بن حامد بن عبد الرحمن القوصي -بقراء تي عليه بدمشق -قال :أخبرنا وجيه الدين أبو المعالى أسعد بن المنجا القاضى قال:أخبرنا أبو القاسم السوسى قال :أخبرنا على بن محمد قال :أخبرنا عبد الرحمن بن أبى نصر، قال :أخبرنا إبراهيم بن محمد بن أحمد بن أبى ثابت قال: حدثنا أحمد بن بكر قال :حدثنا محمد بن الحسن قال :حدثنا الأوزاعى عن الزهرى عن عبد الرحمن بن حرب بن مالك عن أبيه ، قَالَ :جَاءَ مُلَاعِبُ الْأَسِنَّةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَدِيَّةٍ، وَعَرَضَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ، فَأَبَى أَنْ يُسْلِمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :فَإِنِّي لَا أَقْبَلُ هَدِيَّةَ مُشْرِكٍ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالحامد اسماعیل بن حامد بن عبدالرحمٰن القوصی نے میرے ان پر پڑھنے پر دمشق میں خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں وجیہ الدین ابوالمعالی اسعد بن المنجا القاضی نے خبر دی، ہمیں ابوالقاسم السوسی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں علی بن محمد نے خبر دی، ہمیں عبدالرحمٰن بن ابی نصر نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابراہیم بن محمد بن احمد بن ابی ثابت نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں احمد بن بکر نے یہ حدیث شریف بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن الحسن نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں الاوزاعی نے الزہری سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن حرب سے بن مالک سے انہوں نے اپنے والد ماجد سے انہوں نے کہا:

ترجمہ متن حدیث

ملاعب الاسنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حدیہ لیکر حاضر ہوا تو کریم آقا ﷺ نے فرمایا: اسلام قبول کرلو۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں اسلام قبول نہیں کرتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم مشرکوں سے تحفہ نہیں لیتے۔ (۱۰۷)

الشیخ الامام الزاہد الفقیہ أحمد بن أبی بکر بن المُبارَک بن الشّبل ابوالسعود الحریمی

الفقیہ أحمد بن أبی بکر بن المُبارَک بن الشّبل ابوالسعود

أبو السعود الحَريمي :درس في المدرسة القادرية وتربّى على الشيخ عبد القادر وصار المشار إليه بعده وصار له القبول التام عند الخاص والعام، وأسس مدرسة خاصة به ونجح نجاحاً قويا بين جماهير الفقراء وفتح لهم بابه.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالسعود احمد بن ابی بکر بن الشبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدرسہ قادریہ میں علم دین حاصل کیا اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے تربیت حاصل کی، الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعد ان کو بڑا مقام حاصل ہوا اور عوام وخواص میں ان کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔ الشیخ الحریمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مدرسہ قائم کیا اس میں ان کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے اس مدرسہ کا دروازہ فقراء کے کھول دیا۔ (۱۰۸)

قال الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

كَانَ عطّارا فزهد، وصحِب الشَّيخ عَبْد القادر، وصار من كبار الفقراء .لَهُ كرامات وأحوال، وَقَبُولٌ عظيم .غلب عليه الفناء فكان لا يأكل ولا يلبس إلّا أن يُطعموه أَوْ يُلبسوه .ولا يكاد يتكلَّم إلّا جوابا .ولا يزال عَلَى طهارة مستقبل القِبلة.

ترجمہ

امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوالسعود الحریمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عطار تھے پھر زاہد بن گئے، اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور ان کا شمار کبار فقراء میں ہونے لگا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کرامات وصاحب احوال تھے، اور ان کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ ان پر فنا غالب تھا، خود نہ کھاتے تھے اور نہ ہی پیتے تھے بلکہ مدرسہ کے فقراء کو کھلاتے تھے اور پلاتے تھے، اور خود نیا لباس نہ پہنتے بلکہ مدرسہ کے فقراء کو پہناتے تھے۔ کبھی بھی کلام نہ کرتے تھے بلکہ کوئی کلام کرتا تو اس کو جواب دیا کرتے تھے، ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور اپنا چہرہ قبلہ کی جانب رکھتے تھے۔ (۱۰۹)

صبر کے کوہ گراں

حكى لي عَنْهُ جماعة .يَقُولُ أبو المظفّر بْن الجوزيّ قَالوا كَانَ جالسا فوقع السّقف، فجاء طرف جذْع عَلَى أضلاعه فكسرها، فلم يتحرّك فبقي عشرين سنة، فَلَمَّا مات وجُرِّد للغسل رأوا أضلاعه مكسَّرة.

تُوُفّی فِي عاشر شوّال، وبنوا عَلَى قبره قبّةً عالية، وقبره يُزار رحِمَه اللّٰه.

ترجمہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ: مجھے ایک جماعت نے یہ بیان کیا کہ الشیخ المظفر بن الجوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بار الشیخ ابوالسعود الحریمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ چھت ان پر آگری جس کی وجہ سے ان پر اس کا شہتیر گرا جس کے سبب ان کی ساری پسلیاں ٹوٹ گئیں مگر انہوں نے کوئی حرکت نہیں کی، بیس سال اسی طرح رہے، جب ان کا وصال ہوا تو لوگوں نے ان کے کپڑے اتارے تو پتہ چلا کہ ان کی ساری پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔

ان کا وصال شریف سنہ (۵۸۲ھ) میں شوال المکرم میں ہوا۔ اور لوگوں نے ان کے مزار مبارک پر ایک گنبد بنا دیا اور ان کے مزار شریف کی زیارت کی جاتی ہے۔ (۱۱۰)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

شيخ مشهور بالصلاح والمعرفة. صحب الشَّيُخ عَبُد القادر وصار المشار إِلَيُهِ فِي الطريقة، وكان يغلب عَلَيُهِ الرفق والبسط وكان منزله مجمع الفقراء وله القبول عند النَّاس، توفى سنة اثنتين وثمانين وخمسمائة.

ترجمہ

الشیخ ابوالسعود الحریمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نیکی و معرفت الہیہ کے سبب معروف تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ الامام المحدث الکبیر عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے، طریقت کے مرکز بن گئے۔ ان پر رفق وانبساط غالب تھا، ان کا گھر فقراء سے بھرا رہتا تھا، لوگوں میں ان کو بڑی مقبولیت حاصل تھی، ان کا وصال شریف سنہ (۵۸۲ھ) میں ہوا۔ (۱۱۱)

الشیخ صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

أحُمد بن أبى بكر بن الْمُبَارك أَبُو السُّعُود الزّاهِد الْمَعُرُوف بِابُن الشبلى من أهل الْحَرِيم الظَّاهِرِيّ صحب الشَّيُخ عبد الْقَادِر الجيلى وَأخذ عَنهُ طَرِيق الْمُعَامَلَة والزهد وَصَارَ مِمَّن يشار إِلَيُهِ بالمعرفة وَالْولَايَة وَظَهرت لَهُ الكرامات وَفتح عَلَيُهِ بالْكَلَام فِي طَرِيق الْقَوْم وَصَارَ لَهُ الْقبُول التَّام عِنْد النَّاس وَأكْثر النَّاس زيارته والتبرك بِهِ سمع شَيْئا من الحَدِيث من أبي الْمَعَالِي مُحَمَّد بن مُحَمَّد ابْن مُحَمَّد بن النّحاس وَحدث باليسير قَالَ محب الدّين ابْن النجار وَقد أدركت أَيَّامه.

ترجمہ

الشیخ الامام احمد بن ابوبکر ابوالسعود جو کہ ابن الشبلی کے نام سے معروف تھے اور اہل حریم سے تھے، انہوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی، ان سے زہد و طریقت کا علم بھی حاصل کیا۔ معرفت و ولایت کے مرکز بن گئے، ان سے کرامات ظاہر ہوئیں، اور قبولیت تامہ حاصل ہوئی۔ ان کے دور کے سب بزرگوں سے زیادہ ان کی زیارت کی جاتی تھی اور ان سے برکت حاصل کی جاتی تھی، انہوں نے الشیخ الامام ابوالمعالی محمد بن محمد بن محمد بن النحاس سے حدیث پڑھی اور حدیث شریف بہت کم بیان کیا کرتے

تھے۔مورخ محب الدین ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کچھ دن ان کی صحبت میں گزارے ہیں۔(۱۱۲)

الشیخ الحریمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مدرسہ قائم کیا

مدرسة أبو السعود الحَريمي :درس فی المدرسة القادرية وتربّى على الشيخ عبد القادر وصار المشار إليه بعده وصار له القبول التام عند الخاص والعام، وأسس مدرسة خاصة به ونجح نجاحاً قويا بين جماهير الفقراء وفتح لهم بابه .

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالسعود احمد بن ابی بکر بن الشبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مدرسہ قادریہ میں علم دین حاصل کیا اورالشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ سے تربیت حاصل کی ،الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعدان کو بڑامقام حاصل ہوااورعوام وخواص میں ان کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔الشیخ الحریمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک مدرسہ قائم کیااس میں ان کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی اورانہوں نے اس مدرسہ کادروازہ فقراء کے لئے کھول دیا۔(۱۱۳)

الشیخ الامام علی بن احمد بن وہب بن منارہ الصافیونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

جنہوں نے چالیس سال حضرت الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت کی

الشیخ الامام علی بن احمد بن وہب بن منارہ الصافیونی

علي بن أحمد بن وهب بن منارة الصافيوني، أبو الحسن البزاز:من ساكني دار البساسيری بباب الأزج، تفقه عَلَى الشيخ عبد القادر وصحبه مدة حتى حصل طرفًا صالحا من المذهب، وسمع الحديث الكثير، ثم إنه بعد علو سنة ترک ذلک وصار بزازًا ، سمع أبو الفضل محمد بن عمر الأرموی ومُحَمَّد بن ناصر بن مُحَمَّد السلامي وأبا الفتح عبد الملک بن أبی القاسم الكروخي وأبا الوقت عبد الأول بن عيسى السجزی وجماعة غيرهم، كتبت عنه، وكان شيخا صالحا ورعا عفيفا فاضلا، ساكتا عَلَى طريقة السلف، حافظًا لكتاب الله، ثقة صدوقا حسن السمت.

ترجمہ

الشیخ الامام علی بن احمد بن وہب بن منارۃ الصافیونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کنیت ابوالحسن ہے،آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ باب الازج میں دارالبساسیری میں رہنے والے تھے،آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ الامام عبدالقادرالجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس علم فقہ پڑھااورایک مدت تک ان کی صحبت اختیار کئے رکھی یہاں تک کہ ان کو مذہب میں ایک شان حاصل ہوئی۔اورانہوں نے حدیث شریف کا سماع بھی بہت زیادہ کیا،پھرانہوں نے پارچہ فروشی کا کام شروع کردیا۔

الشیخ ابوالفضل محمد بن عمر الارموی،محمد بن ناصر بن محمد السلامی،ابوالفتح عبدالملک بن ابوالقاسم الکروخی،ابوالوقت عبدالاول بن عیسی السجزی اوران کے علاوہ بہت بڑی جماعت نے ان سے حدیث شریف کا سماع کیا۔اورمیں نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ الشیخ ابوالحسن

البزاز رحمۃ اللہ تعالی علیہ نیک و صالح شخص تھے، صاحب تقوی، فاضل انسان تھے۔ مشائخ کے طریقے پر ساکت رہنے والے تھے، قرآن کریم کے حافظ تھے، ثقہ، صدوق تھے۔ (۱۱۴)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

سمعت أبا بكر عبد الرزاق بن عبد القادر الجيلي يقول: كان الشيخ أبو الحسن بن وهب صاحبا لوالدي وخصيصًا به، وصار معيدًا لدرسه وأثنى عليه كثيرا، وقال:
عرضت عليه الشهادة عند القضاة فأباها، وكان متورعًا دينًا عَلَى طريق حسنة.

ترجمہ

میں نے الشیخ الامام ابوبکر عبدالرزاق بن الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ الشیخ ابوالحسن بن وہب رحمۃ اللہ تعالی علیہ قبلہ والد ماجد الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہنے والے تھے اور الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کو خاص مرتبہ حاصل تھا۔ اور الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے درس کے بڑے ماہر تھے، اور ان کی بہت زیادہ تعریف کی گئی اور الشیخ ابوبکر عبدالرزاق بن الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا: الشیخ ابوالحسن ابن وہب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو عہد قضا کی پیشکش کی گئی تھی مگر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس عہد کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت متقی اور دیندار انسان تھے، اور بہت اچھے طریقے پر چلنے والے تھے۔ (۱۱۵)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی کی خدمت میں چالیس سال

قرأت بخط شيخنا عبد الرزاق: أبو الحسن بن وهب صحب والدي أربعين سنة، وكان مولده في سنة عشرين وخمسمائة، وتوفي شيخنا أبو الحسن بن وهب يوم الأربعاء لسبع خلون من جمادى الآخرة سنة سبع وتسعين وخمسمائة، ودفن من الغد بباب حرب.

ترجمہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: میں نے الشیخ سیدی ابوبکر عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی تحریر میں پڑھا: کہ الشیخ الامام ابوالحسن بن وہب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے میرے والد گرامی الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چالیس سال گزارے۔ ان کی ولادت باسعادت سنہ (۵۲۰ھ) میں جبکہ ان کا وصال شریف جمادی الثانی سنہ (۵۹۷ھ) میں ہوئی، اور ان کی تدفین دوسرے دن باب الحرب میں ہوئی۔ (۱۱۶)

الشیخ ابوالخلیل احمد بن اسعد بن علی ابن احمد ابن الصفیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ

جنہوں نے قرآن کریم میرے شیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے پڑھا۔

تعارف

(أَبُو الْخَلِيل ابْن صفير أَحْمد بن اسعد بن عَلِيّ بن أَحْمد بن عمر بن وهب بن حمدون أَبُو الْخَلِيل الْمُقْرِء

الْـمَعْرُوف بِابْن صفير من سَاكِني المامونية قَرَأَ الْقُرْآن بالروايات على الشَّيْخ عبد الْقَادِر الجيلي وَسمع من شهـدة الـكـاتبة وَمن خَـدِيجَة بنت النهرواني وَمن جمَاعَة من هَذِه الطَّبَقَة ثمَّ سَافر إِلَى همذان وَقَرَأَ الْـقُرْآن على الْحَافِظ أبي الْعَلَاء الْحسن بن الْعَطَّار وَسمع مِنْهُ وسافر إِلَى غَيرهَا وَسمع من أَشْيَاخ أَصْبَهَان وَسـمـع بهـراة وَلبْس الصُّوف وَالثِّيَاب الخشنة وَصَارَ لَهُ قبُول عِنْد الْخَاص وَالْعَام وَكَانَ مَشْهُورا هُنَاكَ بِالْحَافِظِ البغدادي وأمير هراة يزوره وَيقبل قَوْله ثمَّ عَاد إِلَى بغداد بزِي السياح قد ذهبت إِحْدَى عَيْنَيْهِ.

قَالَ محب الدّين ابْن النجار فَأَقَامَ بهَا يسمع من شيوخها وَحدث بِيَسِير فِي مَكَّة وبغدادونيسابور.

ترجمہ

الشیخ ابوالخلیل بن صفیر احمد بن اسعد بن علی بن احمد بن عمر بن وہب بن حمدون ابوالخلیل المقرء المعروف ابن الصفیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو المامونیہ میں رہنے والے تھے، انہوں نے قرآن کریم روایات کے ساتھ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے پڑھا، اور حدیث شریف کا سماع الشیخہ شہدہ الکاتبہ، اور الشیخہ خدیجہ بنت النہروانی، اور ان کے علاوہ بہت بڑی جماعت سے سماع کیا۔ پھر بغداد معلّی سے ہمدان کا سفر کیا اور وہاں الشیخ ابوالعلاء الحسن بن العطار رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے قرآن کریم پڑھا اور ان سے بھی حدیث شریف کا سماع کیا۔ اور پھر اصبہان کا سفر کیا، اور ہراۃ میں بھی حدیث کا سماع کیا۔ اور اون کا لباس اور وہ بھی کھردرا پہنا کرتے تھے اور عوام وخواص میں ان کو بڑی قبولیت حاصل تھی اور یہاں حافظ بغدادی کے نام سے مشہور تھے، اور امیر ہراۃ خود چل کر ان کی زیارت کرنے آیا کرتے تھے اور حاکم ہراۃ ان کے قول کو قبول کرتے تھے اور پھر وہاں سے بغداد معلّی آئے اور راستے میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی۔ مورخ محبّ الدین ابن النجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابن صفیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بغداد معلّی میں قیام کیا اور یہاں کے شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور مکہ مکرمہ، بغداد اور نیشاپور میں حدیث شریف بیان کی۔ (۱۱۷)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اتنے بڑے محدث اور اتنے بڑے فقیہ ہو کر اور وقت کے غوث اعظم ہو کر قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے کیا آج کا کوئی پیر اپنی خانقاہ میں بیٹھ کر قرآن کریم پڑھاتا ہے بلکہ آجکل کے عام مولوی بھی اس کو عیب جانتے ہیں اور ان کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ مجھے بڑی بڑی کتب دی جائیں اور میں وہ پڑھاؤں، اس فقیر کی ایک عالم صاحب سے بات ہوئی وہ فارغ تھے کوئی کام نہیں کر رہے تھے میں نے عرض کیا حضرت! آجکل کیا کر رہے ہیں؟ تو جواب ملا کہ کچھ بھی نہیں، میں نے عرض کیا: کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے درس نظامی پڑھانے کے لئے کی کلاس نہیں ملی اس لئے قرآن کریم حفظ کرانے کی کلاس ملتی تھی مگر میں نے کہا کہ اتنا پڑھ کر بھی اگر قرآن پڑھانا ہے تو پڑھنے کا کیا فائدہ؟ نعوذ باللہ، استغفر اللہ۔ قارئین کرام اب آپ خود غور کریں چار کتب پڑھ کر حضرت صاحب کا دماغ اتنا اونچا ہو گیا کہ وہ قرآن کریم پڑھانا عیب جاننے لگا مگر قربان جائیں حضرت سیدی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شان پر سب اولیاء کرام کی گردنوں پر قدم ہے اور پھر بھی اپنے مدرسے میں بیٹھ کر قرآن کریم پڑھا رہے ہیں۔

امام ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

أحـمـدبـن اسعد بن صفير. بالفاء قرأ بالروايات على أبي العلاء الهمداني وهو أبو الخليل صحب الشيخ

عبد القادر الجيلي وصارت له حرمة وافرة بهراة مات سنة ثلاث وتسعين وخمس مائة.

ترجمہ

الشیخ احمد بن اسعد بن صفیر یہ صفیر فاء کے ساتھ ہے انہوں نے قرآن کریم روایات کے ساتھ الشیخ ابو العلاء الھمدانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے پڑھا۔ اور یہ وہی ابو الخلیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں جنہوں نے الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور ہراۃ میں ان کی بہت زیادہ عزت کی جاتی تھی اور ان کا وصال شریف سنہ (۵۹۳ھ) میں ہوا۔ (۱۱۸)

الشیخ ابن نقطہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

وقال ابن نقطة: سمع من أبي الفضل محمد بن سليمان وأبي المحاسن علي بن عبد الله بن مردويه وعبد الجبار بن محمد بن أبي ذر الصالحاني وأبي موسى المديني وأبي رشيد عبد الله بن عمر وهبة الله بن محمد بن حبة وشهدة بنت الأبري وأبي الحسين البطائحي وحدث بشيء يسير وسمع منه أحمد بن محمد بن خولة الغرناطي بنيسابور وعبد الله بن حمزة المرستاني ببغداد وسماعه صحيح.

ترجمہ

الشیخ ابن نقطہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: الشیخ ابو الخلیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابو الفضل محمد بن سلیمان، ابو المحاسن علی بن عبد اللہ بن مردویہ، عبد الجبار بن محمد بن ابی ذر الصالحانی، ابو موسی المدینی، ابو رشید عبد اللہ بن عمرو، ہبۃ اللہ بن محمد بن حبۃ، شہدۃ بنت الابری، ابو الحسین البطائحی رحمۃ اللہ تعالی علیہم سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

اور ان سے الشیخ احمد بن محمد خولہ الغرناطی نے نیشاپور میں جبکہ عبد اللہ بن حمزہ المرستانی نے بغداد معلی میں ان سے حدیث شریف کا سماع کیا اور ان کا سماع صحیح ہے۔ (۱۱۹)

محدث ابن المدینی کہتے ہیں

وقال ابن المديني: لقيته ببغداد سنة (٥٩٢) ورأيت عليه لبوس السياحين وكان أعور عينه اليمنى وعليه أثر الصلاح إلا أنه يخالط أرباب الولايات.

ترجمہ

ابن المدینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ میں الشیخ ابو الخلیل ابن الصفیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بغداد معلی سنہ (۵۹۲ھ) میں ملا ہوں اور میں نے جب ان کو دیکھا تو انہوں نے اس وقت سیاحوں کا لباس پہن رکھا تھا اور ان کی دائیں آنکھ ضائع ہو گئی تھی اور ان پر نیکی کا اثر نمایاں تھا، ان میں ایک ہی مسئلہ تھا وہ یہ کہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حکمرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ (۱۲۰)

وفات شریف

مات ابو الخليل أحمد بن اسعد بن صفير في شعبان سنة (٥٩٣)

ترجمہ

الشیخ ابو الخلیل احمد بن اسعد بن صفیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات شریف شعبان المعظم میں سنہ (۵۹۳ھ) میں ہوئی۔ (۱۲۱)

امام النحو واللغۃ علی بن بردواق بن زید بن الحسین بن سعید بن عصمۃ بن حمیر الکندی البغدادی

انہوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے الھدایہ پڑھی

علی بن بردواق بن زید بن الحسین بن سعید بن عصمۃ

النحوی الأدیب، شمس الدین أبو الحسن، ابن عم الشیخ تاج الدین أبی الیمن زید :سمع ببغداد .وقرأ وکتب الطباق بخطه علی یحیی بن البنا وغیره ویغلب علی ظنی :أنی وقفت علی قراء ته للهدایة علی الشیخ عبد القادر.وقرأ النحو واللغة علی ابن الجوالیقی .ثم قدم دمشق، وأدرک شرف الإسلام بن الحنبلی وصحبه .وکان فاضلا أدیبا، حسن الخط .کتب بخطه کثیرا من الأدب . وحظی عند السلطان نور الدین.

ترجمہ

علی بن بردواق بن زید بن الحسین بن سعید بن عصمۃ بن حمیر الکندی البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ آپ الشیخ تاج الدین ابوالیمن زید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے چچازاد بھائی ہیں ۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بغداد معلّی میں حدیث کا سماع کیا۔اور کتب طباق پڑھیں الشیخ الامام یحیی بنالبناء رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے خط کے ساتھ ۔اور میرا غالب گمان ہے کہ الشیخ علی بن بردواق بن زید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے الھدایہ پڑھی اور نحو ولغت الشیخ الامام الجوالیقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے پڑھی ، پھر وہاں سے دمشق آگئے ۔اور یہاں الشیخ شرف الاسلام بن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ملاقات کی اور ان کی صحبت اختیار کی ۔الشیخ علی بن بردواق رحمۃ اللہ تعالی علیہ ادیب وفاضل اور خوشخط تھے ۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے ہاتھ سے بہت سی کتب علم وادب پرلکھیں ۔اور الشیخ علی بن بردواق رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل تھا۔(۱۲۲)

الشیخ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قرأت بخط أبی الفرج بن الحنبلی :کان عارفا بالنحو واللغة .قیل :کان أعلم بها من ابن عمه أبی الیمن، ویقول الشعر، وهو حنبلی من أهل السنة .وکتب من الدقائق والکلام الوعظی الکثیر، وطلب من شرف الإسلام أن یجلس بمدرسته للوعظ، فأذن له فی ذلک، فغلبه الحیاء ، فلم یتمکن من الإیراد، ثم نزل وترک الوعظ.قلت :توفی سنة خمس وستین وخمسمائة بدمشق.

ترجمہ

الشیخ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابوالفرج بن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تحریر میں پڑھا کہ: الشیخ علی بن بردواق رحمۃ اللہ تعالی علیہ نحو ولغت کے عارف تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ الشیخ علی بن بردواق رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے چچازاد الشیخ الامام تاج الدین ابوالیمن رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بھی زیادہ علم والے تھے ،اور وہ شعر بھی کہا کرتے تھے وہ حنبلی المذہب اہل سنت تھے،انہوں نے بہت دقیق کتب تحریر کی ہیں کلام اور وعظ پر بھی انہوں نے لکھا ہے۔

الشیخ علی بن برد واق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ الامام شرف الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کے مدرسہ میں وعظ کہنے کے لئے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دے دی، جب وعظ کہنے کے لئے بیٹھے تو ان پر ایسا حیا کا غلبہ ہوا کہ ان سے بولنا ہی ممکن نہ رہا پھر منبر سے نیچے اتر آئے اور وعظ کہنا ترک کر دیا۔

میں نے کہا: الشیخ علی بن برد واق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۶۵ھ) میں دمشق میں ہوا۔ (۱۲۳)

الشیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

وقرأ النحو على الشريف أبي السعادات بن الشّجريّ وأبي محمد عبد الله بن الخشاب، واللغة على أبي منصور بن الجواليقيّ. وسافر عن بغداد في شبابه. وآخر ما كان بها في سنة ثلاث وستين وخمسمائة، ودخل حلب، واستوطنها مدّة، وصحب بها بدر الدين حسن بن الداية النوويّ واليها، وكان يبتاع الخليع من الملبوس، ويسافر به إلى بلد الروم، ويعود إلى حلب. ثم انتقل إلى دمشق، وصحب الأمير عز الدين فرّخشاه بن شاهنشاه بن أيوب، ابن أخي الملك الناصر صلاح الدين يوسف بن أيوب، وتقدّم عنده، واختص به، وسافر في صحبته إلى الديار المصرية.

ترجمہ

الشیخ علی بن برد واق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ السید ابو السعادات بن الشجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابو محمد عبداللہ بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم نحو پڑھا اور ابو منصور الجوالیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم لغت پڑھا۔ اور پھر بغداد معلی سے حلب کا سفر کیا اور یہ سنہ (۵۶۳ھ) آخری بات ہے، جب حلب میں داخل ہوئے تو حلب کو اپنا وطن بنا لیا اور الشیخ بدر الدین حسن بن الدایہ النووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی، اور الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلعتیں فروخت کیا کرتے تھے اور انہوں نے الشیخ بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں روم کا سفر بھی کیا اور وہاں سے پھر لوٹ کر حلب آئے، پھر وہاں سے دمشق آ گئے، اور سلطان صلاح الدین بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھتیجے امیر عز الدین فرخشاہ بن شاہنشاہ بن ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ رہے اور ان کے ہاں ان کو بڑی پزیرائی ملی۔ اور فرخشاہ کے ساتھ مصر کا سفر بھی کیا۔ (۱۲۴)

الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت ابن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور بہت زیادہ برائی کو روکنے والے، بادشاہوں کے شراب کے مٹکے بہا دینے والے، طلبہ و فقراء کو اپنے ہاں ٹھہرانے والے، جہاد کے لئے ہمہ وقت تیار رہنے والے۔

ولادت باسعادت

محمود بن عُثمَان بن مكارم النعال البغدادي الأزجي، الفقيه الواعظ، الزاهد أبو الثناء، ويقال: أبو الشكر ويلقب ناصر الدين: ولد سنة ثلاث وعشرين وخمسمائة ببغداد. وقرأ القُرآن وسمع الحَدِيث من أبي الفتح بن المني، وصحب الشيخ عَبْد القادر وتأدب بِهِ. وَكَانَ يطالع الفقه والتفسير، ويجلس فِي رباطه للوعظ، وَكَانَ رباطه مجمعا للفقراء وأهل الدين، وللفقهاء والحنابلة الَّذِينَ يرحلون إِلَى أبي الفتح

بُن المنی للتفقه عَلَيْهِ، فكانوا ينزلون به .حتى كان الاشتغال فيه بالعلم أكثر من الاشتغال بسائر المدارس.

ترجمہ

الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال البغدادی الازجی الفقیہ الواعظ الزاہد ابوالثناء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی کنیت ابوالشکر تھی اور ان کا لقب ناصر الدین تھا۔ ان کی ولادت باسعادت سنہ (۵۲۳ھ) بغداد معلیٰ میں ہوئی اور انہوں نے بغداد معلیٰ میں ہی قرآن کریم پڑھا اور حدیث شریف کا سماع الشیخ ابوالفتح المنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا۔ اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور انہیں سے ادب سیکھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ وتفسیر کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور اپنی خانقاہ میں وعظ کیا کرتے تھے، اور ان کی خانقاہ فقراء وعلماء اور فقہاء وغریبوں کے لئے پناہ گاہ تھی۔

اور وہ حنابلہ جو علم فقہ پڑھنے کے لئے الشیخ ابوالفتح المنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آتے وہ بھی الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں پڑاؤ ڈالتے تھے یہاں تک کہ ان کے مدرسہ میں علمی مشغولیت بنسبت باقی مدارس کے زیادہ تھی۔ (۱۲۵)

الشیخ محمود بن مکارم النعال کی خانقاہ میں ٹھہرنے والے اکابر

وَكَانَ الرباط عامرا بالفقهاء والصالحين .سكنه الشيخ موفق الدين المقدسي، والحافظ عَبْد الغني، وأخوه الشيخ العماد، والحافظ عَبْد القادر الرهاوي وغيرهم من أكابر الرحالين لطلب العلم.

ترجمہ

الشیخ محمود بن عثمان مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ حقیقت میں فقہاء وصلحاء تیار کرنے والی خانقاہ تھی۔ اس خانقاہ میں آکر قیام کرنے والوں میں الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ المقدسی، الشیخ عبدالغنی المقدسی اور ان کے بھائی الشیخ العماد اور الشیخ عبدالقادر الرہاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے اکابر علماء وصلحاء شامل ہیں۔ (۱۲۶)

ابوالفرج ابن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

قَالَ أَبُو الفرج بُن الحنبلي :ولما قدمت بغداد سنة اثنتين وسبعين نزلت الرباط، وَلَمْ يكن فِيهِ بَيْت خال، فعمرت بِهِ بيتا وسكنته

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالفرج ابن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب ان کی خانقاہ میں آیا تو کوئی بھی کمرہ خالی نہ تھا یہ سنہ (۵۷۲ھ) کی بات ہے تو میں نے خود اس میں ایک کمرہ تعمیر کیا اور اس میں رہائش اختیار کر لی۔ (۱۲۷)

حنابلہ کے کوتوال

.وكان الشيخ محمود وأصحابه ينكرون المنكر، ويريقون الخمور، ويرتكبون الأهوال فِي ذَلِكَ، حَتَّى إنه قام أنكر عَلَى جماعة من لَهُ إقدام وجهاد، وَكَانَ كثير الذكر .قليل الحظ من الدنيا .وَكَانَ يسمى شحنة الحنابلة.وَقَالَ غيره :كَانَ صالحا خيرا، موصوفا بالزهد والصلاح والظرافة، وكانت لَهُ

قصص في إنكاره.

ترجمہ

حضرت الشیخ محمود بن عثمان مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ان کے اصحاب برائی سے منع کیا کرتے تھے اور شراب کے مٹکے بہا دیا کرتے تھے، اس معاملہ میں بہت زیادہ ہولناک کام سرانجام دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے ایک جماعت تیار کی جس کا کام ہی یہی تھا کہ وہ جہاد کرے۔

اور حضرت الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت زیادہ ذکر کیا کرتے تھے، دنیا سے بہت ہی کم لیا کرتے تھے، ان کا نام "شحنۃ الحنابلہ" یعنی حنبلیوں کے کوتوال مشہور تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نیک وصالح انسان تھے زہد وتقوی سے موصوف تھے اور ان کے بہت ہی قصے مشہور ہیں جو انہوں نے گناہ کرنے والوں کو روکا۔ (۱۲۸)

امام ابوشامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

وَقَالَ أبو شامة :كـانت له رياضيات ومجاهدات، وساح في الشام وغيرها وَكَانَ يؤثر أصْحَابه .وانتفع بِهِ خـلق كثيروَكَانَ مهيبا لطيفا كيسا باشا مبتسما، يصوم الدهر، ويختم الفرآن كُل يَوْم وليلة، ولا يأكل إلا من غزل عمته.

ترجمہ

امام ابوشامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: الشیخ محمود بن عثمان مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت زیادہ ریاضتیں اور مجاہدات کرتے تھے اور شام اور اس کے علاوہ علاقوں کی سیاحت کی، اور اپنے پاس جو کچھ ہوتا وہ سب اپنے ساتھیوں پر ایثار کر دیتے تھے اور مخلوق خدا کو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بہت زیادہ نفع پہنچایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت زیادہ ہیبت والے، دانا، مسکرانے والے، ہمیشہ روزہ رکھنے والے، اور ہر دن رات میں قرآن کریم ختم کرنے والے، اور کہیں سے کچھ نہ کھاتے تھے صرف وہی کھاتے جو ان کی پھوپھی چرخہ کات کر کماتی تھیں۔ (۱۲۹)

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

قـال الامـام الـذهبي رحمة الله تعالى عليه وكان محمود بن عثمان بن مكارم النعال شيخا صالحا زاهدا، أمّارا بالمعروف، نهّاء عن المنكر .روى عن :أبي الفتح ابن البطّيّ، وغيره.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ: الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ نیک صالح انسان، دنیا سے دور رہنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے تھے۔

الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ ابوالفتح ابن البطی رحمہ اللہ تعالی اور ان کے علاوہ محدثین سے حدیث شریف روایت کی۔ (۱۳۰)

الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال کے شاگرد

روی عنہ :الضّیاء محمد، وغیرہ .

ترجمہ

الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے الشیخ الضیاء محمد اوران کے علاوہ محدثین نے روایت کیا۔(۱۳۱)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

قال الحافظ ابن کثیر رحمة الله تعالی علیه

وَكَانَ يُؤْثِرُهُمْ وَيُحْسِنُ إِلَيْهِمْ، وَقَدْ سَمِعَ الْحَدِيثَ، وَقَرَأَ الْقُرآنَ، وَكَانَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ.

ترجمہ

الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ دین کے طلبہ پر ایثار کرتے تھے اوران کے ساتھ بہت زیادہ نیکیاں کرتے، اور حدیث شریف کا سماع کرتے اور قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے، نیکی کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے منع کرنے والے تھے۔(۱۳۲)

الشیخ ابوالفرج ابن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

قال ابو الفرج ابن الحنبلی رحمة الله تعالی علیه :وكان الشيخ محمود وأصحابه ينكرون المنكر، ويريقون الخمور، ويرتكبون الأهوال في ذلك، (حتّى إنه أنكر على جماعة من الأمراء ، وبدّد خمورهم، وجرت بينه وبينهم فتن) وضرب مرات، وهو شديد في دين الله، له إقدام وجهاد .وكان كثير الذّكر، قليل الحظّ من الدنيا، وكان يسمّى شيخ الحنابلة.

ترجمہ

امام ابوالفرج بن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ: الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ اوران کے اصحاب برائیوں سے منع کرتے تھے اور شراب کے مٹکوں کو بہا دیتے تھے اور اس کام کو سرانجام دینے میں کسی بھی سخت سے سخت کام سے گریز نہ کرتے تھے حالانکہ ان کے اس عمل کی وجہ سے بڑے بڑے فتنے کھڑے ہوگئے تھے، اور کئی باران کو مارا بھی گیا۔ کیونکہ الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ اللہ تعالی کے دین معاملے میں بہت سخت تھے کسی کو کوئی رعایت نہ دیتے تھے، جہاد کرتے، دنیا سے بہت کم لیتے تھے، ان کو شیخ الحنابلہ کہا جاتا تھا۔(۱۳۳)

فقیر قادری عرض گزار ہے

تبلیغ کے دو رکن ہیں ایک نیکی کی دعوت اور دوسرا برائی سے منع کرنا۔

آج تقریباً جتنا بھی زور ہے وہ سارا نیکی کی دعوت پر ہے برائی سے منع کرنے پر کوئی زور نہیں، کیونکہ کسی کو نماز کی دعوت دینا آسان ہے درود شریف پڑھنے کی دعوت دینا آسان ہے مگر زنا سے روکنا بے پردگی سے منع کرنا مشکل ہے، کسی کو یہ کہنا مشکل ہے کہ جناب! آپ کی گھر والی سارا دن بے پردہ گلیوں میں گھومتی ہے، جو کہے گا اس کے لئے بڑا دل ہونا چاہئے اور جو سنے اس کے لئے بھی مضبوط دل

ہونا ضروری ہے ، اسی طرح تبلیغی جماعت والوں کو بھی آپ دیکھیں گے تو وہ بھی یہی کام کر رہے ہیں جو لوگ مسجد میں ہیں ان پر سارا زور لگا رہے ہیں ، جو لوگ شراب پی رہے ہیں ان کو کوئی تبلیغ نہیں کرتا بینک میں سودی کاروبار کر رہے ہیں ان کو جا کر کوئی نہیں کہتا کہ بھائی تم یہ بہت بڑا گناہ کر رہے ہو۔ آج افسوس اس بات پر ہے کہ تبلیغ کا اہم رکن فوت ہو گیا وہ تھا برائی سے منع کرنا ، اگر یہ لوگ بھی برائی سے منع کر رہے ہوتے تو ان کو مار پڑتی مگر یہ تو امن کے ساتھ جاتے ہیں اور امن کے ساتھ مساجد میں اپنا ڈیرہ ڈال لیا اور کھانے کھائے اور خیریت سے واپس آ گئے ، آپ دیکھیں ہمارے بزرگ الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو شراب کے مٹکے بہا دیا کرتے اور ڈھول طبلے توڑ دیا کرتے تھے آج کہاں ہیں تبلیغ کے دعوے دار؟

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو کسی نے یہ کہہ دیا کہ یہ بڑا حسن خلق کا مالک تھا کوئی بھی شخص اس کو برا نہیں کہہ رہا ہر شخص اس کو اچھا کہہ رہا ہے تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو پھر منافق تھا، اس نے عرض کیا: حضور! وہ کیسے؟ فرمایا: اگر یہ مومن ہوتا تو لوگوں کو برائی سے منع کرتا تو کوئی نہ کوئی اس کا مخالف ضرور ہوتا۔ ہمیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ہم بھی اسی صف میں شامل تو نہیں۔

بہت زیادہ ادب سکھاتے تھے

قال: وكان يهذّبنا ويؤدّبنا، وانتفعنا به كثيرا.

ترجمہ

امام ابوالفرج بن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: الشیخ محمود بن عثمان بن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں تہذیب سکھاتے تھے اور ہمیں ادب سکھاتے تھے اور ہم نے ان سے بہت زیادہ نفع اٹھایا۔ (۱۳۴)

وفات شریف

توفي في ليلة الأربعاء عاشر صفر سنة تسع وستمائة عَن أزيد من ثمانين سنة. ودفن تلك الليلة برباطه. رحمه اللّٰه تَعَالَى. وقيل: كانت وفاته ليلة التاسع.

ترجمہ

الشیخ محمود بن عثمان مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف بدھ کے دن صفر المظفر سنہ (۶۰۹ھ) میں ہوا تب ان کی عمر شریف اسی سال سے بھی زائد تھی اور ان کی تدفین اسی رات ان کی خانقاہ میں ہوئی ، اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات شریف نو تاریخ کو ہوئی تھی۔ (۱۳۵)

الشیخ محمود بن عثمان مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مدرسہ

مدرسة ابن مكارم النعال: تنسب هذه المدرسة إلى محمود بن عثمان بن مكارم النعال البغدادي الذي كان يُشرف على رباط الوافدين من خارج بغداد والعراق إلى المدرسة القادرية ثم استقل بعد وفاة عبد القادر وصار يخرج بأصحابه لينكروا المنكر ويريقوا الخمور ويتعرضوا للأذى في سبيل ذلك.

ترجمہ

مدرسہ ابن مکارم النعال: یہ الشیخ محمود بن عثمان مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی طرف منسوب تھا یہ مدرسہ عراق اور اس سے باہر سے آنے والے طلبہ کے لئے اور جو بچے مدرسہ قادریہ میں پڑھنے کے لئے آتے ان کے لئے پناہ گاہ کی حیثیت رکھتا تھا پھر الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعد یہ مستقل مدرسہ بن گیا اور الشیخ محمود بن عثمان مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے اصحاب کو لیکر برائی کے خلاف جہاد کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور شراب بہا دیا کرتے اور اس کام میں ان کو تکلیفیں بہت زیادہ برداشت کرنی پڑیں۔(۱۳۶)

الشیخ الامام الفقیہ الواعظ عبداللطیف بن عبدالقاہر ابن عبداللہ ابن ابی النجیب الاکبر السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور عکا کے قاضی رہے اور سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حکومت کے ستون تھے

شاگرد غوث پاک

قال الدكتور عبدالرزاق الكيلانی الذين تخرجوا من المدرسة القادريه منهم عبداللطيف بن الشيخ ابی النجيب رحمة الله تعالى عليه.

ترجمہ

ڈاکٹر الشیخ عبدالرزاق الکیلانی فرماتے ہیں جن لوگوں نے حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے جامعہ سے علم دین حاصل کیا اور سلطان نور الدین زنگی شہید رحمہ اللہ تعالی کی حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے ان میں ایک بہت بڑا نام الشیخ عبداللطیف بن الشیخ ابی النجیب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بھی ہے۔(۱۳۷)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

عَبْد اللطيف بُن عَبْد القاهر بُن عَبْد اللّه بُن مُحَمَّد بُن عمويه السُّهْرَوَرْدی الأصل البغدادی أَبُو مُحَمَّد ابْنُ الشَّيْخ أَبِی النجيب الفقيه، تفقه عَلَى أَبِيهِ ورحل إلى خراسان ولقى العلماء ولقى أبا القاسم بُن الصباغ والأرموی وابن الداية وأبا الوقت وحدّث بأطراف الشام والساحل وكان كَثِير التنقل فِی البلاد ..وولد سنة أربع وثلاثين وخمسمائة .توفی باربل فِی جمادى الأولى سنة عشر وستمائة.

قلت :ولی هَذَا قضاء عكا وسمع مِنْهُ ابن خليل .

قلت :سَمِعَ مِنْهُ الضياء المقدسی .

ترجمہ

الشیخ الامام عبداللطیف بن عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ السہر وردی جو پیدائشی بغدادی ہیں، ان کی کنیت ابو محمد اور الشیخ الامام

الفقیہ ابوالنجیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادے ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد ماجد سے علم فقہ پڑھا اور پھر خراسان کا سفر کیا اور علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور خراسان میں ہی الشیخ الامام ابوالقاسم ابن الصباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ملاقات کی اور ابن الدایہ، ابوالوقت سے بھی ملاقات کی، اور الشیخ عبداللطیف بن عبدالقاہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شام میں احادیث بیان کیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت زیادہ شہروں کے سفر کیے۔ اور ان کی ولادت سنہ (۵۳۴ھ) میں ہوئی۔

الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہر اربل میں جمادی الاولیٰ سنہ (۶۱۰ھ) میں وفات پائی۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: الشیخ عبداللطیف بن عبدالقاہر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شہر ''عکا'' کا عہدہ قضا دیا گیا۔ اور ان سے الشیخ ابن الخلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سماع کیا، اور میں نے کہا: کہ ان سے الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سماع کیا ہے۔ (۱۳۸)

الامام صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

عبد اللَّطِيف بن عبد القاهر بن عبد الله بن مُحَمَّد بن عمويه السهروردى أَبُو مُحَمَّد ابْن الشَّيْخ النجيب الْمَذْكُور فِي بَابه الصُّوفِي ولد بِبَغْدَاد وَقَرَأَ الْفِقْه بهَا على أَبِيه وسافر إِلَى خُرَاسَان وَمَا وَرَاء النَّهر وَلَقى الْأَئِمَّة وَحصل وَعَاد إِلَى بَغْدَاد وَأقَام بهَا مُدَّة ورحل إِلَى الشَّام وبلاد السَّاحِل وَتَوَلَّى الْقَضَاء بعكا لما أَخذهَا الْمُسلمُونَ من الفرنج وَكَانَ يتنقل من بلد إِلَى بلد ثمَّ عَاد إِلَى بَغْدَاد ودرس بمدرسة وَالِده ثمَّ سَافر إِلَى إربل وَكَانَ فَقِيها فَاضلا صَدُوقًا متديناً حسن الْأَخْلَاق متواضعاً أسمعهُ وَالِده الْكثير من أبي الْمَعَالِي عبد الْخَالِق ابْن عبد الصَّمد بن الْبدن وَأبي الْبَدْر إِبْرَاهِيم بن مُحَمَّد بن مَنْصُور الْكَرْخِي وَأبي الْقَاسِم عَليّ بن عبد السَّيِّد بن مُحَمَّد بن الصّباغ وَغَيرهم

ترجمہ

الشیخ الامام عبداللطیف بن عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ السہروردی جو پیدائشی بغدادی ہیں، ان کی کنیت ابومحمد اور الشیخ الامام الفقیہ ابوالنجیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادے ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد ماجد سے علم فقہ پڑھا اور پھر خراسان کا سفر کیا اور علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور ماوراء النہر کا بھی سفر کیا اور پھر بغداد معلّٰی واپس آ گئے، اور یہاں ایک مدت تک قیام کیا پھر شام چلے گئے اور بلاد الساحل کا بھی سفر اختیار کیا، اور جب عکا سے انگریزوں کو بھگایا گیا تو ان کو عکا کا قاضی بنایا گیا۔

الشیخ عبداللطیف بن عبدالقاہر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ سفر کیا کرتے تھے کبھی اس شہر تو کبھی اس شہر، پھر وہاں سے بغداد معلّٰی آ گئے اور یہاں آ کر اپنے والد ماجد کے مدرسہ میں تدریس فرمانی شروع کر دی۔ پھر وہاں سے اربل کا سفر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑے فقیہ عالم وفاضل تھے،

عند المحدثین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدوق، متدین تھے۔ حسن اخلاق کا پیکر، انتہائی عاجزی گزار، ان کو ان کے والد ماجد نے ان کے بچپن میں ہی بہت زیادہ محدثین سے حدیث شریف کا سماع کروایا ان محدثین میں الشیخ ابوالمعالی عبدالخالق بن عبدالصمد بن البدن، ابوالبدر ابراہیم بن محمد بن منصور الکرخی، ابوالقاسم علی بن عبدالسید بن محمد بن الصباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور ان کے علاوہ بھی محدثین ہیں۔ (۱۳۹)

وعظ بھی کہا کرتے تھے

قال الامام ابوشامه رحمة الله تعالى عليه ووفد من بَغْدَاد ابْن الشَّيْخ ابى النجيب الْأَكْبَر وَبسط لَهُ فِي كل أُسْبُوع الْمِنبَر وشاقه وعظه .

ترجمہ

امام ابو شامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب الشیخ الامام عبداللطیف بن عبدالقاہر بن عبداللہ بن الشیخ ابوالنجیب الاکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد معلّی سے واپس آئے تو ہر ہفتے وعظ کہا کرتے تھے۔ (۱۴۰)

حکومت زنگیہ کے ستون لوگ کون تھے؟

.وكان الفقيه الشافعي قطب الدين الدين النيسابورى الخراسانی صاحب القدح المعلى فى إحياء السنن فى زمن السلطان نور الدين محمود ,وكذلك ابن الشيخ أبى النجيب الأكبر البغدادى كان من أعمدة الدولة الزنكية,

ترجمہ

الشیخ الامام الفقیہ قطب الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی کتاب 'القدح المعلی فی احیاء السنن' ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان نورالدین محمود زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں گزرے ہیں اور اسی طرح الشیخ عبداللطیف بن عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل تھے جو حکومت زنگیہ کے ستون تھے۔ (۱۴۱)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ یہ دونوں علماء حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے جامعہ قادریہ کے فارغ التحصیل ہیں اور ان دونوں کو زنگی حکومت کا ستون کہا جارہا ہے، ان کو کس قدر سلطان کا قرب حاصل تھا اور اسلامی نظام نافذ کرنے میں انہوں نے سلطان نورالدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کس قدر مدد کی کہ ان کو سلطان کی حکومت زنگیہ کا ستون سمجھا جانے لگا۔

الشیخ عبداللطیف بن عبدالقاہر سے مروی ایک روایت

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّطِيفِ بْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ بن عبد الله بن محمد ، قَالَ :أَخْبَرَنَا وَالِدِي عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ :أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي ، قَالَ :أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ أخبرنا أبو الحسين محمد بْنُ الْمُظَفَّرِ الْحَافِظُ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْبَاغَنْدِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ الْحَلَبِيُّ ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ محمد بن إبراهيم التيمى، عن علقمة بن وقاص الليثى،عن عُمَرَبنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَخْطُبُ قَالَ :سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَاأَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابو محمد عبداللطیف بن عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ہمارے والد ماجد الشیخ عبدالقاہر بن عبداللہ

بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خبردی ، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر محمد بن عبدالباقی نے خبردی ، انہوں نے کہا: ہمیں ابومحمد الحسن بن علی بن محمد الجوہری نے خبردی ، ہمیں ابوالحسین محمد بن المظفر الحافظ نے خبردی ، ہمیں ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی نے یہ حدیث شریف بیان کی ، ہمیں ابونعیم عبیداللہ بن ہشام الحلبی نے یہ حدیث بیان کی ، ہمیں ابن المبارک نے یہ حدیث بیان کی ، انہوں نے یحیی بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابراہیم التیمی سے انہوں نے علقمہ بن وقاص اللیثی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت سیدنا امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے وہ دوران خطبہ فرمارہے تھے:

ترجمہ متن حدیث

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اے لوگو! یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ، بے شک جس نے جو نیت کی اس کے لئے وہی ہے ، پس جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے تو یقیناً اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی کی طرف ہے۔ پس جس نے دنیا کے لئے ہجرت کی تو اس کو پالے گا یا عورت کے لئے ہجرت کی تو اس کے ساتھ نکاح کرلے گا۔ پس اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔ (۱۴۲)

الشیخ الامام الفقیہ المحدث موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت

ابنُ قُدَامَةَ عَبْدُ اللهِ بنُ أَحْمَدَ بنِ مُحَمَّدٍ المَقْدِسِيُّ *الشَّيْخُ، الإِمَامُ، القُدْوَةُ، العَلَّامَةُ، المُجْتَهِدُ، شَيْخُ الإِسْلَامِ، مُوَفَّقُ الدِّيْنِ، أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بنُ أَحْمَدَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ قُدَامَةَ بنِ مِقْدَامِ بنِ نَصْرٍ المَقْدِسِيُّ، الجَمَّاعِيلِيُّ، ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ، الصَّالِحِيُّ، الحَنْبَلِيُّ، صَاحِبُ (المُغْنِي) . مَوْلِدُهُ :بِجَمَّاعِيْلَ، مِنْ عَمَلِ نَابُلُسَ، سَنَةَ إِحْدَى وَأَرْبَعِيْنَ وَخَمْسِ مائَةٍ، فِي شَعْبَانَ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابن قدامہ عبداللہ بن احمد بن محمد المقدسی جو کہ عظیم رہنما ، علامہ ، مجتہد ، شیخ الاسلام تھے موفق الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابومحمد نام عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ بن مقدام بن نصر المقدسی الجماعیلی ، پھر دمشقی ، الصالحی ، الحنبلی تھی جنہوں نے المغنی تحریر کی ہے (یہ فقہ کی کتاب ہے) ان کی ولادت باسعادت سنہ (۵۴۱ھ) ماہ شعبان المعظم میں جماعیل میں ہوئی جو کہ نابلس کا علاقہ تھا۔ (۱۴۳)

حصول علم کے لئے سفر اور مشائخ کا تذکرہ

وَهَاجَرَ مَعَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَقَارِبِهِ، وَلَهُ عشرُ سِنِيْنَ، وَحفظَ القُرْآنَ، وَلَزِمَ الاشتغَالَ مِنْ صِغَرِهِ، وَكَتَبَ الخطَّ المَلِيْحَ، وَكَانَ مِنْ بُحُورِ العِلْمِ، وَأَذكيَاءِ العَالَمِ .وَرَحَلَ هُوَ وَابْنُ خَالِهِ الحَافِظُ عَبْدُ الغَنِيِّ فِي أَوَّلِ سَنَةِ

إِحْدَى وَسِتِّينَ فِي طَلَبِ العِلْمِ إِلَى بَغْدَادَ، فَأَدْرَكَا نَحْوَ أَرْبَعِينَ يَوماً مِنْ جَنَازَةِ الشَّيْخِ عَبْدِ القَادِرِ، فَنَزَلاَ عِنْدَهُ بِالمَدْرَسَةِ، وَاشْتَغَلاَ عَلَيْهِ تِلْكَ الأَيَّامِ، وَسَمِعَا مِنْهُ، وَمِنْ :هِبَةِ اللهِ بنِ الحَسَنِ الدَّقَّاقِ، وَأَبِي الفَتْحِ بنِ البَطِّيِّ، وَأَبِي زُرْعَةَ بنِ طَاهِرٍ، وَأَحْمَدَ بنِ المُقَرَّبِ، وَعَلِيِّ ابْنِ تَاجِ القُرَّاءِ، وَمَعْمَرِ بنِ الفَاخِرِ، وَأَحْمَدَ بنِ مُحَمَّدٍ الرَّحبِيِّ، وَحَيْدَرَةَ بنِ عُمَرَ العَلَوِيِّ، وَعَبْدِ الوَاحِدِ بنِ الحُسَيْنِ البَارِزِيِّ، وَخَدِيْجَةَ النَّهْرَوَانِيَّةِ، وَنَفِيسَةَ البَزَّازَةِ، وَشُهْدَةَ الكَاتِبَةِ، وَالمُبَارَكِ بنِ مُحَمَّدٍ البَادَرَائِيِّ، وَمُحَمَّدِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ السَّكَنِ، وَأَبِي شُجَاعٍ مُحَمَّدِ بنِ الحُسَيْنِ المَادَرَائِيِّ، وَأَبِي حنيفَةَ مُحَمَّدِ بنِ عُبَيْدِ اللهِ الخَطِيْبِيِّ، وَيَحْيَى بنِ ثَابِتٍ

ترجمہ

الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ہجرت کی، تب ان کی عمر مبارک دس سال تھی۔ انہوں نے قرآن کریم حفظ کرلیا اور بچپن سے ہی علمی مصروفیت شروع کر دی، بہت خوشخط لکھنے والے تھے، علم کا سمندر اور زمانے بھر کے دانا لوگوں میں سے ایک تھے۔ الشیخ ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ماموں کے بیٹے الشیخ الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں نے علم کی طلب کے لئے بغداد معلیٰ کا سفر کیا بس انہوں نے وہاں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی اور حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں چالیس دن رہے پھر آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ (یہ بات یاد رہے امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ الاسلام میں پچاس دنوں کا ذکر کیا گیا ہے اور یہاں چالیس کا ذکر کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر ہم بیان کرتے ہیں کہ کل کتنے دن رہے)

ان دونوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے مدرسہ میں قیام کیا اور حصول علم میں مشغول ہو گئے، ان دونوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف کا سماع کیا، اور الشیخ ہبۃ اللہ بن الحسن الدقاق، ابوالفتح بن البطی، ابوزرعہ بن طاہر، احمد بن المقرب، علی بن تاج القراء، معمر بن الفاخر، احمد بن محمد الرحبی، حیدرہ بن عمر العلوی، عبدالواحد بن الحسین البارزی، خدیجہ النہروانیہ، شہدۃ کاتبہ، نفیسہ البزازہ، المبارک بن محمد البادرائی، محمد بن محمد بن السکن، ابوالشجاع محمد بن الحسین المادرائی، ابوحنیفہ محمد بن عبیداللہ الخطیبی، یحییٰ بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ (۱۴۴)

الامام ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

حَدَّثَ عَنْهُ :البَهَاءُ عَبْدُ الرَّحْمَانِ، وَالجَمَالُ أَبُو مُوْسَى ابْنُ الحَافِظِ، وَابْنُ نُقْطَةَ، وَابْنُ خَلِيْلٍ، وَالضِّيَاءُ، وَأَبُو شَامَةَ، وَابْنُ النَّجَّارِ، وَابْنُ عَبْدِ الدَّائِمِ، وَالجَمَالُ ابْنُ الصَّيْرَفِيِّ، وَالعِزُّ إِبْرَاهِيمُ بنُ عَبْدِ اللهِ، وَالفَخْرُ عَلِيٌّ، وَالتَّقِيُّ ابْنُ الوَاسِطِيِّ، وَالشَّمْسُ ابْنُ الكَمَالِ، وَالتَّاجُ عَبْدُ الخَالِقِ، وَالعِمَادُ بنُ بَدْرَانَ، وَالعِزُّ إِسْمَاعِيلُ ابْنُ الفَرَّاءِ، وَالعِزُّ أَحْمَدُ ابْنُ العِمَادِ، وَأَبُو الفَهْمِ بنُ النَّمِيسِ، وَيُوسُفُ الغسُولِيُّ، وَزَيْنَبُ بِنْتُ الوَاسِطِيِّ، وَخَلْقٌ آخِرُهُم مَوْتاً التَّقِيُّ أَحْمَدُ بنُ مُؤْمِنٍ، يَرْوِي عَنْهُ بِالحُضُوْرِ أَحَادِيْثَ.

ترجمہ

الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے البہاء عبدالرحمٰن، الجمال ابوموسیٰ بن الحافظ، ابن نقطہ، ابن خلیل،

ابوشامہ، الشیخ الضیاء، مورخ ابن نجار، ابن عبدالدائم، الجمال ابن الصیر فی، العز ابراہیم بن عبداللہ، الفخر علی، التقی بن الواسطی، الشمس بن الکمال، التاج عبدالخالق، العماد بن بدران، العز اسماعیل ابن الفراء، العز احمد بن العماد، ابوالفہم ابن النمیس، یوسف الغسولی، زینب بنت الواسطی، اوران کے علاوہ بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کا سماع کیا۔ سب سے آخر میں جس نے آپ رحمہ اللہ تعالی سے حدیث کا سماع کیا اور روایت کی وہ الشیخ الامام التقی احمد بن مومن رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں۔ (۱۴۵)

مورخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

قَالَ ابْنُ النَّجَّارِ: كَانَ إِمَامَ الحَنَابِلَةِ بِجَامِعِ دِمَشْقَ، وَكَانَ ثِقَةً، حُجَّةً، نبيلاً، غزِيْرَ الفَضْلِ، نَزِهاً، وَرِعاً، عَابِداً، عَلَى قَانُوْنِ السَّلَفِ، عَلَيْهِ النُّوْرُ وَالوَقَارُ، يَنْتفعُ الرَّجُل برُؤْيتِهِ قَبْلَ أَنْ يسمع كَلاَمَهُ..

ترجمہ

الشیخ محب الدین ابن النجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حنابلہ کے امام تھے جامع دمشق میں، ثقہ، حجۃ، بہت زیادہ عزت وفضیلت والے، صاحب تقوی، عبادت گزار، سلف کے طور طریقے پر چلنے والے تھے، ان پر نور کی برسات ہوتی تھی، وقار ان کے چہرہ مبارک سے نظر آتا تھا، انسان ان کو دیکھنے سے ہی نفع حاصل کر لیتا تھا قبل اس کے کہ وہ کلام فرماتے۔ (۱۴۶)

الشیخ عمر ابن الحاجب رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ عُمَرُ بنُ الحَاجِبِ: هُوَ إِمَامُ الأَئِمَّةِ، وَمُفْتِي الأُمَّةِ، خصَّهُ اللهُ بِالفَضْلِ الوَافِرِ، وَالخَاطِرِ المَاطِرِ، وَالعِلْمِ الكَامِلِ، طَنَّتْ بذِكرِهِ الأَمصَارُ، وَضنَّتْ بِمِثْلِهِ الأَعصَارُ إِلَى أَنْ قَالَ: وَلَهُ المُؤلفَاتُ الغزِيْرَةُ، وَمَا أَظنُّ الزَّمَانَ يَسمحُ بِمِثْلِهِ، مُتَوَاضِعٌ، حسنُ الاعْتِقَادِ، ذُو أَنَاةٍ وَحلمٍ وَوقَارٍ، مَجْلِسُهُ معمورٌ بِالفُقَهَاءِ وَالمُحَدِّثِيْنَ، وَكَانَ كَثِيْرَ العِبَادَةِ، دَائِمَ التَّهجُّدِ، لَمْ نَرَ مِثْلَهُ، وَلَمْ يُرَ مِثْلُ نَفْسِهِ.

ترجمہ

الشیخ الامام عمر بن الحاجب رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام الائمہ اور امت کے مفتی تھے۔ اللہ تعالی نے ان کو بہت شانوں سے نوازا تھا، خوب عطا کرنے والا دل عطا کیا تھا، اور علم کامل کی دولت سے سرفرازی ملی تھی، ان کا ذکر خیر سارے شہروں میں پہنچ چکا تھا، ان جیسا لانے سے زمانے قاصر ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ بھی کہا: ان کی کتب بہت زیادہ ہیں، میرا نہیں خیال کہ ان جیسا عالم زمانے کے ہاتھ لگا ہو، انتہائی عاجز گزار، اچھے اعتقاد والے، حلم وحوصلے والے، ان کی مجلس ہر وقت فقہاء ومحدثین سے بھری رہتی تھی، اور بہت زیادہ عبادت کرنے والے اور ہمیشہ تہجد ادا کرنے والے تھے، ہم نے ان جیسا نہیں دیکھا اور ان ہی ان جیسا کوئی دیکھا جا سکتا ہے۔ (۱۴۷)

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وَعَمِلَ الشَّيْخُ الضِّيَاءُ (سيرتَهُ) فِي جُزأَيْنِ، فَقَالَ: كَانَ تَامَّ القَامَةِ، أَبيضَ، مُشْرِقَ الوَجْهِ، أَدعجَ، كَأَنَّ النُّوْرُ يَخْرُجُ مِنْ وَجهِهِ لِحُسْنِهِ، وَاسِعَ الجبينِ،

أَقَامَ هُوَ وَالْحَافِظُ بِبَغْدَادَ أَرْبَعَ سِنِيْنَ، فَأَتقنَا الفِقْهَ وَالحَدِيْثَ وَالخلافَ، أَقَامَا عِنْدَ الشَّيْخِ عَبْدِ القَادِرِ خَمْسِيْنَ) لَيْلَةً، وَمَاتَ، ثُمَّ أَقَامَا عِنْدَ ابْنِ الجَوْزِيِّ، ثُمَّ انتقلاَ إِلَى رِبَاطِ النَّعَّالِ، وَاشْتَغَلاَ عَلَى ابْنِ المَنِّيِّ، ثُمَّ سَافرَ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَسِتِّيْنَ وَمَعَهُ الشَّيْخُ العِمَادُ، وَأَقَامَا سَنَةً.

ترجمہ

الشیخ الامام المحدث الضیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ الامام المحدث الفقیہ موفق الدین بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت مبارکہ پر دو جلدیں لکھی تھیں اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ: الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قد مبارک پورا تھا، چہرہ مبارکہ روشن و چمکدار تھا، ان کے چہرہ کے حسین ہونے کی وجہ سے ان کے چہرہ سے نور نکلتا تھا اور پیشانی مبارک چوڑی تھی۔

الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ماموں زاد بھائی الشیخ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد معلیٰ میں چار سال گزارے، یہاں علم فقہ و حدیث اور مسائل خلافیہ پڑھے، الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس پچاس دن گزارے پھر الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا وصال شریف ہوگیا۔ پھر وہاں سے الشیخ بن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس رہے، پھر وہاں سے الشیخ الامام ابن مکارم النعال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں قیام پذیر ہوئے (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یہ وہی شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو اپنی خانقاہ میں طلبہ کو ٹھہراتے تھے) اور یہ دونوں الشیخ ابن المنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس علم دین حاصل کرنے لگے، پھر انہوں نے وہاں سے سنہ (۵۶۷ھ) میں کوچ کیا اور ان کے ساتھ الشیخ العماد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے اور ان دونوں نے دو سال قیام کیا۔ (۱۴۸)

الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ کی تحریر کردہ کتب

صَنَّفَ (المغنِی)عشرَ مُجَلَّدَاتٍ، وَ (الكَافِي)أَرْبَعَةً، وَ (الْمقنع)مُجَلَّداً، وَ(العُمدَة) مُجيليداً، وَ (القنعَة) فِي الغَرِيْبِ مجيليدٌ)وَ (الرَّوْضَة)مُجَلَّدٌ، وَ (الرِّقَّة)مُجَلَّدٌ، وَ(التَّوَّابِيْنَ) مُجَلَّدٌ، وَ(نسب قُرَيْشٍ) مجيليدٌ، وَ (نسب الأَنْصَارِ)مُجَلَّدٌ، وَ(مُختَصَر الهِدَايَة) مجيليدٌ، وَ(القدر) جزءٌ، وَ (مَسْأَلَة العُلُوّ) جزءٌ، وَالمتحَابِّيْنَ)جزءٌ، وَ(الاعْتِقَادِ)جزءٌ، وَ(البُرْهَان)جزءٌ، وَ(ذمّ التَّأْوِيْلِ)جزءٌ، وَ (فَضَائِل الصَّحَابَةِ) مجيليدٌ، وَ (فضل العشرِ)جزءٌ، وَ)(عَاشُورَاء)أَجزَاءٌ، وَ(مَشْيَختهُ)جُزآنِ، وَ (وصيَّته)جزءٌ، وَ(مُختَصَر العللِ لِلْخلالِ) مُجَلَّدٌ.

ترجمہ

الشیخ الامام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المغنی دس جلدوں میں تحریر فرمائی، الکافی چار جلدیں، المقنع ایک جلد، العمدہ ایک جلد، القنعۃ ایک جلد، الروضہ ایک جلد، الرقۃ ایک جلد، التوابین ایک جلد، نسب قریش ایک جلد، نسب انصار ایک جلد، مختصر الہدایہ ایک جلد، القدر ایک جزء، مسئلہ علو ایک جزء، المتحابین ایک جزء، الاعتقاد ایک جزء، البرہان ایک جزء، ذم التاویل ایک جزء، فضائل الصحابہ ایک جلد، فضل العشر ایک جزء، عاشوراء ایک جزء، مشیخہ دو جزء، وصیت ایک جزء، مختصر العلل للخلال ایک جلد میں تحریر فرمائی۔ (۱۴۹)

امام ابن قدامہ کے متعلق ائمہ اعلام کے تاثرات

.قَالَ الضِّيَاءُ :كَانَ -رَحِمَهُ اللهُ -إِمَاماً فِي التَّفْسِيرِ ، وَفِي الحَدِيثِ وَمشكلاتِهِ، إِمَاماً فِي الفِقْهِ، بَلْ أَوحد زَمَانِهِ فِيهِ، إِمَاماً فِي علمِ الخلافِ، أَوحدَ فِي الفَرَائِضِ، إِمَاماً فِي أُصُولِ الفِقْهِ، إِمَاماً فِي النَّحْوِ وَالحسَابِ وَالأَنجمِ السَّيَّارَةِ وَالمَنَازِلِ.وَسَمِعْتُ دَاوُدَ بنَ صَالِحِ المُقْرِءِ، سَمِعْتُ ابْنَ المنِّيّ يَقُوْلُ -وَعِنْدَهُ الإِمَامُ المُوَفَّقُ :-إِذَا خَرَجَ هَذَا الفَتَى مِنْ بَغْدَادَ احتَاجَتْ إِلَيْهِ.وَسَمِعْتُ البَهَاءَ عَبْدَ الرَّحْمَانِ يَقُوْلُ :كَانَ شَيْخُنَا ابْنُ المَنِّيِّ يَقُوْلُ للموفَّقِ :إِنْ خَرَجتَ مِنْ بَغْدَادَ لاَ يَخلُفُ فِيْهَا مِثْلُكَ .وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ مَحْمُوْدٍ الأَصْبَهَانِيَّ يَقُوْلُ :مَا رَأَى أَحَدٌ مِثْلَ الشَّيْخِ المُوَفَّقِ .وَسَمِعْتُ المُفْتِيَ أَبَا عُبَيْدِ اللهِ عُثْمَانَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ عَنِ المُوَفَّقِ :مَا رَأَيْتُ مِثْلَهُ، كَانَ مُؤَيَّداً فِي فَتَاوِيهِ.وَسَمِعْتُ المُفْتِي أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بنَ مَعَالِي بنِ غَنِيْمَةَ يَقُوْلُ :مَا أَعْرِفُ أَحَداً فِي زَمَانِنَا أَدْرَكَ دَرَجَةَ الاجْتِهَادِ إِلاَّ المُوَفَّقَ.

ترجمہ

الشیخ الامام المحدث الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث، تفسیر، فقہ اور مشکلات حدیث میں امام تھے۔علم الخلاف، اصول فقہ، نحو، حساب، ستاروں کے علوم، اور ان کی منازل کے علم میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام تھے۔الشیخ الامام المحدث الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے الشیخ داود بن صالح المقرء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے الشیخ ابن المنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا حالانکہ اس وقت ان کے پاس الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے انہوں نے کہا: اے جوان! جب تو بغداد معلیٰ سے جائے گا تو بغداد معلیٰ کو تیری حاجت ہوگی۔اور میں نے البہاء عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ہمارے شیخ ابن المنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے اے موفق الدین ابن قدامہ! جب تو بغداد سے جائے گا تو تیرے جیسا عالم بغداد معلیٰ میں کوئی نہیں ہوگا۔اور میں نے الشیخ محمد بن محمود الاصبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: انہوں نے فرمایا: میں تو کیا کسی نے بھی الشیخ الموفق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا عالم نہیں دیکھا۔اور میں نے المفتی ابوعبیداللہ عثمان بن عبدالرحمٰن الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: وہ فرمایا کرتے تھے کہ الشیخ الموفق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا میں نے کبھی بھی کوئی شخص نہیں دیکھا، ان کے فتاوی کی علماء کی طرف تائید کی جاتی تھی۔اور میں نے الشیخ المفتی ابوبکر محمد بن معالی بن غنیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرمارہے تھے: میں اپنے زمانے میں سوائے الشیخ الموفق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کسی کو نہیں جانتا جو اجتہاد کے مقام تک پہنچا ہوا ہو۔(۱۵۰)

حسن سلوک

قَالَ الضِّيَاءُ :كَانَ حَسَنَ الأَخْلاَقِ، لاَ يَكَادُ يَرَاهُ أَحَدٌ إِلاَّ مُتَبَسِّماً، يَحكِي الحِكَايَاتِ، وَيَمزحُ. وَكَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ تُؤْذِيْهِ بِخُلُقِهَا، فَمَا يَقُوْلُ لَهَا شَيْئاً.

ترجمہ

الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسن اخلاق کے مالک

کیا، ان دونوں سفروں میں سے ایک میں ان کے چچازاد بھائی حافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساتھ تھے، امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر تفقہ حاصل کیا، سب پر فوقیت لے گئے، مفتی بنے، مناظر بنے، اور بہت سارے فنون میں مہارت حاصل کی، ساتھ زاہد اور متقی بھی بنے، تواضع اور حسن اخلاق، جود وحیاء، حسن خلق کے پیکر بنے، بہت زیادہ تلاوت قرآن کرنے والے، بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے اور سلف وصالح کی اتباع کرنے والے بن گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنابلہ کے محراب میں نماز کی امامت کرایا کرتے تھے، اور امام ابن عماد بھی اسی محراب میں امامت کرتے تھے، ان کے وصال شریف کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستقل امام بن گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت سی مفید کتب تحریر فرمائی ہیں، جن میں سب سے زیادہ مشہور کتاب المغنی ہے جو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر لکھی جانے والی کتاب مختصر الخرقی کی شرح ہے، اور کافی فقہ حنبلی میں تحریر فرمائی، المقنع اور الروضۃ اصول فقہ میں اور اس کے علاوہ بہت سی مفید کتب تحریر فرمائی ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف عید الفطر کے دن ہوا جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عمر مبارک ۸۰ سال ہو گئی تھی تب ہفتہ کا دن تھا بہت ساری مخلوق جنازہ میں شریک ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تدفین آپ کی مشہور تربت مبارکہ میں ہوئی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بہت اچھے اچھے خواب دیکھے گئے، اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ (۱۵۳)

الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں

وقد لازم الشيخ موفق الدين ابن قدامه المقدسی الحنبلی رحمة الله تعالىٰ عليه شيخه عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه الى حين وفاته، ثم عاد الى دمشق . يظهر انه فی هذااللقاء سلك الموفق الطريقة القادرية قال المورخ والفقيه الصوفی ابن الملقن مسنداً لبسه للخرقة القادرية عن ابی بكر الحنبلی، عن شيخه ابی اسحاق الواسطی، عن الشيخ موفق الدين الحنبلی، عن القطب عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه .

ترجمہ

: شیخ موفق الدین ابن قدامہ المقدسی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شیخ جناب عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور وہیں رہے ان کے وصال شریف تک، پھر دمشق لوٹ آئے۔ اسی ملاقات میں ان کا طریقہ قادریہ اخذ کرنا ثابت ہوتا ہے، مورخ وفقیہ اور صوفی ابن ملقن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خرقہ قادریہ پہننے کی سندیوں بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے خرقہ الشیخ ابو بکر الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہنا، انہوں نے اپنے شیخ ابو اسحاق الواسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا، انہوں نے اپنے شیخ جناب موفق الدین الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا، انہوں نے اپنے شیخ جناب قطب وقت عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ (۱۵۴)

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میدان جنگ میں

فقد كان للموفق ولاخيه ابی عمروتلاميذهما، خيمة ينتقلون بها المجاهدين فی سبيل الله تعالى، تحت الوية البطل صلاح الدين المظفرة قال الامام الذهبی رحمة الله تعالىٰ عليه : ارتحل الامام ابن قدامه المقدسی رحمة الله تعالىٰ عليه سنة ۵۶۱ هجری فی طلب العلم الى بغداد، فنزل عند الشيخ عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه وسمع منه، وقد كان يقدم الى العدو، وجرح فی كفه، وذكر له الضياء حكايات

فی کراماته (۱) ومنهاانه مشی علی الماء (۲)

ترجمہ

امام ابن قدامہ اوران کے بھائی ابوعمراوران کے شاگردوں کا ایک خیمہ تھا جس میں سے مجاہدین بہادراورشیر جوان جناب صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جھنڈے کے نیچے جنگ کے لئے روانہ ہوا کرتے تھے، امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۵۶۱ ہجری میں بغداد کا سفر فرمایا اور شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس حصول علم کے لئے حاضر ہوئے اوران سے ہی حدیث کا سماع کیا اور جہاد کے لئے بھی روانہ ہوا کرتے، ان کی ہتھیلی میں زخم تھا اور ضیاء المقدسی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانی پر چلا کرتے تھے۔(۱۵۵)

کفار کے ساتھ قتال

قتال أئمة الإسلام كالإمام محمد بن أحمد بن قدامة المقدسى وأخوه الإمام موفق الدين ابن قدامة المقدسى صاحب كتابالمغنى ضدالصليبيين مع السلطان صلاح الدين الأيوبى، وهو على فضله وجلالة قدره كان أشعرياً.

ترجمہ:

بہت ائمہ نے کفار کے ساتھ قتال کیا، جیسے امام محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی اوران کے بھائی امام موفق الدین بن قدامہ المقدسی جنہوں نے المغنی کتاب لکھی ہے، انہوں نے جہاد میں بہت زیادہ حصہ لیا ہے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلیل القدر اور صاحب فضل بزرگ تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عقیدتاً اشعری تھے۔(۱۵۶)

مورخین کی رائے

قال ابن كثير رحمة الله تعالىٰ عليه :وكانت له احوال ومكاشفات (۱) وقال السخاوى رحمة الله تعالىٰ عليه : ابن قدامه، الزاهد الربانى، ودفن فى قاسيون وقبره يزار (۲)

ترجمہ

:ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: کہ امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات اور مکاشفات ہیں۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ زاہد ربانی تھے اوران کی تدفین قاسیون میں ہوئی اوران کے مزار مبارک کی زیارت کی جاتی ہے۔(۱۵۷)

سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے

قال سبط ابن جوزى رحمة الله تعالىٰ عليه : ان من راىٰ الموفق فكانماراى بعض الصحابة رضى الله عنهم، وكان النور يخرج من وجهه ولم يكن فى زمانه عبد اخيه ابى عمر ازهد ولااروع ولااعلم منه، وكان كثير الحياء، عزوفاً عن الدنياواهلها، دائم السكون، قليل الكلام، كثير العمل، يستانس الانسان برؤيته قبل كلامه.

ترجمہ

سبط ابن جوزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بے شک جس نے بھی امام ابن قدامہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کی ایسا لگتا تھا کہ گویا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زیارت کی ہے، آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ مبارکہ سے نور نکلتا تھا، آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں آپ کے بھائی ابوعمر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو چھوڑ کر کوئی بھی آپ سے بڑا زاہد اور متقی نہ تھا، آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ حیا والے اور دنیا اور دنیاداروں سے دور رہنے والے تھے، ہمیشہ سکون میں رہنے والے، بہت کم کلام کرنے والے، اور بہت زیادہ عمل کرنے والے، انسان کو ان سے کلام کرنے سے پہلے ان کی زیارت کر کے ہی ان سے محبت ہو جاتی تھی۔ (۱۵۸)

المغنی جیسی کوئی کتاب نہیں دیکھی

وقد نقل الذهبی عن العز بن عبد السلام قوله : ما رأيت فی كتب الإسلام فی العلم مثل كتاب (المغنی) للشيخ موفق الدين ابن قدامة.

ترجمہ:

امام ذہبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ امام عزابن عبدالسلام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: میں نے اسلام کی کتب میں امام موفق الدین ابن قدامہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی المغنی جیسی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ (۱۵۹)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامت

قَالَ الفَقِيهُ مُحَمَّدُ بنُ مَحْمُودِ المَرَاتِبِيُّ :قُلْتُ لِلشَّيْخِ الموفَّقِ :هَلْ رَأَيتُم مِنَ الشَّيْخِ عَبْدِ القَادِرِ كَرَامَةً؟ قَالَ :لاَ أَظُنُّ، لكِنْ كَانَ يَجلسُ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَكُنَّا نَترُكُهُ وَنَمضِي لِسَمَاعِ الحَدِيْثِ عِنْدَ ابْنِ شَافِعٍ فَكُلُّ مَا سَمِعْنَاهُ لَمْ نَنتفِعْ بِهِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام الذہبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام فقیہ محمد بن محمود المراتبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ المقدسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ: کیا آپ نے بھی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کوئی کرامت دیکھی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے یہ دیکھا ہے کہ جب الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ جمعتہ المبارک کا خطبہ دینے لگتے تو ہم الشیخ ابن شافع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حدیث شریف کا سماع کرنے چلے جاتے تھے۔ پس جتنا بھی ہم نے ابن شافع سے سماع کیا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ (۱۶۰)

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نظریات

اولیاء کی صحبت میں رہو

قال الامام موفق الدين ابن قدامه رحمة الله تعالىٰ عليه :فعليک الاجتهاد فی الدخول فی اولياء ہ، الذين

اختارهم عزوجل لنفسه، واكرمهم بولايته، واقفهم على بابه، وشغلهم به، وعلق قلوبهم بمحبته، ولايلتفتون الى ماسواه من دنياولاغيرها.

ترجمہ

امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلی رحمتہ اللہ تعالیٰ وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تم پر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے پاس جانا لازم ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور ان کو اپنی ولایت کے ساتھ عزت عطا فرمائی ہے، اور ان کو اپنے دروازے پر پڑے رہنے کی توفیق عطا کی ہے، اور انکو اپنی ذات میں مشغولیت کی توفیق دی ہے، اور ان کے دلوں کو اپنی محبت کے ساتھ معلق فرمایا ہے، یہ اولیاء کرام علیہم الرحمتہ اس کی ذات کے علاوہ کسی کی جانب نہیں دیکھتے چاہے وہ دنیا ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ (۱۶۱)

اولیاء کرام قبور میں زندہ ہیں

نقل الامام موفق الدين ابن قدامه رحمة الله تعالىٰ عليه فى مختصر منهاج القاصدين، اثباته ان العارفين كاالشهداء احياء فى قبورهم : كل متجرد لله تعالى فى جهاد نفسه فهو شهيد .

ترجمہ:

امام ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مختصر منہاج القاصدین میں اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ عارفین جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں وہ شہداء کرام کی طرح اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے نفس سے جہاد کرے وہ شہید ہے۔ (۱۶۲)

دم کیسے فرمایا کرتے تھے؟

وكان الامام موفق الدين ابن قدامه الحنبلى رحمة الله تعالىٰ عليه يرقى المريض (١) وقال بالتبرك بالصالحين وبكتبهم (٢)

ترجمہ

: امام موفق الدین ابن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مریضوں کو دم بھی فرمایا کرتے تھے اور دم کرتے ہوئے یہ پڑھا کرتے تھے، نیک لوگوں کی برکت اور ان کی کتب کی برکت اور توسل سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔ (۱۶۳)

مزارات اولیاء کی طرف سفر جائز قرار دیا

اباح الامام موفق الدين ابن قدامه الحنبلى رحمة الله تعالىٰ عليه القصر فى الصلوة لمن سافر الى زيارة القبور والمشاهد (١) وذكر حديثه ﷺ فى الابدال (٢) وقال بالتوسل بالنبى الكريم ﷺ لقضاء الحاجة، (٣) وله رسالة فى التصوف.

ترجمہ

امام موفق الدین ابن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اولیاء کرام اور مزارات کی طرف سفر کرنے والے کے لئے نماز قصر کو مباح قرار دیا اور ابدال والی حدیث کو نقل فرمایا اور فرمایا کہ قضائے حاجات کے لئے رسول اللہ ﷺ کے توسل سے دعا کرنا جائز ہے اور

تصوف میں ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا۔(۱۶۴)

دوسرے فقہی مذہب پر طعن نہ کرو

وقال ابن قدامة المقدسی :لا ينبغی لأحد أن ينكر على غيره العمل بمذهبه، فإنه لا إنكار على المجتهدات.

ترجمہ

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے مذہب پر اعتراض کرے، کیونکہ وہ مسائل جن میں اجتہاد کیا گیا ہے ان میں کسی کو بھی اعتراض کا حق نہیں ہے۔(۱۶۵)

اس پر وہ لوگ غور کریں جو بات بات پر دوسروں پر طعن کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ کئی مسائل جو مختلف فیہ ہیں ان پر دونوں کے پاس دلائل ہیں مگر پھر بھی وہ اعتراض کرتے ہیں، ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اس عمل میں وہ لوگ پیش پیش ہیں جن کا کسی امام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں خود ہی مجتہد ہیں اور خود ہی مفتی، اللہ تعالیٰ ایسے جاہل لوگوں سے امت کو محفوظ فرمائے۔

الشیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جنازہ پڑھایا

قلت :سافر المُوفَّق من حلب ليحجّ من الدَّرب العراقيّ، فدخلَ حَرَّان وحدَّث بها، وسافر، فمرِضَ ودخل بغدادَ مريضا، فتعوَّق عن الحجّ .ثم مات ببغداد فی ثانی عشر المحرَّم وصَلَّى عليه شهاب الدِّين السُّهرَوَرْدِيّ، ودُفِنَ بالوَرْدية.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حلب سے حج کے ارادے سے سفر کیا کہ وہ درب عراقی سے حج کے لئے روانہ ہوں گے، پھر وہاں سے حران آئے اور وہاں احادیث شریفہ بیان کیں، اور وہاں سے پھر سفر کیا پھر بیمار ہو گئے اور جب بغداد معلیٰ داخل ہوئے تو مرض شدت اختیار کر گیا، پھر حج کا ارادہ ترک کر دیا پھر وہیں ان کا وصال شریف ہو گیا، تب محرام الحرام کی بارہ تاریخ تھی، اور نماز جنازہ کی امامت الشیخ الامام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کروائی اور ان کی تدفین وردیہ میں ہوئی۔(۱۶۶)

امام ابن قدامہ سے مروی ایک روایت

وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الْجَزَرِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْهَادِي حُضُورًا وَالْمُحِبُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَقْدِسِيُّ سَمَاعًا قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْهَادِي أَخْبَرَنَا السِّلَفِيُّ وَشُهْدَةُ إِجَازَةً قَالَ السِّلَفِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدِ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحُسَيْنِ الفانيدى وَأَبُو مُسْلِمٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ السِّمْنَانِيُّ وَأَبُو سَعْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ السَّمَّانُ وَقَالَتْ شُهْدَةُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَيُّوبَ وَقَالَ الْمُحِبُّ أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ السَّيِّدِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الْحَقِّ بْنُ عَبْدِ الْخَالِقِ ابن يُوسُفَ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَسَدِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ

شَاذَانَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ أَيُّوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدَةَ حدثنا عَلِيّ ابْنِ حَرْبِ الطَّائِيُّ حَدثنا سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ عُيَيْنَةَ قَالُوا حَدثنا هِشَام ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ فَإِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْعِلْمِ

ترجمہ سند حدیث

ہمیں احمد بن علی الحسن الجزری نے خبر دی جب ان پر یہ حدیث شریف پڑھی گئی، اور میں نے سنی، ہمیں محمد بن عبدالہادی حضور نے خبر دی، المحب عبداللہ بن احمد بن محمد المقدسی نے خبر دی، ابن عبدالہادی نے کہا: ہمیں السلمی نے اور شہدہ نے اجازت دی، السّلفی نے کہا ہمیں ابوسعد الحسین بن الحسین الفانیدی، ابومسلم عبدالرحمٰن بن عمر السمنائی، ابوسعد محمد بن عبدالملک بن السمنان نے خبر دی، اور شہدہ نے کہا: ہمیں ابوالحسن علی بن الحسین بن ایوب نے خبر دی، اور محب نے کہا: ہمیں ابوجعفر محمد بن عبدالکریم السید نے خبر دی؛ ہمیں ابوالحسین عبدالحق بن عبدالخالق بن یوسف نے خبر دی، ہمیں محمد بن عبدالملک الاسدی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابوعلی الحسن بن احمد بن شاذان نے خبر دی، ہمیں ابوبکر احمد بن سلیمان بن ایوب بن اسحاق بن عبدہ نے خبر دی، ہمیں علی بن حرب نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں سفیان یعنی ابن عیینہ نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد سے انہوں نے عبداللہ عمرو رضی اللہ عنہما سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ علم کو جب اٹھائے گا تو لوگوں سے قبض نہیں فرمائے گا بلکہ علماء کو اٹھائے گا، پس جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے پھر ان سے مسائل دریافت کریں گے، پھر وہ فتویٰ دیں گے اور وہ بھی بغیر علم کے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور ان کو بھی گمراہ کریں گے۔

اس حدیث شریف کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''صحیح'' میں کتاب العلم کے تحت نقل کیا ہے۔ (۱۶۸)

الشیخ الامام الفقیہ المحدث ابوعمر ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ابوعمر ابن قدامہ المقدسی

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد وخلیفہ تھے اور امام موفق الدین ابن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی تھے

الشَّيْخ أَبُو عُمَرَ بانى المدرسة بسفح قاسيون)للفقراء المشتغلين فى القرآن رَحِمَهُ اللّٰهُ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُدَامَةَ الشَّيْخ الصَّالِحُ أَبُو عُمَرَ الْمَقْدِسِيُّ، بانى المدرسة التى بالسفح يقرأ بها القرآن العزيز، وَهُوَ أَخُو الشَّيْخ مُوَفَّقِ الدِّينِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُدَامَةَ، وَكَانَ أَبُو عُمَرَ أَسَنَّ مِنْهُ، لِأَنَّهُ وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَعِشْرِينَ وَخَمْسِمِائَةٍ بِقَرْيَةِ السَّاوِيَا، وَقِيلَ بِجَمَّاعِيلَ، والشيخ ابو عمر رَبَّى الشَّيْخَ مُوَفَّقَ الدِّينِ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِ وَزَوَّجَهُ، وكان يقوم بمصالحه، فلما قدموا من الأرض المقدسة نزلوا بمسجد أبى صالح خارج باب شرقى ثُمَّ انْتَقَلُوا مِنْهُ إِلَى السَّفْحِ، وَلَيْسَ بِهِ مِن العمارة شىء سوى دير الحورانى، قال فقيل لنا الصالحيين نِسْبَةً إِلَى مَسْجِدِ أَبِى صَالِحٍ لَا أَنَّا صَالِحُونَ، وَسُمِّيَتْ هَذِهِ الْبُقْعَةُ مِنْ ذَٰلِكَ الْحِينِ بِالصَّالِحِيَّةِ نِسْبَةً إِلَيْنَا،

ترجمہ:

قاسیون کے دامن کوہ میں قرآن پڑھنے والے فقراء کے مدرسہ کے بانی محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ، شیخ صالح ابوعمر المقدسی، یہ اس مدرسہ کے بانی ہیں جس میں فقراء بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور شیخ موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی ہیں، ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موفق الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی ہیں، کیونکہ ان کی پیدائش ۵۲۸ ھجری میں الساد یا بستی میں ہوئی، اور بعض نے جماعیل بستی کا ذکر بھی کیا ہے۔ شیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بھائی الشیخ موفق الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرورش کی اور ان کا نکاح کیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان کے مصالح کے ذمہ دار تھے، جب یہ ارض مقدسہ سے آئے تو انہوں نے مشرقی دروازے کے باہر ابوصالح کی مسجد میں پڑاؤ کیا، پھر وہاں سے دامن کوہ میں آگئے اور دیر الحورانی کے سوا کوئی عمارت نہ تھی، راوی بیان کرتا ہے کہ ہم کو مسجد صالح کی نسبت سے صالح کہا جانے لگا وگرنہ ہم صالح نہ تھے، اس وقت سے ہماری نسبت سے اس خطہ کو بھی صالحیہ کہا جانے لگا۔

تعلیم کا حصول

فَقَرَأَ الشَّيْخُ أَبُو عُمَرَ الْقُرْآنَ عَلَى رِوَايَةِ أَبِى عَمْرٍو، وَحَفِظَ مُخْتَصَرَ الخرقى فى الفقه، ثم إن أخاه الموفق شرحه فيما بعد فكتب شرحه بيده، وكتب تفسير البغوى والحلية لأبى نعيم والإبانة لابن بطة، وكتب مصاحف كثيرة بيده للناس ولأهله بلا أجرة،

ترجمہ

شیخ ابوعمر نے ابوعمر کی روایت کے مطابق قرآن پڑھا اور فقہ کی کتاب مختصر الخرنی کو زبانی یاد کیا پھر اس کے بعد ان کے بھائی موفق الدین نے اس کی شرح کی اور اپنی شرح کو اپنے ہاتھ سے لکھا، تفسیر بغوی اور ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء، ابن بطہ کی الابانۃ کو بھی اپنے ہاتھ سے لکھا اور بہت سے مصاحف اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کے لئے لکھے اور کسی سے اجرت نہ لیا کرتے تھے۔

عبادت وسخاوت

وكان كثير العبادة والزهادة والتهجد، ويصوم الدهر وكان لَا يَزَالُ مُتَبَسِّمًا، وَكَانَ يَقْرَأُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعًا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَيُصَلِّى الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ أَلْفَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ الله أحد، وَكَانَ يَزُورُ مَغَارَةَ الدَّمِ فِى كُلِّ يَوْمِ اثنين وخميس، ويجمع فى طريقه الشيخ فَيُعْطِيهِ الْأَرَامِلَ وَالْمَسَاكِينَ، وَمَهْمَا تَهَيَّأَ لَهُ مِنْ

فُتُوحٍ وَغَيْرِهِ يُؤْثِرُ بِهِ أَهْلَهُ وَالْمَسَاكِينَ، وَكَانَ مُتَقَلِّلًا فِي الْمَلْبَسِ وَرُبَّمَا مَضَتْ عَلَيْهِ مُدَّةٌ لَا يَلْبَسُ فِيهَا سَرَاوِيلَ وَلَا قَمِيصًا، وَكَانَ يَقْطَعُ مِنْ عِمَامَتِهِ قِطَعًا يَتَصَدَّقُ بِهَا أَوْ فى تكميل كفن ميت،

ترجمہ:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑے عابدوزاہداورتہجد گزار تھے اور ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور ہمیشہ مسکرانے والے، روزانہ ظہر سے عصر تک قرآن مجید کی سات سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے، اور آٹھ رکعت چاشت کی نماز ادا کیا کرتے تھے، جن میں ایک ہزار بار سورۃ اخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے، ہر پیر اور جمعرات کو مغارۃ الدم کی زیارت کیا کرتے تھے، اپنے راستے سے گھاس جمع کر کے بیوگان اور مسکینوں کو دیا کرتے تھے، اور جب بھی کوئی عطیہ میسر آتا تو اپنے اہل اور غریبوں کو ترجیح دیتے تھے، اور آپ بہت کم لباس پہنتے تھے اور بسا اوقات مدت گزرجاتی اور آپ شلوار قمیص نہ پہنتے اور اپنے عمامہ کے ٹکڑے کر کے ان کو صدقہ کر دیتے تھے۔ یا کسی کے کفن کی تکمیل کے لئے دے دیتے تھے۔

شیخ ابوعمر میدان جہاد میں

وَكَانَ هُوَ وَأَخُوهُ وَابْنُ خَالِهِمُ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ وَأَخُوهُ الشَّيْخُ الْعِمَادُ لَا يَنْقَطِعُونَ عَنْ غَزَاةٍ يَخْرُجُ فِيهَا الْمَلِكُ صَلَاحُ الدِّينِ إِلَى بِلَادِ الْفِرِنْجِ، وَقَدْ حَضَرُوا مَعَهُ فَتْحَ الْقُدْسِ والسواحل وغيرها،

ترجمہ

:الشیخ ابوعمراور الشیخ موفق الدین ابن قدامہ اوران کے ماموں کے بیٹے الشیخ عبدالغنی اور شیخ عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ہر جنگ میں شریک ہوتے تھے جس میں سلطان بادشاہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاد فرنگ کو جایا کرتے تھے، اور یہ چاروں لوگ بیت المقدس اور سواحل کی فتح میں بھی ساتھ تھے،

سلطان زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے

وجاء الملك العادل يوماً إلى ختمهم أى خصهم لزيارة أَبِى عُمَرَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّى، فَمَا قَطَعَ صلاته ولا أوجز فيها، فجلس السلطان واستمر أبو عمر فى صلاته ولم يلتفت إليه حتى قضى صلاته رحمته الله.

ترجمہ:

ایک دن سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کرنے آئے تو الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز ادا کر رہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز ادا کرتے رہے نہ ہی نماز کو توڑا اور نہ ہی مختصر کی سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ کر انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز کو پورا کیا۔(۱٦۹)

مسجد کی تعمیر

والشيخ أبو عمر هو الذى شرع فى بناء المسجد الجامع أولاً بمال رجل فامي، فنفد ما عنده وَقَدِ ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ قَامَةً فَبَعَثَ صَاحِبُ إِرْبِلَ الملك المظفر كوكبرى مالاً فكمل به، وَوَلِيَ خَطَابَتَهُ الشَّيْخُ أَبُو عُمَرَ، فَكَانَ يَخْطُبُ بِهِ وَعَلَيْهِ لِبَاسُهُ الضَّعِيفُ وَعَلَيْهِ أَنْوَارُ الْخَشْيَةِ والتقوى والخوف من الله عزوجل،

والمسک کیف خبأته ظهر علیک وبان، وکان المنبر الذی فیه یومئذ ثلاث مَرَاقٍ وَالرَّابِعَةُ لِلْجُلُوسِ، کَمَا کَانَ الْمِنبَرُ النَّبَوِیُّ، وَقَدْ حَکَی أَبُو الْمُظَفَّرِ :أَنَّهُ حَضَرَ یَوْمًا عِنْدَهُ الْجُمُعَةَ

ترجمہ:

الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد کو ایک فامی شخص کے پیسوں سے تعمیر کرنا شروع کیا جب اسکا مال ختم ہوگیا اور عمارت ایک شخص کے قد کے برابر ہوگئی، تو سلطان عادل ملک مظفر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوکبری نے مال بھیجا، تو اس سے مسجد شریف کی تعمیر مکمل ہوگئی، اس کی خطابت الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنبھالی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خطبہ دیا کرتے اور جسم پر بلکل سستا سالباس زیب تن کئے ہوتے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خشیت اور خوف الٰہی کے انوار نظر آتے تھے، اس وقت جو منبر تھا اس کے تین زینے تھے، چوتھا زینہ بیٹھنے کے لئے تھا جس طرح رسول اللہ ﷺ کا منبر شریف تھا۔(۱۷۰)

دینی تصلب وغیرت

قَال المظفر :وَکَانَ عَلَى مَذْهَبِ السَّلَفِ الصَّالِحِ سمتاً وهدياً، وکان حَسَنَ الْعَقِيدَةِ مُتَمَسِّكًابِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ يُمِرُّهَا كَمَا جَاءَتْ مِنْ غَيْرِ طَعْنٍ عَلَى أئمة الدين وعلماء المسلمين، وكان ينهى عن صحبة المتبدعين ويأمر بصحبة الصالحين الذين هم على سنة سيد المرسلين وخاتم النبيين، وربما أَنْشَدَنِي لِنَفْسِهِ فِي ذَلِكَ :أُوصِيكُمْ بِالْقَوْلِ فِي الْقُرْآنِ *بِقَوْلِ أَهْلِ الْحَقِّ وَالْإِتْقَانِ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ وَلَا بِفَانٍ لَكِنْ كَلَامُ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ آيَاتُهُ مُشْرِقَةُ الْمَعَانِي *مَتْلُوَّةٌ لِلَّهِ بِاللِّسَانِ مَحْفُوظَةٌ فِي الصَّدْرِ وَالْجَنَانِ مكتوبةٌ فِي الصُّحُفِ بِالْبَنَانِ وَالْقَوْلُ فِي الصِّفَاتِ يَا إِخْوَانِي *كَالذَّاتِ وَالْعِلْمِ مَعَ الْبَيَانِ إِمْرَارُهَا مِنْ غَيْرِ مَا كُفْرَانِ *مِنْ غَيْرِ تَشْبِيهٍ وَلَا عُطْلَانِ

ترجمہ

الشیخ مظفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راستے اور ہدایت کے حساب سے سلف وصالح کی راہ پر تھے، آپ کا عقیدہ اچھا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب وسنت اور آثار مرویہ سے دلیل پکڑتے تھے، علمائے دین اور ائمہ دین کو بلا طعن اسی طرح مانتے تھے جیسے وہ تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گمراہوں اور بدعتیوں کی صحبت سے منع کرتے تھے، اور ان صالحین کی صحبت کو اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر تھے۔اور کئی بار الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے خود یہ اشعار سنائے، میں تم کو اہل حق اور اہل توکل کے قول کے مطابق وصیت کرتا ہوں۔وہ نہ مخلوق ہے اور نہ ہی فنا ہونے والا ہے بلکہ وہ جزا سزا دینے والے کا کلام ہے، اس کی آیات کا مفہوم روشن ہے، جن کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زبان سے پڑھا جاتا ہے، جو سینہ ودل میں محفوظ ہے اور کاغذات میں انگلیوں سے لکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں بات کرنا، اللہ تعالیٰ کے علم وذات کے بارے میں بات کرنے کی مانند ہے، انہیں کفر وتشبیہ کے بغیر اور انکار صفات کے بغیر دہرانا چاہیے۔(۱۷۱)

مرض اور وصال

وَمَرِضَ أَيَّامًا فَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِمَّا كَانَ يَعْمَلُهُ مِنَ الْأَوْرَادِ، حَتَّى كَانَتْ وَفَاتُهُ وَقْتَ السَّحَرِ فِي لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ

التَّاسِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ فَغُسِّلَ فِي الدير وَحُمِلَ إِلَى مَقْبَرَتِهِ فِي خَلْقٍ كَثِيْرٍ لا يعلمهم إلا الله عزوجل، وَلَمْ يبقَ أَحَدٌ مِنَ الدَّوْلَةِ وَالْأُمَرَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْقُضَاةِ وَغَيْرِهِمْ إِلَّا حَضَرَ جَنَازَتَهُ، وَكَانَ يَوْمًا مَشْهُوْدًا، وَكَانَ الْحَرُّ شَدِيْدًا فَأَظَلَّتِ النَّاسَ سَحَابَةٌ مِنَ الْحَرِّ، كَانَ يُسْمَعُ مِنْهَا كَدَوِيِّ النَّحْلِ، وكان الناس ينتهبون أكفانه وبيعت ثيابه بالغالي الغالي، ورثاه الشُّعَرَاءُ بِمَرَاثٍ حَسَنَةٍ، وَرُئِيَتْ لَهُ مَنَامَاتٌ صَالِحَةٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ

راوی کا بیان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مریض ہو گئے مگر اوراد و وظائف پڑھا کرتے تھے انہوں نے اس حالت میں بھی ترک نہ کیا، یہاں تک کہ ۱۹ ربیع الاول منگل کی شب کو سحری کے وقت وصال ہو گیا اور آپ کو دیر میں غسل دیا گیا اور جنازہ میں اتنے لوگ شریک ہوئے جن کی گنتی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جنازہ قبرستان لے جایا گیا حکومت کے تمام امراء اور وزراء اور قاضی جنازہ میں شریک ہوئے، جس دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ ہوا وہ جمعہ کا دن تھا اور سخت گرمی تھی، ایک بدلی نے لوگوں کو گرمی سے بچانے کے لئے سایہ کر دیا اور اس سے شہد کی مکھیوں کی طرح بھنبھناہٹ سنائی دے رہی تھی، اور لوگ آپ کے اتفاق کی طرف سبقت کرتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کپڑوں کو مہنگے داموں خریدا گیا، شعراء نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت اچھے قصیدے لکھے، اور آپ کے متعلق بہت اچھے خواب دیکھے گئے۔ (۱۷۲)

شب برات کو سو رکعت نماز با جماعت ادا کرتے

قَالَ الضِّيَاء :بَابٌ فِي اجتهاده. كَانَ لا يَكَادُ يسمع دعاء إلّا حفظه ودَعا بِهِ، ولا يسمع ذِكْرَ صلاةٍ إلّا صَلَّاهَا، ولا يسمع حديثا إلّا عَمِلَ بِهِ. وكان يُصلّي بالنّاس في نصف شعبان مائة ركعة وهو شيخ كبير، وكان أنشط الجماعة، وكان لا يترك قيامَ اللّيل من وقت شُبُوبيته، سافرتُ معه إلى الغزاة فاراد بعضنا يسهر، ويحرسنا، فَقَالَ لَهُ الشيخ أَبُو عُمَر نم وقام هُوَ يُصلّي. وكذا حَدَّثَنِي عَنْهُ أَحْمَد بن يونس المقدسيّ أَنَّهُ قام في سَفَرٍ يُصلّي ويحرسهم.

ترجمہ

الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی کوئی دعا سنتے اس کو یاد کر لیتے جس نماز کا ذکر سنتے اس کو ادا کر لیتے جس حدیث کو سنتے اس پر عمل کر لیتے، شب برات کو لوگوں کو با جماعت ایک سو رکعت نماز پڑھایا کرتے تھے حالانکہ اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بوڑھے تھے، جوانی سے لیکر کبھی بھی رات کا قیام ترک نہ کیا، میں نے ان کے ساتھ کئی جنگوں میں شرکت کی ہم میں سے بعض نے یہ ارادہ کیا کہ کوئی ایک شخص بیدار رہ کر پہرہ دے اور باقی لوگ سو جائیں تو الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ تم سو جاؤ ہم سو گئے اور وہ خود نماز ادا کرنے لگے اور ساری رات نماز ادا کرتے رہے۔ اور اسی طرح احمد بن یونس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ سفر میں الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز ادا کرتے رہتے تھے۔ (۱۷۳)

بھائی کے تاثرات

قال ابوعبدالله بن راجح رحمة الله تعالیٰ علیه : سألت عَنْهُ الإمام موفّق الدّین، فَقَالَ فیه :أخی وشیخنا ربّانا وعَلّمنا وحَرَصَ علینا، وكان للجماعة كوالدهم یَحْرَصُ علیهم، ویقوم بمصالحهم، ومن غاب عن أهله قام هُوَ بهم، وهو الّذی هاجر بنا، وهو الّذی سَفّرنا إِلی بغداد، وهو الّذی كَانَ یقوم فی بناء الدّیر، وحین رجعنا من بغداد، زوّجنا، وبنی لنا دُورنا الخارجة عَنِ الدّیر .وكان مُسارعًا إِلی الخروج فی الغزوات قلّ ما یتخلّف عَنْ غزاة.

ترجمہ:

ابوعبداللہ بن راجح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک بار امام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کے بھائی کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بتایا، وہ ہمارے بھائی اور ہمارے شیخ اور ہم کو پڑھانے والے اور حصول علم پر ہم کو ابھارنے والے ہے، یہ جماعت کے لئے ایسے مہربان ہے جیسے باپ اپنی اولاد کے لیے ہوتا ہے اور لوگوں کی خیر خواہی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر ان میں بھرا ہوا تھا، انہوں نے ہی ہم کو ہجرت کرائی، انہوں نے ہی ہم کو بغداد معلیٰ کا سفر کرایا، یہی ہیں وہ جنہوں نے ہم کو دیر میں قیام کرایا جب ہم بغداد سے واپس آ رہے تھے، انہوں نے ہماری شادی کرائی اور انہوں نے ہی دیر سے باہر گھر بنوا کر دیئے، بہت کم جنگوں سے پیچھے رہے ہوں گے ورنہ ہر جنگ میں شریک ہوتے تھے۔(۱۷۴)

الشیخ ابوعمر کی دعا سے جنگ میں فتح

"قال ابو عَبْد الله بْن راجح یَقُولُ :كَانَ لِنور الدّین أخ استعان بالفرنج عَلَی أخیه، ونور الدّین مریض، فجاء الفرنج، فخرجنا مَعَ الشیخ أبی عُمَر إِلی مغارة الدّم وقرأنا عشرة آلاف مرة قُلْ هُوَ الله أَحَدٌ و إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فی لَیْلَةِ الْقَدْرِ ودعونا، فجاء مطر عظیم عَلَی الفرنج أشغلهم بنفوسهم وردّوا.

ترجمہ:

ابوعبداللہ بن راجح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: نورالدین کا ایک بھائی تھا جو اپنے بھائی کے خلاف فرنگیوں کی مدد کرتا تھا اور ایک بار نورالدین بیمار ہو گیا ادھر فرنگی لشکر لے کر حملہ کرنے آ گئے، ہم حضرت الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مغارۃ الدم گئے وہاں جا کر دس ہزار بار سورۃ اخلاص کی تلاوت کی اور سورہ (انا انزلناہ فی لیلۃ القدر) کی تلاوت کی اور دعا کی اللہ تعالیٰ نے بارش بھیجی جو فرنگیوں پر پڑی جس سے ان کو اپنی جان کی پڑ گئی تو سارے وہاں سے بھاگ گئے۔(۱۷۵)

دل کی بات جان لی

قال الإمام أبا بَكْر عَبْد اللّهِ بْن الحَسَن بْن الحسن ابن النّحّاس :كَانَ والدی یحبّ الشیخ أبا عُمَر، فَقَالَ لی یوم جمعة :أَنَا أُصلّی الجمعة خلف الشیخ، ومذهبی أنّ بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِیمِ :من الفاتحة. ومذهبه أنّها لیست من الفاتحة، وأخاف أن یكون فی صلاتی نقص، فقلت لَهُ :الیوم قد ضاق الوقت، قال :فبعد هذا مضینا إِلی المسجد فوجدناه، فسَلّم عَلَی والدی وعانقه ثُمَّ قَالَ :یا أخی صلّ وانت طیّب القلب فإنّنی ما تركت بسم الله.

ترجمہ:

الشیخ ابوبکر عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن النحاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ میرے والد ماجد الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے، انہوں نے مجھے جمعہ کے دن فرمایا: میں نے جمعہ کی نماز الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے ادا کی اور میرا مذہب تھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جز ہے جبکہ الشیخ ابوعمر کا مذہب تھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جز نہیں ہے، میں پریشان ہو گیا کہ اب کیا بنے گا، میری نماز میں تو نقص ہوگا، اس کے بعد جب ہم مسجد گئے تو شیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے والد ماجد کو سلام کیا اور معانقہ کیا اور فرمایا: اے بھائی آپ خوش دلی کے ساتھ نماز ادا کریں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھوں گا۔(۱۷۶)

الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اساتذہ

قَالَ ابن أُختِه الحافظ ضياء الدّين مولده في سنة ثمانٍ وعشرين وخمسمائة بجمّاعيل، شاهدته بخطّ والده .سَمِعَ الكثير بدمشق من :والده، ومن أَبِي المكارم عَبد الواحد بن هلال، وأبي تميم سلمان بن علي الرحبيّ، وأبي الفهم عبد الرحمن ابن أَبِي العجائز الأزْديّ، وأبي نصر عَبد الرَّحيم بن عَبد الخالق اليُوسُفيّ، وخلْق يطول ذِكرهم .وبمصر من :عَبد اللَّه بْن بَرّيّ النّحويّ، وإسماعيل بْن قاسم الزّيّات، وغيرهما.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوعمر محمد بن احمد بن محمد ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں جان جناب ابوعمر ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۲۸ھ) میں جماعیل میں ہوئی۔ میں نے یہ ان کے والد ماجد کی تحریر سے پڑھا ہے۔

الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ ابوعمر بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت سے محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا ہے، ان میں ان کے والد ماجد، الشیخ ابوالمکارم عبدالواحد بن ہلال، ابوتمیم سلمان بن الرحبی، ابوالفہم عبدالرحمٰن بن ابوالعجائز الازدی، ابونصر عبدالرحیم بن عبدالخالق الیوسفی، اوران کے علاوہ اور بہت سے محدثین ہیں جن سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سماع کیا ہے۔ اور مصر میں الشیخ عبداللہ بن بری النحوی اور اسماعیل بن قاسم الزیات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے بھی حدیث شریف کا سماع کیا ہے۔(۱۷۷)

الشیخ ابوعمر ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

قلت :روى عَنْهُ :أخوه الشّيخ الموفّق، وولداه الشرف عَبد الله، والشمس عَبد الرَّحْمَن، والضّياء مُحمَّد، والزّكيّ عَبد العظيم، والشمس ابن خليل، والشّهاب القوصيّ، والزّين ابن عَبد الدّائم، والفخر عليّ .وآخرون.

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: الشیخ ابوعمر بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے

والوں میں الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ، ان کے دونوں نے بیٹے الشیخ الشرف عبداللہ بن محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ، اور الشیخ الشمس عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ، اور الشیخ الضیاء محمد، الزکی عبدالعظیم، الشمس بن خلیل، الشہاب القوصی، الزین بن عبدالدائم، الفخر علی اور ان کے علاوہ اور بھی محدثین ہیں جنہوں نے الشیخ الامام الزاہد الفقیہ ابو عمر بن محمد بن احمد بن محمد بن القدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث کا سماع بھی کیا اور روایت بھی کی۔(۱۷۸)

میں روزے نہیں چھوڑ سکتا

وحدّثني ولده عَبْد الله :أنَّهُ في آخر عمره سَردَ الصّوم، فلامه أهله، فَقَالَ :إنّما أصوم أغتنم أيّامي، لأنّي إنْ ضعفت، عجزت عَنِ الصّوم، وإنْ متّ، انقطع عملي .

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے ماموں زاد بھائی الشیخ الامام عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ الشیخ ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخری عمر میں بھی مسلسل روزے رکھے، گھر والوں نے ان کو منع کیا تو فرمانے لگے:

میں ان دنوں کو غنیمت جانتے ہوئے روزے رکھ رہا ہوں کیونکہ اگر میں کمزور ہو گیا اور روزے رکھنے سے عاجز ہو گیا تو میرا عمل منقطع ہو جائے گا۔(۱۷۹)

نیکی میں سبقت کرنے والے

وكان لا يكاد يسمع بجنازة إلّا حضرها قريبة أو بعيدة، ولا مريضا إلّا عاده، ولا يكاد يسمع بجهاد إلّا خرج فيه. وكان يقرأ في كلّ ليلة سُبعًا من القرآن مرتّلا في الصّلاة، ويقرأ في النّهار سُبعًا بين الظُّهر والعصر، وإذا صلّى الفجر وفرغ من الدّعاء والتّسبيح قرأ آياتِ الحرس وياسين والواقعة وتبارك، وكان قد كتب في ذَلِكَ كرّاسة وهي معلّقة في المحراب، ثُمَّ يُقرء ويلقّن إلى ارتفاع النّهار، ثُمَّ يُصلّي الضُّحى صلاة طويلة.

ترجمہ

الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی سنتے کہ کوئی فوت ہو گیا ہے وہ چاہے قریب ہوتا یا دور اس کے جنازے میں ضرور شرکت کرتے تھے، اور جہاں بھی جہاد کا سنتے اس میں ضرور حصہ لیتے تھے، ہر رات کو قرآن کریم کا ساتواں حصہ خوب ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور وہ بھی نماز میں، اور دن میں بھی اتنا ہی ظہر وعصر کے درمیاں پڑھا کرتے تھے، اور جب فجر کی نماز ادا کرتے اور دعا سے فارغ ہو جاتے تو آیات الحرس، یسین، سورت ملک اور سورت واقعہ پڑھا کرتے تھے، اور یہ وظائف پڑھا کرتے تھے ان کو انہوں نے ایک کاپی میں لکھا ہوا تھا اور اس کو محراب میں لٹکا رکھا تھا وہاں سے اتارتے اور پڑھ کر پھر وہیں رکھ دیتے تھے، پھر سورج بلند ہونے تک تلقین فرماتے تھے، پھر صلوۃ الضحی پڑھتے اور بہت زیادہ طویل پڑھتے تھے۔(۱۸۰)

ذوق عبادت

وسمعتُ ولدَه أبا مُحمَّد عَبْد الله يَقُولُ :كَانَ يسجد سجدتين طويلتين :إحداهما في اللّيل والأخرى في النّهار يُطيل فيهما السُّجود، ويُصلّي بعد أذان الظُّهر قبل سُنّتها في كلّ يومٍ ركعتين يقرأ في الأولى أول المؤمنين، وفي الثّانية آخر الفُرقان، وكان يُصلّي بين المغرب والعشاء أربع ركعات يقرأ فيهنّ السّجدة و ياسين و تبارك و الدّخان، ويُصلّي كلّ ليلة جمعة بين العشاء ين صلاة التّسبيح ويُطيلها، ويصلّي يوم الجمعة ركعتين بمائة قُلْ هُوَ الله أَحَدٌ وحكى ولده عَنْ أهله :أنّهُ كَانَ يُصلّي في كلّ يوم وليلة اثنتين وسبعين ركعة نافلة.

ترجمہ

الشیخ الضیاء المقدسی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابوعمر بن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کے بیٹے ابومحمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد روزانہ دو سجدے کرتے تھے اور بہت زیادہ طویل کیا کرتے تھے، ایک سجدہ رات میں اور ایک سجدہ دن میں کیا کرتے تھے۔ظہر کی نماز کے بعد اس کی سنتوں سے پہلے روزانہ دو رکعات ادا کیا کرتے پہلی رکعت میں سورت مومنین کی ابتدائی آیات اور دوسری رکعت میں سورت فرقان کی آخری آیات پڑھا کرتے تھے۔

اور مغرب وعشاء کے بیچ میں چار رکعات ادا کرتے تھے اور ان میں سورت سجدہ، سورت ملک، الدخان، یسین پڑھا کرتے تھے، اور ہر جمعہ کی رات مغرب وعشاء کے درمیان میں صلاۃ التسبیح اور بہت زیادہ طویل ادا کیا کرتے تھے، اور جمعۃ المبارک کو دو رکعات ادا کرتے وہ اس طرح کہ ہر رکعت میں سو بار سورت اخلاص پڑھا کرتے تھے، ان کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ روزانہ ۷۲ رکعات نفل ادا کیا کرتے تھے۔(۱۸۱)

ہر جمعہ کو صدقہ دیا کرتے تھے

وقال الضياء المقدسي رحمة الله تعالى عليه وسمعتُ آسية بنت مُحمّد ابنة بنته تَقُولُ :كَانَ سَيّدي لا يترك الغُسْلَ يوم الجمعة ولا يكاد يومئذ يخرج إلّا ومعه شيء يتصدّق بِهِ -رحمه الله تَعَالَى.

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخہ آسیہ بنت محمد جو الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نواسی تھیں سے سنا: وہ فرماتی تھیں کہ میرے سردار الشیخ الامام ابوعمر بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کبھی جمعہ کا غسل نہیں چھوڑا اور جب بھی جمعہ ادا کرنے کے لئے گھر سے روانہ ہوتے تو صدقہ ضرور دیا کرتے تھے۔اللہ تعالی کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بخشش ہو۔(۱۸۲)

مشکلات میں لوگوں کی مدد کرنے والے

قَالَ الضّياء . :وكان قد جمع الله لَهُ معرفةَ الفقه والفرائض والنّحو، مَعَ الزُّهْد والعمل وقضاء حوائج النّاس .وكان يَحمل هَمَّ الأهل والأصحاب، ومن سافر منهم يتفقّد أهاليهم، ويدعو للمسافرين، ويقوم

بمصالح النّاس، وكان النّاس يأتون إِلَيْهِ في الخصومات والقضايا، فيُصلح بينهم.

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے علم الفرائض ،نحو، کے ساتھ ساتھ زہد،عمل اور لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے کا ماوی بنادیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اہل وعیال اور اپنے اصحاب کے غم اٹھایا کرتے تھے ،اور جو کوئی ان میں سے سفر کرتا ان کے گھر والوں کی رکھوالی کرتے ،اور مسافروں کے لئے دعا کرتے ،اور لوگوں کی بہتری کے لئے کام کرتے ،اور لوگ ان کے پاس اپنے جھگڑے اور مسائل لیکر آتے تو آپ ان کے مسائل حل کرتے اور ان کی صلح بھی کروایا کرتے تھے۔(۱۸۳)

دینی درد وحمیت

سَمِعْتُ ولده أبا مُحمّد عَبْد الله يَقُولُ :إنّ الشيخ جاء ته امرأة، فشكت إِلَيْهِ أنّ أخاها حُبس، وأوذى، فسقط مغشِيًّا عَلَيْهِ .ولـمّا جرى للحافظ عَبْد الغنىّ مَعَ أهل البِدَع وفعلوا ما فعلوا، جاء ه الخبر، فخرّ مَغشِيًّا عَلَيْهِ، فلم يُفِقْ إلّا بعد ساعة، وذلك لرقّة قلبه وشدّة اهتمامه بالدّين وأهله.

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے بیٹے الشیخ ابومحمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ الشیخ ابوعمر بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا: کہ میرے بھائی کو کافروں نے قید کرلیا اور اس کو سخت ایذا دے رہے ہیں، یہ سنتے ہی الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غشی طاری ہوئی اور وہیں گر گئے ،اور جب الشیخ الامام الحافظ عبدالغنی المقدسی (یہ بھی حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) کو بدمذہبوں نے ظلم کا نشانہ بنایا جب ان کو خبر ملی تو بے ہوش ہوکر گر گئے اور ایک سال تک بیمار رہے، یہ ان کے دل کی نرمی اور دین اور اہل دین یعنی علماء کرام کے ساتھ قلبی محبت کی وجہ سے تھا۔(۱۸۴)

آج کہاں سے لائیں ایسے پیر ومشائخ جن کو دین اور اہل دین یعنی علماء کرام کا درد ہو اور ان کو جو دین کے معاملے میں مشکلات آتی ہیں ان کا مداوا کریں۔

ایثار کی اعلیٰ مثال

وسمعتُ ولده يَقُولُ :إنّه كَانَ يؤثر بما عنده لأقاربه وغيرهم، وكان كثيرا ما يتصدّق ببعض ثيابه، ويبقى مُعوزًا، ويكون بِجُبَّةٍ في الشّتاء بغير ثوب من تحتها يتصدّق بالتّحتانىّ، وكثيرا من وقته بلا سراويل .وكانت عمامته قطعة بطانة، فإذا احتاج أحد إِلى خرقة أو مات صغيرٌ قطع منها لَهُ، ويلبس الخشن، وينام عَلَى الحصير، وربّما تَصدّق بالشّيء وأهله محتاجون إِلَيْهِ أكثر ممّن أخذه .سَمِعْتُ والدتى تَقُولُ :مكثنا زمانا لا يأكل أهل الدّير إلّا من بيت أخى، تطبخ عمّتك ويأكل الرجال جميعا والنّساء جميعا.قَالَ :وكان إِذَا جاء شىء إِلى بيته، فرّقوه عَلَى الخاصّ والعامّ.

ترجمہ

فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے بیٹے سے سنا وہ فرماتے تھے کہ الشیخ ابو عمر ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا اس کو اپنے رشتہ داروں اور غیروں پر ایثار کر دیتے تھے، اور اس طرح بہت بار انہوں نے کیا کہ وہ اپنے کپڑے جو پہنے ہوتے تھے ان کو صدقہ کر دیا کرتے تھے، اور خود ان کے جسم کا کچھ حصہ بے لباس رہ جاتا تھا، اور گرمیوں میں صرف ایک جبہ پہنا ہوتا تھا اور بغیر کسی اور کپڑے کے رہتے تھے کیونکہ اپنے پاجامے وغیرہ بھی لوگوں کو دے دیا کرتے تھے، اور اپنا عمامہ بھی ٹکڑے کر کے بانٹ دیا کرتے تھے، اور کبھی کوئی بچہ فوت ہو جاتا تو اس کے کفن کے لئے اپنا عمامہ دے دیا کرتے تھے اور اکثر کھردرا لباس پہنا کرتے تھے، اور چٹائی پر سوتے تھے، اور بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ ان کے اہل خانہ کو ضرورت بھی ہوتی تب بھی وہ فقراء کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے سنا: ہم ایک عرصہ تک تیرے ماموں یعنی الشیخ ابو عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر رہے، اہل خانقاہ بھی کھانا تیرے ماموں کے گھر سے کھایا کرتے تھے اور سارے مرد اور ساری عورتیں وہیں سے کھانا کھاتی تھیں، اور تیری ممانی کھانا پکایا کرتی تھیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی چیز کہیں سے آ جاتی تو اسی وقت لوگوں میں بانٹ دی جاتی تھی۔ (۱۸۵)

نماز ادا کرتے رہے مگر بادشاہ کو نہ ملے

سَمِعْتُ أبا العَبَّاس أَحْمَد بْن يونس بْن حسن، قَالَ :كُنّا نزولا عَلَى بيت المقدس مَعَ الشّيخ أَبِي عُمَر وقتَ حصار المسلمين لها مَعَ صلاح الدّين، وكان لنا خيمة، وكان الشيخ أَبُو عُمَر قد مضى إِلَى موضع، وجعل يُصلّي فيها في يومٍ حارّ .فجاء المَلِك العادل فنزل في خيمتنا، وسأل عَنِ الشيخ، فمضينا إِلَى الشيخ وعَرَّفناه، فَقَالَ :أيشٍ أعمل بِهِ؟ اولم يجيء إِلَيْهِ فمضى إِلَيْهِ عُمَر بْن أَبِي بَكْر وألحَّ عَلَيْهِ، فما جاء، وأطال العادل القعودَ، قَالَ :فرجعت إِلَى الشيخ، فَقَالَ :أَنْزَل لَهُ شيئا، قَالَ :فوضعت لَهُ ولأصحابه أقراصا كانت معنا، فأكلوا وقعدوا زمانا ولم يترك الشيخ صلاته، ولا جاء .

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے الشیخ الامام ابو العباس احمد بن یونس بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا انہوں نے کہا: ہم بیت المقدس میں الشیخ ابو عمر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ان کے خیمہ میں تھے جس وقت اہل اسلام نے فلسطین کا محاصرہ کر رکھا تھا، تب الشیخ ابو عمر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھے اور سخت گرمی میں دور جا کر نماز شروع کر دی، اتنے میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئے اور انہوں نے الشیخ ابو عمر القدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق سوال کیا تو ہم شیخ کے پاس گئے اور جا کر ان کو بتایا کہ سلطان ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے خیمہ میں آپ کو ملنے آئے ہوئے ہیں۔ الشیخ ابو عمر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے کیا کام اس سے؟ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملنے نہ آئے، پھر الشیخ عمر بن ابو بکر گئے اور بہت جا کر منت سماجت کی مگر پھر بھی نہ آئے۔ ادھر سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیٹھے ہوئے بہت دیر ہو گئی تھی، پھر میں گیا مگر اس بار بھی نہ آئے۔ پھر ہمارے پاس روٹی کے ٹکڑے تھے وہ ہم نے ان کے لئے اور ان کے ساتھیوں کے لئے نکالے اور ان کے سامنے رکھ دیئے اور وہ کھانے لگے

مگر شیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز نہ چھوڑی اور نہ ہی ملنے آئے۔(١٨٦)

قبر میں رہ کر لقمہ دیا

وسمعت مُحمَّد بْن طَرْخان بْن أَبِي الحَسَن الدّمشقيّ ومسعود بْن أَبِي بَكْر المقدسيّ، أنّ عَبْد الوليّ بْن مُحمَّد حدّثهم :أنّهُ كَانَ يقرأ عند قبر الشيخ أبي عمر سورة البقرة، وكان وحده، فبلغ إلى بَقَرَةٌ لا فارِضٌ وَلا بِكْرٌ قال :فقلت :لا ذَلُولٌ يعني غلط، قَالَ :فَرَدّ عليَّ الشيخ أَبُو عُمَر من القبر، قَالَ :فخففتُ وفزعتُ وارتعدتُ وقمت .وهذا لفظ حكاية مُحمَّد بْن طَرْخان عن ولده عبد الوليّ .قَالَ والده :وبقي بعد ذَلِكَ أياما ثُمَّ مات .وهذه الحكاية مشتهرة.

ترجمہ

الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ لا امام محمد بن طرخان بن ابوالحسن الدمشقی اور مسعود بن ابوبکر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے سناوہ فرماتے تھے کہ الشیخ عبدالولی بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو بیان کیا کہ وہ الشیخ ابوعمر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر سورۃ بقرہ شریف پڑھ رہے تھے کہ جب انہوں نے لا فارض ولا بکر پڑھا تو آگے بھول کر انہوں نے لا ذلول پڑھ دیا جو کہ غلط تھا تو قبر انور سے الشیخ ابوعمر بن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو لقمہ دیا فرماتے ہیں کہ میں بہت زیادہ گھبرا گیا اور مجھ پر رعشہ طاری ہو گیا اور میں وہاں سے اٹھ کر گھر آ گیا، الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد اس کے بعد بیمار ہو گئے کچھ ہی دنوں کے بعد ان کا وصال ہو گیا۔(١٨٧)

الشیخ ابوعمر ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مدرسہ

قلت :وله آثار حميدة، منها مدرسته بالجبل وهي وقف عَلَى القرآن والفقه، وقد حفظ فيها القرآن أمم لا يحصيهم إلّا الله.

ترجمہ

میں نے کہا: الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت سی نشانیاں چھوڑی ہیں جن میں ایک مدرسہ جو جبل میں تھا، یہ انہوں نے وقف کیا تعلیم قرآن کریم اور فقہ کی تعلیم کے لئے۔ اس میں اتنے لوگوں نے قرآن کریم حفظ کیا کہ جن کا شمار سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا۔(١٨٨)

رعب و دبدبہ بادشاہ و عوام پر کیسے تھا؟

كَانَ أَبُو عُمَر -رحمه الله -لا يكاد يسمع بشيء لا يجوز قد عُمِلَ إلّا اجتهد في تغييره، وإنْ كَانَ بعض الملوك قد فعله، كتب إِلَيْهِ، حتّى سمعنا عَنْ بعض ملوك الشام قَالَ :هذا الشيخ شريكي في ملكي .أو كما قَالَ.

وكان لَهُ هيبة عظيمة حتّى إنْ كَانَ أحدنا ليشتهي أن يسأله عَنْ شيء فما يَجسُر أن يسأله، وإذا دخل المسجد، سكتوا وخفضوا أصواتهم، وإذا عَبَر في طريق والصّبيان يلعبون هربوا، وإذا أَمَرَ بشيء لا يجسر أحد أن يخالفه.

ترجمہ

الشیخ ابوعمر بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب بھی اطلاع ملتی کہ کوئی شخص ناجائز کام کر رہا ہے تو اس کو روکنے کی از حد کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ایک کو منع کرتے وہ کام کرنے والا بادشاہ ہی کیوں نہ ہوتا، بادشاہوں کو بھی غلط کام کرنے پر خط لکھ دیتے تھے۔ شام کے حکمران نے یہاں تک کہا کہ الشیخ ابوعمر بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری حکومت میں برابر کے شریک ہیں۔

الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت زیادہ ہیبت تھی یہاں تک کہ ہمیں کبھی خواہش ہوتی کہ کوئی بات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھ لیں تو ہم سے کسی کو یہ جرات نہ ہوتی تھی کہ ان کے سامنے لب ہی کھول لیں۔ جب الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد شریف میں داخل ہوتے تو کسی کو ہمت نہ ہوتی کہ بول جائے، ان کے داخل ہوتے ہی سب خاموش ہو جاتے تھے، اور جب گلی سے گزرتے تو جتنے بچے کھیل رہے ہوتے تھے سب بھاگ جاتے، اور جب بھی کسی کام کا حکم کرتے تو کسی کو ہمت نہ ہوتی کہ ان کی مخالفت کر جائے۔ (۱۸۹)

ایسا شیخ کہاں سے تلاش کریں؟

سَمِعْتُ أبا إسْحَاق إبْرَاهيم بْن مُحَمَّد بْن الأزهر يَقُولُ: ما رايتُ احدا قطّ لَيْس عنده تكلُّف غير الشيخ أبِي عُمَر. سَمِعْتُ شيخنا أبا إسْحَاق إبْرَاهيم بْن عَبْد الواحد، قَالَ: سَمِعْتُ أخي الحافظ يَقُولُ: نحن إذَا جاء إنسان اشتغلنا بِهِ عَنْ عملنا، وأمّا خالي أبُو عُمَر فيه للدّنيا وللآخرة يخالط النّاس وهو في أوراده لا يخليها. سَمِعْتُ أبا أحْمَد عَبْد الهادي بْن يوسف يَقُولُ: كَانَ الشيخ أبُو عُمَر يقرأ بعضَ اللّيالي فربّما غشي عَلَى بعض النّاس من قراءته. وأمّا خُطَبه، فكان إذا خطب ترِقّ القلوبُ، ويبكي بعض النّاس بكاء كثيرا، وكان ربّما أنشأ الخطبة وخطب بها. وكان يُسَمّعنا ويقرأ لنا قراءة سريعة من غير لحن. وكتب الكثيرَ بخطّه المليح من المصاحف والكتب مثل الحِلْيَة لأبي نعيم، و الإبانة لابن بطّة، و تفسير البغويّ، و المغني لأخيه.

ترجمہ

الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابواسحاق ابن ابراہیم بن محمد ابن الازہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: کہ الشیخ ابوعمر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کبھی تکلف کرتے نہیں دیکھا۔ میں نے الشیخ ابواسحاق بن ابراہیم بن عبدالواحد رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے بھائی الحافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ کہتے ہیں: جب بھی ہمارے پاس کوئی شخص آجائے تو ہم سے ہمارا کام ترک ہو جاتا ہے بہرحال ہمارے ماموں الشیخ الامام ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جتنے بھی لوگ آجاتے ان کے نہ دنیوی کام ترک ہوتے اور نہ ہی اخروی کام رکتے تھے۔ میں نے الشیخ ابواحمد عبدالہادی بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب رات کو قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تو جو لوگ سنتے وہ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ جب الشیخ ابوعمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خطبہ دیا کرتے تو لوگوں کے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی تھی، اور بہت سے لوگ رونا شروع کر دیتے تھے، قرآن کریم بغیر لحن کے پڑھا کرتے تھے۔ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہاتھ سے بہت سی کتب لکھیں جن میں قرآن کریم کی کتابت، اور حلیۃ الاولیاء امام ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اور ابن بطہ کی الابانہ اور تفسیر بغوی اور اپنے بھائی الشیخ ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی المغنی کی کتابت بھی خود کی۔ (۱۹۰)

الشیخ الامام دلف بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن التبان

رحمۃ اللہ تعالی علیہ

جو کہ فقیہ بھی ہیں اور محدث بھی اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں

الشیخ الامام دلف بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن التبان

دلف بن عبد الله بن مُحَمَّد بن عمر بن التبَّان أَبُو الْخَير الْفَقِيه الْبَغْدَادِيّ صحب عبد الْقَادِر الجيلي وَسمع سنة أَرْبَعِينَ وَخمْس وَمِائَة من الْحَافِظ ابْن نَاصِر وَسعد الْخَيْر بن مُحَمَّد الْأَنْصَارِيّ وَعبد الصبور بن عبد السَّلَام وَغَيرهم ودخل خُرَاسَان وَأَقَام فِي نيسابور يقْرَأ على مُحَمَّد بن يحيى وَيسمع من عبد الله بن مُحَمَّد الفراوي وَدخل خوارزم وسمرقند وَسمع بهَا مُحَمَّد بن نصر بن مَنْصُور الْمَدِينِيّ ومحمود بن عَليّ النَّسَفِي وحدث هُنَاكَ وروى عَنهُ أَبُو المظفر ابْن السَّمْعَانِيّ فِي مشيخته وَأَبُو بكر الفرغاني خطب سَمَرْقَنْد.

ترجمہ

الشیخ الامام دلف بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن التبان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کنیت ابوالخیر ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ الفقیہ البغدادی کے نام سے مشہور ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ الامام سلطان الاولیاء عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور سنہ (۵۴۰ھ) میں الشیخ الامام الحافظ ابن ناصر اور سعد الخیر بن محمد الانصاری اور عبدالصبور رحمۃ اللہ تعالی علیہم سے حدیث شریف کا سماع کیا۔اور پھر خراسان آئے اور یہاں نیشاپور میں قیام کیا اور محمد بن یحیی پر حدیث شریف پڑھی، اور عبداللہ محمد الفراء سے بھی حدیث کا سماع کیا۔اور پھر خوارزم اور سمرقند آ گئے اور یہاں الشیخ الامام محمد بن نصر بن منصور المدینی محمود بن علی النسفی سے حدیث کا سماع کیا، اور یہاں حدیث شریف بیان بھی کی، ان سے روایت کرنے والوں میں الشیخ ابوالمظفر السمعانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں جنہوں نے اپنی مشیخہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایات لی ہیں اور ابوبکر الفرغانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی آپ سے احادیث شریفہ روایت کیں یہ سمرقند میں خطیب تھے۔(۱۹۱)

حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ سے علم فقہ حاصل کیا

دلف بن عبد الله بن مُحَمَّد بن عبد الله بن عمر بن التبَّان الأزجي الْفَقِيه أَبُو الْخَير سمع من ابْن نَاصِر وَسعد الْخَيْر وَغَيرهم وصحب الشَّيْخ عبد الْقَادِر وتفقه عَلَيْهِ ثمَّ خرج من بَغْدَاد وَدخل خُرَاسَان وَأقَام بنيسابور فَقَرَأَ على مُحَمَّد بن يحيى الْفَقِيه روى عَنهُ أَبُو المظفر ابْن السمعاني وَأَبُو بكر الفرغاني خطيب سَمَرْقَنْد وَذكر أَنه سمع مِنْهُمَا فِي صفر سنة سبع وَسبعين وَخَمْسمِائة.

ترجمہ

الشیخ الامام دلف بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن التبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الازجی الفقیہ ابوالخیر نے الشیخ ابن ناصر اور سعد الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سماع کیا، اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور انہیں سے علم فقہ پڑھا، پھر یہاں سے رخصت ہوئے اور خراسان آگئے اور نیشاپور میں قیام کیا، الشیخ الامام محمد بن یحییٰ الفقیہ سے بھی پڑھا، اور ان سے الشیخ الامام ابوالمظفر اور ابوبکر الفرغانی جو کہ سمرقند کے خطیب تھے نے بھی آپ سے حدیث شریف روایت کی۔ (۱۹۲)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ایک حدیث شریف

دلف بْن عَبْد اللّٰه بْن مُحَمَّد بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بن التبان البغدادی ورد قزوین وسمع بها أبا سليمان أحمد بْن حسنويه الزبيری فی الإرشاد الخليل الحافظ ثَنَا جَدِّی وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاق الْكِيسَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَحْمَد بن عبد الله ابن مُحَمَّدٍ ثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيُّ ثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبِي ثَنَا أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ " :سَبُّ أَوْ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فِسْقٌ أَوْ قَالَ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

ترجمہ سند حدیث

دلف بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن التبان البغدادی قزوین آئے اور یہاں آ کر ابوسلیمان احمد بن حسنویہ الزبیری سے سماع کیا، ہمیں میرے دادا نے اور محمد بن اسحاق الکیسانی نے یہ حدیث بیان کی، ان دونوں نے کہا: ہمیں احمد بن عبداللہ بن محمد نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں ابوحفص عمر بن علی الصیرفی نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں معمر بن سلیمان نے یہ حدیث بیان کی، میں نے اپنے والد ماجد سے یہ حدیث شریف سنی، ہمیں ابوعمر الشیبانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کی۔

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔ (۱۹۳)

الشیخ الامام المحدث الفقیہ نصر بن ابوالفرج محمد بن علی البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام کعبہ رہے اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔

الفقیہ نصر بن ابوالفرج محمد بن علی البغدادی الحنبلی

نصر بْن أَبِي الفَرَج مُحَمَّد بْن عَلِيّ بْن أَبِي الفَرَج .الحَافِظ المُسْند أَبُو الفتوح، بُرهان الدِّين البَغْدَادِيّ، الحَنْبَلِيّ، المُقْرِء، المعروف بابن الحُصَرِيّ، نزيلُ مَكَّة، وإمام الحطيم .قرأ بالروايات عَلَى أبي الكرم

المبارک ابن الشَّهْرَزُورِی، وغيره وأقرأ بالروايات وَكَانَ إسناده فيها عاليا إلى الغاية .وَسَمِعَ من :أبی بَكر محمد ابن الزَّاغونیّ، وَأَبِی الوَقْت، والشريف أَبِی طَالِب مُحَمَّد بن مُحَمَّد العَلَوِیّ، وَمُحَمَّد بن أَحْمَد التُّرَيْكِیّ، وأبی محمد محمد بن أحمد ابن المادح، وهبة الله ابن الشِّبْلِی، وهبة اللّٰه بن هِلال الدَّقَّاق، وابن البَطِّی، وَالشَّيخ عَبْد القادر الجِّيلِیّ، وَأَبِی زُرْعَة، وَأَبِی بَكر بن النَّقُور، وخلقٍ كثير.

ترجمہ

الشیخ الامام نصر بن ابوالفرج محمد بن علی بن ابوالفرج جو کہ الحافظ المسند ابوالفتوح برہان الدین البغدادی الحنبلی المقرء جو ابن الحصری کے نام سے معروف ہیں، مکہ مکرمہ میں رہنے والے کعبہ کے امام جو حطیم میں کھڑے ہو کر نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ابوالکرم المبارک ابن الشہر زوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے قرآن کریم روایات کے ساتھ پڑھا ان کی اسناد بہت ہی عالی ہے۔ اور انہوں نے حدیث کا سماع الشیخ ابوبکر محمد بن الزاغونی، ابوالوقت، الشریف ابوطالب محمد بن محمد العلوی، محمد بن احمد التریکی، ابومحمد بن احمد بن المادح، ہبۃ اللہ ابن الشبلی، ہبۃ اللہ بن ہلال الدقاق، الشیخ ابن البطی، الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ، ابوزرعہ اور ابوبکر بن النقور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ (۱۹۴)

بیت اللہ کی مجاورت اور ولادت ووفات

.وجاور بمَكَّة زيادة عَلَى عشرين سنة .وَحدَّث ببَغْدَاد وَمَكَّة .وَكَانَ كثير العبادة .ولم يزل مُقيمًا بمَكَّة إلى أن خرج منها إلى اليمن، فأدركه أجله بالمَهْجَم فی المحرّم، وَقِيلَ فی ربيع الآخر، من هَذَا العام، وَقِيلَ :فی ذی القِعْدَة سنة ثمان عشرة واللّٰه أعلم .ومولده فی رمضان سنة ستٍّ وثلاثين وخمسمائة .
وَقَالَ الدُّبَيْثِی (كَانَ ذا معرفة بهذا الشأن .خرج إلى مَكَّة سنة ثمانٍ وتسعين فاستوطنها .وأمّ الحنابلة .
قرأت عليه، ونعم الشيخ كان عبادة، وثقة .وخرج عن مَكَّة سنة ثمان عشرة، فَبَلَغنا أَنَّهُ تُوفِّی ببلد المَهْجَم فی ذی القِعْدَة من السنة .وَقَالَ الضِّيَاء :فی المحرّم من سنة تسع عشرة تُوفِّی شيخُنا الحَافِظ الإِمَام أَبُو الفتوح إمام الحَرم بالمَهْجَم.

ترجمہ

الشیخ الامام نصر بن ابوالفرج الحنبلی البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکہ میں مکرمہ میں بیس سال سے زائد گزارے، اور مکہ مکرمہ اور بغداد معلیٰ میں انہوں نے حدیث شریف بیان کی۔ بہت زیادہ عبادت کرنے والے، اور ہمیشہ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے صرف ایک بار مکہ مکرمہ سے باہر نکلے جب یمن گئے اور وہیں پر ہی ان کی وفات ہوئی، ایک قول کے مطابق محرم الحرام کا مہینہ تھا اور ایک قول یہ ہے کہ ربیع الثانی کا مہینہ تھا اور ایک قول یہ ہے کہ ذوالقعدہ میں سنہ (۶۱۸ ھ) میں ان کی وفات ہوئی۔ الشیخ الامام نصر بن ابوالفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت رمضان المبارک سنہ (۵۳۶ ھ) میں ہوئی۔ الشیخ الامام الدبیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ نصر بن ابوالفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب معرفت تھے، سنہ (۵۹۸ ھ) میں مکہ مکرمہ آئے اور مکہ مکرمہ کو ہی اپنا وطن بنالیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ مکرمہ میں امام الحنابلہ بن گئے (یاد رہے اس وقت مکہ مکرمہ میں کعبہ مشرفہ میں چار مصلے بچھائے جاتے تھے اور وہاں چار ہی امام ہوتے تھے اور ہر

ایک مذہب والے یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی اپنے اپنے امام کے پیچھے اور اپنے اپنے وقت پر نماز ادا کرتے تھے) تو اس وقت الشیخ نصر ابن ابوالفرج رحمۃ اللہ تعالی علیہ حنابلہ کے امام مقرر ہوئے۔ میں نے ان سے پڑھا۔ شیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے، شیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ عندالمحدثین ثقہ تھے، مکہ مکرمہ سے نکلے تو سنہ (۶۱۸ ھ) تھا، ہمیں یہ بات پہنچی کہ الشیخ رحمہ اللہ تعالی نے المجم جو یمن کا ایک شہر ہے میں ذوالقعدہ میں اسی سال ہی وفات پائی۔ الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: کہ سنہ (۶۱۹) میں ہمارے استاد ابوالفتوح جو کہ امام الحرم تھے کا المجم میں وصال ہوا۔ (۱۹۵)

الشیخ الامام نصر بن ابوالفرج رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد

قُلْتُ :رَوَى عَنـهُ الـضِّيَـاء، والبِـرْزَالِيّ، وابنُ خليل، وأحمد بن عَبْد النَّاصر اليَمَنى، والمُفتى سُلَيْمَان بن خليـل العَسْقَلانِيّ، وتاج الدّين عليّ بن أَحْمَد القَسْطَلانيّ، وشهاب الدّين القُوصِيّ -وَمُحَمَّد بن عَبْد اللّه بن مُقبل الْمَكّيّ، ورضيّ الدّين الحَسَن بن مُحَمَّد الصَّغَانِيّ اللُّغَوِيّ، ونجيبُ الدّين المقداد القَيْسِيّ، وآخرون.

ترجمہ

الشیخ الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: الشیخ نصر بن ابوالفرج رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے الشیخ الضیاء المقدسی، البرزالی، ابن الخلیل، احمد بن عبدالناصر الیمنی، المفتی سلیمان بن خلیل العسقلانی، تاج الدین علی بن احمد القسطلانی، شہاب الدین القوصی، محمد بن عبداللہ بن مقبل المکی، رضی الدین الحسن بن محمد الصغانی اللغوی، نجیب الدین المقداد القیسی اوران کے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین نے ان سے حدیث مبارکہ روایت کی۔ (۱۹۶)

الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ محدثین کی نظر میں

وذكره ابن نُقْطَة، فَقَالَ : أَمَّا شيخنا أَبُو الفتوح، فحافظٌ، ثقةٌ، كثيرُ السَّماع، ضابطٌ، مُتقن.وَقَالَ ابن النَّجّار : كَانَ حافظًا، حُجَّة، نبيلاً، جمّ العِلم، كثيرَ المحفوظ، من أعلام الدِّين وأئمة المسلمين، كثير العبادة والتَّهجُّد، والتّلاوة، والصّيام، رحمه اللّه.

ترجمہ

الشیخ ابن نقطہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے شیخ ابوالفتوح رحمۃ اللہ تعالی علیہ حافظ، ثقہ، کثیر السماع، صاحب الضبط والاتقان تھے۔ الشیخ المورخ ابن النجار رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: الشیخ ابوالفتوح رحمۃ اللہ تعالی علیہ، حافظ، ثقہ، حجۃ، جم العلم (بہت زیادہ علم رکھنے والے) کثیر المحفوظ (بہت زیادہ حافظہ والے) مسلمانوں کے اماموں میں سے تھے، بہت زیادہ عبادت کرتے اور تہجد گزار اور بہت زیادہ تلاوت قرآن کرنے والے، اور بہت زیادہ کثرت سے روزے رکھنے والے تھے۔ (۱۹۷)

الشیخ نصر بن ابوالفرج سے مروی ایک حدیث

أخبرنا المقداد إجازة أنا نصر بن محمد الحافظ أنا أبو طالب العلوى أنا أبو على التسترى أنا أبو عمر الهاشمى أنا أبو على اللؤلؤى ثنا أبو داود ثنا محمد بن كثير ثنا همام عن على بن زيد عن أم محمد عن

عائشة أن النبي -صلى الله عليه وآله وسلم -كان لا يرقد من ليل ولا نهار فيستيقظ إلا يتسوك قبل أن يتوضأ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں المقداد نے اجازتاً خبر دی کہ ہمیں نصر بن محمد بن الحافظ نے خبر دی، ہمیں ابو طالب العلوی نے خبر دی، ہمیں ابو علی التستری نے خبر دی، ہمیں ابو عمر الہاشمی نے خبر دی، ہمیں ابو علی الولو نے خبر دی، ہمیں ابوداؤد نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں محمد بن کثیر نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ہمام نے علی بن زید سے انہوں نے ام محمد سے انہوں نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں۔

ترجمہ متن حدیث

رات ہوتی یا دن ہوتا جب بھی رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو وضو سے بھی پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔(۱۹۸)

الشیخ الامام الفقیہ القاضی المحدث المفتی حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے اور آپ کو الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے دعا دی تھی جو بعد میں پوری ہوئی۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بہت ہی اچھے تعلقات تھے اور سلطان شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو حران کا قاضی بنایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مسائل دریافت کرتے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے تھے

الشیخ الامام الفقیہ حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حامد بن محمود الحراني الذي صحب عبد القادر ودرس عليه، وعندما انتهى من الدراسة ذهب إلى دمشق حيث اتصل بنور الدين فولاّه التدريس والقضاء والمظالم في حران ويذكر ابن رجب أنه "رحل إلى بغداد ونزل بمدرسة الشيخ عبد القادر وجاء إلى دمشق في حوائج إلى نور الدين.

ترجمہ

الشیخ الامام حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ سے علم دین پڑھا، پڑھنے کے بعد یہاں سے دمشق چلے گئے، پھر وہاں سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ان کے تعلقات استوار ہو گئے۔سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حران میں تدریس کے فرائض سونپ دیئے اور حران کے قاضی بنا دیئے گئے۔الشیخ الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام حامد بن محمود

الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بغداد معلی میں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر علم دین پڑھ کر دمشق چلے گئے اور سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس چلے گئے۔(۱۹۹)

الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری

الشیخ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

الخطيب الفقيه الزاهد، أبُو الفضل، المعروف بابن أبى الحجر، ويلقب تقى الدين، شيخ حران وخطيبها، ومفتيها ومدرسها :ولد سنة ثلاث عشرة وخمسمائة بحران، فيما قرأته بخط الإمام أبى العباس ابن تيمية، وذكر أنه نقله من خط أحمد بن سلامة بن النجار الحرانى الزاهد .ورحل إلى بغداد، وسمع بها من عبد الوهاب الأنماطى الحافظ، ويحيى بن حبيش الفارقى، وعمر بن عبد الله بن على الحربى وغيرهم، وتفقه بها، وبرع وناظر، ولقى بها الشيخ عبد القادر، ولازمه، فرآه الشيخ يوما يمشى على سجادته، على بساط للشيخ، فقال له الشيخ عبد القادر :كأنى بك، وقد دست على بساط السلطان .كذا ذكره أبُو عبد الله بن حمدان الفقيه.

ترجمہ

الشیخ الخطیب الفقیہ الزاہد ابو الفضل المعروف ابن ابی الحجر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا لقب تقی الدین ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حران کے شیخ وخطیب اور مفتی تھے، اور وہیں پر ہی تدریس فرماتے رہے، ان کی ولادت باسعادت سنہ (۵۱۳ھ) میں حران میں ہوئی۔

امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابو العباس بن تیمیہ کی تحریر میں پڑھا ہے کہ انہوں نے الشیخ احمد بن سلامہ بن النجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ الحرانی جو کہ زاہد تھے سے نقل کیا ہے کہ الشیخ الامام الفقیہ حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بغداد معلی کا سفر کیا، اور وہاں الشیخ عبدالوہاب الانماطی، یحیی بن حبیش الفارقی، عمر بن عبداللہ بن علی الحربی سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ اور علم فقہ حاصل کیا، اور اس میں مہارت حاصل کی اور مناظرہ بھی کرتے تھے۔ یہیں پر ہی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاقات ہوئی اور ان کی صحبت میں رہنے لگے۔ ایک دن الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی الحنبلی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ الشیخ الفقیہ الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے سجادہ پر چل رہے ہیں جو شیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے بچھایا گیا تھا تو الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں تم بادشاہوں کے ساتھ ان کے تخت پر بھی بیٹھو گے، ایسا ہی الشیخ ابو عبداللہ بن حمدان الفقیہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نقل کیا ہے۔(۲۰۰)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی

وقال ناصح الدين بن الحنبلى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :حدثنى ولده إلياس -يعنى :ولد أبى الفضل حامد -قَالَ: خرج والدى مع الشيخ عبد القادر فى زيارة، وكان معه جماعة، وانفرد والدى عنه، ورفع ثوبه على قصبة، فقال الشيخ عبد القادر :من هذا .فقالوا :الفقيه حامد الحرانى، فقال :هذا يكون له تعلق بالملوك، وكان كما قَالَ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ ناصح الدین بن الحنبلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا. مجھے الشیخ الامام حامد بن محمود الحرانی کے بیٹے الیاس بن حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد ماجد الشیخ الامام حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیارت کے لئے گئے تو ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے کہ راستہ میں میرے والد ماجد تنہا رہ گئے تو جب پیچھے سے ان کے ساتھ آکر ملے تو اس وقت میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے لکڑی کے ساتھ اپنے کپڑے باندھے ہوئے تھے، الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے جب میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھا تو فرمایا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضور! یہ الفقیہ حامد بن محمود الحرانی ہیں، تو الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کا بادشاہوں کے ساتھ بہت زیادہ تعلق ہوگا۔ (۲۰۱)

اس سے ثابت ہوا کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ مزارات و مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے اور نہ صرف تنہا بلکہ اپنے احباب کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر نقل کریں گے کہ الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور اسی طرح دوسرے صوفیاء کرام کے مزارات کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔

محدثین کی نظر میں

وذكره ابن الجوزي في تاريخه، فقال :صديقنا .قدم بغداد .وتفقه وناظر، وعاد إلى حران، وأفتى، ودرس .وكان ورعا، وذكر ابن القطيعي في تاريخه نحوا من ذلك، وقال :كان تاليا للقرآن، كتبت عنه .وكان ثقة.

ترجمہ

الشیخ الامام محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دوست الشیخ الامام حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بغداد معلیٰ آئے اور علم فقہ پڑھا، مناظرہ کیا، اور پھر حران واپس آگئے، اور یہاں آکر انہوں نے تدریس فرمائی اور فتوی دیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ صاحب تقوی تھے۔

ابن القطیعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی تاریخ میں فرمایا: الشیخ حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے، میں نے بھی ان سے احادیث شریفہ نقل کی ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ثقہ تھے۔ (۲۰۲)

نور الدین شہید زنگی اور الشیخ الامام حامد بن محمود الحرانی

وقال الشيخ ناصح الدين بن الحنبلي :كان شيخ حران في وقته .بنى نور الدين محمود المدرسة في حران لأجله، ودفعها إليه، ودرس بها، وتولى عمارة جامع حران، فما قصر فيه، قيل :إنه راح إلى الروم. وكان نور الدين محمود، يقبل عليه، وله فيه حسن ظن.

ترجمہ

الشیخ الامام ناصح الدین بن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے وقت میں حران کے شیخ تھے۔ سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حران میں ایک جامعہ تعمیر کیا اور وہ الشیخ حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سپرد کر دیا، اور یہیں پر ہی الشیخ الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تدریس وافتاء کا کام شروع فرما دیا، اور جامع حران کی تعمیر کا متولی بھی آپ کو بنا دیا گیا۔ الشیخ الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روم کا بھی سفر کیا، اور سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان کی طرف بڑا جھکاؤ رکھتے تھے اور نہایت حسن ظن رکھتے تھے۔ (۲۰۳)

عہد قضا قبول کرنے کی شرائط اور ان کا اپنا انصاف

وقال ابن حمدان: كان شيخ حران، وخطيبها ومدرسها، ولأجله بنيت المدرسة النورية بحران. وله ديوان خطب. وقيل: إن أكثرها كان يرتجلها إذا صعد إلى المنبر، فلما ولاه السلطان نور الدين الشهيد، قال: بشرط أن تترك المظالم والضمانات، وتورث ذوي الأرحام فأجابه إلى ذلك. وكان ولده الفقيه إلياس إذا غاب عن المدرسة يوما، لا يعطيه خبزه، ويقول: هو كالمستأجر.

قال: ولم يأخذ على نظره في الجامع، وأوقافه شيئا، حتى إن غلامه اشترى تجارة كما اشتراه العوام

ترجمہ

الشیخ ابن حمدان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لئے جامع مسجد بھی تعمیر کی تھی اور یہیں وہ خطبہ دیا کرتے تھے، جب سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کو یہاں کا والی مقرر کیا تو انہوں نے شرائط پیش کیں وہ یہ کہ کسی پر ظلم نہیں ہوگا، ٹیکس نہیں لیں گے، اور ذوی الارحام کو وارث بنایا جائے گا تو سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سب شرائط کو قبول کیا۔

جب الشیخ حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بیٹا الفقیہ الشیخ الیاس رحمۃ اللہ تعالی علیہ مدرسہ سے کسی دن چھٹی کر لیتے تو اس دن شیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان کو روٹی نہ دیا کرتے، فرماتے تھے یہ مزدور ہے اگر مزدوری کرے گا تو اجرت پائے گا۔ جامع کی جو دیکھ بھال کرتے تھے اس کے عوض میں کوئی چیز نہ لیتے اور نہ ہی اوقاف سے کچھ لیتے تھے یہاں تک کہ ان کا غلام باہر سے خرید کر لاتا تھا جس طرح دوسری عوام خریدتے تھے۔ (۲۰۴)

اس سے اندازہ لگائیں کہ وہ کیسے عظیم لوگ تھے کہ حکمران کہتے تھے کہ عہدہ لے لو وہ کہتے ہماری شرائط ہیں اگر پوری کرو تو لے لیتے ہیں وگرنہ اپنا کام کرو۔ مگر سارا نظام بدل کر رہ گیا حکمران شرائط بتاتے ہیں کہ اور یہ لوگ ان کی ہر ہر شرط پر آمین کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ بھی بات قابل غور ہے کہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بیٹا اگر جامعہ سے چھٹی کرے تو اس دن روٹی بھی نہ ملے اور یہاں سکول کا ماسٹر چھے چھے ماہ سکول نہ آئے اور تنخواہ بھی وصول کرلے، جب ایسے استاد ہوں گے تو طلبہ کی تربیت بھی تو ایسی ہی ہوگی۔

الشیخ رحمہ اللہ تعالی کے شاگرد اور وفات شریف

قلت: أخذ عنه العلم جماعة من أهل حران، منهم: الخطيب فخر الدين ابن تيمية، وأبو الفتح نصر الله بن عبدوس، وغيرهما. وسمع منه الحديث بحران جماعة من الطلبة والرحالين، منهم: أبو المحاسن

عمر بن علی القرشی الدمشقی، ، وأبو الحسن بن القطیعی. وروی عنه فی تاریخه، وقال :توفی لسبع خلون من شوال سنة سبعین وخمسمائة بحران

ترجمہ

الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت سے لوگوں نے علم دین حاصل کیا، ان میں الخطیب فخر الدین ابن تیمیہ، ابوالفتح نصر اللہ بن عبدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

اوران سے حدیث شریف کا سماع کرنے والوں میں الشیخ الامام ابوالمحاسن عمر بن علی القرشی الدمشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابوالحسن بن القطیعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے اجلہ محدثین شامل ہیں۔

الشیخ الامام حامد بن محمود الحرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف شوال المکرم سنہ (۵۷۰ھ) میں حران میں ہی ہوا۔ (۲۰۵)

الشیخ الامام المحدث عبداللہ بن احمد بن غنیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ المحدث عبداللہ بن احمد بن غنیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عبد الله بن أحمد بن غُنَيمة، أبو بكر الصُّمْصَام. سمع :أبا القاسم بن الحصين، وابن البناء، وغيرهما.
وروى عنه :أبو الفتح محمد بن محمود الحَرَّاني، وأبو الحسن بن القطيعي، وعثمان بن مقبل الياسري.
قال ابن النجار :كان شيخاً صالحاً، صَحِبَ عبد القادر الجيلي .توفي سنة ست وسبعين وخمسمائة.

ترجمہ

الشیخ الامام عبداللہ بن احمد بن غنیمہ ابوبکر الصمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ الامام ابوالقاسم بن الحصین اورابن البناء اوران کے علاوہ مشائخ سے حدیث مبارکہ کا سماع کیا، اوران سے روایت کرنے والوں میں الشیخ ابوالفتح محمد بن محمود الحران، ابوالحسن القطیعی اورعثمان بن مقبل الیاسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم شامل ہیں۔

مورخ ابن النجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ عبداللہ بن احمد بن غنیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نیک انسان تھے، انہوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہ کر بھی علم دین حاصل کیا۔ ان کا وصال شریف سنہ (۵۷۶ھ) میں ہوا۔ (۲۰۶)

الشیخ الامام المحدث صدقہ بن عبدالعزیز بن ھبۃ اللہ بن حدید الازجی الدقاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ

صدقہ بن عبدالعزیز بن ھبۃ اللہ بن حدیث الازجی

صَدَقَة بن عبد العزيز بن هِبَةَ الله بن حديد الأَزَجِيّ الدَّقَّاق .(المتوفى ٥٦٢٣)

سَمِعَ من عليّ بن أبي سَعْد الخباز .وأجاز لَهُ الشيخ عبد القادر، وجماعة .وكان رجلًا صالحًا .مات في رجب.

ترجمہ

الشیخ الامام صدقہ بن عبدالعزیز بن ھبۃ اللہ بن حدید الازجی الدقاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حدیث شریف کا سماع الشیخ علی بن ابوسعد الخباز رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اور ایک بہت بڑی جماعت نے حدیث شریف کی اجازت سے نوازا۔

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ صدقہ بن عبدالعزیز بن ھبۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک اور صالح انسان تھے۔ان کا وصال شریف ماہ رجب المرجب میں ہوا۔(۲۰۷)

الشیخ الامام المحدث الفقیہ ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن احمد بن ھبۃ اللہ بن عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور نقیب بنو ہاشم ہیں جامع امام مہدی کے خطیب ہیں اور بہت سے محدثین کے استاد بھی ہیں

ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن احمد بن ھبۃ اللہ بن عبدالقادر

هبة اللّه بْن عَبْد اللّه بْن أَحْمَد بْن هبة اللّه بْن عَبْد القادر، الخطيبُ الشريف أَبُو القاسم الهاشميّ العباسي البغداديّ، المعروف بابن المنصوريّ، (المتوفى ٥٦٣٥هـ)نَقيبُ بني هاشم وخطيبُ جامع المهدي.

أجازَ لَهُ الشَّيخ عَبْد القادر الجيليُّ، وابن البطّيّ .وسمع فِي كبره من يحيى بْن بَوْش، وابن كُلَيْب .وتُوُفّي

فِي جُمَادَى الآخرة .كتب عنه عمر ابن الحاجب .وأجازَ لغيرِ واحدٍ من المتأخرين منهم القاسم ابن عساكر.

ترجمہ

الشیخ الامام ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن احمد بن ہبۃ اللہ بن عبدالقادر جو کہ خطیب ہیں، ان کی کنیت ابوالقاسم ہے جو کہ الہاشمی العباسی اور البغدادی ہیں، ابن المنصوری کے نام سے معروف ہیں، ان کا وصال شریف سنہ (۶۳۵ھ) میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنو ہاشم کے نقیب اور جامع المہدی کے خطیب رہے، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اجازت حدیث عطا فرمائی، اور الشیخ ابن البطی نے اجازت حدیث عطا کی، اور انہوں نے بڑھاپے میں الشیخ یحییٰ بن بوش، ابن کلیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے سماع کیا۔ ان کا وصال شریف جمادی الثانی سنہ (۶۳۵ھ) میں ہوا۔

اور ان سے حدیث شریف لکھنے والوں میں الشیخ عمر بن الحاجب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے محدثین شامل ہیں، متاخرین میں سے بہت سے محدثین کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت حدیث عطا فرمائی ان میں القاسم بن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل ہیں۔ (۲۰۸)

الشیخ الامام الرشید بن مسلمہ ابوالعباس احمد بن المفرج بن علی الدمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت

الرشيد بن مسلمة أبو العباس أحمد بن المفرج بن على الدمشقى ناظر الأيتام .ولد سنة خمس وخمسين وخمس مائة وأجاز له الشيخ عبد القادر الجيلى وهبة الله بن الدقاق وابن البطى والكبار .وتفرد فى وقته وسمع من الحافظ ابن عساكر وجماعة توفى فى ذى القعدة.توفى بالرواحية.

ترجمہ

الشیخ الامام الرشید بن مسلمہ ابوالعباس احمد بن المفرج بن علی الدمشقی جو یتیموں کی دیکھ بھال کرنے والے تھے، ان کی ولادت باسعادت سنہ (۵۵۵ھ) میں ہوئی ان کو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اور الشیخ ہبۃ اللہ بن الدقاق اور ابن البطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت حدیث عطا فرمائی۔ اور انہوں نے الشیخ ابن عساکر اور ان کے علاوہ بھی محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ اور ان کا وصال شریف رجب المرجب میں ہوا۔ (۲۰۹)

محدثین کی رائے

قال الامام الذهبى رحمة الله تعالى عليه كان إمامًا بارعًا زاهدًا عابدًا

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام الرشید بن مسلمہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام کامل اور صاحب الزہد اور عبادت گزار تھے۔(۲۱۰)

الشیخ الامام عبداللہ بن احمد بن احمد بن عبداللہ بن نصر ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ولادت باسعادت وحصول علم

العلّامة أبو مُحمَّد بن الخشّاب، النّحويّ .شيخ بغداد ونحويّ البلاد، يقال إنه بلغ فِي النّحو درجة أبِي عَلِيّ الفارسيّ .وكانت لَهُ معرفة تامّة بالحديث، واللّغة، والهندسة، والفلسفة، وغير ذَلِكَ .اخذ عَنْ: أبِي منصور بن الجواليقيّ، وأبي بَكْر بْن جوامرد القطّان النّحويّ، وعليّ بن أبي زيد الفصيحيّ، وأبي السّعادات هبة الله بن الشّجريّ، والحسن بن عليّ المحوّليّ اللّغويّ، حتّى أحكم العربيّة .وكان مولده سنة اثنتين وتسعين وأربعمائة .وسمع من :أبي القاسم الرّبعيّ، وأبي الغنائم النّرسيّ، وأبي زكريّا بن مَنْدَهْ، وغيرهم .ثمّ طلب بنفسه، وقرأ الكثير .وسمع من :أبي عبد الله البارع، وابن الحصين، وابن كادش، وأبي غالب بن البنّاء .

ترجمہ

الشیخ الامام العلامہ ابومحمد بن الخشاب النحوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو بغداد معلّٰی کے شیخ تھے اور تمام شہروں کے بڑے نحوی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ علم نحو میں ابوعلی فارسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے درجے کو پہنچے ہوئے تھے۔اوران کو حدیث شریف کی معرفت تامہ حاصل تھی، اور لغت، ہندسہ اور فلسفہ اوراس کے علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابومنصور الجوالیقی، ابوبکر بن جوامرد القطان النحوی، علی بن زید الفصیحی، ابوالسعادات ہبۃ اللہ بن الشجری، الحسن بن علی المحولی اللغوی رحمۃ اللہ تعالی علیہم سے علم دین حاصل کیا۔شیخ ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۴۹۲ھ) میں ہوئی۔اورانہوں نے ابوالقاسم الربعی، ابوالغنائم النرسی، ابوزکریا بن مندہ اوران کے علاوہ محدثین سے حدیث کا سماع کیا، پھرانہوں نے خود بہت سے محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔اورالشیخ ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابوعبداللہ البارع، ابن الحصین، ابن کادش اور ابوغالب بن البناء رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بھی حدیث شریف کا سماع کیا۔(۲۱۱)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

قَالَ :وسمعت عَبْد العزيز بْن عَبْد الملك الشَّيْبانيّ :سَمِعْتُ الحافظ عَبْد الغنيّ :سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّد بْن

الخشّاب النَّحویّ یَقُولُ :کنت وأنا شابّ أقرأ النَّحو، وأسمع النّاس یصفون حُسن کلام الشَّیخ عَبْد القادر، فکنت أرید أن أسمعه، ولا یتّسع وقتی لذلک، فاتّفق أنْ حضرتُ یوما مجلسَه، فلمّا تکلّم لم أستحسن کلامه، ولم أفهمْهُ، فقلت فِی نفسی :ضاع الیوم منّی .فالتفتَ إلی الجهة الّتی کنت فیها وقال: وَیْلَکَ تُفضّل النَّحو عَلَی مجالِس الذّکر، وتختار (ذَلِکَ) ؟ !اصْحَبْنا نُصَیِّرُکَ سِیبَوَیْه.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عبدالعزیز بن عبدالملک الشیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ الحافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابومحمد بن الخشاب النحوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نوجوان تھا اور علم نحو پڑھتا تھا اور لوگوں سے بہت زیادہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف سنا کرتا تھا لوگ بہت زیادہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت بیان کیا کرتے تھے اور لوگ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بہت زبردست کلام فرماتے ہیں، میرا بھی دل کرتا تھا کہ میں بھی جا کر سنوں مگر مجھے وقت نہ ملتا تھا۔ بس ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے اسباب پیدا ہو گئے۔ میں جب ان کی مجلس میں پہنچا تو انہوں نے کلام فرمایا مگر مجھے کلام پسند نہ آیا اور نہ ہی مجھے اس کی سمجھ آئی، اور میں نے دل ہی دل میں کہا: آج کا دن تو میں نے ضائع کر دیا ہے، بس اتنا سوچنا تھا کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! تو نحو کو ذکر کی مجالس پر فضیلت دیتا ہے اور تو اس (علم نحو) کو پسند کرتا ہے؟ تو ہماری صحبت میں رہ تو ہم تم کو وقت کا سیبویہ بنا دیں گے۔ بس یہ سن کر الشیخ ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پڑھنا شروع کر دیا تو وقت کے سیبویہ بن گئے۔ (۲۱۲)

تصنیف وتدریس

وکان لَهُ کُتُب کثیرة إلی الغایة وروی الکثیر، وتخرَّج بِهِ خلْقٌ فِی النَّحو .وحدَّث عَنْهُ :أَبُو سعد السَّمْعانیّ، وذکره فِی تاریخه فقالشابّ کامل، فاضل، لَهُ معرفة تامَّة بالأدب، واللّغة، والنَّحو، والحدیث، یقرأ الحدیث قراءة حسنة، صحیحة، سریعة، مفهومة .سَمِعْتُ بقراءته من أَبِی بَکْر مُحَمَّد بْن عَبْد الباقی، وابن السَّمَرْقَنْدِیّ، وسمعت لقراءته مجلّداتٍ من طبقات ابن سعد .وکان یُدیم القراءة طول النّهار من غیر فُتُور.قلت :کَانَ عمره إذ ذاک أربعین سنة.قَالَ :وسمعت أَبَا شجاع عُمَر البِسْطامیّ یقول :لمّا دخلت بغداد قرأ علیّ ابن الخشّاب غریب الحدیث لأبی مُحَمَّد القُتَیْبِیّ قراءة ما سَمِعْتُ قبلَها مثلها فِی الصّحة والسُّرعة .وحضر جماعةٌ من الفُضَلاء، وکانوا یریدون أن یأخذوا عَلَیْهِ فلْتَةَ لسانٍ فما قَدَرُوا.

ترجمہ

الشیخ الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بہت سی اور کمال کتب تحریر فرمائی ہیں، اور بہت سے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم نحو پڑھا اور بہت سے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف روایت کی۔ الشیخ ابوسعد السمعانی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمال والے آدمی تھے، صاحب فضیلت تھے، ادب، لغت، حدیث شریف میں آپ کو کمال کی معرفت حاصل تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث شریف بہت ہی خوبصورت طریقہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور سرعت کے ساتھ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ الشیخ ابوسعد السمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان سے ابوبکر محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن السمر قندی کی قرات سے سنا، اور میں نے ان کی قرات سے طبقات ابن سعد کی دس جلدوں کا سماع کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ وقت حدیث شریف پڑھا کرتے تھے اور وہ بھی بغیر تھکاوٹ کے، اور میں نے کہا اس وقت ان کی عمر بھی چالیس سال ہو چکی تھی۔ اور الشیخ ابوسعد السمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالشجاع عمر البسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: میں جب بغداد معلیٰ میں داخل ہوا تو مجھ پر الشیخ الامام ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ الامام ابومحمد القتیبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب غریب الحدیث پڑھی اور انہوں نے ایسی قرات کی کہ میں نے ان جیسا حدیث شریف پڑھنے والا نہیں دیکھا جو تیز بھی پڑھے اور الفاظ بالکل درست ادا کرے۔ اور ایک بار تو فضلاء کی ایک جماعت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ الشیخ ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مقابلہ کریں مگر وہ الشیخ ابومحمد بن الخشاب رحمہ اللہ تعالیٰ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ (۲۱۳)

الشیخ ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

قَالَ ابن السَّمعانیّ :كتبت عَنْهُ جزء ا رَوَاهُ عَنِ الرَّبَعیّ، وسألته عَنْ مولده فقال :أظنّ أنّه فی سنة اثنتين وتسعين وأربعمائة. روی عَنْهُ أيضا :أَبُو اليُمْن الكِنْدیّ، والحافظ عَبْد الغنیّ، وعبد العزيز بْن الأخضر، وأبو أحمد بْن سُكَيْنَة، وأبو مُحَمَّد بْن قُدَامة، ومحمد بْن عماد الحَرّانیّ، وأبو البقاء العُكْبَرِیّ، وأبو الْحَسَن عَلِيّ بْن نصر الحِلّیّ، وهو شيخهما فِی النَّحْو.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوسعد السمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک جز جو الشیخ الامام الربعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کرتے تھے لکھا، اور میں نے ان سے یہ بھی سوال کیا تھا کہ آپ کی ولادت باسعادت کب ہوئی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ سنہ (۵۹۲ھ) میں ہوئی۔ اور الشیخ امام ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ ابوالیمن الکندی، الحافظ عبدالغنی، عبدالعزیز بن الاخضر، ابواحمد بن سکینہ، ابومحمد بن قدامہ المقدسی، محمد بن عماد الحرانی، ابوالبقاء العکبری، ابوالحسن علی بن نصر الحلی، اور الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موخر الذکر دونوں کے نحو کے بھی استاد ہیں۔ (۲۱۴)

علمی کمال

وقرأت بخطّ أَبِی مُحَمَّد بْن قُدَامة : كَانَ ابن الخشّاب إمام أهل عصره فِی عِلم العربيَّة، وحضرت كثيرا من مجالسه، لكن لم أتمكّن من الإكثار عَنْهُ لكثرة الزّحام عَلَيْهِ، وكان حَسَن الكلام فِی السُّنَّة وشرحها. قلت :وكان ظريفا مزّاحا عَلَى عادة الأدباء.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ ابومحمد بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر میں پڑھا ہے کہ امام

ابن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم عربیۃ میں اپنے زمانے کے امام تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگوں کا بہت زیادہ رش ہوتا تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنت اور اس کی شرح میں بہت خوبصورت کلام کیا کرتے تھے، میں نے کہا: وہ طبیعت کے نہایت ظریف تھے جس طرح ادیب لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ (۲۱۵)

مرض وفات ووصال

وقَالَ ابن الْجَوْزِیّ :دخلت عَلَيْهِ فی مرَضه وقد يئس من نفسه، فقال لی :عند اللّٰه أحتسب نفسی .وتُوُفّی يوم الجمعة ثالث رمضان .ودفن يوم السّبت .وحدَّثنی عَبْد اللّٰه بْن أَبِی الفَرَج الجِنّائیّ الرجل الصّالح قَالَ :رَأَيْتـه فِی النّوم بعد موته بأيّام، ووجهه مضیء، فَقُلْتُ لَهُ :مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِکَ؟ قَالَ :غُفِر لی وأدخلنی الجنّة، إلّا أنّهُ أعرضَ عنّی.فقلت لَهُ :أعرض عنک؟ فقال :نعم، وعن جماعة من العلماء تركوا العمل.

ترجمہ

الشیخ الامام بن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں الشیخ ابو محمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ان کے مرض وفات میں گیا اس وقت وہ اپنی زندگی سے مایوس ہوگئے تھے تو مجھے فرمانے لگے کہ میں اپنے آپ کو عند اللہ جانتا ہوں اور رمضان المبارک کی تین تاریخ کو ان کا وصال ہوا اور ہفتہ کے دن ان کی تدفین ہوئی۔

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابی الفرج الحنائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا، کہ ایک نیک شخص نے الشیخ الامام ابو محمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ ان کا چہرہ چمک رہا ہے تو میں نے ان کو کہا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اور جنت بھی عطا کی ہے مگر مجھ سے اعراض فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ کیوں؟ تو انہوں نے فرمایا: نا صرف مجھ سے بلکہ علماء کرام کی جماعت سے اعراض فرمایا ہے جنہوں نے عمل نہیں کیا ہے۔ (۲۱۶)

محدثین کی رائے

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال الامام الذهبی رحمة الله تعالى عليه أَبُو مُحَمّدِ بنُ الخَشّاب إِمَام العَرَبِيّة.

ترجمہ

الامام الذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو محمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام العربیہ تھے۔ (۲۱۷)

حجۃ الاسلام

الشيخ ابن رجب الحنبلی رحمة الله تعالى عليه يقول وكان الحافظ أَبُو محمد بن الأخضر يقول فی روايته عنه :حَدَّثَنَا حجة الإسلام أَبُو محمد بن الخشاب.

ترجمہ

الحافظ ابو محمد بن الاخضر فرماتے ہیں کہ ہمیں حجۃ الاسلام ابو محمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ (۲۱۸)

الحافظ ابن کثیر فرماتے ہیں

قال الحافظ ابن كثير رحمة الله تعالى عليه قَرَأَ الْقُرْآنَ وَسَمِعَ الْحَدِيثَ، وَاشْتَغَلَ بِالنَّحْوِ حَتَّى سَادَ أَهْلَ زَمَانِهِ فِيهِمَا، وَشَرَحَ الْجُمَلَ لِعَبْدِ القاهر (الجرجانی) ، وكان رجلاً صالحاً متطوعاً، وهذا نادر في النحاة. توفى فِي شَعْبَانَ مِنْ هَذِهِ السَّنَةِ وَدُفِنَ قَرِيبًا مِنَ الْإِمَامِ أَحْمَد.

ترجمہ

الشیخ الامام ابو محمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے قرآن کریم پڑھا اور حدیث شریف پڑھی اور علم نحو میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ حدیث شریف اور علم نحو میں اپنے زمانے کے سردار بن گئے، عبد القاہر الجرجانی کی کتاب الجمل کی شرح کی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک انسان تھے، نفلی عبادت بہت زیادہ کرتے تھے۔ علماء نحو میں نادر روزگار تھے۔ ماہ شعبان المعظم میں ان کا وصال ہوا اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ (۲۱۹)

الشیخ محبّ الدین ابن النجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

وقال ابن النجار : كان أعلم أهل زمانه بالنحو، حتّى يقال :إنه كان في درجة أبي علي الفارسي .

ترجمہ

الشیخ محب الدین ابن النجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں اپنے زمانے میں سب سے زیادہ نحو جاننے والے تھے یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ الامام ابو محمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ ابو علی فارسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے درجہ کے نحوی ہیں۔ (۲۲۰)

مزارات اولیاء کی طرف سفر

قال أبو محمد بن الخشاب :خرجت من الحلّة السيفية قاصدا زيارة مشهد أمير المؤمنين علی بن أبی طالب رضی الله عنه الى آخره .

ترجمہ

الشیخ الامام ابو محمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں حلہ سے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی نیت سے نکلا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک مزارات کی طرف سفر کرنا جائز تھا۔ (۲۲۱)

الشیخ الامام سعد بن عثمان بن مرزوق المصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ اور انہوں نے مصر سے سفر کر کے بغداد معلّٰی کو اپنا وطن

بنایا اور الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں مقیم ہو گئے اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور آپ رضی اللہ عنہ سے علم دین حاصل کیا۔

الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سَعْد بْن عُثْمَان بْن مرزوق بْن حُمَيْد القُرَشيّ، الزّاهد أبو الخير ابن الفقيه أَبِي عَمْرو المصريّ، الحنبليّ. خرج من مصر قديما، وسكن بغداد، وتفقّه بها على مذهب أَحْمَد. وسمع من: أَبِي مُحَمَّد بْن الخشّاب وجالسه، وحصَلَ له ببغداد قبولٌ تامّ مِن الخاصّة والعامّة. وكان يُحمل إليه من مصر ما يقتات به من شيء له. وكان زاهدا، ورِعًا، ناسكا، قانتا. ولمّا احتضر شيخه أبو الفتح بْن المُنَى أَوْصى أن يتقدَّم فِي الصّلاة عليه سعْد رحمه اللَّه. تُوُفّي فِي سادس عشر ربيع الآخر. وشيّعه الخَلْق. قال ابن النّجّار: قدِم بغدادَ واستوطنها برباط الشَّيْخ عَبْد القادر. وكان عبدا صالحا، مشهورا بالعبادة، والمجاهدة، والتّقشُّف، والوَرَع، خشِن العَيْش، كثير الانقطاع. حدَّث باليسير عن ابن الخشّاب. مات فِي صلاة الظُّهر، وكان قد تلا فيها فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ.

ترجمہ

الشیخ الامام سعد بن عثمان بن مرزوق بن حمید القرشی الزاہد ابوالخیر بن الفقیہ کی کنیت ابوعمر ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصر کے رہنے والے تھے اور مذہبا حنبلی تھے۔ مصر سے بغداد معلّٰی آ گئے تھے اور یہیں پر ہی سکونت اختیار کر لی تھی اور بغداد معلّٰی میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر علم فقہ حاصل کیا، الشیخ ابومحمد بن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (یہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) سے علم دین حاصل کیا، اور ان کی صحبت اختیار کی۔ اور ان کو بغداد معلّٰی میں عوام وخواص میں مقبولیت تامہ حاصل ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاہد، متقی، عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ امید رکھنے والے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے شیخ ابوالفتح بن المنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ بھی الشیخ الامام سعد بن عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھائیں۔ تو جب الشیخ ابوالفتح بن المنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا تو ان کا جنازہ الشیخ الامام سعد بن عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھایا۔

الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ربیع الثانی کی سولہ تاریخ کو ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازہ میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی۔

الشیخ محبّ الدین ابن النجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ الامام سیدی عبدالرزاق بن الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) فرماتے ہیں: الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد معلّٰی آئے اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت عبادت گزار، نیک انسان، عبادت ومجاہدہ میں مشہور تھے، صاحب تقویٰ، ساری زندگی تنگی میں گزار دی، لوگوں سے بہت زیادہ دور رہنے والے، ابن الخشاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف روایت کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف نماز ظہر ادا کرتے ہوئے ہوا، اور اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سورۃ رحمان کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرما رہے تھے۔

﴿فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ﴾(۲۲۲)

بارگاہ نبوی کے منظور نظر

الشیخ الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ

ورأى رجل في بغداد النبيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وهو يقول :لولا الشيخ سعدنزل بكم بلاء ، أو كما قَالَ .ثم سعى الشيخ سعد إلى الجمعة وما عنده خبر بهذا المنام، فانعكف الناس به يتبركون به وازدحموا، فرموه مرات، وكأن مناديا ينادي في قلوب الناس، وهو يقول :أعوذ بالله من الفتنة، إيش بي؟ إيش بالناس؟ حتى ضرب الناس عنه وخلص منهم.

ترجمہ

بغداد معلیٰ میں ایک شخص نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، رسول اللہ ﷺ نے اس کوفرمایا: اگر الشیخ سعد بغداد معلیٰ میں نہ ہوتے توتم پر مصیبتیں نازل ہوجاتیں۔یا پھر جوبھی فرمایا۔پھر الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالی علیہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے خانقاہ قادریہ سے روانہ ہوئے ابھی تک ان کواس خواب کی خبر نہ تھی لیکن بغداد معلیٰ میں یہ خبر گردش کر رہی تھی،بس پھر کیا تھا کہ لوگ الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر ٹوٹ پڑے اوران سے برکت حاصل کرنے لگے۔اور بہت زیادہ رش ہوگیا،اور کتنی مرتبہ ان کو گرادیا،گویا کہ کوئی اعلان کرکے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال رہا ہے اور بعینہ اسی وقت الشیخ سعد بن عثمان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مبارک زبان پر یہ کلمات تھے﴿اعوذ باللہ بن الفتنۃ﴾ میں اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں فتنہ سے۔ان کو کیا ہوگیا اور مجھے کیا گیا ہے؟ پھر لوگ ان کے پاس سے ہٹے اوران کوخلاصی ہوئی۔(۲۲۳)

مقدس اوراق گلیوں سے اٹھاتے

قال ابن رجب الحنبلي رحمة الله تعالى عليه وكان يمشي مطرق الرأس، يلتقط الأوراق المكتوبة، حتى اجتمع عنده من ذلك شيء كثير.

ترجمہ

الشیخ الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالی علیہ راستے میں سرجھکا کر چلتے تھے،گلیوں سے وہ اوراق جن پر کچھ بھی لکھا ہوتا اٹھاتے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس بہت ایسے کاغذات جمع ہوگئے۔(۲۲۴)

سبحان اللہ!وہ کتنے بڑے شیخ اور محدث تھے اس کے باوجودبھی وہ گلیوں سے مقدس کاغذات اٹھاتے تھے مگر آج ہماری حالت کیا ہے کہ ہم صرف گلیوں میں ایسے مقدس کاغذات پھینکتے ہیں،المعجم الاوسط میں امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک حدیث شریف نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب گلی میں کوئی ایسا کاغذ پڑا ہوا اور اس پر اللہ تعالی کا نام نامی اسم گرامی تحریر ہوتو اللہ تعالی کسی فرشتے کو حکم فرماتا ہے کہ تو اس کی حفاظت کر یہاں تک کہ میرا ولی آئے گا وہ اس کو اٹھائے گا۔اور حضرت امام احمد الصاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ جو شخص گلی میں کاغذ دیکھے اوراس پر اللہ تعالی کا نام نامی اسم گرامی لکھا ہوا اور وہ نہ اٹھائے تو اس نے کفر کیا ہے۔کیونکہ وہ شخص اللہ تعالی

کے نام مبارک کی توہین پر راضی ہوا، اب غور کریں ان کا کیا حال ہے جو خود اپنے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کا نام نامی اسم گرامی گلیوں پھینکتے ہیں؟

الشیخ الامام القادسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وقال القادسی :هو أحد الزهاد الأبدال الأوتاد، ومن تشد إليه الرحال، ومن كان لله عليه إقبال الصائم في النهار، القائم في الظلام.

ترجمہ

الشیخ الامام القادسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمہ اللہ تعالیٰ ابدال واوتاد میں سے تھے۔اوران مشائخ میں سے تھے جن کی طرف سفر کر کے ان کی زیارت کی جاتی ہے،اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کے لئے روزہ رکھتے تھے اور ساری ساری رات قیام کیا کرتے تھے۔(۲۲۵)

وصال شریف

قال المنذری :توفي في سادس شهر ربيع الآخر سنة اثنتين وتسعين وخمسمائة، ساجدا في صلاته، ودفن من الغد .وذكر القطيعي :أنه توفي يوم الثلاثاء ، وأنه دفن بمقبرة باب الدير .وذكر القادسي :أنه توفي يوم الثلاثاء سابع ربيع الآخر، سنة اثنتين وتسعين وخمسمائة ساجدا، وصلى عليه بمدرسة عبد القادر.

ترجمہ

الشیخ الامام المنذری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف ربیع الثانی سنہ (۵۹۲ ھ) میں حالت سجدہ میں ہوا۔اور دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تدفین ہوئی۔

الشیخ الامام القطیعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف بروز منگل ہوا،اوران کی تدفین باب الدیر کے مقبرہ میں ہوئی۔

الشیخ الامام القادسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ سعد بن عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف بروز منگل سات ربیع الثانی سنہ (۵۹۲ ھ) کو ہوا۔اوران کا نماز جنازہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ قادریہ میں پڑھا گیا۔(۲۲۶)

الشیخ الامام الفقیہ المحدث علی بن ثروان بن زید بن الحسن الخوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے ھدایہ شریف پڑھی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں بہت عرصہ تک رہے اور سلطان اسلام نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بھی رہے اور ان کو سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں بڑی عزت حاصل تھی۔

تعارف

عَلِيّ بن ثروان بن زيد بن الْحسن بن سعيد بن عصمَة ابْن حمير الْكِنْدِيّ الْبَغْدَادِيّ النَّحْوِيّ الأديب أَبُو الْحسن شمس الدّين سمع بِبَغْدَاد وَقَرَأَ وَكتب الطباق بِخَطِّهِ على يحيى ابْن الْبناء وتفقه على الشَّيْخ عبد الْقَادِر فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْهِدَايَة وَقَرَأَ النَّحْو وَالْفِقْه على ابْن الجواليقي ثمَّ قدم إِلَى الشَّام وَأدْركَ شرف الإسلاك وَصَحبه وَكَانَ فَاضلا أديبا حسن الْخط كتب بِخَطِّهِ كثيرا فِي الْأَدَب من دواوين الْعَرَب وحظى عِنْد السُّلْطَان نور الدّين وَهُوَ حنبلي من أهل السّنة،توفّي سنة خمسن وَسِتّينَ وَخَمْسمِائة.

ترجمہ

الشیخ الامام علی بن ثروان بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمہ بن حمیر الکندی البغدادی النحوی الادیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی کنیت ابوالحسن شمس الدین ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد معلیٰ میں حدیث شریف کا سماع کیا اور حدیث شریف پڑھی، اور الطباق لکھی، اور وہ بھی الشیخ یحیی بن البناء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خط کے ساتھ۔ اور علم فقہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے پڑھی اور آپ رضی اللہ عنہ سے الہدایہ بھی پڑھی۔ علم نحو اور علم فقہ الشیخ بن الجوالیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھی اور پھر بغداد معلیٰ سے شام آگئے اور الشیخ شرف الاسلام سے ملاقات ہوئی۔ اور ان کی صحبت اختیار کر لی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فاضل، ادیب اور خوش خط تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم ادب کی بہت سی کتب تحریر فرمائیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں بہت زیادہ مقام حاصل تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنی حنبلی المذہب تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۶۵ھ) میں ہوا۔ (۲۲۷)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

.وتوفي في شعبان سنة اثنتين وستين وخمسمائة .قلت :وعدّه أَبُو مُحَمَّد بْن قدامة فِي شيوخه الَّذِينَ سَمِعَ منهم .كَانَ عارفًا بالأدب ويقول الشعر .قرأ على أبي منصور ابن الجواليقي وسمع إِسْمَاعِيل بْن السَّمَرْقَنْدِيّ وجماعة وسكن قبل موته دمشق وحظي عند أميرها نور الدين محمود بْن زنكي

ترجمہ

الشیخ الامام علی بن ثروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۶۵ھ) میں ہوا۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ابومحمد بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ علی بن ثروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے شیوخ میں شمار کیا ہے جن سے انہوں نے حدیث شریف کا سماع کیا ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ الشیخ علی بن ثروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم ادب کی بہت زیادہ معرفت رکھنے والے تھے اور شاعر بھی تھے، انہوں نے ابومنصور بن الجوالیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پڑھا، اور الشیخ اسماعیل بن السمر قندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایک اور جماعت سے بھی حدیث شریف کا سماع کیا۔ اور اپنے وصال شریف سے قبل دمشق آ گئے تھے (اس وقت دمشق پر سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حکومت تھی) اور ان کو سلطان نورالدین زنگی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مقام حاصل ہوا۔ (۲۲۸)

الشیخ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال جمال الدين أبو الحسن علي بن يوسف القفطي: كانت له معرفة حسنة بالأدب وبقول الشعر، وهو الذى أفاد زيد بن الحسن ابن عمه، وأحضره مجالس مشايخ الأدب والرواية، ورغّبه فى ذلك، وحثّه عليه من صغره. وأصلهم من بلد الخابور .قدم بغداد وأقام بها، وقرأ الأدب على أبى منصور ابن الجواليقيّ اللّغوى وعلى غيره، وسمع الحديث، وانتقل بعد ذلك إلى دمشق وسكنها، واستفاد الناس منه، وتقدّم عند أمرائها ..وكان يكتب خطا صحيحا يشبه خط أبى منصور بن الجواليقى فى الجودة والصحة .رأيت بخطه كتاب الحماسة، وهو فى غاية الحسن والإتقان.

ترجمہ

الشیخ علی بن ثروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علم ادب سے کمال معرفت تھی، اور شعر بھی کہا کرتے تھے، یہ وہی ہیں کہ جن کو ان کے چچا کے بیٹے سمجھایا کرتے تھے اور ان کو مشائخ ادب کی مجالس میں لے جایا کرتے تھے اور ان کو اس کا شوق دلایا کرتے تھے اور ان کو بچپن سے ہی اس کام میں توجہ کا کہتے رہتے تھے۔

ان کا اصل علاقہ خابور کے شہروں میں سے تھا، یہ وہاں سے بغداد معلّٰی آ گئے اور یہاں آ کر اقامت اختیار کر لی، اور علم ادب الشیخ ابومنصور بن الجوالیقی اللغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا اور یہاں ہی انہوں نے حدیث شریف کا سماع کیا، پھر بغداد معلّٰی سے دمشق آ گئے اور یہیں آ کر اقامت اختیار کر لی اور ان کے دمشق کے امراء (سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے تعلقات قائم ہو گئے۔ اور نہائی خوش خط لکھا کرتے تھے، اور ان کا خط اپنے حسن وخوبی میں الشیخ ابومنصور بن الجوالیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر سے بہت زیادہ ملتا تھا۔ اور میں نے خود ان کے ہاتھ کی لکھائی دیکھی ہے جو انہوں نے دیوان حماسہ تحریر کی ہے اور وہ بھی کمال کی لکھائی تھی۔ (۲۲۹)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ایک روایت

أَخْبَرَنَا أَبُو الْغَنَائِمِ سَالِمُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ هِبَةِ اللّٰهِ بن محفوظ التغلبى بدمشق، حدثنا والدى من لفظه، أنبأنا أبو الحسن على بن ثروان الكندى، أنبأنا أبو البركات هبة الله ابن مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْبُخَارِيِّ قِرَاءَةً

عَلَيْهِ، وَأَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ الْأَمِينُ وَأَبُو الْقَاسِمِ فَرَجُ بْنُ معالى القصباني قَالَا: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي الْبَزَّازُ قالا :أَنْبَأَنَا أَبُو (مُحَمَّدٍ) الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْجَوْهَرِيُّ، انبانا أبو عبد الله الحسين بْن أَحْمَد بْن فهد الأزدى، انبانا أَبُو يَعْلَى أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى الموصلى، حدثنا بندار، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ سَمِعَ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ :إِنَّ رَجُلا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ :إِنِّي قَرَأْتُ الْبَارِحَةَ الْمُفَصَّلَ كُلَّهَا فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بن مسعود :هذا كهذا الشِّعْرِ، ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ :لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ -فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً من الفصل سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالغنائم سالم بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن محفوظ التغلبی نے دمشق میں خبر دی، مجھے میرے والد ماجد نے بیان کیا، ہمیں ابوالحسن علی بن ثروان الکندی نے یہ بتایا، ہمیں ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن محمد بن علی بن البخاری نے یہ حدیث شریف بیان کی جب کہ ان پر پڑھی جارہی تھی، ہمیں ابواحمد عبدالوہاب بن احمد بن علی الامین اور ابوالقاسم فرج بن معالی القصبانی نے بیان کیا، ہمیں محمد بن عبدالباقی البزاز نے کہا: ہمیں ابومحمد بن الحسن بن علی الجوہری نے یہ بتایا، ہمیں ابوعبداللہ بن الحسین بن احمد بن فہد الازدی نے بتایا، ہمیں ابویعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی نے بتایا، ہمیں بندار نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں محمد بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں شعبہ نے عمر بن مرۃ سے انہوں نے ابووائل رضی اللہ عنہ سے سناوہ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ متن حدیث

ایک شخص حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کی: کہ میں نے رات کوایک رکعت میں مفصل کی سورت پڑھی ہے۔حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیاتم نے اس طرح جلدی جلدی پڑھا جس طرح اشعار پڑھے جاتے ہیں؟

میں اس جیسی سورتوں کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ ملا کر پڑھا کرتے تھے۔پھر حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر فرمایا ہر رکعت کے لئے دو دو سورتیں۔(۲۳۰)

الشیخ الامام الحافظ عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور ابومحمد المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے علم فقہ حاصل کیا۔نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے اور بہت سی کتب کے مصنف، امام دارقطنی سے بھی بڑے حافظ حدیث۔اوران کی مجلس میں سلطان نورالدین زنگی شہید

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر ہوتے اور حدیث شریف کا سماع کیا کرتے تھے

الحافظ عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی بن سرور ابو محمد المقدسی

الحافظ عبد الغنيّ بن عبد الواحد بن عليّ بن سرور أبو محمد المقدسيّ .ولد بجمّاعيل، وهي قرية من أعمال نابلس في شهر ربيع الآخر سنة إحدى وأربعين وخمسمائة، وكان أكبر من الشيخ موفّق الدين بأربعة أشهر (وهما ابنا خالة) وكان إماما حافظا متقنا مصنّفا ثقة، سمع الكثير ورحل إلى البلاد وكتب الكثير، وهو أحد أكابر أهل الحديث وأعيان حفّاظهم، ووقع له محن ذكرها صاحب مرآة الزمان، ونجّاه الله منها .ومات في يوم الاثنين ثالث عشرين شهر ربيع الأوّل، ودفن بالقرافة عند الشيخ أبي عمرو بن مرزوق، وكان إماما عابدا زاهدا ورعا .قال تاج الدين الكنديّ :هو أعلم من الدّارقطنيّ والحافظ أبي موسى.

ترجمہ

الشیخ الامام الحافظ عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی بن سرور ابو محمد المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت جماعیل میں ہوئی اور یہ نابلس کا علاقہ ہے میں ربیع الآخر سنہ (۵۴۱ھ) میں ہوئی اور الشیخ الحافظ عبد الغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے چار ماہ بڑے تھے اور یہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام، حافظ حدیث، متقن، ثقہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت سی احادیث مبارکہ کا سماع کیا اور بہت سے بلاد اسلامیہ کا سفر کیا اور بہت سی احادیث مبارکہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھیں اور اکابر محدثین اور اکابر حفاظ حدیث میں سے ایک تھے، الشیخ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آزمائش میں مبتلا ہو گئے تھے جس طرح صاحب مراۃ الزمان نے ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے نجات عطا فرمائی۔ اور ان کا وصال شریف پیر شریف کو ماہ ربیع الاول کی ۲۳ تاریخ کو ہوا۔ اور ان کی تدفین القرافہ میں الشیخ ابو عمرو بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے قرب میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام، عابد، زاہد تھے اور صاحب تقویٰ تھے، امام تاج الدین الکندی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حافظ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بڑے بڑے محدثین سے بھی بڑے عالم تھے۔ (۲۳۱)

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

سمع في دمشق والاسكندرية وبغداد وأصبهان، وصنف التصانيف، ولم يزل يسمع ويكتب، وإليه انتهى حفظ الحديث متناً وإسناداً ومعرفة، مع الورع والعباد والتمسك بالأثر، والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

ترجمہ

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام الحافظ عبد الغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دمشق، الاسکندریہ، بغداد اور اصبہان میں احادیث مبارکہ کا سماع کیا، اور بہت سی کتب تحریر فرمائیں اور ہمیشہ احادیث مبارکہ کا سماع کرتے رہتے اور احادیث مبارکہ لکھتے رہتے تھے اور حدیث مبارک کو متن وسند کے ساتھ یاد کرتے تھے اور حدیث کی معرفت بھی بہت زیادہ رکھتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ

نہایت متقی اور عبادت گزار اور سنت مبارکہ کی پیروی کرنے والے تھے اور نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے تھے ۔(۲۳۲)

عبادت وریاضت

قَالَ :وَكَانَ يُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ وَلَيلَة ثَلاثَ مائَة رَكْعَة، وَيَقوم اللَّيْل، وَيَحْمِل مَا أمكنه إِلَى بُيُوت الأَرَامل وَاليَتَامَى سرّاً، وَضَعف بَصَره مِنْ كَثْرَة البُكَاء وَالمُطَالَعَة، وَكَانَ أوحد زَمَانه فِي علم الحَدِيْث.

ترجمہ

الشیخ الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الحافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ رات اور دن کو تین سو رکعت پڑھا کرتے تھے اور رات کو قیام کیا کرتے تھے اور جتنا ہوسکتا کھانا وغیرہ بیواؤں اور یتیموں کے گھروں تک خود جا کر پہنچاتے تھے اور وہ بھی خفیہ طور پر اور بہت زیادہ رونے اور بہت زیادہ کتب کے پڑھنے سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی کمزور ہوگئی تھے، اور حدیث شریف کے بڑے علماء کرام میں سے ایک تھے ۔(۲۳۳)

ہر ایک سنی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت کرتا تھا

وقال الضياء :ما أعرف أحدا من أهل السّنة رأى الحافظ عبد الغنى إلّا أحبّه حبّا شديدا، ومدحه مدحا كثيرا .وكان إذا مر بأصبهان يصطفّ الناس في السوق فينظرون إليه، ولما وصل إلى مصر أخيرا كان إذا خرج يوم الجمعة إلى الجامع لا يقدر يمشى من كثرة الخلق يتبركون به ويجتمعون حوله .وقال الشيخ موفق الدّين :كان جوادا يؤثر بما تصل إليه يده سرّا وعلانية.

ترجمہ

الشیخ الامام الحافظ الضیاء المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اہل سنت میں سے کسی ایسے شخص کا علم نہیں ہے جو الشیخ الحافظ الامام عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت نہ کرے جو بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا وہ بہت زیادہ محبت بھی کرتا اور آپ کی مدح بھی کیا کرتا تھا، اور جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اصبہان میں تشریف لائے تو اہل اصبہان بازاروں میں صفیں بنا کر آپ کا دیدار کیا کرتے تھے اور جب مصر تشریف لائے تو جب جمعہ المبارک کو جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے باہر نکلتے تو اتنے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کرنے آتے کہ ان کا چلنا مشکل ہو جاتا تھا وہ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرد جمع ہو کر آپ سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔

الشیخ الامام موفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام الحافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے بڑے سخی تھے کہ سر عام بھی خرچ کرتے اور پوشیدہ بھی لوگوں میں بہت سا پیسہ بانٹا کرتے تھے ۔(۲۳۴)

وفات شریف کا منظر

سَمِعْتُ أَبَا مُوْسَى يَقُوْلُ :مَرِضَ أَبِي فِي رَبِيْع الأَوَّلِ مرضاً شَدِيداً مَنعه مِنَ الكَلاَمِ وَالقِيَام، وَاشتدَّ سِتَّة عشرَ يَوْماً، وَكُنْت أَسأَلُه كَثِيراً :مَا يَشتهِي؟ فَيَقُوْلُ :أَشتهِي الجَنَّة، أَشتهِي رَحْمَة الله، لاَ يَزِيْد عَلَى ذَلِكَ، فَجِئْتُه بِمَاء حَارّ فَمدَّ يَده فَوضأْته وَقت الفَجْر، فَقَالَ :يَا عَبْدَ اللهِ قُمْ صلِّ بِنَا وَخفّف، فَصَلَّيْت

بالجَمَاعَة، وَصَلَّى جَالِساً، ثُمَّ جلَسْت عِنْد رَأْسه، فَقَالَ :اقْرَأْ يس، فقرأتها، وجعل يدعو وَأَنَا أُؤَمِّن، فَقُلْتُ: هُنَا دَوَاء تَشْرَبُهُ، قَالَ :يَا بُنَيَّ إمَا بَقِيَ إِلَّا الْمَوْت .فَقُلْتُ :مَا تَشتهِي شَيْئاً؟ قَالَ :أَشْتهِي النَّظَر إِلَى وَجه الله -سُبْحَانه .فَقُلْتُ :مَـا أَنْتَ عَنِّي رَاض؟ قَالَ :بَـلَى وَاللهِ، فَقُلْتُ :مَـا توصى بِشَيْء؟ قَالَ :مَـا لِي عَلَى أَحَد شَيْء، وَلاَ لِأَحدٍ عَلَيَّ شَيْء، قُلْتُ :تُوصِينِي؟ قَالَ :أُوصِيك بِتَقْوَى الله وَالمحَافِظَة عَلَى طَاعته، فَجَاءَ جَمَاعَة يَعُوْدُوْنَهُ، فَسلّموا، فَردّ عَلَيْهِم، وَجَعَلُوا يَتحدثُون، فَقَالَ :مَا هَذَا؟ اذكرُوا الله، قَوْلُوا لاَ إِلَهَ إِلَّا الله، فَلَمَّا قَامُوا جَعَلَ يذْكُرَ الله بِشفتيه، وَيُشِير بِعَيْنَيْهِ، فَقُمت لأُنَاول رَجُلاً كِتَاباً مِنْ جَانب المَسْجد فَرَجَعت وَقَدْ خَرَجت روحه، -رَحِمَهُ الله، وَذَلِكَ يَوْم الاثْنَيْنِ الثَّالِث والعشرين من ربيع الأول، سنة ست مائَةٍ، وَبَقِيَ لَيْلَة الثُّلاَثَاء فِي المَسْجِدِ وَاجْتَمَعَ الْخلق مِنَ الغَدِ، فَدَفَنَّاهُ بِالقَرَافَة .قال لي والدي في مرضه الذي مات فيه :يا بني أوصيك بتقوى الله والمحافظة على طاعته، فجاء جماعة يعودونه فسلّموا عليه فردّ عليهم السلام وجعلوا يتحدثون، ففتح عينيه وقال :ما هذا الحديث؟ اذكروا الله وقولوا :لا إله إلا الله، فقالوها ثم قاموا، فجعل يذكر الله ويحرّك شفتيه بذكره، ويشير بعينه، فدخل رجل فسلّم عليه وقال له :ما تعرفني يا سيدي، فقال :بلى، فقمت لأناوله كتابا من جانب المسجد، فرجعت وقد خرجت روحه، وذلك يوم الاثنين الثالث والعشرون من ربيع الأول، ودفناه يوم الثلاثاء بالقرافة مقابل قبر الشيخ أبي عمرو بن مرزوق.

ترجمہ

الشیخ الامام الحافظ الضیاء المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے ابوموسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا (یہ الشیخ الامام الحافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے ہیں) فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ربیع الاول میں ہی بیمار ہوگئے تھے اور مرض اتنا بڑھ گیا کہ ان سے کلام کرنا اور قیام کرنا سب مشکل ہوگیا، اور مرض بہت زیادہ شدت اختیار کرگیا اور سولہ دن یہی کیفیت رہی، میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھتا تھا کہ کسی چیز خواہش ہے؟ تو فرماتے تھے: مجھے جنت کی خواہش ہے، میں نے کہا: کسی اور چیز کی خواہش؟ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خواہش ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کچھ بھی نہیں۔ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گرم پانی لے کر آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضو کیا اور فرمایا: اے عبداللہ! اٹھو اور ہمیں نماز پڑھاؤ۔ میں کھڑا ہوا اور میں نے جماعت کروائی اور الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیماری کی شدت کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کی، نماز سے فارغ ہوکر میں آپ کے سر کے پاس بیٹھ گیا۔ مجھے فرمایا: سورۃ یاسین پڑھو۔ میں نے سورت یاسین پڑھنا شروع کردی اور شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا مانگنی شروع کی اور میں آمین کہتا رہا۔ میں نے عرض کی: جناب! یہاں دوائی موجود ہے اگر فرمائیں تو دوائی دوں؟ فرمانے لگے: اے بیٹے اب صرف موت ہے۔ میں نے عرض کیا: کسی چیز کو دل چاہ رہا ہو؟ فرمانے لگے: میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کا دیدار کروں۔ میں نے پھر عرض کیا: آپ مجھ سے راضی تو ہیں؟ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ کی قسم ضرور راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا: کوئی وصیت فرمادیں، فرمانے لگے کہ نہ تو میں نے کسی کا قرض دینا ہے اور نہ ہی کسی نے میرا قرض دینا ہے۔ میں نے پھر عرض کیا: کوئی وصیت فرمائیں گے؟ فرمانے لگے: میں تم کو وصیت

کرتا ہوں اللہ تعالی سے ڈرنے کی اور اس کی اطاعت کرنے کی۔

اتنے میں لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی عیادت کرنے آ گئے اور انہوں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے ان کو جواب دیا، وہ بیٹھے بیٹھے باتیں کرنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمانے لگے: یہ کیا باتیں کر رہے ہو؟ لا الہ الا اللہ پڑھو اور اللہ تعالی کا ذکر کرو وہ جب اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اللہ تعالی کا ذکر کرنا شروع کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہونٹ مبارک حرکت کر رہے تھے اور اپنی آنکھوں سے اشارہ کر رہے تھے۔ میں کھڑا ہوا اور مسجد سے کتاب لینے گیا، جب واپس آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مبارک روح پرواز کر گئی تھی، وہ اتوار کا دن تھا اور ربیع الاول کی ۲۳ تاریخ تھی سنہ (۶۰۰ ھ) تھا اور اس رات کو آپ کا جنازہ مسجد میں ہی رہا اور دوسرے دن مخلوق کی بہت زیادہ تعداد جمع ہو گئی، تو ہم نے قرافہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو سپرد خاک کیا۔ (۲۳۵)

اخلاق عالیہ اور انفاق فی سبیل اللہ

قَالَ الضِّيَاء ، وَكُنَّا أَحْدَاثاً نكْتُب الحَدِيْث حَوْلَهُ، فَضحكنَا مِنْ شَيْءٍ، وَطَال الضحک، فَتبسَّم وَلَمْ يَحْرَد عَلَيْنَا، وَكَانَ سخياً، جَوَاداً، لاَ يَدّخر دِيْنَاراً وَلاَ دِرْهَماً مهمَا حصَّل أَخْرَجَهُ، لَقَدْ سَمِعْتُ عَنْهُ :أَنَّهُ كَانَ يَخْرُج فِي اللَّيْلِ بِقفَاف الدّقيق إِلَى بيُوت مُتنَكِّراً فِي الظّلمَة، فَيُعْطِيهم وَلاَ يُعرَف.

ترجمہ

الشیخ الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ہم بچے تھے اور الشیخ الحافظ عبد الغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے گرد بیٹھے حدیث شریف لکھ رہے تھے کہ اچانک کسی بات پر ہنسی آ گئی اور وہ ہنسی طول پکڑ گئی الشیخ الحافظ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ پاس بیٹھے مسکراتے رہے اور انھوں نے ہمیں ڈانٹا نہیں۔

الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت زیادہ سخی تھے اور جو مانگتا اس کو بھی دیتے اور جو نہ مانگتا اس کو بھی دیتے تھے۔ اور کبھی بھی درہم و دینار جمع نہ کرتے تھے اور اسی وقت خرچ کر دیتے جب ان کے پاس پیسے آتے تھے۔ اور میں نے لوگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ راتوں کو گھروں سے نکلتے اور اپنے کندھے پر آٹے کا توڑا اٹھاتے اور رات کے اندھیرے میں لوگوں کے گھروں میں جا کر دے آتے تھے اور جن کو دیتے ان کو بھی پتہ نہ چلنے دیتے تھے کہ یہ کون دے گیا ہے؟۔ (۲۳۶)

سبحان اللہ کیا سخاوت ہے؟

قَالَ خَالِي الشَّيْخ مُوَفَّق الدِّيْنِ :كَانَ الحَافِظ يُؤثر بِمَا تَصل يَده إِلَيْهِ سِرّاً وَعَلاَنِيَّة، ثُمّ سرد حِكَايَات فِي إِعطَائِهِ جُمْلَةَ دَرَاهِمَ لِغَيْرِ وَاحِدٍ .قَالَ :وَسَمِعْتُ بدر بن مُحَمَّدٍ الجَزَرِيّ يَقُوْلُ :مَا رَأَيْتُ أَحَداً أكرم مِنَ الحَافِظ؛ كُنْت أَسْتَدِين يَعْنِي لِأُطْعم بِهِ الفُقَرَاء ، فَبقِي لِرَجُلٍ عِنْدِي ثَمَانِيَة وَتِسْعُوْنَ دِرْهَماً، فَلَمَّا تَهَيَّأَ الوَفَاء ، أَتَيْتُ الرَّجُل، فَقُلْتُ :كَمْ لَکَ؟ قَالَ :مَا لِي عِنْدَکَ شَيْءٍ !قُلْتُ :مَنْ أَوْفَاهُ؟ قَالَ :قَدْ أُوفِي عَنْکَ، فَكَانَ وَفَّاهُ الحَافِظُ وَأَمره أَنْ يَكتم عَلَيْهِ.

ترجمہ

الشیخ الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الحافظ

عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا اس کو اللہ تعالی کی راہ میں دے دیتے ، اور بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا وہ سب کچھ خرچ کر دیتے۔

الشیخ الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ بدر بن محمد بن الجزری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ میں نے الشیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بڑھ کر عزت والا شخص کوئی نہیں دیکھا، ایک بار ایسا ہوا کہ میں نے ایک شخص سے فقیروں کو کھانا کھلانے کے لئے قرض لیا اور وہ تقریباً ۹۸ درھم تھے، جب میرے پاس پیسے میسر آئے تو میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا: کتنے پیسے ہیں؟ تو اس نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں نے کہا: کس نے ادا کیے ہیں؟ تو اس نے کہا: آپ کا قرض الشیخ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ادا کر دیا ہے اور بتانے سے منع کیا تھا۔ (۲۳۷)

امر بالمعروف ونھی عن المنکر

كَانَ لاَ يَرَى مُنكراً إِلَّا غَيَّرَهُ بِيَدِهِ أَوْ بِلِسَانِهِ، وَكَانَ لاَ تَأْخُذُه فِي اللهِ لَوْمَة لائِم .قَدْ رَأَيْتُهُ مرَّة يهريق خمراً، فَجبذ صَاحِبُهُ السَّيف فَلَمْ يَخفْ مِنهُ، وَأَخَذَهُ مَن يَدِهِ، وَكَانَ قَوِيّاً فِي بَدَنِهِ، وَكَثِيراً مَا كَانَ بِدِمَشْق يُنكِرُ وَيكسر الطَّنَابِيرَ وَالشَّبابَات .قَالَ خَالِي المُوَفَّق :كَانَ الحَافِظ لاَ يَصبر عَنْ إِنْكَار المُنْكَر إِذَا رَآهُ، وَكُنَّا مرَّة أَنْكرنَا عَلَى قَوْم، وَأَرقنَا خمرهُم، وَتضَارَبْنَا.

ترجمہ

الشیخ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب بھی کوئی برائی دیکھتے تو ان سے صبر نہ ہوتا تھا اس کو ہاتھ سے یا زبان سے روکتے تھے۔ اور اللہ تعالی کے دین کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کا کوئی خوف نہ رکھتے تھے۔ ایک بار میں نے دیکھا انہوں نے شراب کے مٹکے بہا دئے اور شراب کے مالک نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر تلوار سونت دی، آپ اس سے بالکل نہیں ڈرے بلکہ اس کی تلوار اپنے ہاتھ سے پکڑ لی۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ جسمانی لحاظ بھی بڑے طاقتور تھے اور دمشق میں تو بہت زیادہ برائی سے منع کرتے تھے اور کئی بار ایسا ہوا کہ ڈھول باجے توڑ دیا کرتے تھے۔

اور میرے ماموں الشیخ موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے صبر نہ ہوتا تھا جیسے ہی برائی دیکھتے تھے فوراً اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ ہم نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ شراب لئے جا رہے ہیں ہم نے ان کے ساتھ لڑائی کی اور ان کی شراب بہا دی اور وہیں ہماری ان کے ساتھ بہت زیادہ لڑائی ہو گئی۔ (۲۳۸)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حکمرانوں پر ہیبت

سَمِعْتُ فَضَائِلَ بَنَ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيّ بنِ سُرُورٍ المَقْدِسِيَّ يَقُوْلُ :سمِعتهُم يَتحدثُونَ بِمصْرَ أَنَّ الحَافِظ كَانَ قَدْ دَخلَ عَلَى العَادل، فَقَامَ لَهُ، فَلَمَّا كَانَ اليَوْم الثَّانِي، جَاءَ الأُمَرَاء إِلَى الحَافِظ مِثْل سركس وَأُزكش، فَقَالُوا :آمنَّا بِكَرَامَاتك يَا حَافِظ .وذكرُوا أَنَّ العَادل قَالَ :مَا خفتُ مِنْ أَحَد مَا خفت مِنْ هَذَا .فَقُلْنَا :أَيُّهَا المَلك، هَذَا رَجُل فَقِيْه .قَالَ :لَمَّا دَخلَ مَا خُيِّل إِلَي إِلَّا أَنَّهُ سَبعٌ .وَبَلَغَنِي بَعْد عَنهُ أَنَّهُ قَال :مَا رَأَيْتُ بِالشَّامِ وَلاَ مصر مِثْل فُلاَن، دَخلَ عليّ، فَخُيِّل إِلَيَّ أَنَّهُ أَسد، وَهَذَا بِبركة دعَائِكم وَدُعَاء الأَصْحَاب.

ترجمہ

الشیخ الحافظ الضیاء المقدسی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ فضائل بن محمد بن علی بن سرور المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو فرماتے ہوئے سنا، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے محدثین کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ الشیخ الحافظ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مصر میں حاکم وقت عادل کے پاس گئے تو حاکم ان کے لئے کھڑا ہوگیا، پس جب دوسرا دن آیا تو اس کے امراء جن میں سرکس اور ازکش تھے الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے: اے حافظ! ہم نے آپ کی کرامت کو مان لیا ہے۔ اور انہوں نے یہ بتایا کہ جب آپ بادشاہ کے پاس آئے اور وہ کھڑا ہوگیا بعد میں اس نے ہمیں بتایا کہ میں آج تک کسی سے خوف زدہ نہیں ہوا جس طرح آج میں ان سے ڈر گیا ہوں۔ ہم نے اس کو کہا: اے عادل! وہ تو ایک عالم ہیں بس اس کے علاوہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس نے کہا: جب وہ میرے قریب آئے تو مجھے یوں لگا کہ ایک شیر ہے جو مجھ پر حملہ کرنے لگا ہے۔ اور مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ دمشق اور مصر میں آپ جیسا کوئی بھی نہیں دیکھا جب میرے پاس آئے تو مجھے یوں لگا کہ وہ ایک شیر ہے اور یہ تمھاری دعا کی برکت ہے کہ میں بچ گیا ہوں۔ (۲۳۹)

ملاحظہ فرمائیں یہ ہیں الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شیر جو انہوں نے تیار کیے ہیں کہ حکمران ان سے ڈرتے ہیں اور ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں، اور یہ ہیں کہ ان سے ڈرے بغیر کلمہ حق بلند کرتے رہتے ہیں۔ کاش کہ آج بھی ایسے علماء وجود میں آتے جو اہل حق کا سر فخر سے بلند کرتے۔ اللہ تعالی جزائے خیر دے الشیخ الامام الحافظ خادم حسین الرضوی حفظہ اللہ تعالی کو کہ انہوں نے وقت کے حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کلمہ حق کہا ہے اور آج سارے حکمران ان سے خوفزدہ ہیں۔

تلاوت قرآن اور عبادت

سَمِعتُ مَحمُودَ بنَ سَلامَةَ التَّاجِر الحَرانِیّ یَقُولُ :کَانَ الحَافِظُ عَبدُ الغَنِیِّ نَازِلاً عِندِی بِأَصبَهَانَ، وَمَا کَانَ یَنَامُ مِنَ اللَّیلِ إلَّا قَلِیلاً، بَلْ یُصَلِّی وَیَقرأُ وَیَبْکِی .وَسَمِعتُ الحَافِظَ یَقُولُ :أَضَافَنِی رَجُلٌ بِأَصبَهَانَ، فَلَمَّا تَعَشَّینَا، کَانَ عِندَهُ رَجُل أَکل مَعَنَا، فَلَمَّا قُمنَا إلَی الصَّلاةِ لَم یصل، فَقُلتُ :مَا لَهُ؟ قَالُوا :هَذَا رَجُل شَمسِیّ. فَضَاق صَدرِی، وَقُلتُ لِلرَّجُلِ :مَا أَضفتَنِی إلَّا مَعَ کَافِرٍ !قَالَ :إنَّهُ کَاتِب، وَلَنَا عِندَهُ رَاحَة، ثُمَّ قُمت باللیل أصلی، وذاک یَستَمِع، فَلَمَّا سَمِعَ القُرآن تَزَفَّر، ثُمَّ أَسلَمَ بَعد أَیَّام، وَقَالَ :لَمَّا سَمِعتک تَقرَأُ، وَقَعَ الإِسْلَامَ فِی قَلْبِی.

ترجمہ

الشیخ الامام الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمود بن سلامہ التاجر الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ: حافظ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ میرے پاس اصبہان میں آئے تو ساری ساری رات عبادت کیا کرتے تھے بس تھوڑا سا آرام کیا کرتے، پھر نماز ادا کرتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے اور روتے رہتے تھے۔

اور میں نے الشیخ الحافظ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: وہ کہہ رہے تھے کہ اصبہان میں ایک شخص ہمارے ساتھ مل گیا جب شام کا کھانا کھایا تو اس نے بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایا مگر جب نماز کا وقت آیا تو اس نے نماز نہ پڑھی عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اس کو کیا ہوا نماز نہیں پڑھ رہا؟ تو انہوں نے کہا: یہ سورج کا پجاری ہے اور مسلمان نہیں ہے۔ یہ بات سنتے ہی میرا سینہ بہت

تنگ ہوا اور میں نے اس کو کہا: تو نے ہمارے ساتھ کافر کو چمٹا دیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ کاتب ہے اور یہ کام وغیرہ کرتا رہتا ہے، پھر میں کھڑا ہوا اور نماز ادا کرنے لگا اور میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا اور وہ سنتا رہتا اور کچھ ہی دن گزرے کہ وہ شخص کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا اور وہی بولا کہ جب آپ قرآن کریم پڑھتے تھے تو میں قرآن کریم سنتا تھا سنتے سنتے قرآن کریم میرے دل میں گھر کر گیا۔(۲۴۰)

عرش کے نیچے رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کا درس

سَمِعْتُ الْفَقِيْهِ أَحْمَد بن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الغني سنة اثنتي عشرة يقول: رأيت البارحة أخاك الْكَمَال عَبْد الرَّحِيْمِ -وَكَانَ تُوُفِّيَ تِلْكَ السَّنَةَ -فِي النَّوْمِ، فَقُلْتُ :يَا فُلَانُ أَيْنَ أَنْتَ؟ قَالَ :فِي جَنَّة عدن، فَقُلْتُ :أَيُّمَا أَفْضَلُ الحَافِظُ أَوِ الشَّيْخُ أَبُو عُمَرَ؟ فَقَالَ :مَا أَدْرِي، وَأَمَّا الحَافِظ فَكُلُّ لَيْلَة جُمُعَة يُنْصب لَهُ كُرْسِيّ تَحت الْعَرْش، وَيُقْرَأُ عَلَيْهِ الحَدِيْث، وَيُنْثَرُ عَلَيْهِ الدُّرُّ وَالجَوْهَر، وَهَذَا نَصِيْبِي مِنْهُ، وَكَانَ فِي كُمّه شَيْء.

ترجمہ

الشیخ الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنہ (۶۱۲ھ) کو الشیخ الفقیہ احمد بن محمد بن عبد الغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ فرمانے لگے کہ میں نے آج رات آپ کے بھائی الشیخ الکمال بن عبد الرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا ہے (ان کا وصال شریف اسی سال ہوا تھا) میں نے ان کو کہا: اے فلاں! تم کہاں ہو؟ تو انہوں نے کہا: میں جنت عدن میں ہوں۔ میں نے کہا: الحافظ عبد الغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افضل ہیں یا ابو عمر ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افضل ہیں؟ تو انہوں نے کہا: مجھے یہ پتہ نہیں ہے البتہ اتنا مجھے پتہ ہے ہر شب جمعہ کو الشیخ الحافظ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے عرش کے نیچے ایک تخت بچھایا جاتا ہے اور اس پر وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف بیان کرتے ہیں اور ان پر موتی اور جواہرات نثار کئے جاتے ہیں۔(۲۴۱)

ایصال ثواب

سَمِعْتُ الشَّيْخ عَبْد اللهِ بن حَسَنِ بنِ مُحَمَّدِ الكُرْدِيّ بِحَرَّانَ يَقُوْلُ :قَرَأْت فِي رَمَضَانَ ثَلَاثِيْنَ ختمَة، وَجَعلت ثوَاب عشر مِنهَا لِلْحَافِظ عَبْد الغَنِيّ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي :ترَى يَصل هَذَا إِلَيْهِ؟ فَرَأَيْت فِي النَّوْمِ كَأَنَّ عِنْدِي ثَلَاثَة أَطباق رطب، فَجَاءَ الحَافِظ وَأَخَذَ وَاحِداً مِنْهَا.

ترجمہ

الشیخ الامام الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ عبد اللہ بن حسن بن محمد الکردی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رمضان المبارک میں تیس قرآن کریم ختم کئے اور ان تیس میں سے دس قرآن کریم کا ثواب حضرت الشیخ الامام الحافظ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایصال کر دیا۔ اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ ان کو پہنچے گا کہ نہیں؟ پس میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس تین تھال ہیں اور ان میں تازہ کھجوریں ہیں۔ پھر الشیخ الحافظ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور ان میں سے ایک تھال لے لیا۔(۲۴۲)

الحافظ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشائخ

سَمِعَ الكَثِيْرَ بِدِمَشْق، وَالإِسْكَنْدَرِيَّة، وَبَيْتَ المَقْدِسِ، وَمِصْرَ، وَبَغْدَادَ، وَحَرَّانَ، وَالمَوْصِلَ، وَأَصْبَهَانَ،

وَهَمَذَانَ، وَكَتَبَ الكَثِيرَ .سَمِعَ :أَبَا الفَتحِ ابنَ البَطِّيِّ، وَأَبَا الحَسَنِ عَلِيَّ بنَ رَبَاحِ الفَرَّاءِ، وَالشَّيخَ عَبْدَ القَادِرِ الجِيلِيَّ، وَهِبَةَ اللهِ بنَ هِلاَلِ الدَّقَّاقِ، وَأَبَا زُرعَةَ المَقْدِسِيَّ، ومعمر بن الفاخر، واحمد بن المقرب، ويحيى بن ثابت، وأبا بكر بن النَّقُّورِ، وَأَحْمَدَ بنَ عَبْدِ الغَنِيِّ البَاجِسْرَائِيِّ، وَعِدَّةً بِبَغْدَادَ، وَ

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دمشق اور اسکندریہ، بیت المقدس، مصر، بغداد معلّٰی، حران، اصبہان، ہمذان میں محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا، اور بہت سی احادیث شریفہ لکھیں۔ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابوالفتح ابن البطی، ابوالحسن علی بن رباح الفراء، الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ، ہبۃ اللہ بن ہلال الدقاق، ابوزرعہ المقدسی، معمر بن الفاخرم احمد بن المقرب، یحیٰی بن ثابت، ابوبکر بن النقور، احمد بن عبدالغنی الباجسرائی، اوران کے علاوہ بغداد کے بہت سے محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ (۲۴۳)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

.وَلَمْ يَزَلْ يَطلُبُ وَيَسْمَعُ وَيَكْتُبُ، وَيسهَرُ، وَيدأَبُ، وَيَأْمُرُ بِالمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ المُنْكَرِ، وَيَتقِي اللهَ، وَيَتعبَّدُ وَيَصُوْمُ، وَيَتهجَّدُ، وَيَنشرُ العِلْمَ إِلَى أَنْ مَاتَ .رَحَلَ إِلَى بَغْدَادَ مرَّتينِ، وَإِلَى مِصرَ مرَّتينِ؛ سَافرَ إِلَى بَغْدَادَ هُوَ وَابْنُ خَالِهِ الشَّيْخُ المُوَفَّقُ فِي أَوَّلِ سَنَةِ إِحْدَى وَسِتِّيْنَ، فَكَانَا يَخرُجَانِ مَعاً وَيَذْهَبُ أَحدُهُمَا فِي صُحْبَةِ رفِيقِهِ إِلَى دَرْسِهِ وَسَمَاعِهِ، كَانَا شَابَّيْنِ مُخْتَطّين، وَخوَّفَهُمَا النَّاسُ مِنْ أَهْلِ بَغْدَادَ، وَكَانَ الحَافِظُ مَيْلُهُ إِلَى الحَدِيْثِ وَالمُوَفَّقُ يُرِيْدُ الفِقْهَ، فَتفقَّهَ الحَافِظُ وَسَمِعَ المُوَفَّقُ مَعَهُ الكَثِيْرَ، فَلَمَّا رَآهُمَا العُقَلاَءُ عَلَى التَّصَوُّنِ وَقِلَّةِ المُخَالَطَةِ أَحَبُّوهُمَا، وَأَحْسَنُوا إِلَيهِمَا، وَحصَّلاَ عِلْماً جمّاً، فَأَقَامَا بِبَغْدَادَ نَحْوَ أَرْبَعِ سِنِيْنَ، وَنَزَلاَ أَوَّلاً عِنْدَ الشَّيْخِ عَبْدِ القَادِرِ فَأَحْسَنَ إِلَيهِمَا، ثُمَّ مَاتَ بَعْدَ قُدُومِهِمَا بِخَمْسِيْنَ لَيْلَةً.

ترجمہ

الشیخ الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ علم طلب کرتے رہے اور احادیث شریف لکھتے اور پڑھتے رہے اور راتوں کو جاگتے اور عبادت کرتے رہے اور نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے اور روزہ رکھتے رہے اور تہجد ادا کرتے رہے اور علم کی نشرواشاعت میں لگے رہے اور یہی معمول ان کی وفات شریف تک رہا۔

الشیخ الامام الحافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد معلّٰی کا سفر دو بار کیا اور مصر کا سفر بھی دو بار کیا، جب بھی سفر کرتے تو ان کے ساتھ ان کے ماموں کے بیٹے الشیخ الامام الحافظ موفق الدین بن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہوتے تھے۔ پہلی بار جب بغداد معلّٰی گئے تو اس وقت سنہ (۶۵۱ھ) تھا، یہ دونوں اس وقت نوجوان تھے ان کو لوگوں نے بہت ڈرایا کہ اہل بغداد ٹھیک نہیں ہیں۔

الشیخ الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا میلان زیادہ حدیث شریف کی طرف تھا جبکہ الموفق بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شوق فقہ پڑھنے کا تھا۔ پس انہوں نے بہت زیادہ علم فقہ اور علم حدیث حاصل کیا، پس حافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الموفق بن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ علم فقہ جبکہ امام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے ساتھ بہت زیادہ حدیث شریف کا سماع کیا۔ جب

اہل بغداد نے ان کو دیکھا تو ان کے ساتھ بہت محبت سے پیش آئے۔ اور انہوں نے ان کے ساتھ بہت زیادہ نیکی کی اور انہوں نے بہت زیادہ علم حاصل کرلیا۔ پھر انہوں نے بغداد معلّٰی میں چار سال تک قیام کیا، پہلے پہلے یہ دونوں الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے ساتھ بہت زیادہ نیکی کی پھر الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کا وصال شریف ہوگیا تو ان کو الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں صرف پچاس راتیں گزارنی نصیب ہوئیں۔ (۲۴۴)

الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

قُلْتُ :حَدَّثَ عَنْهُ الشَّيْخُ مُوَفَّقُ الدِّيْنِ، وَالحَافِظُ عِزُّ الدِّيْنِ مُحَمَّدٌ، وَالحَافِظُ أَبُو مُوْسَى عَبْدُاللهِ، والفَقِيْهُ أَبُو سُلَيْمَانَ أَوْلَادُهُ، وَالحَافِظُ الضِّيَاءُ، وَالخَطِيْبُ سُلَيْمَانُ بْنُ رَحْمَةَ الأَسْعَرْدِيُّ، وَالبَهَاءُ عَبْدُ الرحمان، والشيخ الفقيه محمد اليونيني، والزين بن عَبْدِ الدَّائِمِ، وَأَبُو الحَجَّاجِ بْنُ خَلِيْلٍ، وَالتَّقِيُّ اليَلْدَانِيُّ، وَالشِّهَابُ القُوْصِيُّ، وَعَبْدُ العَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الجَبَّارِ القَلَانِسِيُّ، وَالوَاعِظُ عُثْمَانُ بْنُ مَكِّيٍّ الشَّارِعِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَامِدٍ الأَرْتَاحِيُّ، وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ القَوِيِّ بنِ عَزُّوْنَ، وَأَبُو عِيْسَى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَلَّاقٍ الرَّزَّازُ، وَخَلْقٌ، آخِرُهُم مَوْتاً سَعْدُ الدِّيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُهَلْهَلٍ الجينِيُّ. وَرَوَى عَنْهُ بِالإِجَازَةِ شَيْخُنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الخَيْرِ الحَدَّادُ.

ترجمہ

الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ الامام موفق الدین بن قدامہ، الحافظ عزالدین محمد، الحافظ ابوموسیٰ عبداللہ، الفقیہ ابوسلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سارے الشیخ الحافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے ہیں، الحافظ الضیاء المقدسی، الخطیب سلیمان بن رحمۃ الاسعردی، البہاء عبدالرحمان، الشیخ الفقیہ محمد الیونینی، الزین بن عبدالدائم، ابوالحجاج بن خلیل، التقی الیلدانی، الشہاب القوصی، عبدالعزیز بن عبدالجبار القلانسی، الواعظ عثمان بن مکی الشارعی، احمد بن حامد الارتاجی، اسماعیل بن عبدالقوی بن عزون، ابوعیسیٰ عبداللہ بن علاق الرزاز، اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف روایت کی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں میں سب سے آخری محدث الشیخ سعدالدین بن محمد بن مہلہل الجینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازتِ حدیث پانے والوں میں الشیخ الامام احمد بن الخیر الحداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل ہیں (یاد رہے یہ حضرت الشیخ الامام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھی استاد ہیں) (۲۴۵)

امیر المومنین فی الحدیث

قَالَ ضِيَاءُ الدِّيْنِ :كَانَ شَيْخُنَا الحَافِظُ لَا يَكَادُ يُسْأَلُ عَنْ حَدِيْثٍ إِلَّا ذَكَرَهُ وَبَيَّنَهُ، وَذَكَرَ صِحَّتَهُ أَوْ سقمَهُ، وَلَا يُسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ إِلَّا قَالَ :هُوَ فُلَانُ بنُ فُلَانٍ الفُلَانِيُّ وَيذكرُ نسبَهُ، فَكَانَ أَمِيْرَ المُؤْمِنِيْنَ فِي الحَدِيْثِ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ :كُنْتُ عِنْدَ الحَافِظِ أَبِي مُوْسَى، فَجرَى بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ منَازعَةٌ فِي حَدِيْثٍ، فَقَالَ :هُوَ فِي "صَحِيْحِ البُخَارِيِّ". فَقُلْتُ :لَيْسَ هُوَ فِيْهِ، قَالَ :فَكَتَبَهُ فِي رُقْعَةٍ، وَرفعهَا إِلَى أَبِي مُوْسَى يَسْأَلُهُ، قَالَ:

فَنَاوَلَنِی أَبُو مُوسَی الرُّقْعَةَ، وَقَالَ :مَا تَقُولُ؟فَقُلْتُ :مَا هُوَ فِی "الْبُخَارِیّ"، فَخجِلَ الرَّجُلُ.قَالَ الضِّیَاءُ: رَأَیْتُ فِی النَّوْمِ بِمَرْوَ کَأَنَّ الْبُخَارِیَّ بَیْنَ یَدَی الحافِظِ عَبْدِ الغَنِیِّ، یَقرَأُ عَلَیْهِ مِنْ جزءٍ.وَکَانَ الحَافِظُ یَرُدُّ عَلَیْهِ، أَوْ مَا هَذَا مَعْنَاهُ.

ترجمہ۔

الشیخ الامام ضیاء الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے جب بھی کسی حدیث کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فوراً بیان کردیتے تھے اوراس کی صحت وسقم کو بھی واضح کردیتے تھے،اور جب بھی آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال کیا جاتا کہ راوی شخص کیسا ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فوراً فرماتے کہ وہ فلاں ہے اوراس کا باپ فلاں ہے اوروہ فلاں خاتون کا بیٹا ہے اوراس کا نسب ذکر کردیتے تھے،آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ امیر المومنین فی الحدیث تھے۔میں نے سنا الشیخ الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ خود فرماتے تھے کہ الحافظ ابوموسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میرے اور ایک شخص کے درمیان بحث شروع ہوگئی۔وہ کہتا تھا کہ یہ حدیث شریف بخاری میں ہے اور میں کہتا تھا کہ بخاری شریف میں نہیں ہے، پس اس نے یہ حدیث لکھ کر الحافظ ابوموسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو جب دی تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے تو اس سے اس شخص کو بہت زیادہ شرمندگی ہوئی۔

الشیخ الامام الحافظ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ الشیخ الامام الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سامنے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ حدیث شریف کا ایک جز تلاوت فرمارہے ہیں اور امام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان کو جوابات دے رہے ہیں۔(۲۴۶)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو کتنی احادیث زبانی یاد تھیں؟

وَسَمِعْتُ إِسْمَاعِیْلَ بنَ ظَفَرٍ یَقُوْلُ :قَالَ رَجُلٌ لِلْحَافِظ عَبْدِ الغنی :رَجُلٌ حلفَ بِالطَّلاقِ أَنَّکَ تَحفظُ مائَةَ أَلْفِ حَدِیْثٍ، فَقَالَ :لَوْ قَالَ أَکْثَرَ لصدَقَ !وَرَأَیْتُ الحَافِظَ عَلَى المِنْبَرِ غَیْرَ مَرَّةٍ یَقُوْلُوْنَ لَهُ اقرَأْ لَنَا مِنْ غَیْرِ کِتَابٍ، فِیقرَأُ أَحَادِیْثَ بأسانیده من حفظه.

وسمعت ابنه عبد الرحمن یَقُوْلُ :سَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِنَا یَقُوْلُ :إِنَّ الحَافِظَ سُئِلَ :لِمَ لاَ تَقرَأُ مِنْ غَیْرِ کِتَابٍ ؟قَالَ :أَخَافُ العُجْبَ.

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ اسماعیل بن ظفر رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے الشیخ الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کہا: اس نے قسم کھائی ہے کہ اگر الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو ایک لاکھ احادیث یاد نہ ہوں تو میری بیوی کو طلاق ،تو الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمانے لگے جاؤ اور جاکر اپنی بیوی کے ساتھ رہو اس کو طلاق نہیں ہوئی مجھے ایک لاکھ سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔

اور میں نے بہت مرتبہ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھا کہ وہ منبر پر ہوتے تو لوگ ان کو کہتے تھے کہ آپ بغیر کتاب کے حدیث شریف بیان کریں تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مکمل حدیث شریف سند کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے اور وہ بھی بغیر کتاب کے۔

اور میں نے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے گھر والوں سے سنا وہ کہتے تھے کہ الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آپ زبانی حدیث شریف بیان کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا: خود بینی کا ڈر ہے۔ (۲۴۷)

سلطان نورالدین زنگی شہید بھی حدیث سننے آتے

وَسَمِعْتُ خَالِي أَبَا عُمَرَ أَوْ وَالِدِي، قَالَ :كَانَ الْمَلِكُ نُوْرُ الدِّيْنِ بنُ زَنْكِي يَأْتِي إِلَيْنَا، وَكُنَّا نَسْمَعُ الْحَدِيْثَ، فَإِذَا أَشْكَلَ شَيْءٌ عَلَى الْقَارِءِ قَالَهُ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ، ثُمَّ ارْتَحَلَ إِلَى السِّلَفِيِّ، فَكَانَ نُوْرُ الدِّيْنِ يَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ :أَيْنَ ذَاكَ الشَّابُّ ؟فَقُلْنَا :سَافَرَ.

ترجمہ

الشیخ الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں الشیخ الامام ابوعمر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا اپنے والد ماجد سے سنا وہ فرماتے تھے: سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے پاس آتے تھے اور ہم حدیث شریف کا سماع کر رہے ہوتے تھے، پس جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو اس کا جواب الشیخ الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیا کرتے تھے، پھر الشیخ الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ الحافظ السلفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے، ان کے جانے کے بعد سلطان زنگی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئے اور سوال کیا کہ وہ جوان کہاں ہے؟ ہم نے کہا: وہ سفر میں ہیں۔ (۲۴۸)

الشیخ الامام عبدالغنی کا مقام محدثین کی نظر میں

وَسَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بنَ عَبْدِ الْمَلِكِ الشَّيْبَانِيَّ، سَمِعْتُ التَّاجَ الْكِنْدِيَّ يَقُوْلُ :لَمْ يَكُنْ بَعْدَ الدَّارَقُطْنِيِّ مِثْلُ الْحَافِظِ عَبْدِ الْغَنِيِّ .وَسَمِعْتُ أَبَا الثَّنَاءِ مَحْمُوْدَ بنَ هَمَّامٍ، سَمِعْتُ الْكِنْدِيَّ يَقُوْلُ :لَمْ يَرَ الْحَافِظُ مِثْلَ نَفْسِهِ. قَالَ أَبُو نِزَارٍ رَبِيْعَةُ الصَّنْعَانِيُّ :قَدْ حَضَرْتُ الْحَافِظَ أَبَا مُوْسَى، وَهٰذَا الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ، فَرَأَيْتُ عَبْدَ الْغَنِيِّ أَحْفَظَ مِنْهُ .سَمِعْتُ عَبْدَ الْغَنِيِّ يَقُوْلُ :كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ الْجَوْزِيِّ فَقَالَ :وُزَيْرَةُ بنُ مُحَمَّدٍ الْغَسَّانِيُّ، فَقُلْتُ :إِنَّمَا هُوَ وَزِيْرَةُ .فَقَالَ :أَنْتُم أَعْرَفُ بِأَهْلِ بَلَدِكُم.

ترجمہ

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالعزیز بن عبدالملک الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے الشیخ الامام تاج الدین الکندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا بندہ نہیں ہوا۔

اور میں نے الشیخ ابوالثناء محمود بن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے الشیخ الامام تاج الدین الکندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا بندہ نہیں دیکھا۔

اور میں نے الشیخ الامام عبدالغنی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں محدث ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا تو انہوں نے کہا:: وریرہ بن محمد الغسانی تو میں نے کہا: وہ تو وزیرہ ہے تو محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ تم اپنے اہل شہر کو زیادہ جانتے

ہو۔(۲۴۹)

دینی مصروفیات

قَالَ الضِّيَاءُ :وَكَانَ -رحِمَهُ اللهُ -مُجْتَهِداً عَلَى الطَّلَبِ، يُكرِمُ الطَّلَبَةَ، وَيُحسِنُ إِلَيْهِم، وَإِذَا صَارَ عِنْدَهُ طَالِبٌ يَفْهَمُ أَمرَهُ بِالرِّحلَة.سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيْمَ بنَ مُحَمَّدٍ الحَافِظَ يَقُوْلُ :مَا رَأَيْتُ الحَدِيْثَ فِي الشَّامِ كُلِّهِ إِلَّا بِبركَةِ الحَافِظِ، فَإِنَّنِي كُلَّ مَنْ سَأَلْتُهُ يَقُوْلُ :أَوَّلُ مَا سَمِعْتُ عَلَى الحَافِظِ عَبْدِ الغَنِيِّ، وَهُوَ الَّذِي حَرَّضَنِي.

ترجمہ

الشیخ الامام الضیاء المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ طلب علم میں بہت زیادہ کوشش کرنے والے تھے،طلبہ کرام کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے اوران کے ساتھ احسان کرتے تھے اوران کے سفری معاملات کو سمجھتے تھے۔
الشیخ ابواسحاق بن ابراہیم بن محمد فرماتے ہیں کہ میں نے شام میں جو حدیث شریف سنی وہ ساری برکت الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ہے۔میں نے سارے شام میں جس سے بھی سوال کیا وہ یہی کہتا کہ میں نے سب سے پہلے حدیث شریف الحافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سنی ہے کیونکہ انہوں نے مجھے شوق دلایا ہے۔(۲۵۰)

معمولات

كَانَ -رَحِمَهُ الله -يَقرَأُ الحَدِيْثَ يَوْمَ الجُمُعَةِ بِجَامِعِ دِمَشْقَ وَلَيلَةَ الخَمِيْسِ، وَيَجْتَمِع خلق، وَكَانَ يَقرَأُ وَيَبْكِي وَيُبْكِي النَّاسَ كَثِيْراً، حَتَّى إِنَّ مَنْ حَضَرَه مَرَّة لاَ يَكَاد يَتركه، وَكَانَ إِذَا فَرَغ دَعَا دُعَاءً كَثِيْراً.

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جمعۃ المبارک اور جمعرات کو جامع دمشق میں حدیث شریف پڑھا کرتے تھے، اورمخلوق خدا ان کے گرد جمع ہو جاتی تھی اور جب یہ حدیث شریف کی قرات کرتے تو خود بھی روتے اوردوسروں کو بھی رلاتے تھے یہاں تک کہ جو بھی ان کے پاس آتا وہ کبھی بھی ان کو چھوڑ کر نہ جاتا تھا،اورآپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حدیث کی قرات کے بعد بہت زیادہ دعا کیا کرتے تھے۔(۲۵۱)

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ایک روایت

أَخْبَرَنَا الإِمَامُ عَبْدُ الحَافِظِ بن بَدْرَان بِنَابُلُس، أَخْبَرَنَا الإِمَامُ الفَقِيْهُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا الحَافِظُ عَبْدُ الغَنِيِّ بن عَبْدِ الوَاحِدِ، حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ السِّلَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَسْعُوْدٍ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ السُّوْذَرْجَانِيّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ مُحَمَّدِ بن حَمْدَانَ الحبَّال، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الفَابَجَانِيّ، حَدَّثَنَا جَدِّي عِيْسَى بن إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا آدم بن أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَيَّان، عَنِ الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" :إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السُّجُوْدَ، فَسَجَدَ، اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، وَيَقُوْلُ :يَا وَيْلَهُ !أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ، فَسَجَدَ، فَلَهُ الجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ، فَعَصَيْتُ، فلي النار.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں الامام عبدالحافظ بن بدران نے نابلس میں خبردی، ہمیں الامام الفقیہ ابومحمد عبداللہ بن احمد نے خبردی، ہمیں الحافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی نے خبردی، ہمیں ابوطاہر السّلفی نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں ابومسعود محمد بن عبداللہ السوذرجانی نے خبردی، ہمیں ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن حمدان الحبال نے خبردی، ہمیں ابومحمد الفابجانی نے خبردی، ہمیں میرے دادا عیسی بن ابراہیم نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں آدم بن ابی ایاس نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں سلیمان بن حیان نے الاعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد سجدہ کرتا ہے تو شیطان رونا شروع کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کرلیا اور جنت کا مالک بن گیا اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم ہوا تھا مگر میں نے نافرمانی کی اور میں دوزخی بن گیا۔ (۲۵۲)

الشیخ الامام شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور ان کے فیض یافتہ ہیں، آپ نے فقر کی زندگی گزاری، مال بہت زیادہ ہاتھ آتا مگر وہ سارا اللہ تعالی کی راہ میں تقسیم کردیتے تھے، بڑے بڑے حکمرانوں کو بھی امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرتے اور اللہ تعالی کے علاوہ کسی سے نہ ڈرتے تھے۔

ولادت باسعادت وحصول علم

امام ابن العماد الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

قدوة أهل التوحيد، وشيخ العارفين أبو حفص، وأبو عبد الله، عمر بن محمد بن عبد الله بن محمد التّيمي البكري الصّوفي الشّافعي. ولد سنة تسع وثلاثين وخمسمائة بسهرورد، وقدم بغداد، فلحق بها هبة الله بن الشّبلي، فسمع منه، وصحب عمّه أبا النّجيب، وتفقه وتفنّن.

ترجمہ

اہل توحید کے امام، اور عارفین کے شیخ، ابوحفص، ابوعبداللہ عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد التیمی البکری الصوفی الشافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۳۹ھ) میں سہرورد میں ہوئی۔ اور وہاں سے بغداد معلیٰ آئے اور یہاں آکر الشیخ ہبۃ اللہ بن الشبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس آکر ٹھہرے اور اپنے چچا الشیخ الامام ابوالنجیب السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت اختیار کی اور ان سے علم فقہ حاصل کیا اور فنون پڑھے۔ (۲۵۳)

الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق مورخین کی رائے

وصنّف التصانيف، منها عوارف المعارف فى بيان طريقة القوم، وانتهت إليه تربية المريدين، وتسليك العبّاد، ومشيخة العراق. قال الذهبى: لم يخلّف بعده مثله. وقال ابن شهبة فى طبقاته: أخذ عن أبى القاسم بن فضلان، وصحب الشيخ عبد القادر، وسمع الحديث من جماعة. وله مشيخة فى جزء لطيف. روى عنه ابن الدّبيثى، وابن نقطة، والضياء، والزّكى البرزالى، وابن النجّار، وطائفة. وقال ابن النجار: كان شيخ وقته فى علم الحقيقة، وانتهت إليه الرئاسة فى تربية المريدين، ودعاء الخلق إلى الله تعالى. وبالغ فى الثناء عليه. وعمى فى آخر عمره وأقعده، ومع ذلك فما أخلّ بشىء من أوراده. وقال ابن خلّكان: كان شيخ الشيوخ ببغداد، وكان له مجلس وعظ، وعلى وعظه قبول كثير. وكان كثير الحجّ، وربما جاور فى بعض حججه،

ترجمہ

اور الشیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتب تصنیف فرمائیں ان میں عوارف المعارف بھی ہے اور ان پر مریدوں کی تربیت اور بندوں کو راہ راست پر چلانا اور عراق کی بزرگی ختم تھی۔ الشیخ ابن الشہبہ نے اپنی کتاب ''الطبقات'' میں فرمایا: انہوں نے علم دین الشیخ ابوالقاسم بن فضلان سے حاصل کیا، اور الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور بہت سے مشائخ کرام سے حدیث شریف کا سماع کیا، انہوں نے اپنی ایک ''المشیخہ'' بھی ترتیب دی تھی۔ الشیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرنے والوں میں الشیخ ابن الدبیثی، ابن نقطہ، الضیاء المقدسی، الزکی البرزالی، ابن النجار مورخ اور ان کے علاوہ بھی محدثین نے حدیث شریف روایت کی ہے۔ مورخ ابن نجار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے علم الحقیقۃ کے امام تھے اور ان پر مریدوں کی تربیت اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کی دعوت ختم تھی (یعنی بہت زیادہ مریدوں کی تربیت کرتے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تھے) اور مورخ ابن نجار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان بیان کرنے میں بہت کمال کی ہے۔ اور الشیخ الامام شہاب الدین السہر وردی رحمہ اللہ تعالیٰ آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے باوجود اس کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبھی بھی اپنے وظائف میں ناغہ نہیں کیا۔ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الشیوخ تھے، بغداد معلیٰ میں ان کی مجلس وعظ سجتی تھی اور ان کو قبول عام حاصل تھا۔

اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ حج کیا کرتے تھے اور بعض مرتبہ تو آپ نے کعبہ مشرفہ کی مجاوری بھی کی۔ (۲۵۴)

امام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قَالَ ثُمَّ تكلم على النَّاس عِنْد علو سنه وَعقد مجْلِس الْوَعْظ بمدرسة عَمه على دجلة، قَالَ وَقصد من الأقطار وَظَهرت بَرَكَات أنفاسه على خلق من العصاة فتابوا وَوصل بِهِ خلق إِلَى الله وَصَارَ لَهُ أَصْحَاب كَالنُّجُومِ. قَالَ وَرَأى من الجاه وَالْحُرْمَة عِنْد الْمُلُوك مَا لم يره أحدقَالَ ثمَّ اضرّ فِي آخر عمره وأقعد وَمَعَ هَذَا فَمَا أخل بالأوراد ودوام الذّكر وَحُضُور الْجمع فِي محفته والمضى إِلَى الْحَج إِلَى أَن دخل فِي عشر الْمِائَة. (۱) قال عمر رضا كحالة: شهاب الدين السهروردى، ولبس الخرقة، وسافر إلى الحجاز أربعين مرة، وصنف، ودرس سنين. (۲)

ترجمہ

امام السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک بڑی ہوئی تو آپ نے اپنے چچا حضرت الشیخ الامام ابوالنجیب السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ جو کہ دریائے دجلہ کے کنارے واقع تھی میں وعظ کہنا شروع کیا۔

نیز امام السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت الشیخ الامام شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دنیا کے بہت سے علاقوں کا دورہ کیا اور آپ کی مبارک سانسوں کی برکت لوگوں پر ظاہر ہوئی اور بہت سے گناہگاروں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں پر توبہ کی، اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لائے۔

اور الشیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں اور شاگردوں کی تعداد ستاروں کی طرح ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ ان کی عزت وجاہ جو بادشاہوں کے ہاں دیکھا گیا کہ وہ کسی اور کا نہ دیکھا گیا، پھر فرمایا: اپنی آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور گھر بیٹھ گئے، پھر اوراد وظائف میں کبھی بھی کمی نہ آئی، ہمیشہ ذکر وفکر میں مصروف رہتے تھے اور اس وقت بھی حج پر چلے گئے جب نوے سال کے بعد سو کی دہائی میں داخل ہو گئے تھے۔

الشیخ عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں کہ الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرقہ پہنا اور حجاز مقدس کا سفر چالیس بار کیا اور کتب تحریر کیں اور بہت عرصہ درس دیا۔(۲۵۵)

مسائل کے جوابات دیتے

وكان أرباب الطريق من مشايخ عصره يكتبون إليه صور فتاوى يسألونه عن شيء من أحوالهم.
سمعت بعضهم أنه كتب إليه :يا سيدي إني إن تركت العمل، أخلدت إلى البطالة، وإن عملت داخلني العجب، فأيّهما أولى؟ فكتب جوابه :اعمل واستغفر الله من العجب .

ترجمہ

ارباب طریقت جو مشائخ تھے وہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوالات کرتے تھے اور جوابات پاتے تھے، میں نے ان میں سے بعض سے یہ سنا کہ انہوں نے الشیخ الامام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک سوال لکھ کر بھیجا کہ اے میرے سردار! میں عمل ترک کردوں اور بے کار رہنا شروع کردوں؟ کیونکہ اگر میں عمل کروں تو مجھ میں خود پسندی آجاتی ہے تو دونوں میں میرے لئے کیا بہتر ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو جواب تحریر فرمایا: نیک عمل بھی کرو اور خود بینی کے پیدا ہونے کے سبب استغفار کرتے رہو۔ (۲۵۶)

الامام عبدالقادر الجیلانی کی خدمت میں حاضری

وسمعت شيخنا ابن تَيمِيَة يَقُولُ :سَمِعْتُ الشَّيخ عزّ الدّين أحمد الفاروثيّ : سَمِعْتُ شيخنا شهاب الدّين السُّهْرَوَرْدِيّ يَقُولُ :عَزَمْتُ عَلَى الاشتغال بالكلام وأُصول الدّين، فقلت في نفسي :أستشير الشَّيخ عَبْد القادر. فأتيتُه فقال قبل أن أنطِق :يا عُمَر، ما هُوَ من عُدَّة القبر، يا عُمَر ما هُوَ من عُدَّة القبر.
قَالَ :فتركته

ترجمہ

اور میں نے اپنے شیخ ابن تیمیہ سے سناوہ کہتے تھے کہ میں نے الشیخ عزالدین احمد الفاروثی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سناوہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سناوہ فرماتے تھے کہ میں نے علم کلام پڑھنے کا ارادہ کیا تو میں نے دل میں کہا کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے عرض کروں گا جو وہ فرمائیں گے وہی کروں گا۔ جب میں خدمت اقدس میں آیا تو میرے بولنے سے بھی پہلے الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! قبر کا زادراہ کیا ہے؟ تو الشیخ الامام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر وہ ارادہ ہی ترک کر دیا۔ (۲۵۷)

الشیخ شہاب الدین الشیخ الجیلانی کے شاگرد ہیں

قال الدکتور عبدالرزاق الکیلانی : الشیخ شہاب الدین السہروردی رحمة الله تعالى عليه وهو من تلاميذ الشيخ الامام عبدالقادر الجيلانى رضى الله عنه . الى آخره.

ترجمہ

الشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی فرماتے ہیں کہ الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ (۲۵۸)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں

ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

الشَّيخ شهَاب الدّين السهروردى أَبُو حَفص عمر بن مُحَمَّد بن عبد الله بن عموية وَهُوَ عبد الله بن سعد بن الْحُسَيْن بن الْقَاسِم بن سعد بن النَّضر بن عبد الرَّحْمَن بن الْقَاسِم بن مُحَمَّد بن أبى بكر الصّديق رَضِي الله عَنهُم .وَكَانَ شَيخا صَالحا ورعاً فَقِيها شافعياً كثير الِاجْتِهَاد فِي الْعِبَادَة والرياضة وَتخرج عَلَيْهِ خلق كثير من الصُّوفِيَّة فِي المجاهدة وَالْخلوَة، مِنْهُم شَيخنَا الْعَارِف ذُو الْفَضَائِل والكرامات تَاج الدّين جَعْفَر بن مَحْمُود بن سيف السراج الْحلَبِي، وَسَيَأْتِي ذكر إِن شَاءَ الله تَعَالَى .صحب الشَّيْخ شهَاب الدّين عَمه أَبَا النجيب عبد القاهر بن عبد الله بن مُحَمَّد بن عمويه التَّيْمِيّ الْبكْرِيّ وَأخذ عَنهُ التصوف والوعظ، وَالشَّيْخ محيى الدّين عبد الْقَادِر بن أبي صَالح الجيلي .

ترجمہ

الشیخ شہاب الدین السہر وردی ابوحفص عمر بن محمد بن عبداللہ عمویہ عبداللہ بن سعد بن الحسین بن القاسم بن سعد بن النصر بن عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی ابکر الصدیق رضی اللہ عنھم ، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ شیخ ،صالح ،صاحب تقوی ،فقیہ ،عالم ،شافعی المذہب ،عبادت و ریاضت میں بہت زیادہ کوشش کرنے والے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بہت سے اہل تصوف لوگوں نے دین حاصل کیا ،ان میں الشیخ الامام صاحب الفضائل والکرامات تاج الدین جعفر محمود بن سیف السراج الحلبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں۔

الشیخ الامام شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے چچا الشیخ ابوالنجیب السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت میں رہ

کرعلم تصوف اورعلم وعظ حاصل کیا اور الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہ کرعلم دین حاصل کیا۔ (۲۵۹)

الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

قَالَ ابْنُ النَّجَّارِ :سَمِعْتُ شَيْخَ الصُّوْفِيَّةِ عُمَرَ بنَ مُحَمَّدٍ السُّهْرَوَرْدِيَّ يَقُوْلُ :كُنْتُ أتفقَّهُ فِي صِبَايَ، فَخطر لِي أَنْ أَقرأَ شَيْئاً مِنْ عِلمِ الكَلاَمِ، وَعزمتُ عَلَى ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ أتكلَّمَ بِهِ، فَصَلَّيْتُ مَعَ عَمِّي أَبِي النَّجِيْبِ، فَحضرَ عِنْدَهُ الشَّيْخ عَبْدُ القَادِرِ مُسلِّماً، فَسَأَلَهُ عمِّي الدُّعَاءَ لِي، وَذَكَرَ لَهُ أَنِّي مُشْتَغِلٌ بِالفِقْهِ، وَقُمْتُ فَقبَّلْتُ يَدَهُ، فَأَخذَ يَدِي، فَقَالَ :تُبْ مِمَّا عزمتَ عَلَيْهِ مِنَ الاشتغَالِ بِهِ، فَإِنَّكَ تُفْلِحُ، ثُمَّ سكتَ، وَلَمْ يَتَغَيَّرْ عَزمِي عَنِ الاشتغَالِ بِالكَلاَمِ حَتَّى شوّشتْ عَلَيَّ جَمِيْعُ أَحوَالِي، وَتكدّرَ وقتي، فعلمت أن ذلك بمخالفة الشيخ.

ترجمہ

مورخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ الصوفیہ حضرت امام عمر بن محمد بن السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی کوفرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے بچپن میں ہی علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا ایک دن میرے دل میں آیا کہ میں علم کلام پڑھوں اور میں نے یہ پکا ارادہ کرلیا اور کسی سے کوئی کلام نہیں کیا۔ میں نے اپنے عم محترم الشیخ الامام ابوالنجیب السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ساتھ نماز ادا کی پھر وہ مجھے اپنے ساتھ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام کرنے لائے ،تو میرے چچا رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کوسلام عرض کیا اور میرے لئے دعا کی درخواست کی اور یہ بھی عرض کیا کہ میرا بھتیجا علم فقہ پڑھتا ہے ، میں کھڑا ہوا اور میں نے الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھوں کو چوما، آپ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کرفرمایا: اس علم سے توبہ کرو جوتم نے سیکھنے کا عزم کیا ہوا ہے بے شک تم کامیاب ہو جاؤ گے، پھر الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور میرا عزم وہی ہے کہ میں علم کلام حاصل کروں گا یہاں تک کہ میرے تمام احوال مجھ پر تشویشناک ہو گئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سارا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی وجہ سے ہے۔ (۲۶۰)

فلسفہ کی کتاب سے توبہ کرلی

وذكر شيخ الإسلام أستاذ الأنام في عصره :شهاب الدين السهروردى رحمه الله أنه غسل كتابه الموسوم بالشفاء لابن بن سينا (مشتمل على كثيرة فلسفة) بإشارة قدسية نبوية، يعني بإشارة النبى صلى الله عليه وآله وسلم، قلت :وقد ذكروا أنه تاب.

ترجمہ

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام اپنے زمانے کے تمام لوگوں کے استاد الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: انہوں نے ابن سینا کی کتاب ''کتاب الشفاء'' جو کہ فلسفہ پر مشتمل تھی کو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر پانی سے دھو دیا۔ ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس سے توبہ کر لی۔ (۲۶۱)

تم

ام نسخے جلا دیئے

حافظ ابن کثیر رحمة الله تعالى عليه يقول :قال الشيخ شهاب الدين السهروردى :يا مولانا تتبعت جميع النسخ بكتاب الشفاء لابن سينا من الخزائن فحرقتها.

ترجمہ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں اے مولانا! میں نے ابن سینا کی کتاب الشفاء کے تمام نسخے اپنے کتب خانہ سے نکال کر جلا دیئے ہیں۔(۲۶۲)

اس سے معلوم ہوا کہ نقصان دہ کتاب کا مطالعہ کرنا اور اس کو اپنے پاس رکھنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ علماء کرام جو مناظرہ وغیرہ کرتے ہیں اگر وہ اس غرض سے کتب اپنے پاس رکھیں تو ان کو اجازت ہے۔

ذاتی تجربہ

میں نے مرزا ملعون کی کتب منگوائی تھیں چونکہ شروع شروع میں مناظرہ کا شوق تھا ان کا مطالعہ بھی کیا اور اس وقت بھی طبیعت مضمحل تھی ،مگر بعد میں وہ کتب اپنے کتب خانہ میں رکھ دی گئیں لیکن جب بھی میں کتب خانہ میں داخل ہوتا تو میرا سانس بند ہونا شروع ہو جاتا تھا، میں پریشان تھا کہ آخری معاملہ کیا ہے بہت عرصہ کے بعد خیال آیا کہ یہ مرزے منحوس کی کتب کی وجہ سے ہے تو میں نے وہ ساری کتابیں باہر نکال کر جلا دیں جیسے ہی وہ کتب جلائی گئیں اسی دن سے اللہ تعالی کے فضل وکرم سے آج تک طبیعت میں کبھی اس طرح تبدیلی نہیں آئی۔تو یقینی بات ہے کہ اس طرح کی کتب دل ودماغ پر بہت زیادہ اثر ڈالتی ہیں اللہ تعالی سب اہل اسلام کو ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

شيخ الصوفية ببغداد، كان مِنْ كِبَارِ الصَّالِحِينَ وَسَادَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَتَرَدَّدَ فِي الرَّسْلِيَّةِ بَيْنَ الْخُلَفَاءِ وَالْمُلُوكِ مِرَارًا، وَحُصِّلَتْ لَهُ أَمْوَالٌ جَزِيلَةٌ فَفَرَّقَهَا بَيْنَ الْفُقَرَاءِ وَالْمُحْتَاجِينَ، وَقَدْ حَجَّ مَرَّةً وَفِي صُحْبَتِهِ خَلْقٌ مِنَ الْفُقَرَاءِ لا يعلمهم إلا الله عزوجل، وكانت فيه مروءة وإغاثة للملهوفين، وأمر بالمعروف ونهى عن المنكر، وَكَانَ يَعِظُ النَّاسَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُ الْبِذْلَةِ، قَالَ مرة في ميعاده هذا البيت وكرره :

ما في الصحاب أخو وجد تطارحه *إلا محب له في الركب محبوب فقام شاب وكان في المجلس فأنشده :كأنما يوسف في كل راحلة *وله وفي كُلِّ بَيْتٍ مِنْهُ يَعْقُوبُ فَصَاحَ الشَّيْخُ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنبَرِ وَقَصَدَ الشَّابَّ لِيَعْتَذِرَ إِلَيْهِ فَلَمْ يَجِدْهُ وَوَجَدَ مَكَانَهُ حُفْرَةً فِيهَا دَمٌ كَثِيرٌ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يَفْحَصُ بِرِجْلَيْهِ عِنْدَ إنشاد الشيخ البيت.

وذكر له ابْنُ خَلِّكَانَ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً مِنْ أَنَاشِيدِهِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا، وَأَنَّهُ تُوُفِّيَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَلَهُ ثَلَاثٌ وَتِسْعُونَ سَنَةً رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى.

ت

ترجمہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ صوفیاء بغداد کے شیخ تھے، اور کبار صالحین اور سادات المسلمین میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ متعدد بار خلفاء اور بادشاہوں کے درمیان ایلچیوں کے ساتھ گئے اور آپ کو بہت سے اموال حاصل ہوئے، وہ سارا مال آپ نے غریبوں اور فقیروں میں تقسیم کر دیا۔ ایک بار آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حج کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ساتھ اس قدر فقراء تھے کہ جنہیں اللہ تعالی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور آپ میں جوانمردی، اور غمزدوں کی مدد اور مر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا بہت زیادہ جذبہ پایا جاتا تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ پھٹے پرانے کپڑوں میں لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک بار اپنی میعاد کے بارے میں یہ شعر کہا اور اس کو بار بار دہرایا:

ما فی الصحاب أخو وجد تطارحه   إلا محب له فی الركب محبوب

ساتھیوں میں کوئی غمخوار اس کا مقابلہ کرنے والا نہیں، ہاں اس کا ایک محب ہے جو قافلہ میں محبوب ہے۔

ایک نوجوان جو مجلس میں موجود تھا کھڑے ہو کر آپ کو یہ شعر سنایا

كأنما يوسف فی كل راحلة   وله وفی كُلِّ بَيْتٍ مِنْهُ يَعْقُوبُ

گویا کہ ہر ایک اونٹنی پر ایک یوسف ہے اور ہر گھر میں سے اس کے مقابلہ میں ایک یعقوب ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے چیخ ماری اور منبر سے اتر آئے اور نوجوان ان کے پاس معذرت کرنے گیا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو نہ پایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی جگہ پر اس نے ایک گڑھا دیکھا جو شیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس شعر پڑھتے وقت آپ نے بکثرت پاؤں مار مار کر بنا دیا تھا۔

اور ابن خلکان نے آپ کے اشعار کے متعلق بہت سی باتیں بیان کی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شان میں بہت اچھی اچھی باتیں بھی بیان کی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سنہ (۶۳۰ھ) میں ترانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ (۲۶۳)

امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

الشيخ شهاب الدين السهروردی قدوة أهل التوحيد شيخ العارفين أبو حفص وأبو عبد الله عمر بن محمد بن عبد الله بن محرر التيمی البكری الصوفی رضی الله عنه. ولم يخلف بعده مثله.

ترجمہ

الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اہل توحید کے امام ہیں عارفین کے شیخ ہیں، ابو حفص ابو عبداللہ بن عمر بن محمد بن عبداللہ بن محرر التیمی البکری الصوفی رضی اللہ عنہ کا جب وصال شریف ہوا تو بغداد میں ان جیسا کوئی بھی عالم نہیں تھا۔ (۲۶۴)

حکمرانوں کا ظلم

وفی سنه (٥٦٠٥) عَادَ الشَّيْخُ شِهَابُ الدِّينِ السُّهْرَوَرْدِیُّ مِنْ دِمَشْقَ بِهَدَايَا الْمَلِكِ الْعَادِلِ فتلقاه الجيش ومعه أموال كثيرة أيضا لنفسه، وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَقِيرًا زَاهِدًا، فَلَمَّا عَادَ مُنِعَ مِنَ الْوَعْظِ وَأُخِذَتْ مِنْهُ الرُّبُطُ الَّتِی يُبَاشِرُهَا، وَوُكِّلَ إِلَى مَا بِيَدِهِ مِنَ الْأَمْوَالِ، فَشَرَعَ فِی تَفْرِيقِهَا عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ،

فَاسْتَغْنَى منه خلق كثير.

ترجمہ

سنہ (۶۰۵ھ) میں جب الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سلطان عادل سے بہت سے تحائف لیکر دمشق سے واپس ہوئے تو فوج نے ان کا استقبال کیا اور ان کے پاس بہت سامال تھا جبکہ اس سے پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فقیر تھے تو یہ دیکھتے ہی حکمرانوں کو تکلیف ہوئی انہوں نے الشیخ السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو وعظ کہنے سے منع کردیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خانقاہ پر قبضہ کرلیا جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ملک تھی۔ جو مال آپ دمشق سے لیکر آئے تھے وہ آپ کے پاس رہنے دیا آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے وہ سارا مال فقراء میں تقسیم کردیا یہاں تک کہ اس مال کے لینے والے امیر ہوگئے جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ پھر سے وہی فقر کی زندگی گزارنے لگے۔ (۲۶۵)

شیخ السہر وردی کا حکم نہ ماننے پر اللہ تعالی کا عذاب

وفى سنه (۶۱۴ھ) قَدِمَ السُّلْطَانُ عَلاءُ الدِّينِ خوارزم شاه محمد بن تكش من همدان قاصدا إلى بغداد فى أربعمائة ألف مقاتل، وَقِيلَ فِى سِتِّمِائَةِ أَلْفٍ، فَاسْتَعَدَّ لَهُ الْخَلِيفَةُ واستخدم الجيوش وَأَرْسَلَ إِلَى الْخَلِيفَةِ يَطْلُبُ مِنْهُ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَاعِدَةِ مَنْ تَقَدَّمَهُ مِنَ الملوك السلاجقة، وأن يخطب له ببغداد، فَلَمْ يُجِبْهُ الْخَلِيفَةُ إِلَى ذَلِكَ، وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ الشَّيْخَ شِهَابَ الدِّينِ السُّهْرَوَرْدِيَّ، فَلَمَّا وَصَلَ شَاهَدَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَظَمَةِ وَكَثْرَةِ الْمُلُوكِ بَيْنَ يَدَيْهِ وهو جالس فى حركلة من ذهب على سرير ساج، وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ بُخَارِيٌّ مَا يُسَاوِى خَمْسَةَ دَرَاهِمَ، وَعَلَى رَأْسِهِ جِلْدَةٌ مَا تُسَاوِى دِرْهَمًا، فَسَلَّمَ عليه فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ مِنَ الْكِبْرِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ فِى الْجُلُوسِ، فَقَامَ إِلَى جَانِبِ السَّرِيرِ وَأَخَذَ فِى خُطْبَةٍ هَائِلَةٍ فَذَكَرَ فِيهَا فَضْلَ بَنِى الْعَبَّاسِ وَشَرَفَهُمْ، وَأَوْرَدَ حَدِيثًا فِي النَّهْيِ عَنْ أَذَاهُمْ وَالتُّرْجُمَانُ يُعِيدُ عَلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ الْمَلِكُ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ فَضْلِ الْخَلِيفَةِ فَإِنَّهُ لَيْسَ كَذَلِكَ، وَلَكِنِّى إِذَا قَدِمْتُ بَغْدَادَ أقمت من يكون بهذه الصفة، وأما ما ذَكَرْتَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ أَذَاهُمْ فَإِنِّى لَمْ أُوذِ مِنْهُمْ أَحَدًا وَلَكِنَّ الْخَلِيفَةَ فِى سُجُونِهِ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ كَثِيرَةٌ يَتَنَاسَلُونَ فِى السُّجُونِ، فَهُوَ الَّذِى آذَى بَنِى الْعَبَّاسِ، ثُمَّ تَرَكَهُ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ جَوَابًا بَعْدَ ذَلِكَ، وَانْصَرَفَ السُّهْرَوَرْدِيُّ رَاجِعًا، وَأَرْسَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى الْمَلِكِ وَجُنُدِهِ ثلجا عظيما ثلاثة أيام حتى طم الحزاكى والخيام، ووصل إلى قريب رُءُوسِ الْأَعْلَامِ، وَتَقَطَّعَتْ أَيْدِى رِجَالٍ وَأَرْجُلُهُمْ، وَعَمَّهُمْ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يُحَدُّ وَلَا يُوصَفُ، فَرَدَّهُمُ اللَّهُ خَائِبِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ

سنہ (۶۱۴ھ) میں سلطان علاء الدین خوارزم شاہ محمد بن تکش ہمدان سے چار لاکھ جبکہ بعض نے چھے لاکھ جانثاروں کے ساتھ بغداد معلی پر حملہ کرنے آیا اور خلیفہ کو یہ پیغام بھیجا کہ جس طرح سلجوقی حکمرانوں کے سامنے بادشاہ کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح وہ بھی میرے سامنے آکر کھڑے ہوں اور بغداد معلی میں میرا خطبہ ہوا، خلیفہ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا، بلکہ الشیخ الامام شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو اس کے پاس بھیجا، جب الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس کے پاس پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ

بادشاہ اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور وہ سونے کی ایک گاڑی میں ساکھو کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس پر پانچ درہم کی ایک بخاری قباء ہے اور اس کے سر پر ایک درہم کا چمڑا ہے آپ نے اس کو سلام کیا اس نے تکبر کی وجہ سے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ ہی بیٹھنے کی اجازت دی۔ الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے سرہانے کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اور اس میں بنوعباس کی عظمت وشان کو بیان کیا اور بنوعباس کو ایذا دینے سے منع کرنے کا بیان کیا۔

بادشاہ کا ترجمان موجود تھا وہ ساری باتیں بادشاہ کو بتا تا رہا۔ بادشاہ نے کہا: آپ نے جو خلیفہ کی شان بیان کی ہے یہ تو ایسا ہے ہی نہیں، لیکن میں جب بغداد معلّٰی آؤں گا تو جو اہل ہوگا اس کو کھڑا کروں گا اور یہ جو آپ نے ایذا سے روکنے کا کہا ہے تو میں نے اس کو کوئی بھی ایذا نہیں دی، لیکن خلیفہ کے قید خانوں میں ان کے بہت سے لوگ قید ہیں اور جو قید خانوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اسی نے بنوعباس کو ایذا دی ہے، پھر بادشاہ خاموش ہو گیا اور الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی جواب نہ دیا تو الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی خاموشی سے واپس آ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے بادشاہ اور اس کی فوج پر تین دن تک بہت زیادہ برفباری کی حتیٰ کہ خیمے بھر گئے اور ان کے جو امراء تھے ان کے سروں تک برف پہنچ گئی اور لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے اور اُن کو ناقابل بیان مصیبت نے گھیر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ناکام ونامراد واپس پھیر دیا۔ (۲۶۶)

شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دوبارہ خطبہ دینا

ووصله هنالك شهاب الدين السهروردى ووعظه فندم ورجع عن قصده فدخل الى خوارزم .

ترجمہ

الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب دیکھا کہ ان پر اتنی بڑی آفت آئی ہے اور ان کے ہاتھ پاؤں تک کٹ گئے تو آپ نے پھر وہاں پہنچ کر ان کے سامنے خطبہ دیا اور وعظ کہا اب بادشاہ نہایت ہی شرمندہ ہوا اور اپنے ارادہ سے رک گیا اور واپس خوارزم چلا گیا۔ (۲۶۷)

ابن الفارض کا الشیخ شہاب الدین سے اظہار محبت

وفى تذكرة الصلاح للصفدى أنه لما اجتمع ابن الفارض بالشيخ شهاب الدين السهروردى بمكة المشرفة أنشده:

فى حالةِ البعدِ روحى كنتُ أُرسلها ــــ تقبّل الأرض عنى فهى نائبتى

وهذه نوبةُ الأشباحِ قد حضرت ــــ فامدد يمينك كى تحظى بها شفتى

ترجمہ

تذکرہ الصلاح جو کہ الشیخ صفدی کی ہے اس میں ہے کہ جب الشیخ ابن الفارض الشیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہا:

فى حالةِ البعدِ روحى كنتُ أُرسلها ــــ تقبّل الأرض عنى فهى نائبتى

وهـذه نـوبـةُ الأشبـاحِ قـد حضرت　　　فامدد يمينك كي تحظى بها شفتي

(۲۶۸)

الشیخ عزالدین بن عبدالسلام بھی شاگرد ہیں

علی محمد الصلابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

فـانـتـفـع بـه خـلـق كثيـر، مـنـهـم إمامنا العز بن عبد السلام، حيث لازمه وأخذ عنه العفة والورع والزهد والتصوف .فهولاء هم أهم شيوخ العز بن عبد السلام .

ترجمہ

الشیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت سے لوگوں نے علمی نفع اٹھایا، ان میں ہمارے امام الشیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل ہیں، انہوں نے الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی اور ان سے پاکدامنی، زہد و تقوی اور علم تصوف حاصل کیا، الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ العز بن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشائخ کرام میں سے سب سے اہم ترین آپ ہیں۔(۲۶۹)

وصال شریف

وتوفي :في مستهلّ المحرم سنة اثنين وثلاثين وستمائة، ببغداد، ودفن من الغد بالوردية.

ترجمہ

الشیخ الامام شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف محرم الحرام سنہ (۶۳۲ھ) کو ہوا اور بغداد معلّٰی میں دوسرے دن وردیہ میں تدفین ہوئی۔(۲۷۰)

الشیخ الامام شہاب الدین سہروردی کی زوجہ محترمہ

سيـدةُ بنتُ عَبدِ الرحيم بن أبي النجيب عبدِ القاهر بن عَبْد اللّه السُّهْرَوَرْدِي .زوجةُ الشَّيْخ شهابِ الدّين السُّهْرَوَرْدِي.وُلِدت فِي سنة ثلاثٍ وستّين.

وسَـمِعْتُ من تَجَنّي الوَهْبانيةِ .وحدثت.وأجـازَتْ لـلقاضي تقيّ الدّين، ولسعد الدّين، وأبي بَكْر بن عَبْد الدّائم، وعيسى بن معالي، وأحمد ابن الشّحنة، والبجّديّ، وبنتِ الواسطيّ، وجماعةٍ .وكانَ فيها صلاحٌ، وخيرٌ، وتعبُّدٌ.توفّيت فِي سادس عشر رجب.

ترجمہ

الشیخہ سیدہ بنت عبدالرحیم بن ابی النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا آپ الشیخ شہاب الدین السہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ ہیں، آپ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۶۳ھ) میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہانے تجنی الھوھبانیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا، اور آپ نے الشیخ قاضی تقی الدین، سعد الدین، ابوبکر بن عبدالدائم، عیسی بن معالی احمد بن الشخنہ البجدی،، بنت الوسطی، اوران کے علاوہ اور بھی بہت بڑی جماعت نے آپ سے حدیث شریف کا سماع کیا اور اجازت سے سرفراز ہوئے، آپ رحمۃ اللہ

تعالی علیہا میں نیکی اور صلاح بہت زیادہ تھی اور بہت زیادہ عبادت کیا کرتی تھیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہا کا وصال شریف سولہ رجب المرجب کو ہوا۔ (۲۷۱)

الشیخ الامام القاضی ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار الواسطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ولادت باسعادت وحصول علم

المَنْدَائِيُّ أَبُو الفَتْحِ مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ بختيَارَ الشَّيْخُ، الإِمَامُ، القَاضِي، المُعَمَّرُ، مُسْنِدُ العِرَاقِ، أَبُو الفَتْحِ مُحَمَّدُ ابْنُ القَاضِي أَبِي العَبَّاسِ أَحْمَدَ بنِ بختيَار بنِ عَلِيِّ بنِ مُحَمَّدٍ المَنْدَائِيُّ، الوَاسِطِيُّ .وُلِدَ :بِوَاسِطَ، فِي سَنَةِ سَبْعَ عَشْرَةَ .وَاعْتَنَى بِهِ أَبُوْهُ، وَقَدِمَ بِهِ ، فَسَمِعَ مِنْ :أَبِي القَاسِمِ بنِ الحُصَيْنِ كَثِيْراً، وَأَبِي عَبْدِ اللهِ البَارِعِ، وَهِبَةِ اللهِ بنِ الطَّبَرِ، وَأَحْمَدَ بنِ عَلِيٍّ المُجْلِي، وَالحَافِظِ أَبِي عَامِرٍ العَبْدَرِيِّ، وَمَكِّيِّ البُرُوْجِرْدِيِّ، وَعُبَيْدِ اللهِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ البَيْهَقِيِّ، وَأَبِي بَكْرٍ المَزْرَفِيِّ، وَقَاضِي المَارستَانِ، وَأَبِي مَنْصُوْرٍ القَزَّازِ، وَأَبِي مَنْصُوْرِ بنِ خَيْرُوْنَ، وَعِدَّةٍ .وَقَدْ وَلِيَ أَبُوْهُ قَضَاءَ الكُوْفَةِ، فَسَمَّعَهُ بِهَا مِنْ :أَبِي البَرَكَاتِ عُمَرَ بنِ إِبْرَاهِيْمَ الزَّيْدِيِّ .وَبِوَاسِطَ مِنْ :أَبِي الكَرَمِ نَصْرِ اللهِ بنِ الجَلَخْتِ، وَالقَاضِي مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ الجُلاَّبِيِّ، وَالمُبَارَكِ بنِ نَغُوْبَا .وَتَلاَ بِهَا عَلَى :أَحْمَدَ بنِ عُبَيْدِ اللهِ الآمِدِيِّ، وَابْنِ تركَانَ .وَتَفَقَّهَ بِبَغْدَادَ عَلَى :أَبِي مَنْصُوْرٍ ابْنِ الرَّزَّازِ .وَتَأَدَّبَ عَلَى :أَبِي مَنْصُوْرٍ ابْنِ الجَوَالِيْقِيِّ.

ترجمہ

المندائی ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار الشیخ الامام، القاضی، المعمر، مسند العراق، ابوالفتح محمد بن القاضی ابوالعباس احمد بن بختیار بن علی بن محمد المندائی الواسطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت ''واسط'' میں سنہ (۵۱۷ھ) میں ہوئی۔ الشیخ ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے والد ماجد نے آپ کے لئے حصول علم کا اہتمام کیا اور بہت سے مشائخ کے پاس سماع حدیث کے لئے لے گئے، ان میں الشیخ ابوالقاسم بن الحصین سے بہت زیادہ سماع کیا، اور ابوعبداللہ البارع، ہبۃ اللہ بن الطبر، احمد بن علی المجلی، الحافظ ابوعامر العبدری، مکی البروجری، عبیداللہ بن محمد بن البیہقی، ابوبکر المز رفی، قاضی المارستان، ابومنصور القزاز، ابومنصور بن خیرون، اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

ان کے والد ماجد کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے تو انہوں نے ان کو ابوالبرکات عمر بن ابراہیم الزیدی، اور واسط میں ابوالکرم نصر اللہ بن الجلخت، قاضی محمد بن علی الجلابی، المبارک بن نغوبا سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ اور احمد بن عبیداللہ الآمدی اور ابن ترکان سے قرآن کریم کی تلاوت سیکھی، اور بغداد معلیٰ میں الشیخ الامام ابومنصور ابن الرزاز سے فقہ کا علم حاصل کیا، اور ابن ابومنصور ابن

الجوالیقی سے علم ادب پڑھا۔(۲۷۲)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شاگردی میں

علامہ محمد بن یحییٰ الحلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

ومن تلامیذ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ محمدبن احمد بن بختیار المندائی .

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں الشیخ الامام القاضی محمد بن احمد بن بختیار المند ائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں۔(۲۷۳)

الشیخ الامام ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد

حَدَّثَ عَنْهُ :أَبُو الطَّاهِرِ ابْنُ الأَنْمَاطِيِّ، وَأَبُو بَكْرِ بنُ نُقْطَةَ، وَفُتُوحُ بنُ نُوحٍ الجُوَيْنِيُّ، وَابْنُ النَّجَّارِ، وَابْنُ الدُّبَيْثِيِّ، وَابْنُ عَبْدِ الدَّائِمِ، وَعِدَّةٌ.وَأَجَازَ :لاِبْنِ أَبِي عُمَرَ، وَالفَخْرِ عَلِيٍّ، وَالقَاضِي عَبْدِ الوَاحِدِ الأَبْهَرِيِّ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف بیان کرنے والوں میں الشیخ ابوالطاہر ابن الانماطی، ابوبکر بن نقطہ(آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ الامام عبدالرزاق بن الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں)،فتوح بن نوح الجوینی ،الشیخ الامام ابن نجار(آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مورخ ہیں اور الشیخ الامام عبدالرزاق بن الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں)اور ابن الدبیثی ،ابن عبدالدائم اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین نے آپ سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

اور الشیخ ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ ابن ابوعمر اور الفخر علی اور قاضی عبدالواحد الابہری کو اجازت حدیث عطا فرمائی۔(۲۷۴)

محدثین کی رائے

قَالَ ابْنُ الدُّبَيْثِيِّ كَانَ حَسَنَ المَعْرِفَةِ، جَيِّدَ الأُصُوْلِ، صَحِيْحَ النَّقْلِ، متيقّظاً، صَارَ أَسْنَدَ أَهْلِ زَمَانِهِ، وَحدَّثَ بِبَغْدَادَ غَيْرَ مَرَّةٍ، وَنِعْمَ الشَّيْخُ كَانَ، عَقْلاً وَخُلُقاً وَمَوَدَّةً .وَقَالَ الحَافِظُ عَبْدُ العَظِيْمِ كَانَ بَقِيَّةَ السَّلَفِ، وَشَيْخَ القُضَاةِ وَالشُّهُوْدِ، وَآخِرُ مَنْ حَدَّثَ بـ (المُسْنَدِ) كَامِلاً، وَكَانَ يَعرف مَا يُقرَأُ عَلَيْهِ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابن الدبیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسن معرفت، جید الاصول ،صحیح النقل ، بیدار مغز ،اہل زمانہ میں مسندترین شخص تھے ،اور الشیخ الامام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد معلیٰ میں کئی بار حدیث شریف بیان کی ،اور الشیخ ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عقل وخلق اور مودت میں کمال کے آدمی تھے۔

اور الشیخ الامام الحافظ عبدالعظیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بقیۃ السلف ،شیخ القضاۃ اور وہ آخری تھے جنہوں نے المسند مکمل بیان کی ،اور جو بھی ان پر پڑھا جاتا اس کی معرفت رکھتے تھے۔(۲۷۵)

امام سبکی و امام عفیف الدین المطری فرماتے ہیں

قال السبکی فی الطبقات الکبری :کان عالم تلک البلاد، وإمامها، ومحققها، وزاهدها، وعابدها.

وقال عفیف الدّین المطری :هو مجتهد زمانه، وعلّامة أقرانه، لم تر العیون مثله، ولا رأی مثل نفسه. انتهی.

ترجمہ

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب ''الطبقات الکبری'' میں فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار رحمۃ اللہ تعالی علیہ ان بلاد کے عالم، امام، محقق اور زاہد وعابد تھے۔

الشیخ الامام عفیف الدین المطری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالی علیہ مجتہد زمانہ اور اپنے اقران کے علامہ تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسا کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔(۲۷۶)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

آخِرُ مَنْ رَوَى مُسْنَدَ الْإِمَامِ أَحْمَدَ عَنِ ابْنِ الْحُصَيْنِ، وَكَانَ مِنْ بَيْتِ فِقْهٍ وَقَضَاءٍ وَدِيَانَةٍ، وَكَانَ ثِقَةً عَدْلًا.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار رحمہ اللہ تعالی نے الشیخ الامام ابن الحصین رحمۃ اللہ تعالی علیہ مسند الامام احمد بن حنبل کو روایت کیا اور آپ ہی سب سے آخری ہیں جنہوں نے الشیخ الامام ابن الحصین رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مسند الامام احمد بن حنبل روایت کی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا گھر فقہ وقضاء ودیانت والا گھر تھا اور آپ رحمہ اللہ تعالی ثقہ اور عادل تھے۔(۲۷۷)

المانداِئی کی وجہ تسمیہ

وَسُئِلَ عَنْ مَعْنَى المَانْدَائِيِّ، فَقَالَ :كَانَ أَجدَادِي قَوْماً مِنَ العجَمِ تَأَخَّرَ إِسلامُهُم، فَسُمُّوا بِذَلِكَ، وَهُوَ البَاقِي بِالفَارِسيَّةِ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال کیا گیا کہ ان کو المانداِئی یا المندائی کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ہمارے اجداد عجم کے رہنے والے تھے اور انہوں نے اسلام دیر سے قبول کیا تھا اس لئے ان کو المانداِئی کہا جاتا تھا کیونکہ فارسی زبان میں المانداِئی پیچھے رہنے والے کو کہتے ہیں۔(۲۷۸)

وصال شریف

مَاتَ :فِي ثَامِنِ شَعْبَان، سَنَةَ خَمْسٍ وَسِتٍّ مائَةٍ، وَدُفِنَ بدَارِهِ، وَخُتمت عِنْدَهُ عِدَّةَ خِتَمٍ -رَحِمَهُ الله -وَقَدْ نَابَ مُدَّةً فِي قَضَاءِ وَاسِطَ. كتبَ عَنْهُ :أَبُو بَكْرٍ الحَازِمِيُّ، وَحَدَّثَ عَنْهُ بِبَغْدَادَ بِالكَثِيْرِ ، وَثَّقَهُ ابْنُ النَّجَّارِ.

ترجمہ

الشیخ الامام ابوالفتح رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف شعبان المعظم میں سنہ(۶۰۵ ھ) کو ہوا۔ اور ان کی تدفین ان کے گھر میں ہی

ہوئی اور جب ان کا وصال شریف ہوا تو ان پر قرآن کریم کے بہت سے ختم کیے گئے۔ واسط میں قاضی بھی رہے، ان سے ابو بکر الحازمی نے احادیث لکھی ہیں، اور ان سے بہت احادیث بیان کی ہیں اور وہ بھی بغداد معلّٰی میں، اور محدث و مورخ ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (۲۷۹)

الشیخ الامام ابوالفتح سے مروی ایک حدیث

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْحَمَوِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْوَاسِعِ بْنُ عَبْدِ الْكَافِي الْأَبْهَرِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بُخْتِيَارَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ المندائيّ وَأَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْمَرِ بْنِ طَبَرْزَدَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ الْحَرِيرِيُّ سَمَاعًا أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ زَوْجِ الْحُرَّةِ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَاذَانَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرَفَةَ النَّحْوِيُّ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ قَدِمَ كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ مُتَنَكِّرًا حِينَ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْعَدَهُ فَأَتَى أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ أَتَاهُ بِهِ وَهُوَ مُتَلَثِّمٌ بِعِمَامَتِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَجُلٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَسَطَ يَدَهُ فَحَسَرَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا مَكَانُ الْعَائِذِ بِكَ أَنَا كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ فَتَجَهَّمَتْهُ الْأَنْصَارُ وَأَغْلَظَتْ لَهُ لِمَا كَانَ مِنْ ذِكْرِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَانَتْ لَهُ قُرَيْشٌ وَأَحَبُّوا إِيمَانَهُ وَإِسْلَامَهُ فَأَمَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْشَدَهُ مِدْحَتَهُ الَّتِي يَقُولُ فِيهَا:

ترجمہ سند حدیث

ہمیں محمد بن اسماعیل الحموی نے یہ پڑھتے ہوئے خبر دی، اور میں نے سنا، ہمیں ابو محمد بن عبد الواسع بن عبد الکافی الابہری نے خبر دی، ہمیں ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار علی بن المندائی اور ابو حفص عمر بن محمد بن معمر بن طبرز نے خبر دی، اور کہا: ہمیں ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن احمد بن عمر الحریری نے خبر دی، ہمیں ابوالحسن محمد بن عبد الواحد بن جعفر المعروف ابن زوج الحرۃ نے خبر دی، ہمیں ابو بکر احمد بن ابراہیم بن الحسن بن شاذان نے خبر دی، ہمیں ابو عبد اللہ ابراہیم بن محمد بن عرفۃ النحوی نے یہ حدیث شریف بیان کی ہمیں احمد بن یحییٰ نے محمد بن سلام سے روایت کی، انہوں نے کہا: مجھے محمد بن سلیمان نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے یہ حدیث شریف بیان کی:

ترجمہ متن حدیث

حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اجنبی بن کر مدینہ منورہ آئے جب ان کو علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے قتل کا حکم جاری فرمایا ہے، تو یہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو اس وقت فجر کی نماز ادا کر رہے تھے، انہوں نے اپنا چہرہ عمامہ کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص اسلام پر بیعت کرنا چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھا دیا تو کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ میری طرف بڑھا دیا ہے تو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میں کعب بن زہیر ہوں

اور ساتھ ہی انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ ﷺ! یہی تو وہ جگہ ہے جہاں پر سب کو پناہ ملتی ہے، تو اسی وقت انصار نے ان پر سختی کی اور کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف باتیں کیں تھیں جبکہ ان کے ایمان لانے کی وجہ سے قریش خوش ہو رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ایمان لانے کو قبول فرمایا تو اسی وقت حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں یہ اشعار کہے

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتْبُولٌ ... مُتَيَّمٌ عِنْدَهَا لَمْ يُشْفَ مَكْبُولُ
وَقَالَ كُلُّ خَلِيلٍ كُنْتُ آمُلُهُ ... ا أُلْهِيَنَّكَ إِنِّي عَنْكَ مَشْغُولُ
كُلُّ ابْنِ أُنْثَى وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهُ ... يَوْمًا عَلَى آلَةٍ حَدْبَاءَ مَحْمُولُ
نُبِّئْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَوْعَدَنِي ... وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ مَأْمُولُ
فِي فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ قَائِلُهُمْ ... بِبَطْنِ مَكَّةَ لَمَّا أَسْلَمُوا زُولُوا
زَالُوا فَمَا زَالَ أَنْكَاسٌ وَلَا كُشُفٌ ... عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا مِيلٌ مَعَازِيلُ
ا يَقَعُ الطَّعْنُ إِلَّا فِي نُحُورِهِمْ ... وَمَا لَهُمْ عَنْ حِيَاضِ الْمَوْتِ تَهْلِيلُ
يَمْشُونَ مَشْيَ الْجِمَالِ الزُّهْرِ يَعْصِمُهُمْ ... ضَرْبٌ إِذَا عَرَّدَ السُّودُ التَّنَابِيلُ
مَنْ سَرَّهُ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ ... فِي مِقْنَبٍ مِنْ صَالِحِ الْأَنْصَارِ
الْبَاذِلِينَ نُفُوسَهُمْ وَدِمَاءَهُمْ ... يَوْمَ الْهِيَاجِ وَسَطْوَةِ الْجَبَّارِ
يَتَطَهَّرُونَ كَأَنَّهُ نُسُكٌ لَهُمْ ... بِدِمَاءِ مَنْ عَلِقُوا مِنَ الْكُفَّارِ
صَدَمُوا قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ صَدْمَةً ... زَالَتْ لِوَقْعَتِهَا جَمِيعُ نِزَارِ

فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً اشْتَرَاهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مِنْ آلِ كَعْبِ بْنِ زُهَيْرٍ بَعْدَهُ بِمَالٍ كَثِيرٍ فَهِيَ الْبُرْدَةُ الَّتِي يَلْبَسُهَا الْخُلَفَاءُ فِي الْعِيدَيْنِ .

حضرت سیدنا کعب ابن زہیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ نعت شریف کہنے کی خوشی میں اپنی مبارک چادر عطا فرمائی، پھر وہ چادر ان کے بعد ان کی اولاد سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ قیمت دے کر خرید لی اور یہی وہ چادر تھی جس کو پہن کر خلفاء عیدین کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ (۲۸۰)

الشیخ الامام محمد بن احمد بن بختیار سے دوسری روایت

أَنْبَأَنَا الْقَاضِي أَبُو الْفَتْحِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بُخْتِيَارَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ :أَنْبَأَنَا أَبُو القاسم إسماعيل بن أحمد بن عمر السمرقندي قِرَاءَةً عَلَيْهِ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْوَاحِدِ بن علي بن البختري، حدثنا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ بِشْرَانَ إِمْلَاءً أَنْبَأَنَا أَبُو محمد دعلج بن أحمد بن دعلج ، حدثنا محمد بن العباس المؤدب، حدثنا شريح بن النعمان، حدثنا قزعة عن سيف بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ مَوْلًى لَهُ عَنْ جَدِّهِ قَالَ :(سَمِعْتُ) رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتَّى تَكُونَ الْعَامَّةُ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّرَ على الخاصة، فإذا لم تغير الْعَامَّةُ عَلَى الْخَاصَّةِ عَذَّبَ اللَّهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ

ترجمہ سند حدیث

ہمیں القاضی ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار الواسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بتایا، انہوں نے کہا: ہمیں ابوالقاسم اسماعیل بن احمد بن عمر السمر قندی نے یہ بتایا جب کہ یہ حدیث ان پر پڑھی جارہی تھی، ہمیں ابوالقاسم عبدالواحد بن علی بن البختری نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابوالقاسم بن بشران نے املائی کروائی، ہمیں ابومحمد بن دعلج نے یہ بتایا، ہمیں محمد بن العباس المودب نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں شریح بن النعمان نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں قزعہ نے سیف بن سلیمان سے انہوں نے عدی بن عدی سے انہوں نے اپنے مولی سے، انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ خاص قسم کے لوگوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ جب عام لوگ اس گناہ کو روکنے کے طاقت رکھنے کے باوجود نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (۲۸۱)

الشیخ الامام عبدالمنعم بن علی بن نصر بن الصیقل ابو محمد الحرانی الفقیہ الواعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الامام عبدالمنعم بن علی بن نصر بن الصیقل ابو محمد الحرانی

عَبد المنعم بُن عليّ بُن نصر بُن الصَّيْقَل .أَبُـو مُحَمَّد الحَرّانيّ الفقيه، الواعظ .تـفقَّه ببغداد عَلَى أَبِي الفتح نصر ابن المَنّي .وسَمِعَ من :ابن شاتيل، وجماعة .وحَدَّث، ووعظ .وهو والدُ النّجيب عَبد اللّطيف .تُوُفّي في ربيع الأوّل.

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالمنعم بن علی بن نصر بن الصیقل ابو محمد الحرانی الفقیہ الواعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم فقہ بغداد معلیٰ میں الشیخ ابوالفتح نصر بن المنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا، اور حدیث شریف کا سماع الشیخ ابن شاتیل اور ان کے علاوہ محدثین کی جماعت سے کیا، اور بغداد معلیٰ میں ہی حدیث شریف بیان کی، اور وعظ کہا، اور یہی النجیب عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ہیں اور ان کا وصال شریف ربیع الاول میں ہوا تھا۔ (۲۸۲)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شاگردی میں

علامہ محمد بن یحیی الحلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

ومن تـلاميـذ الشيـخ الامام عبدالقادر الجيلاني رضي الله عنه الشيخ الامام عبدالمنعم بن علي الحراني رحمة الله تعالى عليه

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں الشیخ الامام عبدالمنعم بن علی الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی ہیں۔(۲۸۳)

امام زین الدین قاسم بن قطلو بغا فرماتے ہیں

حدث عن عبيد الله بن عبد الله وغيره .حدث عنه ابن النجار، وقال :كان ثقة، صدوقاً، متحرياً، حَسَن الطريقة، متديناً، متورعاً، نزيهاً، عفيفاً، عزيز النفس مع شدة الفقر، وله مصنفات حسنة .توفى سنة إحدى وستمائة .

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالمنعم بن علی الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الشیخ الامام عبید اللہ بن عبداللہ سے حدیث شریف بیان کی، اوران سے الشیخ الامام ابن نجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حدیث شریف روایت کی اور فرمایا کہ میرے شیخ الامام عبدالمنعم الحرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ثقہ، صدوق، حسن الطریقہ، نہایت دیندار، متقی، صاف ستھرے کردار کے مالک، پاکدامن تھے اور فقیر ہونے کے باوجود انتہائی خوددار تھے، اور انہوں نے بہت خوبصورت کتب تحریر فرمائی تھیں اور آپ کا وصال شریف سنہ(۶۰۱ھ) میں ہوا۔(۲۸۴)

الشیخ الامام عبدالمنعم بن علی الحرانی سے مروی ایک حدیث

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمُنعِمِ بن علی الحرانی ببغداد قال :أنبأنا عبيد الله بن عبد الله الدباس، أنبأنا علی بن محمد بن العلاف، أنبأنا علی بن أحمد بن عمر الحمامی، أنبأنا محمد بن عبد الله الشافعی (الدباس) حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن سنين، حدثنا عمران ابن أبی عمران الصوفی، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِی الشَّيْخِ عَنْ أَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِی سَعِيدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَتَانِی جِبْرِيلُ فَقَالَ :إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ لَکَ :تَدْرِی كَيْفَ رَفَعْتُ لَکَ ذِكْرَکَ .إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِی.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں عبدالمنعم بن علی الحرانی نے بغداد معلیٰ میں خبردی ، انہوں نے کہا: ہمیں عبید اللہ بن عبداللہ بن الدباس الشافعی نے بتایا، ہمیں اسحاق بن ابراہیم بن سنین نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں عمران بن ابوعمران الصوفی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں عبداللہ بن وہب نے عمر بن الحارث سے انہوں نے ابوالشیخ سے انہوں نے ابوالہیثم سے انہوں نے ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور کہا: بے شک اللہ تعالی فرماتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ جب میرا ذکر ہوگا تو آپ ﷺ کا ذکر بھی میرے ساتھ ہی ہوگا۔(۲۸۵)

سید سلطان محمد بن سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف حضرت سخی سرور

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے تربیت دینی روحانی پائی، اور زندگی بھر خدمت دین میں مصروف رہ کر شہادت کی موت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت الشیخ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت سید سلطان محمد المعروف سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت گزار اور شب بیدار تھے، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ تر وقت عبادت میں گزرتا تھا، حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد معلّٰی سے ہجرت کر کے ملتان کے قریب شاہ کوٹ میں سکونت پذیر ہوئے اور یہیں پر ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف ہوا۔

ملک محمد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد ماجد حضرت سید الشیخ عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے بعد مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ بائیس سال تک مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ شریفہ کے سایہ میں رہے، ایک دن حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں کریم آقا ﷺ نے فرمایا: آپ ہندوستان جاؤ، حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ حکم سنتے ہی وہاں سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے اور ملتان کے قریب شاہ کوٹ میں قیام پذیر ہو کر سلسلہ رشد و ہدایت جاری فرمایا۔ تحقیقات چشتی میں الشیخ مولانا نور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کا حکم پا کر مدینہ منورہ سے کوچ کیا اور سیر و سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے اور پھر اپنے مرشد کے حکم پر شاہ کوٹ میں سکونت پذیر ہوئے۔

حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ کے متعلق مختلف آراء ہیں، ایک روایت کے مطابق سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے اور الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ سے ہی انہوں نے خرقہ خلافت پہنا تھا، جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ الشیوخ حضرت الشیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت بھی پہنا۔

حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کوٹ میں گزر بسر کرنے کے لئے کھیتی باڑی کرنا شروع کی اور ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھیڑ بکریاں بھی پال رکھی تھیں، شاہ کوٹ آمد کے دو سال بعد آپ کی زوجہ محترمہ کا وصال ہو گیا ان سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین بیٹے تھے۔ شاہ کوٹ کے نمبردار نے اپنی برادری سے مشورہ کر کے اپنی بیٹی حضرت بی بی عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا نکاح الشیخ سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دیا جن کے بطن سے حضرت الشیخ الامام سلطان محمد المعروف حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ متولد ہوئے ان کے علاوہ ایک اور بیٹے حضرت سید عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی پیدا ہوئے۔

حضرت الشیخ سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند پایہ عالم دین تھے اور لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مسائل دینیہ پوچھا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف سنہ (۵۳۵ھ/ ۱۱۴۱ء) کو شاہ کوٹ میں ہی ہوا اور یہیں پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔(۲۸۶)

ولادت باسعادت

جناب پروفیسر حامد خان حامد نے (تذکرہ حضرت سخی سرور رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صفحہ ۱۰۳) پر تحریر فرمایا کہ ہماری تحقیق یہ بتاتی ہے کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھٹی صدی ہجری بمطابق بارہویں صدی عیسوی کے ربع اول میں کسی وقت پیدا ہوئے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنہ (۵۲۰ھ/ ۱۱۲۶ء) ہندوستان تشریف لائے تھے، یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو سال کے بعد شاہ کوٹ کے نمبردار پیراہان کی صاحبزادی بی بی عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے ساتھ نکاح کیا، اس نکاح کے دو سال کے بعد حضرت سیدنا الشیخ سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنہ (۵۲۲ھ/ ۱۱۲۸ء) میں بی بی عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے ساتھ نکاح کیا، اور یوں سنہ (۵۲۳ھ یا ۵۲۴/ ۳۰، ۱۱۲۹ء) کے لگ بھگ حضرت سیدنا سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔(۲۸۷)

تعلیم وتربیت

تاریخ کی کتب سے ہمیں یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم کیسے حاصل کی؟ یا یہ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا طریقہ اختیار کیا، مگر کتب میں یہ درج ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی طور پر شرعی علوم کی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی، جس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید تعلیم کے حصول کے لئے لاہور تشریف لائے۔

لاہور میں ان دنوں میں مولانا سید اسحاق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم وفضل کا بہت چرچا تھا، ان کے ہاں دور دراز سے طلبہ علم دین کے حصول کے لئے حاضر ہوتے تھے اور اپنی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے، حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ایک ہونہار طالب علم کی طرح شرعی علوم کے ارتقائی مراحل کامیابی سے طے کئے، مولانا سید محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کم عمری میں ایک عالم دین بن چکے تھے۔(۲۸۸)

روحانی تربیت اور بغداد معلّٰی کا سفر

حضرت سیدنا سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ہم یہ بات پہلے تحریر کر آئے ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی طور ظاہری علوم کی تحصیل مولانا سید محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لاہور میں حاصل کی تھی، اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں علوم باطنی کے حصول کا جذبہ پیدا ہوا، یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روحانی تربیت اپنے والد ماجد حضرت سید زین

العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گاہے بگاہے اپنے والد ماجد سے تھوڑی بہت رہنمائی حاصل کرتے رہتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذوق وشوق دیکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانی تربیت شروع کی تھی، بالکل اسی طرح جس طرح ایک شیخ کامل اپنے مرید صادق کی تربیت کرتا ہے۔

پھر حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں ترقی کی خواہش پیدا ہوئی تو ادھر حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شاہ کوٹ میں کوئی بھی ایسی شخصیت نظر نہ آئی جوان کی اس ضرورت روحانی کو پورا کرسکے ،ادھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں روحانی علوم کی تڑپ حد سے بڑھ گئی تھی ،تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیاحت کا فیصلہ کرلیا، شاہ کوٹ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روانہ ہوئے تو سیدھا بغداد معلیٰ پہنچ گئے ،اس دور میں بغداد معلیٰ علوم اسلامیہ کے ایک بڑے مرکز کے طور پر مشہور تھا، یہاں اس دور میں حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شہرت ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔(۲۸۹)

الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شاگردی میں

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد معلیٰ میں وارد ہوتے ہی سب سے پہلے حضرت الامام الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا فیصلہ کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کی ،اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حصول فیض کیا اگر چہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قادری بزرگ تھے مگر چونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بعد کوئی خلیفہ نہیں چھوڑا تھا اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ مشہور نہ ہوا۔(۲۹۰)

بیعت وخلافت

جب حضرت سیدنا الشیخ سلطان محمد بن زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد معلیٰ میں حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے تو اسی دوران میں حضرت الشیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیلئے بغداد معلیٰ آئے تھے تو حضرت سید سلطان محمد المعروف سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بغداد میں اور الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے ،اور جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت معین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت پر مامور فرمایا۔

کتب سیر میں یہ بھی منقول ہے کہ حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا الشیخ الامام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت بھی پائی اور ان کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

بغداد معلیٰ میں ایک عرصہ تک قیام پذیر رہ کر چشت روانہ ہوئے اور وہاں الشیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تین بڑے روحانی سلاسل یعنی سلسلہ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت کا شرف حاصل تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تینوں سلاسل کے بزرگوں کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اگر چہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تینوں سلسلوں میں اجازت حاصل تھی مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ عالیہ سہردیہ کو بطور سلسلہ کے عام کیا اور آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کا شمار سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے اکابرین میں ہوتا ہے۔(۲۹۱)

بغداد معلّیٰ سے واپسی اور دین متین کی خدمت

حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد معلّیٰ سے چشت شریف پھر وہاں سے لاہور آئے، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لاہور میں چند دن قیام کرنے کے بعد وزیر آباد کے قریب دریائے چناب کے کنارے سوہدرہ میں قیام کیا، اور دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور یہیں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا، لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جوق در جوق حاضر ہونے لگے اور چند ہی دنوں میں آپ کی کرامات اور خدمت دین کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہیں سے اپنے عقیدتمندوں کی اصلاح کرنا شروع فرمائی، لوگ آپ اپنی مرادیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لاتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اللہ تعالیٰ کرم فرماتا ان کے کام ہو جاتے پھر وہ لوگ نذرانے پیش کرتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ نذرانے فقیروں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک میں اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو بھی فرماتے اللہ تعالیٰ پوری فرما دیتا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت اور اس کے اسباب

حضرت سید ناسخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائیوں کی دشمنی کی وجہ کتب سیر میں یوں منقول ہے کہ شاہ کوٹ کے حاکم کی دو بیٹیاں تھیں اور اس کے ہاں کوئی بیٹا نہ تھا، اس نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دی تھی، اور اس کی چھوٹی بیٹی کی شادی اپنی کھوکھر برادری کے ایک لڑکے کے ساتھ کر دی تھی۔ شاہ کوٹ کے حاکم کی شاہ کوٹ میں بے شمار زمین تھی جسے حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائیوں نے اس طرح تقسیم کیا کہ تمام زرعی اراضی اپنے پاس رکھ لی جبکہ بنجر زمین حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے بھائی کو دے دی۔ حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محنت کی بدولت چند ہی دنوں میں وہ بنجر زمین زرعی رقبہ میں بدل گئی، جسے دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائی حسد میں مبتلا ہو گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائیوں نے ملتان کے حاکم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شکایات کیں مگر حاکم ملتان چونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدتمند تھا، اس نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دی اور خالہ زاد بھائیوں کی شکایت کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائیوں نے جب اپنے منصوبے کو ناکام ہوتے دیکھا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا، وہ جانتے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درویش ہیں اور دولت کی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کوئی کمی نہیں ہے، پھر انہوں نے گاؤں کے مراثیوں کو بلایا اور ان کو سکھایا کہ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر جا کر نذرانہ مانگیں، جب وہ مراثی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مراثیوں کے ہر مطالبے کے عوض ان کو دگنا دیکر بھیجا۔

حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان خالہ زاد بھائیوں نے جب یوں ناکامی کا منہ دیکھا تو وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جان کے دشمن بن گئے، انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت کرنے کی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تمام جائیداد اور اراضی چھوڑ کر شاہ کوٹ سے ہجرت کر گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فعل کے بعد بھی ان بدبختوں کو سکون نہ

ملا اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت میں لوگوں کو جمع کرنا شروع کر دیا، وہ بد بخت سمجھتے تھے کہ شاید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس شاہ کوٹ آئیں اور کسی لشکر کو جمع کر کے ہم پر حملہ نہ کر دیں، چانچہ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قتل کرنے اور اپنے ناپاک منصوبے پر عمل کرنے کے لئے نگاہہ پہنچ گئے، جہاں انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ کے اہل وعیال سمیت شہید کر دیا۔ (۲۹۳)

انگریز کی نقل کردہ ایک حکایت اور اس کا رد

بعض تذکرہ نگاروں نے یہ بھی درج کیا ہے کہ حضرت سیدنا سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا تھا، اس سلسلے میں تذکرہ حضرت سخی سرور رحمہ اللہ تعالیٰ نامی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۹، ۱۱۰ پر محترم پروفیسر حامد خان صاحب ایک واقعہ انگریزی کتب کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کا ذکر تذکروں میں بڑے دل چسپ انداز میں کیا گیا ہے۔ ایم میکالیف (انگریز) نے لکھا ہے کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلدوں میں سے تھے، پیران پیر جیلان کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں بغداد میں سکونت پذیر ہو گئے، کہا جاتا ہے کہ ایک بار حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے ملنے کے لئے بغداد پہنچے، حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگ تھے، پاکستان و ہندوستان کی روایت کے زیر اثر موسیقی میں دلچسپی رکھتے تھے لیکن پیران پیر حضرت الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے سرکردہ ہونے کی وجہ سے موسیقی سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتے تھے بلکہ اس سے متنفر تھے۔ چنانچہ الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے سماع کو اپنے مسلک اور پیروکاروں کے لئے ممنوع کر رکھا تھا۔ جن دنوں میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کے لئے مقرر کیا گیا۔

جب حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تواضع کے لئے نہایت نفیس اور عمدہ کھانوں پر مشتمل دسترخوان لیکر پہنچے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ جانتے ہوئے کہ حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے موسیقی پر بندش لگا رکھی ہے، کھانا دیکھ کر کہا: کھانا تو ہے لیکن بے نمک اور پھیکا ہے، اصل میں ان کا مطلب یہ تھا کہ دعوت کا انتظام تو بہت اچھا ہے کہ مگر سماع کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مدعا سمجھ گئے، فوراً اپنے آقا و مولا الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کو خبر دی، حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ سوچ کر کہ مہمان کی خواہش کا احترام آنا انسانی اور اخلاقی فرض ہے، اپنے مسلک کی روایت کے برخلاف ایک قوال کو بلاوا بھیجا، اس نے فارسی کی غزل نہایت اچھی آواز میں گا کر سنائی، اس سے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب و ذہن کو قدرے سکون ملا تو ساتھ ہی میزبان کی تواضع بھی مکمل ہو گئی۔ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب ہی کہیں موجود تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کان بھی سماع کی طرف متوجہ ہو گئے، جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر بغداد معلیٰ سے روانہ ہوئے، حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرشد کے روبرو پیش ہو کر عرض کیا: یا حضرت! مجھ سے مسلک

کی بے قائدگی ہوئی ہے کیونکہ میں نے اس قوال کی آواز سنی ہے، لھذا میں معذرت کا طلب گار ہوں، حضرت الشیخ الامام الجیلانی رضی اللہ عنہ کی نظر میں یہ جرم بڑا سنگین تھا، آپ رضی اللہ عنہ کے مسلک کی خلاف ورزی کی گئی تھی اور ایک ایسے شخص سے یہ اصول شکنی ہوئی تھی جو آپ رضی اللہ عنہ کے خاص مریدوں میں سے تھا، حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کو اس مرید کے مثالی تقدس اور بے پناہ جوش عقیدت کی طرف سے مکمل اطمینان تھا، لیکن اب اسی سے ایسا جرم سرزد ہوا تھا جس کی معافی ناممکن تھی، تاہم انہوں نے حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو ایک رقعہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نام دیا جن کی تواضع کے لئے موسیقی کا انتظام کیا گیا تھا، رقعہ میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حق میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے روحانی مرشد حضرت الامام الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا رقعہ لیکر اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا، حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ان کے مریدوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حق میں دعا کی اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو اپنے طور پر معاف کر دیا، مگر معاً ان کے دل میں خیال آیا چونکہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مسلک قادریہ کے سب سے بڑے اصول کی خلاف ورزی ہوئی ہے، اس لئے کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور باقی رہنی چاہیئے جو اصول کی اس خلاف ورزی کی یاد دلاتی رہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو فرمایا: جاؤ تم کو معاف کر دیا گیا مگر اصول شکنی کی وجہ سے تمھاری قبر پر ہمیشہ ڈھول تاشے بجائے جائیں گے۔ (۲۹۴)

درج بالا واقعہ کو پڑھ کو عجیب وغریب صورتحال کا سامنا کرپڑتا ہے انگریز تذکرہ نگاروں کے اس بیان کو پڑھ کر تو ایسا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ یہ تذکرہ نگار تو غیب کا علم بھی معاذ اللہ رکھتے تھے، بعض (۱۸۷۵ء-۱۸۹۳ء) میں بھی ان لوگوں کو یہ علم ہو چکا تھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جہاں تشریف لائے وہ علاقہ پاک وہند کہلاتا ہے، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بارے میں انگریز تذکرہ نگار تحریر کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب پاک وہند کی روایت کے زیر اثر موسیقی سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب پاکستان کے نام کا تصور بھی کسی کے ذہن میں نہ تھا، پھر یہ بھی کہ صوفی بزرگوں کو موسیقی سے تو کبھی بھی دلچسپی نہ تھی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بارے میں اس عاجز وحقیر نے تو یہ سن اور پڑھ رکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ روزانہ دس ہزار بار رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھ کر سویا کرتے تھے۔ یہ کس قدر حیران کن امر ہے کہ انگریز تذکرہ نگاروں نے یہ تو تحقیق کر لی کہ حضرت سیدنا الامام الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مسلک میں ممنوع کر رکھا تھا مگر افسوس کہ ان کو یہ معلوم نہیں ہو پایا کہ اسلام میں بھی موسیقی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آگے چل کر اسی ایم میکالیف نے یہ تحریر کیا ہے کہ جب سازندہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس پہنچا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو ایک غزل سنائی، جس سے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے قلب وذہن کو قدرے سکون ملا۔ افسوس کہ انگریز آج تک اسلامی تصوف کی روح تک ہی نہیں پہنچ پائے، کہ صوفیاء کرام کو اللہ تعالی کی یاد سے سکون ملتا ہے نہ کہ غزلیات کی سماعت سے۔ یہ بھی بڑی ہی حیران کن بات ہے کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو اپنی خانقاہ سے نکال دیا تھا اور ایک رقعہ میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس درخواست لکھ کر بھیج دی، اور جب رقعہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے پڑھا تو ان کو یہ معلوم

ہوا کہ یہ جرم نا قابل معافی ہے، پھر یہ بھی حیران کن امر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ اوران کے مریدوں نے حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لئے دعا فرمائی، ابھی یہ دعا ختم ہی ہوئی تھی کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک بد دعا بھی کر دی کہ تمھاری قبر پر ہمیشہ ڈھول تاشے بجائے جائیں گے، تقریباً تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ ملک ہندوستان میں (۵۵۷ھ) تشریف لائے تھے، جبکہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سنہ (۵۶۵ھ۔۵۷۰ھ) کے قریب بغداد معلیٰ سے مراجعت فرمائی، کسی بھی کتاب میں یہ تحریر نہیں ہے کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کبھی اجمیر کا سفر بھی کیا تھا اور جو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ جاؤ تم کو معاف کر دیا گیا، یہ لب ولہجہ تو ہمارے بزرگوں کا ہرگز نہ تھا کہ اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ ایسا لہجہ اختیار کیا جاتا اور پھر جب کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کر رکھا ہے چنانچہ یہ بات حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لئے باعث تعزیر نہیں کہی جاسکتی، ایک اور تاریخی حقیقت مدنظر رکھنی چاہئے کہ اگر چہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالی سنہ (۵۵۷ھ) میں ہندوستان تشریف لائے تھے مگر اجمیر شریف میں آپ کی تشریف آوری ایک عرصے کے بعد ہوئی تھی، (مراۃ الاسرار کے صفحہ نمبر ۵۹۱) پر درج ہے کہ سنہ (۵۷۹ھ) دہلی سلاطین نے اجمیر کے راجہ رائے پتھورا کا قلع قمع کیا تھا۔ نواز رومانی صاحب اپنی کتاب ''بزرگ'' کے صفحہ نمبر ۱۴۲ پر درج فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہندوستان آئے تو اس وقت سنہ ہجری (۵۵۷ھ) تھا، لاہور میں آپ رحمہ اللہ تعالی نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مزار اقدس پر اعتکاف کیا اور پھر بغداد معلیٰ کی طرف چل دیے، اس سے اگلے صفحہ پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ سنہ (۵۸۳ھ) میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مکہ مکرمہ پہنچے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ شریف حاضر ہوئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگئے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے چنانچہ یہ بات دکھائی دی کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ اجمیر شریف میں سنہ (۵۸۳ھ) میں تشریف لائے تو جب حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شہادت کو ۱۴ برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔ (۲۹۵)

وہ خواتین جو حضرت الشیخ الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی تلمیذہ ہیں

الشیخہ المعمرۃ القرشیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی ولادت وحصول علم

كريمة بِنْت المحدّث العدل الأمين أبِی مُحَمَّد عَبْد الوهّاب بْن عَلىّ بْن الخَضِر بْن عبد الله بن عَلِيّ. الشُّيخة المعمَّرة، مُسْنِدَة الشّام، أُمُّ الفضل القُرَشيّة الزُّبَيْرِيّة الدّمشقيّة، بِنْت الحَبَقْبَق. وُلِدَت سنة خمس أو ستّ وأربعين وخمسمائة .وسمعت أجزاء يسيرة من أبِي يَعْلَى حمزة بْن الحُبُوبىّ، وَعَبْد الرَّحْمَن بْن أبِي الحَسَن الدّارانىّ، وحسّان بْن تميم الزّيّات، وعلىّ بْن مَهْدىّ الهلالىّ، وعلىّ بْن أحْمَد الحَرَسْتَانىّ .وتفرّدت فِي الدّنيا بالرّواية عَنْهُم .روت بالإجازة صحيح البخارىّ عَن أبِي الوقت، وهى آخر من روى عَنْهُ بالإجازة.

ترجمہ:

الشیخہ المعمرۃ مسندۃ الشام ام الفضل بنت المحدث العدل الامین ابومحمد عبد الوہاب بن علی بن الخضر بن عبداللہ بن علی القرشیہ الزہریہ بنت الحبقبق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی ولادت باسعادت سنہ (۵۴۶ یا ۵۴۵ ھ) میں ہوئی۔انہوں نے احادیث کا سماع الشیخ ابویعلی حمزہ الحبوبی، عبدالرحمٰن بن ابی الحسن الدارانی، حسان بن تمیم الزیات، علی بن مہدی الہلالی، علی بن احمد الحرستانی سے کیا۔

انہوں نے حضرت الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی اجازت کے ساتھ صحیح البخاری کو روایت کیا اور یہ مائی صاحبۃ کو اجازت دینے کے بعد الشیخ ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی اور کو اجازت حدیث نہیں دی۔(۲۹۶)

شیخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے اساتذہ

وروت أيضا الكثير كتابة عَن :مَسْعُود الثّقفىّ، وَأبِي عَبْد اللّه الرُّسْتمىّ، وَأبِي الخير مُحَمَّد بْن أحْمَد الباغبان، والقاسم بْن الفضل الصَّيدلانىّ، ورجا بْن حامد المعدانىّ، وَعَبْد الحاكم بْن ظَفَر، ومحمود فُورجَة، وَأبِي الفتح بْن البَطّىّ، والشّيخ عبد القادر الجيلىّ، وخلق سواهم.

ترجمہ:

حضرت الشیخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے بالکتابت حضرت سیدنا مسعود الثقفی، ابوعبداللہ الرستمی، ابوالخیر محمد بن احمد الباغبان، ابوالقاسم بن الفضل الصیدلانی، رجا بن حامد المعدانی، عبدالحاکم بن ظفر، محمود فورجہ، ابوالفتح بن البطی، الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی اور ان کے علاوہ

بہت سی جماعت سے احادیث شریفہ روایت کیں۔(۲۹۷)

الشیخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے شاگرد

أخذ عَنهَا حُفّاظ وأئمّة، وحدّثت نيّفًا وأربعين سنة .روى عنها :الحفّاظ شمس الدّين ابن خليل، وزكيّ الدّين البِرزاليّ، وضياء الدّين المقدسيّ، وزكيّ الدّين المنذريّ، وشرف ابن النّابلسيّ، وجمال الدّين ابن الصّابونيّ، وجمال الدّين ابن الظاهريّ، وعلاء الدّين ابن بلبان، وشمس الدّين ابن هامل، وخديجة بِنْت تيمية، والشَّرَف عُمَر بْن خواجا إمام، والصّدر مُحَمَّد بْن حسن الأُرْمَوِيّ، وزين الدّين عَبْد اللَّه الفارِقيّ، والتّقيّ بْن مؤمن، وداود بْن حمزة، وأخوه القاضي تقيّ الدّين، وستّ الفخر بِنْت عَبْد الرَّحْمَن بْن الشّيرازيّ، وبنت عمّها ستّ القُضاة، والزَّيْن إِبْرَاهِيم بْن القوّاس، والشَّرَف عَبْد المنعم بْن عساكر، وفاطمة بِنْت سُلَيْمَان الأنْصارِيّ، وعيسى بْن عَبْد الرَّحْمَن المُطْعِم، والتّاج عَلِيّ بْن أَحْمَد الغرافيّ، وَأَبُو المحاسن بْن الحرفيّ، وَأَبُو عليّ بْن الخلّال، وَمُحَمَّد بْن يوسف الذَّهبيّ، وخلق كثير.

ترجمہ

الشیخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے بہت بڑے حفاظ حدیث اور ائمہ نے حدیث شریف پڑھی ہے اور انہوں نے چالیس سال سے زائد عرصہ تک حدیث شریف کا درس دیا ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں الشیخ الامام شمس الدین بن خلیل، زکی الدین البرزالی، ضیاء الدین المقدسی، زکی الدین المنذری، شرف الدین النابلسی، جمال الدین ابن الصابونی، جمال الدین ابن الظاہری، علاء الدین ابن بلبان، شمس الدین ابن ہامل، خدیجہ بنت تیمیہ، الشرف عمر بن خواجا امام، الصدر محمد بن الحسن الارموی، زین الدین عبداللہ الفارقی، التقی بن مومن، داؤد بن حمزہ، اور ان کے بھائی تقی الدین، ست الفخر بنت عبدالرحمٰن الشیرازی، اور ان کی پھوپھو کی بیٹی ست القضاۃ، زین الدین ابراہیم بن القواس، الشرف عبدالمنعم بن عساکر، فاطمہ بنت سلیمان الانصاری، عیسی بن عبدالرحمٰن المطعم، تاج علی بن احمد الغرافی، ابوالمحاسن بن الحرفی، ابوعلی بن الخلال اور محمد بن یوسف الذہبی اور ان کے علاوہ بہت سی خلق نے ان سے حدیث شریف روایت کی۔(۲۹۸)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں کہ الشیخہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے شاگردوں کے نام جو ہم نے نقل کئے یہ سارے کے سارے ایک واسطہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، اس سے یہ بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ایک شاگردہ کے اتنے شاگرد ہیں اور اتنے بڑے بڑے محدث ان کے سامنے بیٹھ کر احادیث یاد کرنے والے ہیں تو ان کے استاد یعنی الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کتنے بڑے محدث ہوں گے۔

ان کا خاندان بھی ان کا شاگرد تھا

وروى الحديث أخَواها عَلِيّ وصفيّة، وأبوها وعمُّها الحافظ عُمَر بْن عَلِيّ القُرَشِيّ، وابنه عَبْد اللَّه بْن عُمَر.

ترجمہ

الشیخہ رحمۃ اللہ تعالی علیہا کے بھائی اور ان کی بہن نے بھی ان سے حدیث شریف روایت کی، اور ان کے والد ماجد اور ان کے چچا الحافظ عمر بن علی القرشی نے اور ان کے بیٹے شیخ عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ تعالی علیہم نے بھی ان سے حدیث شریف روایت کی۔(۲۹۹)

وصال شریف

وتُوُفِّيت ببستانها بالمَيْطُور فِي رابع عشر جمادى الآخرة، سنة (۶۴۱ھ)ودُفنت بسفح جبل قاسيون.

ترجمہ

الشیخہ القرشیہ رحمۃ اللہ تعالی علیہا اپنے باغ میں جو المیطور میں تھا میں تشریف فرما تھیں کہ ان کا وصال شریف ۱۴ جماد الثانی سنہ (۶۴۱ھ) کو ہوا اور ان کی تدفین جبل قاسیون کے دامن میں ہوئی۔(۳۰۰)

آپ رضی اللہ عنہ کی بہو بھی آپ کی شاگردہ تھیں

قال الامام الذهبى رحمة الله تعالى عليه

تاجُ النِّساء بنت فضائل بن عليّ التّكريتيّ.تروى عن الشَّيخ الزّاهد عَبْد القادر الجّيلي .رَوَى عَنهَا ابنُها قاضى القضاة أَبُو صالح نَصر بن عَبْد الرَّزّاق الجّيليّ.وسمعتْ أيْضًا من ابن البطّيّ.وَتُوُفِّيت في رجب.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: سیدہ تاج النساء بنت فضائل بن علی التکریتی رحمۃ اللہ تعالی علیہا نے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں اور ان سے ان کے بیٹے حضرت قاضی القضاۃ ابو الصالح نصر بن سیدی عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کیں، اسی طرح انہوں نے الشیخ ابن البطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث روایت کیں، ان کا وصال شریف رجب المرجب میں ہوا۔(۳۰۱)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

قال الخطيب البغدادى رحمة الله تعالى عليه

روت عن الشَّيخ عَبْد القادر الجيلي، روى عنها ابنها أَبُو صالح الجيلي فِي الأربعين لَهُ، توفيت فِي رجب سنة ثلاث عشرة وستمائة.قلت :روى عَنهَا ابْنُ خليل.

ترجمہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: انہوں نے حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں اور ان سے ان کے بیٹے الشیخ قاضی القضاۃ ابو الصالح نصر بن سیدی عبدالرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی اربعین شریف میں احادیث روایت کیں اور ان کا وصال شریف سنہ (۶۱۳ھ) میں ہوا۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ان سے امام ابن الخلیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی احادیث شریفہ روایت کی ہیں۔(۳۰۲)

حوالہ جات

(۱) (۱) قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر للشیخ محمد بن یحییٰ التادفی الحلبی الحنبلی: ۵)
(۲) الامام عبدالقادر الجیلانی لشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی: ۱۶۷)
(۲) (۱) قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر للشیخ محمد بن یحییٰ التادفی الحلبی الحنبلی: ۱۹)
(۲) الامام عبدالقادر الجیلانی لشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی: ۱۶۸)
(۳) (۱) ھکذا ظہر جیل صلاح الدین وھکذا عادت القدس للدکتور ماجد عرسان الکیلانی: (۲۰۶)
(۲) الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ لشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی: ۱۷۲)
(۴) الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ لشیخ عبدالرزاق الکیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ۱۷۲)
(۵) لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار: عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحَنَفی، نسبہ إلی محمد ابن الحنفیۃ، الشَّعرانی، أبو محمد (۱:۱۰۱)
(۶) (۱) بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار فی بعض مناقب القطب محی الدین ابی محمد عبدالقادر الجیلانی لامام نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف بن جریر الشطنوفی: ۱۹۴)
(۲) قلائد الجواہر الامام محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ۱۵)
(۳) لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار: عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحَنَفی، نسبہ إلی محمد ابن الحنفیۃ، الشَّعرانی، أبو محمد (۱:۱۰۱)
(۷) ملفوظات اعلیٰ حضرت جامع حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱:۵۹)
(۸) ملفوظات اعلیٰ حضرت جامع حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲:۲۳۸)
(۹) لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار: عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحَنَفی، نسبہ إلی محمد ابن الحنفیۃ، الشَّعرانی، أبو محمد (۱:۱۰۱)
(۱۰) (۱) ذیل طبقات الحنابلۃ: زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۱۹۳)
(۲) غبطۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادر لامام شہاب الدین بن حجر العسقلانی: ۳۸)
(۱۱) (۱) غبطۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادر لامام شہاب الدین ابن حجر العسقلانی: ۴۲)
(۲) قلائد الجواہر علامہ محمد بن یحییٰ الحلبی التادفی: ۸)
(۱۲) (۱) القائد المجاہد نور الدین محمود زنکی شخصیۃ وعصرہ: علی محمد محمد الصَّلاَّبی (۱:۱۱)
(۲) عصر الدولۃ الزنکیۃ ونجاح المشروع الإسلامی بقیادۃ نور الدین محمود الشہید فی مقاومۃ التغلغل الباطنی والغزو الصلیبی: علی محمد محمد الصَّلاَّبی (۱۶)
(۱۳) ذیل طبقات الحنابلۃ: زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۳)
(۱۴) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی

(۹۸:۳۹)

(۲) سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۸۴:۱۵)

(۱۵) حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاہرة: عبد الرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۵۵۲:۱)

(۱۶) (۱) ذیل طبقات الحنابلة (۱:۶ ۴۳_۴۴۶)

(۲) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (۵۵۶:۶)

(۱۷) (۱) ذیل طبقات الحنابلة (۱:۶ ۴۳_۴۴۶)

(۲) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (۵۵۶:۶)

(۱۸) (۱) ذیل طبقات الحنابلة (۱:۶ ۴۳_۴۴۶)

(۲) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (۵۵۶:۶)

(۱۹) ذیل طبقات الحنابلة: زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲: ۵۳۵)

(۲۰) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷۲:۴۲)

(۲۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷۲:۴۲)

(۲۲) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷۲:۴۲)

(۲۳) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷۲:۴۲)

(۲۴) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (۵۵۶:۶)

(۲۵) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (۵۵۶:۶)

(۲۶) صلاح الدین الأیوبی وجهوده فی القضاء علی الدولة الفاطمیة وتحریر بیت المقدس علی محمد محمد الصَلّابی (۳۳۸:۱)

(۲۷) صلاح الدین الأیوبی وجهوده فی القضاء علی الدولة الفاطمیة وتحریر بیت المقدس علی محمد محمد الصَلّابی (۴۱۸:۱)

(۲۸) العبر فی خبر من غبر: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۳۸:۳)

(۲۹) (۱) ذیل طبقات الحنابلة: زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۸۸:۳)

(۲) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد: إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۲۹:۲)

(۳۰) (۱) ذیل طبقات الحنابلة: زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۸۸:۳)

(۲) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد: إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۲۹:۲)

(۳۱) (۱) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (۲۹:۷)

(۲) تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاہیر وَالأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۳:۱۲۲)
(۳۲) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۴۳:۱۷۵)
(۲) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۴۵) دار الحدیث۔ القاہرۃ
(۳۳) (۱) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۸۸)
(۲) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد: إبراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۲:۲۹)
(۳۴) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۴۳:۱۷۵)
(۲) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۴۵)
(۳) الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۱۷:۶۹)
(۳۵)(۱) شذرات من کتب مفقودۃ فی التاریخ: الدکتور إحسان عباس (۱:۱۸۶)
(۲) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۸۸)
(۳۶) شذرات من کتب مفقودۃ فی التاریخ: الدکتور إحسان عباس (۱:۱۸۶)
(۳۷) (۱) تاریخ بغداد: أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۵:۲۲۷)
(۲) الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۱۷:۶۹)
(۳) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۸۸)
(۳۸) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۸۸)
(۳) الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۱۷:۶۹)

(۳۹)

ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۸۸)
الزہد والرقائق لابن المبارک (أبو عبدالرحمٰن عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی، الترکی ثم المرْوزی (۲۴۷)
الجامع فی الحدیث لابن وہب : أبو محمد عبداللہ بن وہب بن مسلم المصری القرشی (۲۹۲)
مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۱۵:۱۶۷)
صحیح مسلم : مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (۴:۱۹۸۸)

مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار : أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (۱۷:۳۵)

المعجم : أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (۱:۲۱۱)

شرح مشكل الآثار : أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (۹:۴۰۶)

صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (۲:۳۳۱):

الآداب للبيهقي : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (۷۳)

شعب الإيمان : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (۱۱:۳۱۹)

(۴۰) (۱) تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (۵۴:۱۸۸)

(۲) تاريخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (۱۵:۱۸۰)

(۳) التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد : محمد بن عبد الغني بن أبي بكر بن شجاع، أبو بكر، معين الدين، ابن نقطة الحنبلي البغدادي (۱:۲۶۶)

(۴) المعين في طبقات المحدثين : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (۱:۱۹۱)

(۵) سير أعلام النبلاء : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (۱۶:۲۰۶)

ایضاً (۲۲:۲۶۸)

(۴۱) النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة : يوسف بن تغري بردي بن عبد الله الظاهري الحنفي، أبو المحاسن، جمال الدين (۶:۲۶۹)

(۴۲)

تاريخ بغداد : أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (۱۷:۱۵۵)

فضائل الصحابة : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۲:۸۲۷)

مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۴۲:۲۰۶)

الترغيب في فضائل الأعمال وثواب ذلك : أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أيوب بن أزداذ البغدادي المعروف بابن شاهين (۱:۹۳)

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء : أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (۱:۳۵۶)

كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال : علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (۱۶:۵۸۰)

جامع الأحاديث : عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (۴۰:۶۳)

الاستيعاب في معرفة الأصحاب : أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (۱:۳۶۰):

غوامض الأسماء المبهمة الواقعة في متون الأحاديث المسندة : أبو القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن بشكوال الخزرجي الأنصاري الأندلسي (۲:۸۶۴)

(۴۳)

معجم الشيوخ : تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين السبكي (۱:۷۱)

الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (۲:۲۰۶)

موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان : أبو الحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی (۷:۴۴)

الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر : عبد الرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۲:۳۵۹):

فصل الخطاب فی الزہد والرقائق والآداب: محمد نصر الدین محمد عویضۃ (۶:۴۳۵)

الشمائل الشریفۃ : عبد الرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۴۰۷)

منتہی السؤل علی وسائل الوصول إلی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : عبد اللہ بن سعید بن محمد عبادی اللّحجی الحضرمی الشحاری، ثم المراوعی، ثم المکی (۲:۴۴۴)

الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عیون غربیۃ منصفۃ : حسین حسینی معدی (۱:۲۰۸):

الجامع الصحیح للسنن والمسانید : صہیب عبد الجبار (۹:۵۱۴)

(۴۴) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۶:۶۷۴)

(۴۵) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۶:۲۹۴)

(۴۶) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷:۸۱)

(۴۷) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷:۸۱)

(۴۸) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷:۸۱)

(۴۹) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷:۸۱)

(۵۰) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷:۴۳۹)

(۵۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷:۴۳۹)

(۵۲) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۷:۴۳۹)

(۵۳ تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۳۹:۸۷)

(۵۴) (۱) العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۳:۱۷۹)

(۲) مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ ما یعتبر من حوادث الزمان : أبو محمد عفیف الدین عبد اللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۴:۳۷)

(۳) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۳:۱۱۴)

(۵۵) (۱) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو

الفلاح (۷:۴۹۳)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۴:۳۲)

(۳) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۳:۱۱۴)

(۴) معجم المؤلفین : عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغنی کحالة الدمشق (۱۳:۲۳۷)

(۵۶) (۱) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۴۹۳)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۴:۳۲)

(۳) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۳:۱۱۴)

(۴) معجم المؤلفین : عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغنی کحالة الدمشق (۱۳:۲۳۷) مکتبة المثنی -

(۵) صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام مفتی ضیاء احمد قادری رضوی (۲:۱۵۴)

(۵۷) (۱) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۴۹۳)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۴:۳۲)

(۳) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۳:۱۱۴)

(۴) معجم المؤلفین : عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغنی کحالة الدمشق (۱۳:۲۳۷)

(۵) صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام مفتی ضیاء احمد قادری رضوی (۲:۱۵۴)

(۵۸) (۱) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۴۹۳)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۴:۳۲)

(۳) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۳:۱۱۴)

(۴) معجم المؤلفین : عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغنی کحالة الدمشق (۱۳:۲۳۷)

(۵) صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام مفتی ضیاء احمد قادری رضوی (۲:۱۵۴)

(۵۹)(۱) الوافی بالوفیات: صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۱۸۵:۲۷)

(۲) تاریخ إربل: المبارک بن أحمد بن المبارک بن موہوب اللخمی الإربلی، المعروف بابن المستوفی (۱۲۶:۲)

(۶۰)(۱) الوافی بالوفیات: صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۱۸۵:۲۷)

(۲) تاریخ إربل: المبارک بن أحمد بن المبارک بن موہوب اللخمی الإربلی، المعروف بابن المستوفی (۱۲۶:۲)

(۶۱) (۱) تاریخ بغداد: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۵۹:۱۵)

(۲) ایضاً (۱۸۹:۲۴)

(۶۲) تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاہیر وَالأعلام: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۵۲۹:۱۳)

(۶۳) تاریخ إربل: المبارک بن أحمد بن المبارک بن موہوب اللخمی الإربلی، المعروف بابن المستوفی (۳۶۷:۱):

(۶۴) تاریخ بغداد: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۳۱۴:۱۵)

(۶۵) ذیل طبقات الحنابلۃ: زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳۸:۴)

(۶۶)(۱) ذیل طبقات الحنابلۃ: زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳۸:۴)

(۲) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد: إبراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۲۲۷:۲)

(۶۷) تاریخ بغداد: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۲۰۱:۱۹)

(۶۸) تاریخ بغداد: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۲۰۱:۱۹)

(۶۹) سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۸۷:۲۳)

(۷۰) سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۸۷:۲۳)

(۷۱) سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۸۷:۲۳)

(۷۲) سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۸۷:۲۳)

(۷۳) سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۸۷:۲۳)

(۷۴) الوافی بالوفیات: صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۲۶۹:۴)

(۷۵) الوافی بالوفیات: صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۲۶۹:۴)

(۷۶) الوافی بالوفیات: صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۲۶۹:۴)

(۷۷) الوافی بالوفیات: صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۲۶۹:۴)

(۷۸) تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاہیر وَالأعلام: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۱۸۳:۱۳)

(۷۹) (الذیل علی طبقات الحنابلۃ (۳۴۵:۴).

(۱) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبوالفلاح (۶۲:۷)

(۲) التکملة لوفیات النقلة ۲:۲۲۳)

(۳) ذیل طبقات الحنابلة :زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۸۰) (۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب :عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۶۲)

(۲) التکملة لوفیات النقلة ۲:۲۲۳)

(۳) ذیل طبقات الحنابلة :زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۸۱) (۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب :عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۶۲)

(۲) التکملة لوفیات النقلة ۲:۲۲۳)

(۳) ذیل طبقات الحنابلة :زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۸۲) (۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب :عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۶۲)

(۲) التکملة لوفیات النقلة ۲:۲۲۳)

(۳) ذیل طبقات الحنابلة :زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۸۳) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۴۰:۲۷۱)

(۸۴) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۴۰:۲۷۱)

(۸۵) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۴۰:۲۷۱)

(۸۶) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۴۰:۲۷۱)

(۸۷) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۴۰:۲۷۱)

(۸۸) الشیخ عبد القادر الجیلانی (۱۹۷) لشیخ عبد الرزاق الکیلانی

(۸۹) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۴۰:۲۷۱)

(۹۰) (۱) البداية والنهاية : أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (۱۲: ۳۴۶)
(۲) عيون الروضتين في أخبار الدولتين النورية والصلاحية : أبو القاسم شهاب الدين عبد الرحمٰن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسي الدمشقي المعروف بأبي شامة (۱: ۴۳)
(۹۱) (۱) عيون الروضتين في أخبار الدولتين النورية والصلاحية : أبو القاسم شهاب الدين عبد الرحمٰن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسي الدمشقي المعروف بأبي شامة (۱: ۴۳)
(۲) البداية والنهاية : أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (۱۲: ۳۴۶)
(۹۲) (۱) البداية والنهاية : أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (۱۲: ۲۷۰)
(۲) الدارس في تاريخ المدارس : عبد القادر بن محمد النعيمي الدمشقي (۱: ۲۷۳)
(۹۳) النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة: يوسف بن تغري بردي بن عبد الله الظاهري الحنفي، أبو المحاسن، جمال الدين (۶: ۲۵۴):
(۹۴) طبقات المفسرين للداوودي : محمد بن علي بن أحمد، شمس الدين الداوودي المالكي (۲: ۲۱۹)
(۹۵) طبقات المفسرين للداوودي : محمد بن علي بن أحمد، شمس الدين الداوودي المالكي (۲: ۲۱۹)
(۹۶) تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (۴۵: ۵۴)
(۹۷) ذيل طبقات الحنابلة : زين الدين عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي (۲: ۱۹۳)

﴿۹۸﴾

تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (۹: ۲۳۸)
ترتيب الأمالي الخميسية للشجري : يحيى (المرشد بالله) بن الحسين (الموفق) بن إسماعيل بن زيد الحسني الشجري الجرجاني (۲: ۱۴۴)
جزء فيه حديثان أحدهما في فضل رجب : عبد الكريم بن عبد الصمد بن محمد بن علي بن محمد القطان أبو معشر الطبري: ۳۹
المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة : شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد السخاوي (۷۶۴)
الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير : عبد الرحمٰن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (۲: ۱۲۵)
كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال : علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (۱۲: ۳۱۰)
كشف الخفاء ومزيل الإلباس : إسماعيل بن محمد بن عبد الهادي الجراحي العجلوني الدمشقي، أبو الفداء (۱: ۴۸۵)
تخريج أحاديث إحياء علوم الدين : العراقي (۱: ۵۱۴)
أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب : محمد بن محمد درويش، أبو عبد الرحمٰن الحوت الشافعي: ۱۵۱
صحيح وضعيف الجامع الصغير وزيادته : عبد الرحمٰن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي: مع أحكام محمد ناصر الدين الألباني (۱: ۶۸۳۹)
جامع الأحاديث عبد الرحمٰن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (۱۳: ۱۰۹)
سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء في الأمة : أبو عبد الرحمٰن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الأشقودري الألباني (۹: ۳۹۰)

المنار المنيف في الصحيح والضعيف : محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية : ٩٥):

(٩٩) بغية الطلب في تاريخ حلب : عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (٤:١٥٨١)

(١٠٠) بغية الطلب في تاريخ حلب : عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (٤:١٥٨١)

(١٠١) (١) مرآة الجنان وعبرة اليقظان في معرفة ما يعتبر من حوادث الزمان : أبو محمد عفيف الدين عبد الله بن أسعد بن علي بن سليمان اليافعي (٤:٦)

(٢) تاريخ إربل : المبارك بن أحمد بن المبارك بن موهوب اللخمي الإربلي، المعروف بابن المستوفي (٢:٤٦١) وزارة الثقافة والإعلام، دار الرشيد للنشر، العراق

(١٠٢) بغية الطلب في تاريخ حلب : عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (٤:١٥٨١)

(١٠٣) بغية الطلب في تاريخ حلب : عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (٤:١٥٨١)

(١٠٤) بغية الطلب في تاريخ حلب : عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (٤:١٥٨١)

(١٠٥) بغية الطلب في تاريخ حلب : عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (٤:١٥٨١)

﴿١٠٦﴾

بغية الطلب في تاريخ حلب : عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (٤:١٥٨١)

مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (١٥:٣١١)

المنتخب من مسند عبد بن حميد : أبو محمد عبد الحميد بن حميد بن نصر الكَسّي ويقال له : الكَشّي بالفتح والإعجام: ٣١٥)

صحيح مسلم : مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (١:٤٦٣)

تعظيم قدر الصلاة : أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِي (١:١٥٣)

مستخرج أبي عوانة : أبو عوانة يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري الإسفرايني (١:٣٦٤)

مسند السراج : أبو العباس محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن مهران الخراساني النيسابوري المعروف بالسَّرَّاج (:٢٧٠)

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء : أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (٣:٣٤٤)

شعب الإيمان : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (٤:٣٠٣)

مسند أبي يعلى : أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (٣:٣٤٥))

السنن الكبرى : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (٣:٨٩)

الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار : أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (٣:١٦٠)

صحيح الترغيب والترهيب : محمد ناصر الدين الألباني (١:٦٠)

(۱۰۷)

بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب : عمر بن أحمد بن ہبۃ اللہ بن أبی جرادۃ العقیلی، کمال الدین ابن العدیم (۴:۱۵۸۱)

الجامع معمر بن أبی عمرو راشد الأزدی مولاہم، أبو عروۃ البصری، نزیل الیمن (۱۰:۴۴۶)

المعجم الکبیر : سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (۱۹:۷۰)

شرح السنۃ : محیی السنۃ، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (۶:۱۰۸)

السیرۃ النبویۃ منہجیۃ دراستہا واستعراض أحداثہا : عبد الرحمٰن علی الحجی (۴۲:)

حیاۃ الصحابۃ : محمد یوسف بن محمد إلیاس بن محمد إسماعیل الکاندہلوی (۲:۵۱۵)

(۱۰۸)(۱) ہکذا ظہر جیل صلاح الدین: ۲۳۷)

(۲) عصر الدولۃ الزنکیۃ : علی محمد محمد الصَّلَّابی: ۴۱۳

(۱۰۹) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۱:۱۵۰)

(۱۱۰) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۱:۱۵۰)

(۱۱۱) تاریخ بغداد أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۵:۱۲۹)

(۱۱۲) الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبد اللہ الصفدی (۶:۱۶۷)

(۱۱۳) عصر الدولۃ الزنکیۃ: علی محمد محمد الصَّلَّابی: ۴۱۳))

(۱۱۴) تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی (۱۸:۱۶)

(۱۱۵) تا ریخ بغداد، للخطیب البغدادی (۱۸:۱۶)

(۱۱۶) تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی (۱۸:۱۶)

(۱۱۷) الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبد اللہ الصفدی (۶:۱۵۳)

(۱۱۸) لسان المیزان : أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (۱:۱۳۸)

(۱۱۹) لسان المیزان : أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (۱:۱۳۸)

(۱۲۰) لسان المیزان : أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (۱:۱۳۸)

(۱۲۱) لسان المیزان : أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (۱:۱۳۸)

(۱۲۲) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۴۳۵)

(۱۲۳) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۴۳۵)

(۱۲۴) إنباہ الرواۃ علی أنباہ النحاۃ : جمال الدین أبو الحسن علی بن یوسف القفطی (۲:۱۰)

(۱۲۵) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی،

الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۱۲۶) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۱۲۷) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۱۲۸) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۱۲۹) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۱۳۰) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۴۳:۳۴۸)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۲)

(۱۳۱) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی (۴۳:۳۴۸)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۲)

(۱۳۲) (۱) البدایة والنهایة : أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۷:۳۴)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۲)

(۱۳۳) (۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۱۷)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۲)

(۱۳۴) (۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۱۷)

(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۲)

(۱۳۵) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۳۱)

(۱۳۶) عصر الدولة الزنكية :علی محمد محمد الصَّلَّابی (۴۱۴)
(۱۳۸) تاریخ بغداد، أبو بكر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مهدی الخطيب البغدادی (۱۵:۲۶۲)
(۱۳۹) (۱) الوافی بالوفیات :صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدی (۱۹:۷۱)
(۲) طبقات الشافعية الكبرى :تاج الدين عبد الوهاب بن تقی الدين السبكی (۸:۳۱۲)
(۱۴۰) عيون الروضتين فی أخبار الدولتين النورية والصلاحية : أبو القاسم شهاب الدين عبد الرحمٰن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسی الدمشقی المعروف بأبی شامة (۱:۵۲)
(۱۴۱) الدولة الفاطمية :علی محمد محمد الصَّلَّابی (۱:۱۳۴)

۱۴۲

تاریخ إربل :المبارك بن أحمد بن المبارك بن موهوب اللخمی الإربلی، المعروف بابن المستوفی (۱۰۸)
صحيح البخاری: محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاری الجعفی (۹:۲۲)
صحيح مسلم : مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيری النيسابوری (۳:۱۵۱۵)
سنن أبی داود : أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِسْتانی (۲:۲۶۲)
سنن الترمذی : محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذی، أبو عيسى (۲:۲۳۱)
السنن الكبرى : أبو عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب بن علی الخراسانی، النسائی (۴:۴۴۳)
السنن الصغرى للنسائی : أبو عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب بن علی الخراسانی، النسائی (۶:۱۵۸)
معجم ابن الأعرابی : أبو سعيد بن الأعرابی أحمد بن محمد بن زياد بن بشر بن درهم البصری الصوفی (۱:۳۴۰)
الإحسان فی تقريب صحيح ابن حبان : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (۲:۱۱۳)
المعجم الأوسط :سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (۱:۱۷)
بحر الفوائد المشهور بمعانی الأخبار : أبو بكر محمد بن أبی إسحاق بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذی البخاری الحنفی (۱۲۰)
المعجم لابن المقرء : أبو بكر محمد بن إبراهيم بن علی بن عاصم بن زاذان الأصبهانی الخازن، المشهور بابن المقرء (۳۴۷)
سنن الدارقطنی : أبو الحسن علی بن عمر بن أحمد بن مهدی بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادی الدارقطنی (۱:۷۶)
الإيمان لابن منده : أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مَنْدَه العبدی (۱:۶۳) :مؤسسة الرسالة -بيروت
أمالی ابن بشران -الجزء الثانی : أبو القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشْران بن محمد بن بشْران بن مهران البغدادی ۳۸۷
مسند الشهاب : أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علی بن حكمون القضاعی المصری (۱:۳۶)
الآداب للبيهقی : أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البيهقی (۳۳۱) :
الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث : أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البيهقی (۲۵۲)
شعب الإيمان : أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البيهقی (۹:۱۶۹)
شرح السنة : محيی السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (۱:۳۰۴)
(۱۴۳) سير أعلام النبلاء : شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبی (۲۲:۱۶۵)

(۱۴۴) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۴۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۴۶) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۴۷) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۴۸) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۴۹) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۵۰) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۵۱) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۵۲) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۲۲:۱۶۵)
(۱۵۳) الموسوعة التاریخیة (۵:۲۸۸)
(۱۵۴) طبقات الاولیاء لابن ملقن (۴۹۴)
(۱۵۵) (۱) سیر اعلام النبلاء (۲۲:۱۶۶)
(۲) مقدمة تحقیق کتاب المغنی (۱:۴)
(۱۵۶) (۱) مجلة البیان
(۲) عدد ا (۱۷۰:۸۲)
(۳) ذیل طبقات الحنابلة، لابن رجب، (۲:۵۶)
(۱۵۷) (۱) البدایة والنہایة (۱۳:۱۰۰)
(۲) طبقات الاولیاء (۱۱۰)
(۱۵۸) البطولة والفداء عند الصوفیة (۱۴۰)
(۱۵۹) مرویات الامام الزہری فی المغازی (۱:۶)
(۱۶۰) (۱) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۵:۱۸۱)
(۲) تاریخ الإسلام وَوفیات المشاہیر وَالأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۲:۲۵۴)
(۱۶۱) وصیة ابن قدامہ فی الزہد والتصوف (۱۱)
(۱۶۲) منہاج القاصدین (۱۱۸)
(۱۶۳) (۱) الذیل علی الروضتین (۱۴۰)
(۲) المغنی (۱:۳۰)
(۱۶۴) (۱) باب قصر الصلوة فی المغنی (۲:۹۳)
(۲) کتاب التوابین ۵۲۵
(۳) الوصیة (۲۶)

(۴) مقدمۃ تحقیق المغنی (۲۹)

(۱۶۵) (۱) مجلۃ البیان (۲۳۸) عددا (۳۱:۲۸)،

(۲) 'الآداب الشرعیۃ' لابن مفلح (۱۸۶:۱)

(۱۶۶) تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاہیر وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۳۵۷:۴۵)

﴿۱۶۷﴾

طبقات الشافعیۃ الکبری : تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی (۳۲۲:۱)

الزہد والرقائق لابن المبارک : أبوعبدالرحمٰن عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی، الترکی ثم المرْوزی (۲۸۱)

مسند الحمیدی : أبوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسی بن عبیداللہ القرشی الأسدی الحمیدی المکی (۴۹۴:۱)

مسند ابن الجعد : علی بن الجَعْد بن عبید الجَوْہَری البغدادی (۳۹۲:۱)

مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۵۹:۱۱)

مسند الدارمی المعروف ب (سنن الدارمی) : (أبومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بَہرام بن عبدالصمد الدارمی، التمیمی السمرقندی (۳۶۲:۱)

صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۳۱:۱)

صحیح مسلم : مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۲۰۵۸:۴)

سنن ابن ماجہ : ابن ماجۃ أبوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم أبیہ یزید (۲۰:۱)

سنن الترمذی : محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبوعیسی (۱۲۸:۴)

مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار : أبوبکر أحمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبیداللہ العتکی المعروف بالبزار (۴۰۱:۶)

السنن الکبری : أبوعبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (۳۹۱:۵)

صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبوحاتم، الدارمی، البُستی (۴۳۲:۱۰)

المعجم الأوسط : سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبوالقاسم الطبرانی (۲۹۷:۱)

المعجم الصغیر (سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبوالقاسم الطبرانی (۲۷۹:۱)

المعجم الکبیر سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبوالقاسم الطبرانی (۹۳۳:۱۳)

المعجم لابن المقرء : أبوبکر محمد بن إبراہیم بن علی بن عاصم بن زاذان الأصبہانی الخازن، المشہور بابن المقرء:۲۰۹)

حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء : أبونعیم أحمد بن عبداللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہانی (۲۴:۱۰)

مسند الشہاب : أبوعبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی بن حکمون القضاعی المصری (۱۶۲:۲)

المدخل إلی السنن الکبری : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی (۱۷۵)

السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلہا والساعۃ وأشراطہا: عثمان بن سعید بن عثمان بن عمر أبوعمرو الدانی (۵۹۱:۳)

شعب الإیمان : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی (۱۸۹:۳)

جامع بیان العلم وفضلہ : أبوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی (۵۸۶:۱)

ترتیب الأمالی الخمیسیة للشجری : یحیی (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن إسماعیل بن زید الحسنی الشجری الجرجانی (۱:۲۵۳)
شرح السنة : محیی السنة، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (۱:۴)
معجم الشیوخ : ثقة الدین، أبو القاسم علی بن الحسن بن ہبة اللہ المعروف بابن عساکر (۱:۴۵۶)

(۱۶۹) البدایة والنہایة (۱۳:۵۸)

(۱۷۰) البدایة والنہایة (۱۳:۵۸)

(۱۷۱) البدایة والنہایة (۱۳:۵۸)

(۱۷۲) البدایة والنہایة (۱۳:۵۸)

(۱۷۳) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام (۴۳:۱۶۶)

(۱۷۴) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام (۴۳:۱۶۶)

(۱۷۵) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام (۴۳:۱۶۶)

(۱۷۶)(۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام (۴۳:۱۶۶)

(۲) البدایة والنہایة : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۵۸)

(۲) النجوم الزاہرة فی ملوک مصر والقاہرة : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۶:۲۰۱)

(۳) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸)

(۴) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۲:۵)

(۵) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۰۸)

(۶) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۸:۲۰۲)

(۱۷۷) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۲:۲۶۶)

(۱۷۸) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۲:۲۶۶)

(۲) البدایة والنہایة : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۵۸)

(۳) النجوم الزاہرة فی ملوک مصر والقاہرة : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۶:۲۰۱)

(۴) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸)

(۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۲:۵)

(۶) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۰۸)

(۷) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین

(۲۰۲:۸)

(۱۷۹) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲۶۶:۴۲)

(۲) البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۵۸:۱۳)

(۳) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۲۰۱:۶)

(۴) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸)

(۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۵:۲۲)

(۶) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۱۰۸:۳)

(۷) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۲۰۲:۸)

(۱۸۰) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲۶۶:۴۲)

(۲) البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۵۸:۱۳)

(۳) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۲۰۱:۶)

(۴) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸)

(۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۵:۲۲)

(۶) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۱۰۸:۳)

(۷) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۲۰۲:۸)

(۱۸۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲۶۶:۴۲)

(۱۸۲)(۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲۶۶:۴۲)

(۲) البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۵۸:۱۳)

(۳) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۲۰۱:۶)

(۴) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸)

(۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۵:۲۲)

(۶) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۰۸)

(۷) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۲۰۲:۸)

(۱۸۳)(۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۶۶:۴۲)

(۲) البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۵۸)

(۳) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۶:۲۰۱)

(۴) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸)

(۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۵:۲۲)

(۶) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۰۸)

(۷) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۲۰۲:۸)

(۱۸۴)(۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۶۶:۴۲)

(۲) البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۵۸)

(۳) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۶:۲۰۱)

(۴) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸) دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر

(۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۵:۲۲)

(۶) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۰۸)

(۷) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۲۰۲:۸)

(۱۸۵)(۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۶۶:۴۲)

(۲) البدایة والنھایة : أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۵۸)

(۳) النجوم الزاھرة فی ملوک مصر والقاھرة : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاھری الحنفی، أبوالمحاسن، جمال الدین (۶:۲۰۱)

(۴) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸)

(۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذھبی (۲۲:۵)

(۶) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۰۸)

(۷) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۸:۲۰۲)

(۱۸۶)(۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاھیر والأعلام : شمس الدین أبوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذھبی (۴۲:۲۶۶)

(۲) البدایة والنھایة : أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۵۸)

(۳) النجوم الزاھرة فی ملوک مصر والقاھرة : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاھری الحنفی، أبوالمحاسن، جمال الدین (۶:۲۰۱)

(۴) الأیوبیون بعد صلاح الدین: علی محمد محمد الصَّلاَّبی: ۱۹۸)

(۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذھبی (۲۲:۵)

(۶) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۱۰۸)

(۷) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۸:۲۰۲)

(۱۸۷) تاریخ الإسلام ووفیات المشاھیر والأعلام : شمس الدین أبوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذھبی (۴۲:۲۶۶)

(۱۸۸) تاریخ الإسلام ووفیات المشاھیر والأعلام : شمس الدین أبوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذھبی (۴۲:۲۶۶)

(۱۸۹) تاریخ الإسلام ووفیات المشاھیر والأعلام : شمس الدین أبوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذھبی (۴۲:۲۶۶)

(۱۹۰) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاھیر والأعلام : شمس الدین أبوعبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذھبی (۴۲:۲۶۶)

: (۲) البدایة والنھایة : أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۵۸)

(۱۹۱) (۱) الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی (۱۴:۲۰)

(۲) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۳۳۱)

(۳) توضیح المشتبہ فی ضبط أسماء الرواۃ وأنسابہم وألقابہم وکناہم : محمد بن عبداللہ (أبی بکر) بن محمد ابن أحمد بن مجاہد القیسی الدمشقی الشافعی، شمس الدین، الشہیر بابن ناصر الدین (۲:۱۲)

(۱۹۲) (۱) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۱:۳۸۷)

(۲) تکملۃ إکمال الإکمال فی الأنساب والأسماء والألقاب : ابن الصابونی , محمد بن علی بن محمود، أبو حامد، جمال الدین المحمودی (۱:۲۴)

(۱۹۳)

التدوین فی أخبار قزوین : عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم، أبو القاسم الرافعی القزوینی (۳:۹)

السنن الکبری : أبو عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (۳:۴۶۰)

السنن الصغری للنسائی : أبو عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (۷:۱۱۹)

السنۃ : أبو بکر أحمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخلال البغدادی الحنبلی (۳:۶۰۰)

مستخرج أبی عوانۃ : أبو عوانۃ یعقوب بن إسحاق بن إبراہیم النیسابوری الإسفرایینی (۴:۳۳۳):

الجزء من فوائد حدیث : أبی ذر عبد بن أحمد الہروی : أبو ذر عبید بن أحمد بن محمد بن عبداللہ بن غفیر بن محمد الأنصاری الخراسانی الہروی (۱:۶۱)

الإیماء إلی زوائد الأمالی والأجزاء - زوائد الأمالی والفوائد والمعاجم والمشیخات علی الکتب الستۃ والموطأ ومسند الإمام أحمد : نبیل سعد الدین سلیم جرّار (۲:۴۴۵)

صحیح وضعیف سنن النسائی : محمد ناصر الدین الألبانی (۹:۱۷۸)

الزواجر عن اقتراف الکبائر : أحمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی الأنصاری، شہاب الدین شیخ الإسلام، أبو العباس (۲:۹۲)

(۱۹۴) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۴:۴۶۶)

(۱۹۵) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۴:۴۶۶)

(۱۹۶) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۴:۴۶۶)

(۱۹۷) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۴:۴۶۶)

(۲) العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳:۱۸۰)

(۱۹۸) تذکرۃ الحفاظ : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴:۱۱۷)
سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۶:۱۲۷)
طبقات الحفاظ : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۱:۴۸۹)
شرح السنۃ : محیی السنۃ، أبومحمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (۱:۳۹۶)
السنن الکبری : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی (۱:۶۴)
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح : علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نور الدین الملا الہروی القاری (۱:۳۹۹)
مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح : أبو الحسن عبید اللہ بن محمد عبد السلام بن خان محمد بن أمان اللہ بن حسام الدین الرحمانی المبارکفوری (۱:۲۸۴) :
مشکاۃ المصابیح : محمد بن عبداللہ الخطیب العمری، أبوعبداللہ، ولی الدین، التبریزی (۱:۱۲۲)
(۱۹۹) (۱) عصر الدولۃ الزنکیۃ : علی محمد محمد الصَّلَّابی (۱:۴۱۷)
(۲) ہکذا ظہر جیل صلاح الدین وہکذا عادت القدس للشیخ الدکتور ماجد عرسان الکیلانی (۲۸۰)
(۳) إکمال الإکمال : محمد بن عبد الغنی بن أبی بکر بن شجاع، أبو بکر، معین الدین، ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی (۲:۲۳۵)
(۲۰۰) (۱) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۸۸)
(۲) شذرات من کتب مفقودۃ فی التاریخ : استخرجہا وحققہا الدکتور إحسان عباس (۱:۱۸۲)
(۲۰۱) (۱) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۸۸)
(۲) شذرات من کتب مفقودۃ فی التاریخ : استخرجہا وحققہا الدکتور إحسان عباس (۱:۱۸۲)
(۲۰۲) (۱) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۸۸)
(۲) شذرات من کتب مفقودۃ فی التاریخ : استخرجہا وحققہا الدکتور إحسان عباس (۱:۱۸۲)
(۲۰۳) (۱) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۸۸)
(۲) شذرات من کتب مفقودۃ فی التاریخ : استخرجہا وحققہا الدکتور إحسان عباس (۱:۱۸۲)
(۲۰۴) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۸۸)
(۲۰۵) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۸۸)
(۲۰۶) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ أبوالفداء زین الدین قاسم بن قُطْلُوْبَغَا السُّوْدُوْنی الجمالی الحنفی (۵:۴۷۵)

(۲۰۷) تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاهیرِ وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۳: ۴۳۸)

(۲۰۸) تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاهیرِ وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۱۴: ۲۰۰)

(۲۰۹) (۱) العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۳: ۲۶۴)

(۲) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷: ۴۳۰)

(۲۱۰) العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۳: ۲۶۴)

(۲۱۱) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۳۹: ۲۶۷)

(۲) إرشاد الأریب إلی معرفة الأدیب : شهاب الدین أبوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی (۴: ۱۴۹۴)

(۳) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۱۴: ۳۷۴)

(۴) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستة : أبو الفداء زین الدین قاسم بن قُطْلُوبَغَا السُّوْدُوْنِی الجمالی الحنفی (۵: ۴۶۶)

(۲۱۲) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۳۹: ۹۸)

(۲) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۱۵: ۱۸۴)

(۲۱۳) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۳۹: ۲۶۷)

(۲) إرشاد الأریب إلی معرفة الأدیب : شهاب الدین أبوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی (۴: ۱۴۹۴)

(۳) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۱۴: ۳۷۴)

(۴) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستة : أبو الفداء زین الدین قاسم بن قُطْلُوبَغَا السُّوْدُوْنِی الجمالی الحنفی (۵: ۴۶۶)

(۲۱۴) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۳۹: ۲۶۷)

(۲) إرشاد الأریب إلی معرفة الأدیب : شهاب الدین أبوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی (۴: ۱۴۹۴)

(۳) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۱۴: ۳۷۴)

(۴) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستة : أبو الفداء زین الدین قاسم بن قُطْلُوبَغَا السُّوْدُوْنِی الجمالی الحنفی (۵: ۴۶۶)

(۲۱۵) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایْماز الذہبی (۳۹: ۲۶۷)

(۲) إرشاد الأریب إلی معرفة الأدیب : شہاب الدین أبو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی (۴:۱۴۹۴)
(۳) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۳۷۴)
(۴) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستة (: أبو الفداء زین الدین قاسم بن قُطلُوبغا السُّودُونی الجمالی الحنفی (۵:۴۶۶)

(۲۱۶) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۳۹:۲۶۷)
(۲) إرشاد الأریب إلی معرفة الأدیب : شہاب الدین أبو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی (۴:۱۴۹۴)
(۳) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۴:۳۷۴)
(۴) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستة (: أبو الفداء زین الدین قاسم بن قُطلُوبغا السُّودُونی الجمالی الحنفی (۵:۴۶۶)

(۲۱۷) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۰:۵۱۳)

(۲۱۸) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۲۵۱)

(۲۱۹) البدایة والنهایة : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۲:۳۳۴)

(۲۲۰) (۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۶:۳۶۵)
(۲) تاریخ بغداد: أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مهدی الخطیب البغدادی (۱۹:۹۵)

(۲۲۱) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (۷:۱۲۳)

(۲۲۲) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۲:۹۱)
(۲) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۴۱۷)
(۳) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراهیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برهان الدین (۱:۴۲۷)

(۲۲۳) (۱) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۴۱۷)
(۲) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراهیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برهان الدین (۱:۴۲۷)

(۲۲۴) ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۴۱۷)

(۲۲۵) (۱) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۷۱۴)

(۲) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۱:۷۲۴)

(۲۲۶) ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبد الرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۲:۷۱۴)

(۲۲۷) المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد : إبراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برہان الدین (۲:۷۱۲)

(۲۲۸) تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی (۱۵:۲۹۴)

(۲۲۹) (۱) إنباہ الرواۃ علی أنباہ النحاۃ : جمال الدین أبو الحسن علی بن یوسف القفطی (۲:۲۳۵)

(۲) الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبد اللہ الصفدی (۲۰:۱۷۰) : دار إحیاء التراث - بیروت

(۳) توضیح المشتبہ فی ضبط أسماء الرواۃ وأنسابہم وألقابہم وکناہم : محمد بن عبد اللہ (أبی بکر) بن محمد ابن أحمد بن مجاہد القیسی الدمشقی الشافعی، شمس الدین، الشہیر بابن ناصر الدین (۲:۹۶)

(۲۳۰) (۱) تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی (۱۸:۱۵۶)

(۲) مسند ابن أبی شیبۃ : أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن إبراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی (۱:۱۶۷) : دار الوطن - الریاض

(۳) مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۷:۲۱۹)

(۴) صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۱:۱۵۵)

(۵) صحیح مسلم : مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (۱:۵۶۳)

(۶) السنن الکبری : أبو عبد الرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (۲:۲۲)

(۷) مستخرج أبی عوانۃ : أبو عوانۃ یعقوب بن إسحاق بن إبراہیم النیسابوری الإسفرائینی (۱:۴۸۴)

(۸) شرح معانی الآثار : أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک بن سلمۃ الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (۱:۳۴۶)

(۹) شعب الإیمان : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۳:۴۸۴)

(۱۰) السنن الکبری : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۳:۱۴)

(۲۳۱) النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ : یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۶:۱۶۵)

(۲۳۲) مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ ما یعتبر من حوادث الزمان : أبو محمد عفیف الدین عبد اللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۳:۲۷۸)

(۲۳۳) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۳۴)شذرات الذہب فی أخبارمن ذہب :عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی ،أبوالفلاح (۶:۵۶۱)

(۲۳۵) (۱) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲) شذرات الذہب فی أخبارمن ذہب :عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی ، أبو الفلاح (۶:۵۶۱)

(۲۳۶) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۳۷) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۳۸) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۳۹) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۰) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۱) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۲) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۳) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۴) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۵) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۶) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۷) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۸) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۴۹) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۵۰) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲۵۱) (۱) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان ین قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲) ذیل طبقات الحنابلۃ :زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۸)

(۳) فہرس الفہارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات : محمد عَبْد الحَیّ بن عبد الکبیر ابن محمد الحسنی الإدریسی، المعروف بعبدالحی الکتانی (۱:۳۴۴) (دارالغرب الإسلامی - بیروت

(۲۵۲) (۱) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائیماز الذہبی (۱۶:۳۶)

(۲) سنن ابن ماجہ :ابن ماجۃ أبوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم أبیہ یزید (۱:۳۳۴)

(۳) مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار : أبوبکر أحمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبیداللہ العتکی المعروف بالبزار (۱۶:۹۷)

(۴) صحیح ابن خزیمۃ : أبوبکر محمد بن إسحاق بن خزیمۃ بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری (۱:۲۶۷)

(۵) المجالسۃ وجواہر العلم : أبوبکر أحمد بن مروان الدینوری المالکی (۶:۳۲۳)

(٦) حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء : أبونعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہانی (٥:٦٠)

(٧) شعب الإیمان : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی (٣:٧٣)

(٨) السنن الکبری : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی (٢:٤٤٢)

(٢٥٣) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (٧:٢٠٨)

(٢٥٤) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبوالفلاح (٧:٢٠٨)

(٢٥٥) (١) طبقات الشافعیة الکبری : تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی (٨:٣٣٨)

(٢) معجم المؤلفین : عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبدالغنی کحالة الدمشق (٤:٥٢)

(٢٥٦) (١) شذرات الذہب فی أخبار من ذہب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (٧:٢٠٨)

(٢) وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان : أبوالعباس شمس الدین أحمد بن محمد بن إبراہیم بن أبی بکر ابن خلکان البرمکی الإربلی (٣:٤٤٦)

(٣) طبقات الأولیاء : ابن الملقن سراج الدین أبوحفص عمر بن علی بن أحمد الشافعی المصری:٢٦٢)

(٤) طبقات المفسرین للداودی : محمد بن علی بن أحمد، شمس الدین الداوودی المالکی (٢:١٢)

(٥) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار : أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (٨:٢٢٤)

(٢٥٧) (١) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (٢٠:٤٤٣)

(٢) تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاہیر وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (٣٩:٩١)

(٣) مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار: أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شہاب الدین (٨:١٩٠)

(٢٥٨) الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ لشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی:٢٦٨)

(٢٥٩) تاریخ ابن الوردی : عمر بن مظفر بن عمر بن محمد ابن أبی الفوارس، أبوحفص، زین الدین ابن الوردی المعری الکندی (٢:١٥٨)

(٢٦٠) سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (١٥:١٨٠)

(٢٦١) مرآة الجنان وعبرة الیقظان فی معرفة ما یعتبر من حوادث الزمان : أبومحمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (٣:٤٠)

(٢٦٢) طبقات الشافعیین : أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی:٨٣٦)

(٢٦٣) البدایة والنہایة : أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (١٣:١٦٢)

(٢٦٤) العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (٣:٢١٣)

(٢٦٥) البداية والنهاية : أبوالفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (١٣:٥١)

(٢٦٦) (١) البداية والنهاية : أبوالفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (١٣:٧٦)

(٢) تاريخ ابن خلدون: عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد، ابن خلدون أبوزيد، ولي الدين الحضرمي الإشبيلي (٥:٣٢٨)

(٣) النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة : يوسف بن تغري بردي بن عبدالله الظاهري الحنفي، أبوالمحاسن، جمال الدين (٦:٢١٩)

(٤) الأيوبيون بعد صلاح الدين : علي محمد محمد الصَّلَّابي (٣٥٠)

(٥) الموسوعة التاريخية: مجموعة من الباحثين بإشراف الشيخ علوي بن عبدالقادر السقاف (٥:٢٥٧)

(٢٦٧) تاريخ ابن خلدون: عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد، ابن خلدون أبوزيد، ولي الدين الحضرمي الإشبيلي (٥:٣٢٨)

(٢٦٨) رحلة الشتاء والصيف : محمد بن عبدالله بن محمد، من أحفاد شرف الدين بن يحيى الحمزي الحسيني المولوي المعروف ب كبريت (٨٨:

(٢٦٩) الأيوبيون بعد صلاح الدين : علي محمد محمد الصَّلَّابي: ٥٩١

(٢٧٠) مسالك الأبصار في ممالك الأمصار : أحمد بن يحيى بن فضل الله القرشي العدوي العمري، شهاب الدين (٨:٢٢٤)

(٢٧١) (١) تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام : شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (٤٦:٤٣٦)

(٢) إكمال الإكمال : محمد بن عبدالغني بن أبي بكر بن شجاع، أبوبكر، معين الدين، ابن نقطة الحنبلي البغدادي (٣:٢٧٦)

(٢٧٢) سير أعلام النبلاء: شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (٢١:٤٣٨)

(٢٧٣) (١) قلائد الجواهر لامام محمد بن يحيى الحلبي: ٦) مطبوعہ مصر

(٢) سیرت غوث الثقلین از علامہ ضیاء اللہ قادری: ٦٨)

(٢٧٤) سير أعلام النبلاء: شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (٢١:٤٣٨)

(٢٧٥) سير أعلام النبلاء: شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (٢١:٤٣٨)

(٢٧٦) شذرات الذهب في أخبار من ذهب : عبدالحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العكري الحنبلي، أبوالفلاح (٧:٣٣)

(٢٧٧) البداية والنهاية: أبوالفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (١٦:٦٥٧)

(٢٧٨) سير أعلام النبلاء: شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (٢١:٤٣٨)

(٢٧٩) (١) سير أعلام النبلاء: شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (٢١:٤٣٨)

(٢) معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار : شمس الدين أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (١:٣١٩):

(٣) الوافي بالوفيات : صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبدالله الصفدي (٢:٨٣)

(٢٨٠) (١) طبقات الشافعية الكبرى : تاج الدين عبدالوهاب بن تقي الدين السبكي (١:٢٢٩)

(۲) دلائل النبوۃ : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسرَوجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی (۵:۲۰۷)

(۳) إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدۃ والمتاع : أحمد بن علی بن عبد القادر، أبو العباس الحسینی العبیدی، تقی الدین المقریزی (۲:۲۶۵)

(۵) إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون: علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برہان الدین (۳:۳۰۱) :

(۶) مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم : محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی (۱:۲۲۴)

(۷) خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : محمد بن أحمد بن مصطفیٰ بن أحمد المعروف بأبی زہرۃ (۳۱:۳۴۳) : دار الفکر العربی - القاہرۃ

(۸) الرحیق المختوم: صفی الرحمٰن السبارکفوری: ۴۱۰):

(۹) ثلاثیۃ البردۃ بردۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : حسن حسین: ۲۲)

(۱۰) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۲:۲۱۸)

(۱۱) حیاۃ الصحابۃ : محمد یوسف بن محمد إلیاس بن محمد إسماعیل الکاندہلوی (۱:۲۴۳)

(۲۸۱) (۱) تاریخ بغداد : أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۶:۱۵۹)

(۲) کتاب الفتن : أبو عبد اللہ نعیم بن حماد بن معاویۃ بن الحارث الخزاعی المروزی (۲:۶۲۳)

(۳) مسند ابن أبی شیبۃ : أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن إبراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی (۲:۸۶)

(۴) شرح السنۃ : محیی السنۃ، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (۱۴:۳۴۶)

(۵) الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر : عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی بن سرور المقدسی الجماعیلی الدمشقی الحنبلی، أبو محمد، تقی الدین (۱:۱۹)

(۶) الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر : أبو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس البغدادی الأموی القرشی المعروف بابن أبی الدنیا: ۱۰۱)

(۷) الاستذکار : أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی (۸:۵۸۵)

(۸) إتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ : أبو العباس شہاب الدین أحمد بن أبی بکر بن إسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان البوصیری الکنانی الشافعی (۷:۲۶۵)

(۹) مشکاۃ المصابیح : محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری، أبو عبد اللہ، ولی الدین، التبریزی (۳:۱۴۳۴)

(۱۰) کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال : علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی (۳:۶۵)

(۲۸۲) (۱) تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۳:۵۸)

(۲) تاریخ بغداد : أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۵:۸۲۷)

(۲۸۳) قلائد الجواہر لامام محمد بن یحیی الحلبی :۶)

(۲۸۴) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ : أبو الفداء زین الدین قاسم بن قُطلُوبُغَا السُّوْدُوْنِی (نسبۃ إلی معتق أبیہ سودون الشیخونی) الجمالی الحنفی (۶:۴۸۱)

(۲۸۵) (۱) تاریخ بغداد : أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۵:۸۲۷)

(۲) السنۃ : أبو بکر أحمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخَلَّال البغدادی الحنبلی (۱:۲۶۲)

(۳) الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (۸:۳۴۰)

(۴) الشریعۃ : أبو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّیُّ البغدادی (۳:۱۴۱۲)

(۵) المقصد العلی فی زوائد أبی یعلی الموصلی : أبو الحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی (۳:۱۴۵)

(۶) موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان : أبو الحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی (۱:۴۳۹)

(۷) مسند أبی یعلی: أبو یعلی أحمد بن علی بن المُثنیٰ بن یحیی بن عیسی بن ہلال التمیمی، الموصلی (۲:۵۲۲)

(۸) فتح الباری شرح صحیح البخاری : أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی (۷:۸۱۲)

(۹) الترغیب والترہیب : إسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الطلیحی التیمی الأصبہانی، أبو القاسم، الملقب بقوام السنۃ (۲:۳۳۱)

(۱۰) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد : أبو الحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی (۸:۲۵۴)

(۱۱) نضرۃ النعیم فی مکارم أخلاق الرسول الکریم - صلی اللہ علیہ وسلم : عدد من المختصین بإشراف الشیخ صالح بن عبد اللہ بن حمید إمام وخطیب الحرم المکی (۱:۶۰۳)

(۱۲) شرف المصطفی : عبد الملک بن محمد بن إبراہیم النیسابوری الخرکوشی، أبو سعد (۱:۱۷۶):

(۱۳) الشفا بتعریف حقوق المصطفی : عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (۱:۶۲) :

(۱۴) إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدۃ والمتاع : أحمد بن علی بن عبد القادر، أبو العباس الحسینی العبیدی، تقی الدین المقریزی (۳:۳۵۰)

(۱۵) الخصائص الکبری : عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۲:۳۴۷)

(۱۶) المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ : أحمد بن محمد بن أبی بکر بن عبد الملک القسطلانی القتیبی المصری، أبو العباس، شہاب الدین (۲:۵۱۸):

(۱۷) سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، وذکر فضائلہ وأعلام نبوتہ وأفعالہ وأحوالہ فی المبدأ والمعاد: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۱:۴۶۶)

(۱۸) مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر : محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدین ابن منظور الانصاری

الرویفعی الافریقی (۲:۱۰۱) :

(۲۸۶) (۱) حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ از حسیب القادری: ۲۴۔۲۵)

(۲) انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (۵:۶۴)

(۲۸۷) (۱) سیرت پاک سید سلطان محمد شاہ المعروف حضرت سخی سرور از پیر سید ارتضی علی شاہ کرمانی: ۳۳)

(۲) انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (۵:۶۴)

(۲۸۸) (۱) ایضا! ۳۴)

(۲) انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (۵:۶۴)

(۲۸۹) (۱) سیرت پاک سید سلطان محمد شاہ المعروف حضرت سخی سرور از پیر سید ارتضی علی شاہ کرمانی: ۴۷)

(۲) انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (۵:۶۴)

(۲۹۰) (۱) سیرت پاک سید سلطان محمد شاہ المعروف حضرت سخی سرور از پیر سید ارتضی علی شاہ کرمانی: ۴۸)

(۲) انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (۵:۶۴)

(۲۹۱) (۱) حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ از حسیب القادری: ۳۱۔۳۳)

(۲) انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (۵:۶۴)

(۲۹۲) (۱) حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ از حسیب القادری: ۷۵)

(۲) انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (۵:۶۴)

(۲۹۳) (۱) حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ از حسیب القادری: ۔۷۹۔۷۸)

(۲) انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (۵:۶۴)

)calcatta review,vol,(60), 1875,p78.north india notes and queeries ,vol 11 no
(۲۹۴)feb 1893, p182

(۲۹۵) سیرت پاک سید سلطان محمد شاہ المعروف سخی سرور از پیر سید ارتضی علی شاہ: ۹۴۔۹۵،۹۶،۹۶،۷۹)

(۲۹۶) تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۷:۹۳)

(۲۹۷) تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۷:۹۳)

(۲۹۸) تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۷:۹۳)

(۲۹۹) تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۷:۹۳)

(۳۰۰) تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۷:۹۳)

حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی شادیاں

اس باب میں حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی اور آپ کی ازواج مطہرات کا ذکر خیر، آپ کی اولاد امجاد اور ان کے علمی کارنامے بیان کئے جائیں گے۔

حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے پہلا نکاح کب کیا؟

حضرت الشیخ عبدالرزاق الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشہور مورخ محبّ الدین بن نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت بیان کی کہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے چار نکاح کئے ان سے انچاس بچے پیدا ہوئے، جن میں ستائیس بیٹے اور باقی بیٹیاں تھیں۔ ان میں کچھ کے نام مشہور ہیں بقیہ کے نام اور حالات محفوظ نہیں رہ سکے باقی یا تو عالم کم سنی میں دنیا سے رخصت ہو گئے یا پھر خدمت دین وخدمت خلق کے لئے دور دراز کے علاقوں میں چلے گئے اور تاریخی اور قدیم کتب میں آپ رضی اللہ عنہ کی چار بیٹیوں کے اسماء ملتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) سیدہ خدیجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

(۲) سیدہ عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

(۳) سیدہ زہرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

(۴) سیدہ فاطمہ الثمینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

صاحب قلائد الجواہر کے مطابق سیدہ زہرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ایک عظیم عالمہ، محدثہ، فاضلہ تھیں اور خواتین کو درس حدیث دیا کرتی تھی۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر ذکر بھی کریں گے۔ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ محترمہ جن کا نام نامی اسم گرامی بھی فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تھا یہ حضرت سیدنا الشیخ سید احمد بدوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہزادی تھیں اور انہیں سے حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے تولد ہوئے۔

(۱) الشیخ سیف الدین عبدالوہاب الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) حضرت السید تاج الدین عبدالرزاق الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳) السید عبدالعزیز الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور دوسری زوجہ کے پانچ فرزند متولد ہوئے۔ تیسری زوجہ جو کہ حضرت الشیخ نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہزادی تھیں ان سے بھی تین بیٹے پیدا ہوئے۔ اور اسی طرح الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ام ولد بھی تھیں جن کا نام مریم الرومیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تھا ان کے مختصر حالات ان شاء اللہ بیان کریں گے اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ بھی بہت بڑی محدثہ تھیں۔

ڈاکٹر فالح الکیلانی لکھتے ہیں

قال الشيخ الدكتور فالح الكيلاني :

ولم اعثر فيماوقع بين يدى من التراجم على اسماء زوجاته رحمة الله تعالى عليهن الاانهن عرفن بالطيبة والزهد والتقوى والتحمل قدست ارواحهن الطاهرة ، ولم اعرف اول زواج له الاان تزوج فى سن الاربعين كماورد فى بعض التراجم وقيل قبل ذلك وهو ارجح .

ترجمہ

الشیخ ڈاکٹر فالح الکیلانی فرماتے ہیں مجھے تذکرہ کی کتب میں حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ازواج مطہرات کے اسماء نہیں مل سکے مگر یہ بات معروف ہے کہ وہ ساری پاکباز وزہد وتقوی کی پیکر تھیں اور مجھے اس بات پر بھی اطلاع نہیں ہو سکی کہ حضرت

الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے پہلا نکاح کب کیا صرف اتنا معلوم ہے کہ جب آپ نے پہلا چالیس سال کی عمر میں کیا۔ جیسا کہ بعض تذکرہ کی کتب میں نقل کیا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چالیس سال سے قبل ہوا اور یہی راجح ہے۔
(اتحاف الاکابر للشیخ الدکتور فالح الکیلانی:۳۹۱)

حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

یقول شیخ الصوفیة فی زمنه ، الشیخ شهاب الدین عمر السهروردی رحمة الله تعالی علیه وهو من تلامیذالشیخ عبدالقادرالجیلانی رضی الله عنه : سمعناان الشیخ عبدالقادرالجیلانی رضی الله عنه نقل انه قال : کنت ارید الزوجة مدة من الزمان ولااتجرء علی التزوجُ خوفاً من تکدیرالوقت .فلماصبرت الی ان بلغ الکتاب اجله ساق الله تعالی الی اربع زوجات ،مامنهن الامن تنفق علی ارادة ورغبة . (١)

ای انهن من بنات الاغنیاء او یعرفن صنعة من الصنعات .(٢)

ولم یذکر احد من المورخین تاریخ اول زواج له ولکن صاحب قلائد الجواهر یقول : ان ولده البکر هو عبدالله بن عبدالقادرالجیلانی الذی ولد فی سنة (٥٠٨ھ) .

بینماالاستاذ محمد العینی یقول : ان ولده البکر هو عبدالوهاب الجیلانی (٣)الذی ولد فی سنة (٥٢٢ھ) وقد راینا ان عبدالوهاب الجیلانی هو الذی صلی علی والده عندوفاته ، فلماذالم یصل علیه ابنه عبدالله اذاکان هوالبکر؟!

ترجمہ

شیخ الصوفیہ حضرت الشیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نکاح کرنا چاہتا تھا مگر اس خوف سے نہیں کرتا تھا کہ دینی کاموں کے لئے وقت کی قلت ہو جائے گی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا لکھا پورا ہوا اور میں نے چار نکاح کئے اور چاروں بیویاں مجھ پر خرچ کرتی تھیں اور وہ بھی اپنے شوق سے میرے کہنے پر نہیں۔ شیخ عبدالرزاق الکیلانی فرماتے ہیں: وہ یا تو مالداروں کی بیٹیاں تھیں یا پھر وہ کوئی کام جانتی تھیں جو گھر میں بیٹھ کر ہی کر لیا کرتی تھیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مورخین میں سے کسی نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پہلے نکاح کے متعلق نہیں ذکر کیا کہ وہ آپ نے کب کیا لیکن ''صاحب قلائد الجواہر'' کہتے ہیں کہ: حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت سیدنا الشیخ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جن کی ولادت سنہ (٥٠٨ھ)۔

الاستاذ محمد العینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت الشیخ عبدالوہاب الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جن کی ولادت باسعادت سنہ (٥٢٢ھ) میں ہوئی۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا جنازہ آپ کے بیٹے حضرت عبدالوہاب الجیلانی نے پڑھایا ہے

اگر حضرت عبداللہ الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے بیٹے تھے تو انہوں نے حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کا جنازہ کیوں نہیں پڑھایا؟

(۱) قلائد الجواہر: ۴۱)
(۲) الامام الشیخ عبدالقادر الجیلانی لشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی: ۲۶۸)
(۳) عبدالقادر الکیلانی لشیخ محمد العینی: ۷۵)

ڈاکٹر عبدالرزاق الکیلانی فرماتے ہیں

قال الشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی :

فان الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه لم یتزوج الابعد ان تجاوز الخامسة والثلاثین من العمر، وهی سن متاخرة بالنسبة لزواج ابناء ذلک العصر .

ترجمہ

حضرت الشیخ عبدالرزاق الکیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بے شک حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے نکاح ۳۵ سال کی عمر کے بعد کیا ہے اور اگر دیکھا جائے تو ہمارے زمانے میں جو شادی کی عمر ہے اس لحاظ سے بہت دیر سے ہوئی ہے۔

(۲) الامام الشیخ عبدالقادر الجیلانی لشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی: ۲۶۸)

الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ حبشیۃ الاصل ہیں

قال الدکتور الشیخ فالح الکیلانی :

ان السید یحیی هو اصغر اولاد السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه، وان امه حبشیة الاصل وانه رزق بولد لما کان فی مصر سماه عبدالقادر وعاد به الی بغداد. ثم ان السید عبدالقادر رزق مولود سماه عبدالعزیز، ویعرف بالسید عبدالعزیز الحبشی، لانه استوطن الحبشه بلدجدته زوجة الامام عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه .

ترجمہ

الشیخ ڈاکٹر فالح الکیلانی لکھتے ہیں کہ: سید یحیی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے ہیں اور ان کی والدہ حبشیۃ الاصل تھیں۔ سیدنا یحیی بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا عطا فرمایا جب یہ مصر میں تھے، انہوں نے اس کا نام عبدالقادر الجیلانی رکھا جو ان کے والد گرامی حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی نسبت سے تھا، پھر حضرت سیدنا یحیی بن الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ مصر کو خیر آباد کہہ کر بغداد معلّٰی آگئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یحیی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے سید عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بیٹا دیا انہوں نے ان کا نام عبدالعزیز رکھا۔ یہ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد سے حبشہ چلے گئے اور اپنی دادی جو کہ حضرت الشیخ سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں کے وطن کو اپنا مسکن بنالیا، اس لئے یہ "عبدالعزیز حبشی" کے نام سے جانے جاتے تھے۔

(اتحاف الاکابر لشیخ فالح الکیلانی: ۴۱۷)

حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ
کی
اولادِ مبارک

کل اولادیں کتنی تھیں؟

الشیخ عبدالمجید بن طہ الدہبی الجیلانی القادری الرفاعی لکھتے ہیں

واماولاده فقدمات اکثر هم فی حیاته ولم یبق منهم بعده الاثلثة عشر ذکرا وبنتین .

ترجمہ

حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد مبارکہ میں سے اکثر آپ کی حیات میں ہی دنیا سے پردہ کر گئے آپ کے وصال شریف کے بعد تیرہ بیٹے اور دو بیٹیاں حیات رہیں۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی ص ۳۹۲ دارلکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

سارے عالم وولی تھے

الشیخ عبدالمجید بن طہ الدہبی الجیلانی القادری الرفاعی لکھتے ہیں

وقد قال العلماء ان ابناء سیدی شیخ الشیوخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه وعنهم کلهم من اکابر العلماء والفقهاء والاولیاء نفعناالله بهم .

ترجمہ

علماء فرماتے ہیں کہ شیخ الشیوخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے سارے شہزادے اکابر علماء وفقہاء اور اولیاء تھے اللہ تعالیٰ ہم کو ان کی ذات والاشان سے نفع پہنچائے۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی ص ۳۹۲ دارلکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

الدکتور عبدالرزاق الکیلانی کا قول

ان الشیخ یونس السامرائی فی کتابه عن الشیخ عبد القادر اسماء ثلاثة آخرین من ابناء الشیخ رحمة الله علیه هم الشیخ عبدالرحمن بن عبدالقادر الجیلانی المتوفی سنة ۵۸۷ هجری ، والشیخ صالح بن عبدالقادر الجیلانی والشیخ عبدالغنی بن عبدالقادر الجیلانی اللذان ورد ذکرهماایضا فی آخر کتاب(فتوح الغیب)لم یذکر لهما تاریخ ولادته او وفاة .

ترجمہ

الشیخ یونس السامرائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کے تین شہزادے اور بھی تھے جن کے اسماء یہ ہیں، الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالقادر الجیلانی جن کا وصال ۵۸۷ ھجری میں ہوا، اور الشیخ صالح بن عبدالقادر الجیلانی اور الشیخ عبدالغنی بن عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ موخر الذکر دونوں شہزادوں کی تاریخ وصال وتاریخ ولادت مورخین نے نقل نہیں کی ہے۔

(الشیخ عبدالقادر الجیلانی ص ۲۷۷ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور پاکستان)

الشیخ ابن نجار کا قول

قال ابن نجار فی تاریخه سمعت عبدالزاق بن الشیخ عبد القادر الجیلی یقول ولد لوالدی تسعة واربعون ولدا سبعة وعشرون ذکرا واثنتان وعشرون بنتاولکن لم یبق له منهم سوی ثلثة عشر ذکراهم عبدالله وعبدالوهاب وعبدالرزاق وعبدالعزیز وعبدالجبار وابراهیم ومحمد و عبدالرحمن و عیسی وموسی وصالح و عبدالغنی ویحی و بنت واحدة هی امة الجبار فاطمة ای انه ابتلی رحمة الله علیه بفقد الاولاد فقد توفی له من اولاده اربعة عشر ذکر اواحدی وعشرون بنتافصبر علی ذلک صبر الکرام لذلک

قال الشیخ الجبائی احد تلامیذ الشیخ رحمة الله علیه قال سیدناالشیخ عبدالقادر دالجیلانی رحمة الله علیه کان اذاولد لی ولد اخذته علی یدیه واقول هذامیت فاخرجه من قلبی فاذامات لم یوثر عندی موته شیئالانی اخرجته من قلبی اول ماولد ای انه رحمة الله علیه کان اذاولد الولد قال فی نفسه هذاالولد مصیر ہ الموت فالموت سبیل کل حی وهو عاریة عندی

ترجمہ

الشیخ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے الشیخ عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا: میرے اباجی کے ہاں انچاس بچے پیدا ہوئے جن میں ستائیس بیٹے اور بائیس بیٹیاں تھیں، ان میں تیرہ بیٹوں اور ایک بیٹی کے علاوہ کوئی بھی حیات نہ رہا، ان تیرہ بیٹوں کے اسماء یہ ہیں (۱) عبداللہ (۲) عبدالوہاب (۳) عبدالرزاق (۴) عبدالعزیز (۵) عبدالجبار (۶) ابراہیم (۷) محمد (۸) عبدالرحمٰن (۹) عیسیٰ (۱۰) موسیٰ (۱۱) صالح (۱۲) عبدالغنی (۱۳) یحیی، اور ایک شہزادی جن کا اسم گرامی امۃ الجبار فاطمہ رضی اللہ عنہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس آزمائش میں مبتلا کیا کہ آپ کی اولاد بچپن میں ہی فوت ہو جاتی، چودہ بیٹے اور اکیس بیٹیاں آپ کی حیات مبارکہ میں دنیا سے رخصت ہوئے مگر حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اہل کرم لوگوں جیسا صبر کیا۔

حضرت الجبائی جو حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے راوی ہیں کہ حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بھی میرے بچہ کی ولادت ہوتی ہے میں اس کو ہاتھ میں پکڑ کر کہتا ہوں میں نے اس کو دل سے نکال دیا ہے اور یہ میت ہے اس طرح جب بھی کوئی بچہ فوت ہوتا ہے تو میرے دل پر کسی طرح کا بھی اثر نہیں ہوتا ہے کیونکہ میں اسکو پہلے سے ہی دل سے نکال چکا ہوں، جب بھی کوئی بچہ فوت ہوتا تو فرمایا کرتے کہ ہر ایک کی آخر موت ہے اس بچہ نے بھی آخر فوت ہونا تھا، موت ایسا راستہ ہے جس پر ہر زندہ شخص نے چلنا ہے، اور یہ کہ یہ بچہ میرے عاریۃ تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے۔

قال الجبائی: لذلک کان یموت من اولاده الذکور والاناث لیلة مجلسه فلاینقطع المجلس، ویجلس علی الکرسی ویعظ الناس، والغاسل یغسل المیت فاذافرغوامن غسله جاء وا به الی المجلس فینزل الشیخ ویصلی علیه رضی الله عنه

ترجمہ

جب شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں یا بیٹیوں میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو وعظ بند نہ کرتے بلکہ کرسی پر تشریف فرما ہوتے اور لوگوں کو وعظ کہتے غسل دینے والا میت کو غسل دیتا جب غسل سے فارغ ہو جاتا تو میت لیکر مجلس کے قریب آتے تو حضرت شیخ

رضی اللہ عنہ کرسی سے اترتے اور جنازہ کی نماز پڑھاتے تھے

(۱) قلائد الجواہر ص ۴۲ مطبوعہ

(۲) بھجۃ الاسرار ص ۱۶۹ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور پاکستان

(۳) الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۶۹ مطبوعہ حزب القادریۃ لاہور پاکستان

ایک اور بیٹے کا ذکر

الشیخ عبدالمجید بن طہ الدہبی الجیلانی القادری الرفاعی لکھتے ہیں

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے جن کا نام عبدالغفور ذکر کیا ہے

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی ص ۳۹۲)

حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی کے شہزادوں کے کارنامے

الشیخ عبدالمجید بن طہ الدہبی الجیلانی القادری الرفاعی لکھتے ہیں

وبالجملة ان بناء الشيخ عبدالقادر الجيلانى رضى الله عنه كانوا على قدر عظيم من العلم والصلاح، اصحاب مقامات عالية واحوال سنية اصحاب كرامات واساتذة مرشدين تخرج بهم الكثير كاالمطر اينما انهل انبت وورثوامن ابيهم واجدادهم ورضوان الله عليهم اجمعين والشهرة والدهم شيخ الشيوخ ساعدتهم فكان واحدهم اينما توجه يستقبل بالترحاب ويجتمع عليه الخلق الكثير وينتفعون منه وقد سلكوا قدست اسرارهم مسلك السلف الصالحين حيث السيرة المتواضع وعدم حب الظهور والقوف عند حددود الله والامر بالمعروف والنهى عن المنكر وقدنشروا طريقة والدهم كمانشرهابقية خلفاء الشيخ عبدالقادر الجيلانى فى بقاع الارض كما نشروا العلم حتى انتسب الى الطريقة القادرية الاف الآف فى العراق وبلاد الشام ومصر والمغرب العربى والعديدمن الدول الافريقية والهند والباكستان وبلاد العجم والروس وبلغارية والعديد من الدول الاوربيةوتركياوالحجاز وغيرهما حتى سادت الطريقة القادرية واصبحت اكثرت طرق انتشارا واشتهارافى العالم حتى يومناهذا ولم يتوانواعن المشاركة فى الغزو والجهاد والدعوة الى دين الله تعالى وقد دخل مئات الاف فى دين الاسلام على ايدهم من غيرقتال من الدول الشتى كالهند والباكستان والافريقية والروسية كماشارك فى هذا غيرهم من اهل الطرق الصوفية الصحيحة .

ترجمہ

اور بالجملہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شہزادوں میں سارے عظیم اقدار کے مالک تھے، مقامات عالیہ پر فائز تھے، صاحب کرامات تھے، سارے استاد تھے، سارے مشائخ تھے، لوگ اتنی تعداد میں ان سے پڑھ کر گئے جیسے بارش آتی ہے اور اس کے

قطرے شمار نہیں ہو سکتے، جیسے بارش جہاں برستی ہے وہاں ہی کھیت ہرا ابھرا ہو جاتا ہے، سارے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ اور اپنے اجداد کے حقیقی معنوں میں وارث تھے، ان میں سے کوئی جہاں بھی جاتا ان کو مرحبا کہا جاتا مخلوق ان کے پاس جمع ہو جاتی، اور لوگ ان سے نفع اٹھاتے، سارے کے سارے سلف وصالحین کے مسلک پر سختی کے ساتھ عامل اور کاربند تھے، سب کے سب متواضع اور خوب صورت سیرت کے مالک تھے، اللہ تعالی کی حدود کے پابند اور نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے تھے، جس طرح حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء نے آپ کے طریقہ کی تبلیغ کی اسی طرح آپ کے صاحبزادگان نے بھی طریقہ قادریہ کو جہان بھر میں متعارف کروایا، یہاں تک کہ کروڑوں لوگوں نے اپنے آپ کو الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے قادری کہا، لاکھوں لاکھ لوگ عراق میں اور شام، مصر مغربی عرب، اور بہت سے افریقی ممالک اور ہندوستان اور پاکستان اور بلاد عجم اور روس، بلغاریہ اور بہت سے اروبی ممالک اور ترکی اور حجاز وغیرہ آپ کے ماننے والے ہیں اس طرح آپ کا طریقہ مبارکہ پھیل گیا اب تو تمام طریقوں کا سردار طریقہ آپ ہی کا ہے اور سب سے زیادہ مشہور طریقہ آپ کا ہو گیا، حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء اور آپ کے بیٹوں نے غزوات و جہاد اور دعوۃ الی اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس کے علاوہ لاکھوں لاکھ لوگ بغیر قتال کے اسلام میں داخل ہوئے جیسے ہندوستان اور پاکستان اور فریقہ کے ممالک اور روس وغیرہ کے لوگ، جیسا کہ دوسرے سلسلہ کے مشائخ اور صوفیہ نے اسلام کو عام کرنے میں حصہ لیا اسی طرح سلسلہ قادریہ کے مشائخ نے بھی بھرپور کردار ادا کیا۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی ص ۴۰۵)

آپ رضی اللہ عنہ کے لباس پر مکھی کیوں نہیں بیٹھتی؟

وقيل لـه مـرة مالنا لا نرى الذباب يقع على ثيابك فقال :أى شيء يعمل الذباب عندي، وأنا ما عندي شيء من دبس الدنيا، ولا عسل الآخرة.

ترجمہ

حضرت سیدنا الامام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نقل فرماتے ہیں کہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے لباس پر کبھی کوئی مکھی نہیں دیکھی گئی؟

حضرت سیدنا الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مکھی میرے پاس کیا لینے آئے گی، نہ تو میرے پاس دنیا کی میل ہے اور نہ ہی آخرت کا شہد۔

(لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار : عبدالوہاب بن أحمد بن علی الحنفی، نسبہ إلی محمد ابن الحنفیۃ، الشعرانی، أبو محمد (۱:۱۰۸))

اولادِ پاک کا مختصر ذکر

حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالقادر الجیلانی

وهو اكبر اولاد الشيخ عبدالقادر الجيلاني رحمة الله عليه ولد في سنة ۵۰۸ هجرى سمع من ابيه وابن البناء وتوفى ببغداد فى ١٧ وقيل ١٨ صفر المظفر سنة ۵۸۹ هجرى وقيل ۵۸۷ هجرى

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ آپ حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کی اولاد مبارک میں سب سے بڑے ہیں، آپ کی ولادت باسعادت (۵۰۸ھ) میں ہوئی، آپ نے اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ اور ابن البناء رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث مبارک کا سماع کیا، آپ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف بھی بغداد معلیٰ میں ۱۷ صفر المظفر کو ہوا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۸ صفر المظفر کو ہوا سنہ (۵۸۹ھ) تھی اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ (۵۸۷ھ) تھی۔

الشیخ عبدالوھاب بن عبدالقادر الجیلانی

ولادت باسعادت

ولد فى شهر شعبان سنة ۵۲۲ هجرى فى بغداد تفقه على والده وسمع منه ومن ابى غالب البناء وغيرهما رحل الى بلاد العجم حيث طلب العلم هناك ثم عاد الى بغداد ودرس بمدرسة والده اثناحياته نيابة عنه مذ سنة ۵۴۳ هجرى وبعد وفات والده وعظ وافتى وتخرج به جماعة منهم الشريف الحسينى البغدادى واحمد بن عبدالواسع وغيرهما.

ترجمہ

الشیخ عبدالوہاب رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۵۲۲ ھجری کو بغداد معلیٰ میں ہوئی، آپ نے علم فقہ اپنے والد ماجد حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا، اور علم حدیث کا سماع بھی اپنے والد ماجد اور الشیخ ابی غالب البناء اور ان کے علاوہ اور بھی شیوخ سے علم حاصل کیا، اس کے بعد حصول علم کے لئے بلادِ عجم کا سفر کیا، تحصیلِ علم کے بعد بغداد شریف تشریف لے آئے، اپنے والد ماجد کے مدرسہ قادریہ میں مدرس مقرر ہوئے اور اپنے والد ماجد حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کی نیابت میں ۵۴۳ ھجری تک پڑھاتے رہے، حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے وصال باکمال کے بعد آپ نے وعظ کہنا اور فتوی دینا شروع کیا، اور بہت سے علماء کرام آپ سے علم کے زیور سے آراستہ ہوئے جن میں الشریف الحسینی البغدادی اور احمد بن عبدالواسع ہیں۔

دیگر اساتذہ

وقال ابن رجب في طبقاته :انه سمع من ابن حسين وابن الزاغونى وابى غالب بن البناء وغيرهم وكان فقيهازاهداواعظا .

ترجمہ

امام ابن رجب رحمہ اللہ نے طبقات میں فرمایا: الشیخ عبدالوہاب رضی اللہ عنہ ابن حسین اور ابن زاغونی اور ابی غالب بن البناء اور ان کے علاوہ سے بھی سماع کیا، اور آپ فقیہ، زاہد اور واعظ تھے۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ لابن رجب جلد۲ص۴۰ مطبوعہ دار لکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

اوصاف کاملہ

وكان فقيهافاضلاحسن الكلام في مسائل الخلاف فصيح اللسان في الوعظ وكان ظريفامليح النادرة وذامزاح وكانت له مروءة وسخاوة وجعله الامام الناصر لدين الله المظالم سنة ۵۸۳ هجرى وكان قلمه شديدا في الفتاوى توفي في بغداد ليلة ۵۹۳ هجرى ودفن بمقبرة الحلبة رحمة الله عليه .

ترجمہ

آپ رضی اللہ عنہ فاضل فقیہ، مسائل اختلافیہ میں بہت خوبصورت کلام فرمانے والے، بڑی فصاحت کے ساتھ وعظ فرمانے والے، آپ ظرافت طبع کے مالک اور مزاح بھی فرمایا کرتے تھے، اور صاحبِ مروت وسخاوت تھے، خلیفہ ناصر لدین اللہ نے آپ کو ۵۸۳ ہجری میں مظالم کا فیصل مقرر کیا، آپ کا قلم مبارک فتاوی میں حق بات لکھنے میں بہت سخت تھا، آپ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف ۵۹۳ ہجری میں بغداد معلی میں ہوا اور آپ کی تدفین حلبہ کے مقبرہ میں ہوئی۔

سب سے بڑے فقیہ

الشیخ عبدالمجید بن طہ الدہبی الجیلانی القادری الرفاعی لکھتے ہیں

لم يكن في اولادابيه افقه منه .

ترجمہ: حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد مبارک میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے بڑے فقیہ تھے۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی دار لکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

خطیب بغدادی کہتے ہیں

عَبْد الوهاب بْن عَبْد القادر بْن أَبِي صالح الجيلي، أبو عبد الله بن أبي محمد، الفقيه الحنبلي :من أهل باب الأزج .قرأ الفقه على والده حتى برع فيه، ودرس بمدرسة والده وهو حي نيابة عنه في مستهل سنة ثلاث وأربعين وخمسمائة، وقد نيف على العشرين من عمره، ثم بعد وفاته مشتغل بالتدريس، ولم يكن في أولاد أبيه أميز منه، وكان فقيها فاضلا، حسن الكلام في مسائل الخلاف، له لسان فصيح في الوعظ، وإيراد مليح مع عذوبة ألفاظ وحدة خاطر، وكان ظريفا مليح النادرة، ذا مزاح ودعابة وكياسة ، وكانت له مروءة وسخاوة، وجعله الإمام الناصر لدين اللّه على المظالم، فكان يوصل إليه حوائج الناس .أسمعه والده في صباه الحديث من أبي غالب أحمد بن الحسن بن البناء وأبي منصور عَبْد الرَّحْمَن بْن مُحَمَّد (بْن) عَبْد الواحد القزاز وأبي الحسن محمد بن أحمد بن إبراهيم الصائغ وأبي الفضل محمد بن عمر

الأرموی وغیرهم، سمع منه أصحابنا، ورأيته غير مرة، ولم يتفق لی أن أسمع منه شيئا.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ عبدالوہاب بن الشیخ عبدالقادر ابوالصالح الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی ۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فقہ حنبلی کے بہت بڑے فقیہ تھے، اہل باب ازج میں سے تھے ۔انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ سے علم دین حاصل کیا اور انہیں سے علم فقہ پڑھا یہاں تک کہ اس میں ان کو مہارت تامہ حاصل ہوئی ۔حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حیامت مبارک میں ہی آپ مدرسہ کے نائب بن گئے تھے، حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں آپ سب سے بڑے دانا تھے ۔آپ فقیہ وفاضل تھے، مسائل اختلافیہ میں بہت خوبصورت کلام کیا کرتے تھے، ان کی زبان مبارک نہایت فصیح وبلیغ تھی، لہجہ نہایت میٹھا تھا ظرافت ومزاح اپنے طبیعت میں تھا، مروت وسخاوت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، خلیفہ الناصرلدین اللہ نے آپ کو انسداد مظالم پر امام مقرر کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ لوگوں کی حاجات خلیفہ تک پہنچاتے تھے ۔آپ کے والد ماجد الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بچپن میں ہی ابوغالب احمد بن الحسن بن البناء اور ابومنصور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالواحد القزاز ابوالحسن محمد بن احمد بن ابراہیم الصائغ اور ابوالفضل محمد بن عمر الارموی اور ان کے علاوہ سے حدیث شریف کا سماع کروایا۔ان سے ہمارے اصحاب نے سماع کیا، اور مجھے ان سے سماع کا اتفاق نہیں ہوسکا۔

(تاریخ بغداد: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۶:۲۰۹)

آپ سے مروی ایک حدیث شریف

أَخبَرَنِی عَبْدُ الرَّحْمنِ بْنُ عُمَرَ الْوَاعِظُ قَالَ :أَنبَأَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیلِیُّ قَالَ :أَنبَأَنَا أَبُو غَالِبِ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْبَنَّاءِ، أَنبَأَنَا أَبُو الحسين محمد ابن أَحْمَدَ بْنِ النَّرْسِیِّ، أَنبَأَنَا عَلِیُّ بْنُ عُمَرَ الْحَرْبِیُّ قَالَ :قُرِءَ عَلَی حَامِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بن شعیب البلخی، حدثنا شریح بن یونس، حدثنا الولید بن مسلم، حدثنا الأوزاعی، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ، حَدَّثَنِی سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :مَثَلُ الَّذِی یَتَصَدَّقُ وَیَرْجِعُ فِی صَدَقَتِهِ مَثَلُ الْکَلْبِ یَقِیءُ فَیَأْکُلُ قَیْئَهُ .

ترجمہ سند حدیث

مجھے عبدالرحمٰن بن عمر الواعظ نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں عبدالوہاب بن عبدالقادر الجیلانی نے بتایا، انہوں نے کہا: ہمیں ابوغالب احمد بن الحسن بن احمد بن البناء نے بتایا، ہمیں ابوالحسین محدم بن احمد بن احمد بن النرسی نے بتایا، ہمیں علی بن عمر الحربی نے بتایا، انہوں نے کہا: یہ حدیث پاک حامد بن محمد بن شعیب البلخی پر پڑھی گئی، ہمیں شریح بن یونس نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں الولید بن مسلم نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں الاوزاعی نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں ابوجعفر محمد بن علی بن حسین نے یہ حدیث بیان کی، مجھے سعید بن میستب نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ۔انہوں نے کہا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو صدقہ دے کر واپس لے لے اس کی مثال اس کتے کی طرح قئے کر کے چاٹ لے۔

(تاریخ بغداد: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (۱۶:۲۰۹)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۵:۳۱۲)

ولادت وصال

سألت أبا بكر عبد الرزاق بن عبد القادر الجيلي عن مولد أخيه عبد الوهاب، فقال :في ثاني شعبان سنة اثنتين وعشرين وخمسمائة .قلت :وتوفي ليلة الأربعاء الخامس والعشرين من شوال سنة ثلاث وتسعين وخمسمائة، وصلى عليه من الغد بمدرسة والده وحضر خلق كثير، ودفن بمقبرة الحلبة عند عبد الدائم.

ترجمہ

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا الشیخ عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ان کے بھائی الشیخ عبد الوہاب الجیلانی کی ولادت کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا: ان کی ولادت دو شعبان المعظم سنہ (۵۲۲ھ) میں ہوئی۔

میں نے کہا: ان کا وصال شوال المکرم کی ۲۵ تاریخ بروز بدھ سنہ (۵۹۳ھ) میں ہوا۔ دوسرے دن ان کا جنازہ ان کے والد ماجد کے مدرسہ میں پڑھا گیا اور بہت سی مخلوق جنازہ میں شریک ہوئی عبد الدائم کے پاس مقبرہ میں ان کی تدفین ہوئی۔

(تاریخ بغداد: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (۱۶:۲۰۹)

شیخ عبد الوہاب رضی اللہ عنہ کا مزار شریف

قال الشيخ هاشم الاعظمي امام جامع الامام الاعظم وخطيب الشيخ عبدالقادر الكيلاني رضي الله عنه : السيد الشيخ عبدالوهاب بن الشيخ عبدالقادرا لجيلاني رضي الله عنهمادفن بجوار والده الاان قبره الشريف لم يبق له اثر .

ترجمہ

الشیخ ہاشم الاعظمی جو جامع امام اعظم کے امام ہیں اور جامع الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے خطیب ہیں، وہ کہتے ہیں:

السید الشیخ عبد الوہاب بن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی تدفین ان کے والد ماجد حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے قریب ہوئی مگر ان کے مزار شریف کے آثار اب باقی نہیں رہے۔

(تاریخ جامع الشیخ عبد القادر الکیلانی ومدرسۃ العلمیہ للشیخ ہاشم الاعظمی: ۵۸) مطبعۃ الازہر بغداد معلّٰی عراق)

حضرت سیدنا الشیخ الامام القدۃ عبد الرزاق بن عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہما

ولادت باسعادت

ولد ۱۸ من ذی القعده سنة ۵۲۸ هجری هو الشیخ القدوة الحافظ تفقه علی والده وسمع منه و من ابی الحسن بن صرما وغیرهماحدث واملی ودرس وافتی وناظر وتخرج به وغیر واحد منهم اسحاق بن احمد بن غانم وعلی بن علی خطیب زوباوغیرهم .

ترجمہ

حضرت الشیخ عبدالرزاق بن عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ذوالقعدہ سنہ ۵۲۸ ھجری میں پیدا ہوئے، آپ شیخ، امام، حافظ تھے، آپ نے علم فقہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا، علم حدیث اپنے والد ماجد اور ابوالحسن بن صرما اوران کے علاوہ سے حاصل کیا، حدیث پڑھاتے بھی رہے اور املاء بھی کرواتے تھے اور مدرس بھی اور مفتی بھی اور مناظر بھی اور بہت سے لوگوں کو استاد بھی تھے آپ کے شاگردوں میں اسحاق بن احمد بن غانم اور علی بن علی خطیب زوبا اوران کے علاوہ بہت سے لوگ ہیں۔

ابن نجار کا قول

قال الحافظ ابن نجار فی تاریخه :سمع من والده ومن ابی الحسن محمد بن الصائغ والقاضی ابی الفضل محمد وسعید بن البناء وابی الفضل محمد بن ناصر الحافظ وابی المظفر محمد الهاشمی وغیرهم وقرء الکثیر علی اصحاب ابی الخطاب بن البطر وابی عبدالله بن طلحه وکان حافظا متقنا ثقة صدوقا حسن المعرفة بالحدیث ، فقیها علی مذهب الامام احمد بن حنبل ورعا منقطعا فی منزله عن الناس لایخرج الافی الجماعة مکرمالطالب العلم سخیا صابرا علی فقره عزیز النفس عفیفا .

وروی عنه الدبیثی والحافظ ابن النجار صاحب التاریخ والنجیب عبد اللطیف والتقی البلدانی

قال ابو بکر بن نقطة وکان شیخناعبدالرزاق حافظاثقة ماموناتوفی لیلة السبت السادس من الشوال سنة ۶۰۳ هجری .

ترجمہ

حدیث مبارک کا سماع اپنے والد ماجد حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ سے اور ابوالحسن محمد بن الصائغ، قاضی ابوالفضل محمد، سعید بن البناء، ابوالفضل محمد بن ناصر الحافظ اور ابوالمظفر محمد الہاشمی اوران کے علاوہ بھی شیوخ سے کیا، ابوالخطاب کے اصحاب اور عبداللہ بن طلحہ سے حدیث مبارک کی قرات کی، آپ حافظ الحدیث، صاحب اتقان، مامون، اور ثقہ اور صدوق تھے حدیث کی معرفت رکھنے والے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے فقیہ تھے، صاحب ورع، لوگوں سے دور رہنے والے، گھر سے باہر صرف باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے نکلا کرتے ،طلبہ کی بہت زیادہ عزت کرنے والے، اپنے فقر پر صابر تھے، عزیز النفس اور پاکدامن تھے،

آپ سے حدیث مبارک روایت کرنے والوں میں الشیخ الدبیثی اور حافظ ابن نجار صاحب التاریخ اور نجیب عبداللطیف اور تقی بلدانی وغیرہ شامل ہیں

ابوبکر بن نقطہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ حافظ، ثقہ، اور مامون تھے آپ کا وصال باکمال ہفتہ کی رات چھے شوال المکرم سنہ ۶۰۳ ھجری کو ہوا۔

(تکملۃ الکمال جلد۲ ص ۴۹۲)

ابن رجب کا قول

قال ابن رجب في طبقاته :وكانت له معرفة بالمذهب ولكن معرفة بالحديث غطت على معرفته بالفقه.

ترجمہ

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت الشیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کو مذہب کی معرفت بہت تھی لیکن حدیث کی معرفت نے ان کی فقہ کی معرفت کو چھپا دیا تھا

(یعنی الشیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ فقیہ بھی تھے اور محدث بھی مگر آپ کو لوگ اس حوالے سے جانتے تھے کہ آپ محدث ہیں آپ رضی اللہ عنہ کا فقیہ ہونا لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہا، فقیر قادری)

امام قنوجی کا قول

وقال القنوجی صاحب كتاب التاج المكلل: عبدالرزاق بن الشيخ عبدالقادر الجيلانی المحدث الحافظ ولد سنة ٥٢٨ هجری وتوفی سنة ٦٠٣ هجری سمع من والده وابن صرماوالحافظ بن ناصر وابن البناء وابی الوقت ومن فی طبقتهم .

ترجمہ

امام قنوجی صاحب التاج المکلل فرماتے ہیں: الشیخ عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ محدث و حافظ تھے، جن کی ولادت باسعادت (۵۲۸ھ) میں ہوئی اور ان کا وصال با کمال ۶۰۳ ھجری میں ہوا، انہوں نے حدیث پاک کا سماع اپنے والد ماجد اور ابن صرما اور حافظ ناصر اور ابن البناء اور ابوالوقت اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے کیا۔

حافظ ضیاء مقدسی کا قول

قال الحافظ الضياء لم ار ببغداد مثله فی تحريه وتيقظه ،اثنی عليه ابوشامة وذكره الذهبی فقال حدث عنه الدبيثی وابن النجار والضياء المقدسی وآخرون توفی سنة ٦٠٣ هجری ودفن بباب حرب .

ترجمہ

حافظ الضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے پورے بغداد شریف میں ان کی مثل غور و فکر کرنے والا اور بیدار مغز نہیں دیکھا، ان کی شان میں ابوشامہ نے قصیدے پڑھے ہیں، اور ان کا ذکر خیر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، پھر فرمایا کہ ان سے حدیث بیان کرنے والوں میں امام الدبیثی، ابن نجار اور الضیاء المقدسی اور دوسرے بہت سے لوگ ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف ۶۰۳ ھجری میں ہوا اور ان کی تدفین باب حرب میں ہوئی۔

(الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۶۹ مطبوعہ حزب القادریۃ لاہور پاکستان)

جنازہ مبارکہ کا منظر

الشیخ عبدالمجید بن طہ الدہبی الجیلانی القادری الرفاعی لکھتے ہیں

وقال الشيخ التادفی رحمة الله عليه حدث عنه انه مكث ثلاثين سنة لايرفع راسه الی السماء من حياء ٥

رضی اللہ عنہ ولماتوفی رضی الله عنه قال ابن النجار ونودی بالصلوة علیه من لغد فی محال بغداد فاجتمع له خلق کثیر فاخرجت جنازته الی المصلی بظاهر البلد فصلی علیه هناک ثم حمل علی رئوس الرجال الی جامع الرصافة فصلی علیه به ثم صلی علیه بباب تربة الخلفاء ثم علی شاطئی الدجلة عند الخضريين ثم عبر به الی جانب الغربی فصلی علیه بباب الخریم ثم ادخل الخریبة فصلی علیه بهاثم حمل الی مقبرة الامام احمد بن حنبل رحمة الله علیه فصلی علیه هناک ودفن وکان یومامشهودارضی الله عنه ونفناالله به ونورالله مرقده واعلی مقامه .

ترجمہ

الشیخ التادفی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: وہ حضرت الشیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تیس سال رہے اس تیس سال کے عرصہ میں حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف نہیں اٹھایا اللہ تعالیٰ کی حیاء کی وجہ سے، ابن نجار کہتے ہیں: جب آپ کا وصال ہوا تو اعلان کیا کل بغداد میں ہی آپ کا جنازہ ادا کیا جائے گا، خلق خدا بہت زیادہ تعداد میں جمع ہوگئی، جنازہ مبارکہ جنازہ گاہ کی طرف لے کر روانہ ہوئے وہاں جنازہ ادا کیا گیا، پھر جنازہ لوگوں نے سروں پر جنازہ اٹھالیا جامع رصافہ لے جایا گیا وہاں نماز جنازہ ادا کی گئی، پھر باب تربۃ الخلفاء میں جنازہ کی نماز ادا کی گئی، پھر نہر کے کنارے جنازہ لایا گیا وہاں نماز ادا کی گئی، پھر نہر کو عبور کر کے جانب غربی گئے باب خریم میں وہاں نماز ادا کی گئی، پھر جنازہ مبارک اٹھا کر امام احمد بن حنبل کے مزار مبارک پر آئے وہاں نماز جنازہ پڑھا گیا، اور پھر تدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ ہم کو ان سے نفع عطا فرمائے، اور ان کے مزار مبارک کو منور فرمائے اور ان کے مقام کو مزید بلندیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی: ۳۹۵)

ابن النجار کا قول

وقال ابن النجار :کان حافظا ثقة متقنا، حسن المعرفة بالحديث، فقيها على مذهب أبى عبد الله أحمد بن حنبل، ورعا متدينا، كثير العبادة، منقطعا فى منزله عن النّاس، لا يخرج إلّا فى الجمعات، محبا للرواية، مكرما لطلابالعلم، سخيا بالفائدة، ذا مروء ة، مع قلّة ذات يده، وأخلاق حسنة، وتواضع وكيس .وكان خشن العيش، صابرا على فقره، عزيز النّفس، عفيفا، على منهاج السلف.

ترجمہ

ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الشیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ حافظ، ثقہ، صاحب اتقان، حدیث کی بہت اچھی معرفت رکھنے والے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے فقیہ تھے، صاحب ورع، متدین، بہت زیادہ عبادت کرنے والے، لوگوں سے دور رہتے اپنے گھر سے صرف جماعات کے لئے نکلا کرتے، روایت حدیث کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ محبت تھی، طالب العلم کی بہت زیادہ عزت کرنے والے، بہت زیادہ سخی اور صاحب مروت باوجود اس کے آپ کے ہاتھ میں بہت ہی کم مال ہوتا، اخلاق حسنہ کے مالک، ہر ایک کے ساتھ عاجزی کے ساتھ پیش آنے والے، حالات جتنے تنگ ہوں اپنے فقر پر صبر کرنے والے تھے، خود دار، پاکدامن اور

اپنے اسلاف کے طریقے پر مکمل عمل کرنے والے تھے۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب جلد ۷ ص ۱۸ عبد الحی الحنبلی، أبو الفلاح (المتوفی ۱۰۸۹ھ)

ابن رجب کا قول

وقال ابن رجب :ولد يوم الاثنين ثامن عشر ذی القعدة سنة ثمان وعشرين وخمسمائة ببغداد .وسمع الكثير بإفادة والده وبنفسه، وتوفی ليلة السبت سادس شوال، وصلّى عليه بمواضع متعددة، وكان يوما مشهودا، ودفن بمقبرة الإمام أحمد.

ترجمہ

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت الشیخ عبد الرزاق رضی اللہ عنہ ۱۸ ذو القعدہ بروز پیر شریف پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے علاوہ بہت سے مشائخ سے حدیث مبارکہ کا سماع کیا، چھ شوال المکرّم ہفتہ کی رات کو آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، اور آپ کا جنازہ متعدد جگہوں پر ادا کیا گیا، اور آپ کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ (۲: ۴۰-۴۱) مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

ابن تغری بردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

وكان عبد الرزاق هذا زاهدا ورعا عابدا مقتنعا من الدنيا باليسير صالحا ثقة، لم يدخل فی الدنيا كما دخل فيها غيره من إخوته.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ عبد الرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ زاہد، عابد، متقی، قناعت شعار، ثقہ تھے۔ جس طرح دوسرے لوگ دنیا میں داخل ہو گئے اس طرح آپ نہیں ہوئے بلکہ دنیا سے بچ کر رہے۔

(النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ: یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۶: ۱۹۴)

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

عبد الرزاق ابن الشيخ القدوة أبی محمد عبد القادر بن أبی صالح الجيلی الإمام المحدث الحافظ الزاهد ,أبو بكر الحنبلی ,محدث بغداد :ولد سنة ثمان وعشرين وخمسمائة وسمع الكثير وحصل الأصول، سمع من محمد بن صرما وأبی الفضل الأرموی وأبی القاسم بن البناء والحافظ أبی الفضل بن ناصر وأبی بكر بن الزغوانی وأبی الكرم بن الشهرزوری وطبقتهم وكان يقال له :الحلبی، نسبه إلى الحلبة وهی محلة شرقی بغداد ,ذكره الحافظ محمد بن عبد الواحد الحنبلی فقال :لم أر ببغداد أحدًا فی تيقظه وتحريه مثله .وذكره الإمام شهاب الدين أبو شامة فی تاريخه فقال :كان زاهدًا عابدًا ثقة مقتنعًا باليسير.

قلت :حدث عنه أبو عبد الله بن الدبيثي وأثني عليه، ومجد الدين بن النجار والضياء المقدسي والنجيب عبد اللطيف والتقي اليلداني وابنه قاضي القضاة أبو صالح وآخرون .وأجاز للشيخ شمس الدين عبد الرحمن بن أبي عمرو الفخر علي وابن شيبان وطائفة .مات في شوال سنة ثلاث وستمائة.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ عبدالرزاق ابن الشیخ الامام ابومحمد عبدالقادر الجیلانی ابوالصالح رضی اللہ عنہ جوکہ امام، محدث حافظ وزاہد بغداد معلّٰی کے محدث ہیں ان کی ولادت باسعادت سنہ (۵۲۸ھ) میں ہوئی بہت سے محدثین سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا، حضرت امام محمد بن صرما اور ابوالفضل الارموی اور ابوالقاسم بن البناء اور الحافظ ابوالفضل بن ناصر، ابوبکر بن الزاغونی اور ابوالکرم بن الشہر زوری اور ان کے طبقے سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ان کو حلبی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی نسبت حلبہ کی طرف ہے جو بغداد معلّٰی کا شرقی حصہ ہے۔حافظ محمد بن عبدالواحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: میں نے ان جیسا بیدار مغز اور غور وفکر کرنے والا انسان نہیں دیکھا۔

امام شہاب الدین ابوشامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا سیدی عبدالرزاق الجیلانی الحلبی رحمہ اللہ تعالیٰ زاہد وعابد، ثقہ اور تھوڑی چیز پر قناعت کرنے والے تھے۔

تذکرۃ الحفاظ : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴:۱۲۰) دارالکتب العلمیۃ بیروت-لبنان

عبدالجبار بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

ولادت باسعادت

لم يذكر تاريخ ولادته تفقه على والده وسمع منه ومن ابى منصور والقزاز وغيرهم سلك سبيل التصوف وكان حسن الخط يكتب خطا عجيبا توفى شابافي تاسع عشر ذى الحجة سنة ۵۷۵ هجرى ودفن برباط والده بالحلبة .

ترجمہ

حضرت الشیخ عبدالجبار رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت کا ذکر نہیں ملتا کہ آپ کب پیدا ہوئے، آپ نے اپنے عظیم والد ماجد حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ سے علمِ فقہ حاصل کیا، اور حدیث مبارک کا سماع بھی اپنے والد ماجد سے اور ابومنصور اور قزاز اور ان کے علاوہ مشائخ سے کیا، آپ بھی تصوف کی راہ پر چلے، آپ بہت اچھے کاتب تھے، بہت عجیب خط تھا، آپ کا جوانی میں ہی ۱۹ ذوالحجہ سنہ ۵۷۵ھجری کو وصال ہوگیا اور آپ کی تدفین آپ کے والد ماجد کی خانقاہ میں باب الحلبہ میں ہوئی۔

(قلائد الجواہر ص۴۳)

مزار کی زیارت کی جاتی ہے

وقال ابراهيم الدروبى فى كتابه ’(البازالاشهب) :ان عبدالجبار لم يدفن فى الحلبة وانما فى الحضرة الكيلانية وقبره ظاهر فيهايزار .

ترجمہ

امام ابراہیم الدوربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الباز الاشہب میں نقل کیا ہے کہ الشیخ عبدالجبار کی تدفین باب الحلبہ میں نہیں ہوئی بلکہ آپ کا مزار اقدس حضرت الشیخ عبدالجیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے، ان کا مزار ظاہر ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

(الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۷۳ مطبوعہ حزب القادریہ لاہور پاکستان)

عبدالعزیز بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

کنیته ابوبکر ولد فی ۲۷ شوال سنة ۵۳۲ هجری تفقه علی والده وسمع منه ومن ابن المنصور عبدالرحمن بن محمد القزاز وغیرهم حدث ووعظ ودرس، تخرج به غیر واحد وکان متواضعا ، رحل الی الحیال قرب العقرة بالموصل واستوطنهافی سنة ۵۸۰ هجری بعد ان اشترک فی غزو عسقلا ن فی فلسطین وذریته فی قریة الحیال وفی بغداد ونقباء الاشراف فی بغداد من ذریته حتی الآن توفی فی ۱۸ ربیع الاول سنة ۶۰۲ هجری وقیل فی سنة ۶۰۴ وفن فی الحیال .

ترجمہ

الشیخ عبدالعزیز بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوبکر تھی، آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ شوال المکرم ۵۳۲ ھجری کو ہوئی، آپ نے علم فقہ اپنے والد ماجد حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا، علم حدیث بھی اپنے والد ماجد اور ابن المنصو رعبدالرحمٰن بن محمد القزاز اور ان کے علاوہ مشائخ سے بھی پڑھی، اور بہت سارے علماء کرام نے آپ سے فیض حاصل کیا، آپ حدیث بیان کیا کرتے، وعظ کہا کرتے، اور تدریس فرمایا کرتے، آپ بہت زیادہ تواضع فرمانے والے تھے، آپ موصل کی طرف ہجرت فرماگئے اور وہاں ایک بستی حیال نامی تھی اسے ہی ۵۸۰ ھجری میں اپنا وطن بنالیا، اس کے بعد آپ نے عسقلان (یہ فلسطین کا ایک شہر ہے) کے غزوہ میں شرکت فرمائی، آپ کی اولاد مبارک بستی حیال میں بھی ہے اور بغداد میں بھی ہے اور نقیب الاشراف ہیں، آپ کا وصال شریف ۱۸ ربیع الاول سنہ ۶۰۲ ھجری میں ہوئی، ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کا وصال شریف ۶۰۴ ھجری میں ہوا اور آپ کی تدفین حیال شریف میں ہی ہوئی۔

(الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۷۳ مطبوعہ حزب القادریہ لاہور پاکستان)

حضرت الشیخ الامام القدوۃ عیسیٰ بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما

حصول علم

لم یذکر تاریخ مولده ،وتفقه علی والده وسمع منه ومن الحسن بن صرماوغیرهما، درس وحدث ووعظ وافتی وصنف مصنفات ، منهاکتاب جواهر الاسرار ولطائف الانوار فی علم الصوفیة .

ترجمہ

حضرت الشیخ عیسیٰ ابن الشیخ عبدالجیلانی رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت کا ذکر نہیں ملتا، آپ نے علم فقہ اپنے والد ماجد حضرت الشیخ

عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا، حدیث مبارک کا سماع بھی اپنے والد ماجد اور حسن بن صرما اور ان کے علاوہ مشائخ سے کیا، آپ تدریس فرمایا کرتے، وعظ کیا کرتے، اور فتوی دیا کرتے اور آپ بہت سے کتب کے مصنف بھی ہیں، ان کتب میں جواہر الاسرار ولطائف الانوار یہ صوفیہ کے علم میں ہے۔

مصر کا سفر

قدم مصر وحدث بهاوعظ تخرج به من اهلهاغير واحد منهم ابوتراب ربيعة بن الحسن الحضرمي الصنعاني ومسافر بن يعمر المصرى وحامد بن احمد الرتاجي ومحمد بن محمد الفقيه المحدث وغيرهم .

ترجمہ

الشیخ عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے مصر کا سفر کیا، مصر میں ہی آپ نے حدیث بیان کرنی شروع کی، مصر میں وعظ بھی کہا کرتے، مصر کے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا، جن میں ابوتراب ربیعہ بن الحسن الحضرمی، مسافر بن یعمر المصری، حامد بن احمد الرتاجی، محمد بن محمد الفقیہ المحدث اور ان کے علاوہ بھی لوگ ہیں جنہوں نے حضرت الشیخ سے علم پڑھا۔

ابن نجار کا قول

وقال الحافظ ابن النجار فى تاريخه: خرج من بغداد بعد وفات والده ودخل الشام وسمع بدمشق من على بن مهدى الهلالى فى سنة ٥٦٢ هجرى وحدث عن والده ثم دخل مصر واقام بهاالى حين وفاته وكان يعظ على المنابر وله قبول من الناس حدث هناك عن والده روى عنه احمد بن ميسرة الحنبلى، قال ابن النجار قرات على بلاطة قبر عيسى ابن الشيخ عبدالقادر الجيلانى بقرافة مصر توفى فى الثانى عشر من رمضان ۵۷۳ هجرى .

ترجمہ

حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعد بغداد سے شام روانہ ہوئے، دمشق میں آپ نے علی بن مھدی الھلالی سے سنہ ۵۶۲ ھجری میں حدیث مبارک کا سماع کیا، اپنے والد ماجد سے بھی حدیث بیان کیا کرتے تھے، پھر مصر تشریف لے گئے، وصال شریف تک مصر میں ہی رہے، مصر کے منبروں پر آپ رضی اللہ عنہ کا خطاب ہوا کرتا، آپ کے وعظ کو خلق خدا میں بہت قبولیت حاصل ہوئی، یہاں اپنے والد ماجد سے مرویات کو بیان کیا کرتے تھے، حضرت الشیخ عیسیٰ سے احمد بن میسرہ الحنبلی روایت کیا کرتے تھے، حضرت ابن نجار فرماتے ہیں کہ میں نے الشیخ عیسیٰ رضی اللہ عنہ کے مزار کی تختی پر پڑھا۔

عیسیٰ ابن الشیخ عبدالقادر الجیلانی، تاریخ وصال یہ لکھی ہوئی تھی، ۱۸ رمضان المبارک ۵۷۳ ھجری۔

(الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ مطبوعہ حزب القادریہ لاہور پاکستان)

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

عِيسَى ابن الشيخ عبد القادر بن أبى صالح الجيلى، أبو عَبد الرَّحْمَن (المتوفى: ٥٩٣ هـ) نزيل مصر.

سمع أبَاهُ .وبدمشق عليّ بْن مهديّ الهلاليّ .ووعظ بمصر، وحصل له قَبُولٌ .روى عَنْهُ أحْمَد بْن ميسرة. وتوفي في رمضان.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ عیسیٰ بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی ان کا وصال (۵۹۳ھ) میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصر میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف کا سماع کیا اور دمشق میں علی بن مہدی الہلالی سے سماع کیا اور مصر میں وعظ کہتے رہے اور ان کو لوگوں میں بڑی مقبولیت حاصل تھی اور ان سے احمد بن میسرہ نے حدیث شریف روایت کی اور ان کا وصال شریف رمضان المبارک میں ہوا۔

(تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاهیر وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۲:۱۰۰۱))

حضرت سیدنا الشیخ الامام موسیٰ بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما

ولادت باسعادت

ولد في ختام ربيع الاول سنة ۵۳۹ هجرى تفقه على والده وسمع منه ومن ابن البناء وغيرهما ارسله والده الى دمشق واستوطنهاوحدث فيهاوانتفع به الناس ثم رحل الى مصر ومالبث ان عاد الى دمشق وعمر بها.

ترجمہ

حضرت الشیخ موسیٰ ابن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ ربیع الاول کے آخر میں ۵۳۹ ھجری میں پیدا ہوئے، آپ نے علم فقہ اپنے والد ماجد حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا، اور حدیث کا سماع بھی اپنے والد ماجد اور ابن البناء اور ان کے علاوہ مشائخ سے کیا، آپ کو حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے دمشق روانہ کیا انہوں نے دمشق کو ہی اپنا وطن بنالیا، وہیں پر ہی حدیث بیان کیا کرتے، بہت سے لوگوں نے آپ سے علمی نفع اٹھایا، پھر آپ نے مصر کا سفر اختیار کیا تھوڑی دیر وہاں قیام پذیر رہے پھر دمشق واپس تشریف لے آئے، اور عمر بھر دمشق میں ہی رہے۔

سیدنا موسیٰ بن عبدالقادر الجیلانی سے مروی ایک حدیث

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ الْبُخَارِيِّ، قال :أَخْبَرَنَا أَبُو الْيُمْنِ الْكِنْدِيُّ، قال :أَخْبَرَنَا الشَّرِيفُ أَبُو الفضل مُحَمَّد بْن عَبد اللَّه بْنِ الْمُهْتَدِي بِاللَّهِ .(ح):وأَخْبَرَنَا أَبُو الْمَعَالِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاق بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُؤَيِّدِ الْهَمَذَانِيُّ بِمِصْرَ، قال :أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاق ابْنِ الْجَوَالِيقِيِّ بِبَغْدَادَ، قال :اخبرنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّد بْن عُبَيد اللَّهِ بْن الزاغوني .(ح):وأَخْبَرَنَا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَحْيَى الشَّقْرَاوِيُّ فِي جَمَاعَةٍ، قال :أخبرنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلِيُّ، قال :أخبرنا أَبُو الْقَاسِمِ سَعِيد بْن أحمد بْن الحسن بْن البناء، قَالُوا:أخبرنا الشَّرِيفُ أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الزَّيْنَبِيُّ، قال :أخبرنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَر بْنِ عَلِيِّ بن زنبور الورارة زاهر أَبُو بَكْرٍ عَبد اللَّهِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، قال :حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ، قال :أَخْبَرَنَا

اللیث بْن سعد، عَنْ یحیی بْن سَعِید، عن مُحمد بْن یَحیی بْنِ حَبَّان، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، قَالَتْ :نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ، فَقُلْتُ :مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ :أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا البَحْرَ الأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ قَالَتْ: فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ، فَفَعَلَ مِثْلَهَا، فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا، فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتْ : ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ :أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ، فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ المُسْلِمُونَ البَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِينَ، فَنَزَلُوا الشَّأْمَ، فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا، فَصَرَعَتْهَا، فَمَاتَتْ.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالحسن بن البخاری نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوالیمن الکندی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں الشریف ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن المہتدی باللہ نے خبر دی، ''ح'' اور ہمیں ابوالمعالی احدم بن اسحاق بن محمد بن المؤید الہمذانی نے مصر میں خبر دی اور کہا: ہمیں ابوعلی الحسن بن اسحاق بن الجوالیقی نے بغداد معلیٰ میں خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر محمد بن عبیداللہ بن الزاغونی نے خبر دی۔ ''ح'' اور ہمیں ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن یحیی الشقراوی ایک جماعت میں بیٹھ کر یہ خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں موسی بن عبدالقادر الجیلانی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوالقاسم سعید بن احمد بن الحسن بن البناء نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں الشریف ابونصر محمد بن محمد بن علی الزینبی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوبکر محمد بن عمر بن علی بن زنبور الوارۃ زاہر ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں عیسی بن حماد الزغبۃ نے یہ حدیث شریف بیان کی

ترجمہ متن حدیث

ہمیں لیث بن سعد نے یحیی بن سعید سے انہوں نے محمد بن یحیی بن حبان سے انہوں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت خالہ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے گھر میں سوئے ہوئے تھے پھر بیدار ہوئے تو مسکرانے لگے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کس سبب سے مسکرا رہے ہیں؟ تو کریم آقا ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ اللہ تعالی کے راستے میں (جہاد کے لئے) سبز سمندر میں سوار ہو رہے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ دعا کر دیں اللہ تعالی مجھے انہیں میں کر دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لئے اپنے مبارک ہاتھ اٹھا دئے اور عرض کی: یا اللہ ام حرام کو انہیں لوگوں میں کر دے۔ پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ لیٹے پھر اسی طرح اٹھے اور مسکرا رہے تھے، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے وہی سوال دوبارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو وہی جواب دیا، انہوں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ دعا فرما دیں اللہ تعالی مجھے ان میں کر دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سب سے پہلے لشکر میں شریک ہوگی، پھر انہوں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے خاوند حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ سمندری سفر کیا، پھر جب جہاد سے واپس آ رہے تھے تو شام میں اترے جب سواری ان کے قریب کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہا گر گئیں جس کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی۔

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف، أبو الحجاج، جمال الدین المزی (۳۵:۳۴۱)
(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۱۸:۴) دار طوق النجاۃ)

خلیل بن ابی بکر جیسے محدث آپ کے شاگرد

قال محمد بن أحمد بن علی، تقی الدین، أبو الطیب المکی الحسنی الفاسی رحمة الله تعالی علیه خلیل بن أبی بکر بن محمد بن صدیق المراغی الحنبلی صفی الدین أبو الصفا .سمع علی موسی بن عبد القادر الجیلی مسند عبد بن حمید.

ترجمہ

امام محمد بن احمد بن علی تقی الدین ابو الطیب المکی الحسنی الفاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ ابو الصفاء خلیل بن ابی بن محمد بن صدیق المراغی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا موسیٰ بن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے مسند عبد بن حمید کا سماع کیا۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید : محمد بن أحمد بن علی، تقی الدین، أبو الطیب المکی الحسنی الفاسی (۱:۵۲۳)

سیدی موسیٰ بن عبد القادر الجیلانی کبار محدثین میں سے تھے

قال امام محمد بن عبد الرزاق بن محمَّد، کُرْد عَلی رحمة الله تعالی علیه وجاء من المحدثین موسی بن عبد القادر الجیلی رحمة الله تعالی علیه .

ترجمہ

حضرت سیدنا امام محمد بن عبد الرزاق بن محمد کرد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے محدثین تشریف لائے ان میں حضرت سیدنا موسیٰ بن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

(خطط الشام : محمد بن عبد الرزاق بن محمَّد، کُرْد علی (۴:۴۱) :مکتبۃ النوری، دمشق

مسند دمشق

قال حسین بن محمد بن الحسن الدّیار بَکْری رحمة الله تعالی علیه : مسند دمشق موسی بن الشیخ عبد القادر الجیلی رضی الله عنه .

ترجمہ

حضرت سیدنا امام حسین بن محمد بن الحسن الدیار البکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "مسند دمشق موسیٰ بن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ"۔

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس: حسین بن محمد بن الحسن الدّیار بَکْری (۲:۲۶۹) :دار صادر - بیروت)

وصال شریف

قال الشیخ عمر ابن الحاجب فی معجمه :کان حنبلی المذهب ، شیخا، وزهد وورع ، وکان شیخا

ظریفامطبوع الحرکات ، رق حاله واستولی علیه المرض فی آخر عمره الی توفی فی دمشق وصلی علیه بالمدرسة المجاهدية ودفن بسفح جبل قاسیون رحمه الله وهو الاخر توفی من اولاد الشيخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه وكانت وفاته بمحلة العقيبة بدمشق فی اوائل جمادی الاخری سنة ٦١٨ هجری.

ترجمہ

الشیخ عمر بن الحاجب رحمہ اللہ اپنی معجم میں فرماتے ہیں: کہ حضرت الشیخ موسیٰ رضی اللہ عنہ حنبلی المذہب تھے، شیخ کامل تھے، صاحب تقویٰ وزہد تھے، آپ کی حرکات کی بھی اتباع کی جاتی تھی، آخری عمر میں مریض ہوگئے وصال شریف تک بیمار ہی رہے، دمشق میں آپ کا وصال باکمال ہوا، مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کا جنازہ ادا کیا گیا، جبل قاسیون میں آپ کا مزار مبارک بنا، اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو، آپ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے آخر میں فوت ہوئے ، آپ کا وصال شریف دمشق کے محلّہ عقبیہ میں جمادی الاخریٰ کے ابتداء میں ٦١٨ ھجری کو ہوا۔

(۱) قلائدالجواہر ص۴۴

(۲) الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۵ مطبوعہ حزب القادریۃ لاہور پاکستان)

حضرت سیدنا الشیخ الامام محمد بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما

حصول علم

تفقه على والده وسمع منه ومن ابن البناء وابی الوقت وغيرهم حدث فی بغداد وتوفی فيهافی ١٥ ذی القعده سنة ٦٠٠ هجری ودفن بمقبرة الحلبة رحمة الله عليه ولم يذكر تاريخ مولده .

ترجمہ

حضرت الشیخ محمد بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے علم فقہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا، اور حدیث پاک بھی اپنے والد ماجد اور ابن البناء اور ابی الوقت اور ان کے علاوہ مشائخ سے پڑھی ، آپ کا وصال شریف ۱۵ ذوالقعدہ سنہ ۶۰۰ ھجری میں ہوا، آپ کا مزار مبارک مقبرہ حلبہ میں بنا، اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو، ان کی تاریخ ولادت کسی نے ذکر نہیں کی۔

(۱) قلائدالجواہر ص۴۴

(۲) الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۶ مطبوعہ حزب القادریۃ لاہور پاکستان)

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

محمد ابن الشيخ عبد القادر بن أبي صالح الجيلي، أبو الفضل (المتوف ٦٠٠ه) سمع من والده، وسعيد ابن البنّاء ، وأبي الوقت .وحدَّث .وتُوُفّي فِي ذی القعدة.روى عنه أبو عبد الله ابن النجار، وقال :كان من

ذوی الثّروة، وكان طحّانًا، فكثُرت أمواله. عاش ثمانيًا وخمسين سنة.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ محمد بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالفضل تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف (۶۰۰ھ) میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حدیث اپنے والد ماجد اور سعید بن البناء اور ابوالوقت سے پڑھی، اور آپ کا وصال شریف ذوالقعدۃ میں ہوا۔ آپ سے ابوعبداللہ بن النجار رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے احادیث روایت کیں اور یہ بھی کہا: حضرت الشیخ محمد بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ مالدار تھے اور آپ کی آٹا پیسنے کی چکی تھی جس سے آپ بہت زیادہ مالدار ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ۵۸ سال عمر پائی۔

(تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاهیر وَالأعلام: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۲:۱۲۳۳)

حضرت سیدنا الشیخ الامام ابراہیم بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما

تحصیل علم

تفقه علی والده وسمع منه ومن سعید البناء وغیرهما رحل الی واسط وتوفی بهاسنة ۵۹۲ هجری رحمة الله علیه.

ترجمہ

حضرت الشیخ ابراہیم رضی اللہ عنہ نے علم فقہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور علم حدیث بھی اپنے والد ماجد اور سعید البناء اور ان کے علاوہ مشائخ سے حاصل کیا، واسط کی طرف ہجرت کی اور وہیں پر ہی ۵۹۲ ھجری میں ان کا وصال ہوا۔

(۱) قلائد الجواہر ص ۴۴)

(۲) الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۶ مطبوعہ حزب القادریہ لاہور پاکستان)

خطیب بغدادی کہتے ہیں

إبرَاهِیم بن عَبد القادر بن أبی صالح الجیلی: سمع أبا الوقت وسعید بن البناء، توفی بواسط سنة اثنتین وتسعین وخمسمائة.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ ابراہیم بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے امام الشیخ ابوالوقت اور سعید بن البناء رحمۃ اللہ تعالی علیہما سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ ان کا وصال شریف سنہ (۵۹۲ھ) میں واسط میں ہوا۔

(تاریخ بغداد: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۵:۱۳۱)

حضرت سیدنا الشیخ الامام یحی بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما

سب سے چھوٹے شہزادے

وهو اصغر اولاد الشيخ عبدالقادر الجيلانی ولد سنة ٥٥٠ هجری ای قبل وفاة والده باحدی عشرة سنة وكان والده فی الثمانين من عمره ويذكر ان الشيخ عبدالقادر الجيلانی مرض مرة وخاف عليه اولاده الموت فقال لهم لاتخافوا لن اموت الآن ، فلايزال فی ظهری ذكر سيخرج الی الدنيا، اسمه يحی وكانت امه جارية حبشية وقد تفقه علی والده وسمع منه ومن محمد بن عبدالباقی وغيرهما وحدث وانتفع به الناس ثم قدم مصر واقام بهاالی ان تقدمت به السن ، فعاد الی بغداد ومعه ابنه عبدالقادر الذی ولده فی مصر ثم توفی ببغداد فی شعبان سنة ٦٠٠ هجری ونودی بالصلوة عليه فحضره خلق كثير وصلی عليه بمدرسة والده ودفن عند اخيه الشيخ عبدالوهاب برباط والده بالحلبة .

ترجمہ

حضرت الشیخ یحیی رضی اللہ عنہ حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے شہزادے ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۵۵۰ ھجری میں ہوئی یعنی حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے گیارہ سال پہلے ہوئی، جس وقت حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۸۰ سال تھی تو آپ سخت بیمار ہوئے، آپ کی ساری اولاد کو آپ کے وصال شریف کا خطرہ لاحق ہوا، تو حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے ان کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا: میری پشت میں ایک لڑکا ہے عن قریب وہ پیدا ہوگا اس کا نام یحیی ہوگا، اس کی ماں جاریہ حبشیہ ہے،

آپ رضی اللہ عنہ نے علم ففقہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور علم حدیث بھی اپنے والد ماجد اور محمد بن عبدالباقی اور ان کے علاوہ مشائخ سے حاصل کیا، آپ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کیا کرتے تھے لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے آپ سے علمی نفع حاصل کیا، پھر آپ رضی اللہ عنہ مصر تشریف لے گئے بہت عرصہ وہیں قیام فرمایا پھر بغداد آئے تو ان کے ساتھ ان کے ایک بیٹے عبدالقادر بھی تھے جن کی ولادت بھی مصر میں ہی ہوئی تھی، آپ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف شعبان المعظم میں سنہ ۶۰۰ ھجری میں ہوا، نماز جنازہ کا اعلان ہوا تو بہت سی مخلوق جمع ہوگئی، جنازہ کی نماز مدرسہ قادریہ میں ادا کی گئی، اور مزار مبارک آپ کے بھائی حضرت الشیخ عبدالوھاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ باب الحلبہ میں بنا۔

(۱) قلائد الجواہر ص ۴۴)

(۲) الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ مطبوعہ حزب القادریۃ لاہور پاکستان)

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

يحيى ابن الشيخ عبد القادر بن أبي صالح الجيلي، أبو زكريا (المتوفى : ٦٠٠ هـ) أصغر الإخوة. وُلِد سنة خمسين. وحدَّث عن ابن البطّيّ. وتُوفّي ببغداد كهلًا.

ترجمہ

حضرت الشیخ یحیی بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوذکریا تھی ان کا وصال شریف (۶۰۰ھ) میں ہوا، یہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی بیٹوں میں سے چھوٹے ہیں۔ان کی ولادت (۵۵۰ھ) میں ہوئی تھی اور انہوں نے الشیخ ابن البطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف بیان کی۔اور بغداد معلّٰی میں بڑھاپے کی حالت میں وصال فرمایا۔

(تاریخ الاسلام وَوَفیات المشاہیر وَالأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱۲:۱۲۳۳)

صاجزادیاں

امۃ الجبار سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا

الشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی لکھتے ہیں

امامة الجبار فاطمة بنت الشيخ عبد القادر الجيلانی رضی الله عنه فقد تزوجها ابن الشيخ عبدالرحمن الطفسونجی الاسدی .

ترجمہ

بہرحال امۃ الجبار فاطمہ بنت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت الشیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی الاسدی کے بیٹے کے ساتھ ہوا (سیدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا کے سسر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ تھے اور اپنے وقت کے اکابر اولیاء میں سے تھے)

(۱) الشیخ عبدالقادر الجیلانی ص ۲۷۷ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور پاکستان)

(۲) قلائد الجواہر ص ۱۰۵)

خاوند بھی اللہ تعالی کے ولی تھے

كان الزوج سيدة فاطمة الجيلانية من الاكابر وهو الشيخ عمر بن الشيخ عبد الرحمن الطفسونجی الاسدی .

ترجمہ

سیدہ فاطمہ الجیلانیہ کے خاوند اکابر اولیاء میں سے تھے،ان کا نام مبارک عمر بن الشیخ عبدالرحمٰن الطفسونجی الاسدی ہے

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی ص ۴۰۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

الشیخ عبدالرحمٰن کا حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کا ادب کرنا

ان الشيخ عبدالرحمن اراد يوماصلوة الجمعة فوضع رجله فی الركاب لايركب بغلته ثم نزع ووقف علی الارض ساعة ثم ركب فقيل له فی ذلک فقال كان سيدی الشيخ عبدالقادر الجيلانی يريد ان يركب بغلته فی ذلک الوقت ببغداد فاردت ان لااتقدم عليه .

ترجمہ

الشیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ایک بار جمعہ کی نماز کیلئے روانہ ہونے لگے جب خچر کی رکاب میں پاؤں رکھنے لگے فوراً پاؤں نکال لیا تھوڑی دیر بعد پھر سوار ہوئے، عرض کیا جناب کیا معاملہ ہے پہلے کیوں اتر آئے تھے؟ آپ نے فرمایا جب میں رکاب میں پاؤں میں رکھنے لگا تھا عین اسی وقت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بھی خچر پر سوار ہونے لگے تھے میں نے اپنا پاؤں باہر نکال لیا کہ کہیں ان سے پہلے سوار ہو گیا تو بے ادبی نہ ہو جائے

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی ص ۴۰۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

والد کی وصیت

ولما حضرت الشيخ عبدالرحمن الوفاة قال له ولده اوصنى فقال اوصيك بحفظ حرمة الشيخ عبدالقادر الجيلانى والوقوف عندامره ولزوم خدمته ولماتوفى جاء ابنه الى الشيخ عبدالقادر الجيلانى فاكرمه الشيخ عبدالقادر الجيلانى فالبسه خرقة وزوجه ابنته وكان الشيخ عمر يلبس ثياب العلماء .

ترجمہ

جب حضرت الشیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا ابا جان مجھے کوئی وصیت فرما دیں، تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی حرمت کا خیال رکھنا، جہاں وہ حکم کریں وہیں رک جانا، اور ان کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کر لینا، جب الشیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو الشیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے ان کی بہت زیادہ عزت کی، ان کو خرقہ خلافت سے بھی نوازا، اور اپنی بیٹی (سیدہ فاطمہ امۃ الجبار) ان کے نکاح میں دے دی، الشیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ علماء والا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی ص ۴۰۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

سیدہ خدیجہ الملقبہ زہرہ رضی اللہ عنہا

الشیخ عبدالمجید بن طہ الدہبی الجیلانی القادری الرفاعی لکھتے ہیں

آپ بہت بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، ان کا نکاح حضرت سید اویس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا

السيد اويس يعرف مقامه اليوم مقام الشيخ ابى طاسه لقبه بهذاللقب لانه كان كثير الجهاد فى سبيل الله تعالى فانه كان لايخلع الطاسة عن راسه واصله قدس سره من الخولان الى اليمن ومن اليمن الى بغداد وذلك السنة ٥٥٥هجرى وعندما وصل الى بغداد تعرف على سيدى قطب الغوث الجيلانى رضى الله عنه فاحبه وزوجه ابنته السيدة خديجة ثم خرج من بغداد مجاهد افى سبيل الله الى ان وافته المنية فاستشهد فى حلب ودفن فى المدرسة الطرنطائية باب النيرب تعرف الآن فى حلب بزاوية القادرية قبره فيها مشهور يقصده الزوار وله ذرية ومن كرامته كمافى طبقات الشعرانى انه كان يمشى على وجه الماء

فی دجلة ومنهاانه شوهد جسده فی قبره بعد وفاته بنحو (٦٠٠)سنة کانه دفن الآن رحمة الله علیه

ترجمہ

السید اویس رحمہ اللہ کا مزار شریف اب بھی مقام شیخ ابی طاسہ کے نام سے بہت معروف ہے، ابو طاسۃ یہ آپ کا لقب تھا، اس لئے کہ آپ بہت زیادہ جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیا کرتے تھے آپ کبھی بھی اپنے سر مبارک سے طاسۃ کو جدا نہیں کیا کرتے تھے، آپ رحمہ اللہ خولان سے یمن آئے پھر یمن سے بغداد معلیٰ ۵۵۵ ھجری میں حاضر ہوئے، جس وقت حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، جب تعارف ہوا تو حضرت الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے ان کو بہت زیادہ محبت دی، پھر اپنی شہزادی حضرت سیدہ خدیجہ ان کے نکاح میں دے دی، پھر حضرت سید اویس رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے روانہ ہوئے، آپ حلب میں شہید ہوئے، آپ کا مزار پُر انوار طرنطائیہ باب النیرب میں بنایا گیا، ان کا مزار مبارک زاویہ قادریہ کے نام سے جانا جاتا ہے، اور ان کے مزار کی لوگ بہت کثرت کے ساتھ زیارت کرنے آتے ہیں، آج بھی ان کی اولاد مبارک وہاں موجود ہے،

آپ کی کچھ کرامات امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہیں کہ آپ دریائے دجلہ میں پانی کے اوپر چلا کرتے تھے، آپ کا مزار مبارک ۶۰۰ ھجری میں کھل گیا تھا پھر آپ کی زیارت کی گئی ایسے لگتا تھا کہ ابھی ابھی ان کو دفن کیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بخشش ہو۔

(اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محی الدین عبد القادر الجیلانی الحسنی الحسینی ص ۴۰۵ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

سیدہ سعادۃ بنت الشیخ عبد الرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی پوتی

سَعَادَةُ بنتُ الإمام عبد الرّزّاق ابن الشیخ عبد القادر بن أبی صالح الْجِیلیّ .(المتوفیة ٦٢٢ هـ)روت عن أبی الحُسَیْن عبد الحقّ، والحَسَن بن علیّ بن شیرویه .تُوُفّیت فی جُمَادَی الآخرة، وَصَلَّی علیها أخوها القاضی أبو صالح.

ترجمہ

سیدہ سعادۃ جو بیٹی ہیں حضرت الشیخ الامام سیدنا عبد الرزاق بن الامام الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی۔ یہ بھی بہت بڑی محدثہ تھیں، انہوں نے ابو الحسین عبد الحق اور الحسن بن علی بن شیرویہ سے احادیث روایت کیں اور جمادی الثانی میں ان کا وصال ہوا تو ان کا جنازہ ان کے بھائی حضرت قاضی ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

(تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاهیر وَالأعلام : شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذهبی (۱۳: ۷۰۷)

حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے پوتے

سیدی ابو صالح نصر بن عبد الرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ

علامہ اربلی کہتے ہیں

ابو صالح نصر بن عبد الرزاق بن عبد القادر الجیلی البغدادی ولقبه عماد الدين المتوفى فى بغداد سنة (٦٣٣ ھ)۔ عن ٧٠ عاما. سمع من شهدة وطبقتها، ودرّس وافتى وناظر، وبرع فى المذهب الحنبلى، واليه سلم الخليفة الناصر اجازته لاصحاب الامام احمد -رحمة الله تعالى عليه -سنة (٦٠٧ھ). تولى قضاء القضاة مدة ٢٣ سنة وكان عادلا متين الديانة كثير التواضع. صنف وجمع لنفسه اربعين حديثا وحدث وسمع منه خلق كثير.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر الجیلانی البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا لقب شریف ''عماد الدین'' تھا ان کا وصال شریف بغداد معلیٰ میں (٦٣٣ ھ) میں ستر سال کی عمر مبارک میں ہوا۔ انہوں نے حدیث شریف کا سماع محدثہ شہدہ اور ان کے طبقہ سے کیا، تدریس فرماتے رہے اور فتوی بھی دیتے تھے اور مناظرہ بھی کرتے تھے، فقہ حنبلی میں ان کو کمال مہارت حاصل تھی، خلیفہ الناصر نے اپنی اجازت اصحاب احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لئے آپ کو عطا کی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ٢٣ سال کے طویل عرصے تک قاضی القضاۃ کا عہدہ سنبھالے رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ انتہائی انصاف پسند اور دیانت دار اور بہت زیادہ تواضع کرنے والے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تصنیف کا کام بھی کیا اور ایک اربعین شریف جو احادیث شریفہ پر مشتمل تھی جمع کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بہت سے لوگوں نے

حدیث شریف کا سماع کیا۔

تاریخ إربل: المبارک بن أحمد بن المبارک بن موہوب اللخمی الإربلی، المعروف بابن المستوفی (۲:۲۶۴)

علامہ دیار بکری کا قول

قال حسين بن محمد بن الحسن الدّيار بَكْرى رحمة الله تعالى عليه وفى سنة ثلاث وثلاثين وستمائة مات قاضى قضاة بغداد عماد الدين أبو صالح نصر بن عبد الرزاق بن الشيخ عبد القادر الجيلى الحنبلى وله سبعون سنة وكان من خيار القضاة دينا وتواضعا وعلما.

ترجمہ

حضرت علامہ حسین بن محمد بن الحسن الدیار البکری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: سنہ (۶۳۳ھ) میں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال ہوا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی عمر مبارک ستر سال تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نیک قاضیوں میں سے تھے اور عاجزی کے پیکر اور صاحب علم تھے۔

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس: حسین بن محمد بن الحسن الدّیار بکری (۲:۲۷۱)

(النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ: یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی، أبو المحاسن، جمال الدین (۶:۲۹۶)

(ذیل طبقات الحنابلۃ: زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب، الحنبلی (۳:۳۶۹)

خلیفہ الظاہر بامر اللہ سے حدیث کا سماع

وروى عن الظاهر بأمر الله: أبى نصر محمد بن الناصر لدين الله. أبو صالح نصر بن عبد الرزاق ابن الشيخ عبد القادر الجيلى. (۱)

وتفقه عليه جماعة وانتفعوا به، وسمع منه الحديث خلق كثير. وروى عنه جماعة، منهم: عبد الصّمد بن أبى الجيش، (۲)

ترجمہ

حضرت سیدنا ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ابی نصر محمد بن الناصر لدین اللہ "الظاہر بامر اللہ" سے بھی احادیث شریفہ روایت کیں۔

حضرت سیدنا الشیخ ابو الصالح رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ایک جماعت علم فقہ حاصل کیا اور ان سے نفع حاصل کیا اور ان سے بہت سے لوگوں نے حدیث شریف کا سماع کیا اور ان سے ایک جماعت نے روایت کیا ان میں الشیخ امام عبد الصمد بن ابی الجیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی شامل ہیں۔

(۱) تاریخ الخلفاء: عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۱:۳۲۵) :مکتبۃ نزار مصطفی الباز

(إکمال الإکمال محمد بن عبد الغنی بن أبی بکر بن شجاع، أبو بکر، معین الدین، ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی (۴:۱۱)

(۲) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب : عبد الحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۲۸۲)

نوٹ: یاد رہے کہ یہ خلیفہ ابی نصر محمد بن الناصر لدین اللہ ''الظاہر بامر اللہ'' واقعی اللہ تعالی کے دین کے مددگار تھے اور نہایت متقی اور بہت بڑے عالم دین تھے۔ اگر ہم آج کے حکمرانوں کو دیکھیں تو ان کو تو سورۃ اخلاص تک نہیں آتی تو انجام گلستان کیا ہوگا وہ سب کے سامنے ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں

نُفِّذ أَبُو صالح نَصر بن عَبْد الرَّزَّاق الجِيليّ رسولا إلى مظفّر الدِّين صاحب إربل.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق الجیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو حکومت کی طرف سے شاہ اربل مظفر الدین کی طرف سے قاصد بنا کر بھیجا گیا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذہبی (۴۵:۵۱)

(ایضاً (۱۳:۶۵۸)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ملکی سیاست سے الگ تھلگ نہیں رہتے تھے جہاں دیکھتے کہ آپ کی ضرورت ہے اور آپ ہی کی وجہ سے وہ معاملہ حل ہوسکتا ہے تو اس کام میں ضرور اپنی خدمات پیش کرتے، لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی بات آپ کی قابل داد ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کبھی بھی درباری ملاؤں کی طرح حکمرانوں کی کاسہ لیسی نہیں کی جس طرح ہم آگے چل کر بیان کریں گے کہ آپ کو جب کہا گیا کہ آپ قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول فرمائیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی شرائط پیش کیں جب حکومت نے ان شرائط کو قبول کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ عہدہ قضاء کو قبول کرنے پر رضامند ہوئے۔

الشیخ ابو الصالح رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی دور اندیشی

أَبُو الْمَعَالِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُقْبِلِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَاسِطِيُّ الشَّافِعِيُّ، اشْتَغَلَ بِبَغْدَادَ وَحَصَّلَ وَأَعَادَ فِي بَعْضِ الْمَدَارِسِ، ثُمَّ اسْتَنَابَهُ قَاضِي الْقُضَاةِ عِمَادُ الدِّينِ أَبُو صَالِحٍ نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ فِي أَيَّامِ الْخَلِيفَةِ الظَّاهِرِ بْنِ النَّاصِرِ، ثُمَّ وَلِيَ قَضَاءَ الْقُضَاةِ مُسْتَقِلًّا.

ترجمہ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا الشیخ ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق الجیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنا نائب جب مقرر کیا تو کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کیا جو اس کا اہل ہی نہ ہو بلکہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت ابو المعالی عبد الرحمن بن مقبل بن علی الواسطی الشافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو مقرر کیا جو کہ بغداد معلی میں تعلیم دین میں مشغول رہے اور یہیں پر انہوں نے علم دین کی تحصیل کی اور بہت سے مدارس میں انہوں نے تدریس بھی فرمائی، الشیخ عماد الدین ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے الشیخ ابو المعالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو اپنا نائب مقرر کیا تو اس وقت خلیفہ الظاہر بن الناصر کو دور تھا، پھر اس کے بعد قاضی عماد الدین

رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو مستقل قضاۃ کا عہدہ سپرد کردیا گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۱۵۸)

(النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ :یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی ، أبو المحاسن ، جمال الدین (۶:۲۹۶)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہا کہ ان کی فکر میں اور ہماری فکر میں کتنا فرق ہے ، وہ جب کوئی عہدہ کسی کے سپرد کرتے تو دیکھتے کہ اس میں کتنی اہلیت ہے پھر اس کو عہدہ دیا جاتا تھا مگر آج سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ سب سے بڑا نااہل کون ہے پھر عہدہ اس کے سپرد کر کے قوم وملت کا بیڑہ غرق کرنے کا کام اس کے تفویض کردیا جاتا ہے۔

اس سے یہ بھی مسئلہ حل ہوگیا وہ مشائخ کرام اپنا جانشین کسی اہل کو مقرر کرتے تھے مگر آج مشائخ کی اکثریت کے سجادہ نشین خالص جاہل اور بے دین ہوتے ہیں ، تمام لوگ ہر ہر کام میں میرٹ کی رٹ لگانے والے یہاں آکر بھول جاتے ہیں جاہل کو پیر شیخ طریقت تسلیم کرلیتے ہیں۔اللہ تعالی کرے کہ پھر سے ہمارے نظام میں وہی تبدیلی آئے جس سے ہماری خانقاہوں میں رسول اللہ ﷺ کے سچے غلام بیٹھیں اور ہر طرف قال اللہ تعالی وقال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں گونجنا شروع ہوجائیں۔

ذوق شاعری

قال الأمیر أبو الحسن علی بن بلبان بن عبد اللہ، علاء الدین الفارسی الحنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ
أنشدنا شَیخنَا أَبُو صَالح نصر بن عبد الرَّزَّاق بن عبد الْقَادِر الجیلی لنَفسِہ رضی اللہ عنہ

أیــا رَبِّـی لَکَ الْـمِـنَّة — عَلـی الْإِسْلَام والسنه
هــمـا وَالـلـه بـرهـانـان — أنــا نـدخـل الـجـنـه.

ترجمہ

حضرت سیدنا علاء الدین الامیر ابو الحسن علی بن بلبان بن عبد اللہ الفارسی الحنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ حضرت سیدنا الشیخ ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق الجیلانی بن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار ہم کو سنائے:

اے میرے رب ! تیرا احسان ہے کہ تو نے ہم کو اسلام کی دولت عطا کی اور مذہب مہذب اہل سنت وجماعت پر چلنے کی توفیق عطا کی یہ دونوں اللہ تعالی کی برہان ہیں ہم ان شاء اللہ جنت میں داخل ہوں گے۔

امام الفارسی الحنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب ختم ہی انہیں اشعار پر کی ہے کہ ہمارے شیخ ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق بن عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا ہے۔

(تحفۃ الصدیق فی فضائل أبی بکر الصدیق :الأمیر أبو الحسن علی بن بلبان بن عبد اللہ، علاء الدین الفارسی الحنفی (۱:۱۳۰)

سیدی ابو الصالح نصر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث

قرأت علـی مـحمد بن إسحاق أخبرکم أبو صالح نصر بن عبد الرزاق القاضی ببغداد قال :قرأت علی والـدی أبـی بکر وأمة الکریم أخبرکما جدی الشیخ عبد القادر بن أبی صالح "ح "وأخبرنا أبو جعفر بن المقیر وجماعة قالوا :أنـا یحیی بن أبی السعود أخبرتنا شهدة بنت الأبری قالا :ثنا أبو غالب محمد بن

الحسن ثنا الحسن بن أحمد حدَّثَنا عُثمَانُ، نا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْحُنَيْنِ، ثنا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، أنا شَرِيكٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلاتُهُ، فَإِنْ تَمَّتْ قُبِلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهِ، وَإِنْ نَقَصَتْ، قَالَ: انْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ فَأَكْمِلُوهَا بِهِ.

ترجمہ سند حدیث

میں نے یہ حدیث محمد بن اسحاق پر پڑھی، ابوالصالح نصر بن عبدالرزاق القاضی نے بغداد معلّٰی میں تم کو خبر دی اور انہوں نے یہ بھی کہا: کہ میں نے اپنے والد ابوبکر اور امۃ الکریم پر پڑھی تم دونوں کو میرے دادا حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے خبر دی "ح" اور ہمیں ابوجعفر بن المقیر اور ایک جماعت نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں یحیی بن ابوالسعود نے خبر دی اور ہمیں شہدہ بنت الابری نے خبر دی ان دونوں نے کہا: ہمیں ابوغالب محمد بن الحسن نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں عثمان نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں محمد بن الحسین ابن ابی الحنین نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں ابن الاصبہانی نے یہ حدیث بیان کی ہمیں شریک نے اسماعیل بن مسلم سے انہوں نے صعصعہ سے انہوں نے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کا سب سے پہلا حساب جس چیز کا ہوگا وہ نماز ہوگی اگر یہ پوری ہوئی تو دوسرے اعمال بھی اس سے قبول کر لئے جائیں گے اگر نمازوں میں کمی ہوئی تو اللہ تعالی فرمائے گا اس کے نامہ اعمال میں دیکھو اگر اس میں نوافل ہیں تو ان کے ساتھ فرائض کی تکمیل کر دو۔

آج جو لوگ نفل پڑھنے سے گریزاں ہیں ان کو قیامت کے دن نوافل کی قدر معلوم ہوگی، آج تو فرض ادا کرتے ہی مساجد خالی ہو جاتی ہیں نفل پڑھنے والے خال خال ہی مساجد میں بیٹھے ہوتے ہیں یہ بدعت بھی غیر کے مقلدوں نے شروع کی ہے کہ فرض ادا کرو اور فوراً مسجد سے غائب ہو جاؤ، انہوں نے ہی لوگوں کو عبادات سے بے گانہ کر دیا ہے۔ اگر کوئی شب برات کو نماز پڑھنے مسجد آجائے تو فوراً کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ جس نے بھی آج رات کو عبادت کی اس نے بدعت کی ہے اور جس نے بھی بدعت کی وہ سیدھا جہنم جائے گا اب جاہل عوام سمجھتے ہیں کہ اگر عبادت کرنے سے بھی بندہ دوزخ چلا جاتا ہے تو پھر کیا فائدہ عبادت کرنے کا، اور جاہل عوام کے ذہن میں یہ بھی آتا ہے کہ اگر ایک دن کی عبادت سے بندہ دوزخ جاتا ہے تو پھر ان کا کیا بنے گا جو ساری زندگی عبادت میں گزار دیتے ہیں، ان جاہلوں کی کوشش ہوتی ہے کہ جو بھی عبادت کر رہا ہے اس کو منع کیا جائے اور کسی نہ کسی طریقہ سے اس کو ذکر خداوندی سے دور کر دیا جائے، اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جس طرح یہ لوگ بیس رکعت تراویح کے مسئلہ پر جگہ جگہ فساد کھڑا کر دیتے ہیں کہ لوگ اللہ تعالی کی عبادت کر کے جنت کے مستحق نہ بن جائیں، کہیں درود شریف پڑھنے سے روکیں گے تو کہیں صدقہ و خیرات دینے سے منع کریں گے، الغرض ہر ہر جگہ حتی الامکان کوشش کریں گے کہ نیکی کی راہیں مسدود ہو جائیں۔

(تذکرۃ الحفاظ: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴:۱۲۰)

(الأول من حدیث أبی علی بن شاذان :الحسن بن أحمد بن إبراهیم بن الحسن ابن محمد بن شاذان، أبو علی البزؒ از (۱:۲۷)

سیدی ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق رضی اللہ عنہ کی تصنیفی خدمات

من تصانيف الشيخ ابى الصالح نصر بن عبدالرزاق بن عبدالقادر الجيلانى رضى الله عنه اربعين فِي الحَدِيث. ارشاد المبتدئين فِي الْفُرُوع. مجَالِس فِي الحَدِيث.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق بن عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہم نے کچھ کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں جن میں

اربعین فی الحدیث

مجالس فی الحدیث

ارشاد المبتدئین فی الفروع وغیرہ۔

(ہدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین :إسماعیل بن محمد أمین بن میر سلیم البابانی البغدادی (۲:۴۹۱)

وصال شریف

الكيلانى القاضى أَبُو صَالح نصر بن عبد الرَّزَّاق بن محيى الدّين عبد الْقَادِر الكيلانى الْبَغْدَادِيّ قاضى الْقُضَاة فِي خلَافَة المستضر العباسى الْفَقِيه الحنبلى ولد سنة (۵۶۴) وَتوفى سنة (۶۳۳ھ) ثَلَاث وَثَلَاثِينَ وستمِائَة.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ القاضی ابو الصالح نصر بن سیدی عبد الرزاق بن محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہم جو کہ قاضی القضاۃ رہے المستنصر جو عباسی خلیفہ تھا کہ دور میں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سنہ (۵۶۴ھ) میں جبکہ وصال شریف سنہ (۶۳۳ھ) میں ہوا۔

(ہدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین :إسماعیل بن محمد أمین بن میر سلیم البابانی البغدادی (۲:۴۹۱)

عہدہ قضا قبول کرنے کے وقت جو شرائط پیش کیں

فكان من خيار المسلمين ومن الْقُضَاةِ الْعَادِلِينَ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ أَجْمَعِينَ.

وَلَمَّا عُرِضَ عَلَيْهِ الْقَضَاء لَمْ يَقْبَلْهُ إِلَّا بِشَرْطِ أَنْ يُوَرِّثَ ذَوِي الْأَرْحَامِ، فَقَالَ :أَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَاتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَتَّقِ سِوَاهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ قاضی القضاۃ عماد الدین ابو الصالح نصر بن عبد الرزاق بن سیدی الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نیک مسلمانوں اور انصاف پسند قاضیوں میں سے تھے۔ جب خلیفہ الناصر لدین اللہ نے جب حضرت سیدنا الشیخ ابو الصالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عہدہ قضا سونپنا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ شرائط رکھیں وہ یہ کہ خلیفہ ذوالارحام کو ان کی وراثت سے محروم نہ کرے گا، یہ بھی کہا کہ

ہر حق دار کو اس کا حق دو، اللہ تعالی سے ڈرو اور اس کے علاوہ کسی سے نہ ڈرو۔

(البدایۃ والنھایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۱۲۶))

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس : حسین بن محمد بن الحسن الدّیار بکری (۲:۲۷۰))

عہدہ قضا سے معزولی کے وقت شکرانے میں یہ اشعار کہے

ولما عزله المستنصر أنشدعِندَ عزله:

حمدت اللّٰـه عزَّ وَجَلَّ لما — قضى لى بالخلاص من الْقَضَاء

وللمتنصر الْمَنْصُور أشكر — وأدعو فَوْق معتاد الدعاء

ترجمہ

جب المستنصر نے حضرت سیدنا الشیخ ابوالصالح نصر بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے معزولی کی خوشی میں یہ اشعار کہے اور خلیفہ کا شکر یہ ادا کیا۔

(ذیل طبقات الحنابلۃ : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۴۱۷))

(شذرات الذھب فی أخبار من ذھب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العَکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷:۲۸۲))

فائدہ: ان نیک لوگوں کو دیکھیں جن کا کام صرف اور صرف مخلوق کی خدمت ہوتی ہے جب ان کو کوئی عہدہ دیا جائے تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کو عہدہ نہ ملے بلکہ کسی اور کو مل جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کوئی ایسا فیصلہ ہو جائے جس کی وجہ سے آخرت میں میری پکڑ ہو، اور جن کو آخرت کی فکر نہ ہو وہ اس طرح کا عہدہ ملنے پر خوش بلکہ اس کے حصول کے لئے رات دن کوشش کرتے ہیں اگر ان کو معزول کر دیا جائے تو رات دن احتجاج کرتے ہیں جس طرح پاکستان میں بھی جنرل مشرف کے دور میں ایسا ہو چکا ہے ایک چیف جسٹس کی معزولی کی وجہ سے پورے ملک کو جام کر دیا گیا، مگر ہمارے بزرگوں کو دیکھیں کہ وہ جو آخرت کا خوف رکھنے والے ہیں پہلے عہدہ کے قبول کرنے میں پس وپیش سے کام لے رہے ہیں اور اپنی شرائط پیش کر رہے ہیں جب شرائط قبول کی گئیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس عہد کو قبول کیا مگر جب آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو معزول کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور ساتھ ساتھ خلیفہ کے لئے بھی دعائیں کیں اور اس کا شکر ادا کیا۔

ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے تاثرات

وقال ابن رجب :كان عظيم القدر، بعيد الصّيت، معظما عند الخاصة والعامة، ملازما طريق النّسك والعبادة، مع حسن سمت، وكيس، وتواضع، ولطف، وبشر، وطيب ملاقاة وكان محبا للعلم، مكرما لأهله، ولم يزل على طريقة حسنة، وسيرة مرضية .وكان سنّيّا، متمسكا بالحديث، عارفا به

ترجمہ

امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا الشیخ ابوالصالح نصر بن الشیخ عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ عزت والے، شہرت سے دور رہنے والے، عوام وخواص کے نزدیک بڑے معظم تھے، راہ عبادت کو مضبوطی سے تھامنے والے، حسن خلق کے مالک، عاجزی کے پیکر، لطف وکرم ان کی طبیعت میں شامل، ہر ایک سے خوش دلی سے

ملاقات کرنے والے،علم سے محبت اور اہل علم کی عزت کرنے والے،اسی خوبصورت طریقے پر ہمیشہ قائم رہے،خالص سنی اور حدیث پر عمل کرنے والے اور حدیث شریف کی معرفت رکھنے والے۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب :عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی ،أبو الفلاح (۷:۲۸۲)

(ذیل طبقات الحنابلۃ :زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۳:۴۱۷)

خلیفہ نے خانقاہ تعمیر کردی

فوض الیہ المستنصر باللہ رباطاً بناہ وجعلہ شیخاً بہ وکان یعظمہ ویبجلہ .

ترجمہ

خلیفہ المستنصر باللہ نے ایک خانقاہ تعمیر کی اور اس کے شیخ حضرت سیدی قاضی القضاۃ بنائے گئے۔اور خلیفہ ان کی حد درجہ احترام کرتا اور بے حد تعظیم کرتا تھا۔

(الامام عبدالقادر الجیلانی لشیخ عبدالرزاق الکیلانی (۲۷۹)

(قلائد الجواہر:۴۵)

حدیث کا درس دیا کرتے تھے

قال الدکتور عبدالرزاق الکیلانی :وکان یملی الحدیث فی مجلسہ ویکتب الناس عنہ .

ترجمہ

حضرت الشیخ قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی مجلس شریف میں حدیث شریف لکھوایا کرتے تھے اور لوگ آپ سے حدیث شریف لکھا کرتے تھے۔

(الامام عبدالقادر الجیلانی لشیخ عبدالرزاق الکیلانی:۲۷۸)

قاضی القضاۃ بننے کے بعد بھی اخلاق میں تبدیلی نہیں آئی

قال الدکتور عبدالرزاق الکیلانی :واذاخرج یوم الجمعۃ الی الجامع یخرج ماشیاولم تغیرہ الولایۃ عن اخلاقہ وتواضعہ وسیرتہ التی عرفت منہ قبل الولایۃ.

ترجمہ

ڈاکٹر عبدالرزاق الکیلانی فرماتے ہیں:

حضرت الشیخ قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے نکلتے تو پیدل جایا کرتے تھے اتنا بڑا عہدہ ان کے اخلاق نہیں بدل سکا نہ تو سیرت میں تبدیلی آئی اور نہ ہی اخلاق میں بلکہ جو اخلاق عالیہ اس عہدہ کے ملنے سے پہلے تھے وہی اخلاق ان کے عہد کے ملنے کے بعد بھی اسی طرح رہے۔

(الامام عبدالقادر الجیلانی لشیخ عبدالرزاق الکیلانی:۲۷۸)

حضرت کے فکر آخرت کے حوالے سے اشعار

انا فی القبر مفرد ورھین — غارم مفلس علی دیون

قدانخت الرکاب عند کریم — عتق مثلی علی الکریم یھون

ترجمہ:

میں قبر میں اکیلا و تنہا پڑا ہوں، مقروض ہوں اور قرض بھی زیادہ ہیں۔

میں آج اس کریم کے پاس آپہنچا ہوں کہ یہ میرے جیسے کو آزاد کر دیں تو ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

قلائد الجواہر:۴۵)

(الامام الشیخ عبدالقادر الجیلانی لشیخ عبدالرزاق الکیلانی:۲۷۹)

آج کے جج ایسے حرام خور بن گئے ہیں یہ قرآن وحدیث کے خلاف فیصلے کرتے ہوئے ان کو ذرا بھر بھی شرم نہیں آتی اور نہ ہی ان کو آخرت کی فکر ہے۔

قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی غیرت ایمانی

نقل التادفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ :قال قاضی القضاۃ الشیخ نصربن سیدی عبدالرزاق الجیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ :کنت فی دار الوزیر العمثی وھناک محمد بن منحب الرزاز المحدث وابن زھیر العدل وابن المروزی ،اذ دخل رجل علیہ ثیاب حسنۃ ولہ ھئیۃ فلماسلم وثب الجماعۃ وخدموہ فواقفتھم وظننت انہ من بعض الفقھاء فسالت عنہ فقالوا:ابن کرم الیھودی عامل دارالضرب ، وکان قدمضی وقعد فی صفۃ مقابلنا، فقلت لہ : قم الی ھنا فجاء ووقف بین یدی فقلت لہ : ویلک حین دخلت توھمت انک فقیہ من الفقھاء الاسلام فقمت لک اکراما لذلک ، ولست ویلک عندی بھذہ الصفۃ ،ثم کررت ذلک علیہ مراراً وھو قائم یقول : اللہ یحفظک ، اللہ یبقیک ،ثم قلت لہ: اخساء ھناک بعیداً عنافذھب .

ترجمہ:

الشیخ التادفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں:

کہ الشیخ قاضی القضاۃ نصر بن سیدی الشیخ عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ وزیر العمثی کے گھر پر بیٹھا ہوا تھا اور وہاں پر الشیخ محمد بن منحب الرزاز المحدث، الشیخ ابن زہیر العدل اور ابن المروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی موجود تھے۔ اچانک ایک شخص اندر آیا، اس نے بہت اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اچھی ہیئت کا حامل تھا، اس نے آتے ہی سلام کیا اور جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے اور اس کی خدمت کرنے لگے میں نے بھی ان کی موافقت میں اس کا احترام کیا۔ پھر میں نے ان سے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ ابن یہودی ہے جو کہ دارالضرب کا عامل ہے، اتنے میں وہ ہمارے سامنے آکر بیٹھ گیا، میں نے اس کو کہا: اٹھ یہاں سے تو وہ وہاں سے کھڑا ہوا اور میرے سامنے آگیا، میں نے اس کو کہا: تو ہلاک ہو جائے تو نے

ایسی شکل وصورت بنا رکھی ہے کہ جب تو داخل ہوا تو میں نے گمان کیا کہ تو کوئی اسلام کا فقیہ ہے، تو میں نے تیرے احترام میں کھڑا ہو گیا، حالانکہ تیری کوئی عزت نہیں ہے میرے ہاں، میں نے یہی بات اس کو کئی بار کہی، وہ بار بار مجھے یہ کہتا رہا اللہ تعالی آپ کی حفاظت کرے، اللہ تعالی آپ کی عمر میں برکت دے۔ میں نے پھر اس کو کہا: دفع ہو جا یہاں سے پس وہ چلا گیا۔

(اتحاف الاکابر فی مناقب الشیخ عبدالقادر لدکتور فالح الکیلانی (۳۹۸)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کی تربیت کیسے کی تھی اور ان کے دل میں کیسے اسلام کی محبت اور کفار کی نفرت انڈیل دی تھی۔ اس قصہ سے اسلام محبت کا اندازہ تو اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اس لئے اس کا احترام کرنے لگے کہ وہ دین کا عالم ہے اگر چہ وہ کافر یہودی تھا مگر انہوں نے تو احترام اس لئے کیا کہ وہ عالم دین ہے، اور وہ خود فرمارہے ہیں کہ میں نے تو اس لئے تیرا احترام کیا کہ تو دین کا فقیہ ہے، اس سے ثابت ہوا کہ سچے پیر کی نشانی یہ ہے کہ علماء کرام کا دشمن نہیں ہوتا بلکہ علماء کرام کا احترام کرتا بھی ہے اور اس کا درس بھی دیتا ہے۔ اور کفر و کفار سے نفرت اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ آپ نے پھر اس کے ساتھ کیا کیا بیٹھے ہوئے کو کھڑا کیا پھر وہاں سے دھتکار دیا، آجکل کے جعلی پیر اور جاہل ملاں کفار کے چرنوں میں اپنے لئے عافیت تلاش کرتے نظر آتے ہیں۔

عیسائی کے پاس اپنا معاملہ لینے نہ گئے

وقال الشيخ عماد الدين نصر بن سيدى الشيخ عبدالرزاق بن الشيخ عبدالقادرا لجيلانى رضى الله عنهم: كان لى رسم فى رجب من الصدقة الناصرية، فاتفق فى بعض السنين فى يوم الاربعاء، وكنت قدمضيت الى زيارة قبرالامام احمدبن حنبل رحمة الله تعالى عليه، فلماعدت من الزيارة وجدت الناس اخذوا رسومهم، وقيل لى: ان رسمك عنداهن توماالنصرانى، فامض اليه وخذه منه، فقلت: والله لاامضى اليه ولااطلب رزقى من كافر، وعدت الى بيتى متكلاعلى سبحانه وتعالى وانشدت لنفسى هذة الابيات:

نفسى ماعن ديننامن بدل	فدع الدنياوخلى جدلى
مايساوى اننانمضى الى	مشرك اذذاك عين الزلل
ان يكن ديناعليناقلنا	خالق يقضيه هذااملى

وقال الشيخ رحمة الله تعالى عليه ولم يزل ذلك الرسم عند النصرانى لاتعرض لطلبه ولاينفذه الى الى ان قتل فى جمادى الاولى من السنة الاخرى.

ترجمہ

حضرت الشیخ عماد الدین نصر بن سیدی الشیخ عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ: ''صدقہ ناصریہ'' سے میرا معاملہ جو ملتا تھا، ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ بدھ کے دن میں حضرت سیدنا الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مزار اقدس کی

زیارت کے لئے حاضر ہوا تو وہاں سے جب میں واپس ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنا معاملہ لے رہے ہیں اور مجھے بھی کہا گیا کہ: آپ کا معاملہ ابن توما عیسائی کے پاس ہے جائیں اور اس سے لے لیں۔ میں نے کہا: اللہ تعالی کی قسم! میں اس چوہڑے کے پاس کبھی بھی نہیں جاؤں گا، اور مجھے یہ بات گوارا ہی نہیں کہ میں کسی کافر کے سامنے جاؤں اور اپنا رزق اس سے لوں۔ میں اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے وہاں سے سیدھا گھر آ گیا اور میں نے یہ اشعار اپنے نفس کو کہے:

حضرت الشیخ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ یوں ہی چلتا رہا نہ میں نے اس سے مانگا اور نہ ہی اس نے میرے گھر کچھ بھیجا یہاں تک دوسرے سال جمادی الاول میں وہ قتل ہو گیا پھر جا کر مجھے میرا مال ملا۔

(الاتحاف الاکابر فی مناقب الشیخ عبدالقادر الجیلانی لدکتور فالح الکیلانی:۳۹۹)

الشیخ سیف الدین یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

نقل الدکتور عبدالرزاق الکیلانی :هو ابوذکریابن الشیخ ظهیرالدین احمد بن الشیخ ابی النصر محمد بن الشیخ نصر قاضی القضاة ابن الشیخ تاج الدین عبدالرزاق بن الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه ولد فی بغداد وکان صالحا، عابدا،وجیها. حج فی سنة (۵۶۸۴) ومرفی طریقه الی الحج بمدینة حماه السوریة فاعجب بهاوبمیاهیاوحدائقها،وعند عودته من الحج فی سنة (۵۶۸۵) جعل طریقه من مدینة حماه ایضاً فنزل فیها، واستوطنها، هووعائلته وحاشیته ، کان ذلک فی عهد ملک حماه المظفر الثالث ، حفید شاهنشاه اخی صلاح الدین ایوبی رحمة الله تعالی علیه الذی دام ملکه لحماه من سنة (۵۶۸۳)الی سنة(۵۶۹۸)

وکانت مدینة حماه القدیمة مع قلعتهاغربی نهر العاصی ، وعند ماطلب سیف الدین یحیی الجیلانی رحمة الله تعالی علیه ارضاً علی الضفةالشرقیة لنهر العاصی ،التی کانت خالیة من البناء ، وقال له : هذاالاحاضر فسمی الحی "حی الحاضر "وقدبنی سیف الدین یحیی الجیلانی رحمة الله تعالی علیه دوراً له ولعائلته وحاشیته ، کمابنی زاویة دعیت بالزاویة القادریة علی الضفة الشرقیة لنهر العاصی فی مقابلة القلعة وجامع نورالدین زنکی شهید رحمة الله تعالی علیه ، وهی اصبحت حیاکبیراً یدعی بحی الکیلانیة اوآل الکیلانی ، وبنی جسر یربط ضفتی النهر فی ذلک المکان دعی بجسر الشیخ عبدالقادرا لجیلانی وکانت العامة تدعوه بجسر بیت الشیخ ..

ترجمہ

الشیخ سیف الدین بن یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ وہ ابوذکریا بن الشیخ ظہیر الدین احمد بن الشیخ ابی النصر محمد بن الشیخ نصر قاضی القضاۃ بن

الشیخ تاج الدین بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت بغداد معلیٰ میں ہوئی۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نیک صالح ،عبادت گزار اور صاحب وجاہت تھے۔انہوں نے سنہ(۶۸۴ھ) میں حج کیا اور حماہ کے راستے جو کہ شام کا ایک شہر ہے سے گزرے تو ان کو یہ شہر بہت اچھا لگا اور اس کا پانی اور باغات دل کو بھائے ، جب واپس تشریف لائے تو اسی پھر اسی راستے سے آئے اور یہیں آکر انہوں نے ڈیرہ لگالیا اپنے اہل وعیال اور اپنے خدام کو بھی یہیں ٹھہرالیا۔یہ اس وقت کی بات ہے جب حماہ پر صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بھائی شہنشاہ کے پوتے مظفر الدین الثالث کی حکومت تھی،اس کی حکومت سنہ(۶۸۳ھ) سے لیکر سنہ(۶۹۸ھ) تک رہی۔

حماہ شہر جو قدیم تھا یہ اس وقت نھر عاصی کے غربی کے کنارے پر واقع تھا۔الشیخ سیف الدین یحیی الجیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حاکم سے زمین طلب کی تو حاکم نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو نھر عاصی کے شرقی کنارے پر جو آبادی سے خالی تھا اس میں زمین پیش کی اور کہا: یہ حاضر ہے اور حضرت الشیخ سیف الدین یحیی الجیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس محلّہ کے نام حی الحاضر رکھ دیا۔حضرت الشیخ رحمہ اللہ تعالی نے اس جگہ پر اپنے خاندان اور خدام کے لئے گھر تعمیر کیے اور ساتھ ہی انہوں نے نہر کے کنارے پر زاویہ قادریہ کی بنیاد رکھی یہ زاویہ قادریہ بالکل شاہی قلعے اور جامع نورالدین شہید زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سامنے تھا۔اور یہ محلّہ بہت بڑا محلّہ بن گیا اس کا نام حی الکیلانیہ اور آل الکیلانی پڑ گیا،اور نہر کے اوپر ایک پل تعمیر کی گئی اس پل کو شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی پل کہتے ہیں اور عوام اس کو بیت الشیخ کی پل کہتے ہیں۔

(الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی لشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی:۲۸۰)

وصال شریف

وقدتوفی الشیخ سیف الدین یحیی رحمة الله تعالی علیه فی مدینة حماه سنه(۷۱۰)ودفن فی باب الناعورة تجاه الزاویة القادریة .

ترجمہ

الشیخ سیف الدین یحیی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف شہر حماہ میں سنہ(۷۱۰ھ) میں ہوا۔اور یہیں پر باب الناعورۃ میں زاویہ قادریہ کے سامنے ان کی تدفین ہوئی۔

(الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی لشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی:۲۸۰)

(قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر لامام التادنی:۸۴)

شیخ عمادالدین کہتے ہیں

الشیخ سیف الدین یحیی بن أحمد بن أبی نصر محمد بن عبد الرزاق بن الشیخ عبد القادر الجیلی بحماة، وکان شهماً سخیاً رحمه الله تعالی.

ترجمہ

الشیخ سیف الدین یحیی بن احمد بن ابی نصر محمد بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ حماہ میں مقیم رہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت بڑے سخی تھے۔

المختصر فی أخبار البشر : أبو الفداء عماد الدین إسماعیل بن علی بن محمود بن محمد ابن عمر بن شاہنشاہ بن أیوب، الملک المؤید، صاحب حماۃ (۴:۱۱۲)

المطبعۃ الحسینیۃ المصریۃ

الشیخ سیف الدین کا فیصلہ

الشَّیخ سیف الدّین یحیی بن أُحمد بن أبی نصر مُحَمَّد بن عبد الرَّزّاق الشَّیخ عبد الْقَادِر الجیلی بحماہ. وَکَانَ شهماً سخیاً رَحمَه الله تَعَالَی، وَفِی منتصف الشُّهر وجد بِالْقَاهِرَةِ یَهُودِیّ مَعَ مسلمة من بَنَات التّرْک فرجم الْیَهُودِیّ وَأحرقهُ وَأخذ مَاله کُله، وَکَانَ متمولاً وحبست المرئة .

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ سیف الدین یحیی بن احمد بن ابی النصر محمد بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ حماہ میں رہائش پذیر تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت بڑے سخی تھے اور انصاف پسند تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے قاہرہ میں ایک یہودی کو ایک مسلمان عورت جو کہ ترکش تھی اکٹھے دیکھا تو یہودی کو رجم کرا دیا اور اس کو آگ لگا دی اور اس کا سارا مال بھی بیت المال میں جمع کرا دیا وہ بہت زیادہ مالدار تھا اور اس عورت کو قید کر دیا۔

(تاریخ ابن الوردی : عمر بن مظفر بن عمر بن محمد ابن أبی الفوارس، أبو حفص، زین الدین ابن الوردی المعری الکندی (۲:۲۹۶)

(المختصر فی أخبار البشر : أبو الفداء عماد الدین إسماعیل بن علی بن محمود بن محمد الملک المؤید، صاحب حماۃ (۴:۱۱۲)

اس سے معلوم ہوا اگر کوئی کافر ہماری مسلمان بہن بیٹی کے ساتھ اس طرح کی کوئی حرکت کرے گا تو اس کی سزا زیادہ سخت ہے بشرطیکہ کہ قاضی غیرت والا ہو جس طرح ہمارے دور کے ہیں اس طرح کا نہ ہو آج ہماری بہن عافیہ صدیقی بیچاری ان کافروں کے شکنجے میں ہے اور کسی بھی حاکم کو شرم نہیں آتی کوئی کوشش کرے تاکہ اس کی آزادی کی سبیل نکل سکے۔

الشیخ عبدالرحیم بن عبدالرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ

عبد الرحیم بْن عَبْدِ الرزّاق ابْن الشَّیخ عَبْد القادر الجیلیّ، أَبُو القَاسِم.
تُوُفّی ببغداد فی ربیع الأول. وقد سمع من :أبی الفتح ابن البطّیّ، وغیرہ.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ عبدالرحیم بن الشیخ سیدنا امام ابوبکر عبدالرزاق الجیلانی بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف بغداد معلّی میں ماہ ربیع النور شریف میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت الشیخ ابوالفتح ابن البطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ان کے علاوہ محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۳:۲۰۵)

(الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ : أبو الفداء زین الدین قاسم بن قُطْلُوْبَغَا السُّوْدُوْنی الجمالی الحنفی (۱:۱۰۴)

آپ عند المحدثین ثقہ ہیں

امام قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے

حَدَّث عن أبی المکارم المبارک بن محمد البادرائی، وشُهدة بنت الأبری .حدث عنه ابن النجار، وأثنی علیه.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ عبدالرحیم بن الشیخ سیدنا امام ابوبکر عبدالرزاق الجیلانی بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے ابوالمکارم المبارک بن محمد البادرائی اور شہدہ بنت الابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے حدیث کا سماع کیا، ان سے امام ابن النجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث بیان کی اور ان کی بہت زیادہ تعریف کی۔

(الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ: أبو الفداء زین الدین قاسم بن قُطلُوْبُغَا السُّوْدُوْنی الجمالی الحنفی (۱:۱۰۴)

الشیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ الجیلانی رضی اللہ عنہ

عَبْد الرَّحْمَن بن عَبْد اللّه ابن الشَّیْخ عَبْد القادر الجِّیلیّ .أبُو محمد .ولد سنة ثلاث وأربعین وخمسمائة.وَحَدَّث عن :نَصر بن نصر العُکْبَریّ، وَسَعِید ابن البَنَّاء .مات فی المُحرَّم.

ترجمہ

حضرت سید الشیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۴۳ھ) میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ امام نصر بن نصر العکبری اور سعید بن البناء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حدیث شریف روایت کی۔ اور ماہ محرم الحرام میں ان کا وصال شریف ہوا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام: شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذهبی (۴۴:۲۰۱)

(ایضاً (۱۳:۴۱۰)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے پوتے

محیی الدّین عبد القادر بن محمد بن عبد القادر بن محمد بن یحیی بن نصر بن عبد الرزاق بن سیدی الشیخ عبد القادر الکیلانی السّیّد الشریف الحموی القادری الشافعی.

نقل ابن الحنبلی عن ابن عمّه القاضی جلال الدّین التادفی أنه ترجمه فی کتابه قلائد الجواهر فقال :کان صالحا، مهیبا، وقورا، حسن الخلق، کریم النّفس، جمیل الهیئة، مع کیس وتواضع وبشر وحلم وحسن ملتقی، لطیف الطبع، حسن المحاضرة، مزّاحا، لا یزال متبسما، معظما عند الخاص والعام، له حرمة وافرة، وکلمة نافذة، وهیبة عند الحکّام وغیرهم .انتهی وتوفی بحماة.

ترجمہ

محیی الدّین عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن محمد بن یحیی بن نصر بن عبدالرزاق بن سیدی الشیخ عبدالقادر الکیلانی السّیّد الشریف

الحموی القادری الشافعی. رضی اللہ عنہم کے متعلق ابن الحنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے چچا قاضی جلال الدین التادفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے جہاں انہوں نے قلائد الجواہر میں ان کی حیات مبارکہ نقل کی ہے کہ شیخ عبدالقادر بن محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک انسان، ہیبت والے، صاحب وقار، حسن خلق کے مالک، نہایت سخی، نہایت خوبصورت، عاجزی کے پیکر حلم وحوصلہ والے، لطیف الطبع، آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا، ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے، عوام وخواص میں بہت زیادہ معزز تھے، ان کی بہت زیادہ عزت تھی، جو بات کرتے سب لوگوں کے ہاں وہ تسلیم کی جاتی تھی، حکام اوران کے علاوہ سب لوگوں پران کی ہیبت طاری رہتی تھی ان کا وصال حماۃ میں ہوا۔

(شذرات الذہب فی أخبارمن ذہب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی ، أبوالفلاح (١٠:٢٧٠)

السید عفیف الدین الجیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

السید عفیف الدّین حسین بن عبد القادر بن محمد بن عبد القادر بن یحیی بن أحمد بن محمد بن نصر بن عبد الرزّاق بن القطب الکبیر سیدی عبد القادر الکیلانی الحلبی ثم الحموی الشافعی، سبط النّظام التادفی الحنبلی.

ولد بحلب سنة ست وعشرین وتسعمائة، ثم قطن حماة، وقرأ فی الفقه، وسمع الحدیث علی الشّهاب البازلی، وسافر إلی دمشق، فتلقاه الفقراء والمشایخ وبعض الأعیان، ولبس منه الخرقة جماعة، وحصل له القبول من عیسی باشا نائب دمشق، وصار له حلقة فی الجامع الأموی بعد صلاة الجمعة، ثم عاد إلی حماة، فودّعه الناس فی یوم مشهود، ثم سافر إلی الرّوم، فطلبه السلطان سلیمان، فدخل علیه، فأمره بالجلوس و، ثم عاد فدخل حلب سنة اثنتین وخمسین.

ترجمہ

السید عفیف الدّین حسین بن عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن یحیی بن أحمد بن محمد بن نصر بن عبدالرزّاق بن القطب الکبیر سیدی عبدالقادر الکیلانی الحلبی ثم الحموی الشافعی، سبط النظام التادفی الحنبلی. رحمۃ اللہ تعالی علیہم حلب میں سنہ(٩٢٦ھ) میں پیدا ہوئے، پھر انہوں نے حماۃ کو اپنا وطن بنالیا اور علم فقہ حاصل کیا، اور شیخ شہاب الدین البازلی رحمہ اللہ تعالی سے حدیث شریف کا سماع کیا، اور پھر دمشق کا سفر اختیار کیا وہاں فقراء ومشائخ اور بعض اکابر سے ملاقاتیں کیں اوران سے ایک بہت بڑی جماعت نے خرقہ خلافت حاصل کیا، ان کو عیسی پاشا جو کہ دمشق کا نائب حاکم تھا کے ہاں قبولیت حاصل ہوئی، جامع مسجد اموی میں جمعہ کی نماز کے بعد ان کا علمی حلقہ لگتا، پھر انہوں نے وہاں سے اپنے وطن حماۃ کا سفر کیا بہت سے لوگوں نے ان کو الوداع کیا۔ پھر انہوں روم کا سفر کیا، تو وہاں کے سلطان سلیمان نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو اپنے ہاں طلب کیا، جب آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وہاں تشریف لے گئے تو اس نے آپ کو اپنے پاس بٹھایا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وہاں سنہ(٩٥٢ھ) میں واپس تشریف لے آئے۔

(شذرات الذہب فی أخبارمن ذہب : عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی ، أبوالفلاح (١٠:٤٢٤)

شاگردہ غوث پاک رضی اللہ عنہ اور بہو

قال الامام الذهبی رحمة الله تعالی علیه

تاجُ النِّساء بنت فضائل بن علیّ التّكريتیّ. تروی عن الشَّيخ الزّاهد عَبْد القادر الجِّيلی. رَوَی عَنهَا ابنها قاضی القضاة أبُو صالح نَصر بن عَبْد الرَّزّاق الجّيلیّ. وسمعتُ أيضًا من ابن البطّیّ. وَتُوفِّيت فی رجب.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: سیدہ تاج النساء بنت فضائل بن علی التکریتی رحمۃ اللہ تعالی علیہا نے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں اور ان سے ان کے بیٹے حضرت قاضی القضاۃ ابوالصالح نصر بن سیدی عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کیں، اسی طرح انہوں نے الشیخ ابن البطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث روایت کیں، ان کا وصال شریف رجب المرجب میں ہوا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۴:۱۳۹))

قال الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

روت عن الشَّيخ عَبْد القادر الجيلی، روی عنها ابنها أبُو صالح الجيلی فِی الأربعين لَهُ، توفيت فی رجب سنة ثلاث عشرة وستمائة.

قلت: روی عَنهَا ابنُ خليل.

ترجمہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں: انہوں نے حضرت الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں اور ان سے ان کے بیٹے الشیخ قاضی القضاۃ ابوالصالح نصر بن سیدی عبدالرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی اربعین شریف میں احادیث روایت کیں اور ان کا وصال شریف سنہ (۶۱۳ھ) میں ہوا۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ان سے امام ابن الخلیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی احادیث شریفہ روایت کی ہیں۔

(تاریخ بغداد، للخطیب البغدادی (۵:۳۹۲))

سیدی فضل اللہ بن عبدالرزاق الجیلانی رضی اللہ عنہ

فَضلُ اللهِ بنُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بنِ عَبْدِ القَادِرِ الجِيْلِيُّ *

ابنُ الحَافِظِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ ابنِ الإِمَامِ القُدْوَةِ الشَّيْخِ عَبْدِ القَادِرِ بنِ أَبِي صَالِحِ بنِ جنكِي دُوستَ الجِيْلِيُّ، الشَّيْخُ، العَالِمُ، المُعَمَّرُ، مُوَفَّقُ الدِّيْنِ، أَبُو المَحَاسِنِ الحَنْبَلِيُّ، البَغْدَادِيُّ.

مَوْلِدُهُ: فِي سَنَةِ ثَلاَثٍ وَسَبْعِيْنَ.

وَأَوَّلُ سَمَاعِهِ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَسَبْعِيْنَ، فِي شَوَّالٍ، مِنْ أَبِي الفَتْحِ بنِ شَاتِيلَ.

وَسَمِعَ مِنْ: أَبِي السَّعَادَاتِ القَزَّازِ، وَابْنِ بَوْشٍ، وَابْنِ كُلَيْبٍ، وَهِبَةِ اللهِ بنِ رَمَضَانَ. وَأَجَازَ لَهُ فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَسَبْعِيْنَ: أَبُو الحُسَيْنِ اليُوْسُفِيُّ، وَأَبُو العَلاَءِ ابْنُ عَقِيْلٍ، وَعَبْدُ المُغِيْثِ بنُ زُهَيْرٍ. حَدَّثَنَا عَنْهُ: أَبُو مُحَمَّدٍ الدِّمْيَاطِيُّ، وَأَبُو الصَّبْرِ ابْنُ النَّحَّاسِ، وَتَفَرَّدَتِ ابْنَةُ الكَمَالِ بِإِجَازَتِهِ. تُوُفِّيَ: سَنَةَ نَيِّفٍ وَخَمْسِيْنَ وَسِتِّ مِائَةٍ، وَقَدْ سَمِعُوا مِنْهُ فِي سَنَةِ خَمْسٍ وَخَمْسِيْنَ ثَلاَثَةَ أَجْزَاءِ أَبِي الأَحْوَصِ العُكْبَرِيِّ. تُوُفِّيَ: فِي صَفَرٍ، سَنَةَ

سِتٍّ .

ترجمہ

حضرت موفق الدین ابوالمحاسن الشیخ فضل اللہ بن عبدالرزاق بن عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ الحنبلی البغدادی کی ولادت سنہ (۵۷۳ھ) میں ہوئی ۔ انہوں نے سب سے پہلے حدیث شریف کا سماع سنہ (۵۷۸ھ) میں الشیخ ابوالفتح بن شاتیل سے کیا، اورانہوں نے ابوالسعادات القزاز، ابن بوش، ابن کلیب اور ہبۃ اللہ بن رمضان سے بھی حدیث شریف کا سماع کیا۔

ان کو ابوالحسین الیوسفی ، ابوالعلاء بن عقیل اور عبدالمغیث بن زہیر رحمۃ اللہ تعالی علیہم نے ان کو اجازت حدیث عطافرمائی ۔ان سے روایت کرنے والوں میں الشیخ ابومحمد الدمیاطی ، ابوالصبر ابن النحاس رحمۃ اللہ تعالی علیہما ہیں اور حضرت الشیخ کمال کی بیٹی ان سے اجازت پانے میں تنہا ہیں ۔انہوں نے سنہ (۶۵۰ھ) میں وصال فرمایا۔انہوں نے الشیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ابوالاحوص العکبری کی تین اجزا کا سماع کیا۔

(سیر أعلام النبلاء : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۲۳:۲۳۰)

(ذیل طبقات الحنابلة : زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی (۴:۳۲۹)

آپ سے مروی ایک حدیث

أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بنُ طَارِقٍ، أَخْبَرَنَا فَضْلُ اللهِ بنُ عبد الرزاق ببغداد، أَخْبَرَنَا نصرُ اللهِ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشَّيْبَانِيُّ، أخبرنا المبارك بن عبد الجبار، حَدَّثَنَا أَبُو القَاسِمِ الحُرْفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ الشَّافِعِيُّ حَدَّثَنَا سَهْلُ بنُ أَحْمَدَ الوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا العَبَّاسُ بنُ الفَرَجِ الرِّيَاشِيُّ سَمِعْتُ زَيْدَ بنَ هُبَيْرَةَ المَازِنِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يُكْرِمُ أَحَداً كَرَامَتَهُ للعباس.

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ایوب بن طارق نے خبر دی، ہمیں فضل اللہ بن عبدالرزاق نے بغداد میں خبر دی ،ہمیں نصر اللہ بن عبدالرحمٰن الشیبانی نے خبر دی، ہمیں المبارک بن عبدالجبار نے خبر دی، ہمیں ابولقاسم الحرفی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں محمد بن عبداللہ الشافعی نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں سہل بن احمد الواسطی نے یہ حدیث بیان کی ،ہمیں العباس بن الفرج الریاشی نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: میں نے زید بن ہبیرہ المازنی سے یہ حدیث سنی وہ حضرت ابوالزناد سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد ماجد سے وہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں:

ترجمہ متن حدیث

جس طرح رسول اللہ ﷺ حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی عزت کیا کرتے اس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی اور کی عزت کرتے نہیں دیکھا۔

(سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۰:۷۰)

(ایضاً(۱۲:۵۷۴)

دوسری روایت

أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ طَارِقٍ، أنا فَضْلُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أنا نَصْرُ اللَّهِ الشَّيْبَانِيُّ، أنا الْمُبَارَكُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، أنا أَبُو الْقَاسِمِ الْحُرْفِيُّ، نا أَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ النَّجَّادُ، نا الْحَسَنُ بْنُ مُكْرَمٍ، نا حَجَّاجٌ الْأَعْوَرُ، قَالَ :قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ :حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبْشِيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ": إِيمَانٌ لا شَكَّ فِيهِ، وَجِهَادٌ لا غُلُولَ فِيهِ، وَحَجٌّ مَبْرُورٌ،قِيلَ :فَأَيُّ الصَّلاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ :طُولُ الْقِيَامِ .

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ایوب بن طارق نے خبر دی، ہمیں فضل اللہ بن عبدالرزاق نے خبر دی، ہمیں نصر اللہ الشیبانی نے خبر دی، ہمیں المبارک بن عبدالجبار نے خبر دی، ہمیں ابوالقاسم الحرفی نے خبر دی، ہمیں احمد بن سلیمان النجاد نے خبر دی، ہمیں الحسن بن مکرم، ہمیں حجاج الاعور نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: کہ ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے عثمان بن ابی سلیمان نے علی الازدی سے بیان کی، عبید بن عمیر سے انہوں نے عبداللہ حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا ایمان جس میں شک نہ ہو، ایسا جہاد جس میں ملاوٹ نہ ہو، اور حج مبرور۔ پھر عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! نماز کونسی افضل ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز جس کا قیام طویل ہو۔

أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ مِنْ طَرِيقِ ابْنِ جُرَيْجٍ تَفَرَّدَ بِهِ.

(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱:۲۸۵)

عبدالقادر بن عبداللہ الجیلانی رضی اللہ عنہ

عبدُ القادر بْن عَبْد اللَّه ابْن الفقيه القدوة الشَّيْخ عَبْد القادر الْجِيليُّ .أَبُو مُحَمَّد.سَمِعَ من أَبِي الْحُسَيْن عَبْد الحق.وحدَّث.وماتَ بسَوادِ بغدادَ فِي ربيع الآخر.سنة (۶۳۴ھ)

ترجمہ

حضرت سیدنا عبدالقادر ابن عبداللہ بن فقیہ الامام الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کہ کنیت ابومحمد تھی، انہوں نے ابوالحسن عبدالحق رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث مبارک کا سماع کیا اور حدیث بیان بھی کرتے رہے اور ان کا وصال شریف بھی ربیع الثانی (۶۳۴ھ) میں بغداد معلّی میں ہوا۔

(تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۶:۲۰۱)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے پوتے

عبد السلام بن عبد الوهاب ابن الشيخ عبد القادر الجيلى أبو منصور ابن أبِى عَبْد اللّٰه الأزجى تـفـقـه عَـلَى جَدّه وأبيه، وسمع جَدّه ومحمد بْن إِسْحَاق الصابى وابن البطى، ومن بعدهم، وطلب بنفسه ودرس بمدرسة جدّه وتوفى فى رجب سنة إحدى عشرة وستمائة.

ترجمہ

الشیخ عبدالسلام بن عبدالوہاب بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومنصور ہے اوران کی نسبت بھی باب ازج سے ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے علم فقہ اپنے والد ماجد اور اپنے داداجان حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔حدیث کا سماع بھی اپنے داداجان، محمد بن اسحاق الصابی اورابن البطی سے حاصل کیا اوران کے بعد انہوں نے خود بھی علم دین حاصل کیا۔اوراپنے داداجان کے مدرسہ قادریہ میں تدریس فرماتے رہے۔ان کا وصال شریف رجب المرجب سنہ (۶۱۱ ھ) میں ہوا۔

(تاریخ بغداد: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۵:۲۵۰)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کی پوتی

سَعَادَةُ بنتُ الإمام عَبْدِ الرزّاق ابْن الشَّيْخ عَبْد القادر بْن أبى صالح الْجِيلىّ .روت عن :أبى الحُسَيْن عبد الحقّ، والحَسَن بن علىّ بن شيرويه.تُوُفّيت فى جُمَادَى الآخرة، وَصَلّى عليها أخوها القاضى أبو صالح.

ترجمہ

حضرت سیدہ سعادۃ رحمۃ اللہ تعالی علیہا جو حضرت امام الشیخ عبدالرزاق الجیلانی بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہما کی شہزادی ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہانے حضرت امام ابوالحسین عبدالحق اورامام الحسن بن علی بن شیرویہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث روایت کیں جمادی الثانی میں ان کا وصال ہوااوران کی نماز جنازہ ان کے بھائی حضرت الشیخ قاضی القضاۃ ابوالصالح نصر بن عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے پڑھایا۔

(تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۵:۱۰۶)

(ایضا (۱۳:۷۰۳)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کی پوتی

عـائشةُ بـنت الإمام الحافظ عَبْد الرّزّاق ابن الشَّيْخ عَبْد القادر الْجِيليّ .أمُّ مُحَمَّد .روت عن أبى الحُسَين عبد الحقّ .وماتت فى ربيع الأَوَّل.سنة(۶۲۸ه)

ترجمہ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو حضرت سیدنا الشیخ عبدالرزاق بن عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں ان کی کنیت ام محمد ہے۔انہوں نے الشیخ ابوالحسین عبدالحق رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث روایت کیں اوران کا وصال ربیع النور سنہ (۶۲۸ ھ) میں ہوا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۵:۵۱۶)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کی پوتی

زهرة بنت عبد العزيز ابن الشَّيخ عَبْد القادر الجيلي. قَالَ أَبُو مُحَمَّد المنذريّ :تُوُفِّيَتْ فِي جُمَادَى الآخرةِ .سنة(۶۳۲ھ)ورَوَتْ بالإجازةِ عن أَبِي الْحُسَيْن عَبدِ الحق.

ترجمہ

حضرت سیدہ زہرہ جو حضرت سیدنا عبد العزیز ابن الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہا کے متعلق امام ابو محمد المنذری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: سیدہ زہرہ رضی اللہ عنہا کا وصال شریف جماد الثانی سنہ (۶۳۴ھ) میں ہوا اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسین عبد الحق رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے احادیث روایت کیں اور ان کو انہیں سے اجازت بھی حاصل تھی۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام : شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۶:۱۰۰)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے بچوں کے ماموں

عفيف بُن المبارك بُن الحسين بُن محمود الخياط، أبو محمد الوراق:

من أهل الأزج، وهو وخال أولاد الشيخ عبد القادر الجيلي وكان شيخًا صالحًا ، وكان خطه حسنًا، سمع الحديث من أبي القاسم هبة الله ابن محمد بن الحصين وأبي غالب أَحْمَد وأبي عبد الله يحيى ابنى الحسن بن أحمد البناء وأَبِي بَكْر مُحَمَّد بْن عَبْد الباقي الْأَنْصَارِيّ وأبي منصور عَبْد الرَّحْمَن بْن مُحَمَّد بْن عَبْد الواحد القزاز وأبي نصر الحسن بُن محمد بُن إبراهيم اليونارتي وغيرهم.

سمع منه القاضي أبو المحاسن عمر بُن علي القرشي.

ترجمہ

حضرت الشیخ ابو محمد الوراق عفیف بن المبارک بن الحسین بن محمود الخیاط رحمۃ اللہ تعالی علیہ اہل ازج میں سے تھے، اور وہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے بچوں کے ماموں تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نہایت نیک شخص تھے، خوش نویس تھے، انہوں نے ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن محمد بن الحصین، ابو غالب احمد، ابو عبد اللہ یحیی بن الحسن بن احمد البناء، ابو بکر محمد بن عبد الباقی الانصاری، ابو منصور عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد الواحد القزاز اور ابو نصر الحسن بن محدم بن ابراہیم الیورناتی اور ان کے علاوہ محدثین سے احادیث مبارکہ کا سماع کیا۔ ان سے قاضی ابوالحاسن عمر بن علی القرشی نے سماع کیا۔

(تاریخ بغداد: أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۷:۲۹۵)

آپ سے مروی ایک حدیث

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ الْقَطِيعِيّ قال :أنبأنا عفيف بن المبارك بقراء تي عليه وأنبانا إِسْمَاعِيل بْنُ عَلِيّ الْقَطَّانُ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ قَالا :أَنْبَأَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أحمد ابن البناء قراء ة عليه، أنبأنا أبي، أنبأنا أبو الحسين بن بشران، أنبأنا الحسين بن صفوان، حدثنا ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بن

المغیرۃ المخزومی، حدثنا ابْنُ أَبِی فُدَیْکٍ عَنِ الضَّحَّاکِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِیهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللَّهُ عَنهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ الشَّیْطَانَ یَأْتِی أَحَدَکُمْ فَیَقُولُ :مَنْ خَلَقَکَ؟ فَیَقُولُ :اللَّهُ، فَیَقُولُ :مَنْ خَلَقَ اللَّهَ؟ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُکُمْ ذَلِکَ فَلْیَقُلْ :آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۔فَإِنَّ ذَلِکَ یُذْهِبُ عَنْه .

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوالحسن ابن القطیعی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں عفیف بن المبارک نے میرے ان پر پڑھنے پر خبر دی، ہمیں اسماعیل بن علی القطان نے میرے ان پر پڑھنے پر خبر دی، ہمیں ابو غالب احمد بن الحسن بن احمد ابن البناء نے میرے ان پر پڑھنے پر خبر دی ہمیں میرے والد ماجد نے خبر دی، ہمیں ابوالحسین بن بشران نے خبر دی، ہمیں الحسین بن صفوان نے خبری، ہمیں ابن ابی الدنیا نے یہ حدیث شریف بیان کی، مجھے ابوسلمہ یحیی بن المغیرہ المخزومی نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں ابن ابی فدیک نے ضحاک بن عثمان سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے وہ فرماتی ہیں:

ترجمہ متن حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی پاس شیطان آ کر یہ کہتا ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا؟ تو اسے کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا، تو پھر شیطان کہتا ہے کہ اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا؟ تو جس کو بھی شیطان یہ وسوسہ ڈالے تو اس پر لازم ہے کہ وہ فورا! کہے: میں اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتا ہوں پھر اس طرح وہ دور ہو جائے گا۔

(تاریخ بغداد: أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۷: ۲۹۵)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۱۴: ۱۱۰)

ولادت ووصال

قرأت بخط عفیف قَالَ :لم أتحقق مولدی إلا أن غلبة ظنی أنه سنة اثنتی عشرة وخمسمائة.

قرأت بخط القاضی أبی المحاسن القرشی قال :توفی عفیف الوراق فی یوم الاثنین ثامن عشری شعبان سنة خمس وسبعین وخمسمائة، ذکر غیره أنه دفن بباب حرب.

ترجمہ

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے الشیخ عفیف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تحریر میں پڑھا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے خود اس بات کی تحقیق نہیں کہ میری ولادت کس سن میں ہوئی، ہاں مجھے غالب گمان ہے کہ میری ولادت سنہ (۵۱۲ھ) میں ہوئی۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے الشیخ قاضی ابوالمحاسن القرشی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تحریر میں دیکھا ہے کہ حضرت الشیخ رحمہ اللہ تعالی کا وصال سنہ (۵۷۵ھ) بروز پیر شریف ۱۸ شعبان المعظم کو ہوا۔ اور صرف یہی ذکر کیا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تدفین باب حرب میں ہوئی۔

(تاریخ بغداد: ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی الخطیب البغدادی (۱۷:۲۹۵)

پڑپوتے حضرت الشیخ الجیلانی رضی اللہ عنہ

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ ابْنُ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلِيُّ أَبُو سَعْدِ بْنُ أَبِي نَصْرِ الْعِرَاقِيُّ الْحَنْبَلِيُّ الْفَقِيهِ الصُّوفِيُّ.

حَجَّ عَلَى دِمَشْقَ سَنَةَ سِتٍّ وَسَبْعِينَ. مَوْلِدُهُ سَنَةَ إِحْدَى وَخَمْسِينَ وَسِتٍّ مِائَةٍ. وَسَمِعَ يَحْيَى بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَجَلِّ، وَعَبْدَ الصَّمَدِ بْنَ أَبِي الْجَيْشِ، وَابْنَ أَبِي الدِّينَةِ، وَأَجَازَ لَهُ الشَّيْخُ يَحْيَى الصَّرْصَرِيُّ، وَأَبُو الْفَضَائِلِ الصَّاغَانِيُّ، وَفَضْلُ اللّٰهِ الْجِيلِيُّ. مَاتَ فِي أَوَائِلِ سَنَةِ ثَمَانٍ وَسَبْعِ مِائَةٍ.

ترجمہ

ابوسعید بن ابی نصر عبداللہ بن محمد بن نصر بن عبدالرزاق بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی الحنبلی الفقیہ الصوفی رضی اللہ عنہ نے سنہ (۷۶ میں دمشق کے راستے سے حج کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سنہ (۶۵۱ ھ) میں ہوئی۔ انہوں نے حدیث شریف کا سماع یحییٰ بن محمد بن الاجل، عبدالصمد بن ابی الجیش، ابن ابی الدینہ سے کیا۔ الشیخ یحییٰ الصرصری، ابوالفضائل الصاغانی، فضل اللہ الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے ان کو اجازت حدیث عطا کی۔ ان کا وصال شریف ۷۰۸ھ) کے اوائل میں ہی ہوگیا۔

(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱:۳۳۹)

آپ سے مروی ایک روایت

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنْبَلِيُّ، أنا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، قِرَاءَةً، أنا مَنُوجِهرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، إِجَازَةً، أنا الْمُبَارَكُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، أنا أَبُو عَلِيِّ بْنُ شَاذَانَ، أنا ابْنُ السَّمَّاكِ، ثنا حَنْبَلٌ، ثنا أَبُو سَلَمَةَ، ثنا سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَدِينِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ أَبِيهِ،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا، قَالَتِ الْأُولَى: زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٌّ، عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ: لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقَى وَلَا سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ، قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ، قَالَتِ الثَّالِثَةُ: زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ، قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ، وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ، قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ، قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ، وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ. قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَايَاءُ -أَوْ عَيَايَاءُ- طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ، قَالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ، قَالَتِ التَّاسِعَةُ: زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ، طَوِيلُ النِّجَادِ، عَظِيمُ الرَّمَادِ، قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ، قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكِ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ، قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ، أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ، قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ، وَمَا أَبُو زَرْعٍ، أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ

نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ، وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلاَ أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ، أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الجَفْرَةِ، بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، طَوْعُ أَبِيهَا، وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا، جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، لاَ تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلاَ تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلاَ تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا، قَالَتْ :خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالفَهْدَيْنِ ، يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، وَقَالَ : كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ، قَالَتْ :فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ، مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ :قَالَ سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامٍ، وَلاَ تُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ " :وَقَالَ بَعْضُهُمْ :فَأَتَقَمَّحُ بِالْمِيمِ وَهَذَا أَصَحُّ "

ترجمہ سند حدیث

ہمیں ابوسعد عبداللہ بن محمد الحنبلی نے خبردی، ہمیں یحیی بن محدم بن علی نے یہ حدیث پڑھ کر سنائی، ہمیں منوجہر بن محمد نے اس کی جازت دیتے ہوئے خبردی، ہمیں المبارک بن عبدالجبار نے یہ حدیث شریف بیان کی، ہمیں ابوعلی بن شاذان نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں ابن السماک نے خبردی، ہمیں حنبل نے یہ حدیث بیان کی، ہمیں سعید بن سلمہ المدینی نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے بھائی سے انہوں نے اپنے والد ماجد سے یہ حدیث روایت کی کہ:

ترجمہ متن حدیث

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتیں ایک جگہ جمع ہوئیں جس میں انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ اپنے اپنے خاوند کا صحیح صحیح حال بیان کریں گی اور کوئی بات چھپا کر نہ رکھیں گی چنانچہ انہوں نے بیان کرنا شروع کیا:

پہلی عورت کا بیان (نام معلوم نہیں)

اس نے کہا: میرا خاوند ایسے ہے جیسے ایک کمزور اونٹ کا گوشت ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ تو وہاں تک جانے کا راستہ صاف ہے کہ آسانی سے انسان جائے اور اس گوشت کو لے آئے اور نہ ہی وہ گوشت اچھا اور صاف ستھرا ہے کہ اس کے لئے انسان اس پہاڑ پر چڑھنے کی تکلیف گوارا کرے۔

دوسری عورت (عمرہ بنت عمرو تمیمی)

یہ بیان کرتی ہے کہ میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک بیان کروں اس میں اتنے عیب ہیں میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کرسکوں گی مگر پھر بیان کروں تو اس کے کھلے اور چھپے بیان کرسکتی ہوں۔

تیسری عورت (حی بنت کعب یمانی)

نے کہا: میرا خاوند کیا ہے ایک تاڑ کا تاڑ ہے یعنی لمبا تڑنگا ہے اگر اس کے عیب بیان کروں تو طلاق تیار ہے اگر خاموش رہوں تو ادھر لٹکی رہوں۔

چوتھی عورت (مہدو بنت ابی ہرومہ)

نے بیان کیا: میرا خاوند ملک تہامہ کی رات کی طرح معتدل ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا، نہ مجھے اس سے خوف ہے اور نہ ہی اکتاہٹ ہے۔

پانچویں عورت (کبشہ)

کہنے لگی: میرا خاوند ایسا ہے کہ گھر میں آتا ہے تو وہ ایک چیتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر کی طرح بہادر ہے۔ جو چیز گھر پر چھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا ہی نہیں کہ وہاں کہاں گئی؟ اتنا بے پرواہ ہے جو آج کمایا اسے کل کے لئے اٹھا رکھتا ہی نہیں اتنا سخی ہے۔

چھٹی عورت (ہند نامی)

کہنے لگی: میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند بھی نہیں چھوڑتا ہے اور جب لیٹتا ہے تو تنہا ہی اپنے اوپر کپڑا لپیٹ کر سو جاتا ہے، میرے کپڑے میں ہاتھ تک نہیں ڈالتا ہے کہ کبھی میرا دکھ معلوم کرے۔

ساتویں عورت (حی بنت علقمہ)

نے بیان کیا کہ: میرا خاوند مست جاہل ہے صحبت کے وقت اپنا سینہ میرے سینے سے لگا کر اوندھا پڑ جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے لوگوں میں عیب ہیں وہ سب اس میں جمع ہیں۔ ایسا کم بخت ہے کہ بات کروں تو میرا سر پھوڑ ڈالے یا ہاتھ توڑ ڈالے یا دونوں کام کر ڈالے۔

آٹھویں عورت (یاسر بنت اوس)

کہنے لگی: میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے سونگھو تو زعفران کی طرح خوشبودار ہے۔

نویں عورت (نام معلوم نہیں)

کہنے لگی: میرے خاوند کا گھر بہت اونچا اور بلند ہے، اور اس کا اپنا قد بھی بہت اونچا ہے اور بہادر ہے، اور وہ اتنا سخی ہے کہ اس کے گھر میں اتنا کھانا پکتا ہے کہ ہر طرف راکھ کا ڈھیر ہی ڈھیر لگا رہتا ہے۔ لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لئے بیٹھتے ہیں وہاں سے اس کا گھر قریب ہے۔

دسویں عورت (کبشہ بنت رافع)

کہنے لگی کہ: میرے خاوند کا کیا پوچھنا: جائیداد والا ہے، جائیداد بھی ایسی بڑی جائیداد ہے کہ ایسی کسی کے پاس نہیں ہے، بہت سے اونٹ جو جگہ جگہ اس کے گھر کے پاس چرتے رہتے ہیں جہاں ان اونٹوں نے باجے کی آواز سنی بس ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب ہمارے ذبح ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

گیارہویں عورت (ام زرع بنت اکمیل بن ساعدہ)

کہنے لگی: میرا خاوند ابوزرع ہے اس کا کیا کہنا، اس نے میرے کانوں کو زیوروں سے بوجھل کر دیا ہے اور میرے دونوں بازو چربی سے بھاری ہو گئے ہیں، مجھے خوب کھلاتا ہے اور اس قدر موٹا کر دیا ہے کہ میں اب اپنے آپ کو بہت زیادہ وزنی محسوس کرتی ہوں۔ شادی سے پہلے میں تھوڑی سی بھیڑ بکریوں مین تنگی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ ابوزرع نے مجھے گھوڑوں، اونٹوں اور کھیت کھلیان سب کا مالک بنا دیا ہے، اتنی جائیداد ملنے کے باوجود بھی اس کا رویہ بہت اچھا ہے، بات کروں تو غصہ نہیں کرتا ہے اور نہ ہی کبھی مجھے برا کہتا ہے جتنا کھاؤں تو روکتا نہیں جتنا پیوں تو منع نہیں کرتا۔ رہی میری ساس تو میں اس کا کیا بتاؤں اس کا گھر بھی خوب صورت ہے اور اس کا توشہ دان ہرا بھرا رہتا ہے۔ ابوزرع کا بیٹا بھی بہت خوبصورت ہے اور دبلا پتلا ہے ہر چھالی یا ننگی تلوار جتنی جگہ وہ سونے کو گھیرتا ہے اور ایسا کم خوراک ہے کہ وہ بکری کے چار ماہ کے بچے کی دستی کا گوشت اس کا پیٹ بھر دے۔ ابوزرعہ کی بیٹی! وہ بھی سبحان اللہ! کیا کہنا، اپنے باپ کی فرماں بردار ہے اور اپنی ماں کی پیاری ہے، اور وہ بھی موٹی تازی ہے۔ سوکن کی جلن یعنی ابوزرع کی لونڈی! اس کی بھی کیا پوچھتے ہیں کبھی بھی گھر کی بات باہر جا نہیں بتاتی، کھانے تک نہیں چراتی اور گھر میں کوڑا نہیں چھوڑتی۔ مگر ایک دن ایسا ہوا لوگ مکھن نکالنے کو دودھ متھ رہے تھے یعنی صبح ہی صبح ابوزرع باہر گیا اچانک اس نے ایک عورت دیکھی جس کے دو بچے چیتے کی طرح اس کی کمر کے تلے دو اناروں سے کھیل رہے تھے (مراد اس کی دونوں چھاتیاں ہیں جو انار کی طرح تھیں) ابوزرع نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور شریف سردار سے نکاح کر لیا جو گھوڑے کا اچھا سوار، عمدہ نیزہ باز ہے، اس نے بھی مجھے خوب جانور دئے اور ہر قسم کے اسباب میں سے ایک ایک جوڑا دیا ہوا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ ام زرع! خوب کھا اور پی، اپنے رشتہ داروں کو بھی کھلا اور پلا تجھے کوئی رکاوٹ نہیں مگر یہ سب کچھ میں نے تجھے دیا ہوا ہے اگر میں یہ سب جمع کروں تو جو تجھے تیرے پہلے خاوند نے دیا تھا اس میں سے ایک چھوٹا برتن بھی نہ بھرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! میں تیرے لئے ایسے ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع تھے۔

(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی: شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۱:۳۳۹)

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبد اللہ البخاری الجعفی (۷:۲۷)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے

شیخ بلاد الجزیرة الإمام القدوة شمس الدین محمد بن شرشق بن محمد بن عبد العزیز بن الشیخ عبد القادر الجیلی فی أول ذی الحجة بقریة الجبال من عمل سنجار عن تسع وثمانین سنة. وكان عالماً، صالحاً، وقوراً، وافر الجلالة، حج مرتین. وروی عن الفخر علی بدمشق، وببغداد

ترجمہ

بلاد جزیرہ کے شیخ الامام شمس الدین محمد بن شرشق بن محمد بن عبدالعزیز بن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ قریہ جبال میں ۹۸ کے شروع میں ماہ ذوالحج میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم، نیک اور صاحب وقار اور صاحب جلالت تھے، دوبار انہوں نے حج کیا۔ انہوں نے فخر علی سے دمشق میں اور بغداد معلی میں روایت کیا۔

(العبر فی خبر من غبر : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴:۱۱۴)

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ام ولد

مريم الرُّومية. مولاة الشيخ عَبْد القادر الجيليّ، وأمّ أولاد لَهُ.

سَمِعْتُ مِن أَبِي منصور القزّاز، لكن لم ترو. ماتت في ربيع الأول، ونيّف على التّسعين.

ترجمہ

حضرت جنابہ مریم الرومیہ جو حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی باندی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے بچوں کی ماں بھی ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہا نے ابو منصور القزار رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا، لیکن روایت نہیں کی ربیع الاول شریف میں آپ کا وصال ہوا عمر مبارک نوے سال سے بھی زائد پائی۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (۴۳:۱۳۲)

(ایضاً (۱۳:۶۷)

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ
کے نامور خلفاء

حضرت امام الشیخ یوسف بن المظفر بن شجاع ابومحمد العاقولی البغدادی الزاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آخری خلیفہ جس کو خلافت کا تاج پہنایا گیا

يوسُف بن المُظَفَّر بن شجاع أبو مُحَمَّد، العَاقُوليّ، ثمّ البَغدادِيُّ، الأَزَجيّ، الصَّفَّار، الزاهد. تلميذُ الشيخ عبد القادر ومريدُه سَمِعَ من أحمد بن قَفَرْجَل، وابن البَطّي، واحمد بن المُقرَّب، وجماعةوحدَّث. ولَهُ كلام حَسَن في التّصوّف والحقيقةوكان صالحا، زاهدا، عابدا، يُتَبَرَّك به وهُوَ آخِرُ من لَبِسَ الخِرْقَةَ من الشيخ. وُلِدَ في رجب سَنَة خمسٍ وثلاثين، وتُوُفّي في المحرَّم.

ترجمہ

ابومحمد یوسف بن المظفر بن شجاع العاقولی، پھر بغدادی، الازجی، الصفار الزاہد جو حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور مرید تھے، انہوں نے حدیث کا سماع ابن بطی، احمد، اور احمد بن المقرب اور ان کے علاوہ ایک بہت بڑی جماعت سے کیا اور انہوں نے بھی حدیث شریف بیان کی، اور تصوف میں ان کا کلام بہت خوبصورت ہوتا تھا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاہد، عابد، اور اپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے برکت حاصل کی جاتی تھی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی آخری ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے خرقہ خلافت پہنا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت رجب المرجب سنہ (۵۳۵ھ) میں ہوئی جبکہ وصال شریف محرم الحرام کے مہینے میں ہوا۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴۵:۲۱۴)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردان رشید

وأخَذَ عنه السيفُ ابن المَجْدوسمع منه الجمال محمد ابن الدّبّاب؛ سمع منه الأوّل والثاني من حديث أبي عليّ بن خُزَيْمة البغدادي وأجاز لفاطمة بنت سليمان.

ترجمہ

اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے السیف بن المجد نے علم دین حاصل کیا، اور حدیث شریف کا سماع الجمال محمد بن الدباب نے کیا اور انہیں سے ابوعلی بن خزیمہ البغدادی کی کتاب کا جز اول وثانی کا سماع کیا، اور انہوں نے محدثہ فاطمہ بنت سلیمان کو حدیث شریف کی اجازت عطا فرمائی۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام: شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۱۳:۷۸۶)

الشیخ ابن نقطہ فرماتے ہیں

قَالَه ابن نقطة فِي كِتَابه "الْأَنْسَاب المتفقة فِي الْخط"، كَانَ أَبُو مُحَمَّد هَذَا من أَصْحَاب الشَّيْخ عبد الْقَادِر الجيلي، وَهُوَ آخر من لبس الْخِرْقَة مِنْهُ، وَسمع أَبَا الْفَتْح ابْن البطي وطبقته، ولد سنة خمس وَثَلَاثِينَ

وَخمس مئة، وَتُوفّی سنة أربع وَعشرين وست مئة ببَغْدَاد.

ترجمہ

الشیخ ابن نقطہ نے اپنی کتاب الانساب المتفقہ فی الخط میں لکھا ہے کہ ابو محمد یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے سب سے آخر میں خرقہ خلافت پہنا ہے اور انہوں نے ابوالفتح ابن البطی، اور ان کے طبقہ سے حدیث شریف کا سماع کیا ہے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۳۵ھ) میں ہوئی جبکہ ان کا وصال شریف سنہ (۶۲۴ھ) میں ہوا۔

(توضیح المشتبہ: محمد بن عبداللہ بن محمد ابن أحمد بن مجاہد القیسی الدمشقی الشافعی، شمس الدین، الشہیر بابن ناصر الدین (۱۴:۴)

حضرت سیدنا الشیخ الامام محمد الفقیہ الیونینی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام موفق الدین ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے، اور حدیث شریف کا سماع حضرت امام حنبل الکندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تھا، اور بادشاہوں کے ہاں بہت قدرومنزلت رکھتے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبداللہ البطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے توسل سے حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ قادریہ میں خرقہ خلافت زیب تن کیا تھا۔

الشیخ الامام محمد الفقیہ الیونینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب

الشَّیخُ مُحَمَّدٌ الْفَقِیهُ الْیُونِینِیُّ الْحَنبَلِیُّ الْبَعْلَبَکِّیُّ الْحَافِظُ، هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِیسَی بْنِ أَبِی الرِّجَالِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ، کذا نقل هذه النسبة الشَّیْخُ قُطْبُ الدِّینِ الْیُونِینِیُّ مِنْ خَطِّ أَخِیهِ الْأَکْبَرِ أَبِی الْحُسَیْنِ عَلِیٍّ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ وَالِدَهُ قَالَ لَهُ نَحْنُ مِنْ سُلَالَةِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ، قال وإنما قال له هذا عند الموت لیتخرج من قبول الصدقات.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ الامام محمد الفقیہ الیونینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الحنبلی البعلبکی، الحافظ محمد بن احمد بن عبداللہ بن عیسی بن ابوالرجال احمد بن علی بن محمد بن محمد بن الحسین بن اسحاق بن جعفر الصادق اسی طرح یہ نسب الشیخ قطب الدین الیونینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بڑے بھائی ابوالحسین علی کی تحریر سے نقل کیا ہے، اور اسے بتایا ہے کہ ان کے والد ماجد نے ان کو بتایا ہے کہ ہم حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت بات بتائی، تاکہ وہ صدقات کے کھانے سے باز رہے۔

(البدایۃ والنہایۃ: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳:۲۲۸)

ولادت باسعادت وحصول علم اور خرقہ خلافت کا حصول

أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الْحُسَیْنِ الْیُونِینِیُّ الْحَنبَلِیُّ تَقِیُّ الدِّینِ الْفَقِیهُ الْحَنبَلِیُّ الْحَافِظُ الْمُفِیدُ البارع العابدة

النَّاسِکُ، وُلِدَ سَنَةَ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ وَخَمْسِمِائَةٍ، وَسَمِعَ الخشوعی وحنبلاً الکندی والحافظ عبد الغنی وکان یثنی علیه، وتفقه علی الموفق، ولزم الشیخ عبد الله الیونینی فانتفع بِهِ، وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُ اللَّهِ يُثْنِي عَلَيْهِ ويقدمه ويقتدى به فی الفتاوی. وقد لبس الخرقة من شیخ شیخه عبد الله البطائحی.

ترجمہ

ابو عبداللہ بن ابوالحسین الیونینی الحنبلی تقی الدین الفقیہ الحافظ المفید البارع، العابد الناسک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۷۲ھ) میں ہوئی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الامام الخشوعی، اور امام حنبل الکندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور الامام عبدالغنی المقدسی سے حدیث شریف کا سماع کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی تعریف کیا کرتے تھے، اور امام موفق الدین ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم فقہ حاصل کی، اور شیخ عبداللہ الیونینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فائدہ اٹھایا، اور شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی بہت زیادہ تعریف کیا کرتے تھے، اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھتے تھے، اور آپ سے فائدہ اٹھایا اور شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فتاویٰ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اقتداء کیا کرتے تھے، اور آپ نے ان کے شیخ کے شیخ عبداللہ البطائحی سے خرقہ خلافت حاصل کیا (یاد رہے الشیخ عبداللہ البطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء اجلہ میں سے ہیں)

(البدایۃ والنہایۃ: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۱۳: ۲۲۸))

حاکم وقت کی عقیدت

حکی لی أن الملک الأشرف مظفر الدین شاه أرمن موسى بن الملک العادل رحمه الله تعالى ربما قدم مداسه وأنه توضأ يوماً وأراد ما يطأ عليه فخلع عمامته وبسطها له وحلف أنها طاهرة وأقسم عليه أن يمشی علیها ففعل ذلک وکان یخدمه بنفسه.

ترجمہ

امام الیونینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ مظفر الدین شاہ ارمن موسیٰ بن الملک العادل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بار الشیخ محمد الیونینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں آئے تو انہوں نے وضو کیا تو بادشاہ نے اپنا مصلیٰ نیچے بچھا دیا تا کہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس پر اپنا مبارک پاؤں رکھ دیں اور اپنا عمامہ اتار کر نیچے بچھا دیا اور قسم کھائی کہ وہ پاک ہے، اور یہ بھی قسم کھائی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضرور اس پر اپنا پاؤں رکھیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ کے اصرار پر اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔

(ذیل مرآۃ الزمان: قطب الدین أبو الفتح موسى بن محمد الیونینی (۲: ۳۸))

ابن کثیر کا الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قطب قرار دینا

وَكَانَتِ الْمُلُوکُ كلهم يحترمونه ويعظمونه ويجيئون إلى مدينته، بَنُو الْعَادِلِ وَغَيْرُهُمْ، وَكَذَلِكَ كَانَ مَشَايِخُ الْفُقَهَاءِ كَابْنِ الصَّلَاحِ، وَابْنِ عَبْدِ السَّلَامِ، وَابْنِ الْحَاجِبِ، والحصری، وَشَمْسِ الدِّينِ بْنِ سَنِيِّ الدَّوْلَةِ، وَابْنِ الْجَوْزِيِّ، وَغَيْرِهِمْ يُعَظِّمُونَهُ وَيَرْجِعُونَ إِلَى قَوْلِهِ لِعِلْمِهِ وَعَمَلِهِ ودیانته وَأَمَانَتِهِ.

وَقَدْ ذُكِرَتْ لَهُ أَحْوَالٌ وَمُكَاشَفَاتٌ وَكَرَامَاتٌ كثيرة رحمه الله، وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ قُطْبٌ مُنْذُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً فَاللَّهُ أَعْلَمُ.

ترجمہ

سب بادشاہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا احترام کیا کرتے تھے، اور بنو عادل وغیرہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شہر میں آتے تھے، اور اسی فقہاء کرام اور مشائخ عظام جیسے ابن الصلاح، امام عزالدین بن عبدالسلام، ابن الحاجب، المصری، شمس الدین ابن سنی الدولہ اور ابن الجوزی وغیرہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تعظیم کیا کرتے تھے، اور آپ رحمہ اللہ تعالی کے علم و عمل اور دیانت کی وجہ سے آپ کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بہت سے احوال و مکاشفات اور کرامات کا ذکر کیا گیا ہے، اور بعض کا خیال ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ بارہ سال کی عمر سے ہی قطب تھے۔

(البداية والنهاية: أبوالفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (۱۳: ۲۲۸)

مداح النبی، الشیخ الامام المحدث المفسر، الشیخ ابوزکریا یحیی الصرصری الشہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو حضرت سیدنا الشیخ علی بن ادریس الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے توسل سے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے خلافت حاصل تھی۔

الشیخ ابوزکریا یحیی بن یوسف الصرصری شہید رحمۃ اللہ علیہ

الصّرصرى الشيخ العلّامة القدوة أبو زكريا يحيى بن يوسف ابن يحيى الصّرصرى الأصل نسبة إلى صرصر بفتح الصادين المهملتين، قرية على فرسخين من بغداد: كان إليه المنتهى فى معرفة اللّغة وحسن الشعر، وديوانه ومدائحه سائرة، وكان حسّان وقته.

ترجمہ

الشیخ الصرصری العلامہ، القدوۃ، ابوزکریا یحیی بن یوسف ابن یحیی الصرصری کا تعلق صرصر کے ساتھ تھا، اور یہ علاقہ بغداد معلّٰی سے صرف فرسخ کے فاصلے پر تھا، اور ان پر لغت و حسن شعر کی معرفت ختم تھی، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا دیوان سارے کا سارا نعت شریف پر مشتمل تھا، اور آپ کو حسان وقت کہا جاتا تھا۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب: عبدالحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العكري الحنبلي، أبوالفلاح (۷: ۴۹۳)

ولادت، تعلیم اور خلافت

ولد سنة ثمان وثمانين وخمسمائة، وقرأ القرآن بالرّوايات على أصحاب ابن عساكر البطائحى وسمع الحديث من الشيخ على بن إدريس اليعقوبى الزاهد، صاحب الشيخ عبد القادر، وصحبه، وتسلّك به، ولبس منه الخرقة وأجاز له الشيخ عبد المغيث الحربى وغيره، وحفظ الفقه واللغة، ويقال: إنه كان يحفظ صحاح الجوهرى بكمالها وكان يتوقّد ذكاء.

ترجمہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ (۵۸۸ھ) میں ہوئی، اور آپ نے روایات کے مطابق قرآن کریم پڑھا، آپ کے اساتذہ میں ابن عساکر البطائحی کے اصحاب تھے، اور آپ نے الشیخ علی بن ادریس الیعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث شریف کا سماع کیا، حضرت علی بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں سے تھے، اور انہیں سے سلوک سیکھا، اور انہیں سے خلافت پائی، اور ان کو الشیخ الامام عبدالمغیث الحربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت حدیث عطا فرمائی، اور انہوں نے فقہ ولغت کو حفظ کیا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الجوہری کی ''الصحاح'' ان کو مکمل حفظ تھی۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷: ۴۹۳)

رسول اللہ ﷺ کی نعت سے عشق

ويقال: إن مدائحه في النبي صلى الله عليه وسلم: تبلغ عشرين مجلدا، وقد نظم في الفقه مختصر الخرقي و زوائد الكافي ونظم في العربية، وفي فنون شتى وكان صالحا، قدوة، كثير التّلاوة، عظيم الاجتهاد، صبورا، قنوعا، محبّا لطريقة الفقراء ومخالطتهم وكان يحضر معهم السماع ويرخص في ذلك، وكان شديدا في السّنّة، منحرفا على المخالفين لها وشعره مملوء بذكر أصول السّنّة ومدح أهلها وذمّ مخالفيها.

ترجمہ

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کی نعت شریف پر جو لکھا اس کی بیس جلدیں تھیں، اور آپ نے فقہ میں المختصر الخرقی اور زوائد الکافی کو عربی زبان میں نظم کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نیک انسان، قدوۃ، اور بہت زیادہ تلاوت کرنے والے، عظیم الاجتہاد تھے، صبر کرنے والے تھے، قناعت کرنے والے تھے، اور فقراء کے طریقہ کار کو پسند فرماتے اور انہیں کے ساتھ اختلاط رکھتے تھے، اور ان کی محفل سماع میں شریک ہوتے اور ان کو اس کی اجازت بھی دیتے تھے، اور سنت پر سختی کے ساتھ کاربند تھے، اور سنت پر عمل نہ کرنے والوں پر شدید تنقید فرماتے تھے، اور آپ کے اشعار سنت کے اصول کے ذکر سے بھرپور ہوتے تھے اور اہلسنت کی مدح بھی بہت کیا کرتے تھے، اور مخالفین سنت ومخالفین اہل سنت کی بھرپور مذمت کیا کرتے تھے۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب: عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح (۷: ۴۹۳)

رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے شرفیابی

قال ابن رجب: وكان قد رأى النبيّ صلى الله عليه وسلم في منامه، وبشّره بالموت على السّنّة ونظم في ذلك قصيدة طويلة معروفة وسمع منه الحافظ الدّمياطي، وحدّث عنه، وذكره في معجمه.

ترجمہ

الشیخ الامام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الشیخ الصرصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں رسول اللہ

ﷺ کی زیارت کی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو سنت پر موت کی خوشخبری دی، توانہوں نے اس میں ایک طویل قصیدہ نظم کیا، جو کہ بہت زیادہ مشہور ہوا، اور الحافظ الدمیاطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آپ سے حدیث شریف کا سماع کیا، اور ان سے حدیث شریف بیان کی، اور ان کا ذکر بھی اپنی معجم میں کیا ہے۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب: عبدالحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (۷:۴۹۳)

کفار کے ساتھ جہاد اور شہادت

ولما دخل التتار بغداد، كان الشيخ بها فلما دخلوا عليه قاتلهم وقتل منهم بعكّازه نحو اثني عشر نفسا، ثم قتلوه شهيدا برباط الشيخ علي الخبّاز، وحمل إلى صرصر فدفن بها.

ترجمہ

جب تتاری بغداد معلٰی میں داخل ہوئے تو آپ اس وقت بغداد معلٰی میں ہی تھے، آپ نے ان کے ساتھ قتال کیا، اور''عکازہ'' کے مقام پر ان کے بارہ لوگ قتل کردیئے پھر انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو شہید کر دیا، تب آپ الشیخ علی الخباز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خانقاہ میں تھے، اور اس کے بعد آپ کا جنازہ صرصر لے جایا گیا اور وہیں پر ہی آپ کی تدفین ہوئی۔

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب: عبدالحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (۷:۴۹۳)

نوٹ: الشیخ الصرصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ذکر مبارک ہم نے اپنی کتاب ''صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام'' میں کیا ہے۔

حضرت سیدنا شیخ سعدی الشیرازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

سعدى الشيرازى(٦٠٦/١٢٠٩ء) المتوفى سنه(٦٩٤/١٢٩٤ء) مشرف بن مصلح السعدى الفارسى، أبو عبد الله، شاعر وناثر فارسى كبير، ولد فى شيراز وتلقى علومه الأولية فيها، ثم تابع دراسته فى المدرسة النظامية ببغداد، وكان من مريدى الإمام الصوفى عبد القادر الجيلانى، والتقى علماء بغداد وحصل علوم العربية وآدابها والقرآن والحديث وبلغ فى ذلك شأواً، حيث يعتبر من كبار شعراء القرن السابع الهجرى وأفصحهم وأعذبهم نطقاً، وقد عده بعض أساتذة الشعر أحد الأركان الأربعة للشعر الفارسى إضافة إلى الفردوسى والأنورى والنظامى. له(بوستان)، و (غلستان)، و (الديوان)، وله شعر جميل بالعربية.

ترجمہ

حضرت سیدنا الشیخ مشرف بن مصلح السعدی الفارسی الشیرازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت باسعادت (۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء) کو ہوئی جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات شریف سنہ (۶۹۴ھ/۱۲۹۴ء) میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی، آپ شاعر اور نثر نگار تھے اور فارسی زبان میں بہت زیادہ لکھا کرتے تھے، آپ کی ولادت باسعادت شیراز میں ہوئی، اور انہوں نے ابتدائی علوم شیراز میں ہی حاصل کئے اور اس کے بعد جامعہ نظامیہ بغداد شریف چلے گئے اور وہاں اجلہ علماء کرام سے علم دین حاصل کیا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی

علیہ الشیخ الامام الصوفی عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مریدین میں سے تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد معلیٰ میں کبار علماء کرام کی صحبت پائی اور ان سے علوم عربیہ اور اس کے آداب اور قرآن وحدیث کا علم حاصل کیا، اور یہاں تک کہ ساتویں صدی ہجری کے کبار شعراء میں آپ کا شمار ہونے لگا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سب شعراء میں سے فصیح ترین تھے اور سب سے میٹھا کلام کرنے والے تھے، اجلہ شعراء نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فارسی شعر کے چار ارکان ہیں ان میں شمار کیا ہے، جن میں فردوسی، الانوری، النظامی وغیرہ شامل ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب میں بوستان، گلستان، الدیوان وغیرہ شامل ہیں، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عربی زبان میں بھی بہت اچھے اشعار ہیں۔

(معجم الشعراء العرب: تم جمعہ من موقع الموسوعۃ الشعریۃ (۱:۱۳۸۸)

الامام ابوموسیٰ عمران الصوفی المتوفی سنہ (۶۴۷ھ)

الشيخ أبو موسى عمران الصوفي وكان من أعيان مشايخ الصوفية صحب الشيخ عليا الحداد بحق صحبته للشيخ عبد القادر الجيلاني كان لزوماً للسنة نفوراً عن البدعة متعلقاً بأذيال العلم وله كرامات كثيرة.

ترجمہ

الشیخ ابوموسیٰ عمران الصوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبار مشائخ صوفیہ میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الشیخ علی حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی، اس لئے کہ انہوں نے الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنت سے بہت زیادہ محبت کرنے والے اور بدعت سے نفرت کرنے والے تھے، اور علم کے سچے طالب تھے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات بہت زیادہ تھیں۔

(العقود اللؤلؤیۃ فی تاریخ الدولۃ الرسولیۃ: علی بن الحسن بن أبی بکر بن الحسن ابن وہاس الخزرجی الزبیدی، أبوالحسن موفق الدین (۱:۸۰)

سیدنا الشیخ الامام علی بن الحسن الواسطی المتوفی سنہ (۷۳۴ھ)

عبادت کا انداز

مات في سنه (۷۳۴ھ) بدر الولي الكبير المشغول بالله الشهير، الشيخ علي بن الحسن الواسطي الشافعي محرماً متوجهاً إلى الحج، وكان ذا همة عالية حج مراراً كثيرة واعتمر على ما روى بعضهم أكثر من ألف عمرة، وتلا أزيد من أربعة آلاف ختمة، فطاف مرات في كل ليلة سبعين أسبوعاً ورأيته يسرع في طوافه مثل ما يرمل المحرم أو أسرع.

ترجمہ

حضرت سیدنا بدر الولی جو کہ مشغول باللہ کے نام سے معروف تھے، الشیخ علی بن الحسن الواسطی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف حج کے لئے جاتے ہوئے حالت احرام میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمت عالیہ کے مالک تھے، یہاں تک کہ آپ نے بہت

مرتبہ حج کیا، اور ایک ہزار سے زائد بار عمرہ کیا، اور چار ہزار قرآن کریم کے ختم کئے، اور ہر رات میں ستر بار بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے، اور رفتار بھی اتنی ہوتی تھی جسطرح احرام والا رمل میں چلتا ہے، یا اس سے تھوڑا تیز چلتے تھے۔

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ ما یعتبر من حوادث الزمان: أبو محمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۴:۲۱۸)

گرمی سردی کا کوئی احساس نہ ہوتا تھا

أنی رأیتہ یطوف فی شدۃ الحر، فسألتہ عن ذلک، فقال: ما أجد حراً، ولعمری إن کل صادق واجد لا ینبغی أن یعترض علیہ فیما یفعلہ. وکان الشیخ علی الواسطی المذکور، شدید المجاھدۃ، یغتسل لکل فریضۃ فی البرد الشدید وغیرہ.

ترجمہ

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو خود دیکھا ہے کہ یہ سخت گرمی میں بھی کعبہ مشرفہ کا طواف کیا کرتے تھے، میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ کو گرمی نہیں لگتی؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے تو کوئی احساس نہیں ہوتا، امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عمر کی قسم! ہر سچے وجد والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس پر اعتراض نہ کرے، اور الشیخ الواسطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ شدید مجاہدہ کیا کرتے تھے گرمی وسردی میں ہر فرض نماز ادا کرنے کے لئے غسل کیا کرتے تھے۔

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان: أبو محمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۴:۲۱۸)

مسجد نبوی کے امام ایسے ہوتے تھے

وکان قد بلغنی أنہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الیقظۃ، فسألتہ عن ذلک، فأقر بہ، وکان أول اجتماعی بہ فی اللیل فی شھر رمضان فی المسجد الحرام، فقال: أجدنی أحبک: وأطعمنی کسرۃ من بقیۃ عشائہ، والناس یصلون التراویح، فقال لی ما تصلی بنا فقلت لہ: تقدم بنا تصلی مع الجماعۃ. وکان أکثر مجاورتہ فی المدینۃ الشریفۃ، وکان الصلاح ظاھراً علیہ، وھو آخر من ألبسنی الخرقۃ.

ترجمہ

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی تھی کہ انہوں نے جاگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے، تو میں نے خود ان سے یہی بات پوچھی کہ کیا واقعی آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جاگتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیداری میں دیکھا ہے، یہ میری ان کے ساتھ پہلی ملاقات تھی مسجد حرام شریف میں اور یہ رمضان المبارک کے دن تھے، اور مجھے فرمانے لگے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے، اور مجھے انہوں نے اپنے رات کے بچے ہوئے کھانے سے ایک ٹکڑا عطا فرمایا، اور لوگ نماز تراویح ادا کر رہے تھے، مجھے فرمانے لگے کہ تم ہمارے ساتھ نماز تراویح پڑھنا۔ میں نے عرض کی: حضور! آپ ہمیں نماز تراویح پڑھائیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مدینہ منورہ میں بہت زیادہ رہا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ پر صلاح ظاہر تھی، اور یہ آخری شیخ

ہیں جنہوں نے مجھے خرقہ خلافت پہنایا۔

(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان: أبو محمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (۴:۲۱۸)

رسول اللہ ﷺ کی آل کون؟

وقال الشیخ عبد القادر الکیلانی فی بعض مجالس وعظه قیل النبی صلی الله علیه وسلم من آلک قال کل تقی من آل محمد.

ترجمہ

الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی آل کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مومن جو متقی ہے وہ میری آل ہے۔

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: عبدالرحمن بن عبدالسلام الصفوری (۱:۱۳۰)

ماخذ ومراجع

القرآن الكريم
لسان الميزان : أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی :مؤسسة الأعلمی للمطبوعات بيروت -لبنان
طبقات الشافعية الكبرى : تاج الدين عبدالوهاب بن تقی الدين السبكی :(هجر للطباعة والنشر والتوزيع
الدولة الفاطمية :علی محمد محمد الصَّلاَّبی :مؤسسة اقرأ للنشر والتوزيع والترجمة ،القاهرة
سنن أبی داود : أبوداودسليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِسْتانی المكتبة العصرية ،صيدا -بيروت
سنن الترمذی : محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك ،الترمذی ،أبوعيسى : دار الغرب الإسلامی -بيروت
السنن الصغرى للنسائی : أبوعبدالرحمن أحمد بن شعيب بن علی الخراسانی ،النسائی: مكتب المطبوعات الإسلامية -حلب
معجم ابن الأعرابی : أبوسعيد بن الأعرابی أحمد بن محمد بن زياد بن بشر بن درهم البصری الصوفی :دار ابن الجوزی ،المملكة العربية السعودية
بحر الفوائد المشهور بمعانی الأخبار : أبوبكر محمد بن أبی إسحاق بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذی البخاری الحنفی :دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان
المعجم لابن المقرء : أبوبكر محمد بن إبراهيم بن علی بن عاصم بن زاذان الأصبهانی الخازن ،المشهور بابن المقرء: مكتبة الرشد، الرياض، شركة الرياض للنشر والتوزيع
حياة الصحابة : محمد يوسف بن محمد إلياس بن محمد إسماعيل الكاندهلوی (٢:٥١٥) :مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان
سنن الدارقطنی : أبوالحسن علی بن عمر بن أحمد بن مهدی بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادی الدارقطنی :مؤسسة الرسالة، بيروت - لبنان
الإيمان لابن منده : أبوعبدالله محمد بن إسحاق بن محمد بن يحيى بن مَنْدَه العبدی: :مؤسسة الرسالة -بيروت
أمالی ابن بشران -الجزء الثانی : أبوالقاسم عبدالملك بن محمد بن عبدالله بن بشْران بن محمد بن بشْران بن مهران البغدادی :دار الوطن للنشر، الرياض
مسند الشهاب : أبوعبدالله محمد بن سلامة بن جعفر بن علی بن حكمون القضاعی المصری: مؤسسة الرسالة -بيروت
الآداب للبيهقی : أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی ،أبوبكر البيهقی مؤسسة الكتب الثقافية ،بيروت -لبنان
الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث : أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی ،أبوبكر البيهقی) دار الآفاق الجديدة -بيروت
شرح السنة : محيی السنة ،أبومحمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (:المكتب الإسلامی -دمشق ،بيروت

مقدمہ تحقیق کتاب المغنی: دار السقا، دمشق - سوریا
مجلۃ البیان: دار السقا، دمشق - سوریا
البطولۃ والفداء عند الصوفیۃ لشیخ اسعد الخطیب مطبوعہ عراق
مقالات کاظمی از غزالی زمان سید احمد سعید کاظمی: مطبوعہ کاظمی کتب خانہ ملتان
تلبیس ابلیس از محدث ابن جوزی، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)
تہذیب التہذیب، حروف العین المہملہ، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)
الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ از امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، بریلی، ہندوستان)
تاریخ المدینۃ المنورۃ از شیخ عبد المعبود مطبوعہ مدینہ منورہ
روح البیان: إسماعیل حقی بن مصطفى الإستانبولی الحنفی الخلوتی المولى أبو الفداء دار الفکر بیروت
القول الجمیل فی بیان سواء السبیل لشاہ ولی اللہ محدث دہلوی: مطبوعہ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ پاکستان
المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج: أبو زکریا محیی الدین یحیى بن شرف النووی دار إحیاء التراث العربی - بیروت
سبع سنابل از میر عبد الواحد بلگرامی: مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور
تفسیر خزائن العرفان مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی پاکستان)
شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ: مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان۔
شرح عقائد نسفی از علامہ نسفی: مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان
رد المحتار علی الدر المختار: ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی دار الفکر - بیروت
المبدء والمعاد: الشیخ احمد سرہندی مطبوعہ دہلی انڈیا
تفسیر صراط الجنان از مفتی محمد قاسم قادری مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ کراچی پاکستان
مرآۃ العارفین مرتب سید محمد سعید: مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور
معاشرے کے ناسور از علامہ غلام رسول سعیدی: مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور
الفتح الربانی از الامام عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ: مطبوعہ مصر
بہجۃ الاسرار الامام نور الحسن الشطنوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مطبوعہ مصر
الفتوحات المکیۃ از الشیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مطبوعہ بیروت لبنان
مرآۃ الزمان فی تواریخ الأعیان: شمس الدین أبو المظفر یوسف بن قزْأُوغلی بن عبد اللہ المعروف ب سبط ابن الجوزی) دار الرسالۃ العالمیۃ، دمشق - سوریا
نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوری (: المطبعۃ الکاستلیۃ - مصر

نفحات الانس از علامہ مولانا عبد الرحمٰن جامی: مطبوعہ ایران بزبان فارسی۔
الرابع والثلاثون من المشيخة البغدادية لأبي طاهر السلفي: صدر الدين، أبو طاهر السِّلَفي أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراهيم سِلَفه الأصبهاني مخطوط نُشر في برنامج جوامع الكلم المجاني التابع لموقع الشبكة الإسلامية
المشيخة البغدادية - مخطوط: صدر الدين، أبو طاهر السِّلَفي أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراهيم سِلَفه الأصبهاني أعده للشاملة: أحمد الخضري
العبر في خبر من غبر: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي دار الكتب العلمية - بيروت
سلسلة علو الهمة: محمد أحمد إسماعيل المقدم دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية
فصل الخطاب في الزهد والرقائق والآداب: محمد نصر الدين محمد عويضة أعده للشاملة / الغريب الشهري
الجواهر المضية في طبقات الحنفية: عبد القادر بن محمد بن نصر الله القرشي، أبو محمد، محيي الدين الحنفي میر محمد کتب خانہ - کراتشی
الامام عبد القادر الكيلاني رضی اللہ عنہ لدكتور جمال الدين فالح الكيلاني دار الكتب والوثائق بغداد عراق
۔تاریخ بغداد للخطیب بغدادی (۱۶: ۱۹۳)
مسند الحميدي: أبو بكر عبد الله بن الزبير بن عيسى بن عبيد الله القرشي الأسدي الحميدي المكي دار السقا، دمشق - سوريا
التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي مكتبة دار المنهاج للنشر والتوزيع، الرياض
توضيح المشتبه في ضبط أسماء الرواة وأنسابهم وألقابهم وكناهم: محمد بن عبد الله (أبي بكر) بن محمد ابن أحمد بن مجاهد القيسي الدمشقي الشافعي، شمس الدين، الشهير بابن ناصر الدين مؤسسة الرسالة - بيروت
تاريخ دمشق: أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع
أسد الغابة في معرفة الصحابة: أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير دار الكتب العلمية
التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي الكتب العلميه، بيروت-لبنان
مثير العزم الساكن إلى أشرف الأماكن: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمٰن بن علي بن محمد الجوزي: دار الراية
إكمال الإكمال: محمد بن عبد الغني بن أبي بكر بن شجاع، أبو بكر، معين الدين، ابن نقطة الحنبلي البغدادي: جامعة أم القرى - مكة المكرمة
الوافي بالوفيات: صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي: دار إحياء التراث - بيروت
أمالي ابن سمعون الواعظ: ابن سمعون الواعظ، أبو الحسين محمد بن أحمد بن إسماعيل بن عنبس البغدادي (دار البشائر الإسلامية،

بیروت -لبنان

تحفۃ الصدیق فی فضائل أبی بکر الصدیق :الأمیر أبو الحسن علی بن بلبان بن عبد اللہ، علاء الدین الفارسی الحنفی (مکتبۃ دار التراث- المدینۃ المنورۃ

دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ : أحمد بن الحسین بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی دار الکتب العلمیۃ -بیروت

غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء : شمس الدین أبو الخیر ابن الجزری، محمد بن محمد بن یوسف مکتبۃ ابن تیمیۃ

التحبیر فی المعجم الکبیر : عبد الکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی المروزی، أبو سعد رئاسۃ دیوان الأوقاف -بغداد

التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید : محمد بن عبد الغنی بن أبی بکر بن شجاع، أبو بکر، معین الدین، ابن نقطۃ الحنبلی البغدادی دار الکتب العلمیۃ

وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان: أبو العباس شمس الدین أحمد بن محمد بن إبراہیم بن أبی بکر ابن خلکان البرمکی الإربلی :دار صادر -بیروت

المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی دار الکتب العلمیۃ، بیروت

جزء بانتخاب أبی طاہر السِّلَفی: صدر الدین، أبو طاہر السِّلَفی أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراہیم سِلَفَہ الأصبہانی مخطوط نُشر فی برنامج جوامع الکلم المجانی التابع لموقع الشبکۃ الإسلامیۃ

شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام : محمد بن أحمد بن علی، تقی الدین، أبو الطیب المکی الحسنی الفاسی دار الکتب العلمیۃ

الدرۃ الثمینۃ فی أخبار المدینۃ : محبّ الدین أبو عبد اللہ محمد بن محمود بن الحسن المعروف بابن النجار شرکۃ دار الأرقم بن أبی الأرقم

تاریخ دمشق : أبو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع

جزء فیہ ستۃ مجالس من أمالی القاضی أبی یعلى الفراء :القاضی أبو یعلى، محمد بن الحسین بن محمد بن خلف المعروف ب ابن الفراء: دار البشائر -دار الصدیق

معجم السفر :صدر الدین، أبو طاہر السِّلَفی أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراہیم سِلَفَہ الأصبہانی (المکتبۃ التجاریۃ -مکۃ المکرمۃ

الزہد : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی دار الکتب العلمیۃ، بیروت -لبنان

مسند أبی داود الطیالسی : أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری :دار ہجر -مصر

مسند إسحاق بن راہویہ : أبو یعقوب إسحاق بن إبراہیم بن مخلد بن إبراہیم الحنظلی المروزی المعروف ب ابن راہویہ (مکتبۃ الإیمان -المدینۃ المنورۃ

غوامض الأسماء المبہمۃ الواقعۃ فی متون الأحادیث المسندۃ : أبو القاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود بن بشکوال الخزرجی الأنصاری الأندلسی عالم الکتب -بیروت

الأحاديث المائة الشريحية : عبد الرحمٰن بن أحمد بن محمد، أبو محمد ابن أبي شريح الأنصاري الهروي (مخطوط نُشر في برنامج جوامع الكلم المجاني التابع لموقع الشبكة الإسلامية

حديث علي بن حجر السعدي عن إسماعيل بن جعفر المدني : إسماعيل بن جعفر بن أبي كثير الأنصاري الزرقي مولاهم، أبو إسحاق المدني :مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض - شركة الرياض للنشر والتوزيع

معجم البلدان : شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي دار صادر، بيروت

اللباب في تهذيب الأنساب : أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (دار صادر - بيروت

المختصر في أخبار البشر: أبو الفداء عماد الدين إسماعيل بن علي بن محمود بن محمد ابن عمر بن شاهنشاه بن أيوب، الملك المؤيد، صاحب حماة المطبعة الحسينية المصرية

مسند ابن الجعد : علي بن الجَعْد بن عبيد الجَوْهَري البغدادي مؤسسة نادر - بيروت

أخبار الصلاة : عبد الغني بن عبد الواحد بن علي بن سرور المقدسي الجماعيلي الدمشقي الحنبلي، أبو محمد، تقي الدين دار السنابل - دمشق

تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين : محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (دار القلم - بيروت - لبنان

أحاديث الجماعيلي : عبد الغني بن عبد الواحد بن علي بن سرور المقدسي الجماعيلي الدمشقي الحنبلي، أبو محمد، تقي الدين مخطوط نُشر في برنامج جوامع الكلم المجاني التابع لموقع الشبكة الإسلامية

اللباب في تهذيب الأنساب : أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير دار صادر - بيروت

تفسير الجيلاني لشيخ الامام عبد القادر الجيلاني مکتبہ معروفیہ کانسی روڈ کوئٹہ پاکستان

كتاب التوابين : أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير بابن قدامة المقدسي: دار ابن حزم

التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد : محمد بن عبد الغني بن أبي بكر بن شجاع، أبو بكر، معين الدين، ابن نقطة الحنبلي البغدادي: دار الكتب العلمية

مشيخة أبي بكر المراغي : أبو بكر بن الحسين بن عمر، القرشي العبشمي الأموي العثماني المصري الشافعي المراغي: جامعة أم القرى

الزهد والرقائق لابن المبارك عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ :(أبو عبد الرحمٰن عبد الله بن المبارك بن واضح الحنظلي، التركي ثم المرْوزي: دار الكتب العلمية - بيروت

ملفوظات اعلیٰ حضرت جامع حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :مکتبۃ المدینۃ کراچی پاکستان

لواقح الأنوار في طبقات الأخيار : عبد الوهاب بن أحمد بن علي الحَنَفي، نسبه إلى محمد ابن الحنفية، الشَّعراني، أبو محمد: مكتبة محمد المليجي الكتبي وأخيه،

مصر
غبطة الناظر فی ترجمة الشیخ عبدالقادر لامام شهاب الدین بن حجر العسقلانی: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان القائد المجاهد نور الدین محمود زنکی شخصیته وعصره: علی محمد محمد الصّلاّبی: مؤسسة اقرأ للنشر والتوزیع والترجمة، القاهرة - مصر
حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة: عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی: دار إحیاء الکتب العربیة - عیسی البابی الحلبی وشرکاه - مصر
شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: عبدالحی بن أحمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، أبو الفلاح: (دار ابن کثیر، دمشق - بیروت
تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام: شمس الدین أبو عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی دار الکتاب العربی، بیروت
صلاح الدین الأیوبی وجهوده فی القضاء علی الدولة الفاطمیة وتحریر بیت المقدس علی محمد محمد الصّلاّبی (دار المعرفة، بیروت - لبنان
العبر فی خبر من غبر: شمس الدین أبو عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی: دار الکتب العلمیة - بیروت
المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد: إبراهیم بن محمد بن عبدالله بن محمد ابن مفلح، أبو إسحاق، برهان الدین: مکتبة الرشد - الریاض - السعودیة
سیر أعلام النبلاء: شمس الدین أبو عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذهبی: دار الحدیث - القاهرة
شذرات من کتب مفقودة فی التاریخ: الدکتور إحسان عباس: دار الغرب الإسلامی - بیروت - لبنان
الوافی بالوفیات: صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبدالله الصفدی: دار إحیاء التراث - بیروت
الزهد والرقائق لابن المبارک (أبو عبدالرحمٰن عبدالله بن المبارک بن واضح الحنظلی، الترکی ثم المرْوزی: دار الکتب العلمیة - بیروت
الجامع فی الحدیث لابن وهب: أبو محمد عبدالله بن وهب بن مسلم المصری القرشی: دار ابن الجوزی - الریاض
مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشیبانی: دار إحیاء التراث العربی - بیروت
صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری دار إحیاء التراث العربی - بیروت
مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار: أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبیدالله العتکی المعروف بالبزار: مکتبة العلوم والحکم - المدینة المنورة
المعجم: أبو یعلی أحمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسی بن هلال التمیمی، الموصلی: إدارة العلوم الأثریة - فیصل آباد
شرح مشکل الآثار: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبدالملک بن سلمة الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی: مؤسسة الرسالة
صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی مؤسسة الرسالة - بیروت
الآداب للبیهقی: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیهقی: مؤسسة الکتب الثقافیة، بیروت - لبنان
شعب الإیمان: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیهقی: مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض
التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید: محمد بن عبدالغنی بن أبی بکر بن شجاع، أبو بکر، معین الدین، ابن نقطة الحنبلی البغدادی: دار الکتب

العلمیۃ

المعین فی طبقات المحدثین : شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی : دار الفرقان - عمان - الأردن

فضائل الصحابۃ : أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی : مؤسسۃ الرسالۃ - بیروت

الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک : أبوحفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أیوب بن أزداذ البغدادی المعروف ب ابن شاہین دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان

جامع الأحادیث : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی : دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان

الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب : أبوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی : دار الجیل، بیروت

غوامض الأسماء المبہمۃ الواقعۃ فی متون الأحادیث المسندۃ : أبوالقاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود بن بشکوال الخزرجی الأنصاری الأندلسی : عالم الکتب - بیروت

معجم الشیوخ : تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی : دار الغرب الإسلامی

موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان : أبوالحسن نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی : دار الثقافۃ العربیۃ، دمشق

الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی : دار الفکر - بیروت / لبنان

الشمائل الشریفۃ : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی : دار طائر العلم للنشر والتوزیع۔

منتہی السول علی وسائل الوصول إلی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : عبداللہ بن سعید بن محمد عبادی اللّحجی الحضرمی الشحاری، ثم المراوعی، ثم المکی : دار المنہاج - جدۃ

الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عیون غربیۃ منصفۃ : حسین حسینی معدی : دار الکتاب العربی - دمشق

معجم المؤلفین : عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبدالغنی کحالۃ الدمشق (۱۳:۲۴۷) مکتبۃ المثنی - بیروت، دار إحیاء التراث العربی بیروت

صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام مفتی ضیاء احمد قادری رضوی: مکتبہ طلع البدر علینا جامع مسجد غوثیہ ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور

تاریخ إربل : المبارک بن أحمد بن المبارک بن موہوب اللخمی الإربلی، المعروف بابن المستوفی (وزارۃ الثقافۃ والإعلام، دار الرشید للنشر، العراق

الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبداللہ الصفدی دار إحیاء التراث - بیروت

التکملۃ لوفیات النقلۃ : دار إحیاء التراث - بیروت

الدارس فی تاریخ المدارس : عبدالقادر بن محمد النعیمی الدمشقی (دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ : یوسف بن تغری بردی بن عبداللہ الظاہری الحنفی، أبوالمحاسن، جمال الدین : وزارۃ الثقافۃ والإرشاد القومی، دار الکتب، مصر

طبقات المفسرین للداوودی : محمد بن علی بن أحمد، شمس الدین الداوودی المالکی : دار الکتب العلمیۃ - بیروت

ترتیب الأمالی الخمیسیة للشجری : یحیی (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن إسماعیل بن زید الحسنی الشجری الجرجانی :ار الکتب العلمیة، بیروت -لبنان

جزء فیہ حدیثان أحدهما فی فضل رجب : عبد الکریم بن عبد الصمد بن محمد بن علی بن محمد القطان أبو معشر الطبری)مؤسسة الریان -بیروت

المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة : شمس الدین أبو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد السخاوی: دار الکتاب العربی- بیروت

الفتح الکبیر فی ضم الزیادة إلی الجامع الصغیر : عبد الرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۲:۱۲۵) : دار الفکر - بیروت / لبنان

کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال :علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الهندی البرهانفوری ثم المدنی فالمکی الشهیر بالمتقی الهندی :مؤسسة الرسالة

کشف الخفاء ومزیل الإلباس :إسماعیل بن محمد بن عبد الهادی الجراحی العجلونی الدمشقی، أبو الفداء :المکتبة العصریة

تخریج أحادیث إحیاء علوم الدین :العراقی)دار العاصمة للنشر -الریاض

أسنی المطالب فی أحادیث مختلفة المراتب : محمد بن محمد درویش، أبو عبد الرحمٰن الحوت الشافعی: دار الکتب العلمیة -بیروت

سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة وأثرها السیء فی الأمة : أبو عبد الرحمٰن محمد ناصر الدین، بن الحاج نوح بن نجاتی بن آدم، الأشقودری الألبانی: دار المعارف، الریاض -المملکة العربیة السعودیة

المنار المنیف فی الصحیح والضعیف : محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة :مکتبة المطبوعات الإسلامیة، حلب

مرآة الجنان وعبرة الیقظان فی معرفة ما یعتبر من حوادث الزمان : أبو محمد عفیف الدین عبد اللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی : دار الکتب العلمیة، بیروت -لبنان

بغیة الطلب فی تاریخ حلب : عمر بن أحمد بن هبة اللہ بن أبی جرادة العقیلی، کمال الدین ابن العدیم: دار الفکر

المنتخب من مسند عبد بن حمید : أبو محمد عبد الحمید بن حمید بن نصر الکَسّی ویقال له :الکَشّی بالفتح والإعجام: مکتبة السنة -القاهرة

تعظیم قدر الصلاة : أبو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِی (:مکتبة الدار -المدینة المنورة

مستخرج أبی عوانة : أبو عوانة یعقوب بن إسحاق بن إبراهیم النیسابوری الإسفرایینی :دار المعرفة -بیروت

مسند السراج : أبو العباس محمد بن إسحاق بن إبراهیم بن مهران الخراسانی النیسابوری المعروف بالسَّرَّاج (إدارة العلوم الأثریة فیصل آباد -باکستان

مسند أبی یعلی : أبو یعلی أحمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسی بن هلال التمیمی، الموصلی: دار المأمون للتراث -دمشق

السنن الکبری : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیهقی : دار الکتب العلمیة، بیروت -لبنات

الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار : أبو بکر بن أبی شیبة، عبد اللہ بن محمد بن إبراهیم بن عثمان بن خواستی العبسی :مکتبة الرشد - الریاض

صحیح الترغیب والترهیب : محمد ناصر الدین الألبانی (مکتبة المعارف -الریاض

الجامع معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاهم، أبو عروة البصري، نزيل اليمن :المجلس العلمي بباكستان، وتوزيع المكتب الإسلامي بيروت
شرح السنة : محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي :المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت
السيرة النبوية منهجية دراستها واستعراض أحداثها : عبد الرحمن علي الحجي : دار ابن كثير - دمشق
'الآداب الشرعية'، لابن مفلح دار السقا، دمشق - سوريا
الزهد والرقائق لابن المبارك : أبو عبد الرحمن عبد الله بن المبارك بن واضح الحنظلي، التركي ثم المروزي : دار الكتب العلمية - بيروت
مسند الحميدي : أبو بكر عبد الله بن الزبير بن عيسى بن عبيد الله القرشي الأسدي الحميدي المكي: دار السقا، دمشق - سوريا
مسند ابن الجعد : علي بن الجَعْد بن عبيد الجَوْهَري البغدادي: مؤسسة نادر - بيروت
مسند الدارمي المعروف ب (سنن الدارمي : (أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية
مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار : أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة
صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي :مؤسسة الرسالة - بيروت
حلية الأولياء وطبقات الأصفياء : أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني: دار الكتاب العربي - بيروت
المدخل إلى السنن الكبرى : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي :دار الخلفاء للكتاب الإسلامي - الكويت
السنن الواردة في الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها: عثمان بن سعيد بن عثمان بن عمر أبو عمرو الداني: دار العاصمة - الرياض
جامع بيان العلم وفضله : أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية
ترتيب الأمالي الخميسية للشجري : يحيى (المرشد بالله) بن الحسين (الموفق) بن إسماعيل بن زيد الحسني الشجري الجرجاني (: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان
شرح السنة : محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي: المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت
معجم الشيوخ : ثقة الدين، أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر : دار البشائر - دمشق
الأيوبيون بعد صلاح الدين: علي محمد محمد الصَّلاَّبي دار المعرفة للطباعة والنشر
النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة : يوسف بن تغري بردي بن عبد الله الظاهري الحنفي، أبو المحاسن، جمال الدين: دار المعرفة للطباعة والنشر
تكملة إكمال الإكمال في الأنساب والأسماء والألقاب :ابن الصابوني , محمد بن علي بن محمود، أبو حامد، جمال الدين المحمودي: دار الكتب العلمية - بيروت - لبنان
التدوين في أخبار قزوين : عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم، أبو القاسم الرافعي القزويني دار الكتب العلمية

السنن الکبری : أبوعبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (:مؤسسة الرسالة -بیروت
السنن الصغری للنسائی : أبوعبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی مکتب المطبوعات الإسلامیة -حلب
السنة : أبوبکر أحمد بن محمد بن هارون بن یزید الخَلاَّل البغدادی الحنبلی دارالرایة -الریاض
مستخرج أبی عوانة : أبوعوانة یعقوب بن إسحاق بن إبراهیم النیسابوری الإسفرایینی : دارالمعرفة -بیروت
الجزء من فوائد حدیث : أبی ذرعبد بن أحمد الهروی : أبوذرعبید بن أحمد بن محمد بن عبداللہ بن غفیر بن محمد الأنصاری الخراسانی الهروی: مکتبة الرشد -الریاض
الإیماء إلی زوائد الأمالی والأجزاء -زوائد الأمالی والفوائد والمعاجم والمشیخات علی الکتب الستة والموطأ ومسند الإمام أحمد : نبیل سعد الدین سَلیم جَرَّار (أضواء السلف
صحیح وضعیف سنن النسائی : محمد ناصرالدین الألبانی: دارالکتب العلمیه بیروت لبنان
الزواجرعن اقتراف الکبائر : أحمد بن محمد بن علی بن حجر الهیتمی السعدی الأنصاری، شهاب الدین شیخ الإسلام، أبوالعباس : دارالفکر
طبقات الحفاظ : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی: دارالکتب العلمیة -بیروت
مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح : علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نورالدین الملا الهروی القاری: دارالفکر، بیروت -لبنان
مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح : أبوالحسن عبیداللہ بن محمد عبدالسلام بن خان محمد بن أمان اللہ بن حسام الدین الرحمانی السبارکفوری: إدارة البحوث العلمیة والدعوة والإفتاء -الجامعة السلفیة -بنارس الهند
مشکاة المصابیح : محمد بن عبداللہ الخطیب العمری، أبوعبداللہ، ولی الدین، التبریزی: المکتب الإسلامی -بیروت
المقصد الأرشد فی ذکرأصحاب الإمام أحمد : إبراهیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد ابن مفلح، أبوإسحاق، برهان الدین مکتبة الرشد -الریاض -السعودیة
إنباه الرواة علی أنباه النحاة : جمال الدین أبوالحسن علی بن یوسف القفطی: المکتبة العنصریة، بیروت
مسندابن أبی شیبة : أبوبکر بن أبی شیبة، عبداللہ بن محمد بن إبراهیم بن عثمان بن خواستی العبسی : دارالوطن -الریاض
مرآة الجنان وعبرة الیقظان فی معرفة مایعتبر من حوادث الزمان : أبومحمد عفیف الدین عبداللہ بن أسعد بن علی بن سلیمان الیافعی دار الکتب العلمیة، بیروت -لبنان
فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات : محمد عَبْد الحَیّ بن عبد الکبیر ابن محمد الحسنی الإدریسی، المعروف بعبد الحی الکتانی (دارالغرب الإسلامی -بیروت
صحیح ابن خزیمة : أبوبکر محمد بن إسحاق بن خزیمة بن المغیرة بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری (المکتب الإسلامی -بیروت
المجالسة وجواهر العلم : أبوبکر أحمد بن مروان الدینوری المالکی: جمعیة التربیة الإسلامیة (البحرین
معجم المؤلفین : عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبدالغنی کحالة الدمشق مکتبة المثنی -بیروت، دار إحیاء التراث العربی بیروت
طبقات الأولیاء : ابن الملقن سراج الدین أبوحفص عمر بن علی بن أحمد الشافعی المصری: مکتبة الخانجی، بالقاهرة
مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار: أحمد بن یحیی بن فضل اللہ القرشی العدوی العمری، شهاب الدین: المجمع الثقافی، أبوظبی

الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ: الشیخ الدکتور عبدالرزاق الکیلانی: حزب القادریہ لاہور پاکستان
طبقات الشافعیین : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی: مکتبة الثقافة الدینیة
تاریخ ابن خلدون: عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد، ابن خلدون أبو زید، ولی الدین الحضرمی الإشبیلی: دار الفکر، بیروت
الموسوعة التاریخیة: مجموعة من الباحثین بإشراف الشیخ علوی بن عبدالقادر السقاف (موقع الدرر السنیة علی الانترنت
رحلة الشتاء والصیف : محمد بن عبداللہ بن محمد، من أحفاد شرف الدین بن یحیی الحمزی الحسینی المولوی المعروف ب کِبْرِیت: المکتب الإسلامی للطباعة والنشر، بیروت
قلائد الجواہر لامام محمد بن یحیی الحلبی :) مطبوعہ مصر
سیرت غوث الثقلین از علامہ ضیاء اللہ قادری: قادری کتب خانہ سیالکوٹ پاکستان
معرفة القراء الکبار علی الطبقات والأعصار : شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی (دار الکتب العلمیة بیروت لبنان
دلائل النبوة : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی: دار الکتب العلمیة، دار الریان للتراث
إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع : أحمد بن علی بن عبد القادر، أبو العباس الحسینی العبیدی، تقی الدین المقریزی: دار الکتب العلمیة -بیروت
إنسان العیون فی سیرة الأمین المأمون: علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برہان الدین : دار الکتب العلمیة -بیروت
مختصر سیرة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم : محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی: وزارة الشؤون الإسلامیة والأوقاف والدعوة والإرشاد -المملکة العربیة السعودیة
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : محمد بن أحمد بن مصطفیٰ بن أحمد المعروف بأبی زہرة : دار الفکر العربی -القاہرة
الرحیق المختوم: صفی الرحمٰن المبارکفوری: : دار الہلال -بیروت
ثلاثیة البردة بردة الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : حسن حسین: دار الکتب القطریة -الدوحة
حیاة الصحابة : محمد یوسف بن محمد إلیاس بن محمد إسماعیل الکاندہلوی (مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت -لبنان
کتاب الفتن : أبو عبداللہ نعیم بن حماد بن معاویة بن الحارث الخزاعی المروزی: مکتبة التوحید -القاہرة
الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر : عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی الجماعیلی الدمشقی الحنبلی، أبو محمد، تقی الدین: دار السلف بیروت لبنان
الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر : أبو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس البغدادی الأموی القرشی المعروف بابن أبی الدنیا: مکتبة الغرباء الأثریة، السعودیة
الاستذکار : أبو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی: دار الکتب العلمیة -بیروت
إتحاف الخیرة المہرة بزوائد المسانید العشرة : أبو العباس شہاب الدین أحمد بن أبی بکر بن إسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان

البوصيری الکنانی الشافعی: دارالوطن للنشر، الرياض
مشکاۃ المصابيح : محمد بن عبدالله الخطيب العمري، أبوعبدالله، ولي الدين، التبريزي : المكتب الإسلامي - بيروت
كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال : علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي: مؤسسة الرسالة بيروت لبنان
السنة : أبوبكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي: دارالراية - الرياض
الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبوحاتم، الدارمي، البُستي مؤسسة الرسالة، بيروت
الشريعة : أبوبكر محمد بن الحسين بن عبدالله الآجُرِّيُّ البغدادي: دارالوطن - الرياض / السعودية
المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي : أبوالحسن نورالدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي: دارالكتب العلمية، بيروت - لبنان
موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان : أبوالحسن نورالدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (دارالكتب العلمية
مسند أبي يعلى: أبويعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (دارالمأمون للتراث - دمشق
فتح الباري شرح صحيح البخاري : أحمد بن علي بن حجر أبوالفضل العسقلاني الشافعي (دارالمعرفة - بيروت،
الترغيب والترهيب : إسماعيل بن محمد بن الفضل بن علي القرشي الطليحي التيمي الأصبهاني، أبوالقاسم، الملقب بقوام السنة (دارالحديث - القاهرة
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد : أبوالحسن نورالدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي: مكتبة القدسي، القاهرة
نضرة النعيم في مكارم أخلاق الرسول الكريم - صلى الله عليه وسلم : عدد من المختصين بإشراف الشيخ / صالح بن عبدالله بن حميد إمام وخطيب الحرم المكي: دارالوسيلة للنشر والتوزيع، جدة
شرف المصطفى : عبدالملك بن محمد بن إبراهيم النيسابوري الخركوشي، أبوسعد: دارالبشائر الإسلامية - مكة
الشفا بتعريف حقوق المصطفى : عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبوالفضل: دارالفيحاء - عمان
الخصائص الكبرى : عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي: دارالكتب العلمية - بيروت
المواهب اللدنية بالمنح المحمدية : أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبدالملك القسطلاني القتيبي المصري، أبوالعباس، شهاب الدين : المكتبة التوفيقية، القاهرة - مصر
سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد : محمد بن يوسف الصالحي الشامي) دار الكتب العلمية بيروت - لبنان
مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر : محمد بن مكرم بن علي، أبوالفضل، جمال الدين ابن منظور الانصاري الرويفعي الإفريقي: دارالفكر للطباعة والتوزيع والنشر، دمشق - سوريا
حضرت سید سخی سرور رحمۃ اللہ تعالی علیہ از حسیب القادری: اکبر بک سیلر لاہور پاکستان
سیرت پاک سید سلطان محمد شاہ المعروف حضرت سخی سرور از پیر سید ارتضی علی شاہ کرمانی: عظیم پبلشر لاہور پاکستان

انسائیکلو پیڈیا اولیاء کرام از صاحبزادہ مقصود احمد صابری (مطبوعہ عبداللہ اکیڈمی لاہور

)calcatta review,vol,(60), 1875,p78.north india notes and queeries ,vol 11

no feb 1893, p182

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی دیگر کتب

- اسلام اور عورت
- تاریخ اہل سنت
- وعظ کرنے والی انگوٹھیاں
- اسلام اور کھیل
- میلاد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
- قلم کا ادب
- میلاد سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
- میلاد سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
- اعلی حضرت اور سائنس
- کیا میلاد اور کرسمس ایک ہیں؟
- اسلامی معیشت
- طلع البدر علینا
- اپنے ایمان کی فکر کیجیے
- قربانی کے فضائل ومسائل
- غزوہ تبوک کا مبارک سفر
- صلوا علی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم
- تحفظ ناموس رسالت اور جانور
- منافقین اور ان کی صفات
- کتاب الصوم
- اعلی حضرت کے پسندیدہ کے واقعات
- مشکوۃ الجیلانی
- مسجد ضرار اور اس کے نمازی
- دی میسج فلم اور ایمان کا زوال
- صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام/کامل دو جلد
- دین میں سختی نہیں کا کیا مطلب ہے؟
- حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور عالمی انقلاب/کامل ۱۲ جلد
- کیا کسی کی اصلاح کے لئے اس میں موجود نیکی پر طعن کرنا ضروری ہے؟
- عبادات رمضان اور اہم مسائل
- فرانسیسی خناسوں کا اصلی چہرہ اور اہل اسلام کے نام اہم پیغام
- اللہ کے نام پر اپنی پسندیدہ چیز خرچ کرو
- عظمۃ حبیب الرحمٰن من تفسیر روح البیان
- کس دور کا مسلمان ترقی یافتہ ماضی یا حال کا؟
- کوڑا پھینکنے والی بوڑھیا کی حقیقت
- ترقی کی راہ میں رکاوٹ علماء یا لبرل؟
- سیاسی جماعتوں کے ایمان فروش ورکروں کے نام اہم پیغام
- حضور غوث اعظم بحیثیت محافظ ناموس رسالت
- مذہب کی آڑ میں سیاست کرنا کیسا؟
- میڈیا کے نام نہاد دانشور
- اذان حجاز
- مسئلہ ناموس رسالت پر جعلی مشائخ کی مجرمانہ خاموشی
- حاضری حرمین شریف اور سیلفی

مکتبہ طلع البدر علینا

جامع مسجد غوثیہ ماڈل ٹاؤن ملتان چونگی لاہور